188569

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188569
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—786—13-6-75—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 901 Accession No. U 1530

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

[illegible]

تاریخ ممالک چین

[illegible]

جو اقوام ممالک توابع مغفور چین ہیں سبکے حالات اسمیں مندرج ہیں

جسمیں ابتدا بعہد فان جنر نوح علیہ السلام آبادی ہوئی تا سنہ ۱۸۴۲ء کہ سلاطین خطا و انگلستان میں صلح ہوئی

تصنیف افصح اہل زمان ماہر علوم جیمز کارکرن صاحب مرحوم

اولاً عدالت دیوانی صدر کلکتہ کے مترجم عدیم المثل وبعد صدر عدالت دیوانی ممالک مغربی و شمالی کے رکن

مصنف جوہر اخلاق برگزیدۂ عالم شہرۂ آفاق

بتکمیل ضابطۂ ایکٹ بستم سنہ اٹھارہ سو سینتالیس عیسوی کے

بمطبع منشی نولکشور مجمع محاسن صوری و معنوی میں چھپی

بسنہ ۱۸۶۴ء

فهرست جلد اول تاریخ چین

ابواب	مضمون	صفحه
	دفتر اول	
پهلا باب	بیان حدود و عرصهٔ ملک چین وغیره	۹
دوسرا باب	بیان صوبهٔ پیچیلی	۱۱
تیسرا باب	کیانگ نان کے صوبہ کے بیان مین	۲۴
چوتھا باب	صوبۂ کیانگسی کے بیان مین	۲۹
پانچوان باب	صوبۂ فوکینگ کے بیان مین	۳۴
چھٹا باب	صوبۂ چی کیانگ کے بیان مین	۳۸
ساتوان باب	صوبۂ ہوکوانگ کے بیان مین	۴۷
آٹھوان باب	صوبۂ ہونان کے بیان مین	۵۰
نوان باب	صوبۂ شان ٹان کے بیان مین	۵۲
دسوان باب	صوبۂ شان سی کے بیان مین	۵۴
گیارھوان باب	چین سی کے صوبے کے بیان مین	۵۷
بارھوان باب	سی چواین کے صوبے کے بیان مین	۶۰
تیرھوان باب	کوان ٹان کے صوبے کے بیان مین	۶۴
چودھوان باب	کنواسی کے صوبے کے بیان مین	۷۰
پندرھوان باب	ین نان کے صوبے کے بیان مین	۷۲
سولھوان باب	کوئی چو کے صوبے کے بیان مین	۷۸
خاتمۂ دفتر اول	بیان مین بعض شئ اقسام حیوان و نبات وجماد سے جو نہایت عجیب ہین ..	۸۲
	دوسرا دفتر	
پهلا باب	فغفور کے دستور العمل کا بیان	۸۸
دوسرا باب	خطا کے امراے اہل قلم اور اونکے محکمات کے بیان مین	۹۳
تیسرا باب	سرداران فوج کا احوال	۹۵

ابواب	مضمون	صفحہ
چوتھا باب	افواج ختا کا احوال	۹۶
پانچوان باب	ختا کے صدور محکمون اور شاہنشاہی محتسبون کا بیان	۱۰۰
چھٹا باب	صوبون اور شہرون کی تھانہ داری کا احوال	۱۰۳
ساتوان باب	ختا کی قانون دیوانی کے بیان مین	۱۰۵
آٹھوان باب	فوجداری تقصیرون کی شرح اور اونکی سزا دینے کا بیان	۱۱۰
نوان باب	بیان مین معرفت حق پدری اور مادری کے اور تہذیب نفس اور تدبیر منازل اور سیاست مدن کے	۱۱۶
دسوان باب	ختائیون کے مذہب اور طریقت کے بیان مین	۱۲۷
گیارھوان باب	دستورات سلطنت ختا کے بیان مین	۱۳۹
بارھوان باب	زبان ختا کے بیان مین	۱۴۸
تیرھوان باب	ختائی عورت اور مرد کے لباس و پوشاک اور مکانات کی ساخت و آرایش اور باغات اور چمن وغیرہ کا بیان	۱۶۹
چودھوان باب	علوم اور حکمت ختا کے بیان مین	۱۸۳
پندرھوان باب	بیاہ کی رسوم اور لڑکونکی تربیت اور تجہیز اور تدفین اور ماتم اور غم کے بیان مین	۱۹۷
سولھوان باب	ختائیون کے فضائل اور رذائل کے بیان مین	۲۰۵

فہرست جلد اول تاریخ چین

ابواب	مضمون	صفحہ
	دفتر اول	
پہلا باب	بیان حدود و عرضہ ملک چین وغیرہ	۹
دوسرا باب	بیان صوبہ پیچلی	۱۱
تیسرا باب	کیانگ نان کے صوبہ کے بیان مین	۲۴
چوتھا باب	صوبہ کیانگسی کے بیان مین	۲۹
پانچوان باب	صوبہ فوکینک کے بیان مین	۳۳
چھٹا باب	صوبہ چی کیانگ کے بیان مین	۳۸
ساتوان باب	صوبہ ہوکوانگ کے بیان مین	۴۷
آٹھوان باب	صوبہ ہونان کے بیان مین	۵۰
نوان باب	صوبہ شان ٹان کے بیان مین	۵۲
دسوان باب	صوبہ شان سی کے بیان مین	۵۴
گیارھوان باب	چین سی کے صوبے کے بیان مین	۵۷
بارھوان باب	سی چوان کے صوبے کے بیان مین	۶۰
تیرھوان باب	کوان ٹان کے صوبے کے بیان مین	۶۴
چودھوان باب	کنزاسی کے صوبے کے بیان مین	۷۰
پندرھوان باب	ین نان کے صوبے کے بیان مین	۷۲
سولھوان باب	کوئی چو کے صوبے کے بیان مین	۷۸
خاتمہ دفتر اول	بیان مین بعض شئی اقسام حیوان و نبات و جمادات سے جو نہایت عجیب ہین ..	۸۲
	دوسرا دفتر	
پہلا باب	فغفور کے دستور العمل کا بیان	۸۸
دوسرا باب	ختا کے امرائے اہل قلم اور اونکے محکمات کے بیان مین	۹۳
تیسرا باب	سرداران فوج کا احوال	۹۵

ابواب	مضمون	صفحہ
چوتھا باب	افواج ختا کا احوال	۹۶
پانچوان باب	ختا کے صدر محکمون اور شاہنشاہی محتسبون کا بیان	۱۰۰
چھٹا باب	صوبون اور شہرون کی تھانہ داریکا احوال	۱۰۳
ساتوان باب	ختا کی قانون دیوانی کے بیان مین	۱۰۵
آٹھوان باب	فوجداری تقصیرون کی شرح اور اونکی سزا دینے کا بیان	۱۱۰
نوان باب	بیان مین معرفت حق پدری اور مادری کے اور تہذیب نفس اور تدبیر منازل اور سیاست مدن کے	۱۱۶
دسوان باب	ختائیون کے مذہب اور طریقت کے بیان مین	۱۲۰
گیارھوان باب	دستورات سلطنت ختا کے بیان مین	۱۳۹
بارھوان باب	زبان ختا کے بیان مین	۱۴۸
تیرھوان باب	ختائی عورت اور مرد کے لباس و پوشاک اور مکانات کی ساخت و آرایش اور باغات اور چمن وغیرہ کا بیان	۱۶۹
چودھوان باب	علوم اور حکمت ختا کے بیان مین	۱۸۳
پندرھوان باب	بیاہ کی رسوم اور لڑکونکی تربیت اور تجہیز اور تدفین اور ماتم اور غم کو بیان مین	۱۹۷
سولھوان باب	ختائیون کے فضائل اور رذائل کے بیان مین	۲۰۵

آزین کتاب جانفزا نشاط انگیست
کہ تار مسطر آن از بریشم چنگیست

تاریخ ممالک چین

جو اقوام و ممالک توابع فغفور ہین سبکے حالات اسمین مسطور ہین

جسمے دنیا بعد طوفان حضرت نوح علیہ السلام آباد ہوئی تا سنہ ۱۸۴۲ع کہ سلاطین ختا و انگلستان مین صلح کی بنیاد ہوئی

تصنیف فصیح زمان ماہر علوم جیمز کارکرن صاحب مرحوم

اولاً عدالت دیوانی صدر کلکتہ کے مترجم بے عدیل وبعد صدر عدالت دیوانی ممالک مغربی و شمالی کے وکیل

مصنف جوہر اخلاق برگزیدۂ عالم شہرۂ آفاق

بہ تکمیل ضابطۂ ایکٹ بستم سنہ اٹھارہ سو سینتالیس عیسوی

مطبوع مطبع منشی نولکشور مجمع محاسن صوری و معنوی سلمہ اللہ

سنہ ۱۸۶۴ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحبان غور و تامل علم تاریخ کو اکثر علوم پر اسواسطے شرف دیتے اور بہتر سمجھتے ہین کہ تجربہ کاری اور مردم شناسی کے ملک مین پہنچنے کی راہ ہے اور وہان کا سفر جسنے تھوڑا سا بھی کیا وہ کچھ ہو سکا کیونکہ دنیا کے کارخانون کی بے ثباتی اور اولاد آدم کی بدنہادی اور نیک صفاتی سے آگاہ ہوتا اور انقلاب روزگار سے عبرت حاصل کرتا ہے اور اکثر امور دنیوی مین ایسی آنکھ ہو جاتی ہے کہ تفرس کو قوت پیشین گوئی کی اور زبان کو توانائی فال بیانی کی حاصل ہوتی ہے اور قیاس کو عز و ملت کے باعث یہ ملکہ ہو جاتا ہے کہ سبب کے دریافت سے انجام کا حال آغاز حال مین کہہ دیتا ہے جیسا کہ اہل منطق صغریٰ اور کبریٰ سے نتیجہ نکال لیتے ہین اور نتیجہ سننے سے سبب کو معلوم کر لیتا ہے چنانچہ کسی ملک کے حکام اور امرا کے اطوار اگر مورخ کے روبرو بیان کیے جاوینگے تو غالب ہے کہ مآل حال کو بے تامل کہہ دیویگا سوا ان باتون کے مورخ کا علم موجب اپنی فرحت اور غیرونکی راحت کا ہے اسلیے کہ اہل دنیا کی عادات اور حرکات اور نیرنگی زمانے کی جو ہمیشہ دیکھنے اور سننے مین آتی اور نادانونکے دل مین حیرت اور افسوس کو پیدا کرتی ہے اوس شخص کو نئی اور اجنبی نہین معلوم ہوتی کیونکہ دنیا نے اپنی چال نہین بگاڑی اور آج کل کی باتونکی نظیرین سلف کے اختیار مین ملتی اور تسکین بخش ہین چنانچہ جس ناقدردانی کا شکوہ حافظ شیراز پانچ سو برس پیشتر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ

بیت ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند است * قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینیم * وہی حال اب بھی ہے اور قیامت تک رہیگا اور جو صیب و مربی پائیگا مزا کھائیگا اور کوئی ایسا ہی لاد لاعقل اور علم کا کیون نہو وہ فرزند دانش اور کمال انکو بچا چوسیگا اور کوئی نہین پوچھیگا کہ تم کس مرض کی دوا ہو الغرض مورخ کو تاریخ دانی عجب طرح کی تسکین بخشتی ہے اور اوسکی صحبت جوان اور پیر عاقل اور جاہل مفلس اور تونگر بد اطوار اور نیک کردار کو مفید ہوتی ہے اور غنیمت سمجھی جاتی ہے اور جب اوسکے پاس یہ لوگ جا بیٹھتے اور احوال تاریخ کا سنتے ہین تو کمسن کو عجائبات کے باعث سے افسانی کا مزا ملتا اور بوڑہے کو دو ایک ماجرا اپنے وقت کا مثال ہین یاد آتا ہے اور عاقل کو مادہ تصور کا جمع ہوتا ہے اور جاہل بیچارہ بھی اپنے ہمچشمون مین گپ ہینکنے کے لئے کچھ سیکھ لیتا ہے تونگر عبرت پاتا ہے جب کارخانجات دنیوی کی ناپایداری کا حال سنتا ہے اور مفلس کا درد مایوسی دور ہوتا ہے جب کسی نقل کے سننے سے دریافت کرتا ہے کہ بارہ برس مین گھورے کا بھی دن پھرتا ہے اور خدا اپنے بندیکو تنبیہاً دکھ دیتا ہے مگر ہمیشہ مایوس نہین رکھتا ہے اور بد اطوار خوف زدہ ہوتا ہے کہ دنیا بازار انتقام ہے جہان سودا دست بدست کا حساب ہے اور گناہ کا ثمرہ یہین پر ملتا ہے خصوص اوس قصور کا جو مردم آزاری سے علاقہ رکھتا ہے اور نیک کردار کو اپنی رفتار پسندیدہ دکھائی دیتی ہے جب یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحائف تاریخ کے مطالعہ سے خلایق ہمیشہ نیک کرداری پر تحسین اور بد اطواری پر نفرین کریگی حاصل کلام ہر شخص اپنے مذاق اور استعداد کے موافق مورخ کی صحبت سے لذت یاب اور بہرہ مند ہوتا ہے اور بڑا رتبہ اور بلند پایہ اس علم کا ہے جسکے وسیلے سے اتنی باتین حاصل ہوتی ہین لیکن ہزار افسوس کہ بعض اہل ہند جو اور علوم مین فضیلت پیدا کرتے ہین اوسکی طرف کم توجہی کی آنکھ سے دیکھتے ہین اور اس بات کو دل سے اوٹھا دیتے ہین کہ علم تاریخ سے لاعلم رہنا بہت معیوب ہے کیونکہ قطع نظر اور فوائد سے محروم رہنے کے صحبت اور ہمکلامی کے قابل وہ شخص نہین ہوتا جو اس کوچے کی سیر نہین کرتا ہے چونکہ بندے کو علماء ہندوستان سے محبت قلبی ہے اور اون بزرگوارون کے فیضان صحبت سے

اتنا ملکہ اس غیر زبان مین پیدا ہوا ہے کہ یہ عبارت سبنے ہندوستانی کی مدد سے لکھتا ہون لازم ہوا
کہ ایسی عنایت اور مرحمت کے عوض مین کوئی ایسا تحفہ اونکے نذر کرون کہ جسمین اگر دوسرا تکلف
نہ پایا جاوے تو اتنا تو ہو کہ نادر اور نایاب ہووے القصہ جسوقت کہ بازیچۂ گردون نے مجھے
اپنا تماشا دکھلایا اور دست تقدیر نے کلکتے مین دوبارہ پہونچایا اسی فکر مین تھا کہ ایک روز یہ ناچیز مصنف
جوہر اخلاق دانشمندون کی مجلس مین بیٹھا ہوا بوستان دانش کے پھولون کی بو سے دماغ عقل کو معطر
کر رہا تھا کہ اتفاقاً ادھر اودھر کی نقل اور حکایت اور اخبار اور روایت کے بیان مین کشور ختا کا
ذکر آیا اوسوقت ایک بزرگ نے فرمایا کہ چونکہ اوس مملکت بزرگ کی تاریخ عرب اور ایران اور ہندوستان
کی کسی زبان مین نہین لکھی گئی اس سبب سے ہندوستان کے علما معتبر کو بھی اونکے حال سے زیادہ وقفیت نہین ہے یہ سنتے ہی
میرے خیال مین آیا کہ اگر کوئی ایسی تاریخ تالیف کیجاوے کہ بر سبیل اجمال اوس ملک کے جزو کل حالات کو شامل ہووے
تو نہایت مفید اور مقبول خاص و عام ہووے اور اپنا دلی مطلب حاصل ہو کیونکہ ایسے تحفے سے
بہتر کہان میسر ہو کہ سلاطین کشور فضل و کمال کے حضور مین اوسی دیار کا یہ ادنی اور کم مایہ رعیت مثل
پیشکش حاضر کرے القصہ اس کتاب کی بنا ہوئی اور چونکہ ختا کا حال بالاجمال انگریزی زبان مین نہین ہے
اہل فرنگ کی دوسری زبانون مین جو راویون کی روایت اور سیاحون کی سیاحت کے حال مین مرقوم ہے
اونکا دیکھنا ضرور ہوا ورنہ نقشہ جو بندے نے اس تاریخ کا کیا ناتمام رہتا اور جزو کل کا بیان نہوتا الحمد للہ
کہ اب پہلی جلد چھپ کر اون بزرگوارونکے حضور مین پیش کی جاتی ہے جنھون نے اشتہار کے
چھپنے سے اپنا اپنا اسم مبارک خریدارون کے زمرے مین داخل کر کے راقم کو ممنون احسان
فرمایا تھا غرض چونکہ بموجب اوس اشتہار کے یہ چاہتا تھا کہ یہ جلد اول سال گذشتہ یعنے سنہ ۱۸۴۷ع کے
اکتوبر مہینے مین قالب طبع سے فارغ ہو کر جاری ہوتی اور وہ نہو کر اتنے عرصے کے بعد چھپی ہے
اس جہت سے سبب دیر اور توقف کا بیان کرنا واجب معلوم ہوتا ہے اور مختصر یہ کہ بعد چھپنے
اشتہار اور نمونہ کے عشرہ بھی نہین گذرا تھا بلکہ اکثر جگہ وہ پہونچا بھی نہ تھا کہ صدر دیوانی عدالت کے
حکام با احتشام نے راقم کو عہدہ مترجمی مین مقرر کیا اس سبب سے فرصت کی قلت ایسی ہوئی کہ بجز

صبح اور کئی گھنٹے شب کے دوسرے وقت مطلق موقع نہ ملا کہ توجہ اسکی طرف کی جاوے فسانہ
لکھنا ہوتا تو تمام دن کی سرکاری محنت کے بعد اوسکی تصنیف مین صرف اوقات شغل حیرت زادہ
تصور کیا جاتا کیونکہ قصہ کہنا اور صرف لطافت اوسکے بیان مین کرنا دشوار نہین ہے مگر تاریخ نویسی
کچہ چیز ہی اور ہے اگر یہ کتاب کسی اور زبان سے صرف ترجمہ اردو مین ہوتی تا ہم کوئی ایسی زیادہ
مشکل پیش نہین آتی کیونکہ جس حال مین کہ اصل سامنے رکھی رہتی ہے تو بعینہ ترجمہ مطابق اوسکے ہوتا ہے
اور تلاش اور جستجو کی حاجت یا دوسری کتابونکے دیکھنے اور اونکے ساتھ تقابل و مواجہہ کرنے اور
بالکل کی روایتون کو تطابق دینے یا غور و تامل کرنیکی ضرورت نہین ہوتی ہے غرض اس تاریخ
کی ترقیم کی یہ صورت ہوئی کہ باوجودیکہ راقم کو تاریخ نویسی کا مادہ موجود تھا کیونکہ ایام طفلی سے شوق
اس علم کا رہا ہے لیکن با اینہمہ جب قصد مملکت ختا کی تاریخ لکھنے کا مصمم ہوا تو اٹھائیس تاریخین معتبر
کتی زبانون مین جنکی بیانوے جلدین ہین جمع کی گئین اور شروع سے آخر تک بالکل کو ساتھ نہایت غور
تامل کے ایک دفعہ دیکھکر ملاحظہ ثانی کرتے وقت سب جتنے مقامات قابل یاد کے تھے اونکا خلاصہ
لکھہ لیا گیا اوسکے بعد تمام مادہ اصل اور فرع مین تقسیم کیا گیا اور اوسکی تحریر شروع ہوئی الغرض اس
تاریخ کو ترجمہ نہین کہنا چاہیے کیونکہ اس وضع کی کوئی کتاب مملکت چین کے حالات کے بیان مین
کسی زبان مین نہین ہے محنت جو اس تاریخ مین راقم نے کی ہے اگر نصف کا حال بیان کیا جاتے
تو وہ لوگ جو تاریخ نویسی کی دقت سے واقف نہین حمل لاف زنی پر کرینگے لیکن چونکہ اہل خرد
کے نزدیک حقوق کے اظہار مین اگر کوئی لفظ افتخار کا آوے معیوب نہین ہے اسوجہ سے جرأت
متوافق کہدیہ کہنے کی ہوتی ہے کہ تحریر کیوقت کوئی امر بے تمام تاریخون سے رجوع کرنے اور اکثر
مین تطابق پانیکے نہین لکھا گیا اور جو بات کہ باوجود بعض تاریخون مین مذکور ہونیکے خلاف قیاس
کے معلوم ہوئے درج نہین کی گئی اور جس صورت مین کہ راقم نے ویسی بات کو لکھا تو ساتھی اوسکے
سبب اپنے شک کا لکھا ہے تاکہ اگر کسی دوسرے کی عقل مین وجہ اوس امر کو معتبر سمجھنے کی باوجود راقم
کے شبہہ کرنیکے ملے تو مجال فکر اور غور کرنیکی باقی رہے الغرض جب فرصت کا وہ حال اور محنت کا

کا یہ طور ہووے تو شکایت کی جا نہین ہے کہ اتنا عرصہ ہوا بلکہ بعض دوست جو راقم کے عمدہ
مترجمی کے کثرت کار سے واقف ہین اونکو تعجب یہی ہے کہ کیونکر اتنی بڑی تاریخ اس قلیل فرصت
مین بغیر کسی شخص کی مدد کرنیکے لکھی گئی یہانتک کہ چھاپے کیوقت طبع کی صحت بھی جو اکثر دفع
دوستون سکے ذمے یا چاکرون کے سپرد اہل تصنیف اور تالیف کرتے ہین راقم سے بالکل متعلق رہی ہے
ذیل مین ذکر دونون جلدون کے مادہ کا مندرج ہے اور اوسکے ملاحظہ سے معلوم ہوویگا کہ نام اس
کتاب کا اختصار کے لئے صرف تاریخ **چین** رکھا گیا ہے والا تاریخ کے سوا اوس مملکت با عظمت
کی بالکل حقیقت اور جغرافیا ہر شہر اور پرگنہ اور ہر صوبے کا ساتھ تصریح کے مرقوم ہے یہانتک
کہ ختائیون کی زبان جو اسقدر رادق ہے اوسکی حقیقت اور حاصل کرنیکا طریق بیان مین آیا ہے
حالانکہ تاریخ نویسی سے اور ان سب باتونسے زیادہ نسبت نہین ہے جلد اول مین دو دفتر ہین پہلے
دفتر مین ختا کے پندرہ صوبون کا جدا جدا بیان ہے اور ہر صوبے کے نفس حیوانی اور نباتی اور
جمادی کا احوال اور ہر شہر کی تجارت اور خرید و فروخت اور عجایبات طبعی اور صناعی کا ذکر
اور ہر صوبے کے زمین کی خاصیت اور قابلیت اور زراعت کی حقیقت اور اوسکے باشندون کی طبیعت اور جبلت اور اونکے
علم و ہنر کا بیان ہے سوا اسکے فغفور ختا کو ہر صوبے سے جو آمدنی کہ محصول اجناس تجارت
اور خراج زمین اور محاصل ملک سے ہے سبکا حساب اس کتاب کے پہلے دفتر مین تفصیلاً لکھا گیا ہے
سوا ان باتون کے بہت سے جزویات کی خبر دی جاتی ہے جسکا فقط اشارہ اگر کیا جاوے تو یہ
فہرست زیادہ طول کھینچے اور اپنی حد سے گذر جاوے پہلی جلد کے دوسرے دفتر مین نظام ملک
اور بند و بست سلطنت کا احوال بالتفصیل ادنے سے ادنے عہدہ دار کے اختیار سے درجہ بدرجہ
فغفور کے دستور العمل تک ساتھ شرح اور تفسیر کے مندرج ہے اور چھہ محکمے جو امرا اور وزرا کے
ہین سبکی حد حکومت کہانتک ہے اور آئین سلطنت اور ضوابط عدالت دیوانی اور فوجداری
سبکی خبر بہ تفصیل تمام اسمین مذکور ہے علاوہ اسکے ختائیون کے بالکل رسومات کتخدائی اور تجہیز
اور تدفین اور مہمانیون کے دستور اور کورنش اور صاحب سلامت کے قاعدے صفحہ

بیان پر تفصیل وار مکتوب ہین پہوا ان حالات کے ختائیون کے علوم او فنون اور مذہب
اور حکمت عملی کے تینون بات تہذیب اخلاق اور تدبیر منازل اور سیاست مدن جو اس ملک
ختم ہین اور علم ریاضی کے تمام اصول یعنے چارون فن ہندسہ اور حساب اور ہئیت اور موسیقی
اور علم ریاضی کے فروع یعنے علم جر اثقال اور جر الماء و نیرنجات وغیرہ سبکا احوال اسی
دفتر مین درج ہے اور فغفور کی افواج خشکی اور بحری اور کوتوالی و ضبط و ربط کا ذکر ساتھ تفصیل
کے کیا گیا ہے اور خاتمہ دفتر دوم کا ختائیونکے فضائل اور رزائل کے بیان مین ہے مولف
کی دانست مین کوئی بات ادنی اسی جزویات سے بھی جو قابل بیان کے دکھائی دی ہے
نہین چھوٹی اور غالب ہے کہ جو بزرگوار ان دو دفترون کو ملاحظہ کرینگے وہ کشور ختا کی حالات اور
دستورات اور تکلفات اور عجائبات سے اسقدر واقف ہووینگے کہ بدون تکلیف سفر و رنج
سیاحت ملک ختا کی سیر اپنی آنکھون سے کرینگے غرض پہلی جلد مین یہ دو دفتر مرتب ہین اور
دوسری جلد جو سال آینده مین چھپیگی اوسمین تین دفتر مرتب ہین اور پہلے دفتر مین ختا کے
بادشاہون کا تذکرہ حضرت نوح کیوقت سے سنہ ۱۸۶۲ع تک ہے اور اوس قدیم ایام یعنی نو آبادی
دنیا سے آج تک ہر فغفور کی عادات اور حرکات و سکنات اور مملکت ختا کی حالات ہر ایک کے
عہد دولت مین شرح دار بیان ہے اور اس دفتر مین تاریخ کے سوا پند نصیحت موقع موقع پر
قلمبند ہے تاکہ کم سن اور ناتجربہ کار پڑھنے والون کو راہ دنیا داری کی معلوم ہووے اور
اسی خیال سے فغفورونکے خانوادون کی ترقی اور تنزلی کے اسباب بالتفصیل مرقوم ہین اور
اس جلد کے دوسرے دفتر مین ملک ختن اور تبت اور ماچین اور جتنے ملک اور جزائر کہ
باج گذار یا فرمان بردار ملک ختا کے ہین سبکا ذکر نہین چھوٹا ہے اور تیسرے دفتر مین اوس
لڑائی کا احوال ہے جو ختائیون اور انگریزون مین بالفعل ہوئی ہے الغرض اس فہرست کے
ملاحظہ سے اصل حقیقت اس تالیف کی ظاہر اور یہ بات سب پر ظاہر بیشک ہوگی کہ کسقدر
محنت اور سعی سے یہ نسخہ مرتب ہوا اور اتنی باتونکا مجموعہ بنایا گیا کہ اسکے دیکھنے سے

علمای ہندوستان کی لاعلمی ملک ختا کے باب مین باقی نہین رہیگی اور کوئی خبر ضروری
دانست کے احاطے سے باہر نہین چھوٹ جائیگی لیکن اگر میرے اتنے خون جگر کھانیکے
بعد بھی کوئی امر قابل الذکر سہواً و خطاءً مندرج نہوا ہو اور ارباب ادراک کو یہ تاریخ چین اس
کمترین کی خطا پر چین بر جبین کرے تو عذر بندے کا یہی ہے مصرع کہ ہیچ نفس بشر
خالی از خطا نبود ❖ پس کشور ختا کے بیان مین جو خطا واقع ہوئی ہو عطا سے اوسکو معاف فرماوین

تاریخ چین

دفتر اول

باب اول

چین تاریخ دانی کے فغفورون پر واضح ہے کہ ایام قدیم سے مملکت وسعت آگین چین کا نام اور وہان کی صنعت اور حکمت کا شہرہ تمام ہر اقلیم مین تھا لیکن بسبب نہ ہونے راہ و رسم اوس ملک کے لوگون سے کوئی عقدہ وہان کے نقیر و قطمیر کا کبھی کسی پر نکھلا اور جو کچھ کہ احیاناً کہین ظاہر بھی ہوا تو لوگ اوسے فسانہ عجیب اور حکایت غریب سمجھے یہان تک کہ عاقل اوسے باور نہین کرتے تھے اور اہل خبرت اوسپر کان نہین دہرتے اور چونکہ اہل خطا اجنبی کی صورت سے نفرت کرتے اور خود بھی خطاء اجتہادی سے کسی اقلیم کی سیر کو بے کیفیت سمجھتے تھے اس لیے اپنے ملک کو جس طرح لشکر کے قلب مین پادشاہ ہوتا ہے عین ناف زمین مین واقع جانکر بلقب چنگوی یعنی سلطنت درمیانی نامزد کرتے اور کہتے تھے کہ اونکے ملک کی چارون طرف اور سب ولائتین مثل جزائر کے اس بے حقیقتی کے ساتھ واقع ہین جیسے آفتاب کے گرد ستارے غرض غرور اور جہل اس خیال کے باعث تھے پر جب تجارت کے وسیلے سے اہل خطا کو عرب اور فرنگستان کے لوگونسے راہ و رسم پیدا ہوئی اور اون ملکون کی خوبیان اوس دیار مین مشہور ہوئین جب اونکی یہ کج فہمیان دور ہوئین **لمؤلفہ**

ہنر پر نہ بھول اپنے اسے پر ہنر	کہ توسے ہے ہنر سے بھی بہتر ہنرور
گلستان مین ہین پھول اقسام کے	مگر ایک سے ایک ہین کام کے

ہے مہتاب ہرچند عالم فروز	ولے بے حقیقت ہے ہنگام روز
چہ خوش گفت گوینده نیکمرد *	خدا پنج انگشت یکسان نکرد *

الغرض چین کا نام جو اکثر زبانون مین اندک تغیر اور تبدیل کے ساتھ مروج ہے ختن والون سے سننے مین آیا اور بعض خطائی مورخون نے یہ بھی مذکور کیا ہے کہ فغفور چینگچی ہونگٹی نے بنگالے کی طرف ایک جنگی بہر بھیجی تھی اور وہ بہر جن ملکون سے گئی وہان شہرت اوسکے نام کی پھیلی لیکن بنگالے کی کسی تاریخ کی کتاب مین اوسکا ذکر نہین ہے اور نہ کسی تذکرے مین اسکا مذکور ہے اور قیاس سے بھی دور ہے کہ وجہ تسمیہ کا شہرہ اس جہت سے ہوے غرض یہ امر واقعی ہے کہ اوس مملکت عظیم الشان کا نام ونشان ہمیشہ سے نزدیک و دور مشہور ہے چنانچہ ایام قدیم سے حکمت چین اور حجت بنگالہ عوام الناس مین ضرب المثل ہے خاص ملک چین کی سرحد شمالی پر ملک تاتار واقع ہے اور مشرق پر بحر چین اور مغرب کوہستان اور صحرا اور بیابان تبت اور جنوب مین بحر محیط اور ملک ٹانگین اور ختن اور دیوار خطا سے سمندر تک جو شمالی اور جنوبی سرحد ہین خاص ولایت چین قریب آٹھ سو کوس طول مین اور مشرقی سمندر سے سرحد تبت تک ساڑھے سات سو کوس عرض مین ہے مگر فغفور کی عملداری کی وسعت اس سے کہین زیادہ ہے اور دفعتہ بیان مین نہین آسکتی اور اوسکا حال تفصیلاً آگے چلکے کھلیگا انشاء اللہ تعالی اور یہان اتنا ہی کافی ہے کہ اسکندر رومی اور دارا اور قیصر کے تابعدار اتنے بندۂ خدا کبھی نہین تھے اور نہ اس وسعت کا ملک اونکے زیر فرمان تھا اور نہ کسیکی سلطنت کو ایسا قیام ہوا جیسا کہ اس جہان حادث پر حوادث مین مملکت خطا کو دوام ہوا * **مثنوی لمولفہ** دلا ملک دنیا پہ مت جی لگا * کہ پل بھر مین سب کچھ یہ ہوگا فنا * نہ دارا رہا اور نہ وہ داوری * نہ وہ حشمت و جاہ سکندری * نہ قیصر رہا اور نہ قیصر شہی * نہ وہ ملک فیروزی و فربہی * کسیکا نہ ٹھہرا یہان پر قدم * نہ کاؤس و کسری نہ خسرو نہ جم * ہے ملک خطا گرچہ ایکحال پر * مگر اعتماد اوسپہ ذرہ نکر * اگر آسمان کینہ جوئی پہ آئے * تو دم بھر مین کچھ اور ہی کر دکھائے *

جہان اے برادر نماند بکس ✤ دل اندر جہان آفرین بند و بس ✤✤

باب دوم

بعضے مورخ خطا کے ملک کو پندرہ صوبون مین اور بعض سولہ اور بعض اٹھارہ مین تقسیم کرتے ہین لیکن اس اختلاف سے کچھ قباحت واقع نہین ہوتی ہے کیونکہ ہر شخص نے اپنے تحقیق کے اعتبار سے روایت کی ہے لیکن جن لوگون نے ان باتون مین تردد کیا اونھون نے یہ کہا ہے کہ درحقیقت اوس سلطنت باعظمت کی قسمت پندرہ صوبون مین کرنی درست ہے

پہلا صوبہ پیچلی کہلاتا ہے اور دارالامارہ پیچین اوسمین واقع ہے جب سردار تاتار کا دور وہان ہوا اوس پادشاہ نے اس سوچ سے وہان بود و باش اختیار کی تا کہ اپنے وطن سے قریب رہے اور اگر خطائیون کا بلوہ عام ہووے تو اپنی سرحد تک پہنچ جاوے غرض جب اوسکی سلطنت کو استحکام اور قیام ہوا اور خوف شاجب بھی بیت السلطنت کی تبدیلی نہوئی مگر موسم گرما مین فغفور واسطے تفریح طبیعت اور کسب راحت کے شہر جی ہول واقع سرحد تاتار مین جاتے ہین اور وہان کی سرزمین نزہت آئین اور آب و ہوائے معتدل فرحت آگین سے حظ اوٹھاتے اور شکار کھیلا کرتے اور جاڑون کی آمد آمد تک رہ کر پھر دولت سرائے پیچین مین تشریف لاتے ہین پس اس صوبے کے شمال کی جانب دیوار خطا اور جنوب مین صوبجات شانٹون اور ہونان اور پورب کی سمت سمندر اور پچھم کی طرف صوبہ شان سی کے پہاڑون کی قطار واقع ہے اور زمین یہان کی بے نشیب و فراز مثل کف دست کے برابر ہے اور چونکہ ریتی بہت ہے اور آفتاب کی تمازت بشدت ہوتی ہے اس لیے مثل زمین اور صوبجات کی تیز اور زرخیز نہین ہے پھر بھی چاول کی فصل اچھی ہوتی ہے غرض اگر اس صوبے مین دارالسلطنت نہوتی تو تین کرور اسّی لاکھ باشندے جو یہان بود و باش کرتے ہین اونکی غذا کی صورت ایسی ناقص اور ناقابل زمین سے میسر نہوتی لیکن چونکہ پیچین کا شہر پایہ تخت اور ساری مملکت کی تجارت کا مرجع ہے اور تجار

اور بیپاریون کا مجمع اور بوسیلہ دریا بخصوص بذریعہ نہرون کے وہان تک پہنچنے مین
دقت اور کلفت کم ہوتی ہے اس سبب سے پیچیلی کے لوگ قحط کی صورت بدخوابی مین بھی
نہین دیکھتے ہین ۞ اس شہر کے باشندے صاحب علم یا اہل حرفہ کم نکلتے ہین لیکن لڑائی بھڑائی
کے قابل خوب ہوتے اور دونون قوتین جو سپاہی کو لازم ہین اور بدون اونکے سپاہگری
مین خامی اور ناتمامی رہتی ہے یہان کے باشندون مین پائی جاتی ہین یعنے طاقت جسمانی
اور قوت طبعی کیونکہ اگر پہلی قوت نہووے تو لڑائی کی ضروری ورزشون مین قصور پایا جاوے
اور دھاوا مارنے اور کشش و کوشش کرنیکی توانائی نہووے اور دوسری قوت جب تک
نہین ہوتی ہمت اور جفاکشی اور بھوک پیاس کی شدت کی برداشت اور میدان جنگ
مین زخمون سے بغلگیری اور موت سے چارچشمی کرنی غیر ممکن ہوتی ہے الغرض پیچیلی کے
باشندون مین یہ دونون قوتین ہین اور جنگ و جدل کی طرف طبیعت اونکی بہت میلان
کرتی ہے لیکن کسب علم مین توجہ کم ہوتی ہے ۞ دارالامارہ پیچین کا شہر بہت بڑا ہے اور
اوسکی شکل مربع مستطیل نوکوس کے عرصے مین ہے اور شہر پناہ کی دیوار بیس ہاتھ سے زیادہ
اونچی اور زیر دیوار ایک چوڑی اور گہری کھائی کھدی ہوئی ہے اس دیوار کے اوپر ستر ستر
گز کے فاصلے پر چارون طرف برج ہین اور اونکی بلندی دیوار سے ستائیس ہاتھ اونچی ہے
اور ہر برج کے دو طبقے ہین پہلے مین توپین چنی ہوئی ہین اور دوسرے طبقے مین پہرچوکی کے
سپاہی رہتے ہین ۞ شہر پناہ کی دیوار کی نیو سترہ ہاتھ چوڑی ہے اور فصیل کے اوپر اتنی ہے
کہ بارہ سوار ملے ہوے اوسپر گھوڑا دوڑا سکتے ہین جسوقت کوئی مسافر فرنگستان کے کسی
شہر کے قریب آن پہنچتا ہے تو بڑی عمارتین شاندار اور گرجون کے منار دور سے دکھائی
دیتے ہین اور علی ہذا القیاس اہل اسلام کے شہر چنانچہ قسطنطنیہ کے نزدیک جب آدمی پہونچیگا
مسجدون کی گنبدین اور بالاخانون کی چھتین اور منارون کی چوٹی پہلے دکھائی دیوینگی مگر
پیچین کا حال اسکے برعکس ہے یعنے جب تک شہر پناہ کی دیوار اور ڈیوڑہیان طے نہین ہون

ایک حویلی کی صورت دکھائی نہین دیتی اور سارے شہر مین ایک بھی ایسی عمارت نہین ہے کہ جسکی بلندی شہر پناہ کی دیوار سے زیادہ ہے اور اگر تیر بھر کے فاصلے سے کسی شخص جنب کو شہر پناہ کی دیوار باہر سے دکھائی دیجاوے تو یہ سمجھے کہ کسی میدان وسیع مین دیوار کھینچی ہوئی ہے اور بڑے بڑے برج تو پخانون کی مانند جگہ بجگہ بنے ہوے ہین لیکن جسوقت صدر دروازے کے اندر قدم رکھیگا تو شہر بارونق اور پرتکلف دکھائی دیگا بیچ شہر کے بیچ مین سے ایک چوڑی سڑک گئی ہے اور دو رویہ دوکانین ہین جسمین ہزارون طرحکی جنس تجارت کی چنی ہوئی ہین اور ہر دوکان کے سامنے اقسام رنگ کے فیل پائے کوتی سنہرے کوئی روپہلے صیقل کئے ہوے اور اوپر اوسی دوکان کی چیزون کی فہرست اور بیچنے والون کی طرف سے اونکی تعریف لکھی ہوئی ہوتی ہے اور دوکانون کی دیوارین اقسام طرحکے رنگ سے رنگی ہوئین ہین اور ہر پیل پائے پر جھنڈیان طرح بطرح کی اوڑتی رہتی ہین اور حقیقت یہ ہے کہ بازار کے دونون سمت کیفیت باغ وبستان موسم بہارستان کی سی پائی جاتی ہے **مثنوی**

دوکانین قطعدار ہر سو بنین ✤ قرینے سے انواع چیزین چنین ✤ کسی سمت میونکا بازار ہے
✤ کسی جا پہ پھولون کا انبار ہے ✤ مٹھائی کی دوکان پہ یکسر ہجوم ✤ مگس شہد پر جیسی کرتی ہے
جھوم ✤ مٹھائی جو فرہاد لب پہ دھرے ✤ تو شیرینی سے دل اپنا کھٹا کرے ✤ کوئی
سرخ رو یان ہے بیچتا ✤ رگ تان سے جان ہے اینچتا ✤ جہان عطر والون کی دوکان ہے
تو پھر وہان عطر دل و جان ہے ✤ کھلونے عجائب دھرے یکطرف ✤ غم دل جسے دیکھ
ہو برطرف ✤ جواہر کی دوکان پہ ایسی چمک ✤ کہ خود جوہرون مین نہین وہ دمک ✤ کہین
اطلس چین کی پوشاک ہے ✤ کہ شائق کا دل اوسپہ صد چاک ہے ✤ ہوتی شب تو پھر ہے
عجائب سما ✤ کہ یکسر منور زمین آسمان ✤ غرض خوبیان ایسی اسے دو بین ✤ نہو کیونکہ آخر
ہے بازار چین ✤ غرض جتنی چیزین دوکانون مین چنی ہوئی ہین اون مین سے تا بدست
بنانے والون کے صندوق مین جو تکلف ہوتا ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ تمام

مملکت ختا مین اس پیشے کے لوگ کثرت سے ہین اور مردون کی قدر و تعظیم جو ختا مین
کی جاتی ہے روے زمین پر کہین نہین ہوتی اوسکا حال شرح وار دوسرے دفتر مین بیان
ہوگا پیچپین کے شہر کی دو تقسیم کی گئی ہے ایک کا نام ختائی شہر اور دوسرا تاتاری شہر
کہلاتا ہے اور مورخون مین اختلاف ہے کہ کس عہد مین یہ دو تقسیمین شہر کی ہوئین بعضون
کی روایت یہ ہے کہ جب اس ملک مین مغلون کی سلطنت سنہ ۱۲۸۰ء تیرہ سو صدی مین قائم ہوئی
اوس قوم کے جتنے لوگ تھے اہل چین سے الگ ایک جگہ جدا بود و باش کرنے لگے چونکہ
اوس محلے کی عمارتین اونھون نے بنائین تھین اس لیے اونکا مسکن اونکے نام سے
نامزد ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ جب مانچو تاتار کا دور ہوا جن کے خاندان مین بالفعل وہانکی
سلطنت ہے اون کے رہنے کے لیے شہر کا ایک قطعہ ختائیون سے الگ مقرر ہوا
اور وجہ تسمیہ یہی ہے کہ پیچپین کا نصف شہر تاتاری کہلاتا ہے او ایک دیوار اونچی اور
چوڑی اوسکے چارون طرف کھینچی ہوئی ہے تاکہ علحدگی صاف معلوم ہو اور یہ حصہ
پیچپین کے شہر کا نہایت آراستہ اور پیراستہ ہے + دار الامارة کے شہر کی راہین چوڑی
اور سنگی بنی ہوئین اور دوکانین بوقلمون ساتہ آرایش گوناگون کے سجی ہوئین ہین لیکن گلی
کوچے کا حال تباہ ہے یعنے بیشتر مقام پر بسبب تنگی کے صرف ایک آدمی کے جانیکی راہ
ہے اور کہین کہین ایسی تنگی ہے کہ اگر راہ چلنے والے دہنے بائین ہاتھون کو پھیلائین تو دونو
پہلو کے مکانات چھو جائین اور چونکہ گلیان کچی ہین گرمیون مین گرد و غبار سے اور
برسات مین کیچڑ سے لوگون کو سخت حیرانی ہوتی ہے + شہر کے نو دروازے نہایت شاندار
اور اون مین سے جنوب کیطرف تین قریب قریب واقع ہین اور بیچ کا دروازہ فغفور کے
رہنے کے قصر عالی اور محل سرا اور دیوان خانے او محکمات سلطنت کا ہے اور یہ سب
عمارتین ایک جا پر ہین بلکہ فغفور کے ہر طرح کے علاقہ دار اوسی ایک دیوار کے احاطہ مین
رہتے ہین اور اوسی عرصے مین جو اڑہائی کوس کا ہے سارا کارخانہ نظام و انتظام مملکت

اور سند وبست ولایت کا دولتخانہ فغفور کا واقع ہے ہر چند کہ یہ جگہ مین شہر کے درمیان ہے پر صناعی اور کاریگری کی بدولت باغ اور صحراؤن کی فضائیت اور سبزہ اور آب وہوا کی کیفیت وہان حاصل ہے چنانچہ ایک نہر فغفور کے دولتخانے سے نکلی ہے جو آب زلال سے ملبب بہتی ہے اور دونون کنارے کی زمین مین کسیطرف سبزی کی لہک اور کہین پھولون کی مہک کسی جا رنگت گل کا ڈہڑ ہاپن اور کسی جانب ریحان اور سنبل سے کیفیت چمن ادہر پانی کی لہر سے دل لہراتا اودہر سبزے کی بہار سے جی بھر جاتا نہر مین پانی کا زور درختون پہ چڑیون کا شور ادہر ٹیلے کا مزہ اور اودہر دامن کوہ کی فضا غرض عجب طرحکی کیفیت تمام ہر صبح وشام حاصل ہے کہ جسکی تعریف مین کلام نجیون کے بھی خام ٹھہرتے اور بیان کاملون کے نام دہرے جاتے **نظامی** سوادش زبس سبزہ ومشک بید * چو باغ ارم منبتش صد امید * بہشتی شدہ بیشیہ پیرامنش * دگر گوشہ بستہ بر دامنش * ز تیہو و دراج و کبک و تذرو * نیابی تہی سایہ بید و سرو * گرایندہ بومش بر آسودگی * فروشستہ خاکش ز آلودگی * ہمہ سال ریحان او سبز شاخ * ہمیشہ درو ناز و نعمت فراخ * زمینش بآب زر آغشتہ اند * توگوئی در وزعفران کشتہ اند * خرامندہ بر سبزۂ آن زمین * خیالی نیابی بجز خرمی *
اور لطیف تر یہ ہے کہ اون سب تکلفات پسندیدہ مین بیساختہ پن پایا جاتا ہے اور اس بے تکلفی مین بھی ایسا تکلف ہے کہ اوسکی تعریف ہو نہین سکتی کیونکہ کمال تقلید کا یہ ہے کہ ہو بہو اصل معلوم ہووے اور یہ بات اس چاردیواری کے درمیان اتنی پائی جاتی ہے کہ کسیکو یہ تمیز نہین ہوسکی کہ لق ودق شہر کے اندر دہات اور صحرا کی کیفیت فقط حکمت اور صنعت کے روسے میسر ہے بلکہ ظاہر اسباب سے یقین یہی ہوتا ہے کہ ایک صحرا مین عمارتین بنائین گئی ہین اور کئی بڑی بڑی جھیلین اسمین کھدی ہوئی ہین جسکی خوبیان قابل دید وشنید ہین القصہ ان جھیلون کے درمیان جو صناعی جزیرے بنے ہوئے ہین اون پر فغفور کی مجلسرائین اور دولت خانے ایسے موقع کے ساتھ واقع ہین کہ اونکے اوپر سے

بھجر ایک ہی نگاہ کے دریا اور صحرا اور کہسار اور باغ اور چمن اور سبزہ زار اور جہان کے تمام مناظر حسنہ کی کیفیت معلوم ہوتی ہے غرض جب دفتر دوم مین چین کے باغون کی حقیقت بیان ہوویگی اس جگہ کی کیفیت تحریر مین آئیگی ٭ شہر پیچین مین بیس لاکھ سے زیادہ باشندے ہین بلکہ بعض راویون کی روایت ہے کہ تیس لاکھ ہین غرض ان حساب کو وہ شخص مبالغہ نہین سمجہیگا کہ جو اس شہر مین ایکدفعہ بھی پھرا ہوگا خلاصہ یہ کہ اوس نو کوس کے دایرے مین ایک خطائی عورت کی صورت نہین دکھائی دیتی ہے اور صرف مردون کی اسقدر کثرت ہے کہ شانے سے شانا چھلتا ہے اور جسطرح جسے دوسرے ملکون مین میلے ٹھیلے کے دنون مین جمعیت ہوتی ہے اور جگہ کی تنگی کے سبب ایک دوسرے پر گرا پڑتا ہے پیچین مین ہر روز ویسی ہی کثرت ہے اور جب کہ اس کثرت مین بجز چند مستورات تاتار کے کسی اور عورت کی صورت دکھائی نہین دیتی تو قیاس کے لئے کافی ہے کہ زن و مرد ملا کے کتنی خلقت ہوگی کیونکہ بجز تبت کے جہان خلقت مرد کی عورت سے سہ گونہ زائد ہے ہر ملک مین عورت کی کثرت مرد سے زیادہ ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ دہان بھی مستورات ذکور سے زائد ہونگی غرض جب کہ سواری پادشاہی امرایا شہر کے کبرا کی جلوس کے سات شہر مین نکلتی ہے اوسوقت خلق کی ایسی بھیڑ ہوتی ہے جسطرح چونٹیان ماند سے نکلتین ہین اب یہان کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایام قحط مین اس شہر مین بڑی تباہی ہوتی ہوگی کیون کہ جس صوبے مین اتنے لوگ ہون اور وہان اناج کی پیدایش مطابق خرچ کے نہو تو پھر وہان کی تباہی کا کیا پوچھنا ہے لیکن اوسکا جواب یہ ہے کہ فغفور نے ہمیشہ کے لیے ایسا بندوبست کر رکھا ہے کہ اگر آٹھ برس تک بھی برابر قحط رہے تو پیچین اور چارون گرد کی بستیون کے باشندون کو سرکار سے برابر خوراک پہونچائی جا سکتی ہے غرض اس فیاضی کا حال آگے چل کے کھلیگا خصوص دفتر دوم مین اسکا بیان تفصیلاً مرقوم ہے ٭٭ مانچو کی قوم سے ایک سردار تاتار ذی شعور عالی وقار کو پیچین کے شہر کی کوتوالی کا عہدہ ہے اور پادشاہی

انبار خانے اوسیکے سپرد ہین جو قحط کے اندیشے سے ہمیشہ ذخیرون سے معمور رہتے ہین
اور دارالامارۃ کے اطراف مین بڑے بڑے دس شہر ہین جن مین چانول کے گولے بہت
ہین اور اورون کو بھی معمور رکھنا اوسی سردار کے ذمے ہے غرض سچ تو یہ ہے کہ اور کسی
اقلیم کے پادشاہ کو قبلہ عالم کا لقب اتنا زیب نہین دیتا ہے جسطرح خسا کے شہنشاہ کو کیونکہ
اپنی رعیت کی پرورش اور اونکی بہبودی کے لیے کوشش کرنے کو سب کامون سے مقدم
اور سب مہمون سے اعظم جانتا ہے اور قحط سالی کے ایام مین انبار خانے کے دروازے
وارستے ہین اور لوگ فکر اذوقہ سے رہا اور سب طرحکا خراج اور خزانہ کی اس سر کا فیض آثار
سے معافی ہوتی ہے اور فغفور والاشعور یہان تک اپنی رعیت کے ساتھ فیض خاوندی
سے پیش آتا ہے کہ خالق کی خنگی کے آثار مخلوق کے دامن دل پر غبار تک نہین لاتے **
پیچین کا ناظم باوجود اس جاہ وجلال کے شہر کو توال کہلاتا ہے اور تمام شب شہر مین
اوسکو گشت کرنا ہوتا ہے تاکہ اپنے اپنے پہرون پر سپاہی اور چوکیدار ہوشیار اور اپنے
کام سے خبردار رہین اور اسکے تابع کے جتنے لوگ ہین ایسے ہوشیار اور دیانت دار ہین کہ
مدتون کسیطرح کی چوری یا سرزوری کم ظہور مین آتی ہے اور اگر کسی نے مہینون کی سعی اور
محنت سے نقب بھی کھودی تو مال کے لیجانے مین سلامت جانا اور جان بچانا محال ہوتا ہے
پھر رات کے بعد شہر کے سب دروازے جو سڑک کے موڑ پر واقع ہین بند ہوتے اور اون پر
دربان کھڑے رہتے ہین اور بجز طبیب کے یا جو اوس کی طلب مین جاتا ہے کسی اور کو مکان
کیا کہ گذر کرنے دیوین اور جو لوگ اس طرح جانے بھی پاتے ہین تو بے مشعل کی روشنی ساتھ لیے
آمدورفت نہین کرنے پاتے اور یہ براق ودق شہر جسمین تمام روز شور و غوغا سے حشر برپا رہتا ہے
شب کو محلہ خاموشان ہو جاتا ہے کیونکہ شادی بیاہ ناچ رنگ کھانا پینا محفل مجلس اور ہر طرحکا
چرچا پہر شب کے اودہر ہی تمام ہو جاتا ہے اور بعد دروازون کے بند ہونے کے کسی کی مجال
نہین کہ دروازے کے باہر قدم رکھے یا اپنے مکان مین بھی غل غوغا مچاوے اور دن کو بھی

ہر گلی کوچے مین کوتوال کے پیادے متعین ہین تاکہ کوئی شخص فتنہ و فساد اور کسیطرحکی بے ادبی
نکرنے پاوے اور یہ لوگ ہر وقت کمر بستہ کمر مین تلوارین باندہے اور ہاتھہ مین چابک لیے
کھڑے رہتے اور حکم شاہی یہ ہے کہ وے بے تکلف اوس شخص کو ماریہین خواہ ادنی خواہ
اعلی جس سے کوئی حرکت خلاف ادب اور تہذیب کے سرزد ہووے غرض اس نظام
و انتظام اور ربط و ضبط کے سبب سے پیچپین مین یہ امن و امان ہے کہ روے زمین کے
کسی شہر مین شاید نہووے ✦ اب ذکر سابق سے یہ گمان نکیا چاہیے کہ پیچپین مین ہر شخص
تونگر اور مایہ ور ہے یا کسیکو تنگی اوقات نہین ہے کیونکہ کثرت خلائق کے سبب سے بیشتر و نکی
اوقات ایسی ناچاری سے کٹتی ہے کہ مفلسی اور تنگدستی حد سے گذر جاتی ہے چنانچہ خشکہ
اور نمک اور کبھی ایک آدہ لسن اور پیاز کی گرہ کے ساتہ اونکی غذا برسون ہوا کرتی ہے اور
دودہ اور گھی کا تو کیا ذکر ہزارون کی عمر کٹ گئی ہے لیکن روٹی کی صورت اونھون نے
نہین دیکھی بلکہ بعض کے حق مین قحط عام کے ایام باعث مسرت تام ہوجاتا ہے کیونکہ
سرکار سے اونہین کو کھانیکو ملتا ہے اور اون بیچارون کی پوشاک کی یہ صورت کہ نیلی مرزائی
مشابہ بغلی کرتے سے موٹی چلپٹ کپڑے کی گلے مین پڑی رہتی ہے اور اوسی طرحکا ایک پایجامہ
اور گھاس کی بنی ہوئی ٹوپی سر پر اور گھاس ہی کا بنا ہوا جوتا چڑہا رہتا ہے اور غالب ہے
کہ بدن پر سے یہ کرتا اور پایجامہ دم بھر کے لیے برسون نہین اوترتا جب تک کہ چیتھڑونکی
نوبت اور دوسرے جوڑے کی بہت حاجت نہین ہوتی ہے اور شہر پیچپین مین گرانی
ہمیشہ رہتی ہے یہان تک کہ اہل حرفہ مین سے جو بہت کامل ہین اونکو اگر آٹھہ آنے روز اجرت
کے ملین تو وہ غنیمت سمجھین اور اکثر غربا فقط کھانے کپڑے پر خدمتگاری کرتے ہین اور
چونکہ یہ سب باتین فغفور کے حضور مین روشن ہین اسی سبب سے چانول اور جوار باجرے کے
ذخیرے سرکاری انبار خانون مین ہمیشہ معمور رکھے جاتے ہین ورنہ ایک سال کے قحط مین
نقشہ پیچپین صفحہ روے زمین سے مٹ جاوے بلکہ اطراف و جوانب کے گانو اور شہر

بھی نسبت اونکا بود وہو جاوین اور بعض سیاحون کا یہ بیان ہے کہ حوالی دارالامارۃ کی بستیون
مین لاکھون آدمی ہر سال ایام سرما مین سردی کی شدت سے مرجاتے ہین اور لباس گرم
تو کیا اوڑھنا بچھونا تک میسر نہین ہوتا اور نہ کوئلا نہ لکڑی اونکے نزدیک ہوتی ہے کہ اوسے
جلاکے سختی سرما کو دور کرین اور اگر جنگل پاس ہوتا تو وہان سے غربا لکڑی چن لاتے اور جلاتے
بلکہ سیکڑون کوس تک کفدست میدان ریگستان ہے اور علاوہ اوسکے جاڑون مین مفلسی
سے اور گرمیون مین امراض حارہ سے کہ جسکا سبب ظاہر اکسافت کوچہ او تنگی مکانات اور
ہر گھر مین کثرت باشندون سے ہے ہزارہا لوگ ضائع ہوتے ہین باوجود اسکے آبادی کا وہ
حال ہے جو مذکور ہوا + اب لازم ہے کہ کچھ بیان اون شہرون کا کیا جاوے جو بعد دارالامارہ
کے صوبہ پیچلی مین قابل تذکرہ کے ہین + واضح ہو کہ دوسرا شہر پیچلی کے صوبے مین ٹوٹین فو
کہلاتا ہے اور بعد دارالسلطنت کے اسیکا رتبہ معلوم ہوتا ہے اور پیچلی کا ناظم ہمیشہ یہین
بود و باش کرتا ہے اسکی سرزمین بہت لطیف اور زرخیز ہے اور تمام صوبے مین سوا پیچین کے
ایسی آبادی کسی مین نہین ہے + ہوکین فو تیسرا شہر پیچلی کا ہے اور بجز اسکے اس شہر کی کوئی
دوسری بات مشہور نہین ہے کہ فیما بین حدود اسی شہر کے ٹین چن نام ایک دوسرا شہر ہے
جسکو لارڈ مکارٹ نے بہادر پادشاہ انگلستان کے سفیر نے طول و عرض مین برابر لندن کے
ٹھہرایا ہے حالانکہ خطا کے شہرون مین اوسکا رتبہ بہت کم ہے + چوتھا عالیشان شہر اس
صوبے کا چین ٹین فو کہلاتا ہے اور وہ اسقدر وسیع ہے کہ تیس شہر اوسکے توابع ہین اور
اوسکے شمال کیطرف پہاڑون کی ایک قطار ہے جسمین اقسام طرحکی جڑی بوٹی پائی جاتی ہے
+ یان ہین فو کا شہر قریب سمندر کے واقع اور کاغذ وہان بنتا ہے اور چارونطرف اسکے پہاڑ ہین
جسمین ٹین کے بہت سے معدن ہین + شیون ہوا فو ایک شہر بزرگ اور عظیم الشان ہے اور عمارتین اسمین
کثرت سے اور خوبصورت ہین اور راستے بہت صاف اور وسیع اور ترپولیے جگہ بجگہ نہایت
پر تکلف ہین اور یہ ترپولیے بطور یادگار کے اون لوگون کے لیے بنے ہین جو سپاہگری یا علم و

هنر یا خیرخواهی سرکار یا اور کسی امر مین مشهور تھے اور جسطرح فرنگستان کے شهرون مین منار
وغیره ان باتون کے لیے سرکار سے یا اتفاق رعایا سے بنائے جاتے هین اوسطرح ختا مین
ترپولیون کا دستور هے که نامورون کے بقاے نام ونشان کے لیے تیار هوتے هین چونکه دیوار
ختا اس جگه سے بهت قریب هے اگلے دنون مین جب چین مین ملکی پادشاه تھے وے لوگ
خوف سے یورش تاتار کے چند قلعے اس جگه پر حفاظت ولایت کے لیے تعمیر کیے تھے اور
اب هرچند بسبب متحد هونے پادشاه ختا اور تاتار کے اوسکی کچھ حاجت نهین هے مگر پھر بھی
وه عمارت قدیم موجود هین اور اون مین بدستور سابق فوج متعین رهتی هے کیونکه داشته آید بکار +
اس صوبے مین اکیاون شهر هین لیکن جنکا ذکر هوا فقط اونهین کا حال بیان کے قابل تھا
اس لیے معرض ارقام مین آیا + صوبے پیچیلی کی سرزمین مین یه خاصیت زور سے هے که چار عنصر
سے تین مین شور هے یعنے آب وهوا وخاک مین شوریت حد سے زائد هے چنانچه بعض پرگنون
مین اگر صبح کیوقت میدانون پر نظر کیجیے تو یه معلوم هووے که ایک سپید چادر کا فرش کوسون
تک بچھا هوا هے اور یه فقط شوریت سے هوتی هے جو شب بھر مین جمجاتی هے وهوا مین
یه شوریت هے که باوجود اسکے که غربا نهایت کثرت سے چھوٹے چھوٹے غلیظ اور تنگ مکانون
مین رهتے اور اکثر گھرون مین یه حال هے که اونکے رهنے والے تمام شب گویا ایک کے اوپر ایک
پڑے رهتے اور دن کو جب آدھے سے زیاده اپنے کار بار مین نکل جاتے هین تو باقی کو چلنے
پھرنے کی جگه ملتی هے اور باوصف اسکے که شهرون کی گلی کوچے کثافت سے بھرے رهتے هین
لیکن بااینهمه بسبب شوریت هوا کے وبا اور امراض مهلکه جو دفعتاً اور ملکون مین دکھائی دیتے
اور عالمگیر هوتے هین صوبه پیچیلی مین سننے مین نهین آتے اور دوسری دلیل شوریت هوا کی
یه هے که هر طرح کے ماکولات پیچیلی مین بے سڑے اور گندیده هوئے ره سکتے هین یهان تک
که مچھلیان غیر نمک سود دو مهینے تک بازارون مین فروخت کیواسطے رکھی رهتی هین اور یهان
شهر مین تیسری دلیل یه هے که برس کے نو مهینے پانی شب کو جمجاتا هے اور اوس پانی مین یه شوریت

ہوتی ہے کہ جب وہ جمجاتا ہے تو دہوپ مین گہنٹون بے پگہلے رکھا رہتا ہے سوائے اسکے پانی کی شوریت اسی سے ظاہر ہے کہ اگر پانی جوش کیا جاوے تو دو گہڑی کے بعد اسکے اندر چارون طرف سے ایک سفیدتہ ملائی کی طرح جمجاتی ہے الغرض زمین وآب وہوا سب شور ہین لیکن زراعت پھر بھی بُری نہین ہوتی اور اہل ختا کی جد و کد اور محنت و مشقت سے آکے جبلی خاصیت زمین کی بھی دور ہوجاتی ہے ❖ دارالامارہ پیچین کے مغرب کی سمت برخ بایب یعنی گوشہ شمال و مغرب پہاڑون کی قطار ہے اور اون مین ہرنین نافہ دار پیدا ہوتی ہین اور چونکہ یہ جانور مثل اور ہرن کے گلے مین نہین رہتا اور ایک دو پہاڑون کی چوٹیون پر چرتا پھرتا ہے اور ایسے اونچے مکانون پر سکونت اختیار کرتا ہے کہ اوسکی بلندی پرندہ دیکھکر تھرّائے اور وہان تک جانے مین درندہ کا کلیجا مُنہ کو چلا آئے اور درندہ کا پانورہ جای اس جہت سے تحقیقات کما حقہ اوسکی عادات اور حرکات کی نہین ہوئی اور شاید نہو ویلی لیکن اہل تبت و تاتار اور خطایون کی روایت یہ ہے اور فرنگستان کے پادریون نے بھی اوسکی صداقت پر گواہی دی ہے کہ ترکیب اس ہرن کی اور ہرن کیطرح کچہ ہے اور کچہ بکری کی طرح ہے لیکن سینگ نر اور مادہ کسیکو نہین اور ڈیل ڈول قد و قامت بھی بنگالے کی بکری سے زیادہ نہین لیکن نزاکت اور چالاکی حد سے زیادہ اور سبک و اور چالاک وہ اسقدر ہے کہ ہوا اور بجلی سے اوسی تشبیہ دینی مبالغہ نہین اور اس ہرن کے مادہ کی ناف مین مشک نہین ملتا اور نر کی ناف پر ایک تھیلی مین مشک ہوتا ہے ❖ اب سنا چاہیے کہ خداوند کریم نے چونکہ ہر جاندار کو اپنی حفاظت جان کی تدبیر سجہا دی ہے اس لیے اس ہرن کو سینگ کے عوض مشک اوس نے عطا کیا ہے کیونکہ امر تحقیق ہے کہ جب شیر یا بھیڑیا یا اور درندے کا خوف اوسکو ہوتا ہے تو مشک کی بو کا لپٹہ ہیطرحسے چھوڑتا ہوا گریز کرتا ہے کہ اوسکا دشمن بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے اور بعضے اوقات وس بو کی شدت حرارت اور یبوست سے دماغ فوراً پھٹ کر مرجاتا ہے اور یہ پہاڑیون کی روایت ہے کہ غذا حاصل کرنیکے لیئے خداوند تعالے نے اس ہرن کو مشک عطا کیا ہے اور اونکا بیان یہ ہے کہ یہ جانور سانپ کو کھاتا ہے

اور سوا اوسکے گوشت کے دوسری غذا نہین کرتا اسلیے جب سانپ کو دیکھتا ہے مشک کی
بو سے اوسکو بیہوش کرکے کھا جاتا ہے غرض یہ بات مثل فسانے کے معلوم ہوتی ہے اور
اگر سچ بھی ہو تو تعجب نہین کیونکہ مشک کی بو سے سانپ دیوانہ ہوجاتا ہے اور یہ تحقیق ہے
کہ کسی کے پاس اگر زیادہ مشک ہووے تو سانپ اوسکو نہین کاٹتا ہے بہرحال اس مشک
کی تین قسمین ہین سب سے بہتر وہ جو تھیلی کے اندر مثل سنگ کے سخت جما ہوا ہوتا ہے اور اوسکی
شناخت یہ ہے کہ اگر سوت کو لہسن کے گرہ مین مل کر مشک پر ذرہ سا گھسیے تو لہسن کی بو سوت
سے اوڑ جاتی اور دوسری قسم مشک کی وہ ہے کہ جسمین چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہین اور
وہی ہندوستان مین بکنے آتا ہے اور تیسری قسم مثل روغن کے ہے لیکن وہ دوا کے کام کا نہین ہے
اور پہلی قسم کو دوسرے ملک مین لیجانا اور بیچنا نہایت ممنوع ہے اور فقط فغفور کے حضور
مین پہنچایا جاتا ہے اور اونکے اقربا کو جو قرابت قریبہ رکھتے ہین تقسیم ہوتا ہے اور ون کو اوسکا
ملنا محال ہے + تین طرح سے اس جانور کا شکار ہوتا ہے ایک یہ کہ جب شکاریون نے دور سے
دیکھا یا پتا لگایا کہ ہرن کسی مقام پر ہے تو تین بانسری بجانے والے شکاریون کے ساتھ جاتے اور
کسی گوشے مین چھپکر بیٹھتے اور دردناک آواز سے ملائمت کے ساتھ بجاتے ہین اور چونکہ یہ لطیف طبع
جانور صداے خوش کا نہایت والہ و فریفتہ ہے اوسکے سنتے ہی اوسی سمت کو آہستہ آہستہ
ناچتا کتراتا ہوا چلتا ہے اور باوجود خوف اور رمیدگی جبلی کے یہان تک قریب جاتا ہے کہ
بندوق سے اوسے مار لینا سہل ہوتا ہے لیکن بانسری سے زیادہ لڑکون کے مہین اور دھیمی
سُر کے گانے پر ہوش کھو دیتا ہے اور بے ساختہ چلا آتا ہے اور جب شکاری بندوق سے شکار
کیا چاہتے ہین ان دو ترکیبون مین سے ایک کو کرتے اور دوسری صورت جال سے پھسانے کی
ہے اور تیسری یہ کہ جب وہ پانی پینے کو پہاڑ سے جھیل مین اوترتا ہے تو پیچھے سے شکاری سب
بڑے بڑے ڈھول اور جھانجھ بجانا اور حشرات مچانا شروع کرتے ہین اوسوقت دہشت سے
گھبرا کے ہرن پانی مین کود پڑتا ہے اور ڈوب مرتا ہے غرض ان تینون طور سے بندوق کا نشانہ

بہتر ہے کیونکہ جانور جلد مر جاتا ہے اور مشک بگڑنے نہین پاتا ورنہ اگر کچھ دیر تک اوسکو ایذا ہووے
تو مشک جو حقیقت مین خون ہے سارے جسم مین سرایت کر جاوے اور ناف مین مطلق نہ رہے
اسی لیے ہرن کے دام مین پھنسنے کے ساتھ ہی شکاری دوڑ کر ریشم کی ڈوری ناف کے گرد اسقدر
زور سے باندھتا ہے کہ بالکل رگون کی راہ مسدود ہو جاتی ہے ورنہ اگر ذرہ بھی کسنے مین دیر کی یا
اچھی طرح نہ باندھی گئی تو مشک کی صورت دکھائی نہین دیتی ہے اور گوشت اوسکا تلخ ہو جاتا ہے
اور مشک کی بو پیدا کرتا ہے اور یہ جانور بھیڑیا وغیرہ درندون کے ہاتھ کم ایذا پاتا ہے کیونکہ علاوہ
چستی و چالاکی اور رمیدگی کے بذاتہ اوسکو اسقدر حزم اور دوراندیشی ہے کہ اپنی مینگنی کو بلی کی مانند
خاک مین چھپاتا ہے اور پیشاب کر کے اوسکو چاٹ جاتا ہے تاکہ دشمنون کو اوسکا پتا نہ ملے
غرض حضرت انسان کی خونخواری درندون سے بھی زیادہ ہے کہ جو جانور شیر اور بھیڑیا کو اوس
ترکیب سے بھلاوا دیتا ہے وہ آدمی سے نہین بچتا * زرد رنگ کے چوہے اس صوبے مین افراط سے
ملتے ہین اور فرنگستان مین جو چوہے ہوتے ہین اور اکثر لوگ اونکو کلکتے مین لاکر بیچتے ہین اوس
قسم کے بھی بہت سے صوبہ چیہلی مین پیدا ہوتے ہین * اور جمادات سے اس صوبے کے پہاڑون
مین معدنیات سنگ چقماق اور بلور اور سنگ مرمر کے ہین * چیہلی کے صوبے مین تین کرور
اسی لاکھ باشندے ہین اور نظامت کے جنگی کارخانجات اور دیوانی کے اخراجات کے وضع
کے بعد ستہتر لاکھ سولہ ہزار دو سے چالیس روپے سکہ خراج زمین کی بابت اور تیرہ لاکھ اڑتیس
ہزار چورانوے روپے بابت فروخت نمک اور دو لاکھ اکتالیس ہزار آٹھ سے اٹھانوے
روپے اجناس تجارت کی آمدنی و رفتنی کا محصول سالانہ فغفور کے خزانے مین اس صوبے سے
بطور پس انداز کے داخل ہوتے ہین اور جمع ان مبالغ کی بانوے لاکھ چھیانوے ہزار دو سے
بتیس روپے ہوتی ہے چونکہ ختا مین بجز ایک قسم کے پیسے کے روپے اشرفی کا سکہ جاری
نہین ہے اس لیے رواج چاندی سونے کی کلیون کا ہے اور ہر کلی ایک تولے کی وزن کی ہوتی ہے
اور ختا مین ٹیل کہلاتی ہے اور چونکہ کلکتے کے بازار مین تین روپیہ مرشدآبادی سکہ اور ایک آنہ اور

ایک پیسے کو ٹیل بکتی ہے اِس حساب سے نامہ نگار نے مبلغ مذکور کی مالیت اوسط چہر ٹھہرائی ہے
تاکہ اِس تاریخ کے ناظرین کو مطلب تک پہنچنے مین دقت نہووے ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

تیسرا باب

کیانگ نان کے صوبہ کے بیان مین

یہ صوبہ ساری مملکت خطا مین زیادہ زرخیز اور قابل تجارت کے ہے اور چونکہ یہ دونون صفتین وہان باہم جمع ہین کیانگنان کے برابر زرخیزی اور آبادی مین کم کوئی جگہ دکھائی دیتی ہے اور اسکی پچھم حد پر صوبجات ہونان اور ہوکوانگ اور دکھن پر چنگیانگ اور چنکیانگ اور پورب پر سمندر اور شانکین اور باقی صوبہ شان تانگ سے متصل ہے ✤ جن دنون کہ خطائی فرمانروائی وہین کے لوگون سے متعلق تھی اور شہریار تاتار سردار قبلہ خان نے اوس دیار پر یورش نہین کی تھی اون دنون اسی صوبہ مین دار السلطنت تھی اور تختگاہ پادشاہ شہر نانکین کہلاتا تھا لیکن جب کہ چنگیز خان کے پوتون نے ایک عالم کو تہ و بالا کر ڈالا اور قبلہ خان چین مین پہنچا تو شہر پیچین کو اوس نے تختگاہ سلطنت قرار دیا ✤ یہ صوبہ بہت وسیع ہے اور اوس مین چودہ شہر بہت بڑے اور ترانوے شہر چھوٹے ہین لیکن سب بہت خاصے اور قابل تعریف کے ہین اور بڑی تعریف تو یہ ہے کہ اُن شہرون مین سے کوئی ایسا نہین ہے جو تجارت کے لیے مشہور نہووے اور کشتی اور جہاز کی آمد و رفت کی نہایت سہولیت ہے کیونکہ یانگ سے کیانگ جو سب سے گہرا اور چوڑا دریا خطا کا ہے اِس صوبے کے درمیان سے بہتا ہے اور اکثر شہر اوسی کے کنارے پر واقع ہین اور جو کہ فاصلے پر ہین اون تک پہنچنے کے لیے نہرین کھدین ہوئین ہین اور وراے تجارت کے ایک اور سبب عظیم اِس صوبے کے زرخیزی کا یہ ہے کہ اہل حرفہ یہان کے بہت ہنرمند ہین اور اونکی کاریگری کی تعریف ہفت اقلیم مین پھیلی ہوئی ہے اور ہر جگہ سے سوداگر چیزین خریدنے آتے ہین اسلیئے محصول کے بابت بہت تحصیل ہوتی ہے اور فقط ایک شہر چانگ ہین اور اوسکے متعلق موضعون مین دو لاکھ

جولاہے سوتی کپڑے کے بنانے والے رہتے ہین * اس صوبے کے باشندے بہت اہل اور خلیق اور عقلمند ہوتے ہین اور علوم و فنون کیطرف بہت رغبت کرتے خصوص طبابت یہانکی بہت چمکی ہوئی ہے اور اطباے کامل اکثر اسی جگہ ملتے ہین * کیانگ نان صوبے کا سب سے بڑا شہر نانکین کہلاتا ہے جسکا ذکر ابھی ہوچکا کہ ملکی پادشاہون کا دارالامارہ تھا اور اون فنون ساری مملکت مین ایسا خوبصورت اور وسیع اور غدار شہر کوئی نہ تھا اور اوس ایام کی جاہ وجلال کا حال ختائی سب یون بیان کرتے ہین کہ اگر دو شہسوار تیز رفتار گھوڑون پر ایک دروازے سے دم صبح نکلتے اور دہنے بائین گھوڑے ڈالکر تمام روز تک سرپٹ دوڑاتے ہوے شہرپناہ کی دیوار کے نیچے سے جاتے تو مغرب کے وقت وے دونون دوسرے دروازے پر جا ملتے اور باوجودیکہ ان دنون یہ شہر بہ نسبت آگے کے بہت خستہ حال ہے لیکن پھر بھی یہ احوال ہے کہ چوبیس ۲۴ کوس کے عرصے مین معمور اور آباد ہے اور سڑکین بہت وسیع اور سنگ بست درو لکھوکھاؤ کانون سے مثل چین کے آراستہ و پیراستہ ہین اور شہر کے باہر ایک مینار ایک سو چھتیس ۱۳۶ ہاتھ بلند اینٹے کا بنا ہوا ہے اور اوسکے باہر سے وہ مصالحہ بجاے چونے کاری کے جما ہوا ہے کہ جس سے چینی کے برتن ہوتے ہین اور کاریگرون نے اپنی پختہ کاری سے نیچے سے اوپر تک یہ تکلف کیا ہے کہ باوجود نہ طبقہ ہونیکے ایک ڈال معلوم ہوتا ہے اور ایسے ایسے خوش رنگ رنگون سے رنگا ہوا ہے اور یہان تک طلاکاریون سے مطلا کیا گیا کہ جب آفتاب کا شعاع اوسپر پڑتا ہے تو نظر اوسپر نہین ٹھہرتی اور آنکھین چندہلا جاتین ہین اور عجب ایک عالم نور کا ساظہور مین آتا ہے کہ دیکھنے والے نزدیک و دور کو قصہ کوہ طور کا یاد پڑتا ہے اور باوجود اسکے کہ چار سو برس ہوے امینگ کے گھرانے کا ایک شہنشاہ نے اس منارہ کو بنوایا تھا مگر آج تک کلکا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور اندر اوسکے ہر طبقے پر ایک ایک گھر باریب و فر بہت مذہب و مطلا تصویرون اور بتون سے بھرا ہوا ہے اور باہر کی دیوارون مین صدہا طاقچے ہین کہ جن مین گھنٹے بے شمار بانقش و نگار اس انداز سے لٹکے ہوے ہین کہ جب کسی طرف سے ذرہ سی بھی ہوا چلتی ہے

تو اون سبھون سے اقسام طرح کی صدائے خوش بلند ہوتی اور نہایت میٹھی اور سُریلی لے نکلتی ہے
اور روایت ہے کہ قریب ساڑھے پندرہ لاکھ روپے کے اس عمارت دلپذیر کی تعمیر مین خرچ ہوے
تھے مگر اہل بصارت کے نزدیک اس عمارت کی خوبصورتی پر سے کروڑون روپیہ تصدق ہے
کہ جسکے دیکھنے سے بڑے بڑے معمارون کا رنگ فق ہے * **مثنوی لمولفہ** * ہے منار اک عمارت نوح کی
جسکے ہر طرف نور کا ہے ظہور * اوسکی نقشون کو گر کرینگے یاد * چین مانگیے مانی و بہزاد * گر
کرین فکر سے وہ دامن چاک * کھینچے اونسے نہ اوسکا خاکا خاک * کہین اوسکو تو عقل سے ہے
قرین * فی الحقیقت نگارخانۂ چین * چونکہ شہر نانکین وہانکے ملکی بادشاہون کا دارالامارہ تھا
اسلیے جب قوم تاتار نے اوس دیار پر فتح پائی وہانکی عمارات اور شاہنشاہون کے مزارات کو تڑوا
کھدوا ڈالا اور اوس آبادستان قدیم کو ویرانہ کردیا اور سب کچھ اس شہر سے لوٹ کرا پنے بیت السلطنت
پیچین کو آباد کیا لیکن ہنرورون کا ہنر اور جدوجہد پیشہ وران ہنرور اور اہل علم کے علوم وفنون
کو وہان تک نہ پہنچا سکے کیونکہ یہ سب بعجب بیان یہان کی آب وہوا کی تاثیر سے متعلق ہین ایکقسم
کی لال روئی اس شہر کے گردونواح مین پیدا ہوتی ہے جس سے ایک طرحکا کپڑا خوش رنگ اور
مضبوط بنا جاتا ہے اور وہ ہندوستان مین بھی بکنے کو آتا ہے اور عوام الناس اوسے لال کنین
کہتے ہین اور اس روئی کا عجب خاصہ ہے کہ اگر اوسکے تخم کو سوا نانکین کے اور کسی جگہ مین
بوئے تو روئی سفید ہو ئیگی اور وہ رنگ مایل بسرخی جو شہر نانکین کی اطراف مین بسبب تاثیر
زمین کے روئی مین ہوتا ہے روے زمین پر کہین نہین ہوتا ہے اور یہ نانکین وہ شہر ہے جہان
سنہ ۱۸۴۲ع مین بعد اتمام لڑائی کے صلحنامہ درمیان والی چین اور اہل برطان کے لکھا گیا ہے
اور اوسکا حال انشاء اللہ تعالی دفتر دوم مین لکھا جائیگا * بعد اس شہر کے صوبہ کیانگنان مین
سوچو کا شہر قابل مذکور کے ہے بلکہ مملکت ختا مین اس لطف کا کوئی شہر دکھائی نہین دیتا ہے
اور ختائی سب اس بلدۂ آبادمینو سواد فسحت بنیاد رشک ارم ذات العماد کے باب مین یہ کہتے ہین
کہ زمین پر نقل بہشت کی موجود ہے اور جن انگریزون اور دوسرے اہل فرنگ نے اس شہر کو دیکھا ہے

اور وہانکی نقد خوبی کو محک امتحان سے پرکھا متفق القول ہین کہ روے زمین پر ایسی جگہ نہین ہے
اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب خداوند عالم و عالمیان نے اس خطہ کو عرصۂ شہود پہ لایا تو خزانہ غیب
سے اوسکے دامن حال کو نقود صفات خوبی سے بھر دیا کیونکہ سرزمین وہان کی یہان تک زرخیز
اور لطافت آمیز ہے کہ جہان کشتکاری ہوتی ہے وہان خوشبو اور خوش رنگ پھولون کا جنگل
ہو رہتا ہے اور توت کے درخت از خود پیدا ہوتے ہین اور ہوا یہان کی لطیف و دلکشا اور پانی
خنک اور خوش ذائقہ مثل تختہ بلور کے شفاف بلکہ آب گہر سے باآب اور صاف ہے اور
ہندوستان کے ایام بہار کا لطف وہان پر چارون موسم مین ملتا ہے کہین گل پھولا ہے
کہین غنچہ کھلتا ہے اور غذا او عیش و عشرت کے اسباب سستے اور کثرت سے ہمیشہ میسر ہوتے ہین
لوگ فارغ البال مرفہ الحال مزے سے کھاپی کر آرام سے سوتے ہین باشندے وہان کے
خلیق خوش مذاق صاحب جوہر ادب اور تہذیب مین طاق ہین مکانات ستھرے اور عالی
اور سڑکین صاف و پختہ وضع کی نرالی اور صدہا نہرین شہر کے محلون مین آب زلال سے
لبریز بہتین اور کشتیان اوسمین خوش قطع اور خوشرنگ پھرتی ہین اور اونکے کھیونے والیان
صدہا رنڈیان باحسن و جمال پری تمثال زہرہ جبین مشتری خصال خوش عشوہ انداز سخن طراز
لطیفہ باز بات باتون مین ناز طالب نیاز جو پل بھر مین ہزارون ذورق دل کو دریاے محبت کے
پار لگا وین اور صدہا سفینہ صبر کو قلزم ناکامی مین ڈوبا دیوین اون کشتیون مین بیٹھے رہتے ہین*
لارڈ مکاٹلی بہادر سفیر انگلستان کے مصاحبون مین ہنٹر صاحب ایک شخص بہت لائق و فائق
تھے وہ اس شہر کے باب مین فرماتی ہین کہ سوچو کا شہر تعلیم گاہ اصحاب علم و تجارت و ارباب ہنر و
حرفت اور مجمع و مسکن نٹون اور بھانڈون اور نقالون اور شعبدہ بازون اور لولیان گلفام
و نسرین تنان سمن اندام کا ہے اور یہی شہر ختائیون کی وضع پوشاک زبان دستور اور رواج کی
یکسان ہے دلیل یہان کا دستور سند یہان کی چال ہے غرض ہر بات مین یہ شہر خرادہے
یہان کا آدمی ہر فن مین اوستاد صاحب ایجاد ہے اور اوسکی وسعت کی یہ ایک بڑی دلیل

سبب غالب و قوی ہے کہ لارڈ مکارٹنی بہادر نے اس شہر کی چوتھائی کی سیر کی تھی جسمین چار گھڑی کامل گھوڑے کی سواری مین تھے اور یہی جگہ سے امیرون کے محلون کے لیے حرمین خریدی جاتی ہین اور بہت لوگون کا یہی پیشہ ہے کہ حسینہ اور جمیلہ چھوکریون کو مول لیکر گانے بجانے نشست و برخاست و آداب محبت مین تعلیم کر کے ختائی امرا کے محل سرا مین داخل کرتے ہین اور تعجب یہی ہے کہ ایک ہی شہر مین اس عیش و عشرت کے ساتھ علم و ہنر کا بھی نہایت چرچا ہے کیونکہ علم اور عیش سے ہمیشہ کی دشمنی ہے اور جسکو کہ سوائے شکار و سیر ہے اوسکو علم و ہنر سے بیر ہے ٭ سونگ کیانگ ایک اور شہر اسی صوبے کا ہے اور ساری مملکت ختا کے علاوہ غیر ملکون مین بھی اقسام طرح کے سوتی کپڑے اسی جگہ سے جاتے اور نہایت باریک و مضبوط ہوتے ہین ٭ چوتھا شہر اس صوبہ کا چینکیو کہلاتا ہے اور یہان کے پانی کی یہ تاثیر مشہور ہے کہ چاے جب اسمین جوش دیجاتی نہایت لذیذ ہوتی ہے اور اسکے تحت مین ایک چھوٹا سا شہر ہے جہان ایک قسم کی پیالی چاے پینے کے لیے بنتی ہے جسمین دم بھر رکھنے سے ذائقہ چاے کا اسقدر بہتر ہو جاتا ہے کہ فغفور اور ختائی امرا اوسی مٹی کے ظرف مین چاے پیتے اور شاید زمرد کی پیالی کی اتنی قدر نہین کرتے ہین ٭ پانچوان شہر قابل الذکر چینک کیانگ کہلاتا ہے اور چونکہ سمندر کیطرف سے دشمن کی تاخت کی صورت یہان ہوسکتی ہے اس لیے فوج متعدد متعین رہتی ہے اور قلعہ یہان کا اور شہر پناہ کی دیوارین خوبصورتی اور مضبوطی مین نامزد ہین اور تجارت بھی بسبب قرب بحر محیط بہت چمکی ہوئی ہے ٭ یانگچو کا شہر مانند سوچو کے فضائے اور تکلف اور آبادی کے لیے نامور ہے اور لوگ بھی یہان کے بہت عیاش ہوتے ہین اور اکثرون کا پیشہ یہ ہے کہ چھوکریون کو تعلیم کر کے اور طریقہ دل فریبی و جان ربائی ناز و انداز و ادایات غمزہ و عشوہ سحر و کرامات رمز و کنایہ محاورہ روزمرہ چستی و چالاکی سیماب وشی شعلہ مزاجی تراش و خراش سخن غرض ساری ضروریات اس فن کے سکھا اور محاسن سیرت سے حسن صورت کو دوبالا بنا امیرون کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہین اس شہر کی وسعت و فسحت آراستگی و پیراستگی اکثر سیاحون کی سوانحون سے ثابت ہین نمک کے تاجرون نے اپنے خرچ سے فغفور کے لیے عیشگاہ بنادیا ہے

اور وہ طول وعرض مین اتنا ہے کہ بعض شہر اتنا وسیع نہین ہوتا اور جو تکلفات فن باغبانی
کے ملک ختا مین معمول ہین یہان بھی پائے جاتے اور دفتر دوم مین اوسکا حال بالاجمال معرض
ارقام مین آویگا + نگانکین کا شہر اس صوبے کی ولایت مغربی کا پایۂ تخت ہے یعنے تقسیمین (نگا نگمین)
جو بسبب وسعت صوبے کیانان کی گئی ہین اور بہتر انتظام کے لئے ہر ایک مین الگ الگ
صوبہ دار مقرر ہین ان مین سے ایک کی رہنے کی جگہ یہ شہر ہے اور چونکہ تاجرون کی فرودگاہ ہے
زرخیزی اور آبادی مین بھی مشہور ہے + ہیچو ایک اور شہر ہے جہان کے لوگ بہت قانع اور کفایت
شعار اور راست بازی اور نیک معاشی کے لیے مشہور و معروف ہین اور ان صفتون کے جمع ہونے
سے یہ بات اونھون نے پیدا کی ہے کہ اون لوگون کا قول و قرار زبانی دوسرے شہر والے کے
روپے سے بہتر ہے اور اونکے یہان کی چاے اور سیاہ روغن اور لکھنے کی روشنائی اور چینی برتن
بنانے کی مٹی ہر جگہ رغبت سے خرید کی جاتین اور اسکے اطراف مین جو پہاڑ ہین اون مین معدنیات
سونا اور چاندی اور تانبے کی ہین + الغرض صوبہ کیانان مین سے تیس شہر چھوٹے بڑے ہین
لیکن عاصی نے سب کا ذکر ضرور نہین سمجھا اور جو نامور ہین اونھین کا بیان کیا اور تین کروڑ بیس لاکھہ
باشندے اس صوبے مین رہتے ہین اور فغفور کے خزانہ مین بعد وضع اخراجات جنگی او ملکی ایک
کرور بابت خراج ملک اور تریسٹھ لاکھہ روپیہ بابت فروخت نمک ساٹھہ لاکھہ اسی ہزار روپیہ
بابت محصول اجناس تجارت سالانہ پہنچتا ہے + اس صوبے کے متعلق سانگ ہینگ کا ضلع
تیس کوس کا ہے اور نو کوس عرض مین ہے اور یہ جگہ اوایل مین جنگل اور بیابان تھی جہان بدمعاشونکو
واسطے تنبیہ کے شہر بدر کرتے تھے بعد اسکے چند غریب آدمی سہولت معاش کے لئے وہان
بس گئے اسیطرح سے وہان کی آبادی بڑھی اور دن بدن ایسی ترقی ہوئی کہ اب اوسمین ایک شہر
اور چند گانون بہت آباد ہین وہان کی اکثر جگہ اسقدر زرخیز ہے کہ سال مین دو فصلین ہوتی ہین اور
نمک یہان اس قدر بنتا ہے کہ فقط وہان کی پیدایشی نمک سے کئی صوبے کا خرچ متعلق رہ سکتا ہے

چوتھا باب

صوبہ کیانگسی کے بیان مین

اس صوبہ کے نام کے ترجمہ سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ کیانگنان کے صوبہ کی پچھم طرف پر واقع ہے اور حالانکہ اوسکی سرزمین نہایت سیرحاصل ہے لیکن باشندے اس کثرت کے ساتہ ہین کہ بڑی تنگی سے اکثر غربا کی گذران ہوتی ہے اور لوگ چونکہ کفایت شعاری کے باعث سے خوراک اور پوشاک مین کم تکلف کرتے ہین اور گرما اور سرما کی شدت کا دفعیہ جسطرح بن پڑتی کر لیتے اونکے رنگیلے بڑے حضرات کیانگنان جنکا ذکر باب سابق مین ہوا ہے ان بیچارون کی وضع قطع پر پھبتیان کستے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ تحمل اور بردباری کے ساتہ پھٹے پرانے کپڑے اور نان خشک بے نمک پر اکتفا کرنا اوس کمخواب اور تنجن سے ہزار گونہ بہتر ہین جو مسخرے پن سے میسر ہوتے غرض اوس صوبے کے باشندے مزاج کے بہت مدبر ہوتے اور لیاقت تدبیر منازل اور سیاست مدن کی اونمین ایسی ہوتی ہے کہ امور سلطنت مین دخل پانے کے ساتہ ہی جلد درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہین ۰ اس صوبہ کی حد مین جتنے پہاڑ ہین وہان معدنیات سونا اور چاندی لوہا اور سیسا اور ٹین کی ہین اور اون پہاڑون پر جڑی بوٹی اقسام طرح کی ملتی اور دوا کے کام آتی ہین اگر ختائیون کو علم معدن اچھی طرح ہوتا تو اس جگہ کے پہاڑون کے معدن مین سے قدر زیادہ کہ ہم ہار جیہ حاصل ہوتے لیکن ترکیبین کھودنے اور دہاتون کے فرق کرنیکی نہین آتی اور یہ لاعلمی اس سبب سے ہے کہ حکماے قدیم جو چین کے دستورالعمل کو درست کر گئے اونکا حکم یہ تھا کہ سونا اور چاندی کے معدن نہ کھودے جاوین اور فقط زراعت اور دوسری پیدائش ملک پر قناعت کرین اور اوسمین انھون نے یہ مصلحت ٹھہرائی تھی کہ چونکہ زمین چین بذاتہ گویا ایک معدن ہے اوسکی دولت و گنج ہمیشہ مثل مدفن کے رہسکتی ہے اور کشتکاری اور صنعت مین محنت کرنے سے دو طرح کے فائدے منصور ہین ایک یہ کہ بسبب محنت بدنی قوت جسمانی اور روحانی دونو حاصل ہوتی ہین اور دوسرے یہ کہ محنت مین ہمیشہ مشغول رہنے سے طبیعت طرف بدی کے مائل نہین ہوتی اور کاہلی اور سستی مین انواع طرح کی شیطنت سوجھتی ہے غرض خلاصہ یہ ہے

کہ چونکہ انسان فائدہ نزدیک کو فائدہ دور سے بہتر سمجھتے اور نقد کو نسیہ پر ترجیح دیتے اس لیے عوام الناس کے نزدیک معدنیات کا حاصل زراعت سے بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ دفعتہً ہاتھ آتا ہے اور دوسرا آیندے پر موقوف رہتا ہے اور وقت تخم پاشی سے ایام خریف تک انواع طرح کے اندیشے فصل کے نقصان ہونیکے ہین اسلیے معدنیات کھودنے مین لوگ مشغول ہوتے اور زراعت کی طرف چندان توجہ نکرتے اور جب آخرش مایہ معدن کا کم ہوجاتا تو فصل کا خیال پھر کرنے پڑتا اور عرصے تک کی افتادگی سے زمین ناقابل ہوجاتی اور زراعت بخوبی نہین ہوتی الغرض ان سب تصورات سے حکماے چین نے پیش بندی کی راہ سے معدنیات کے کھودنے سے ممانعت کی ہے + اس صوبہ مین چاول اسقدر بہتر ہوتا ہے کہ شہنشاہ اور امرا کے مطبخ کے لیے سیکڑون کشتیان ہر سال روانہ ہوتی ہین اور دریا اور جھیل اور تالاب مین صد ہا قسم کی لذیذ مچھلیان ملتی ہین اور چینی کے باسن بھی بہت تحفہ بنتے ہین + اس صوبے مین تیرہ شہر بڑے اور اٹھارہ چھوٹے ہین + شہر نان چان سب سے عظیم الشان اور ناظم کی بود باش یہین مقرر ہے + چاؤ چو تیہ مین دوسرا شہر اس صوبہ کا ہے اور چینی کے باسن بنانے والے کمہار اس جگہ مین بہت رہتے ہین اور اونکے پیشے کو جیسا یہان رونق ہے اور مقام پر کم ہے اور دس لاکھ باشندے اس شہر کی چار دیواری کے اندر بود باش کرتے ہین اور اسی سے خیال کیا جاتا ہے کہ کتنا بڑا اور کسقدر آباد شہر یہ ہوویگا + کین تی چن تیسرا شہر ہے اور اسمین پانچ سو بھٹے چینی کے برتن کے ہین اور اس کثرت سے اس کی فروخت ہوتی ہے کہ راوی کہتا ہے کہ شبانہ روز یہ بالکل بھٹے جلا کرتے ہین اور اگر اجنبی شخص دور سے دیکھے تو قیاس کرے کہ تمام شہر اور اطراف مین بڑی آگ لگی ہوئی ہے اور کئی منزل سے دھوان مانند ایک نئے آسمان کے چرخ کہن کے نیچے دکھائی دیتا ہے اور اس شہر مین قاعدہ ہے کہ شب کو مسافر جب تک کہ وہان کا کوئی معتبر شخص اوسکی ضمانت نکرے رہنے نہین پاتا اور سبب اسکا یہ ہے کہ متعدد روپئے وادنی کے سوداگر سب پیشگی سے کمہارون کو دے رکھتے اور وہ لوگ چونکہ ہر وقت بھٹے پر اپنے کام مین

مشغول ہوتے ہین اور مستورات بھی رنگ چینے مین مستعد رہتی ہین قریہ آتیہ کو جنونتا تو یہان
کو لوٹ اور تاراج کا خوب ہی داؤن ملتا* کوانگ فنیک کا شہر پہاڑون کے محاصرے مین واقع ہے
اور سرزمین اسکی بہت زرخیز اور کوہستان مین بہت ہی شفاف بلور کے معدن ہین اور کاغذ یہانکا
بہت عمدہ مشہور ہے اور بتیان موم کی خوب بنتی ہین* شہر نانگ کانگ بھی واسطے چاول اور جوار
باجرے کے مشہور ہے اور پہاڑون سے لکڑی بہت عمدہ اور دریاؤن سے مچھلیان افراط سے
میسر ہوتی ہین* کوکیان معمور آباد اور بڑی تجارت گاہ ہے یہان تک کہ کوئی سوڈیڑہ سو شہر دن سے
جنک یعنی ختائی جہاز سب اس شہر کے بندر مین آن کے اکٹھا ہوتے اور سمندر کیطرف روانہ
ہوتے ہین اور یہانکا دریا حالانکہ ڈیڑہ سو کوس سمندر سے دور ہے لیکن چاند کی پہلی اور چودہوین
تاریخون کو مد و جزر اوسمین حاصل ہے* کنچیان ساتوان شہر اس صوبہ کا چاول کی تحفگی کے لیے
مشہور ہے اور نام اوسکا ختائی زبان مین سونے کا دانہ ہے اور فقط فغفور کے باورچیخانہ مین
اوسکا خرچ ہے اور ایک قسم کی شراب نہایت نشئی خوش ذائقہ اور معطر اسی چاول سے بنتی ہے
اور بسبب مطبوعیت کے بہت گران قیمت بکتی ہے* فوچو آٹھوان شہر صوبہ کا مشہور ہوائے
لطیف اور آب خوشگوار کے لئے ہے اور حالانکہ تاتاری یورش سے برباد اور ویران ہوگیا اور
اب خرابہ کے مرتبہ مین پہنچ چکا ہے تاہم اوسکا ذاتی حسن زائل نہین ہوا اور پہاڑون سے ندیان
بہتی ہین اور ہری گھانس کے میدان مین ایسی معلوم ہوتین جیسے زمرد کی پٹریون مین الماس
کی لہرین* اس شہر کے باشندے بہت چست و چالاک اور محنت کش اور زراعت کے فن
مین بہت کامل ہین ایک طرحکا چاول اس شہر کے اطراف و جوار مین پیدا ہوتا ہے جس کے
دانے بسبب سپیدی اور چمک کے دو دوسے بلور کے ریزے معلوم ہوتے ہین* یوچو فو اور ینچو
دو شہر اس صوبہ کے مشہور اس بات کے واسطے ہین کہ اونکے دریا اور ندی مین سونے اور چاندی
کی ریت ملتی ہے اور قریب کے پہاڑون مین فیروزہ اور توتیا اور پھٹکری کے معدن ہین الغرض
تیس شہر کیانگسی کے صوبہ مین ہین لیکن قابل تذکرہ یہی تھے اور شہنشاہ کی سرکار مین بعد وضع اخراجات

نظامت وکارخانجات دیوانی وغیرہ باسٹھ لاکھ اڑتیس ہزار اسی روپیہ بابت خراج زمین وبابت محصول جہاز تجارت سات لاکھ بائیس ہزار تین سے چار روپیہ داخل ہوتا ہے اور ساٹھ لاکھ اسی ہزار من اقسام اناج کے بھیجے جاتے ہین اور باشندے اس صوبہ مین ایک کرور نوے لاکھ ہین فقط

پانچوان باب

صوبہ فوکینگ کے بیان مین

مملکت ختا کا چوتھا صوبہ فوکینگ اگرچہ طول وعرض مین اور صوبون کے برابر نہین ہے لیکن دولت خیزی کے حساب سے اوس سے کچھ ایسا کم بھی نہین اور تمازت آفتاب کے باعث سے یہان کی ہوا مین بظاہر انتہایت حرارت ہے اور بڑی گرمی پڑتی لیکن باوصف اسکے خاصیت ہوا کی بری نہین ہے کیونکہ وبا یا امراض متعدی کا یہان کبھی ذکر تک نہین ہوتا۔ اسکے شمال مین صوبہ چی کیانگ اور جنوب مین صوبہ کوانگ تانگ اور مشرق پر بحر چین اور مغرب پر صوبہ کیانگسی واقع ہین اور مشک یہان بہتر میسر ہوتا ہے اور معدنیات اقسام جواہرات گران بہا اور ٹین اور پارا اور لوہا یہان کے پہاڑون مین ہین اور جہان اس قدر افراط معدنیات کی ہو وہان طلا ونقرہ کے معدن کا ہونا قیاس سے دور نہین اور اس دیار کے باشندے بھی اسیطرح خیال کرتے لیکن وے انکی تلاش کرنے سے ممنوع ہین اور شہنشاہ کے فرمان مین اونکا تفحص موجب قتل ہے چونکہ یہان کا لوہا حقیقت مین اچھا ہوتا ہے ہر جگہ کا لوہا اوسکے آگے لوہا مان جاتا اس لئے ہر وضع کے ہتیار اور اقسام آلات صنعت گری کے تمام مملکت ختا مین یہین سے جاتے ہین۔

فوکینگ کی ولایت کوہستان ہے لیکن ختائیون کی حکمت اور تردد نے کوہسار کو اتنا برابر اور ہموار کر ڈالا کہ پہاڑون کی چوٹیون پر زراعت ہوتی ہے اور جس جگہ کشتکاری ہوتی وہان سے اکثر مقام پر پانی کئی ہزار ہاتھ نیچے میسر ہوتا ہے لیکن ختائیون نے بانس کے نل لگا کے ایسی ترکیب کی ہے کہ کھیتون تک پانی بلا تکلف بخوبی آجاتا ہے مگر اس حکمت سے اغیار کو آگاہ نہین کرتے اس جہت سے بندے نے بھی اسکی تحقیق اوس اقلیم کے کسی سیاح

کے سیاحت نامہ مین نہین پایا باوصف اسکے کہ اس تالیف مین اٹھائیس معتبر کتب سیر ملاحظہ مین آئے اور حالانکہ ہمارے یہان یعنے انگریزی حکمت کی روسے اس ترکیب کے باب مین تفحص کرنا ممکن بلکہ آسان ہے مگر امر متحقق کو امر متفرض پر تفوق اور دیکھی ہوئی چیز کو سوچی ہوئی پر ترجیح ہے اور ایسے مقام پر عقل لڑانی تاریخ کے داب سے نہایت خلاف ہے القصہ کسو طرح سے غرض پہارون کی چوٹیون پر دامن کوہ سے پانی پہنچا اور کھیتون اور زراعتون کو شاداب اور سیراب رکھتا ہے ✤ اس صوبہ مین پھل پھلاہری اور میوے جو لیچی اور لونین اور موگن لی کہلاتی لذت مین اکثر میوجات پر سبقت لیجاتے ہین اور انمین سے لیچی جسکو لوگ لیچو کہتے ہین بنگالے تک پہنچا ہے لیکن اور دو قسم کے میوے کبھی دیکھنے مین نہین آئے غرض جنھون نے کھایا اونکی روایت ہے کہ وے اگر یہان آوین تو البتہ اہل مذاق کے مطبوع ہووین ✤ چونکہ اس صوبے کے مشرقی حد پر بحر ختا واقع ہے بہت سے لنگرگاہ ہین جنمین جہاز اور کشتی لگانے کا بہت سبھیتا ہوتا ہے اور اون مین مچھلیان الغاروں ملتی اور خشک کیجاتین اور بہت ملکون مین بکتی ہین ✤ اس ولایت کے رہنے والے بسبب قرب سمندر کے علم ناخدائی اور مرکب رانی مین بہت دخل رکھتے ہین چنانچہ جب رذائل کیطرف میل کرتے اور سمندری ڈاکو ہوتے ہین تو انکے ہاتھون سے سوداگر عاجز رہتے اور الامان پکارا کرتے ہین اور پہارون مین لکڑی اسقدر ملتی ہے کہ ایکدفع جب شہنشاہ نے جزیرۂ جاپان فوج بھیجنے کا قصد کیا تھا تب اس صوبہ کی رعایانے حضور مین عرضی کی کہ اگر حکم ہووے تو سمندر پر سے لکڑی کا پل بندھوا دیا جاوے تاکہ شاہی لشکر ظفر پیکر اوسپر سے گذر کر اوس جزیرے کو پامال کرڈالے اور چونکہ اس ولایت کے لوگ نڈر اور اولو العزم ہوتے ہین دور دور تک مال تجارت لیجاتے اور روپیہ کثرت سے پیدا کرتے ہین اور یہانکی بولی ہرچند کہ مشتق ختائی زبان سے ہے لیکن اور جگہ کے رہنے والے اوسے نہین سمجھتے کیونکہ ایسے ایسے کو ڈھب انوٹھے پہاڑیے فقرے ہر شہر مین نئی نئی طرح برتنے مین آتے کہ آپس کے پڑوسی بھی ایک دوسرے کی بولی نہین سمجھتے ہین ✤✤

میوجے

فوچو بے شایبہ ریب اس صوبہ مین سب سے بہتر شہر ہے اور مملکت ختا کے بیشتر شہرون سے
دولت خیز او رچونکہ لنگر گاہون مین کنارے پر بھی اسقدر عمیق ہے کہ ایکبارگی بے وسیلہ زورق
وسفینہ کے جہاز سے لوگ خشکی پر قدم رکھتے اس سبب سے تجارت کے لیے نہایت سہولیت
ہے اور سوداگرون نے اوسے اپنی فرودگاہ مقرر کی ہے * اس شہر کے اطراف مین سیاہ چاے
افراط سے پیدا ہوتی ہے اس لحاظ سے انگریزون نے وہان تجارت کے لیے جانے اور سکونت
کرنیکی شرط فغفور کے عہدنامے مین درج کروائی ہے اور چونکہ آب وہوا وہان کی نہایت
معتدل ہے اس لیے یقین کہ شہر کان ٹانگ سے فرنگی تجار نقل مسکن کر کے یہین بود وباش
اختیار کرین اور جسوقت اس شہر مین جہاز لیجانے اور خرید فروخت کرنے کے باب مین انگریزی
طرف سے گفتگو شروع ہوئی فغفور نے بہت سے عذر نکالے منجملہ اونکے یہ کہ چونکہ اس جگہ پر
سیاہ چاے سمندر کے نزدیک پیدا ہوتی اور مزرع سے جہاز تک کشتیون مین جاسکتی ہے اس
لحاظ سے اگر فوچو مین انگریز جاوین اور چاے خرید کرین تو شہر کان ٹان مین آمد ورفت چھوٹ
جائیگی اور جو رعایا کہ بسبب چاے کے کھیتون کی دوری سمندر سے خشکی پر باربرداری سے اوقات
گذاری کرتے ہین اونکی وجہ معاش بالکل موقوف ہوجائیگی غرض اصل سبب ہٹھہ کرنے کا وہی
خوف تھا جو اہل ختا ہمیشہ سے اغیار کے ساتھ راہ ورسم کرنے سے رکھتے ہین القصہ
اونکی بات پیشرفت نہوئی اور جب انگریز فتحیاب ہوے اور فغفور کے نزدیک ثابت ہوا کہ
انگریز سے مقابلہ دشوار ہے مجبوراً اونھون نے انگریز کی بات رکھی اور اس جگہ کو اونکے لیے تجارتگاہ
مقرر کیا * سی ہین چو کا بھی شہر بہت مقدار اور تجارت کی زیادتی او بندرگاہون کی پاکیزگی اور
عمارتون کی خوبصورتی کے لیے مشہور ومعروف ہے اس شہر کے قریب ایک پل بنا ہوا ہے جس نے دیکھا تعجب سے پہرون
دیکھتا ہی رہا اور سیکڑون دفعہ اگر ملاحظہ کیا تو ہمیشہ انگشت حیرت کو دانتون تلے دبایا اور صورت اسکی
یہ ہے کہ تین سو پیل پایے پر اسکی ساخت ہے اور اوسکی رہگذر کی چوڑائی مین پانچ پانچ پتھر
ہر ایک ستر گز چوڑا اس صنعت کے ساتھ وصل کیا ہوا ہے کہ جوڑ اور پیوستگی کو غور کرنے مین آنکھہ

تپھر اتی جاتی اور نظر کام نہین کرتی ہے اور ہزارون تپھر اتنے ہی چوڑے ایسے قرینے کے ساتھ
وصل کیے ہوے رہگذر مین نصب ہین اور تمام پل مع پیلپائے اور دیوار وغیرہ ایک ہی قسم
کے سیاہ پتھر سے بنا ہوا ہے پل کیا ہے باغ معماری کا ایک خوبصورت گل ہے کہ کوئی کیسا ہی
نابینا ہووے اوسکے دیکھنے مین نرگس وار اوسکی چشم حیرت کھلی رہتی ہے اور اہل نظر کے لئے
اپنے نظر کرنا سرمۂ لبشاشی دیدہ دل ہین لگاتا ہے * **جامی** چرخ بر معمار او کار عمارت عرضہ کرد *
خشت مہر و مہ کہ این از زر ناب آن از رہست * گفت خشت سیم و زر اینجا نمی ارزد بہ ہیچ *
بر زمین افگن کہ فرش ساحتش را در خور ست * کین تنگ کا شہر فقط ایک بات کے لئے قابل کین تنگ
تذکرے کے ہے کہ جب تاتار نے ختا پر یورش کی تھی تو اوس شہر کو انھون نے دو دفعہ متواتر
محاصرہ کیا مگر باشندون کی مردانگی کے باعث سے فتحیاب نہوے آخرکار جب دخل ہوا تو
انھون نے قتل عام کیا اور زن بچے سمیت سبکو تہ تیغ بیدریغ کر ڈالا * ین پنگ کا شہر اسی بات ین پنگ
کے لیے مشہور ہے کہ پہاڑون کے چشمے کا پانی بانس کے نل کی راہ سے گھر گھر پہنچا ہے اور
چونکہ یہ شہر اس صوبے مین داخل ہونیکا گویا دروازہ ہے قلعہ نہایت مضبوط اور سامان کارزار
لیل و نہار مہیا اور تیار رہتا ہے * چانچو کا شہر بڑی تجارت گاہ ہے اور دور دور کے ملکون چانچو
مین یہان کے لوگ خرید فروخت رکھتے ہین اور اس جگہ کی تحت مین چند پہاڑ مین سنگی بلور کے
معدن ہین اور اسکے کھلونے بن کے تمام مملکت چین اور غیر ملکون مین بھی جاتے ہین اور ایک
بڑی ذات کا گولہ لیمو شیرین اور خوشبو پہاڑ کے تلے پیدا ہوتا اور ہر جگہ بارغبت لیا جاتا ہے
اور اوس شہر مین ایسے چند آثار ملتے ہین کہ اون سے مفہوم ہوتا کہ شاید عیسائی مذہب کسی ایام
مین یہان چند سے جاری تھا لیکن اب تو بت پرستی کی ظلمت چھائی ہوئی ہے *
فوننگ چو کا شہر چھوٹا سا ہے مگر ایک بات عجیب و غریب ہان دیکھنے مین آتی ہے اور اگر فوننگ چو
راوی راست گو اور صحیح البیان کے تذکرے مین بندہ نہ دیکھتا تو اوسے فسانہ سمجھتا
اور اس تالیف مین اوسکا ذکر نکرتا یعنے خزان کے ایام مین پہاڑ کی طرف سے

احمر رنگ کی ندی

ایک ندی ہر سال بہتی ہوئی میدان کی طرف چلی اتی ہے اور اوسکا پانی رنگت کا نیلا ہوتا ہے
اور اسکے سوا ایک خاصہ یہ رکھتا ہے کہ جس کپڑے کو ایکدفعہ اوسمین ڈبائے خاصا فیروزی
رنگا ہوا نکلتا ہے اور صرف ایکدفعہ ڈبانے سے رنگ کو اسقدر پختگی ہوتی ہے کہ کپڑے کے
لتے ہوجاتے ہین لیکن اوابھٹ نہین جاتی ہے ✤ اور اس صوبے کے متعلق جزائر سے ایک

صوبہ آسے ...

جزیرہ آسے مائے کہلاتا ہے اور قلعہ اوسکا ایک قسم سنگ مرمر سے ایسا مستحکم بنا ہوا ہے کہ
۱۸۴۱ع کی لڑائی مین انگریز کے چونتیس جہاز سے چار گھنٹے تک گولہ اندازی اوسپر ہوئی اور شمار
ہوا کہ چوبیس ہزار گولے صرف دو جہاز سے مارے گئے اور اسی سے خیال کیا چاہیے کہ باقی
بتیس جہاز سے کتنے گولے چھوٹے ہونگے غرض اسقدر باروت اور گولے سے اتنا ہی حاصل
ہوا کہ بعض بعض جگہ ہاتھ بھر غار صرف فصیلون مین ہوا اور باقی دیوار سابق طرح سے ثابت
رہی اور پتھر کی ایک چٹ نہ اوکھڑی اور اوسکا حال جلد دوم کے دفتر سوم مین تفصیلاً بیان
ہوگا یہان اتنا ہی کافی ہے کہ بعد چار گھنٹے کی گولہ اندازی کے انگریزون نے دیکھا کہ
جب حشر برپا ہوگا تبھی یہ قلعہ پامال کیا جائیگا والا تا قیام قیامت قائم رہیگا اور گولے کی
ضرب سے زیادہ تو سنگین ہوگا جسطرح چھت کو پیٹ کر مضبوط کرتے ہین غرض حکم حملہ کرنیکا
ہوا اور چند اہل فوج نے تھوڑی سی خونریزی کے بعد قلعہ کو چھین لیا اور اوسپر انگریز کا نشان
اوڑایا الغرض یہ جزیرہ استحکام قلعہ کے سوا تجارت کے لیئے بھی مشہور ہے اور وہان پر
تجارت کرنیکی اجازت انگریزون نے فغفور کے عہدنامے مین درج کروائی ہے ✤ ایک اور جزیرہ

جزیرہ تیوان یا فرموسا

تیوان یا فورموسا صوبے فوکینگ سے پینتالیس کوس پر واقع ہے لیکن چونکہ اسکا حال
بالتفصیل جلد دوم کے دفتر دوم مین لکھا جائیگا یہان پر اتنا ہی کافی ہے کہ ۱۴۳۰ع تک
اہل خطا کو اسکا حال بالکل معلوم نہ تھا اور ۱۶۶۱ع مسیحی مین اونکی عملداری وہان ہوئی ✤

پونگ جزیرہ

جزائر پونگ ہو درمیان جزیرے ایماے اور جزیرے فارموسا کے واقع ہین مگر اونکا حال
قابل مذکور کے نہین معلوم ہوا ✤ القصہ فوکینگ کے صوبے مین تیتیس ۳۳ شہر اور ڈیڑھ کرور

باشندے ہین اور بعد وضع اخراجات جنگی اور دیوانی کے خزانے مین تیتیس لاکھہ گیارہ ہزار اٹھارہ روپیہ بابت مالگذاری زمین اور دو لاکھہ پچاسی ہزار چھہ سے اڑتیس روپیہ بابت نمک اور دو لاکھہ باسٹھہ ہزار چھہ سے چھپن روپیہ بابت محصول اجناس تجارت سالانہ اس صوبے سے داخل ہوتا ہے ٭

چھٹا باب

صوبۂ چی کیانگ کے بیان مین

چونکہ تمامی راحت کا موجب صحت مزاج ہے اس سبب سے اگلے فغفور سب اکثر اوقات اسی صوبے مین رونق افروز رہتے اور اوسکی سرزمین کو نہایت پسند کرتے تھے چی کیانگ کا صوبہ جسکا احوال باب سابق مین لکھا گیا اسکی دکھن کیطرف واقع ہے اور اوتر کی جانب کیانگنان کا صوبہ اور پچھم پر کیانگسی صوبہ اور پورب کی سمت سمندر ہے ٭ جو چیز کہ روح طلب کرتی یہان پائی جاتی ہے چنانچہ سمندر کا کنارہ اور لہرونکا نظارہ گل و سبزہ کی بہار سرسبزی چمن و گلزار گلشنون مین رنگ برنگ جانورون کے نئے نئے رنگ ڈہنگ کے ترانے ہر جگہ خوشی اور دل لگی کے فسانے میوے عجائب غرائب ترو تازہ درختون پر تیار پھول خوش رنگ پھل خوشگوار ہر جگہ آرام کا جلسا جدہر دیکہو ساز و سامان عیش مہیا جھیلون اور تالابون اور نہرون کی کیفیت پانی کی لذت اور لطافت ٹھنڈی ہوا کی راحت یہان پر بے نہایت حاصل ہے اور خوبی آب و ہوا او فسحت و فضا کے سوا زرخیزی اور آبادی بے پایان ہے اور اوس سرزمین نزہت آئین کی خاصیت لطیف باشندون کے مزاج سے بھی عیان ہے کیونکہ خوش مذاق و عاقل اور غریب دوست مسافر پرور با جان و دل ہین اور ہر علم کا ادراک رکھتے اور ہر فن مین چالاک ہوتے ہین لیکن یہ سخت عیب ہے کہ اپنے مذہب باطل اور عقائد لاطائل کو بہت پسند کرتے اور اسکی واہیات رسومات کے ایسے پابند ہوتے ہین کہ تعصب کا الزام خاص و عام پر پہنچتا ہے ٭ اس دیار مین ریشم بہت پیدا ہوتا اور انواع طرح سے صرف مین

آتا ہے خصوص کمخواب اور زربفت کے تہان افراط سے بنائے اور بیچے جاتے ہین + توت
کے درخت لگانے مین ختائیون کا دستور ہے کہ کدو کیطرح زمین ہی پر شاخون کو پھیلاتے
اور بلند نہین بڑہنے دیتے ہین کیونکہ چھوٹے درختون کے پتے کی خوراک جب کیڑون کو پہنچتی ہے
ریشم کی تھلگی زیادہ ہوتی ہے اور بنگالے مین اگر یہ سلیقہ عمل مین آوے تو شاید فایدہ بخشے +
اس صوبے کے ریشمی کپڑے اکثر ملکون مین مشہور و معروف ہین اور تمام مملکت ختا اور تمام
فرنگستان اور جزیرۂ جاپان اور دوسرے جزائر مین ہزارہا تھان بکتے اور خواہش و رغبت سے
خرید کیئے جاتے ہین اور اس کثرت کی اسقدر رفتنی پر بھی اتنا باقی رہتا اور سستا بکتا ہے
کہ اس ملک مین کمخواب کے لباس کی تیاری مین اتنا خرچ نہین پڑتا جو موٹی ململ کے جامے
کی بنوائی مین ہندوستان مین ہوتا ہے + اس صوبے مین گیارہ شہر بڑے نامی اور ایکسٹھ
اون سے چھوٹے چھوٹے ہین سب مین عالی شان شہر ہانگچو ہے اور ناظم صوبے کی بود و باش
کے سبب پایتخت اوس صوبے کا کہلاتا ہے اور بقول خطائیون کے یہ شہر بہشت برین کے بعد
بہشت زمین ہے غرض جن لوگون نے فرنگستان کے شہرون کو دیکھا ہے اونکے نزدیک
یہ مبالغہ ہے لیکن یہ راست و بجا ہے کہ ختا کے اور شہرون سے خوش وضع اور دلکشا تر ہے
اور وسعت و تکلف مین بہتر اور آبادی مین بزرگ تر ہے کیونکہ شہر پناہ کی چاردیواری کے
اندر دس لاکھ آدمی سے زیادہ ہمیشہ رہتے اور مکان رکھتے ہین علاوہ اون لوگون کے جو
سواد شہر مین اور دریا پر بود و باش کرتے اور پشت ہا پشت سے کشتی کے سوا کبھی کنارے
پر قدم نہین رکھتے ہین + ختا کے اکثر شہرون مین علی الخصوص دار الامارہ پیچین اور شہر
ہانگچو مین لکھا آدمی کا شہر دریا مین بسا ہوا ہے اور اس جماعت کثیر مین سے بعض بعض گاہے گا
برس مین ایک دو بار کسی ایسی ہی ضرور کام کے لیئے شہر مین جاتے ہین ورنہ کشتی ہی پر پیدا ہوتے
اور ساری زندگی وہین کاٹتے اور تمام رسومات کو وہین ادا کرتے اور زمین سے اونکو علاقہ
تب ہی ہوتا ہے جب مرتے اور گڑتے ہین + اس شہر مین ساٹھ ہزار کاریگر فقط ایک قسم زربفت

کے تہان کے ہین اور ختائیون کے حق بجانب ہے کہ اس شہر کی تعریف اتنی کرتے اور اپنے
زعم مین روے زمین پر لاثانی سمجھتے ہین کیونکہ جسطرف قدم اوٹھائیے اور نظر کیجے سواے منظر
خوش کے کراہیت کی کوئی چیز دکھائی نہین دیتی ہے اور مکانات صاف وعمدہ اور سڑکین پختہ
وپاکیزہ اور نہرین شفاف پانی سے بھری ہوئین اور دورویہ دوکانون مین تکلف کی چیزین بھری
ہوئین اور جگہ بجگہ ترپولیے کس خوبی کے بنے اور نہرون پر صدہا پل معماری کی صنعتون سے
مصنّع اور آراستہ حاصل یہ کہ جز وکل پر رونق برستی ہے اور جسنے ایک مرتبہ دیکھا پھر اوسے
دیکھنے کو سدا طبیعت ترستی ہے شہر پناہ سے تھوڑے فاصلے پر چینک ٹانک کا دریا ڈیڑہ
کوس چوڑا بہتا ہے اور جزر ومد کا حساب اوس مین ہمیشہ پایا جاتا ہے غرض اکتوبر مہینے مین
سمندر کیطرف سے ہوا اس طرح سے موجہ مارتا اور شور کرتا آتا ہے کہ کانون مین قفل لگ جاتا ہے
اور روایت یون ہے کہ پانی کا ایک پہاڑ تیرہ وذخار تین تاڑ سے زیادہ بلند اور طوفان سے زیادہ تر
تند ایسی مہیب ہیئت سے نمود ہوتا ہے کہ کلیجہ دہل جاتا ہے اور اوسوقت کوئی شاعر اگر اوس
شور وشر کو سنے اور سبب نہ سمجھے تو یہ تصور کرے کہ قوم جن کے لاکھون گھوڑے کسی دشمن
کے تعاقب مین جوش اور خروش سے ہنہناتے اور اپنی رفتار مین زمین اور آسمان کو تہ وبالا
کرتے چلے آتے ہین غرض حاصل یہ کہ نہ داستان کو وسعت نہ بیان کو قدرت نہ تحریر کو طاقت
ہے کہ اونکے وسیلے سے اوسکی مہابت کا مرتبہ قیاس مین آوے * اوس روز چار گھڑی دن
رہے تمام شہر کے چھوٹے بڑے جوان بوڑہے لڑکے بالے امیر فقیر بیکار باکار سب دریا کے
کنارے پر جمع ہوتے اور خدا کی قدرت کے اس منظر بزرگ کا تماشا کرتے ہین * اس تاریخ
کے ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ بعض امرا کے باغون مین نقرئی اور طلائی مچھلیان پر تکلف حوضون
مین چھوٹی رہتی ہین یہ مچھلیان چیانگھو کے شہر مین پیدا ہوتی اور ختائی امیرون اور دوسرے
ملکون کے اکابر کے یہان بڑے دامون کو خرید کی جاتی اور بلور ومرمر کے حوضون مین چھوٹی
رہتی ہین یہ شہر قریب ہانگچو کے واقع اور اوسیکی تحت حکومت مین ہے چونکہ ہانگچو کا شہر

چی گیانگ کے صوبے کا پایۂ تخت ہے تین ہزار ملکی سپاہ نائب ناظم کے تابع اور سات ہزار
تاتار جنکا سردار ایک سپہ سالار عالی وقار ہے اس شہر مین حفاظت کے لیے متعین ہین + تمام
مملکت ختا مین سیہو کی جھیل مشہور ہے اور ہانگچو کے پچھم کیطرف شہر پناہ کے زیر دیوار واقع ہے
اور تین سوا تین کوس کا دائرہ ہے غرض صد افسوس کہ اہل ہندوستان یا ایران کے
کسی شخص لائق نے اقلیم ختا کی تاریخ نہین لکھی کیونکہ اکثر شہر اور مقام کا حال قابل اسکے ہے کہ
کوئی معقول انشا پرداز اسکے بیان مین طبیعت آزمائی اور اپنے فن کی تمام صنعتین صرف کرے
چنانچہ اس مقام پر یعنے ہانگچو کے شہر کے احوال مین سیہو کی جھیل کی تعریف ضرور ہے کیونکہ
وہ بہت مشہور ہے لیکن اپنے پاس منشی گری کا اسقدر مایہ نہین کہ اسکی کیفیت جیسی کہ چاہیے
بیان کرون اور یہ جو حال لکھتا ہون اپنے مذاق طبیعت کے موافق ہے اسی سبب سے ہر بزرگ
سے امید رکھتا ہون کہ میرے سخن کی تفصیل کو وہان کے دفتر تحقیق کی محض فہرست سمجھین
سیہو کی جھیل کا پانی شربت کے مانند شیرین اور خوشگوار اور الماس کیطرح آب و تاب رکھتا ہے
اور کول اور بنفشہ اور نیلوفر کا تختہ ہر طرف کھلا رہتا ہے ادہر پانی موجین مارتا اودہر پھولون
کی بہار سے دل لہراتا تین پشتے جھیل کے درمیان سے اس کنارے سے اوس کنارے تک
بنے ہوے ہین اور چونکہ دو گوشے مثل قینچی کے اور ایک درمیان سے نکلا ہے اس جہت سے
جھیل کی گویا چھ تقسیمین ہین جسطرح باغ کی کیاریان روشون سے بنتی ہین اور بڑے بڑے
ستون جھیل کی تہ مین گڑے ہین اور اسی پر پشتے سنگ سے چنے ہوے بنے ہین اور جہان سے
کشتی کی آمد و رفت کے لیے راہ رکھی گئی ہے اون مقامون پر سنگ مرمر اور رنگارنگ پتھرون
کے پل نہایت خوش وضع نمودار ہین اور اوپر نفیس نفیس بنگلے نشست کے لیے جنکی ساخت
صندل کے تختون کی ہے اور چھاونی اوسکی رنگ برنگ چینی کی کھپریلون کی ہے اور یہ پشتے
اسقدر چوڑے ہین کہ اونکے بیچ مین گاڑی جانے کی سڑک ہے اور اس راہ کے دونون پہلو پہ
بید مجنون اور شفتالو اور کیلے کے درخت قطار سے بوئے ہین اور جسوقت یہ بار ور ہوتے خصوص

جب شگفتا لو کے ثمر نظر آتے ہین اور پانی کے پھول پھولتے ہین تو عجیب ایک کیفیت نمود ہوتی ہے
کہ دیکھنے والے کی صورت حال اور ہو جاتی ہے اور کیسا ہی دلگرفتہ ہو اوسکا غنچۂ دل کھلجاتا ہے
اور تین جزیرے جھیل مین عجب موقع سے تین طرف ایک اوتر اور ایک دکھن اور ایک بیچ مین واقع ہین
سطح آب سے یہ جزیرے بہت بلند اور اونپر کتنے رنگ کے سنگین مکانات اور دیوسرے اور
بنگلے چینی کے کھپریلے چھائے پریون کی بود و باش کے قابل ایسے ایسے تحفہ باغون کے درمیان
بنے ہین کہ بہشت شداد کی کیفیت جو سننے مین آئی ہے اونکے مقابل مین ایک فسانہ بے حقیقت
معلوم ہوتی ہے فقط وہان کی عیدون کے دنون مین جب ختائی امرا لباس فاخرہ پہنے ہوے
ساز و سامان عیش و عشرت کے ساتہ پرتکلف سجے ہوے بوقلمون کشتیون پر سوار ناچ کروائے
ہوے جھیل مین سیر کرتے پھرتے ہین تو چارون طرف لب آب سے پہاڑون کی چوٹی تک اتنے
مناظر خوش نما خورشید طلعت مہ سیما جمع ہو جاتے ہین کہ اونکی دید سے دیکھنے والون کی آنکھون
کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے * **مولفہ** خلق کا جمگھٹا لب آب پر * سبکی نگاہ
روے احباب پر * اہل شوق ہزار در ہزار * کوئی کسی سے بغلگیر کوئی کسی سے ہمکنار * کہین خوشی
کا جلسا ہو رہا ہے * کہین سخن کا چرچا ہو رہا ہے * کہین نوشانوش ہے * کوئی سرخوش ہے
کوئی مدہوش ہے * کوئی کسیکی جھانک تاک مین مشغول ہے * کسیکا داغ جگر پھول ہے * کوئی
اپنی پوشاک کے پھبن پر مغرور ہے * کوئی اپنی بےتوشگی مین مسرور ہے * کہین واہ واہ کا شور مچ
رہا ہے * کہین صل علی کا غل پڑا ہے * کہین ناز ہے کہین نیاز ہے * غرض اون مجمعون کا عجب
انداز ہے * فائدہ تو اتنا پر نقصان بہت بڑا اسمین ہے یعنے دل کو کسب لذت کی از بسکہ ہوس
اور دنیا و ما فیہا سے بیخبری اور تحصیل علم و ہنر مین کاہلی اور سیری اور بجز عیش و خیال عیش کے سب
چیزون سے نفرت کلی ہو جاتی ہے * سوا اس کیفیت کے جو جھیل کے درمیان مین موجود ہے حسن اتفاق
سے ایسا ہے کہ اوسکے تین طرف پہاڑون کی قطار اور ایک سمت پر شہر واقع ہے اور اون پہاڑون
ہزار ہا عمارتین اور بت خانے اور بنگلے اقسام وضع کے بنے ہین اور باغون اور درختون کے بیچ سے

فغفور کی عیشگاہ سنگ مرمر کی ایسی نظر آتی ہے جسطرح جیسے زمرد کی تختی پر الماس بے کے تختے جڑے
معلوم ہوتے ہین اور پہاڑون کے نیچے اور جھیل کے کنارے زمین ایسی ہموار ہے کہ روشین اور
چمن بندی برابر ہے اور صدہا قسم کے پھولون کی بہار نمودار ہے غرض حاصل یہ کہ اگر دنیا کے
شعرا اوس مقام دلفریب پر جمع ہو کے فقط جھیل اور اوسکے اطراف کی تعریف کرنے مین اپنے
مین اپنی ساری عمر صرف کرین تو یقین ہے کہ مضمون سب خرچ ہو جاوے اور تمام جہان کی
سیاہی اور کاغذ بھی اکتفا نکرے * جن پہاڑون کا ذکر کیا گیا کہ جھیل کے تینون کنارے پر واقع
ہین وہان شہر ہانگچو کے لوگ دفن ہوتے ہین اور چونکہ دستور و رسم ختائیون کا ہے کہ ہر شخص امکان
کے مطابق اپنے عزیزون کے دفن کرنے مین تکلف اور آرایش کرتا ہے اس جہت سے قبرین نہایت
بلند اور خوبصورت ہین لیکن اوس عیش کے مقام مین پھولون کے درمیان گورستان کا ہونا
عجیب عبرت افزا ہے اور چونکہ رنج و راحت اور موت و زندگی کا ساتھ دکھلاتا ہے اسلیئے دنیا
کی بے ثباتی کی دلیل چشم بصیرت کے آگے عیان ہوتی ہے اور انسان کی خاک نہادی اور بے بنیادی
ثابت کرتی ہے * انہین قبرون کے درمیان ایک وزیر نیک بخت خلائق پرور عاقل و عادل کا مزار
ہے جسپر ہمیشہ اہل ختا ادنی اور اعلی لوبان جلاتے اور پھول چڑہاتے ہین اور آٹھ سو برس کی
بات ہے کہ اوس شخص نیکخو کی برائی اور بدگوئی مفتریون نے فغفور کے پاس کی تھی یہان تک کہ پادشاہ
کی طبیعت اوس سے نفور ہوئی اور بیچارے کی جان مفت گئی لیکن چند روز کے بعد جب ثابت ہوا کہ وزیر
بیگناہ قتل ہوا تب پادشاہ کا قہر اون کمینون پر گرا اور بدترین سیاست سے اونکو مارا اور اونکی لاشون کو
جلا کے خاکستر کو چوراہون پر پھینکدیا اور اون بدذاتون کا یہ حال کر کے شاہنشاہ نے وزیر کے مدفن
پر مزار مذکور کو لاکھون روپے کے خرچ سے بنوایا اور تین برس تک اوس وزیر خیرخواہ مقتول بیگناہ
کے لیے غم کیا اور ماتمی لباس پہنا جسطرح والدین کے لیے بیٹا کرتا ہے * یہ مزار قابل دیکھنے کے
ہے اور اوسکی چاردیواری کے صدر دروازے پر انہین چار مفتریون کی مورتین اسطرح بنی ہوئی ہین
کہ سر نیچے کیے گھٹنون کے بل خاک پر پیشانی لگائے وزیر کی قبر کے رخ کی سمت سجود مین ہین اور

قاعدہ زیارت کرنے والون کا ہے کہ جب اوس مزار پر لوبان جلانے اور پھول کی کریں چڑہانے آتے ہین تو کنکری اوٹھا کے اون مورتون کے سر پر مارتے ہین اور اونکی حرکت سے نفرت ظاہر کرتے ہین + ہوچوفی ایک شہر اسی صوبے کا نہایت پاکیزہ اور عالیشان ہے اور خاص شہر مین او متعلق بستیون مین اسقدر ریشیم کا کاروبار ہے کہ تمام مملکت مین نامزد اور مشہور ہے اسکے علاقے کا ایک چھوٹا شہر اس جنس سے یہانتک معمور ہے کہ وہان کا یہ دستور ہے کہ پندرہ لاکھ اونتالیس ہزار روپے کے تھان کمخواب اور زربفت کے بدستور مالگذاری سرکار شاہی مین ہر سال دیے جاتے ہین اور اسی سے قیاس کیا چاہیے کہ فقط ایک چھوٹے سے شہر مین کسقدر مال تیار ہوتا ہوگا جب کے بعد سوداگرون کے ہاتہ بیچنے اور وجہ معاش کرنیکے اتنا پس انداز رہتا او خزانے مین داخل کیا جاتا ہے اگر ختا کا یہ دستور ہوتا کہ سیم و زر کے سوا غلہ او اجناس وجہ مالگذاری مین نہ لیا جاتا تو اکثر صوبون اور شہرون کے لوگون کو نقصان عظیم ہوتا کیونکہ بعض جگہ اسقدر افراط بعض چیزون کی ہے کہ بیچنے اور صرف مین لانیکے بعد بہت باقی رہجاتی ہے کہ جسکا کوئی خواہان نہین ہوتا ہے لیکن سرکار فغفور کو رعایا پروری اور غریب نوازی اسقدر منظور ہے کہ ہمیشہ سے سلطنت کا یہ دستور ہے کہ جو چیز کہ کشتکاری اور سوداگری کی قسم سے پس انداز رہے بازار کے نرخ دام کر کے مالگذاری مین داخل کیا جاوے غرض اسکا حال بتفصیل اپنے مقام پر مذکور ہوگا اس جگہ اتنا ہی اشارہ کافی ہے + کیاکنگ ایک اور شہر اس صوبے کا بہت خوش وضع اور اچھی جگہ پر واقع ہے اور نہایت دلکشا غرض فضائیت اور پاکیزگی کے سوا دوسری کسی بات مین مشہور نہین اور سڑکین سنگ کے چوڑے تختون سے چنی ہوئی ہین اور دورویہ قطار درخت سایہ دار کی اس خوبی کے ساتہ لگائی گئی ہے کہ اونکے سائے سائے راہگیر جاتے اور بارش و تمازت آفتاب سے مطلق ایذا نہین پاتے ہین پاے تخت ہانگچو کے بعد نینگپو کا شہر اس صوبے مین نہایت خوبصورت اور بہت آباد ہے اور مخصوص دو وجہ سے تجارت کے لیے بہت مناسب ہے ایک تو یہ کہ دریا گہرا اور چوڑا شہر پناہ کی دیوار کے نیچے بہتا ہے اور دوسرے یہ کہ سبز چاے کی پیدایش اسکے قریب ہوتی ہے اس لیے خریدنے اور بیچنے والون کو نہایت سہولت

ہوتی ہے انہین دو سببون سے صاحبان انگریز نے جب فغفور سے عہد وپیمان بالفعل کی
لڑائی کے بعد کیا تو اس بندر کو چار اور شہرون کے ساتھ اپنے جہازون کی آمد وشد کے لیے
ٹھہرایا اور شرائط صلح مین وہان کی تجارت کا اذن اپنی مرضی کے موافق قبول کرایا اور
اوسکے قبل سوائے کانٹون کے شہر کے دوسرے بندر مین کوئی قوم فرنگستانی نہ جانے
نہ تجارت کرنے پاتی تھی تیرہوین اکتوبر ۱۸۴۱ع کو انگریز نینپو کے شہر مین دخلیاب ہوے
اور چونکہ چینکہائی کا قلعہ جو کہ ختائیون کے زعم مین مفتوح ہونیوالا نہ تھا چھین لیا گیا اس
سبب سے انگریز کا رعب شہروالون پر اسطرح غالب ہوا کہ بے لڑائی بھڑائی نینگپو قبضے
مین آیا * ہرچند کہ سمندر کے متصل یہ شہر واقع ہے لیکن سرزمین بسبب نہرون کے
اور خاصیت خاص کے اس قدر زرخیز ہے کہ ہر سال وہان دو فصلین ہوتی ہین * پشمی
تھان اقسام طرح کے یہان بہت پاکیزہ طیار ہوتے اور دور و دراز سے سوداگر سب اوس کے
خریدنے کے لیے آتے ہین خصوص جاپان کے ملک مین ختائی تاجر اس رقم کو لیجاتے
اور سونا چاندی تانبے سے عوض کرتے ہین * اسی شہر سے اٹھائیس یا اونتیس کوس
کے فاصلے پر مشرق کیطرف چوزان کا جزیرہ واقع ہے جسکو صاحبان عالیشان نے
چوتھی جولائی ۱۸۴۰ع کو ختائیون سے چھین لیا تھا لیکن صلح کے بعد واپس کر دیا غرض اوس جگہ
کی بد آب وہوا سے جسقدر فوج انگریزی کی نقصان ہوئی اوسکا ایک حصہ تمام لڑائی مین ضرب
شمشیر سے مارا نہین گیا * چونکہ اس تاریخ کی دوسری جلد کے تیسرے دفتر مین اوس لڑائی کا
احوال لکھا ہے جو انگریزون اور ختائیون کے درمیان ۱۸۴۰ع مین شروع ہوئی تھی اور
۱۸۴۲ع مین اختتام کو پہنچی اس سبب سے نینگپو اور چوزان کے باب مین زیادہ بیانی ضرور
نہین * چوہینگ بھی ایک شہر اس صوبے کا بسبب ندرت اور نوطرزی کے قابل تعریف
کے ہے کیونکہ میدان وسیع اور مسطح مین واقع اور فرنگستان کے شہر وینس کے مانند
ہے یعنے جس طرح سے وینس مین اتنی نہرین ہین کہ لوگ کشتیون پر گلی کوچے مین پھرتے

اوسی طرح سے چوہینگ کی گویا شاہراہین نہرین ہین لیکن باوجود اس کے فضیلت ختائی شہر
کو ہے کیونکہ چوہینگ کی نہرون کا پانی شیرین اور خوشگوار ہے اور نسیس مین شورآبہ اور شوریت
بشدت ہے شہر چوہینگ کے باشندے بڑے مفتری مشہور ہین اور قوانین مین اسقدر دخل
رکھتے اور اتنے ذی ہوش اور چالاک اور مقدمہ دان ہوتے ہین کہ اکثر بڑی سرکارون مین
یہین کے رہنے والون کو محرری اور منشی گری کے عہدے تفویض ہوتے ہین ۔ یہان سے
ڈیڑہ کوس فاصلے پر شہر کے اطراف مین فغفور یو کی قبر ہے اور یہ شخص پہلے پادشاہون مین
مشہور ہے اور بقول ختائیون کے ایسا شخص سارے آفاق مین پیدا نہین ہوا اور فضائل
ثلاثہ یعنے عفت اور عدالت اور شجاعت مین اوسکے برابر عرصۂ زمین پر کوئی نہین آیا اور لباس
وجود کا نہین پہنا ۔ اسقدر تعریف صاف مبالغہ معلوم ہوتا ہے لیکن اتنی بات تحقیق
ہے کہ اگر نہایت ذی شعور و دور اندیش و نیک نہاد نہوتا تو اتنی بڑی سلطنت کا انتظام اول
حال مین نکر سکتا فغفور یو کا بالکل احوال بندے نے اسی تاریخ کی دوسری جلد کے پہلے دفتر مین
لکھا ہے جہان ختا کے تمام پادشاہون کا تذکرہ نو آبادی دنیا سے ۱۸۴۲ء تک درج کیا ہے
ہوچو کا شہر بھی بہت بڑا اور کوہستان کے قریب واقع ہے اور اسکے اطراف مین ایسے ایسے
جنگل ہین کہ آدمی کو وہان گذرنا سخت دشوار ہے اور وہان کی خبر جو جان پر کھیل کر لاتے یہہ
کہتے ہین کہ جنگل مین صنوبر کے درخت جڑھ کے قریب اسقدر موٹے ہین کہ اگر چالیس آدمی
اوسکے تنے کے گرد بیٹھین تو فراغت سے جگہ پاوین ۔ الغرض چی کیانگ کے صوبے مین
اٹھارہ قلعہ مثل شہر کے وسیع اور آباد ہین اور اون کے علاوہ تیس شہر نامور ہین بعض تجارت یا
صنعت کے سبب سے اور بعض فضائیت یا زرخیزی کے لیے لیکن بندے نے سب کا ذکر
بیفایدہ سمجھا اور جنکو نہایت ممدوح پایا اونہین کا خلاصۂ احوال لکھا ہے چی کیانگ کے صوبے
مین دو کرور دس لاکہہ باشندے ہین اور نظامت کے کارخانجات جنگی اور دیوانی کے
اخراجات کی وضع کے بعد ایک کرور سترہ لاکہہ ستائیس ہزار ایک سو اسی روپیہ سکہ برسم

مالگذاری ہر سال فغفور کے خزانے مین جاتا ہے اور اس مبلغ مین زمین کا خراج پچانوے لاکھ
اکیتالیس ہزار آٹھ سو روپیہ سکہ اور نمک کی بابت سولہ لاکھ پانچ سو ساٹھ روپیہ اور اجناس
تجارت کی آمدنی ورفتنی کا محصول پانچ لاکھ چوراسی ہزار آٹھ سو بیس روپیہ سکہ ہے ✦ ✦ ✦

ساتوان باب

صوبہ ھوکوانگ کے بیان مین

چین کا چھٹوان صوبہ ہوکوانگ کہلاتا اور اوس مملکت کے عین درمیان اسطرح واقع ہے کہ آٹھ صوبے اسکے چارون گرد ہین اور چونکہ یانگ ذی کیانگ کا دریا اسکے درمیان سے پورب کی طرف پچھم سے بہتا ہے اسلیے اوس صوبے کے دو حصے ہوے ہین اور یہ دونون کی زرخیزی اتنی ہے کہ ضرب المثل ہوگئی چنانچہ ختائی کہتے ہین کہ کیانگ سی کے سال بھر کا محاصل اگر اکٹھا ہو تو چین کے پندرہ صوبون باشندون کے لیے ایک وقت کا ناشتہ ہوسکتا ہے لیکن ہوکوانگ کی ایک فصل زراعت پر ساری مملکت کے باشندون کا مدار اوقات برس روز تک ہوسکتا ہے اور سوا کثرت محاصل اس صوبے کے سوتی کپڑے اور پہاڑ کی جڑی بوٹی اور معدنیات سونا چاندی لوہا ٹین بلور کے مشہور ہین اور یہان پر نہایت شفاف موم میسر ہوتا اور بانس کا کاغذ کثرت سے بنتا ہے بوچانگفو پاے تخت اس صوبے کا بڑی تجارت گاہ اور نہایت کیفیت کی جا ہے اور دولت اور عالیشانی اور عذاری مین مملکت خطا کے اکثر شہر سے کم نہین اور چونکہ یانگ ذی کیانگ کا دریا اس شہر کے نیچے بہتا ہے اس سبب سے پوچانگ فو ایسا بڑا بندر ہے کہ دس بارہ ہزار جہاز شہر کے سامنے پانچ چار کوس کے عرصے تک اکثر لنگر کیے رہتے ہین اور اسے سمجھا چاہیے کہ کسقدر خرید و فروخت اور ساکنان شہر کے سوا صرف مسافرون کی کسقدر جمعیت ہوتی ہے ✦ سیانگ نانگ فو ایک اور شہر ہے جسکے اطراف کے پہاڑون مین معادن سونے اور چاندی کے ہین مگر اون کے کھودنے کی ممانعت ہے لیکن جھرنون اور ندیون مین جو ریزے طلا اور نقرہ کے کوہستان کی طرف سے بہکے آتے ہین اوسپر کسیکا اجارا نہین او جسکا جی چاہتا چن لاتا ہے فیروزہ اور

پھٹکری اور ایک قسم کی سبز چیز جسکو ختائی مصور بڑے ہولون سے تصویر کی رنگ آمیزی کے لیے
خریدتے اون سب کے معدن اونہین پہاڑون مین واقع ہین وہین کان خوشہر ہے جسکی سرحد مین
ایک قسم کا موم پیدا ہوتا ہے جسکی بتیون کا خرچ سوا شہنشاہ اور اونکے عزیز جو قرابت قریبہ رکھتے ہین
دوسری جگہ منع ہے اور اس موم کے کئی خاصے ہین یعنی سپیدی اور چمک بلور کی سی ہوتی ہے اور
اوسکی بتی دھوان نہین دیتی اور روشنی کی صفائی اور تابندگی مثل مہتابی کے ہوتی ہے اور دوا مین
بھی اوسکا خرچ ہے چنانچہ ہول دل کیواسطے نہایت مفید ہے اور ختائی وکلا اور جو لوگ کہ
دربارون مین عرضبیگی ہوتے ہین اس موم کا ایک ڈلا اسلیے کھلایا کرتے ہین کہ قوت دل زیادہ ہووے
اور دربار کے دبدبے سے مرعوب نہو جاوین * اور اس موم کو ختا مین پیلا کہتے ہین اور ایک ذات کا
درخت ہوتا ہے جسکی جڑ مین ایک قسم کا چھوٹا سا کیڑا چپکا دینے سے وہ اوسکا رس کھاتا اور
فضلا جو چھوڑتا اوسی سے یہ موم ہوتا ہے اور اسکی ایسی قدر ہے کہ سونے کے وزن سے بکتا ہے
اور حقیقت مین وہ ایسی ہی چیز اکسیر خاصیت ہے کہ سونا اوسکے آگے مٹی ہے * ہوانگ چو ایک
شہر نہایت وسیع اور عمدہ اور مشہور بندر ہے اور ماتحت کے ایک شہر مین جھرنا ہے جسکے
پانی مین چاے کو جوش دینے سے بہت لطیف ہو جاتی ہے اور اس شہر کے قریب ایک جزیرہ
پی کو اسے کہلاتا اور لوگ اس جزیرے کے باب مین ایک نقل کسی سپاہی کی کرتے ہین کہ جب
دشمنون نے اوسکو دریا مین ڈال دیا ایک سفید کچھوا اوسکی مدد کو آیا اور اپنی پیٹھ پر چڑھا کر اوسے پار
پہنچا دیا یہ بات قریب قیاس کے نہین غرض حقیقت یہ کہ اس جزیرے سے چھوٹی ذات کا
سپید خوبصورت کچھوا پکڑا جاتا اور امیرون کے یہان باغون اور حوضون مین پلتا ہے اور
تھوڑے عرصے مین اسقدر رام ہوتا ہے کہ لوگ اوسے اپنے ہاتھون سے کھلاتے ہین * چوچو
کا شہر بہت وسیع و عمدہ اور سرزمین بھی اسکی نہایت زرخیز ہے اور پہاڑون مین معادن فیروزے کے
ہین اور یہ شہر ٹون ٹین ہو کی جھیل کے کنارے پر واقع ہے اور اس جھیل مین ایک جزیرہ عجب
کیفیت کا ہے کہ اسکے نیچے سے ہمیشہ پانی بہتا ہے گویا پانی پر رکھا ہوا ہے اور صورت اوسکی یہ ہے کہ عمارت

پر

سے اشجار اور نباتات کی جڑین آن ملی ہین اور مثل جال سنگین کے بل کھا کھا کے لپٹی ہوئی ہین کہ انپر ترمٹی کی ایسی موٹی جم گئی ہے کہ قریب القیاس نہین کہ کبھی پانی اوسپر غالب ہو ویگا اور ہر چند کہ بظاہر مین نقش بر آب مثل حباب اور متحرک مانند سیاب ہے مگر حقیقت مین مستحکم مثل الفت احباب ہے چانگ چانو ایک اور شہر سرزمین کی سیرابی کے لیے مشہور ہے یہان تک کہ اگر تمام مملکت مین بسبب قحط کے غلہ کا نشان تک نہ ملے تو بھی یہان کی فصل کبھو نہ جلے اور متعدد ندی اور نہر کے سبب سے پانی کی تکلیف کبھی نہین ہوتی ہے اور اطراف کے پہاڑون مین کئی معدن شنجرف کے ہین * ہینگ چوفو کا شہر دریا کے جزیرے مین واقع ہے اور اگرچہ اطراف کی زمین سنگی اور بلند ہے لیکن کسی جنس کی کمی نہین اور سہولت معاش بدرجہ ہے اور پہاڑون مین نقرے کے معدن ہین اور باشندے بانس کے کاغذ بہت بناتے ہین * چانگ فو ایک شہر ہے جسکا عرض طول کم مگر نہایت زرخیز ہے اور کولہ لیمو افراط سے وہان ہوتا ہے اور ایک قسم کا میوہ جو سیمی کہلاتا ہے کہ جاڑون مین جب ایام دوسرے لیمو کا ہو جاتا ہے تب اسکے درخت بامراد ہوتے ہین اور یہ لیمون مدتون تک میٹھا اور معطر اور خوش رنگ ایک رنگ پر رہتا ہے اور کچھ نیرنگی نہین دکھاتا اور اس شہر کے اطراف کے پہاڑون مین فیروزے کی کئی معدن ہین * چن چوفو ایک شہر پہاڑون مین معمور ہے اور معدن سونا اور چاندی اور سیاب اور فیروزہ کے اطراف مین ہین اس شہر کی سرحد مین پہاڑون کے درمیان ایک قوم جنگلی آدمیون کی رہتی ہے جسے ختائیون کی نہ زبان نہ چال نہ چلن نہ گفتار نہ رفتار ذرا بھی ملتی ہے اور اہل چین کی روایت یہ ہے کہ کتے اور آدمی کی خبث سے اونکی نسل ہے لیکن یہ بات صریحاً جھوٹھ ہے اور دشمنی اور ناجنسیت وجہ اس ملامت کی ہے * الغرض کہ صوبے کی دو تقسیم مین چوہتّر شہر ہین اور اسکی پہلی تقسیم یعنے ہوپی مین قریب ڈیڑہ کرور باشندے ہین اور دوسری تقسیم ہونان مین تخمیناً ایک کرور اور تینتیس لاکھ باشندے ہو وینگے اور ہوپی کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے بعد تین کرور نوّے لاکھ روپے بابت خراج زمین اور تیس ہزار روپے بابت محصول اجناس تجارت دار الامارہ پیچین مین بھیجا جاتا ہے اور ہونان

کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات سے بعد تین کروڑ ترانوے لاکھہ روپے بابت خراج زمین اور ایک کروڑ پانچ لاکھہ بابت محصول جناس تجارت فغفور کے خزانے مین سالانہ داخل ہوتا ہے *

آٹھوان باب

صوبہ ہونان کے بیان مین

یہ صوبہ مملکت ختا کے درمیان واقع اور اوس ملک کے اکثر مورخون کا اسپر اجماع ہے کہ جب ابتدا مین سلطنت ختا کی بنیاد ڈالی گئی اسی جگہ سے پہلے آبادی شروع ہوئی اور یہ سرزمین کہنہ آباد وہان کی قدیم شہنشاہان والانژاد کی تخت گاہ مدتون تک ہی اور سچ ہے کہ اس جا کی آب وہوا فصحت وفضا ایسی لطیف وخوش اور پاکیزہ ودلکش ہے کہ قابل بخوشی زندگی کرنے اور عیش وآرام سے رہنے کی معلوم ہوتی ہے اور وہان کی زمین عمدہ اور بہتر اور سیر حاصل اور اسقدر شاداب ہے کہ پھولون سے جنگل کاٹ کے لوگ زراعت کرتے اور گلشنون مین ہل جتوا اناج بوتے ہین * **لمولفہ** سرزمین ایک لطیف وآبادان * آب جو باغ مین روش پہ روان * جنگلون مین بہار گلشن ہے * رشک گلشن جہانکا گلخن ہے * گل وسنبل کے ڈہیر ہین ہر جا * ملبلون کی بھیڑ ہین ہر جا * لب غنچہ جہان کہ خندان ہے * چشم بلبل وہان پہ گریان ہے * سرو جس جا کہ برلب جو ہے * لب قمری پہ شور کوکو ہے * عیش بازار ہر طرف ہین لگی * ہین خریدار شوق سے پھرتے * عشرت آرام ہر جگہ موجود * شہر کیا بلکہ خانۂ بہبود * اور جب کہ حال یہ ہے تو نہین تعجب بلکہ حکمت کی روسے واجب ہے کہ لوگ بھی ایسے دیار کے پاکیزہ طینت لطیف طبیعت خوش مزاج عیش جو آرام طلب ہووین کیونکہ کلیہ ہے کہ جہان سہولت معاش ہے وہان عیش وآرام پردل پاش پاش ہے بلکہ وہان کے لوگ بالخاصہ ان صفتون کے ساتھ موصوف ہوتے ہین اور اسی وجہ سے اس صوبے مین سوداگری نہایت سرد اور مدہم ہے اور تجارت کا بازار مطلق گرم نہین کیونکہ حضرت انسان کی طبیعت ہمیشہ راحت دوست اور آرام طلب ہوتی ہے اور جدوجہد کوشش وسعی ہی کو

کرتے جو فکر معیشت مین دلگیر اور زنجیر تنگدستی مین پابند و اسیر ہین تردد وہی کرتے جنکی اوقات بے تردد کیے نہین بنتی اور بار گران وہی اوٹھاتے جنکو اوسکے بن اوٹھائے تلاش معاش کے بوجھ سے سبکدوشی حاصل نہین ہوتی + **لمولفہ** مالو محنت سے کوسون دور ہین + مخنتی اس مرض مین رنجور ہین + سنگ غم سے روز و شب صبح و مسا + مثل شیشہ پتھرون سے چور ہین + اس صوبے کا پاے تخت کیفونگ فو ہے اور یہی ایک نئی بات اس دار الریاست کی مشہور ہے کہ شہر کی کرسی خاک دریا کی سطح آب سے بہت نیچے ہے چنانچہ پانی روکنے کیلیے اونچے پشتے اور باندہ کی حاجت ہوئی اور روایت ہے کہ ایک دفعہ جب نظام ملک مین فتور واقع ہوا اور سرکشون نے اوس شہر کو بارادۂ تسخیر محاصرہ کیا تب شہر والون کی مدد کو فغفور کی طرف سے بہت سے لشکر آئے لیکن اوس فوج کے سردار کو دشمن غارت کرنے کی ایسی ایک بری ترکیب سوجھی کہ اوسے اپنی ہی طرف زیادہ تر ہلاکت ہوئی یعنے دریا کے پشتے کو اوسنے تڑوا ڈالا اور تمام شہر کو تہ آب کر دیا اور اس سانحۂ عظیم مین تین لاکھہ آدمی سے زیادہ شربت موت سے جام حیات کو لبریز کیے اور شراب مرگ پیالہ اجل سے پی غرض ہر چند کہ بعد چند ایام کے شہر کی دوبارہ تعمیر ہوئی اور سر نو اجڑا ملک آباد ہوا مگر پہلے کی رونق پہر نہوئی اور نہ پرانی خوبی نے تازگی پائی مثل مشہور ہے اگلی بات ہمیشہ اگلون کے ساتہ جاتی ہے + **لمولفہ** عالم فانی کی یارو چال دیکھی ہے عجب + اس جہان سے جو گیا ولیا نہ آیا پھر کوئی + بازیے دنیا کی ہر ہر دانون مین اے ہمنشین + کھو دیا ہاتھون سے جو ولیا نہ پایا پھر کوئی + کوکی فو دوسرا شہر اس صوبے کا بہت وسیع و غدار ہے اور اس صوبے کے اور شہرون سے یہ شہر اچھی تجارت گاہ ہے اوسکے اطراف مین باغ بہت باوسعت اور اقسام میوجات کی کثرت ہے اور یہان ایک جھیل ہے جسکے پانی کی تاثیر سے ریشم مین آب و تاب اور چمک دمک اور مضبوطی اور ملایمی ایسی ہوتی ہے کہ سیکڑون منزل سے جولاہے جاتے اور اوس پانی مین ریشم کو دھوتے ہین اور اس شہر کے باشندے ایسے خوش خلق اور مسافر پرور ہین کہ ہر چند

ختائی ہ مضمون سے اس شعر کے واقف ہین ✤ **شعر** خشت وطن از تخت سلیمان خوشتر ✤
خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر ✤ باوصف اسکے اگر قضیہ اتفاقی سے اون مین کوئی شخص گیا
وہانکی خوبیون مین اوسکی طبیعت ایسی لگی کہ پھر اپنے گھر مشکلون سے پھرا ✤ **للمولف** باغ مین بلبل
یہی کہتی تھی کل صیاد سے ✤ کب چمن کو چھوڑکر ظالم قفص مین جاوین ہم ✤ ہونان فو ایک شہر
ہے جسمین قدیم شہنشاہ سب اکثر رہتے تھے اور اب بھی اونھون کی کئی عظیم الشان قبرین
اطراف شہر کے باغون مین موجود ہین چونکہ ختائیون کے قیاس مین اونکی مملکت ناف زمین
مین اور ہونان کا صوبہ اوس مملکت کے بیچوں بیچ اور یہ شہر اوس صوبے کے وسط مین واقع
ہے اس لحاظ سے بقول اونکے شہر ہونان فو صفحہ زمین کے دائرہ کا نقطہ مرکز ہے ✤ نانکنگ فو پایہ تخت
کا شہر بہت غدار اور وسیع ہے اور اوس کے اطراف کی سرزمین سے کئی دریا بہتے ہین اس
سبب سے وہ اتنی زرخیز ہے کہ جب فوجین شہنشاہ کی وہان پر ڈیرہ ڈالے مہینون پڑے رہتے ہین
تب بھی شہر کی گرانی کبھی نہین ہوتی اور قریب کے کئی پہاڑون سے فیروزہ حاصل ہوتا ہے اور
وہین ایک قسم کے سانپ کی خلقت ہوتی ہے کہ جس سے فالج ولقوہ و رعشہ کی بیماریون کی
دوا بنتی ہے اور اطباے ختا اس سانپ کو شراب مین ڈال عرق اور جوہر کھینچ لیتے اور
اور لقوہ اور فالج کے مریضون کو پلا کر اکثر اچھا کرتے ہین چوہنگ فو اس شہر کے اطراف
مین بہت چاے پیدا ہوتی ہے غرض اسیطرح پر چھوٹے بڑے شہر اس صوبہ کے سب
سمیت انتیس ہین اور یہان کے باشندے اڑہائی کرور ہین اور بعد وضع اخراجات
نظامت اور دیوانی کے ایک کرور پانچ لاکھ چھہ ہزار دو سے چالیس روپیہ بابت خراج زمین اور
بیالیس ہزار چھہ سو بیاسی روپیہ بابت محصول اجناس تجارت سالانہ فغفور کے خزانہ عامرہ مین داخل ہوتا ہے ✤

نوان باب

صوبہ شان ٹان کے بیان مین

کنگ فوسی جو ختا کا حکیم الحکما تھا اور دانائی مین یونان کے فلاسفہ عظام ارسطاطالیس و فلاطون

وغیرہ سے مرتبہ اوسکا سبقت لے گیا اسی صوبے مین پیدا ہوا تھا غرض اس حکیم بے بدل کا
تذکرہ دفتر ثانی مین لکھا جائیگا اور جہان شہنشاہان فرخ فال کا حال درج کیا جائیگا وہان اوس
صاحب کمال عدیم المثال کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کا تذکرہ زبان قلم پر آئیگا
چونکہ صرف اسی استاد فیلسوف کے قال لازوال پر انتظام مملکت چلا جاتا ہے اسی باعث سے
ختا کی ریاست کو ابتک بقا ہے حالانکہ کیانی اور روم قدیم کی سلطنتین مٹ گئین نشان تک
بھی نہ باقی رہا نام کا نام لینا عقل صواب اندیش کے نزدیک بیجا ہے مگر ختا پر باوجود یورش
تاتار مطلق ادبار نہ آیا اس صوبہ مین پانی کم برستا ہے لیکن اسکی عوض اتنے دریا اور نہر اور جھیل
اور تالاب ہین کہ زراعت مین نقصان نہین آتا * ختا کی سب سے بڑی نہر جو شہنشاہی کہلاتی اس
ملک کے درمیان سے بہتی ہے اور شاہی انبار خانون مین بھی اناج کی کشتیان اسیطرف سے
دار الامارہ پیچین لو جاتی ہین اونکی جمعیت کثیر کا ہر سال اس نہر سے گذارا ہے اور گیارہ بارہ
ہزار سے کم کبھی نہین جاتین * چی نانگ فو کا شہر پاے تخت اس صوبہ کا بہت وسیع و شہر غدار
ہے اطراف مین بسکہ جھیلین اور تالاب کثرت سے ہین نہرین شہر کے درمیان پانی سے ہمیشہ
لبالب بہتی ہین چوڑی اور عمیق ہین ہزارون من کی کشتیان شہر کے ہر بازار مین لگی رہتی ہین اور اون
نہرون پر نفیس نفیس پل راہ چلنے والے کے آرام و شہر کی زینت کے لیے بنے ہوے ہین اور چونکہ
ایام قدیم مین کئی شہنشاہ ختا اور باج گذار ملکون کے پادشاہ سب یہان سکونت کرتے تھے
اور اونکے مزار شاندار پہاڑون مین ہین اس سبب سے اس شہر کی بڑی عزت ختائیون کی
آنکھون مین ہے * **لمولفہ** فی الحقیقت شہر ہے یہ پر فضا * کیجیے تعریف جو کچھ ہے بجا * راے
اولو الالباب خطا ہے پر صواب * کرتے ہین عظمت جو اوسکی بیحساب * اس شہر کے قریب
ین چنگ کا شہر ہے وہان ایک قسم کا شیشہ ایسا نازک بنتا ہے کہ اگر تند ہوا مین رکھدیا جاے تو
اوسکے صدمے سے فوراً آسیب آئے یعنی صاف تڑق جائے لینے والا سواے حیرت کچھ
نہ پائے خاک پر ٹکڑے دیکھکر آئینہ دل چور چور جگر مین ہزارون ناسور بشکل خانہ زنبور نمایان چشم تمنا

سے نہر خون روان رہے اوسکا عکس نہ ملے ٭ اس معنی سے رشک حلب کہنے کی جاہے ٭
ایک فقرہ ہے اوصاف سے یہ اوسکے لکھا ہے ٭ اس صوبے مین ایک قسم کا کیڑا مثل کملہ کے
پیدا ہوتا ہے اور اوسنے موٹا ریشم نکلتا اور ایک طرحکا ریشمی کپڑا نہایت گف اور مضبوط بنتا ہے
ہر جگہ بخواہش لیا جاتا ہے ٭ ین چو فو دوسرا شہر اس صوبے کا درمیان دو بڑے دریا کے واقع
ہے اس سبب سے آب و ہوا اوس سرزمین کی نہایت لطیف ہے اور پل اسی شہر مین بہت عظیم الشان
ایک سو اسی گز لنبا ہے ایسا کہ کسی نے نہ دیکھا نہ سنا اور اس شہر کے تحت مین کیو فو مین کا شہر
ہے جسمین فیلسوف اعظم حکیم مکرم کامل زمان حاذق دوران حکیم کنگ فوسی کے کئی یادگار نمودار
از طرف سرکار اور بعض رئیسان خجستہ کردار بنے ہوے ہین حالانکہ حکیم ممدوح شہر چو ہین مین جو
اوسکے قریب ہے پیدا ہوا تھا ٭ نانگ چینگ فو کا شہر بڑی نہر پر چونکہ واقع ہے اس وجہ سے
تجارت گاہ عظیم ہے ہزارہا جہاز ہمیشہ وہان لگے رہتے ہین اور کئی معقول عمارتین شہر ہین بالخصوص
ایک ہشت پہل اور ہشت طبق کا منار مثل منار نانکینگ کے ہے اور اوسیطرح چینی کا
بنا ہوا ہے اور باہر گھنٹے اوسی انداز سے لٹکے ہین اور ہوا کے بہنے سے صدا ے خوش اون سے
پیدا ہوتی ہے ٭ تین ہو فو اور لی چو فو دو شہر کسی او ربات کے لیے مشہور نہین بجز اسکے کہ دونون
مین ایک ایک قلعہ بہت مستحکم بنا ہے اور لشکر شاہ حفاظت ملک کے لیے اون مین متعین رہتا ہے
اور جنگی جہاز بھی نگہبانی کے لیے موجود ہر چہار حدود مین رہتے ہین حاصل کلام اٹھائیس شہر چھوٹے
بڑے اس صوبے مین ہین اور قریب اڑہائی کرور کے باشندے ہین اور بعد وضع اخراجات
نظامت و دیوانی کے ایک کرور بارہ لاکھ چورانوے ہزار دو سو آٹھ روپے بابت خراج
زمین اور چار لاکھ چھبیس ہزار آٹھ سو سولہ بابت نمک اور اٹھانوے ہزار چار سو چھیانوے
روپیہ بابت محصول اجناس تجارت اس صوبے سے فغفور کے خزانے مین سالانہ جاتا ہے ٭

دسوان باب

صوبہ شان سی کے بیان مین

اس صوبے کی آب وہوا بہت اچھی اور زمین بھی نہایت زرخیز ہے سواے چاول کے
ہر قسم کا اناج یہان کثرت سے پیدا ہوتا ہے ہر چند یہان کے لیے پانی بہت چاہیے مگر بسبب
قلت نہر وتالاب پانی بقدر احتیاج دستیاب نہین ہوتا لیکن مشک اور سنگ سماق اور سنگ مرمر
اور سنگ زبرجد اقسام رنگ کا نکلتا ہے فیروزہ اور بلور بھی اس صوبے کے پہاڑون سے آتا ہے
کان آہن وشورے کی کئی معدن ہین اور اوس ملک کے بعضے پہاڑون کی چوٹی پر میدان
وسیع اسطرحکا ہے کہ کوسون تک جسکا حساب نہین اوسپر کشتکاری کی جاتی ہے فصل
بفضل افضال حقیقی معقول ہوتی ہے باوصفیکہ بجز باران رحمت وہان پانی کا نام نہین اہل
صوبے کے باشندے بڑے مضبوط اور بہادر ہوتے ہین اور مطابق قاعدہ کلی کے حلیم و
سلیم مشہور ہین مگر حد سے زیادہ کودن وابلہ ہوتے ہین کسی علم سے مطلق شوق نہین رکھتا اور
مستورات یہان کی حسینہ اور جمیلہ ہوتی ہین اور اس طبقے مین انگور بافراط نہایت تحفہ
اسطرحکا پیدا ہوتا ہے کہ شاید روے زمین پر کہین میسر نہین آتا اگر یہان کے ختائی چاہین
تو شرابین ایسی کھینچ سکتے کہ قابل جام جمشید مین بھرنے کے ہون لیکن یہ اوجڈ گنوار اوسکو سکھلا
کے کشمش بناتے ہین * **نظم** حماقت سے پر مغز ہین وکثیف * کہ بد کرتے ہین کیا غذاے
لطیف * کوئیلے کے معدن بھی یہان بشدت ہین اور اوسکی تحفگی یہ ہے کہ انگارے بہت
صاف وشفاف ہوتے ہین دیر تک رہتے اور دھوان نہین دیتے ہین اور فرش فروش
کے لیے قالین یہان ویسی عمدہ اور خوبصورت بنتے جس طرح ایران اور روم مین ہوتے ہین
المولف بلکہ اوسپر فوق رکھتے ہین یہ بعضے کام مین * مشتہر نام انکا ہے کشمیر ومصر وشام
مین * تبریز اس صوبے کا پاے تخت ہے کسیوقت مین شاندار تھا جب پادشاہ کے
عزیز واقربا نے یہان سکونت اختیار کی تھی لیکن جب سے کہ وہ خانوادہ پلٹ گیا یہان کا
بھی طبقہ اولٹ گیا **بقول شاعر** پردہ داری میکند در قصر قیصر عنکبوت * بوم نوبت
میزند بر گنبد افراسیاب * غرض لوہے کے باسن اور آلات اور ہتیار جنگ کے یہان

تجارت ہے پشمینے کے کپڑونکا بازار گرم ہے اور ساری مملکت کے سوداگراون قالینون کی
تحفگی پر لوٹے رہتے باؤن پڑکے سرکے بھل لیجاتے انکا ذکر عاصی کرچکا کہ رشک ایران و روم
ہوتے ہین * پین یان فو اس صوبیکا دوسرا شہر اس بات کے لیے مشہور ہے کہ فغفور یو مملکت
ختاکے پہلے پادشاہون مین تھا اوس نے اسی شہر کو اپنا پایہ تخت قرار دیا تھا اوس عالی ہمت بلند
مرتبت شجاعت شعار مدبر روزگار عادل بعدیل کا ذکر اس تاریخ کی جلد دوم مین کیا جائیگا اس جگہ
اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ بڑی سلطنتون کے بانی ایسے ہی شخص ہوتے جیسا کہ یہ تھا * **لمولفہ**
عادل ہو تو ایسا ہو جو سلطان ہو تو ایسا ہو * عاقل ہو تو ایسا ہو خاقان ہو تو ایسا ہو * اس کے
قریب ایک جھیل شور اکیس کوس کے دائرے مین اور ہے اوسکا پانی کھاری مثل سمندر کے ہے
اوسمین نمک افراط سے پیدا ہوتا ہے * فین چو فو بہت پرانا شہر اور معقول تجارت گاہ ہے
اطراف کی زمین حالانکہ کوہسار ہے لیکن کسانون نے ریاضت کے زور سے اوسے ایسا زرخیز
کیا کہ بڑے فائدہ کی جا ہے کتنے چشمے آب گرم کے اوس کے قریب ہین منزلون سے لوگ آکے
وہین جمع ہوتے ہین ایک قسم کا مالِ لحم نشی وہان تیار ہوکے اور اور صوبون مین بھی جاتا ہے اوسکے
سرور و ذائقے اور قوت کی بہت تعریف ہوتی ہے * تائی توں فو کا شہر دیوار ختا کے نہایت
قریب ہے چونکہ قوم تاتار کی یورش کرنے کی جگہ ہے اس لیے شہر کے مورچے بہت مضبوط بنے ہین
اور کئی ہزار سپاہ یہان ہمیشہ متعین رہتی ہے اور اطراف کے پہاڑون مین فیروزہ اور سنگ مرمر کی
کان ہین اور ایک قسم کا زبرجد ملتا ہے جسکی سپیدی اور چمک لشیم کے مانند ہوتی ہے اور جنگلون
مین جڑی بوٹی بہت اقسام کی میسر آتی ہے غرض چھوٹے بڑے اٹھائیس شہر اس صوبے مین
ہین اور سیکڑون قلعے دیوار ختا کے قریب جابجا واقع ہین تا کہ تاتار کی یورش ملک مین نہونے پائے
اور **لمولفہ** رہین سب لوگ عیش و راحت سے * رنج پہنچے نہ دست آفت سے * اس صوبے
مین دو کروڑ ستر لاکھ باشندے ہین اور بعد وضع اخراجات نظامت و دیوانی کے ایک کرور
ایک لاکھ ستتھ ہزار نو وبیس روپے بابت خراج زمین او سولہ لاکھ چہتر ہزار چار سو بیس روپے

بابت نمک تین لاکھ ترسٹھہ ہزار سات سو بارہ روپیہ بابت محصول اجناس تجارت فغفور کے خزانے مین برسم مالگذاری سالانہ داخل ہوتا ہے

گیارہوان باب

چینٹ سی کے صوبے کے بیان مین

یہ صوبہ بہت وسیع ہے اور بعض مورخون کی یون روایت ہے کہ اسی جگہ سے ختا کی آبادی شروع ہوئی اور قدیم فغفورون نے یہین سکونت اختیار کی تھی اس بیان کے خلاف اور صوبون کے باب مین یہی بات بعضے راوی نقل کرتے ہین القصہ اگر یہ سرزمین پہلے نہ آباد ہوکر دوسری آباد ہوئی تو اس سے کچھ قباحت واقع نہین ہوتی اور اگر وہ بزرگی نہین حاصل تو یہ مرتبہ بیشک اوسکو دیا چاہیے کہ شہنشاہون نے اوس سرزمین کو نہایت پسند کی تھی اور مدتون اسی طبقے مین سلطنت رہی **لمولفہ** رتبہ بلند کیون نہو اوس سرزمین کا ✚ مسکن یہان تھا مدتون فغفور چین کا ✚ اس صوبے کی دو تقسیم ہین آگے تین ناظمون کو یہان کی صوبہ داری سپرد تھی لیکن چند روز سے ایک موقوف ہوگیا چاول کی فصل یہان اچھی نہین ہوتی اس جہت سے کہ پانی کم برستا ہے گھٹا کے دیکھنے کو دل ترستا ہے کسی عنوان سے اکثر مقام پر حسب ضرورت پانی میسر نہین ہوتا غرض اور اقسام اناج کی افراط سے باشندون کو قحط کی شدتین لاحق حال نہین ہوتین اکثر اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ ٹڈیان ویران کر جاتی ہین لیکن اوسکے عوض ختائی اونھین پکڑ کے کھا جاتے ہین بقول شخصے عوض معاوض گلہ ندارد تو انکی شکایت کرنی زیادتی ہے ✚ اس صوبے مین ریوند چینی ومشک وشنجرف وموم وشہد وصندل وسنگی کوئیلہ اور اقسام ادویات کثرت کے ساتھ ملتے طلا کی کئی کان ہین اگر وہ کھودی جاوین تو یقین ہے کہ سیکڑون من سونا پیدا ہو لیکن فغفور کی ممانعت ہے اونکا کھودنا وقت ضرورت پر موقوف رہا غرض ندیون اور جھرنون مین اوسکی ریت جو بہکے آتی ہے اوسکے جمع کرنے مین صدہا آدمی کی اوقات بسر ہوتی ہے اور سیاح جو اوس ملک مین گئے ہین اونکی روایت یون ہے کہ اس صوبے کے باشندے سلیم الطبع حلیم الوضع

اہل سخاوت فتنہ و فساد سے بری شیلازہ بند ہستی و دوستی نہایت کریم الاخلاق عمیم الاشفاق ہوتے ہین
لمولفہ جسے انسانیت عبارت ہے * وہان ہر ایک کی وہ عادت ہے * پاک نیت خجستہ
خصلت ہین * ہر طرح سے وہ سب غنیمت ہین * تحصیل علوم و فنون کی طرف اکثر رجوع کرتے ہین
سی نگان فو کا شہر چونکہ ایک زمانے مین تخت گاہ فغفوران چین تھا اور اب ناظم کے رہنے کی
جا ہے ان دو سببون سے بہت آباد اور دل پسند جگہ ہے شہر پناہ کی چار دیواری مثل قلعہ کے
مورچون سے بنی ہوئی اور زیر دیوار گہری اور چوڑی کھائی کھدی ہوئی ہے اور جگہ بجگہ قطار سے
مورچون کے اوپر اونچے اونچے برج مثل ہندوستانی امیرون کے نوبت خانون کے بنے ہین اور
اون مین سپاہی پہرا چوکی دیتے رہتے ہین اور دار الامارہ پچپین کے بعد اوس شہر کا رتبہ بسبب
مضبوط ہونے اور سامان جنگ سے مہیا رہنے کے سمجھا جاتا ہے اور شہنشاہی فوج کی وہ تقسیم
جو طرف شمال حفاظت سلطنت کیواسطے مقرر ہے اوس شہر مین متعین رہتی ہے اوسکے اطراف
کی رعایا اور خطائیون سے بہادر و محنت کش اور قد آور و وجیہ ہوتے ہین * اس شہر کے اطراف
مین ایک قسم کا بادر بہت بڑا پیدا ہوتا ہے اوسکا گوشت ایسا لذیذ ہوتا ہے کہ ذائقہ اور
ملائمت مین حلوان فربہ پر اوسکو ترجیح دیتے ہین * سن سولہ سے پچیس مسیحائی مین اس شہر کے
اطراف مین ایک لنبا تختہ سنگ مرمر کا زمین سے کھود کے نکالا گیا اوسپر یہ مضمون کھدا ہوا تھا
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب ملک یہود مین پیدا ہوے تھے تو آسمان مین ایک نیا
ستارہ جو قبل اونکے کبھی ظاہر نہین ہوا تھا دکھائی دیا اور مشرق مین کئی پادشاہون نے اوسکے
ملاحظہ سے نذر دینے کے لیے ملک یہود کی راہ لی اور وہان پہنچ کر اوس طفل مقدس کو نذرین گذرانین
اور ایک شخص عیسائی مسمے الوپین سن چھہ سو چھتیس مسیحائی مین درمیان چین کے آیا اور فغفور وقت
نے اوسکے مذہب کا حال دریافت کرکے اوسکو راست سمجھا اوسکے حق مین فرمان جاری کیا *
اس پتھر کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کو ترقی مملکت چین مین از ابتداے
سنہ چھہ سو چھتیس مسیحائی لغایت سنہ سات سو بیالیس مسیحائی تک تھی اور اسی سال مین اس پتھر پر وہ

مضمون واسطے یادگار کے کھودا گیا تھا شہنشاہ نے ایک معبدگاہ مین اوسکو کھودوا دیا اور
اوس مکان پر جب بت پرستی نے پھر سر اٹھایا ویرانہ اور خرابہ ہوگیا اور وہ پتھر بھی زمین کے نیچے
دب گیا بالفعل کھود کے نکالا گیا اور لوگون پر اوسکا مضمون ظاہر ہوا ہے + تان چان فو کا شہر
پتھریلی اور کنکریلی زمین مین کوہستان کے نزدیک واقع ہے لیکن دامان کوہ کی زرخیزی ایسی ہے
کہ اور جگہون کی ویرانی کا عوض ہو رہتا ہے اور پہاڑون مین مشک کا ہرن پیدا ہوتا اور اوسکا
نافہ میسر آتا ہے اور شہد و موم اسقدر میسر ہوتا ہے کہ لینے والون کے ہاتھ تھک جاتے ہین مگر اوسمین
کمی نہین آتی اور کئی معدن شنجرف کے بھی ہین + اس شہر تک ایک سڑک کئی منزلون سے آئی ہے
اوسکا حال سن نے سے دلکو سخت حیرت ہوتی ہے روایت یہ ہے کہ ختائی فوج کو ایکدفعہ کئی پہاڑ
اور جنگل اور دریا کو سطے کرکے اتفاق آنیکا ہوا کوئی راہ نہ تھی ایک لاکھ مزدور رستہ آراستہ کرنے مین
مصروف ہوے اور ہر روز ایک منزل کی راہ بناتے فوج کے آگے آگے چلے آتے اگر یہ رستہ
میدان سے ہوتا تو کچھ زیادہ تعجب کا مقام نہ تھا لیکن جب خیال کیجیے کہ صدہا پہاڑون کو ڈھا کے
دامان کوہ کو پاٹ دیا اور ہزارون برس کے جنگلون کو صاف کیا او عمیق اور چوڑے دریاؤن پر پل
باندھا یہ کارخانہ چند مہینے کے عرصے مین تمام کیا تو بیشک یہ نہایت عجوبہ معلوم ہوتا ہے اوس راہ
کی مرمت ہوا کرتی ہے اور چوکی پہرے جابجا خطرناک مقامون پر آٹھون پہر مقرر ہین اور چھوٹی
چھوٹی بستیان بطور سرا کے مسافرون کے سستانے کے لیے چار چار کوس پر بسی ہوئی ہین +
پن لیان فو کا بھی بڑا شہر ہے اوسکی سرحد کی زمین زرخیز آب و ہوا لطیف اور خوشگوار اور اوسکے
قریب کی ایک جگہ ایسی گہری اور پانچ کوس تک برابر خندق اسقدر عمیق ہے کہ آفتاب کی روشنی
دوپہر دن کو وہان نہین پہنچتی غرض اوسکے اندر سے بھی ختائیون نے راہ بنائی ہے اور اندھیرے
کے باعث سے روز و شب مسافر مشعل روشن کرکے راہ چلتے ہین + کون چان فو کا شہر درمیان
کوہستان کے واقع ہے اور سب پہاڑون کے شہر پناہ ایک قلعہ اور یورش سے محفوظ ہے کیونکہ
پہاڑونکی قطار اسقدر بلند اور ٹیڑھی ہے کہ اوسپر سے گذرنا ممکن ہے اس شہر مین ایک مزار ہے اور

ختائیون کی روایت ہے کہ فغفور فوحی جو پہلا پادشاہ چین کا تھا اوسیکی یہ قبر ہے اور اگر یہ بات
فی الواقع ہے تو روشن ہے زمین پر اس مزار کی سی قدامت کسیکو نہین ہے کیونکہ ہمارے یہان سکے
بعض مورخون نے حساب سے ثابت کیا ہے کہ ایام فغفور فوحی کا جو ختائی تاریخ مین مذکور ہے
وقت حضرت نوح علیہ السلام کا تھا اسکے سوا کئی اور وجوہات صاحبان دانش نے بیان کیا ہے کہ
حضرت نوح علیہ السلام اور فغفور فوحی ایک ہی شخص تھے اور اوسکا حال زیادہ تر جلد دوم کی فصل اول
مین بیان ہووےگا انشاءاللہ تعالی * لن ٹا فو کے شہر کے قریب دیوار ختا تمام ہوئی ہے اور اس
لحاظ سے وہانکا قلعہ نہایت مستحکم ہے اور پہاڑون سے جو ندیان بہکر آتین ہین اون مین ٹکڑے
طلائی پر جلا کے بہت میسر ہوتے ہین اور اس لحاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے کے معدن
کئی ہین اور ایک ذات کا شیر اطراف مین مارا جاتا ہے اوسکا چمڑا نہایت خوش رنگ اور ملائم
ہوتا ہے اور بڑے دامون سے بکتا ہے * کین بان فو کا شہر قلعہ کہلاتا ہے اس لحاظ سے
مورچے نہایت مضبوط اور کھائیان بشدت چوڑی اور گہری ہین اور چونکہ تاکے پر ہے کوش
کے خوف سے فوج بھی زیادہ متعین رہتی ہے اور عمارتین اس شہر کی بہت پاکیزہ ہین اور دو چھیلین
شور اطراف مین ہین جنمین بکثرت سیاہ نمک پیدا ہوتا ہے * بسبب قرب دیوار ختا کے کئی قلعہ
نہایت مستحکم اس صوبے مین ہین اور سوا اونکے اٹھائیس شہر چھوٹے بڑے واقع ہین اور
تین کرور باشندے اس صوبے کے دو تقسیم مین رہتے ہین اور وضع اخراجات نظامت و
دیوانی کے بعد پانچ کرور آٹھ لاکھ اسی ہزار روپیہ بابت خراج زمین اور دو لاکھ چالیس ہزار بابت
محصول اجناس تجارت فغفور کے خزانہ مین سالانہ داخل ہوتا ہے * * * * * * * *

بارہوان باب

سی چواین کے صوبیکے بیان مین

اس ملک سے محاصل بہت ہے اور انواع اقسام کی قیمتی چیزین طبعی اور صنعی یہان میسر
ہوتی ہین ریشم کی پیدائش اس صوبہ مین کمال ہے اور لوہا مین اور سیسے کی کان ہین کہربا

وغیرہ وغیرہ اور سنگ مقناطیس و مشک پہاڑون مین پیدا ہوتا ہے باین لحاظ اوسکی سرزمین سے
تبت و تاتار کے بیابان نزدیک ہین گھوڑے نہایت عمدہ جنگلون سے آتے ہین خریدار فروشندہ
دونون فائدہ پاتے ہین لال مفت مالامال ہوجاتے ہین اور گنا ایسا نفیس و شیرین ہوتا ہے کہ اوسکی تعریف
و توصیف مین لب گفتگو بند کہانے والے کو از حد پسند ہے اوسکی چینی ایسی تحفہ ہوتی کہ اصل علی کس سے
تعریف ہوسکتی ہے اور اگر لذیذ مٹھائی کہاکے ہوکے سے خدانخواستہ کوئی بیمار پڑے تو ریوند چینی جو اس ملک مین
بہت پراثر پیدا ہوتی ہے کہ استعمال سے دم بھر مین فساد بیماری کو دور کرتی ہے یہ صوبہ سمندر سے
بہت فاصلہ پر ہے اس لیے نمک پہاڑون مین پیدا ہوتا ہے اور اگر قدرت کاملہ کی طرف
سے یہ بات نہوتی تو باشندون کو نمک کے لیے بڑی تکلیف ملتی * چین تو فو پاے تخت اس
صوبہ کا ایسا وسیع و غدار و شہر عالیشان ہے کہ مملکت ختا کے بڑے شہرون مین اسکی
گنتی ہوتی ہے اور جسوقت بعض شہنشاہ اوسمین تشریف رکھتے تھے اون دنون ایسی آراستگی
اور درستگی اسکی تھی کہ باوجود اسکے کہ جب فتور نظام ملک مین سن سولہ سو چالیس مسیحی مین
مان چو تاتار کی یورش کے قبل ہوا تھا اس شہر پر بڑی تباہی ہوئی تھی لیکن اتبک بھی رونق
بالکل نہین گئی ہرچند کہ نہایت کم ہوئی * اس تاریخ کے ناظرین نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ اکثر
شہر ختائی نہرون سے اندر اور دریا یا ندی جھیلون سے باہر سیراب ہین اور اگر دوسری کوئی
دلیل ختائیون کی دانشمندی اور لطافت طبیعت کی نہوتی تو یہی بات بس کافی ہے کہ اپنے
شہرون کو اسطرح پر انھون نے بنایا ہے اور ایسی ایسی جا پر واقع کیا ہے کیونکہ ٹھنڈی ہوا
اور شفاف پانی کے برابر کوئی چیز دنیا مین لذیذ نہین ہوتی اور نہر اوسکے کوچہ بکوچہ بلکہ گھر گھر
ہے بنظر غور جس پہلو کو دیکھیے فائدہ سے خالی نہین کیونکہ تجارت مین ویسی سہولت ہوتی
ہے کہ مال کی کشتیان بازارون کے عین درمیان بکتی ہین اور سوا اسکے ہوا جو پانی سے
مس کرتی ہوئی آتی خنکی اوسکو لامحالہ حاصل ہوتی ہے اور اگر اجزا فساد کے شریک ہوتے
تو پانی مین کچھ چھوٹ جاتے ہین اور سوا اون دو فایدون کے جو دنیا مین سب سے بڑے ہین

کیونکہ زبان وجہان اونسے تعلق ہے ازین قبیل اوربھی اکثر دلیلین ہین لیکن اونکے ذکر کرنے سے
اس عبارت کو طول ہوگا اور حکمت بہ لقمان آموختن کہلائیگا اس لحاظ سے جن بزرگون کی نظر سے
یہ تاریخ گذریگی اونکو اتنی اشارت کی بھی کچھ حاجت نہ تھی لیکن چونکہ ایک موقع بندے کو ملا اتنا ذکر
بھی معرض ارقام مین آیا الغرض اس شہر کے اندر جسکا ذکر ہوتے ہوتے یہ جملہ معترضہ درمیان آیا
نہرین بہت ہین اور اطراف کی سرزمین زرخیز اور دریاؤن سے سیراب ہے ٭ پاؤنین فو کا شہر
کیالین کے دریا کے کنارے پر واقع ہے اور آہوے مشک اسکے اطراف مین بہت شکار ہوتا ہے
اور پہاڑ کی قطار مین ایک پہاڑ ایو کہلاتا ہے اوسمین اقسام طرح کے جواہرات ہاتھ آتے لیکن وہ اس قدر
بلند ہے کہ سخت مشکل سے چڑہائی ہوتی ہے اور جواہر اوسیقدر نکلتا ہے جتنی گہری کھائی ہوتی ہے
گویا یہ پہاڑ جواہر بیشمار کا انبار ہے ٭ اوس شہر کے درمیان سے ایک ندی بہتی ہے اوسکے دونون
کنارون پر از خود ایک قسم کا پھول باغبان ازل کا مقبول ایسا پیدا ہوتا ہے کہ رنگ و بو سے
اوسکے دماغ جان خورسند ہے اہل ختا کو نہایت پسند ہے کوئی چو فو کا شہر دریاے کیان پر
واقع ہے اور بڑی تجارت کی جا ہے اور سوداگری کی جتنی کشتیاں اہر و بے مین داخل ہوتین
اسی جگہ پر ٹھہر کر محصول ادا کرتی ہین اور اوسکے اطراف کی سرزمین کی زرخیزی اکثر شہرون مین
قریب و دور مشہور ہے اور اصناف میوہ جات و انواع پھل پھلاری کی یہان کثرت ہے خصوصاً
نارنج و چکوترہ جب پھولتا ہے اہتزاز سے نسیم سحری کے رائحہ خوش اوسکا اطراف و اکناف مملکت
مین کوسون تک پہنچتا اور دماغ خلائق کو معطر رکھتا ہے یہان کے پہاڑون مین ایک قوم وحشیون
کی بود و باش کرتی ہے اونکے عادات و حرکات و شکل و شباہت مین شہر والون سے بہت مباینت
و مغائرت ہے و آہوان مشک یہانکے پہاڑون پر پیدا ہوتے اور نمک کے چبچے بھی وہین پر
جا بجا کھودے جاتے ہین اور ہزارون من نمک حاصل ہوتا ہے ٭ لون نگان فو کا شہر اس صوبے
مین اوس نام کے پرہے جہان سے اون تاتاریون کی یورش کا خطر شام و سحر ہر آٹھون پہر
رہتا ہے جو تبت بزرگ کے قریب و جوار مین رہتے ہین اس سبب سے اسکے قریب کئی مستحکم قلعہ

حفاظت مملکت کے لیے بنے ہین اور اوسکے قریب چھی سی ان کے شہر مین ہیاسے شاہی خاندان کا بانی مبانی فغفور یو پیدا ہوا تھا اور جسبدم اس شہنشاہ عالی وقار کی کیفیت لکھی جائیگی پڑہنے والے یہی کہینگے کہ ایسے شہنشاہ عاقل و مدبر کے پیدا ہونے سے بنیاد ختا کو ایسی پایداری ہوئی کہ آجتک پایدار ہے شاید بقاے زمانہ تک رہیگی **لمولفہ** از قدوم ہمچو شاہ بافرین * گشت ظاہر در جہان بنیاد چین * از کمال دانش و تدبیر شاہ * در ختا آمد پدید این پایگاہ * تا ابد باقی بماند لازوال * شاید این تقدیر رب ذوالجلال * شوکت جمشید و فر کیقباد * وقت کیخسرو شہ والانژاد * پاکی و داد شہ نوشیروان * تازہ بودے وقت عدلش انجہان * دولت پرویز آن شاہ شہان * باد گشت و نیست زان دولت نشان * گر کسے جوید ازانشاہان خبر * کے تواند یافت از فانی اثر * ملک شان برباد گشت و دور شان * لیک قائم ہست چین تا این زمان * کیانچو کا شہر اسطرح پر مثل جزائر کے واقع ہے کہ ہر پہلو پر یا تو دریا یا جھیل یا ندی ہے اور جہان کی سرزمین ایسی شاداب و سیراب ہو وہاں اوسکی زرخیزی مین کون گفتگو کرسکتا ہے سب قسم کا اناج مہیا علی الخصوص چاول افراط سے پیدا ہوتا اور یہان کے متصل پہاڑون پر آہوان مشک بیشمار ملتے ہین * **لمولفہ** آہوان مشک رہتے ہین مدام * کوہسارون پر یہان کے لاکلام * کرتے ہین اونکو شکاری صید جب * نافہ ہائے نغز پاتے ہینگے تب * لیوچو کا شہر تجارت گاہ عظیم ہے اور اسکے قریب ایک بہت بلند پہاڑ پائوکہلاتاہے مشہور ہر جگہ یہ ہے کہ آدمی کو کیسی ہی تپ ہو اوسپر چڑہنے سے ہوا اوس بلندی کی ایسی موافق مزاج ہوتی ہے کہ چار پانچ پہر مین تپ چھوٹ جاتی اور پھر نہین آتی ہے اس سبب سے جس شخص کو یہ مرض لاحق ہوتا ہے وہان جا کر شفا پاتا ہے * **لمولفہ** نسیم موافق سے اوس کوہ کے * ہین دور سب تپ کے اندوہ سے * ہوا اوسکی ہے خوش ز باد شمال * ہوا کیا ہے وہ رب کی فضل کمال * ہے ہر طرف فضل حق بادہ ہو * رہین اوس سے بیمار شاداب ہو * خدا کی عنایت ہوئی جب عیان * ہوئی یہ ہوا رشک باد جنان * ہوا چون نسیم سحر دلکشا * ہوا چون دم عیسوی جان فزا * اس صوبے مین چار شہر ایسے ہین کہ فقط سپاہیون کی آبادی اون مین ہے اور رعایا وہان کی پشت بہ پشت سے

فغفور کی فوج مین داخل ہوتی ہے اور تنخواہ کے ساتھ زمین لاخراج بھی تھوڑی سی عنایت ہوتی ہے
پر جب اونکی ضرورت فوج مین ہوتی ہل کو رکھ کے تلوار اوٹھا لیتے ہین اور ایام صلح مین اپنے گھر
چلے جاتے اور فغفور کے حق مین بیٹھے ہوے دعا دیتے ہین اور جب طاقت جسمانی اور جلادت باطنی
سے وہ سب معطل ہوجاتے ہین اونکے اہل وعیال کی گذران کے موافق سرکار فیض آثار سے زمین ملتی ہے
ان چار شہرون کے سوا اس صوبے مین اٹھائیس شہر چھوٹے بڑے ہین اور دو کروڑ ستر لاکھ باشندے
ہین بعد وضع اخراجات نظامت و دیوانی کے ایک کروڑ نوے لاکھ بیس ہزار روپیہ بابت خراج
زمین اور نوے ہزار روپیہ بابت محصول اجناس تجارت فغفور کے خزانے مین سالانہ داخل ہوتا ہے

تیرہوان باب
کوان تان کے صوبے کے بیان مین

حضرت عیسی علیہ السلام کے ایک سو گیارہ برس پیشتر اس صوبہ مین بادشاہ سرخود تھا اور اوسکا
خاندان نان یو کہلاتا تھا فغفور چین کی کچھ ایسی پروا اوسے نہ تھی کیونکہ اونکا ملک آباد اور خزانہ
معمور رعیت مرفہ حال افواج کثیر و بہادر تھے جب زمانہ اسطرح اونکے ساتھ مساعد تھا تو اگر وہ فغفور
سے تیز ہے رہے اور اونکی اطاعت قبول نہ کی حق بجانب تھا غرض سنہ مذکور مین دن ادبار کے
آنے فغفور ہوانگ ٹی برہم ہو کر ایک فوج قہار و لشکر جرار بھیجکر اوس خانوادے کو یکبارگی بنیاد سے
مستاصل کر کے اوس ریاست کو مملکت ختا کے شامل کیا اوس ملک مین بسبب بعد دار السلطنت
اور محاصل بر و بحر کی کثرت سے پایہ تخت پیچین کے امراء کبار مین سے ایک شخص عالی وقار
معتبر و دیانت دار والا گہر اس صوبہ کا عہدہ جلیلہ صوبہ داری مین مقرر ہوتا ہے اور جس ملک مین
کہ یہ صوبہ واقع ہے درجہ بدرجہ سمندر کے کنارہ تک ایک قطع کوہستان اور ایک قطع میدان ہے
اور پروردگار کی ایسی عنایت ہے کہ اسکے دونون قسم کی سرزمین سے بڑی آمدنی ہے اور چونکہ سمندر
اسکے تحت مین آیا ہے یہ بھی ایک محاصل کثیر کا باعث ہوا ہے اور زمین کشتکاری کی بیقدر
شاداب و سیراب ہے کہ سال مین دو فصلین ہر اناج کی ہوتی ہین اور معادن سونے و جواہر

وٹین وسیماب وتانبا وشورے کے پہاڑون مین ہین سوا اسکے کوہستان کے جنگلون سے
آبنوس وصندل وکئی قسم کی خوشبو وقیمتی لکڑیان میسر ہوتی ہین وسمندمین گوہر پیدا ہوتا ہے اور
مچھلیان اس افراط سے ہین کہ باوجود اسکے کہ لاکھون ماہی گیر ہین پر جالین کفاف نہین کرتین ہین اور
ریشم وسوت ومصری ونمک بھی بہت بنتا ہے الغرض جتنی چیزین امیر کی خواہش آرام کیو اسطے
اورغریب کی رفع احتیاج کے لیے ضرور ہین فضل ایزدی سے یہان سب موجود ہین اگرچہ گرمی یہان
شدت سے پڑتی ہے مگر لطافت ہوا سے امراض متعددی نوادرات سے اور باشندے یہانکے
پرزور وقوی اور سال دراز تک ساتھ صحت وسلامتی کے رہتے ہین کوآن چوفو کا شہر اس صوبے
کا پایہ تحت ہے اور فرنگستانیون کی اصطلاح مین کان تان کہلاتا ہے اور ایسی تجارت گاہ
عظیم شاید جہان مین کم ہوگی مشہور ہے کہ آٹھہ ساڑھے آٹھہ کرور روپے کے مال کی اس شہر سے
فقط فرنگستان کے ملکون مین رفتنی ہوتی اون مین سے صرف ایک قسم چاے کی کم وبیش پانچ لاکھہ
ستائیس ہزار من ہے کہ ہر سال فرنگستان کو ارسال ہوتی اور معرض بیع مین آتی اور وہان سے
تین کرور کے اسباب تجارت کی آمدنی یہان ہوتی ہے غرض کان تان کا شہر ایک خطہ بزرگ و سواد
اعظم ہے کہتے ہین کہ پندرہ لاکھہ آدمی مقیمان شہر سے اس جا پر بودوباش کرتے سواے اسکے
موسم تجارت مین جب غیر ملکون سے سفائن وجہازکی آمدنی ہوتی ہے تب کچھ ٹھکانا نہین کہ کسقدر خلقت
اور کس وضع اور رنگ وروپ کے لوگ یہان جمع ہوتے ہین جدہر نظر کیجیے پہلو بہ پہلو فرنگی و
حبشی ختائی وملائی ہندوستانی ومغل عرب ورومی دکھائی دیتے ہین گویا نوع انسان کا ایک
بازار نمود دکھائی دیتا یا عالم زندگی مین حشر برپا ہوتا ہے اس تاریخ کے ناظرین کی خدمت مین عاصی اور
مقام پر عرض کرچکا ہے کہ مملکت ختا کے اکثر بڑے بڑے شہرون مین یہ قاعدہ ہے کہ لکھا آدمی
دریا مین کشتیون کے اوپر رہتے ہین شہر کان تان مین بھی علی ہذا القیاس اسیطرح ہے اور شہر کے
سامنے چوراسی ہزار سے زیادہ اوسیطرح کی کشتیان لگی رہتی ہین راویکا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص
اندک فاصلے سے زمین کی طرف دیکھے تو سواے جہازون اور کشتیون کے نہ دریا نہ شہر معلوم ہوے

اور اگر افق آسمان کیطرف کوئی ملاحظہ کرے تو مستولون کی کثرت کے باعث سے یہ خیال ہووے
کہ بڑے بڑے صنوبر قد کشیدہ و سر بفلک رسیدہ کا ایک کٹھرا درمیان عرش و فرش کے بنا ہوا ہے
اور جب شہر کے اندر بازار مین نیا مسافر داخل ہوتا ہے تو اسقدر شور و غوغا برپا رہتا ہے کہ کانون مین
تالا لگ جاتا ہے اور ہر دوکان پر اتنی چیزین نادر و کمیاب دکھائی دیتی ہین کہ آنکھین چوندھیا جاتی ہین
اور گھڑیون ٹکٹکی لگ جاتی اور حالت سکتے کی سی ہو جاتی ہے دوکاندار اس شہر کے ایسے خلیق
ہین کہ خواہ آپ کچھ اون سے خرید لیے یا یونہین براے سیر جاتیے لیکن آو بھگت کے ساتھ آپکو
وہ بٹھاتینگے پنکھہ جھلینگے چاے پلائینگے مٹھائی کھلائینگے پھولون کا گلدستہ ہاتھ مین دینگے
اور جبتک آپ رہیے گا خاطرداری مین وہ ختائی ہرگز خطا نکرینگے غرض تالیف قلوب کے
سب مراتب اہل ختا پر ختم ہے اس جہت سے جو شخص کہ بغیر قصد خرید یا فروخت کے یونہین
تفریحاً اونکی طرف جا نکلتا ہے تو ملاحظہ کے مارے بے کچھ لیے نہین آتا اور اگر کوئی بیچا خوب
چکھی کر کے یونہین اوٹھ آیا تو اوسے بھی تواضع سے رخصت کرینگے اور یہ اہل چین اوسکی خطا پر
مطلق چین بجبین نہین ہونگے ؛ سڑکین اس شہر کی پختہ و صاف و پاکیزہ ہین حالانکہ کثرت خلائق بسقدر
ہے کہ شانے سے شانہ چھلتا ہے اس شہر کے کاریگر ایسے زکی اور زیرک ہوتے ہین کہ فرنگستان
کی مشکل صنعتون کو دیکھتے ہی اوسکی مانند بنا لیتے ہین اور جوڑ توڑ اس صفائی سے کرتے ہین کہ خود موجد
کو اصل و نقل کی تمیز مین حیرت رو دیتی ہے اور چونکہ قبل اوس لڑائی کے جو فیمابین ختائی و انگریز
کے واقع ہوئی تھی غیر ملک کے تاجرون کو نہایت حقیر یہ لوگ جانتے اور اپنے شہر کے اندر قابل رہنے
کے نہین سمجھتے تھے اسلیے فرنگستانی سوداگرون کی کوٹھیان شہر کے باہر بنے ہوے ہین جب
سنہ اٹھارا سو بیالیس مین انگریزی فوج نے اس شہر کو محاصرہ کیا اور بیک حملہ مردانہ و جرات تہمتنانہ
سے دوس قلعہ پر جو حفاظت شہر کے لیے تعمیر ہوا تھا اپنا نشان اڑایا افواج ختا انکی دلاوری اور
بہادری سے ڈر کا ان تان کو چھوڑ کر رجع القہقری اختیار کی اور لپسپا ہوے اگر کپتان الیٹ صاحب
جو اوسوقت کارگذار سرکار انگریز کے تھے چاہتے یا کہ دوسرے سرداروں کی بات سنتے تو انگریز

کی فوج بخوبی شہر مین داخل ہوتی اور اپنے قبضہ مین کرلیتی لیکن انھون نے یہ نکیا اور صرف ساٹھ لاکھ ڈالر یعنے ایک کروڑ بیس لاکھہ روپیہ مین وجہ خرچہ زیرباری اس مقابلہ و معارکہ کے ختائیون سے اقرار کروا کے لشکر کو شہر کے اندر جانے سے باز رکھا حقیقت اس اجمال کی جلد دوم مین تفصیلاً بیان کی جائیگی انشاء اللہ تعالے کان ٹان سے چھہ کوس کے فاصلہ پر فوچان کی لبستی ہے اور حالانکہ اوسمین کوئی دس لاکھہ باشندے ہین اور بڑی تجارت گاہ ہے لیکن بسبب چاردیواری نہونیکے بخطاب شہر نامزد نہوئی کیونکہ ختا مین قاعدہ ہے کہ جس جگہ مثل قلعہ کے مورچے نہین ہوتے ہین اوسکو شہر نہین کہتے کان ٹان کے دریا کے مہانے پر بندر مکاو واقع ہے اور یہ جایداد قوم پرتگیز کی ہے اور اونہین یہ جگہ فغفور نے عنایت کی تھی جب اونکی مدد سے ایک سمندری ڈکیت کہ سخت موذی غارتگر تھا پکڑا اور مارا گیا تھا دوسری روایت یہ بھی ہے کہ اوس جزیرے مین فقط ڈاکو بستے تھے اور فغفور نے پرتگیزون کو اجازت دی کہ اونہین مار پیٹ کے نکال دین اور آپ ہین بہرحال مکاو کا شہر اس قوم فرنگستانی کے ہاتھہ سے آباد کیا گیا اور اون لوگون نے اب یہان نفیس نفیس حویلیان بنائین اور قلعہ بندیان کین ہین حاکم اوس جگہ دو ہوتے ہین ایک اہل پرتگیز اور دوسرا ختائی لیکن بسبب نذر سالانہ جو چین کی سرکار مین گذرانی جاتی ہے حکم حاکم پرتگیز کا جاری ہے چاوچو فو دوسرا شہر اس صوبہ کا بہت آباد و زرخیز ہے لیکن آب و ہوا آخر برسات مین ایسی بگڑتی کہ ہزارون آدمیون کو نقصان کرتی ہے اور شہر سے ڈیڑہ کوس کے فاصلے پر ایک خانقاہ و لاما گروہ کے پوجاریون کا ایک پہاڑ کے ٹیلے پر واقع اور سامنے ایک میدان مثل تختہ زمرد اور مرغزار مینو کے ہے اور اوسکی حد پر قطار پہاڑون کی جسپر درخت اقسام طرح کے قطار سے ساتھ اس انداز سے لگائے گئے ہین کہ ہر قطار ایک دوسرے سے سیڑہی بسیڑہی بلند ہے اس لیے مدنظر جو خانقاہ سے ہوتی ہے آنکھون کو خنکی اور دل کو سیری اور دماغ کو طاقت اور مزاج کو فرحت پہنچاتی ہے اوس شہر کے توابع چھہ اور چھوٹے چھوٹے شہر ہین اون مین سے ایک کے قریب ایک قسم کی نے سیاہ رنگ کی پیدا ہوتی ہے اوس سے کئی طرح کے باجے بنتے ہین

ابنوس کے رنگ سے کچھ فرق نہین ہے * نان ہیانگ فو کا شہر بڑی تجارت گاہ ہے اور اوسکے
اطراف مین ایک قسم کا پتھر ملتا ہے جسکی کلہاڑی اور دوسرے آلات لکڑی چیرنے پھاڑنے کے
بنتے ہین اوس شکل لوہے کے یہ پتھر تیز اور مضبوط ہوتا اور اوسی طرح چیر کاٹتا ہے * چاونگ نو کے
شہر مین صوبہ دار صوبہ کوانک ٹانک اور کوانک سی کا رہتا ہے اور اقسام طرحکی خوشبو اور قیمتی لکڑی
اوسکے قریب کوہستان کے اطراف سے کٹ کے آتی اور بڑے دامون بکتی ہے کاوجوفو کا شہر
بہت سیراب اور پرفضا جگہ مین واقع ہے اوسکے اطراف مین ایک عجب طرحکا پتھر بہ قسم مرمر
پیدا ہوتا ہے کہ اوسمین بذاتہ نقشہ دریاؤن اور پہاڑون اور باغون اور درختون اور پھولون کا بنا
ہوا ہوتا ہے اور تکلف زیادہ تر یہ کہ جس چیز کی صورت بقلم قدرت کھنچی ہوئی ہے اوسمین ہر چیز کی
مناسب رنگت ظاہر ہے اوس پتھر کی بڑی قیمت ہے اور امرا کے یہان اوس سے میز بنائی جاتی ہے
لمولفہ منقش یکی مرمر آید پدید * بقسمتے کہ بر نقش چین خط کشید * درو نقشۂ باغ و فصل بہار * شگفتہ
گلان ہر طرف صد قطار * درختان خوش قامت و سربلند * بدیدن ہمانا بسی ارجمند * درو نقشۂ
کوہ و بحر دراز * منقش شد از قدرت بے نیاز * اور اس سے طرفہ تر ایک قسم کا کیکڑا جو یہان سمندر
کے کنارے پر پکڑا جاتا ہے اور حال اوسکا یہ کہ جو ہین پانی سے نکلتا پتھر ہو جاتا ہے اور گوشت
پوست وغیرہ سب مین خاصیت سنگ نمود ہوتی اور ہوا یہ تاثیر پیدا کرتی ہے * **لمولفہ**
چو سرطان برون آید از قعر آب * ہوا چون خورد سنگ گردد شتاب * کہ چون سنگ خارا شود
گوشت او * ہمان استخوان و ہمان پوست او * کہ آگاہ بذران ہندوستان * نہ حالش نوشتہ کس از
پاستان * مورخ بسے زیر گل خفتہ اند * بملک عدم بے خبر رفتہ اند * کنون کاکرن گفت حالش تمام *
خدایا وراکن بسے نیک نام * نین چوفو کا شہر قریب سمندر کے ہے اور کچھوے بہت بڑے بڑے
یہان پکڑے جاتے ہین اور اونکی کھوپری سے کھلونے اور کنگھیان اور بہت سی اچھی اچھی چیزین چنانچی
بناتے اور بیچتے ہین اور گوہر یہان پیدا ہوتا ہے ایسا کہ تمام مملکت مین پسند کیا جاتا ہے نان کا
جزیرہ اس صوبے کی تحت مین داخل ہے اور کین چوفو شہر اکبر اوس جگہہ کا معقول تجارت گاہ ہے

اور ختائی سوداگر کان تان کے وہان جاکر خرید فروخت کرتے ہین تیرہ شہر اس جزیرے مین ہین
اور اوسکی دوسو چالیس کوس کے دائرہ مین اتنا محاصل ہے کہ سارے صوبے کا مقابلہ یہ اکیلا اگر کرے
تو شاید سبقت لیجاے درمیان اس جزیرے کے کوہستان ہے اور وہان ایک نیم وحشی قوم رہتی ہے
جو نہ فغفور کو خراج دیتی نہ اوسکا حکم مانتی ہے اور قدیم الایام مین سارے جزائر پر اونکا اختیار تھا
لیکن جب ختائیون نے چڑھائی کی میدان مین فغفور کی فوج کا مقابلہ یہ لوگ کر نہ سکے تو کوہستان مین
جا چھپے اور وہان کی گھاٹی کو ایسا روکا کہ لشکر سرکار وہان داخل نہ ہوسکا لیکن اگلے دنون مین یہ لوگ
سال بھر مین دو دفعہ پہاڑون سے اوترکے ایک جاے مقرر پر سونا اور صندل اور انواع طرح کی قیمتی
چیزین لاتے اور ختائی سوداگرون سے کپڑے کی عوض دے جاتے اور یہان تک وے صادق القول
تھے کہ ختائی سوداگر بے اندیشہ اپنا مال اونکو دیتے کچھ خیال مال نکرتے اور وے روز مقرر پر بلا ایک
ساعت کے کم و بیش وہان پھر جاتے اور جس چیزون کی فرمائش تھی جسکے عوض کچھ انھون نے لیا تھا
موافق قول کے رتی رتی پہنچا دیتے تھے یہ ایک دلیل منجملہ ہزار دلائل سے ہے کہ بیابانی اور دیہاتی
آدمی اکثر باایمان ہوتے ہین الغرض صوبہ دار کوانتان اور اونکے افسرون کو فائدہ کثیر کا موجب
اونکا کاروبار تھا مگر فغفور کان ہی نے فرمان قضا توامان جاری کیا کہ اگر کوئی شخص اون وحشیون سے
اتفاق رکھیگا بیشک قتل کیا جائیگا اور مطلب اونکا یہی تھا کہ کپڑے کی حاجت اون لوگون کو شہر
کان تان مین لے آئیگی اوسوقت کچھ خراج کا اقرار کروایا جائیگا لیکن انھون نے اپنی سرخودی کو فغفور
کی تابعداری سے بہتر سمجھا اور زیادہ ترکشیدہ خاطر ہوے اوسوقت سے علانیہ تجارت نہین
ہونے پاتی مگر اوستاد سب کب چوکنے والے ہین وے اپنا کام کر ہی لیتے ہین اور چوری سے
منفعت کثیر کھینچتے ہین اوس جزیرے کے باشندے نہایت بدشکل اور پست قد اور تانبے کی
رنگت کے ہوتے ہین اور ایک نیلگون چادر کمر سے گھٹنے تک پہنتے اور باقی جسم کو برہنہ کیے رہتے ہین
اور مستورات بھی اسیطرح کی پوشاک پہنتی ہین اور نیل کے گودنے آنکھ سے مونھ تک گدواتی ہین ۞
۳۷ سینتیس شہر اس صوبے مین ہین اور دو کروڑ دس لاکھ باشندون سے زیادہ اسکی حدود مین

بود و باش کرتے ہین اور بعد وضع اخراجات نظامت اور دیوانی بیالیس لاکہہ دو ہزار چارسو چہیانوے روپیہ بابت خراج زمین اور ڈیڑہ لاکہہ بابت نمک اور پچاس ہزار بابت محصول اجناس تجارت بطور پس انداز فغفور کے خزانے مین اس صوبے سے جاتا ہے

چودہوان باب

کنواسی کے صوبہ کے بیان مین

یہ صوبہ مملکت ختا کے اور صوبون کے مقابل مین چہوٹا سمجہا جاتا ہے اور نہ اونکی طرح یہ وسیع اور زرخیز ہے کیونکہ قریب نصف ملک پہاڑون اور جنگلون سے آباد یعنے برباد ہے لیکن باینہمہ کشتکاری بفضل جناب باری خوب ہوتی ہے اور اسقدر شاداب و سیراب دریا اور نہرون سے ہے کہ اوسکے محاصل سے بعض بعض ایام مین کوانگ ٹانگ کے صوبہ کو فیض پہنچتا ہے ورنہ اوس ولایت مین خرچ چاول کا بسبب کثرت باشندون کے بہت ہے اور اوس جنس کی پیدایش اوسقدر نہین ہے کہ کفاف کرے کوانگ سی کے پہاڑون مین معادن سونے اور چاندی اور تانبے اور ٹین کے ہین اور ایک قسم کا درخت اس سرزمین مین ہوتا ہے جسکے گودے سے لوگ روٹی بناتے اور کہاتے ہین اور مشہور ہے کہ نان گندم کا مزا دیتی اور کمال مفید ہوتی ہے درندے جانور یہان ہین اور گینڈا بہی کبہی کبہی دکہائی دیتا ہے اور اقسام طرح کے خوشرنگ اور خوش آواز پرندون سے جنگلون مین شادی سدا مچی رہتی ہے **لمولفہ** خوشا بیشہ دران روے زمین است ✤ چہ بیشہ رشک فردوس برین است ✤ دران مرغان خوشرنگ ہوائی ✤ زآہنگ نواجان در ربائی ✤ تعالی اللہ ز مرغان نواساز ✤ صداے ارغنون گوئی در آواز ✤ چو مطرب در طرب با نغمہ و ساز ✤ بہ بزم آشیان بنشستہ طناز ✤ یکی منقار را لبیان نمودہ ✤ ز صوت بیخودی سامان نمودہ ✤ یکی چون باربد در نغمہ سازی ✤ دل صاحبدلان آرد ببازی ✤ ہزاران با ہزاران ساز در ساز ✤ کہ چون فو اود کشتہ نغمہ پرداز ✤ اگر ارباب وجد آنجا نشینند ✤ گلان از گلشن وحدت بچینند ✤ کوئی لین فو پاے تخت اس صوبے کا ایک پہول کے باعث سے نامزد ہوا اور کوئی کا جنگل اس شہر کے نام کا

ترجمہ ہندی مین ہے اور اس شہر کے اطراف مین افراط سے ہوتا ہے اور اوسکی خوشبو کو اسقدر
تیزی و پایداری ہوتی ہے کہ ساری سرزمین کو سون تک معطر رہتی ہے * خصوص ایک پہاڑ بہت
بلند عین شہر کے کونے پر اس پھول کے درختون سے بھرا ہوا ہے اور اوسکے سبب منزلون تک بو
جاتی ہے ایک عالم کا دل و دماغ کو قوت بخشتی ہے **لراقمہ** زمین ست ازگل کوئی گلستان *
چہ در فصل بہاران و زمستان * خزان در پیشگاہش زرد روئے * نسیم از خدمتش فرخندہ خوئے *
ز عطر فرش چون وزد باد بہاران * معطر دشت گردد ہم بیابان * چو روئے مہ جبینان در طراوت *
نضارت بخش در چشم بصارت * سحر چون چاک گرداند گریبان * بلند گردد صدائے عندلیبان * یکی
پران و گریان در چپ و راست * دگر اندر طپیدن بے کم و کاست * یکی مجنون گشتہ لیلئے گل * یکی
در کوے الفت پاے در گل * ولیکن ہست نزد شہر یک کوہ * فلک از عظمتش گشتہ در اندوہ *
ز دامن تا بفرقش آشکارا * کشاید گر کسے چشم نظارا * گل کوئی در و صد جا شگفتہ * رخ خود از آب
شبنم پاک شستہ * کند معلوم کو کوہی ست ازگل * تعالے شانہ بذرفت منزل * کہ چون پیک
نسیم صبحگاہی * بعزم سیر گہ گردد چو راہی * زمین تا آسمان گردد معطر * دماغ زہرہ گردد عطر سا تر *
اس دیار مین چڑیان ایسی خوشرنگ ہوتی ہین کہ ختائی ایک قسم کا ریشمی کپڑا اونکے پرون سے
ملا کر بناتے ہین اور اونکی خوشرنگی اور چمک دمک کے سبب سے اوس کپڑے کو جلا ہوتی ہے یعنے
اس ترکیب سے ختائی اون پرون کو داخل کرتے ہین کہ لعل و زمرد سے زیادہ زینت پوشاک
کو حاصل ہوتی ہے لیوچوفو کے شہر کے قریب پہاڑون مین جڑی بوٹی بہت طرح کی پیدا ہوتی ہے
چنانچہ اس صوبے کے تمام اطبا یہین سے دوائی منگاتے ہین ایک جھیل اطراف مین ہے وہان
بنگلے ایسے ستھرے نفیس بنے ہوے ہین کہ دیکھنے والے کی طبیعت نہایت فرحت پاتی ہے اور عیش و عشرت کے سامان
بے پایان ہر قسم یہان مہیا رہتے ہین اور قاعدہ یہ ہے کہ تمام روز چھوٹے بڑے دنیا کے کاروبار مین مصروف رہتے ہین اور
شام کو یہان آ کے استراحت کرتے ہین * پین لوفو کے شہر کے قریب اوس موسم کی بڑی پیدایش ہوتی ہے جسکا
ذکر قبل اسکے تمامی کر چکا کہ پیلا کھلاتا اور بے دہوان کیے جلتا اور بہت سی صفتون سے موصوف

ہوتا ہے اور سوا فغفور کے خاندان کے دوسری جا صرف نہین ہوتا ۔ چونکہ ادچوفو کے شہر مین
کئی دریا ملے ہین تجارت یہان اچھی ہوتی ہے اور وہ درخت جس کے گودے سے روئی بنتی ہے
اس شہر کے قریب بہت ہوتا ہے اور درندے جانور مثل شیر گینڈا وغیرہ اطراف کے جنگلون
کو آباد رکھتے ہین خصوص ایک ذات کا میمون بہ قد آدم او شکل پیر مرد یہان ملتا ہے اور اوسکی لمبی
نرد ڈاڑہی اور آواز عورت کی سی ہوتی ہے ۔ چین چوفو کے شہر کی سرزمین پر ایک قسم کی گھاس
پیدا ہوتی ہے جس سے ختائی کپڑے بناتے اور ریشم سے زیادہ دامون کو بیچتے ہین وصف اوس مین
یہ کہ ریشم سے مضبوط اوسمین ہوتا ہے اور اوس رنگ مین ایک عجیب غریب نزاکت و ملاحت پائی
جاتی ہے جگہ بجگہ اس دیار مین ایک قسم کی مٹی ملتی ہے جسکی خاصیت زہر مہرے کی ہے اور جتنے
اقسام سم کے ہین خواہ وہ معدنی خواہ حیوانی خواہ نباتاتی سے ہون سب کے لیے اوس سے بہتر
تریاق ختائیون کے تجربے مین آج تک نہین آیا حالانکہ کوئی تریاق ایسا ہوتا ہے کہ صرف ایک قسم
کے سم کو کھینچتا اور اگر زہر معدن کو مارتا تو زہر نباتی مین اوسکا استعمال مفید نہین ہوتا اور علی ہذا القیاس
بعض تریاق فقط زہر حیوانی مین کارگر ہوتا اور معدنی اور نباتی کو ضائع نہین کرتا لیکن ان زرد مٹی کے
آگے کوئی زہر نہین ٹھہرتا پس اوسکو محافظ جان انسان و حیوان نام رکھا ہے اور یہ بھی مشہور ہے
کہ جس شخص کی آنکھ مین موتیا بند کا آزار ہے اس مٹی کے استعمال سے فائدہ پاتا ہے **لراقمہ** اگر کیمیا
گویم این خاک را ۔ نہ پاک تشبیہ دہم پاک را ۔ ہمی یاد دارم من این داستان ۔ ہمانا کہ از گفتہ باستان ۔
یکی کور در رہ نشستی مدام ۔ کہ در دور عیسی علیہ السلام ۔ چو بگذشت یکروز روح آلہ ۔ بنزدیک ہمان کور حاجت بخواہ ۔
بدو گفت عیسی علیہ السلام ۔ چہ خواہی بیان کن بشرح تمام ۔ بگفتا کہ من چشم خواہم ہمی ۔ مراد خود از تو
بجویم ہمی ۔ چو بشنید عیسی فرخ سیر ۔ بسے مہربان شد بران بے بصر ۔ ز لب کرد خاکی ہمانوقت تر ۔
بمالید در چشم آن بے بصر ۔ ہمانوقت ان کور بینندہ شد ۔ ستایش کن آفرینندہ شد ۔ ببادے
کہ شاید درانجا وزید ۔ ازان خاک بہری دریجار سید ۔ زمین ہمان خاک پر مکرمت ۔ شد این خاک مین
کیمیا خاصیت ۔ ایک قسم کی لکڑی جو لوہا لکڑی ختائی زبان مین کہلاتی اس اطراف مین پیدا ہوتی ہے

اور جتنی خاصیتین لوہے کی ہین سب اوس لکڑی مین پائی جاتی ہین چنانچہ رنگت اور وزن اور مضبوطی
لوہے کی سی ہوتی ہے اور پانی مین ڈالتے ہی مثل لوہے کے فوراً تہ زمین تک بیٹھہ جاتی ہے اور جتنے کام
لوہے سے نکلتے سب اوس سے حاصل ہوتے ہین بلکہ لوہے سے شریف تر یہ لکڑی معلوم ہوتی ہے
کیونکہ اوسکو ٹوٹنے اور جھکنے کا خوف ہوتا ہے مگر یہ لکڑی کسی حالت مین خطا نہین کرتی اور ختائی
جہاز کے لنگر اسی سے بنائے جاتے ہین ایک وحشی جانور مثل گاے کے یہان جنگلون مین پیدا ہوتا ہے
اور سینگ اوسکا ہاتھی دانت سے زیادہ سپید ہوتا ہے کہتے ہین کہ نمک کا یہ ایسا عاشق ہے کہ شکاری
جال مین نمک کی ڈھیری رکھہ دیتے ہین اور وہ چاٹ سے چلا آتا اور پھنس جاتا ہے جو مصرف کہ
ہاتھی دانت کا ہوتا ہے اس جانور کے سینگ سے نکلتا ہے اور اس لحاظ سے ڈھونڈہ ڈھونڈہ کر
ہلاک کیا جاتا ہے • نان ین فو کے شہر کے قریب جنگلون مین ہاتھی دکھائی دیتا ہے ختائی اوسے
گرفتار کر کے سدھاتے ہین اور لڑائی مین دشمن کے پامال کرنے کے لیے داؤ پیچ سکھاتے ہین گویا
حیوان کو انسان بناتے ہین ایک ایسی بڑی ذات کا ساہی اس جگہ ملتا ہے اور کانٹے اوسکے
اتنے لمبے اور تیز ہوتے کہ جب وہ جانور غصہ مین آکر اونھین چھوڑتا ہے تو تیر تیز پیکان از زہ
گذشتہ کا جواب دیتا ہے اس ملک مین مرغ کی قسم سے پرندہ ہے جو اکثر ایک چیز مثل سوت کے لچھے
کے اگلتا ہے اور صورت و ماہیت اوسکی روئی کی سی ہوتی ہے یہان تک کہ ختائی اوسکو صرف
مین لاتے اور جالی کی انداز کے کپڑے نہایت تحفہ اوس سے بناتے ہین الغرض اٹھائیس شہر اس
صوبہ مین ہین مگر ذکر اونھین کا کیا گیا جسکے اطراف مین کوئی چیز ایسی ہے کہ اوسکا بیان ضرور تھا
تاکہ ارباب تواریخ کے ملاحظہ سے کوئی نکتہ نہ چھوٹے ایک کروڑ باشندے اس صوبہ مین ہین اور
بعد وضع اخراجات نظامت و دیوانی کے چھہ لاکہ ننانوے ہزار چار سو بہتر روپیہ داخل خزانہ کے ہوتا ہے

پندرہوان باب

یین نان کے صوبہ کے بیان مین

دو ہزار برس سے زیادہ ہوا ہوگا کہ اس صوبہ کا پادشاہ جو سرخود تھا سر کیا گیا اور سلطنت ختا کی

تحت مین یہ داخل کیا گیا بزور شمشیر اوس فغفور کے جسنے دیوار ختا کو تاتاری یورشون کے سبب سے
بنوایا اپنے خاندان کا وہ بانی تھا اور ایسا ہوا کہ دنیا مین گنتی کے کئی شخص اوس انداز کے گذر چکے
ہین لیکن اوسکی بات اوسی تک رہی اور بعد اوسکے جو ہوے کپوت نکلے اور اونکے راج مین اِس
صوبہ کے لوگون نے بل کر کے حلقہ اطاعت کا گردن سے نکال ڈالا اور بدستور سابق خودمختار ہوگئے
غرض چونکہ ستارہ اونکے اقبال کا غروب ہوچکا تھا یہ چاندنی صرف چار دن ہی اور فغفور یان اوئی
نے دوبارہ اِس صوبہ کو ایسا سر کیا کہ اوسنے پھر سر نہ اوٹھایا اور مملکت ختا کے اور صوبون کی
مانند اوسمین ناظم رہنے لگا * اِس صوبے کے باشندے بہادر اور قوی ہوتے اور جنگ کیطرف
یہان تک مائل بدل ہوتے ہین کہ ہاتھیون کو لڑائی کے آداب سے واقف کرتے اور غنیم کی صفون کو
پامال کرنا سکھاتے ہین لیکن جب اونکے ساتھ کوئی شیر و شکر کیطرح ملتا اور لطون سے آگاہ ہوتا ہے
تو مثل اور بہادرون کے اونکو بھی خلیق اور سلیم الطبع اور خوش مذاق پاتا ہے علم کا بھی اونہین شوق
ہے اور اکثرون کو سواد معقول حاصل ہوتا ہے چونکہ ہندوستان کے قریب یہ صوبہ واقع ہے
باشندون کی عادتین ختائیون کے خلاف ہنود سے ملتی ہین ایک یہ کہ اکثر پرگنون مین مردونکو
جلاتے اور رسم ختا کے موافق دفن نہین کرتے ہین اور دوسرا دستور یہ کہ عورتین باہر نکلتی ہین
اور مثل اور صوبون کی مستورات کے نہ پردے مین رہتی نہ اغیار کو دیکھکے چھپتی ہین اور قدیم الایام
مین بھی دستور ہند مین یہی تھا جب اسلام نے رواج نہین پایا تھا اور اب تک جہان ہنود کی کثرت اور
مسلمانون کی قلت ہے یہ دستور قدیم بالکل متروک نہین ہے * اِس صوبہ کو ختا کے زرخیز صوبونکے
شمار مین لانا چاہیے کیونکہ ہر طرحکا اناج یہان افراط سے پیدا ہوتا اور سستا بکتا ہے سونیکے
معدن اتنے ہین کہ گنتی نہین مگر کوئی کھودنے نہین پاتا سوا ہیرے کے اور سب جواہر یہان
میسر ہین اور نیلم اور اشہب کی افراط ہے موتی سمندر مین پیدا ہے اور مشک میدانون مین ملتا ہے
اور گوند کے اقسام جنگلون مین اور کئی طرحکے کان مرمر کے اور معدن ٹین اور تانبے کے ہین اور
عنبر سرخ پہاڑون مین ہے الغرض خدا کی عنایت بے غایت سے نفس حیوانی اور نباتی اور جمادی

کو ہر طرح سے یہان ترقی ہے اور ختا کے تمام ملکون مین اس صوبہ کا ایسا نام پھیلا ہوا ہے کہ
آپسمین ختائی جب ہنستے ہین اور کسی مغرور یا طالع کو بناتے تو یہ فقرہ خواہ نخواہ چھوڑتے
ہین کہ شاید آپ کے والد کو فغفور کی حقیت صوبہ ین نان مین حاصل ہے القصہ تجارت اس صوبہ
کی بہت چمکی ہوئی ہے * ناظم اس صوبہ کا شہر ین فان مین رہتا ہے حالانکہ اس پایتخت کو تاتاریون
نے کئی بار لوٹا اور تاراج و پامال کیا لیکن اتنی بات اتبک باقی ہے کہ طول و عرض اور آبادی اور
عظیم الشانی اور تجارت اور زرخیزی مین ختا کے بڑے بڑے لق و دق شہرون کی برابری یہ
کر سکتا ہے نہرین ہر محلے مین لبالب اور تمام شہر مین مال کی ناوین رہتی ہین اور اطراف شہر باغون
اور کھیتون سے آباد ہے اور حوالی شہر ین نان مینو سواد ہے آب و ہوا نہایت لطیف و دلکشا
ہے جدہر دیکھیے پر فضا ہے **لمولفہ** لطیف و دلکشا آب ہوائے * مبارک منزلی فرخندہ
جائے * بہار اینجا کمربستہ مدام است * خزان زرد رو راندہ غلام است * نسیم صبحگاہے در
وزیدن * زروئے غنچہ برقع درکشیدن * شگفتہ گل چہ در دشت و چہ بستان * چو روئے مہ جبینان
عین خندان * اس دیار مین گھوڑے قدون کے چھوٹے مگر آفت کے پرکالے اور حدت و
چالاکی مین مثل آگ کے شرارے پیدا ہوتے ہین اور انکی بھی سوداگری معقول ہوتی ہے
پہاڑون مین کئی کانین ایک قسم کے مرمر کی ہین جسکا سنگ ایسا خوش رنگ ہے کہ اوسکے
مشاہدہ سے رنگ نقش و نگار تختہ ارژنگ دنگ ہے یعنی ہر تختہ مین گلکاری جھاڑ بوٹے
اس انداز سے بنا ہین کہ صور کے ہنر کا گمان لوگ لیجاتے اور یکایک نہین پہچانتے کہ وہ
نقش کاری اوسی مصور حقیقی کی ہے جسنے جمیع ممکنات کی صورتین فطرت اولی کیوقت
اپنے علم کے احاطہ مین لاکر مطلع ابداع سے سبکو ظہور بخشا غرض یہ قسم مرمر کی اس قدر خوشنگ
ہے اور اوسکی یہ بہار ہے کہ گل بوستان کو اوس سے خار ہے اور کونسا شخص ہے کہ کچھ بھی جسکی
زبان طرار ہے جو اس مرمر کو دیکھے اور مرمر کہ بھی تعریف نہ کرے الغرض اسی پتھر کا حال باب
سابق مین تحریر پایا ہے اور اسکی خرید فروخت مین کھتون کی مایہ ہے اور نیلم کے کئی معدن

پہاڑون مین ہین * نالی نوکا بھی شہر مدار اور عظیم الشان ہے اطراف کی سرزمین زرخیز اور دریاؤن سے سیراب ہے پہاڑ ٹیلیون مین اور اکثر کنکریلی جگہون مین چاے کی بہت پیدایش ہے اس شہر کے پچھم طرف ایک پہاڑ جسکی جڑ پینتالیس کوس کا دائرہ رکھتی واقع ہے اور اوسکی سترہ چوٹیان بادلون مین چھپی ہتین اور آسمان سے باتین کرتین اور اونکے بیچ ایک جھیل اسقدر گہری ہے کہ تھاہ اوسکی آجتک نہین ملی اور اوس پہاڑ مین اوسی مرمر کے بہت سے کان ہین جسکا مذکور مؤلف کر چکا ہے کہ خود بخود اوسکا عالم تصویر کا ہے اور جسکی تعریف باہر از تحریر و تقریر ہے چاوہین نوکا شہر اس صوبہ کے بیچو بیچ مین واقع ہے ایک پہاڑ اسکے پچھم طرف پڑا ایسا خوبصورت ہے کہ ہر صاحب مذاق کو اسکے بیان سے عجب طرح کی فرحت حاصل ہوویگی اور عوام الناس پر بھی اوسکی کیفیت بے لطف نہین سمجھے جاویگی بذاتہ اس پہاڑ پر بجز سبز دوب گھاس کے جنگل اور درخت نہین ہوتا اور زمین سے تا بہ پھننگ بارون مہینے یہ سبزہ لہکتا رہتا ہے اور سو فوارون سے سو نالے پانی کے سو طرف سے بہا کرتے ہین اور اوس سبزے کے درمیان سے ان نالون کا بہکے نیچے آنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سارا پہاڑ ایک ٹکڑا زمرد کا ہے اور چاندی کے معدن اندر سے پگھل کے سو جگہ سے پھوٹ کے بہ نکلے ہین اور اپنا مرغ دل تو یہی چاہتا ہے کہ اگر پر ہووین تو اوسی جا پر اوڑ جاتے اور وہان نان خشک پر اوقات بسر کیجیے اور دوسری جگہ کی عیش و آرام پر اوسکو فوقیت دیجیے اور اگر موت آوے تو دوستون کو وصیت کر کے وہان مدفون ہوجیے کیونکہ وہان کی نیند خواہ نخواہ ٹھنڈی اور میٹھی ہوگی کہ سرہانے اور پاینتے سبزہ لہکتا ہوا اور پھولون کی خوشبو سے مہکتا ہوا اور دونون پہلو پر جھرنا آب خوشگوار کا بہتا ہو * **لمولفہ**

زمین ہے روضۂ فردوس اکبر * پہاڑ سر بچرخ ہیگا اوسی پر * لباس سبز پاسے اوسکے تا سر *
طراوت اوسکی ہے اللہ اکبر * روان ہے سر سے اوسکے آب روشن * کہ جون سیم گداز تا بدامن
صفائی آب جون مہتاب تابان * ویا ہے چشمۂ خورشید رخشان * صدائے آب کہتی ہیگی دائم * رہو
کردگار حی و قائم * اگر رضوان بھی گلشن کو پاوے * گلستان ارم کو بھول جاوے **

چین کیا مک فو کے شہر مین سوتی قالین بہت تحفہ بنتے اور گران قیمت کو بکتے ہین اس شہر کے چارون
طرف بہت تالاب اور جھیل اور ندیان ہین اور اون مین اقسام طرح کی مچھلیان ہین خصوص ایک
جسکے پتے سے کھجلی کی دوا بنتی ہے اور روایت یہ ہے کہ جو استعمال ایکدفعہ کرے اوسکو تمام عمر
کھجلی اور امراض جلدی نہین ہوتے ہین ✤ موآن ہوا فو کے شہر کے گرد جسقدر آہوے مشک
ملتے اوتنے اور کسی صوبہ مین نہین ہوتے ہین اور اس جہت سے یہان کے لوگ نافہ سے نفع
بہت کرتے ہین تھوڑی دور اس شہر کے اوتر پر ایک پہاڑ اس بات کے لیے مشہور اور ختائیون
مین بلقب گوش فلک معروف ہے اور حال وہان کا یہ ہے کہ اگر اوسپر کوئی شخص چڑہ کر نہایت
آہستگی کے ساتھ ایک لفظ زبان سے نکالے تو اس صفائی کے ساتھ اوسکی صدا کان تک پھر
آتی ہے کہ خود بولنے والے کو حیرت ہوتی ہے کین تان فو کے شہر کے چارون گرد پہاڑ ہین جسمین
کئی معدن چاندی کے ظاہر ہوے ہین یہان کے باشندے بہت سے عادات مین ختائیون
کے خلاف اور پیگو کے لوگون کے موافق ہین کیونکہ پیگو کے ملک سے اونکا ملک متصل ہے
یان نین فو کے شہر کے اطراف مین اوس ذات کی نیل گاو کی پیدائش ہے جو تبت بزرگ مین بہت
ہوتا ہے اوسکی دم گران بہا آتی ہے اور ختائی اوسے نشان لٹکاتے اور خود مین پہنتے ہین اور
اوسکی پشم کے قالین اور ایک قسم کا پشمینہ بہت خوب بنتا ہے اور ملبوسات مین صرف ہوتا ہے
خاصہ اوسکا یہ ہے کہ پانی مطلق اثر نہین کرتا ✤ شہر یانگان فو کا آہوے مشک
کی کثرت کے باعث سے مشہور ہے اور ایک جھرنا شور پانی کا کوہستان کی طرف ہے جسمین
تمام صوبہ کے خرچ کے موافق سپید نمک پیدا ہوتا ہے ✤ ہوکین فو کے شہر مین قالینین بہت
نفیس بنتی ہین اور اطراف مین آہوے مشک کی کثرت ہے اس شہر کے رہنے والے قوی ہیکل
اور بہادر بے بدل ہوتے ہین برخلاف اور ختائیون کے جو بے چھاتے اور نپکھے کے کبھی
گھر سے باہر نہین نکلتے یہ لوگ اوسکے عوض تیر اور کمان اور تلوار ہر وقت باندھے رہتے ہین
اس شہر کے تحت مین ایک پہاڑ ایسا ہے کہ جڑ سے چوٹی تک گویا سونے کا مینار ہے یعنے

یہان تک اوسمین معدن طلا ظاہر ہوتے ہین کہ اوسکو سونیکا پہاڑ کہنا یا بادشاہ جن کا دفینہ قرار دینا زیادہ مبالغہ نہین ہے ٭ لی کیان فو کا شہر تبت بزرگ کے قریب ہے اور سرزمین اوس ملک کی زرخیز اور ندی نالون مین سونے کی ریت بہت ملتی ہے اور باشندے چونکہ بے زیادہ محنت اور درد سر کے معیشت حاصل کرتے عیش طلب اور آرام جو ہوتے ہین سوا ناچ ورنگ کے دنیا ومافیہا کی کچہ خبر نہین رکھتے لیکن طبائع انسان مختلف ہوتے ہین بعضے بعضے اون مین سے سواری اسپ اور تیراندازی مین کامل کہلاتے ہین غرض گفتگو مین کثرت کو قلت پر ترجیح دینے کا دستور ہے اور جہان کلیہ کا لفظ درمیان مین آتا افراط پر اطلاق کرتا ہے یان چان فو کا شہر بہت پرانا و وسیع اور غدار ہے اور ایک دریا جو اوسکے قریب بہتا ہے تمام سرزمین کو سیراب اور زرخیز کرتا ہے اور سونیکی ریت بالو سے ملی ہوئی بہت ملتی ہے ٭ چونکہ اس صوبہ کو ہمیشہ دشمن سے خوف ہے بہت سے قلعہ پچہم اور دکھن کی طرف واقع ہین اور سپاہ اور اسباب وآلات جنگ سے ہمیشہ مہیا رہتے ہین غرض ماچین اور کیگو دو جنگی شہر ہین اور اہل سیف سے آباد اور یہ سپاہی سب قلمبند پلٹنون کے سوا ہین اور ضرورت کیوقت اونکی طلبی ہوتی ہے اِن دو شہرون کے علاوہ تینتیس ۳۳ شہر چھوٹے بڑے اس صوبے مین ہین اور اسّی لاکھ باشندے سکونت کرتے ہین اور بعد وضع اخراجات نظامت و دیوانی چھ لاکھ ننانوے ۹۹ ہزار چار سو بہتر روپے بابت محاصل مین فغفور کے خزانے مین داخل ہوتا ہے

سولہوان باب ۱۶

کوئی چو ۱۵ کے صوبہ کے بیان مین

مملکت ختا کا یہ پندرہوان اور وسعت مین سب سے چھوٹا صوبہ ہے او کوئی ایکہتر برس ہوے کہ گویا اوسکا وجود کچھ نہین تھا ٭ فغفور کین لون نے اس صوبے کے پڑوسی کوہستانیون کو سر کرکے امن وامان بخشا ورنہ ۱۶۷۶ء کے قبل یہ صوبہ اونکی زیادتیون کے سبب سے ویران تھا اور جسطرح چیل بلندی پر بیٹھی ہوئی نیچے کی طرف ٹکی لگائے رہتی ہے اور جہان اپنی غذا کی کوئی چیز دیکھتی ہے فوراً جھپیٹا مار کر لیجاتی اور پھر اوسی نشیمن پر بیٹھ کر کھاتی ہے علیٰ ہذا القیاس

یہ کوہستانی بھی اپنے پہاڑون پر بکی مارے پڑے رہتے تھے اور جہان دیکھتے کہ غلہ تیار ہوا دفعتاً
مار پیٹ خون خرابہ مچاکر بالکل اوٹھا لیجاتے تھے اور بیچارے ختائیون سے بجز بھاگ جانے
اور جان بچانے کے کچھ بن نہ آتا تھا کیونکہ کلیہ ہے کہ کوہستان کے رہنے والے میدان کے باشندون
سے کہین مضبوط اور بہادر ہوتے ہین غرض فغفور ندکور نے چیدہ چیدہ پلٹنین بھیجکر اونکے ایسے قافیہ
تنگ کیئے کہ مجبوراً طوق اطاعت کا قبول کرکے اپنی شرارتون سے باز رہے * **شعر** غدر موقوف
اونکا ایسا ہوگیا * فتنۂ بیدار گویا سوگیا * اس صوبہ کے پہاڑون پر جنگلون مین عمدہ قسم کی لکڑی
ملتی ہے اور طلا اور نقرے کے بہت معدن ہین اور شاید کسی دوسری جگہ پر اسقدر سیماب حاصل
نہین ہے اور ٹٹو یہان ایسے تیز رفتار اور مضبوط اور جاندار ہوتے ہین کہ صوبہ ین نان کا جانور
حالانکہ بہت جیوٹ کا ہوتا ہے لیکن اس اجڑے دیار پر بھی صد آفرین ریشم یہان کم ہے لیکن
قسم گھاس سے ایک کپڑا بناجاتا ہے اور قیمتی ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ گرمیون مین بدن پر سرد
رہتا اور فرحت بخشتا ہے * کوئی یان فو کا شہر اس صوبہ مین بزرگ ہے لیکن چونکہ باشندون
کو ابتک بھی کوہستانیون کا خوف غالب ہے وہ شہر کو آراستہ نہین کرتے اور نہ حویلیان بناتے
ہین غرض سرزمین آباد و زرخیز ہے * سی سی چو فو کے شہر کے اطراف مین سیماب اور شنجرف بہت
اور دوسرے معدنیات کم ملتے ہین * جی سیس فو کے شہر کو بعد کوہستانیون کے تابعدار ہونیکے
اوسی فغفور کے گھرانے کے بادشاہون نے آباد کیا اور سیماب کے بہت معدن اوسکی اطراف
مین ہین اور ایک بات یہان عجیب ہے کہ شاید تمام ختا مین اوسکی نظیر نہو وہ یہ کہ اس شہر کے اکثر باشندے
بالکل لکھنا پڑھنا نہین جانتے اور لڑکیون پر چہرے سے نشان دے کے حساب کرتے ہین کیونکہ
علم کا اسقدر چرچا مملکت ختا مین ہے کہ گویا ہر محلہ مدرسہ اور ہر گھر مکتب خانہ ہے اور عوام الناس
جو کہ نہایت رزیل ہین اونکو بھی خط خطوط لکھنے اور پڑھنے کی قوت ہے * ٹون کین فو
کے شہر کے قریب کئی معدن سونے کے ہین اور اوسکے اطراف مین وہ گھاس متعدد ہوتی
ہے جسکا مذکور ہوچکا کہ گرمی کے ملبوسات مین صرف ہوتی ہے * پاو نگان چو کا شہر ایسے

موقع پر واقع ہے کہ تین صوبون کی راہ اوسی کیطرف سے ہے اِس جہت سے کوئی چو اور ین نان
اور کوانگسی کے صوبون کی کنجی یہ جگہ کہلاتی ہے اور اطراف سرزمین اِس شہر کی اور جگہون سے زیادہ
زرخیز اور آباد ہے اور قریب کے کوہستانی نیک نہاد اور تجارت پیشہ ہوتے ہین اور مذہب تناسخ رکھتے
ہین سیماب اور شنجرف کے بہت معدن یہان ہین ✤ پن یوئی اور لون لی کے شہرون کی اطراف مین
بہت نفیس چاے ہوتی ہے اور چونکہ اِس بوٹی کا کچھ بیان اب تک ناصی نے نہین کیا حالانکہ کئی صوبہ جنکا
احوال معرض تحریر مین آیا وہان چا کی پیدائش ہے لہذا سب کی کسر یہان مٹائی جاتی اور اِس مقام پر
جو کچھ کہ قابل دانست ناظرین تاریخ چین کے سمجھا قلم زد ہوا ✤ فرنگستان کی کئی زبانون مین چا کو اندک
تغیر و تبدل کے ساتھ ٹی کہتے ہین لیکن تحقیق لفظ ختا مین چاے ہے اور چونکہ سمندر کے کنارہ کے
بعض پرگنون مین لوگ خطاً چا کو ٹا کہتے ہین اور صرف اونہین سے پہلے پہلے فرنگیون سے راہ رہی
اِس لحاظ سے غلط لفظ پہلے سننے مین آئی اور بلاد فرنگ مین مشہور ہوا غرض چاے کا درخت کچھ
مخصوص اقلیم چین مین نہین خلق کیا گیا اور جزیرہ جاپان اور جاوا اور ماچین اور کشمیر اور امریکا
اور رسانگ اور کامرو و آشام مین بھی میسر ہوتی ہے اور سیاہ سبز چاے جو مشہور ہین کچھ دو قسم
کے درخت سے حاصل نہین اور صرف خاصیت سرزمین اور تراکیب چننے اور خشک کرنے سے
فرق ہوتا ہے الغرض کنکریلی زمین مین اور دامن کوہ اور پہاڑتلی مین اول قسم کی چاے پیدا ہوتی ہے
اور دوسری قسم ریتی مین ہوتی ہے اور سب سے بری قسم زرد یا مائل بزردی مٹی مین ملتی ہے اور ایک
خاصیت اور چاے کے درخت کی ہے کہ جہان لگایا جاے شرط ہے کہ دکھن کی ہوا کی رکاوٹ
نہو ورنہ درخت مرجاتا ہے اور بعد تین برس بونے کے جب تین ساڑہے تین ہاتھ بلند ہوتا اوسوقت
پتی قابل توڑنے کے ہوتی ہے اور مثل مہدی کے یہ پتی ہمیشہ سبز اور شکل بھی ویسی رکھتی ہے اور
درخت بھی ہو بہو اوسی انداز پر ہے ✤ ختائی چا کی کئی تقسیم کرتے لیکن چار قسمین اصل مین ہین اور
صوبہ کیانگ نان مین ایک پہاڑ سانگ لو کہلاتا اور اوسکے اوپر اور اوسکی چارون طرف وہ قسم کی
چاے پیدا ہوتی جو سانگ لو چا کہلاتی اور ہر جگہ بسبب سبزی پتیا مشہور بسبز چاے ہے اور صرف

اور جب بالکل نمی باقی نہین رہتی بورون مین بند کرکے رکھہ دیتے اور ایک برس تک نہ بیچتے نہ استعمال کرتے کیونکہ جب تک چاسال خوردہ نہین ہوتی منشی رہتی اور غنودگی پیدا کرتی ہے ✤ جسطرحسے انگریز چاے کو گرم پانی مین بھگاتی ویسا ہی ختائی کرتے لیکن ہے دودہ اور میٹھے کے پیتے ہین ✤ متعدد قلعہ اس صوبہ مین ہین اور پچیس شہر اور نوے لاکھہ باشندے اور فغفور کے خزانہ مین بعد وضع خرچ نظامت و دیوانی تین لاکھہ ترانوے ہزار نوسو چوراسی روپیہ کمپنی بابت ارتفاع زمین اور تینتیس ہزار آٹھہ سو بتیس روپیہ بابت فروخت نمک اور انچاس ہزار دوسو اڑتالیس روپیہ بابت محصول اجناس تجارت سالانہ داخل ہوتا ہے فقط

خاتمۂ دفتر اول

حالانکہ صوبجات ختا کے انفاس جمادی و نباتی و حیوانی کا حال بالاجمال معرض تحریر مین آیا ہے لیکن چند عجائبات و غرائبات قسم نبات اور جماد سے ایسے ہین کہ اونکا حال للکھنا ضرور متصور ہوا تا کہ کوئی نکتہ ارباب تاریخ کے ملاحظہ سے نچہوٹے اور بندے کو داد تاریخ نویسی کی ملے الغرض ایک درخت عجیب و غریب ختائی زبان مین چربی کا درخت کہلاتا ہے حقیقت کہ اوسکے پھل کے اندر سے جو کٹھلی نکلتی اوسپر گودا بعینہ چربی کی رنگت کا ہوتا اور بو باس وغیرہ خاصیت مین بھی وہی نسبت پائی جاتی ہے ختائی اوسے نکال کر تیسی کے تیل کے ساتھ آمیز کرکے سانچے مین ڈہال لیتے اور بتیان بناتے ہین یہ درخت قد مین مثل درخت شاہ دانہ کے ہے شاخین اوسکی ٹیڑہی ٹیڑہی ہوتی ہین اور پتے لشکل دل نہایت سرخ ہوتے ہین اگر ختائی چربی صاف کرنے کی ترکیب جانتے جو انگریزون مین ہے تو اوسیطرحسے اوسکو صاف کرتے یقین ہے کہ مثل انگلستان کی چربی کی بتی کے اسکی بتی بنتی ✤ **شعر** صورت بلور ہوتی صاف یہ ✤ اور جلتی بھی بہت شفاف یہ ✤ اقلیم ختا سے ایک روغن آتا جس سے لکڑی اور چمڑے کو جلا دیتے ہین اور اوس قسم روغن کو انگریز اور ہندوستانی جاپان کہتے ہین بہت دن تک ہر جگہ یہ بات مشہور تھی کہ ختائی اوس روغن کو ایک نسخۂ خاص سے بناتے اور اوسکی کیفیت و ماہیت سے کسیکو آگاہ نہین کرتے تھے لیکن آخر سبکو معلوم ہوا کہ مثل گوند کے یہ روغن ایک قسم کے درخت سے جو سوا ہے

چین کے کہین پیدا نہین ہوتا نکلتا ہے یہ درخت خطائی زبان مین سی جو کہلاتا ہے اور کبھی
پھولتا نہ پھلتا ہے اور دس بارہ ہاتھ بلند اور ڈیڑھ دو ہاتھ چوڑا ہوتا ہے اسے گرمی کے دن مین
پاچھتے ہین جیسا کہ تاڑ کے درخت کو تراش کے بڑی بڑی کونڈیان لگا دیتے ہین اور اوس سے تمام
رات عرق ٹپکتا ہے اوسی طرح یہ بھی ہوتا ہے اور شب بھر مین ہزار درخت سے تخمینا دس سیر
روغن نکلتا ہے اور جسوقت کہ یہ چوتا ہے ایسا تیز و تند ہوتا کہ اگر بدن مین لگ جاوے تو سارا
جسم پھول کر مثل کوزہ کے پھٹ جاوے لیکن چوانے والے یہ ترکیب کرتے ہین کہ کئی درختون
کی چھال جوش دیکے اوسمین نہاتے اور سور کی چربی کا ایک روغن تمام جسم مین ملتے ہین اور
ہاتھون مین دستانے اور پاؤن مین موزے چمڑے کے چڑھا لیتے ہین گویا تمام جسم مین چمڑے
کی پوشاک پہنتے ہین اور منہ پر ایک چمڑے کا نقاب ڈال کے صرف دو سوراخ آنکھ کے جا رکھتے ہین باوجود
اس حفاظت کے بے پیٹ بھر غذا کھائے درخت کے قریب نہین جاتے کیونکہ نہار منہ تاثیرات
ہر چیز کے خلو معدہ کے باعث جلد اثر کرتے ہین اسی لیے حکیمون نے حکم دیا ہے کہ کوئی مریض کے
پاس یا کسی عفونت کی جگہ بے غذا کھائے جانا مناسب نہین القصہ جب ایام اس روغن کے
بہنے کا ہو جاتا تو سوداگر سب چھان کر چھوٹے چھوٹے پیپون مین بھر کے بیچتے اور یہ وہی روغن
ہے جو خطائی میز اور کرسی اور کھلونے اور ٹوکری وغیرہ مین لگا رہتا ہے اور مثل آئینہ کے ہمیشہ
چمکتا رہتا ہے * کافور کا درخت بھی خاص اقلیم خطا کے لئے خلق ہے سو سوا سو ہاتھ بلند ہوتا ہے
اور بعضے کی جڑ اسقدر موٹی ہوتی ہے کہ بیس آدمی کے گھیرے مین نہین آسکتی ہے اور جب پرانا ہو جاتا ہے
شب کو خود بخود اوس سے آگ کے شعلے نکلتے ہین لیکن اون مین طاقت جلانے کی نہین ہوتی ہے
* اس درخت کی نرم نرم ڈالیان خطائی کاٹ لاتے اور اونکے نہایت چھوٹے ٹکڑے کر کے تین
شبانہ روز ٹھنڈے پانی مین بھگوتے ہین جب وہ خوب بھیگتے تو ایک دیگ مین سبکو ڈال کے
جوش دیتے ہین اور جب تک کھولتا رہتا ایک شخص بید مجنون کی ڈالی سے ہلاتا رہتا ہے اور
جب معلوم ہوتا کہ اوس ڈالی مین کافور کی ڈالیونکا رس مثل پالے کے جم گیا اوسوقت تمام عرق کو

چھان لیتے اور سفل پھینک دیتے ہین اور اوس عرق کو مٹی کے ایک باسن مین جسمین پہی روغن جسکا
ذکر ہوا لگا رہنا رکھتے ہین اور شب بھر مین یہ بالکل جم جاتا ہے غرض جب اِس کافور کو زیادہ خالص
کیا چاہتے تو پُرانی دیوار کی مٹی سفوف کر کے تانبے کے باسن مین ایک تہ رکھتے اور اوسکے اوپر ایک
تہ کافور کی جماتے ہین اور پھر اوسکے اوپر مٹی کی تہ دیتے اور اسیطرح سے ایک تہ کافور اور ایک تہ مٹی
سجا کر سب کے اوپر ایک درخت جو پو ہو کہلاتا اوسکے پتون سے ڈھانپ دیتے ہین اور اوپر سے تانبے
کی رکابی دیکر منہ کو ایک قسم کی گیرو مٹی سے بند کر دیتے ہین اور آگ پر دوبارہ دھیمی آنچ دیکے بعد
چند گھنٹہ کے اوس دیکچی کو ٹھنڈی جگہ مین رکھ دیتے ہین دوسرے روز جب سرپوش اوٹھاتے ہین
جوہر کافور کو جما ہوا پاتے ہین اور اگر زیادہ خالص کرنیکی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو اِس جوہر کو اوسی طرح سے مٹی کے
ساتھ تہ بہ تہ جما کے چلاتے ہین اور وہ غلط جو لوگ کہتے کہ کافور گوند کی طرح چوتا ہے + حالانکہ یہ مقام نہین
ہے کہ جن سینگ کی جڑ کا بیان ہو کیونکہ ملک تاتار مین اسکی پیدایش ہے یہان پر خاص ملک ختا کا احوال تحریر
ہوتا ہے لیکن یہ چیز اسقدر طرفہ تر ہے کہ اوسکی تعریف چین کے عجائبات انفاس جمادی و نباتی کے شامل کرنی
نامناسب متصور نہوئی اطبائے ختا نے وجد کر کے دفتر کا دفتر اِس جڑی کی تعریف مین لکھا ہے اور خواص
اکسیر اعظم کا بیان کیا ہے اور بعض پادریون نے جو اوسکا امتحان کیا تو دیکھا کہ حقیقت مین بجا کہا
جو کچھ اسکی صفت مین لکھا ہے اور اس تعریف کا لبّ لباب مطلب بندے نے یہ نکال لیا کہ اسکے
استعمال سے پیر نود سالہ کو شروع شباب کی طاقت اور فرحت طبیعت اور قوت ہضم اور ہر طرح کی
کیفیت جو اوس سن سے متعلق ہے حاصل ہوتی ہے اور اسی جڑی کی فروخت سے فغفور کو محاصل
کثیر ہے کیونکہ اسقدر گران بہا ہے کہ آدہی چھٹانک جڑی پاؤ بھر چاندی کو بکتی ہے اور وہ بھی عمدہ
قسم کی نہین ہوتی اور صرف فغفور کے خرچ خاص کے لیے جو بہتر ملتی رکھی جاتی ہے + ولایت
امرکا جسے نئی دنیا کہتے ہین وہان کے ایک ملک مین ایک پادری نے اوسی جڑی کو بہت تلاش
سے نکالا اور خواص اوسکا ویسا ہی پایا جو ترکستان کی جن سینگ کا سُنے مین آیا ہے اسکی
جڑ سپید اور کھر کھری اور پتہ نہایت ملائم اور گول برنگ خون ہوتا ہے اور اوسمین سے کئی ڈالیان

نکلتی ہین اور ہر ایک مین پانچ پانچ پتیان نہایت رگدار اوپر سبز اور نیچے دہانی رنگ کی ہوتی ہین یہ درخت کوئی ہاتھ بھر اونچا ہوتا ہے اور باوجودیکہ تخم بھی اسکے پھل سے نکلتا ہے لیکن بونے سے نہین ہوتا اور ازخود ہر سال پیدا ہوتا اور خشک ہوجاتا ہے لیکن جڑ قائم رہتی ہے اور ہر سال نئی شاخین پیدا ہوتی رہین وجس طبقے مین اسکی پیدایش ہے کوہستان وصحرا وبیابان ہے اور اس جڑی کی گویا خاصیت ہے کہ جہان قدم انسان نہ پونہچ سکے وہین پر پیدا ہوتی اور اکثر جوف پہاڑ مین جہان تپش آفتاب نہین جاتی وہین پر ملتی ہے فغفور کی طرف سے دس ہزار فوج ہر سال چھہ مہینے جنگلون مین اس جڑی کے جمع کرنے کے لیے متعین رہتی ہے اگرچہ افراط سے تاتار مین ملتی لیکن ہمیشہ سونے کے مولون بکتی ہے + ایک قسم کا پتھر چین مین ہوتا جس سے ایک صدائے خوش مثل رباب کے نکلتی ہے اور ختائی اوسکا ایک باجا بناتے ہین اور اکثر یہ پہاڑ کی ندیون مین ملتا ختائی زبان مین یو کہلاتا ہے اور اسقدر وزنی ہوتا کہ ایک ٹکڑا جو لڑکے کے اوٹھانے کے قابل معلوم ہوتا ہے اوسے چار جوان نہین اوٹھا سکتے اسکی کئی قسمین ہین کوئی سیاہ کوئی زرد کوئی نیلگون کوئی دہانی کوئی نافرمانی کوئی نہایت ملائم اور کوئی اسقدر سخت ہوتا ہے کہ لوہے کی دہار اوسکے کاٹنے سے مڑجاتی ہے غرض جو پتھر سونے کے رنگ کا ہوتا ہے اور سپرزدونے سے آواز جہانجہ کی نکلتی اوصوبہ ین نان مین بہتر قسم اس پتھر کی ملتی ہے اور بہت قیمتی ہوتی ہے + ایک شجر قسم صنوبر سے لوپیاسا نگ کہلاتا ہے اور دیوار ختا کے اوس طرف پیدا ہوتا ہے اسمین کئی باتین عجیب وغریب ہین یعنے موسم خزان مین اسکی سب پتیان گرپڑتین اور اوسکی لکڑی نہایت سخت ہوتی ہے اور رس اوسکا زہر قاتل ہے اور اوسکی جڑ کو اگر کاٹ کے پانی مین ڈال دیجیے تو فوراً پتھر ہوجاتی ہے حالانکہ صورت تبدیل نہین ہوتی لیکن مثل سنگ کے وزنی ہوجاتی ہے چنانچہ ختائی لوہار و سونار آلات کو اوسی پر تیز کرتے ہین اور یہ سننے مین آیا ہے کہ کسی پتھر کی سلی پر ہتھیار کو اسقدر تیزی نہین ہوتی ہے +

دفتر اول تمام شد

دفتر دوم جلد اول تاریخ ممالک چین

دفتر دومین تاریخ چین

باب اول

فغفور کے دستور العمل کا بیان

جس شخص کی یہ حشمت وجلالت ہو کہ کرورہا خلقت اوسکی تابعدار اور سلاطین عالی وقار اوسکے
باجگذار اور امراسے ذی اقتدار فرمان بردار ہووین اگر ایسا شخص ظلم پر کمر باندھے اور اپنی
رعیت کی بہتری نہ سمجھے تو بجز خدا تیعالے کے کون بازپرس کرسکتا ہے لیکن باوجود اس سطوت
وشوکت اور دولت وقوت کے فغفور ختا اپنے تئین قبلہ گاہ رعایا اور برایا کا سمجھتا ہے اور
اونکے آرام اور چین کو اپنی سعادت جانتا اور اونکے دکھہ کو اپنے نامۂ اعمال مین گناہ کبیرہ کے
ذیل مین داخل کرتا ہے اور اوسکی دلیل یہی ہے کہ ایام قحط ووبا وخشک سالی یا اور قسم کی
بدحالی مین فغفور لباس ماتمی پہنتا اور گریہ وزاری وگریبان چاک کرنا اور سر پر خاک ڈالنا اختیار
کرتا ہے اور بآواز دردناک رو رو کر جناب باری مین عرض کرتا ہے کہ اے خداوند کریم تو نے
میرے گناہون کے باعث سے اپنی خلائق پر غضب نازل کیا اور میرے عوض اونسے انتقام
لیا اب جسکا قصور ہے اوسیکو سزا دے اور اونہین رہائی بخش مجھہ سے سمجھہ لے واللہ اعلم
بالصواب ختا کی تاریخون مین خبر ہے کہ اسیطرح فغفورون نے اکثر جناب احدیت مین صدق
دل سے التجا کی اور اونکی دعا مقبول ہوئی * ختا مین والدین کی بزرگی کو بعد خدا کے خوب جانتے
ہین اسی سبب سے دستور اوس ملک کا ہے کہ فغفور کو لوگ سجدہ کرتے کیونکہ قبلۂ عالم اور افضل بنی آدم

اور نائب پروردگار قرار دیتے ہین اور جبکہ مرتبہ اوسکا یہ ہو تو اونکی رضامندی اور خرسندی سے کچھ چارہ نہین غرض ایک عہدہ احتساب کا ہے کہ اوس منصب پر کتنے علما اخیار زمانے کے مقرر ہین اور کام اونکا یہ ہے کہ فغفور سے جو حرکت برخلاف دستور اور انصاف کے سرزد ہوتی ہے تو وہ ٹوک دیتے ہین اور اوسکو اوس حرکت سے باز رکھتے اور کبھی ایسا ہی اتفاق ہو جاتا ہے کہ لالچ اور خوش آمد سے اغماض کر کے فسق و فجور سے مانع نہین ہوتے ہین لیکن اکثر تو نہین ہوتا ہے کہ اپنی جان پر کھیل کے فغفور کو اوس خواب غفلت سے بیدار کرتے ہین اور اوسکی سطوت و جلادت پر نگاہ نہین کرتے لیکن اس باعث سے فغفور کی خودمختاری مین کچھ فرق نہین ہوتا اس سبب سے کہ وہ اپنی ساری رعیت کی جان اور مال کا مختار ہے + باوجود اس قدرت کے مملکت ختا مین بہ نسبت اور ملکون کے گنتی کے کئی بادشاہ خونخوار مردم آزار ہوئے ہین والا سب ایک سے ایک ایسے عدالت کر گئے ہین کہ جریدۂ روزگار پر اونکی مدح لکھی ہوئی قیامت تک رہیگی اس بیان سے حقیر کی یہ غرض نہین کہ دنیا مین ختا کے بادشاہ بیخطا اور بے مثل ہوتے ہین اور اپنی رعیت کے حق مین کبھی بدی نہین کرتے اگر بیان واقعی چھوڑ کر عاصی اسطرح پر مبالغہ کرے تو سخت گنہگار ہووے اور حکمت کے پایہ سے گذر جائے اور فضولی و لغو کا گمان اپنے اوپر لازم کرے کیونکہ بالذات انسان کی طبیعت رذائل کیطرف زیادہ تر مائل ہے اور کسب فضائل بہت سی ریاضت اور انواع محنت و مشقت کرنے سے حاصل ہوتا ہے القصہ فغفور سب جو اکثر نیک ہوے ہین تو اس سبب سے نہین کہ ولی تھے اور ہوا و حرص اونمین نہ تھی کیونکہ نوع انسان طبعاً طرف بدی کے مائل اور رجوع ہے اور دولت بہرطور ممد و مددگار اجناس رذائل کی ہوتی ہے غرض باوجود ان باتون کے بادشاہان ختا جو ممدوح تھے شاید اس باعث سے جو مقتضائے قیاس راقم ہے کہ ختا مین جہان تک مال اور اسباب اور زمین جو کچھ کہ قسم منقولات یا غیر منقولات سے ہے سب رتی رتی فغفور کی ملک خاص سے متعلق ہے اور جس شخص کے قبض و تصرف مین جو چیز ہے صرف اونکی عنایت اور شفقت سے ہے والا سوا فغفور کے سب محتاج ہین ظاہر اسی سبب سے ہے کہ کسی پر زیادتی نہین ہوتی اور قیاس

مؤلف کی یہ دلیل ہے کہ جسوقت قبلاخان سردار مغلیہ تاتار جو اوائل مین مالک تخت اور تاج ختا
کا ہوا تھا اوسنے واسطے موقوف ہونے قمار بازی کے یہ فرمان صادر کیا کہ ہم شمشیر کے زور سے اپنے
ملک پر قابض اور متصرف ہوئے ہین اسوجہ سے کسی شخصکو کسیطرحکی چیز مین ملکیت خاص نہین ہے
لہذا تم لوگ جو قمار بازی کرتے ہو تو ہماری جایداد کو خطرہ مین ڈالتے ہو ۔ سواے اس نکتے کے
دوسری وجہ قیاس مین راقم کے یہ ہے کہ فغفوران ختا کی نیک نہادی اور خوش اطواری نتیجہ اوس
تربیت کا ہے کہ اعلی سے ادنی تک کو اوس مملکت باصفت مین حاصل ہے علم کی قدر اور حکمت پر
عمل کرنا فاضل کو مرتبہ بلند دینا اور حکیم کی صحبت کو پسند کرنا نیک اطوار کو عالی مقدار بنانا اور بدنہاد
کو ذلیل اور خوار کرنا ختا کے دستور مین اس جہت سے ہمیشہ مرد باخدا سبب فغفور ہین ۔ اور تیسری
وجہ عقل ناقص کو شہنشاہون کی نیک اطواری کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ فغفور اپنے ولیعہد مقرر کرنے
مین اقتدار اختیار رکھتا ہے کہ اگر کسی غیر کو چاہے تو وارث تخت و تاج کا بناوے اور اپنے بیٹون
کو محروم رکھے اور اپنی اولاد سے جسکو قابل ریاست کے سمجھے اوسکو ولیعہدی سے سرفراز کرے
اور اوسکی نظیرین جلد دوم کی دفتر اول مین ناظرین تاریخ چین کی خدمت پیش کی جائینگی اور اوس
دستور پر قاعدہ یہ ہے کہ بجز بادشاہ اور وزیر اعظم کے دوسرے کو ظاہر نہین ہوتا کہ ولیعہد کون
مقرر ہوا اور اسی باعث سے ولیعہد کو حشمت کا غرور اور امید سلطنت کا سرور عقل کو زائل اور
طبیعت کو طرف بدی کے مائل نہین کرتا ہے اور ہر ملک کی تاریخ مین دلیلین ہین کہ شاہان نیک کردار
اکثر وہی ہوے کہ جنکو سلطنت دفعۃً بغیر چشمداشت کے حاصل ہوئی اور چونکہ غربا اور رعایا کے
غم اور شادی کا حال اونکے تجربے مین آیا اس لحاظ سے اون باتون کا خیال ایسے بادشاہان
فرخ فال کو ہمیشہ رہا الغرض جب اسی دفتر مین تینون قسم کی حکمت یعنے تہذیب نفس اور تدبیر منزل
اور سیاست مدن کا بیان جسطور سے کہ اہل ختا کا معمول ہے کیا جایگا تب دیدۂ نکتہ بین کو
فغفوران چین کی عدالت اور مروت کا سبب خود بخود دکھائی دیگا ۔ ہر ملک مین گھرانے امیرون
کے علاوہ بادشاہ کے ہین اور اپنی اپنی جایداد کے وے خود مالک و مختار ہین اسواسطے ایسا

اکثر ہوا ہے کہ جب انھون نے اپنی دولت کی ترقی دیکھی بادشاہ کے تخت وتاج پر آنکھہ ڈالی اور
بادشاہ نے اونکی تونگری اور دولت کا حال سنکر حسرت کی آہ بھری اور رفتہ رفتہ مخالفت ظاہر
ہوئی تب دونون سے ایک کو تباہی آئی اگر اقبال موافق رہا بادشاہ نے اوسکے گھر کو بالکل ویران
کیا اور اگر اقبال نے اونکی یاوری نکی اور امیر غالب رہا تو تخت اولٹ گیا اور بادشاہ کے خانوادہ سے
ریاست منتقل ہوئی اور اوس امیر کے یہان جا پہنچی پر انقلاب روزگار اور ملکون مین زیادہ لیکن چینا مین
کم ہوتا ہے کیونکہ موروثی امیر کوئی نہین ہے اور فغفور کے خاندان سے جو لوگ مستحق تخت کے ہوسکتے
ہین اونکی عزت اور تعظیم اور تواضع بہت کیجاتی ہے لیکن زر جو کہ امور دنیوی مین ویسا رتبہ رکھتا جیسا
جان قالب انسان مین وہ اونکے پاس نہین ہوتا اور فغفور سے اونکو خورد و پوش کے واسطے بقدر عزت
اور مرتبہ کے سالانہ مقرر ہوتا ہے لیکن اتنا نہین کہ ہمارے ہمت کے شہپر مین زور ہو جو بلند پروازی
کرے اور خواہش نشست تخت کی پیدا ہووے بعد اونکے اعیان بارگاہ اور امراے عظام کہ محاورہ
فرنگستان مین ماندرین کہلاتے ہین اور بڑے بڑے رتبون کو پہنچتے ہین لیکن اون مین سے موروثی امیر
کوئی نہین کہ علاقات اونکے ہون یا باپ دادے کی پونجی کے بھل کو دبھاند کرین کیونکہ دستور چینا مین
ہے کہ باپ کا عہدہ یا منصب بیٹے کو ہرگز نہین ملتا اگر باپ کی سی لیاقت اور اعتبار اوسنے بہم نہ پہنچایا
او سپر بھی مشکل ہے کہ باپ کے بعد بیٹے کو وہی عہدہ ملے پس جبکہ بیٹے تک باپ کی حکومت نہین آئی
تو اگر باپ نے بھی کچھ مایہ حاصل کیا ہو تو بیٹے کو اوس سے اتنا ہی فائدہ ہوا کہ گوشہ مین بیٹھہ کر آرام سے
زندگی کاٹی اور اگر تیسری پشت مین کچھ بچی بچائی دولت رہ گئی چوتھی پشت تک خیر صلاح ہے کیونکہ
بقول شخصے آدمی بیٹھے بیٹھے سونے کی دیوار کھاجاتا ہے اور اول ہی پشت مین ایسی جایداد کم حاصل
ہوتی ہے کہ ہمیشہ کو کفاف کرے اور جب کوئی امیر کسی عہدہ پر بحال ہوتا ہے تو کتنے دنونکے بعد کہ
اوسکی ایک مدت مقرر ہے وہ امیر منصب دار حسب الطلب حضور مین حاضر ہوتا ہے اور ایک ایک ٹکے
کا محاسبہ اوس سے لیا جاتا ہے علاوہ اس تاکید شدید کے جس امیر کے سپرد کچھ فوج ہے سپاہ کی تنخواہ
دینی اوس سے متعلق نہین اور جسکے ہاتھ سے تنخواہ بٹتی ہے اوسکا اختیار ایک نفر سپاہ پر نہین ہوتا جہان

استقدر ہوشیاری سے ہے وہان اوسکے سننے کی کون سی جگہ مل سکتی ہے ❊ فیلسوف اعظم کنگ فوسی کی عقل
کی اگر کوئی دوسری دلیل نہوتی تو اسی بات سے جریدۂ عالم پر نام اوسکا سر دفتر حکما لکھا جاتا کہ ختائیون
کا پیشواے مذہب فغفور ہے چونکہ دین و دنیا دونون اوسکے ہاتھ سپرد کیا اور خطاب شنیک چو یعنے
خداوند مقدس اور ٹنیگ زی یعنے پسر پروردگار کا دیا ہے ❊ برس مین کئی دن مقرر ہین کہ فغفور پیشواے
دین کی پوشاک گلے ڈال کر نہایت حشمت اور جلال کے ساتھ بڑے بتخانے مین جاکر پوجا کرتا ہے
سواے ان دنون کے قحط اور خشک سالی اور وبا کے ایّام مین فغفور اوسی طور سے بتخانے مین جاکر
اپنی ساری رعیت کیطرف سے ایلچی ہوکر معروض حال کرتا ہے اور مناجات و گریہ وزاری سے
سبکے لیے رہائی مانگتا ہے فغفور جب دربار عام کرتا لباس زرد پہنتا ہے کیونکہ بقول ختائیون کے
آفتاب فلک کا لباس زرد ہے اس لیے آفتاب زمین یعنے فغفور کو بھی وہی رنگ زیب ہے جسوقت
موسم بہار مین فغفور ایک تاریخ معینہ کو محل سے ساتھ تکلف اور حشم کے برآمد ہوتا ہے اور کھیت مین
جاکر اپنے ہاتھ سے ہل تھام کے زمین جوتتا ہے اوسوقت دیکھنے والے کا دل وجد کرتا ہے اور
بے اختیار درود پڑہتا ہے کہ دنیا مین کشتکاری سے کوئی چیز قدیم تر اور فاضل تر نہین ہے کیونکہ
ایسا عالی مقدار شہنشاہ روزگار اوسکی ایسی قدر کرتا ہے یہ احوال تفصیلاً آگے چل کے کھلیگا انشاء
اللہ تعالےٰ فغفور کے برابر کوئی بادشاہ مخیر اور رعایا پرور نہین اور قبلۂ عالم کا خطاب اوسکو زیب
دیتا ہے چنانچہ راقم نے پہلے دفتر مین بیان کیا ہے کہ قحط مین پرگنۂ آفت رسیدہ کا سارا خزانہ معاف
ہونیکے سوا سرکار سے روزانہ اناج بٹتا ہے اور جبتک تنگی رہے انبار خانے کا دروازہ کھلا رہتا ہے
غرض جبکہ اوسکا دستور العمل اسطور پر ہے تو رعایا خواہ نخواہ جان و دل سے ہمیشہ نیکخواہ اور فرمان بردار
رہتی ہے اسواسطے فغفور کی راے جسطور پر صادر ہوتی ہے رعیت کو سر آنکھون سے انکار نہین ہوتا ہے
مملکت ختا مین کسیکو قتل اور قصاص بحکم فغفور کے نہین ہوسکتا اور حالانکہ نظام ذی احتشام بہت مقرر
ہین اور ہر ایک اون مین سے اور ملکون کے بادشاہونکا ہمسر معلوم ہوتا ہے اور کروڑہا خلقت
تابعدار اور گنج بیشمار پر اختیار رکھتا ہے لیکن ادنیٰ سے شخصکو قتل نہین کرسکتا ❊ مملکت ختا مین سواے امیری

محتسبون کے ہر فاضل اور ہر عالم بلکہ ہر طالب العلم کو اختیار ہے کہ فغفور سے اگر کچھ بے دستور ظہور مین
آوے تو تنبیہ کرے اور جس حکم کو خلاف عدل سمجھے اوسپر اعتراض ساتھ وجوہات کے حضور مین پیش
کرے اور اپنی دانست مین جو کچھ کہ مناسب اوس امر کے عرض کرنا ہو سو عرض کرے اور اس دستور
کا سبب یہ ہے کہ ایسے احوال کی اخبار کہ جس سے پادشاہ کو اپنی حرکتون پر آگاہی ہو مثل فرنگستان کے
ختا مین معمول نہین لیکن یہ دستور کہ فغفور کو جو چاہے تنبیہ کرے خلائق کی خیر خواہی اور نیک اندیشی سے
ہے غرض بدی سے ٹوکنا اور نیکی کہانیکا سب کو اختیار ہے اور اوسپر عمل کرنیکا فغفور مختار ہے*

باب دوم

ختا کے امراے اہل قلم اور اونکے محکمات کے بیان مین

صد حیف کہ علم و فضل کی جو قدر فغفور کرتا ہے اوسکا نصف بھی اور ملکون کے پادشاہ یا امرا
نہین کرتے باوجود اسکے فغفور کو ناتراشیدہ جانتے ہین اور اپنے کو قابل اور کاملون کے قدر دانون
مین گنتے ہین* ازل سے ایک طور کی دشمنی دولت کو علم اور فضیلت سے ہے اور اوسکی وجہ کو
ایکروز کسی پنڈتون کی مجلس مین آتم سے ایک بزرگ نے پوچھا اوسوقت چونکہ علما شاستر کے
جمع تھے اونکی رعایت سے عاصی نے یہ جواب دیا کہ سبب عالم کے غریب ہونیکا شاید یہ ہے
کہ لچھمی اور سرستی دونون آپس مین سوتین ہین اور سوتون کی دشمنی مشہور ہے جسپر سرستی مہربان
ہوتی ہے اور اپنے خزانہ لازوال سے اوسکو علم او فضیلت عطا کرتی ہے اوس سے لچھمی ناراض
رہتی ہے اور اسیطرح سے جو شخص کہ لچھمی کا لاڈلا ہوتا ہے سرستی کو اوسے بغض رہتا ہے* اس
بات کو اہل انجمن نے پسند فرمایا اور خوشی سے تبسم کرکے راستی سخن پر سبکا چہرہ بشاش ہوا الغرض
اوس جا پر اگر قوانین ختا سے کوئی آگاہ ہوتا تو بندے کے قول پر اعتراض کرتا کیونکہ اوس مملکت پر حکمت
مین سواے فاضل کے دوسرے کسی کو عہدۂ سرکاری نہین تفویض ہوتا پس مملکت ختا مین قول حافظ بھی
شعر ابلہان را ہمہ شربت زگلاب وقند ست * قوت دانا ہمہ از خون جگر مے بینم * صادق نہین ہوتا
کیونکہ ختا مین جتنے سرکاری عہدے دیوانی اور جنگی ہین سوا فاضلون کے کسیکو نہین ملتے اور

ہر صوبے مین ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار اور بعضے مین قریب اڑہائی ہزار طالب العلم کے نام لکھے
ہوتے ہین جو سال بسال فضیلت کے درجون مین ترقی کرتے اور قابل عہدہ داری کے سمجھے جاتے ہین
طالب العلمی کے درجے سے کسی شخص نے جو تحصیل سے فراغت پائی تو مولوی کے رتبے کو پہنچا اور
کیوگین کہلایا بعد اوسکے جب ریاضت شاقہ کرکے کئی برس کے بعد مولانا ہوا اور سن اسے خطاب ملا
تب وہ بڑے شہرونکا حاکم ہوسکتا ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد مولوی ہونیکے بعض کو خدمت
شہرون کی حاکمی کی ملتی ہے لیکن وہ شہر چھوٹے اور تیسرے درجے کے ہوتے ہین اور پہلے درجے کا
حاکم سوا سے مولانا کے کوئی نہین ہوتا ❊ جب کئی عہدے شہرون مین حاکمی کے خالی ہوتے ہین تب
فغفور اون شخصون کو طلب کرتا ہے جنہین خطاب مولانا کا ملا ہے اور خدمت سرکار مین بھی قدامت
کا پایہ ہے اور بزرگی و نیک کرداری اور فضیلت کا بھی مایہ ہے بعد اوسکے ایک ظرف مین کاغذ کے
چھوٹے چھوٹے ٹکڑون پہ نام ہر ایک شہر کا جہان خدمت خالی ہے لکھکر ڈال دیتا ہے وہ ظرف
اتنا اونچا رکھا رہتا ہے کہ اگر کوئی ہاتہ سر سے اوپر اوٹھاوے تو اوسمین پہنچے تب ہر ایک مولانا
جاکر اوسمین سے ایک ایک ٹکڑا کاغذ کا نکال لیتا ہے اور جسکے ہاتہ مین قضیۂ اتفاقی سے جو ٹکڑا
آجاتا ہے وہ اوسی شہر کا حاکم ہوتا ہے اس دستور کے جاری رہنے سے کسی طرح کا لگاؤ رشوت
یا پاس خاطر کا نہین ہوتا اور اپنے اپنے مقسوم کا بدا سب کو ملتا ہے ❊ ختا مین آٹھ درجے
ماندرین یعنے امرا کے ہین اون مین سے جو فاضل تبحر کا خطاب رکھتے ہین امورات دیوانی کے
متعلق ہوتے ہین اور پہلے درجے والے کولاؤ کہلاتے ہین اور اون مین جو سب سے دانا اور بینا و بزرگ
ہوتا اوسکو وزیر اعظم کا عہدہ ملتا ہے اور فغفور کا محرم راز ہوتا ہے اور اسی درجے کے فاضل
مشیر اور ظہیر مملکت و دار الامارۂ پیچین کے صدر محکمون کے حاکم اور فوج کے بڑے بڑے سردار
ہوتے ہین اور دوسرے درجے کے ماندرین سب صوبجات کے حکام اور ہر صوبے کے صدر محکمون
کے حاکم ہوتے ہین تیسرے درجے والے ماندرین فغفور کے حضور مین میر منشی ہوتے ہین اور چوتھے
درجے کے ماندرین کو ہر صوبے کے ڈاک خانے اور سرکاری بحر اور سرا سب کا علاقہ ہوتا ہے

لہ لفظ ماندرین انگریزی ہے بمعنی حکام اور امرا کے ۱۲

اور پانچوین درجے کے مانڈرین ہر صوبے کے فوج کی نگہبانی کرتے ہین اور درجہ ششم کے مانڈرین کو ہر صوبے کی شاہ راہون کی ساخت اور مرمت سپرد ہوتی ہے ساتوین درجے والے ہر صوبے کے دریاؤن کے باندہ اور پل بند ہوتے ہین اور آٹھوین درجے کے مانڈرین سب سمندر کے کنارون کے باندہ بند ہوتے اور سوداگرون کے جہازون سے محصول ادا کرتے ہین الغرض جہان تک کہ سرکاری عہدے مملکت ختا مین ہین سب پر سوا فاضلون کے کوئی بحال نہین ہوتا او جسقدر علم وفضل ودانائی مین ترقی کرتے ہین اور نیک اطواری کے ساتہ مشہور ہوتے ہین اوسیقدر فغفور کے دریاے فیض وقدردانی سے سیراب ہوتے ہین ✤ ایسے دستور کا کیا کہنا ہے اور جب تک جاری رہیگا ختا کی سلطنت کو قیام واستحکام ہو ویگا کیونکہ جب تمام مملکت کے حاکم وعالم سرکاری عہدون پر مقرر ہون اور ہر طرح سے اونکا فائدہ فرمان بردار وجان نثار رہنے مین متصور ہو تو باغی کیونکر ہون اور خوف سلطنت کو رہا جب کہ ارباب فضل ودانش کو پریشانی رہی بقول مثل کے بہوکے بہلے آدمی سے ڈرنا چاہیے اور سلطنت مین رخنہ ڈالنے والے خواص ہوتے جو اپنے کو قابل جانتے اور محروم دیکہتے اور حاکم ملک اور امراکو بہانڈ بہگتیے کے قدردان پاتے ہین ✤ عوام الناس جاہل ہیشہ جو بجز کہانے اور سو رہنے کے کچہ فکر نہین رکہتے ہرگز بغاوت نہین کر سکتے ہین ✤

تیسرا باب

سرداران فوج کا احوال

جو طالب العلم کہ جوان وجیہ اور شہ زور ہوتا اوسکو سوا علوم کے سپاہ گری کے تمام فنون مین جب کامل ہوتا اور اون مین بہی تین درجے فضیلت کے طے کرتا تب فوج مین عمدہ ملتا ہے جسطرح سے فوج انگریزی مین سردارون کے درجے ہوتے اوسیطرح ختا مین بہی دستور ہے اور چونکہ اصلی ختائیون کو رغبت سپاہ گری کیطرف کم اور اہل تاتار کو زیادہ ہوتی ہے اس سبب جنگی مانڈرین یعنے سرداران فوج اکثر قوم تاتار سے ہین اور اصلی ختائی دیوانی مانڈرین زیادہ ہوتے ہین ✤ ختا کی سلطنت کو جس پہلو سے دیکہیے عقل سے سرتاپا آراستہ معلوم ہوتی ہے ہر پلٹن کے سپہ سالار کے شریک ایک مانڈرین دیوانی ہوتا ہے اور لڑائی کے حکم احکام اور تنخواہ کا دینا اوسی سے متعلق رہتا ہے

اور چونکہ اون دونون کا ایک ہو جانا اور فساد برپا کرنا ممکن ہے اس لحاظ سے دو مانڈرین مقرر رہتے ہین اور جب تک اون چار شخصون کی راے موافق نہین ہوتی کوئی بات وقوع مین نہین آتی اسکے سوا یہ سب مانڈرین ہر امر سنگین کو اوس محکمے کے حکم پر موقوف رکھتے ہین جو پین پو کہلاتا ہے اور وزارالامارت کے دیوانی محکمون مین پانچوان مرتبہ رکھتا ہے حالانکہ اس محکمے مین دیوانی مانڈرین بیٹھتے لیکن تمام مملکت کی فوج کے امورات کی تجویز وہی لوگ کرتے ہین اگرچہ بادی النظر مین یہ طریق خلاف رسم دنیوی کے معلوم ہوتا ہے کیونکہ اہل سیف کے معاملہ کو اہل قلم کا سمجھنا دشوار ہے لیکن اس بندوبست مین حکماے ختا نے عجب طرح سے عقل کو خرچ کیا ہے اور فتنہ کو بیدست وپا رکھا حالانکہ جنگی مانڈرین اور افسران خورد و کلان سب ملا کے ترانوے ہزار ہین اور دیوانی مانڈرین فقط نو ہزار ہین لیکن قدر و منزلت انہین سبھون کی زیادہ ہے کیونکہ ایک پیشہ عقل اور دوسرا پیشہ جہل ہے

چوتھا باب

افواج ختا کا بیان

طالب العلمی کے عہد مین جب راقم اگلی تاریخون سے قدیم پادشاہون کی کثرت فوج کا احوال دریافت کرتا تھا اور دارا و کیکاؤس اور بابل کے پادشاہون کی فوجونکا شمار سننے مین آتا تو بڑی حیرت ہوتی تھی کہ اسقدر سپاہ وے کہان سے جمع کرتے اور نبرد گاہ مین مقابل دشمن کے لاتے تھے اور چونکہ اونکے نام کے سوا کوئی دوسرا نشان پردۂ زمین پر باقی نہین ہے خیال ہوتا تھا کہ اونکے وقت کے مورخون نے خوش آمد اوڑہا وے کی راہ سے اپنی روایت مین مبالغہ کو دخل دیا ہے لیکن جب فغفور کی فوج پیادہ و سوار کا شمار راوی راست گو وصحیح البیان کے تذکرے سے معلوم ہوا اوسوقت کیانیون کی فوجونکا ہونا تصدیق ہوا اور تعجب نہ رہا کیونکہ دس لاکھ فوج پیادہ اور آٹھ لاکھ سوار فغفور کی سرکار مین آج کی تاریخ تک تنخواہ دار ہین غرض یہ سمجھنا چاہیے کہ جسطرح انگریزی فوج سوا جنگ اور حفاظت ملک کے دوسرا کام نہین کرتی اوسیطرح فغفور کی پلٹنین بھی مستعد بجنگ نہ بیٹھتی ہین کیونکہ جب سے کہ تاتار دوبارہ ختا مین آئے اور سر دلبر یا چونا تار کی قوم کا

اوس ملک کے تخت پر بیٹھا اور دیوار ختا کی دونون طرف کا ملک اوسکے ہاتھ آیا اوسوقت سے لڑائی بھڑائی
کا اتفاق کم ہوا ہے اور جب تک کہ اصلی ختائی اور تاتار کی قوم ایک نہین ہوئی تھی تب تک تاتار کی یورش
کے خوف سے فوجین ہر وقت تیار رہتی تھین چونکہ اب وہ بات مٹ گئی ہے نصف فوج سے
زیادہ تمام مملکت مین اسطرح پھیلی ہوئی ہے کہ جن پرگنون مین جن سپاہیون کے گھر ہین وہ وہین
کے تھانون مین اور دوسرے مقامون کی چوکی پہرے مین وے سب تعینات ہین اس طریق
سے اونھین بھی لڑکے بالے گھر دروازے کی قربت سے آرام ہے اور سرکار کا بھی کام بند نہین
رہتا اور حفاظت ملک کے لیے جتنے قلعہ ہین سب مین انہین فوجون کی بھرتی ہوتی ہے
لیکن تاتاری سپاہی بسبب یگانگی اور اعتماد کے خطرناک جگھون مین ہمیشہ متعین رہتے ہین
اور اصلی ختائی سے جو اہل سیف ہین اونہین کامون مین مقرر ہوتے ہین جنکا ذکر کیا گیا اور سوار
جو ہین وہ بھی علی ہذا القیاس اپنے پرگنون مین سرکار کی ڈاک لیجانے اور دوسرے کام کرنے مین
مقرر ہین یہ دو قسم اٹھارہ لاکھ فوج قلمبند درماہہ پاتی ہے لیکن انکے سوا بعض بعض صوبون مین
جہان کے باشندے قوی اور بہادر ہین وہان پر رعایا کو لاخراج زمین دی گئی ہے تاکہ ضرورت
کے وقت زراعت کو چھوڑ ہتھیار اوٹھا کے سرکار کی جان نثاری مین موجود ہووین حقیقتاً
کثرت سپاہ و رعیت کی حد شمار سے باہر ہے مگر پھر بھی کچھ نہین کیونکہ اصلی ختائی ایسے نامرد
اور کم ہمت ہوتے ہین کہ بیان نہین کیا جاتا اور اہل تاتار اگرچہ شجاعت و مردانگی مین اون سے
بہتر ہین لیکن جب سے کہ ملک ختا کا اونکے زیر حکم ہوا ہے تاثیر سے آب و ہوا کی اور معاشرت
و مصاحبت سے اہل ختا کی اونکی ذاتی جرأت مین کمی آگئی ہے مشہور ہے کہ صحبت اور عادت
اور تاثیرات آب و ہوا کو امکان ہے کہ فطرت اصلی مین فرق لاوے اور جبلت ذاتی مین
اختلال کلی ڈالے چنانچہ ضحاک تازی ملک الملوک نے مملکت ایران سے جسوقت گرشاسپ
نامے ایک سپہ سالار کو مہم ہندوستان مین گسیل کیا اسکے حق مین پادشاہ نے جو نصیحت
کی تھی استاد اسدی نے اوسکو نظم مین لکھا ہے اس جا پر آب و ہوا کی تاثیر اور تبدیل فطرت

اصلی تخص کے مادہ مین چند شعر اوسے لکھنا مناسب ہوا اور وہ یہ ہین + **اسدی گوید**
وصیت چنین کرد گرشاسپ را + کہ در ہند بدرود کن خواب را + نداری زخون سپاہان دریغ +
ہمی کار فرما درخشندہ تیغ + بخستین دہ انجام کار سترگ + بر ایشان چنان زن کہ بر گلہ گرگ +
نمانی دران بوم سالی تمام + کہ لشکر گران گیر دارنگ و نام + گرت بگذرد چار موسم دران + ز فرہنگ
و مردی نیابی نشان + القصہ اس جہت سے تاتاری سپاہ سے بھی واجبی واجبی امید بہادری
کی رکھنا چاہیے حالانکہ سپاہ گری کے سب فن دشمن شکن ہین یعنے تیر اندازی تلم بازی بھالا گھمانے
تلوار مارنے گولی لگانے مین خوب طاق اور مشاق ہین لیکن گرمی چوٹون کے آگے رن مین من
اونکا تن سے ہوا کیطرح سن سے نکل جاتا ہے اور اپنے گھوڑون کی دم دباتے چوتڑ دکھاتے
جنگلون کی طرف ہتّا ہو جاتے ہین مقام عبرت کا ہے کہ یہی تاتاری اولاد اونہین پادشاہون
کی ہین کہ جنھون نے اپنی ضرب شمشیر سے ستائیس پادشاہون کے تخت کو اولٹ دیا اور
ممالک ایران و توران و روم و مغرب و شام و مصر و عراق و عرب و عجم و مازندران و
کیلا ناتھہ و سروان ناتھہ و آذربایجان و فارس و خراسان و دشت قبچاق و خوارزم و ختن و
کابلستان و باختر اور زمین ہندوستان کے پادشاہ ہوئے تھے حق ہے کہ خداوند عالمیان
جب دولت و اقبال چھین لیتا ہے تب اپنی تمام نعمتین روحانی اور جسمانی سے محروم رکھتا ہے
چونکہ قدیم الایام سے ختا مین کسی غیر ملک کے لوگ آنے نہین پاتے کہ سب جگہ کی قلعہ بندی اور
راستہ گھاٹ دریافت کرین اور ملک بھی اسقدر وسیع ہے کہ اگر فغفور کی فوج کی مانند کسی اور
پادشاہ کی فوج کثیر ہوتی تو البتہ بعد فتحیابی کے ہر جگہ کی رعیت دبائی جا سکتی اور قابو مین رکھی
جا سکتی اور چونکہ بحر محیط چہہ صوبون کی حفاظت اسطرح کرتا کہ کوئی بڑا جہاز کنارے کے قریب
بسبب کم ہونے پانی کے آ نہین سکتا کہ فوج اور غلہ تری سے آوے اور پچھم کیطرف پر اسقدر
کوہستان بے پایان ہے کہ انسان کی کیا جرأت بلکہ حیوان کی کیا حقیقت ہے اوسکو طے کرے اسلیے
یہ دو طرف سے سرحد ختا کی حفاظت کے لیے اوس نگہبان حقیقی نے ایسا حصار پیدا کیا ہے

کہ اوس سے گذرنا دشوار ہے مگر ایک روس کا ملک کہ اوس طرف سے یورش ممکن ہے لیکن بقدر
وسیع بیابان و ریگستان فیما بین ختا و مملکت روس کے واقع ہے کہ لشکرکشی اودہر سے کرنا اور
رسد و پانی پہنچانا قریب القیاس نہین الغرض انہین کئی جہتون سے غنیم کا اول تو ختا مین جانا
دشوار سوا اسکے اگر پہنچا بھی تو تاخت و تاراج کرکے اپنے ملک مین پھر جانا شاید سہل ہووے
لیکن تمام ملک پر قابض و قادر ہو کر جمکے بیٹھہ جانا اشکال سے بلکہ محال سے ہے اس لیے
مملکت ختا کو دشمن کا خوف بہت کم ہے اور جب سے کہ تاتاریونکا دخل ہوا اور وے اصلی ختائیون
کے ساتھ مل گئے اور پشتین کی عداوت دور ہو کر مثل شیر و شکر کے اختلاط و ارتباط ہو گیا تب سے
اور بھی امن کی صورت پیدا ہوئی ورنہ فغفور کی فوج ایسی جرار و قہار نہین کہ فرنگستان کے کسی
ایک بادشاہ کا بادشاہ کے لشکر کا مقابلہ کرے + اکثرون کے علاوہ سپاہی جتنے ہین شہریون
کے شمول مین گنے جاتے ہین اور حکم ہے کہ جب سرکاری کام مین متعین ہووین تب ہی اپنے
ساز و سامان و ہتھیار کے ساتھ باہر نکلین ورنہ اور شہریون کیطرح بازارون مین پھرین + ان
پلٹنون کی وردی اکثر صوبون مین فرق ہے کہین نیلی کرتیون کے حاشیے سرخ اور کہین آبی
کرتیون کے حاشیے زرد + کہین ڈہیلی مہریون کے پاجامے اور کہین گھٹنے کے نیچے بہنے پاتابے
اور کہین جامون کا دستور ہے تیرانداز نیلے جامے پہنتے ہین اور کمر مین پرتلے جسکی دہنی طرف
بخلاف اور ملکون کے تلوار پڑی رہتی ہے سر پر موٹے چمڑے کے خود اور اوسپر سے لانبے
لانبے سرخ بالون کی چوٹی لٹکتی رہتی ہے اور طرفہ تر یہ ہے کہ کہین سپاہیون کے ہاتھون
مین ہتھیار کے ساتھ پنکھی بھی رہتی ہے اور حربے اونکے تیر و کمان و تلوار اور توڑے دار
بندوقین ہین توپین بہت ہین لیکن اونسے ایک گولہ زد پر بغیر نیاز زمانے کے نہین پہنچتا اور ہوا
شالک چھوڑنے کے خونریزی سے وہ بیچاریان باز رہتین ہین حالانکہ موجد باروت ختائی
ہین اور تخفگی باروت ختا کی ہر بلاد و اقلیم مین مشہور ہے چنانچہ شورا کثرت سے وہان پیدا ہوتا ہے
یہ خبر قدیم تاریخون سے ملتی ہے لیکن ختائیون نے ہمیشہ توپ و تفنگ کیطرف کم توجہی کی ہے

اگرچہ آتشبازی بنانے مین ایسی ایسی ایجادین اور تحفگیان نکالی ہین کہ اس فن کے کمال کا خاتمہ
اونہین پر ہو چکا ✤ سوارون کی ماہواری تنخواہ سات روپیہ سے کچھ زیادہ ہے اور پیادون کی
پانچ پانچ روپیہ اور سرکار سے آدہی تنخواہ کا چاول اور باقی روپیہ ملتا ہے سوارون کو سرکار سے
گھوڑے اور اونکی خوراک و پوشاک ملتی ہے اور دونون قسم کی فوج کے اسباب و آلات جنگ
اور سال مین ایک جوڑا وردی کی پوشاک کا سرکار سے عنایت ہوتا ہے ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

پانچوان باب

ختا کے صدر محکمون اور شاہنشاہی محتسبون کا بیان

دارالامارہ پیچین کے چھہ صدر محکمون مین فغفور کا دیوان عام سب پر حکم رکھتا ہے اس دیوان خانے
مین پایۂ تخت کے وزرا اور چھوٹون صدر محکمون کے حکام اعلی جمع ہوکے باہم مصلحت اور مشورہ
امور سنگین مین کرتے ہین اور فغفور اپنے خاصون سے ہمیشہ شورہ کرتا ہے ختا کے چھہ صدر محکمہ
لوپو کہلاتے ہین اور پہلے محکمے کے حکام سے جلیل القدر عہدون کے سرداروں کی بحالی اور برطرفی
متعلق ہے اس محکمے کے حکام کسی ناظم یا سردار کی نیک اطواری یا بداطواری کی کیفیت جس طور پر
فغفور کے حضور مین پیش کرتے ہین اوس شخص کے واسطے جزا سزا اوسی طور پر مقرر ہوتی ہے
اور اس محکمے کے تابع چار کچہریان ہین پہلی کچہری کے عملے اون فاضلون کی حیثیت و لیاقت
کا حال لکھتے ہین جو کہ درخواست سرکار کی نوکری کرنے کی رکھتے ہین دوسری کچہری کے عملے
اونہون سے نظام اور ماتحتون کے اطوار و کردار کا احوال استفسار کرکے لکھتے ہین اور
تیسری کچہری سے سب ماتحتون کو اپنے اپنے عہدے کی مہرین ملتی ہین اور جب صوبجات
سے اونکے کاغذات پہنچتے ہین مہرون کا مقابلہ اوسی محکمے مین ہوتا ہے اور جب راست سب
کلمہ کاست ٹھہرتے ہین صدر محکمے مین پیش کیے جاتے ہین اور چوتھی کچہری مین اون فاضلون کے
امتحان کی تھیلیان رہتی ہین جو دستور مقرری کے موافق امتحانون سے فراغت کرکے
ہمیشہ بار القاب ثانی کے ہوتے ہین غرض اون چار کچہریون کے کاغذات جمع ہوکر صدر محکمہ اولی

مین جاتے ہین اور وہان سے حکام تجویز کرکے فغفور کے حضور مین اطلاع کرتے ہین ✤ صدر محکمہ دوم ہو پو کہلاتا ہے اور فغفور کے مداخل اور مخارج کا حساب کتاب اس محکمے کے ذمے رہتا ہے اور سرداران جنگی اور دیوانی اور افواج وغیرہ کی تنخواہ یہین سے بٹتی ہے چونکہ انبارخانے وغیرہ یہین سے متعلق ہین اس لحاظ سے جتنے لوگ کہ پیدا ہوتے یا کہ مرجاتے اور کس مقام پر کسقدر مقیم ہین سبکی اسم نویسی کے کاغذ یہین داخل ہوتے ہین اور اس محکمے کے بھی تابع چار چھوٹی کچہریان ہین ✤ تیسرا صدر محکمہ لی پو یعنے فقہ اور تہذیب کا ہے آداب دین کے اور رسمین دنیا کی اسی محکمہ کے متعلق ہین اور یہان کے حکام کو یہی خیال ہر وقت رکھنا ہوتا ہے کہ جو کچھ حکیم کنگ فوزی فیلسوف اعظم نے مملکت ختا مین ہر امر کے قاعدے مقرر کیے ہین اون مین سر مو فرق نہونے پاوے ادنی رعیت سے تا بہ فغفور سب کی نشست و برخاست اور جس رتبے کا جو شخص ہووے اوسکے ساتھ ہر کسیکو اپنے مرتبے کے موافق جس آداب سے پیش آنا چاہیے سب کا دستور سکھلانا اونہین لوگون کا کام ہے اور غیر ملکون سے جو سفیر اور ایلچی کہ فغفور کے حضور مین آتے ہین اونکی خاطرداری اور رخصت کا سامان اسی محکمہ سے متعلق ہے اور چار چھوٹی کچہریان اسکے زیر حکم ہین ✤ چوتھا صدر محکمہ پیچین کا پین پو کہلاتا ہے اور بالکل فوج کی سپاہ اور سردارون کی بحالی اور برطرفی اور کوچ و مقام اور رسد اور سلاح خانہ وغیرہ سب اس محکمے کے تابع ہین لیکن افواج کی تنخواہ دوسرے محکمے ہو پو سے متعلق ہے اور چار کچہریان اس محکمے کے بھی تابع ہین پانچوان صدر محکمہ ہین پو کا صدر نظامت اور دیوانی عدالت ہے اور جہان تک چوری و سرزوری و داد و ستد کے مقدمات درپیش ہوتے ہین اسی جا پر فیصلہ پاتے ہین اور مثل دوسرے محکمون کے چار کچہریان اسکے بھی زیر حکم ہین ✤ چھٹوان صدر محکمہ کا ینو کا معمارخانہ سے متعلق ہے اور فغفور کے دولتخانے محل سرائین اور کل عمارات شاہی کی تعمیر و ترمیم اسی محکمہ کے تفویض ہے سوائے اسکے سرکار کے جہاز جنگی اور تجارتی کی ساخت اور مرمت اور اونکے ملاحون و ناخدایون کی بحالی برطرفی اور شاہراہون کی حفاظت اور خبرداری اور ریلون کی بندش اور تیاری اور جھیلون

تالابون کی پشتہ بندی سب اس محکمے کے ذمے ہے اور چار کچہریان اسکے بھی تابع ہین * جتنے محکمے چھوٹے بڑے مملکت ختا مین ہین سب حکام اور عملے نصف تاتاری اور نصف ختائی ہوتے ہین اور یہ بھی ایک بڑی وجہ ہے کہ فساد کو کوئی جگہ سر اوٹھانے کی وہان نہین ملتی اور دوسری وجہ اس سے بھی زیادہ تر قابل تعریف کے ہے کیونکہ اوس سبب سے فغفور کے ساتھ بد طینتی کرنی ہرگز ممکن نہین اور وہ وجہ یہ ہے کہ کسی بڑے کام کا برا ہونا صرف کسی ایک محکمے سے غیر ممکن فی المثل اشخاص فوج کی بحالی و برطرفی صدر محکمہ ولی کے چوتھے محکمہ مین پو سے متعلق ہے لیکن تنخواہ کی دادنی محکمہ ہو پو کے ذمے ہے اور خیمے و کشتیان و باربرداری کی گاڑیان اور بہت سی دوسری چیزین کہ جنکے بغیر فوج کثیر کو اپنی جگہ سے جنبش کرنی غیر ممکن ہے بالکل چھٹوین محکمے سے متعلق ہین * سوا اس دور اندیشی کے شہنشاہ کے محتسبونکا کیسا بڑا محکمہ ہے کہ خود فغفور کی نیک اور بد حرکتون کو ٹوک دینے کا اختیار رکھتا ہے اور اس محکمے کے متعلقین سے ایک ایک شخص ہر صدر محکمے کے حکام کے اجلاس و فرمان روائی کے وقت حاضر رہتا ہے اور چپکے بیٹھا ہوا اسکی سنتا اور دیکھتا رہتا ہے اور جہان کوئی ادنی سی حرکت خلاف داب و دستور قدیم کے نظر سے اوسکے گذری اور اوس شخص نے اوسکی نالش فغفور کے حضور مین پیش کی بعد تحقیق و تدارک کما حقہ کے مجرم کی موقوفی کا حکم حضور سے نکلتا ہے اور بڑی مشکل سے دوبارہ اوسکو خدمت سرکاری ملتی ہے الغرض جس جا پر اسقدر بند و بست ہے وہان کیا مجال کہ فتنہ دم مارے * محکمہ سنک جین فو کا ان چھون سے علیحدہ گنا جاتا ہے اسلیے اوسکی حکومت امورات سلطنت پر جاری نہین اور چونکہ شاہزادے او فغفور کے دوسرے اقربا اور تاتار کے امرا ان سب کے مقدمات اسی محکمہ سے متعلق ہین اسلیے اس محکمے کے حکام سب فغفور کے قرابت دار ہوتے ہین اور اس محکمے کے دفتر مین فغفور کے ہر اقربا کی پیدایش کا سال و ماہ رات و دن ساعت و گھڑی لکھی جاتی ہے اور اون لوگون مین سے جسکے حال پر فغفور کی عنایت یا غضب نازل ہوتا اوسکی کیفیت دفترون مین مندرج ہوتی ہے * ایک اور محکمہ ہے لی ین

یعنے تاریخ دانون اور تاریخ نویسون کا ہے اور یہ لوگ سلطنت کے وقائع نگار ہین اور شاہزادون
کی تعلیم و تربیت انہین سے متعلق ہوتی ہے اور یہ کیا اچھا دستور ہے اور کتنی بڑی عقل کی
دلیل ہے کہ تاریخ دانون کو بادشاہزادون کی تربیت سپرد ہوتی ہے کیونکہ ہر وقت اونکے کانون
مین صدا پڑی رہتی ہے کہ فلانے پادشاہ نے یون بدی کی اور اوسکی سزا یون ہوئی یا اوسکی سلطنت
چھین کے اور کسی دوسرے کو ملی یا بلوا ہوا اور اوسکی جان گئی اور فلانے شہنشاہ و سردار نے جو
اوسطرح نیکی کی اور رعیت کو راحت پہنچائی تو اوسکا فائدہ یہ ہوا کہ رعایا نے دعا دی اوسکی
عمر بڑہی خانوادے کو پایداری اور نام ونشان کی گویا ایسی یادگاری ہوئی کہ ہر بشر کی زبان پر
اوسکی نیکوکاری کی تاریخ مثل وظیفے کے جاری رہی چونکہ اس محکمے مین بڑے علما و فضلا کے
سوا دوسرے کو دخل نہین ہے اسلیے قبل عہدہ پانے کے امتحان کے وقت استفسار مسائل
مالاینحل کا کیا جاتا ہے اور جواب اوسکا سوا فاضلان متبحر کے دوسرے کسی کم سواد سے
نہین ہوسکتا ہمیشہ یونہین دستور رواج پاتا چلا آیا ہے اس درجے کے فاضلون سے صدر محکمہ
کے حکام اعلیٰ اور صوبجات کے نظام اور فغفور کے وزیر اور مشیر مقرر ہوتے ہین ✣ ✣

چھٹوان باب

صوبون اور شہرون کی تھانہ داری کا احوال

مملکت ختا مین تھانہ کا بہت بڑا انتظام ہے اور ہر صوبے مین ایک محکمہ علحدہ ہے کہ اوسکے
ذمے شاہراہون کی نگہبانی اور مسافرون کے اسباب کی حفاظت و پاسبانی ہے اس ملک
مین سڑکین و شاہراہین بہت چوڑی اور اکثر جگہون مین پختہ ہین اور دونون پہلو پر بڑے بڑے
عظیم الشان درختون کی قطار لگائے ہین اور جابجا نفیس نفیس سرائین بنائی ہوئی ہین اور فغفور
کے حکم سے تین یا چار کوس پر بستیان کھانے پینے اور باربرداری کے سامان سے مہیا بسائی
گئی ہین اور تھوڑی تھوڑی دور پر سنگ یا اینٹ کی برجیان بطور منارون کے سر راہ بنی ہوئی ہین
جسپر سرکاری پہرے ہمیشہ متعین رہتے ہین تاکہ سوداگرون اور مسافرون اور سرکاری کارکنان

اور ڈاک والون کی حفاظت ہووے اور جب ملک مین کچھ خرخشہ پیدا ہوتا ہے تب دن کو وے نشان اڑاتے اور راتون کو مشعل جلاتے ہین سبب اوسکا یہ ہے کہ ایک جگہ کی خبر دوسری جگہ فوراً پہنچ جاتی ہے اور اوسیوقت قلعون سے مدد آتی ہے * دریا اور تری کا سفر جو کرتے ہین وے گھاٹ گھاٹ کے ماجی کو بلا کر اپنی چیزین گنکر باربرداری کی اجرت کی چکھیتی کرکے اوس کے حوالے کر دیتے ہین تب وہ شخص کشتیون پر اسباب چڑھا کے منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے اور وہان پر جب ایک ایک چیز گنکر مالک سمجھ لیتا ہے تب اوسکو کرایا دیتا ہے بہت سی باتین جو اوس ملک مین خلق اللہ کے آرام کے لیے مقرر ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ بجز ارباب تجارت کے مسافر کی کشتی سے محصول نہین لیا جاتا * تواریخ کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب اڑھائی ہزار برس کے ہوے کہ ختا مین سب ملکون سے پیشتر ڈاک کی بنا ہوئی لیکن عیب یہی ہے کہ جسطرح فرنگستان اور ہندوستان مین جو شخص جس ملک کو خط روانہ کیا چاہے تو پہنچ سکتا ہے اوسطرح یہان نہین اور سوا سرکاری ڈاک والون کے دوسرے اوس ملک مین نہین ہین اور نظام اور مانڈرینون کے مہری خط کے سوا دوسرونکے خط جانے نہین پاتے مگر بڑے شہرون کے جو ایسے ارباب تجارت کہ اونکی بزرگی اور نمک حلالی کا اعتبار حکام پرگنہ پر ظاہر ہو اونکے خط فراغت سے معرفت ڈاک سرکاری کے دوسری جگہ پہنچائے جاتے ہین * دفتر اول مین دار الخلافہ پیچین کی کوتوالی کا حال بیان ہوا ہے کہ تھوڑی رات گذرنیکے بعد دروازے شہر کے بند ہو جاتے ہین بلکہ ہر گلی کے جو پھاٹک ہین وہ لگائے جاتے ہین اور بجز طبیب کے دوسرے کی آمد و رفت شام سے موقوف ہو جاتی ہے الغرض یہی حال مملکت ختا کے ہر شہر بلکہ ہر بستی مین ہے کیونکہ بقول ختائی حکما کے دن واسطے محنت کے اور رات واسطے راحت کے ہے * اوس ملک مین ادنی سے اعلی تک تمام روز اپنے اپنے دہندے مین مشغول رہتے اور رات کو آرام سے سوتے ہین اور چمگادڑون اور گیدڑون کیطرح اونکو شب بیداری اور شبگردی سے کچھ کام نہین اونکو بھی تراہون اور چوراہون اور سڑکون اور گلیون کی معتدد جگہون پر چوکیداری پاسبانی کرتے رہتے ہین اور اگر کسی اجنبی پر اونکی نگاہ پہنچی

تو فوراً اوسکو روک کر تفتیش احوال کرتے ہین اگر جواب معقول نپاتے تو کوتوال کے پاس لیجاتے
ہین اور اہل سیف باوجودیکہ سرکاری نوکر ہین لیکن مسلح جانے نہین پاتے مگر اوس وقت کہ ملکی افسرین
کے جلو مین یا اپنے پہرے مین قائم و مستعد ہون ہتیار باندہ سکتے ہین اور ہر جگہ دوسرا ایک دستور
یہ ہے کہ بسوائین شہر کی چار دیواری کے اندر رہنے نہین پاتین اور اونکا ایک محلہ جدا بستا ہے
اگر وہان چوری چکاری خون خرابہ ٹھکا فضیحتی کچہ ہوتی ہے تو چکلے وازیان جواب دیتی ہین کاش
یہ رسم کہ کنچنیان شہر کے باہر ساکن ہون ہر ملک مین ہوتی تو رسم معصیت کم ہوجاتی کسواسطے
آدمی کا شیطان آدمی ہے بدی کے ملاحظہ سے انسان کی طبیعت بدی کیطرف مائل ہوتی ہے

ساتوان باب

ختا کے قانون دیوانی کے بیان مین

موافق قوانین ختائی کے ادنی رعیت سے فغفور تک کوئی شخص ایک جورو کے سوا دوسری
شادی نہین کرسکتا لیکن حرمین جتنی چاہے گھر مین ڈال سکتا ہے اور اسمقدمہ کا دستور یہ ہے
کہ لڑکی کے باپ مان کو اونکی رضامندی کے ساتہ ایک مبلغ خواہ کثیر خواہ قلیل دیوے اور ایک
نوشتہ لکھے کہ کسو طرحکی ایذا روحانی یا جسمانی اوس لڑکی کو نہین پہنچاویگا بعد اوسکے اپنے گھر
مین اوس نیک بخت کو لاوے اور زیادہ رسومات کی حاجت نہین ہوتی اور اوس حرم پر لازم
ہوتا ہے کہ ہر امر و نہی مین بیاہتا بی بی کی تابعداری کرے اور اپنے لڑکون کو بی بی کے لڑکون
سے جدا نہ سمجھے اور اوسکے لڑکون پر واجب ہے کہ اپنے باپ کی بیاہتا بی بی کو اپنی مان سے
بزرگ جانین اور اوسکے انتقال مین موافق دستور کے تین برس تک ماتم کرین + رنڈاپے
مین مرد و زن کو اختیار دوسری شادی کرنیکا ہے اور اسحال مین اگر مرد چاہے کہ دوسری
شادی نکرے اور حرمون مین سے کسیکو اپنے نکاح مین لاوے تو اختیار ہے جس بیوہ کے
لڑکے ہون تو اوسکو دوسرا شوہر کرنے نکرنے مین اختیار کلی حاصل ہے اور جسکے اولاد ہے
اوسکے پہلے شوہر کے عزیزون کو اختیار رہتا ہے کہ اپنا یت مین جس سے چاہین دوبارہ

بیاہ کر دیوین ✤ شوہر اپنی منکوحہ کو سہل سے قصور مین طلاق دے سکتا ہے غرض موافق قانون قدیم کے عورتین ان سات قصور سے واجب الطلاق ہین اولاً اگر عورت ضدی اور اپنے خاوند کے خلاف مرضی کرنیکی عادی ہووے ثانیاً اگر بانجھ ہووے ثالثاً اگر زنا مین پکڑی جاوے رابعاً اگر مزاج جہل و جھگڑ اس قدر ہووے کہ حرمون سے یا اونکے سبب شوہر سے لڑا کرے اور اون پر ظلم پہنچاوے خامساً اگر مرض لاعلاج مثل جذام یا مرگی مین مبتلا ہووے سادساً اگر زبان دراز اور منہ زور ہووے اور بنگالے کی رنڈیون کی طرح شوہر کا دم ناک مین لاوے یا لتری ہووے یا خصم کے راز کو فاش کرے یا دو گھر مین قضیہ ڈالے سابعاً اگر چوٹی ہووے اور خصم کا مال مار کے باپ مان کا گھر بھرے یا اور طرح سے خیانت کرے اور اوسکی معاش کو بیجا صرف کرے تو ان کئی وجہون مین سے ایک وجہ کے واسطے طلاق جائز ہے لیکن اس مین بھی تین شرطین داخل ہین اونمین سے ایک بھی طلاق کے مانع ہوسکتی ہے پہلی یہ کہ اگر عورت کے باپ مان و بڑے بھائی سب جاتے رہے ہون اوس حال مین چونکہ گھر اوس بدبخت کا برباد ہوا ہے اور اوسکے سر پر اپنا کوئی بڑا بوڑھا باقی نہین رہا اس سبب سے اوسکے حق مین طلاق دینا ناجائز ہے الّا ازانیکہ اوسکو لونڈی بنا کر رکھنا یا دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالنا ممکن ہے دوسرا مانع طلاق کا یہ ہے کہ عورت خصم کے باپ مان کی فوت کے غم سے تین برس تک لباس ماتمی کو اختیار اور عیش و خرمی سے کنارہ کیئے رہے اور اوس حال مین شوہر کے ساتھ یگانگی ایک جان و دو قالب کی پیدا کرے اور تیسرا مانع طلاق کا یہ ہے کہ وقت پریشانی اور مفلسی کے ہر امر مین معین شوہر کی رہے اور انواع خدمتگذاری و جان نثاری و رضا جوئی مین اصناف احسان شوہر پر ثابت کیے ہون کہ جسکا عوض نہین ہوسکتا تب بجز زنا کے دوسرے کسی قصور کے لیے طلاق جائز نہین ✤ اگر کسی کی بیاہتا بی بی اپنے خاوند کے گھر سے فرار کرے اور پکڑی آوے تو بعد اطلاع حکام شہر کے شوہر کو اختیار ہے کہ طلاق دیوے یا اور کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے اور خود دوسری شادی کرے اگر کسو مرد کے ساتھ نکل جاوے تو واجب القتل ٹھہرتی ہے اور اگر کسی عورت کا شوہر پردیس مین جاوے اور تین برس تک

اوسکی خبر مطلقاً نہ پہنچے اوسوقت حکام شہر کو اِس بات کی اطلاع کرنی اوس عورت پر واجب ہے اور
اون سے اجازت حاصل کرکے دوسرے کے ساتہ شادی کرسکتی ہے لیکن اگر اطلاع نکرے اور دوسرے
کے ساتہ کسیطرح سے پہنس جاوے تو شوہر کے مستغیث ہونے سے قتل کی جاتی ہے ✤ اگر کوئی
حاکمان شہر یا عملۂ معتبرین سے اوس صوبے کے کہ جسکے ذمے سرکاری علاقہ کچہ تفویض ہووے
کسیکی بیٹی کے ساتہ بے اطلاع سرکار کے عقد کرے نکاح اوسکا ردّ و باطل متصور ہوتا ہے اور علاوہ سزائی
کے علاوہ مجرمانہ پانو کے تلوون پر پہرائے کی مار ایسی پڑتی ہے کہ چہ مہینے چلنے پہرنے سے معذور
رہتا ہے اور اِس قانون کی نگہداشت صرف اسی دور اندیشی سے ہے کہ کوئی ناظم یا صاحب
حکومت شادی کا رشتہ کسی امیر سے محکم کرکے سلطنت مین فساد نہ اوٹہاوے ✤ دو بہائی
دو بہنون کو شادی نہین کرسکتے اور اگر ایک مرد کا بیٹا یا بیٹی بی بی سے ہو اور اوسکی مان کے
انتقال کے بعد باپ کسی ایسی رانڈ سے نکاح کرے کہ جسکے پہلے خاوند کیطرف سے بیٹا یا بیٹی ہو
تو دونون کے پہلی شادی کے لڑکون مین نکاح ناجائز ہے ✤ چونکہ مملکت ختا مین وہ قدیم دستور
باقی ہے کہ ہر خاندان مین جو بزرگ ہو اوسکے تابع سب رہین اسلیے قانون ہے کہ ہر گھر کی نیکی
بدی کا جوابدہ رئیس خاندان ہوتا ہے اور باپ کا اتنا بڑا اختیار اپنے فرزندون پر ہے کہ بجز بسوا
اور نٹ اور نقال اور اسیطور کے پیشہ والون کے جسکے ہاتہ چاہے اونہین اگر بیچ ڈالے تو بیچ
سکتا ہے اور کوئی مانع نہین ہوسکتا لیکن مان اپنے بیٹون پر یہ ستم نہین کرسکتی کیونکہ ختائیون
کے حساب مین مستورات کی عقل کی کچہ گنتی نہین ہے ✤ ختا مین بے اولاد شخص کم بخت کہلاتا ہے
اور متبنی کرنیکی دو صورتین ہین اول یہ کہ کسی غیر کے لڑکے کو مول لیکر اپنا نام اوسکو دینا اور تمام
مال و متاع اوسکو سونپنا جائز ہے اور دوسری یہ کہ مثلاً تین حقیقی بہائی ہین اور اونمین سے
ایک کے تین بیٹے ہین اور دوسرے دونون بے اولاد ہووین تب جنکے لڑکے نہین ہین وے
بڑے بہتیجے کے سوا اور دوسرے دونون بہتیجون کو متبنی کرسکتے ہین کیونکہ جس طرح سے قوم ہنود
مین بڑا بیٹا اپنے باپ کی لاش جلاتا ہے اور کرنی کریا کرتا ہے اوسیطرح ختائیون مین بہی

بڑا بیٹا باپ کے دفن کا اہتمام کرتا ہے اور تین برس تک ماتم کے رسومات بجالاتا ہے ❋ باپ کے مال
ومتاع کا وارث بیٹا ہوتا ہے لیکن اگر سرکاری عہدہ باپ کے ذمے قبل مرگ کے تھا اوسکا مستحق
بیٹا نہین کیونکہ ختا مین علم وفضل کی قدر ہے اور جسکی جوبات اوسکی ساتھ ہوتی ہے اس دستور کو اہل
کمال تعریف کرتے اور بے ہنر بد جانتے ہین لیکن درصل حکمانے عقل اور دوراندیشی کو اس قانون مین
جگہ دی اور جہان دوسرے اسباب مملکت ختا کی بقا کے ہین وہان اس دستور کو بھی سب سے بزرگ سمجھا
چاہیے ❋ ختا مین بلوغ کا کوئی سن مقرر نہین کیونکہ باپ کے جیتے جی سب لڑکے اگر سو برس کے
بوڑھے ہوویں تو نابالغ سمجھے جاتے ہین اور باپ اپنے وصیت نامہ مین جسکے حق مین جو لکھہ جاوے
وہی ظہور مین آوے ❋ لیکن بے وصیت کیے اگر مرے تو سب بھائیون کو برابر حصہ ملتا ہے لونڈی
غلام کی خرید وفروخت ختا مین جائز ہے لیکن صرف زرخریدہ پر خریدار کا اختیار ختم ہے اور اگر
کوئی شخص اپنے غلام کی جورو بیٹی پر ہاتھہ ڈالے واجب القتل متصور ہوتا ہے اور سب سے زیادہ
انصاف کا یہ قانون ہے کہ بونے اور کاٹنے کے موسم مین کسان کو کسیطرح کے قرض کی بابت
کوئی گرفتار نہین کرسکتا اور ایسے ایام مین اگر فی المثل فغفور کا بھی فرمان آوے تو ٹل جاوے ❋
سوا ان قوانین دیوانی کے جو راقم نے مختصر عرض کیے سولہ اور قانون ہین جو بطور نصائح کے
جاری ہین اور چونکہ یہ قوانین استحکام وپایداری مملکت کے لیے بمنزلہ بیخ وبنیاد کے ہین لہذا حکام
شہر پر حکم ہے کہ پندرہوین روز بر سر بازار خلائق کو جمع کرین اور ان سولہ نصیحتون کو سنا دیوین
اور سب حقیقت کی شرح کرین اور انکے عدول کرنے اور نہ ماننے کے مفاسد اور بجالانے کے
فوائد بیان کرین تاکہ عوام الناس ترک رذائل وکسب فضائل کرین اور ان قوانین کی پیشانی
یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے باپ مان اور بڑے بھائی یا جو بزرگ خاندان ہووے اوسکی تابعداری
سر امر ونہی مین اسطرح سے بجالانا چاہیے کہ اونکی مرضی سے اپنی نشست وبرخاست متعلق ہووے
اور جسطرح سے انسان کے بدن مین روح کے ارادہ سے جسم کے حرکات وسکنات ہین اوسطرح سے
ہر شخص کو لازم ہے کہ بزرگون ہی کی مرضی کو گویا اپنے تن کی جان سمجھے اور بے رضا بزرگون کے

دوسری طرف جنبش نکرے کیونکہ بزرگون کے حکم کو خدا کی مرضی قیاس کرنا چاہیے اور چونکہ خدا کا بیٹا فغفور ہے اور تمام لوگ فغفور کے لڑکے ہین اور خدا کا حکم فغفور مانتا ہے اس سبب سے فغفور کا حکم سب رعیت مانتی ہے اس لحاظ سے ہر بزرگ کی مرضی کے موافق کام کرنا عین خداوند تعالی کی خدا کو بچشم بجالانا ہے اور جو شخص اس امر کا منقاد و مطیع ہوا دنیا و عقبی مین سرخ روئی حاصل کی کیونکہ جو اپنے بزرگون کی مرضی پر چلا وہ خطا و قصور سے بچا اور خدا کا پیارا ہوا اور جس نے بغاوت کی اوس سے خطا سرزد ہوئی اوسکے عوض یہان جو سزا ملی سو ملی اور عاقبت بھی بری ہوئی اور اوسکی شان پر آیہ خسر الدنیا والآخرۃ صادق آیا ✦ دوسرا قانون یہ ہے کہ اپنے بزرگ جو جہان فانی سے گذر گئے ہین اونکی یاد ساتہ تکریم و تعظیم کے رکھنے اور اونکی قبرون کی رسومات بجالانے سے نشان سعادتمندی کا ہے اور جسکو ان باتونکا خیال رہیگا وہ بزرگون کی نصیحتون کو مانیگا اور خطا نہین کریگا ✦ تیسرا قانون یہ کہ لڑنا یا جھگڑنا اور دوسرے کے قضیہ کو مٹانہ دینا برا ہے ✦ چوتھا قانون یہ کہ کسان اور ریشمی اور سوتی کپڑے کے بننے والون کی زیادہ قدر کیا چاہیے کیونکہ غذا و پوشاک جو سب سے مقدم ہین انہین دو فرقون سے ملتی ہین ✦ پانچوان قانون یہ کہ پرہیزگاری اور کفایت شعاری ہر شخص کو لازم ہے کیونکہ ایک سے سلامتی جان کی اور دوسرے سے حفاظت مال کی متعلق ہے ✦ چھٹوان قانون یہ کہ مدارس اور تعلیم گاہون کی ترقی کی تدبیر کرنی ہر شخص کو لازم ہے کیونکہ اگر لڑکے بے تربیت رہے تو برباد ہووے ✦ ساتوان قانون یہ کہ ہر شخص اپنے بزرگونکے پیشہ کو اختیار کرے کیونکہ ایک آدمی سے ایکہی کام خوب ہوتا ہے اور ایکہی فن کی تکمیل مین مدت العمر چاہیے ✦ آٹھوان قانون یہ کہ جو شخص طرز جدید و مذہب نو خلاف دستور بزرگونکے جاری کرے اوسکو فوراً نیست و نابود کرنا چاہیے کیونکہ اوسنے بزرگون کی عقل کو ہیچ جانا اور اونکی وضع و دستور پر چلنے کو ننگ و عار سمجھا اور کیا اونہین یہ بات نہین سوجھی تھی جو اوسکی عقل کی محتاجی رہی تھی پس ایسا شخص نے خطا کی اور خاطیون مین نامزد ہوا ✦ نوان قانون یہ کہ چونکہ سزا کے خوف سے عوام بدی نہین کرتے اسلیے خواص کو لازم کہ ہمیشہ اون لوگونکے روبرو فغفور کے غضب اور قہر کا ذکر کرین

تاکہ وہ سب گناہون سے باز رہین ✤ دسوان قانون یہ کہ ہر شخص کو ظاہر و باطن کی تہذیب حاصل
کرنی چاہیے کیونکہ ایک سے دنیا کی بھلائی اور دوسرے سے عقبیٰ کی رہائی حاصل ہوتی ہے ✤
گیارہوان قانون یہ کہ ہر شخص کو اپنے فرزندون اور چھوٹے بہائیون کو اچھی طرح سے تربیت کرنا چاہیے
کیونکہ اگر اونکی تعلیم مین کمی ہوگی تو وہ اپنے بزرگون کے ساتہ بُری طرح پیش آوینگے ✤ بارہوان قانون
یہ کہ کسی پر بہتان نہین کیا چاہیے کیونکہ بہتان کا شیطان کا ہے ✤ تیرہوان قانون یہ کہ اپنے
گھر مین کسی مجرم بدنہاد شہر بدر کیے ہوے کو لانا یا کسی طرح سے اوسکے ساتہ کچہ سلوک کرنا نیکون کے
ساتہ برا کرنا ہے بقول سعدی **بیت** نکوئی بابدان کردن چنان ست ✤ کہ بدکردن بجاے
نیک مردان ✤ چودہوان قانون یہ کہ جسکا جو خزانہ مقرر ہے اوسکو حسب المعمول ادا کرنا چاہیے
کیونکہ فغفور قبلہ گاہ رعایا کا ہے اور چونکہ اوسکا خرچ رعیت کی ادا ے خزانہ پر موقوف ہے لہذا اس
امر مین غفلت کرنی گویا اپنے والد کو ایذا دینی ہے ✤ پندرہوان قانون یہ کہ ہر شخص کو حاکمان
شہر کی مدد کرنی چاہیے تاکہ چور او چکے اوٹھائی گیرے جیب کترے گرہ کٹے اور ہر طرح کے بدمعاش
اپنے پیشہ کو نکرنے پاوین اور جو فعل بد کرین اوسکو گرفتار کرا دیوے کیونکہ ایسے امر مین حاکم کو مدد
دینی اپنی بہلائی کرنی اور اون مردم آزارون کے ظلم سے سب کو بچانا اور اپنی جان و مال کو محفوظ
رکھنا ہے ✤ سولھوان قانون یہ کہ جو شخص لگام سرکش گھوڑے کے حوالے کرتا ہے مارا پڑتا ہے
اوسی طرح سے مغلوب غیظ کا ہونا اور توسن طبیعت خود کام کی لگام ہاتہ سے چھوڑ دینی نامناسب ہے
الغرض اسی طور پر تمام مملکت ختا مین قوانین دیوانی امور مین جاری ہین اور راقم نے اپنی عقل کے موافق سبکی
وجہ تسمیہ بیان کیا ہے فقط ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

آٹھوان باب

فوجداری تقصیرون کی شرح اور اونکی سزا دینے کا بیان

ملک ختا مین جب کوئی شخص ارادہ فریاد کا کرتا ہے اپنے شہر کی فوجداری کچہری کے دروازہ
پر جاکر جو نقارہ باہر رہا کرتا ہے اوسپر چوب مارتا ہے فوراً مانڈرین کے پیادے نکل آتے ہین

اورحال دریافت کرکے اسامی وفریادی کو مع گواہان طرفین کے حاکم کے آگے لیجاتے ہین اور
اوسیوقت خواہ رات خواہ دن ہو تجویز شروع ہوتی ہے اسلیے عین مملکت مین حکم ہے کہ جو دادخواہ بھی
کے لیے آوے اوسکی دادرسی اور انصاف کرنے مین دیر نہووے کیونکہ مظلوم کی فریاد سننے
اور داد دینے مین جسقدر دیر ہووے گی اوسیقدر اوسکو زیادہ ایذا پہونچے گی اور مارے ہوے کو
مارنا اور ستم رسیدہ کو اذیت پونچانا خاتمہ مردم آزاری کا ہے ٭ صرف دادبخشی اور انصاف
گستری کے لیے ہر صدر محکمہ کے خصوصاً فغفور کے دولت خانہ کے دروازہ پر نقارہ رکھا رہتا ہے
کہ جس گھڑی فریادی آتا ہے بلا تامل نقارہ پر چوب دیتا ہے اکثر اوقات یون ہوتا ہے کہ فریادی
کے چوب مارنے سے خود بدولت آپ ہی داد دینے کو نکل آتے ہین اور جس محکمہ کے قابل مقدمہ
کو سمجھتے وہین بھیج دیتے ہین اور ہمیشہ سے یہ چلا آیا ہے چنانچہ قدیم الایام مین کسی فغفور نے
اپنے دولتخانہ کی صدر ڈیوڑہی دروازے پر کیواڑ نہ لگوائے وزیرون نے سبب پوچھا فرمایا
کہ میرے گھر اور میرے دل کو کشادگی چاہیے تاکہ میری رعیت کو مجہ تک پہنچنے اور میرے دادرسی
ہونے مین تامل نہووے القصہ جس وقت فریادی حاکم کے حضور آتا ہے زمین پر دوزانون بیٹھتا ہے
اوسوقت اوسکی سب سرگذشت سنتا ہے اور بالکل حقیقت سمجھنے کے بعد حکم مناسب صادر ہوتا ہے
لیکن قبل سیاست کرنے کے اسامی سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہاری تقصیر کے موافق سزا ملی
اور تمہارا انصاف ہوا یا نہین اگر اوسنے جواب دیا کہ مین نے جیسا کیا ویسا پایا تو اوسیوقت
حاکم اپنے سامنے اقرار لکھواکے گواہون کو بلواکے سب ماجرا سنواکے سزا دلواتا ہے اور
اگر مجرم نے اوس انصاف کو نہ مانا اور اپنے کو باوجود ثبوت گناہ کے بیگناہ ٹھہرایا تو اوسوقت
مقدمہ کی نتھی حکام اعلی کو سپرد کیجاتی ہے اور اسامی یا فریادی کو اختیار ہے کہ فغفور تک اپنے
معاملہ کو پہنچاوین غرض اسقدر تردد صرف بڑے امورون مین کیا جاتا ہے جسکی سزا قتل یا تشہیر
یا جلاے وطن تجویز ہو لیکن چھوٹے چھوٹے مقدمات کہ جس مین صرف زدوکوب مناسب ہے
تو اوس مین ماندرین فوراً سزا دلوا سکتا ہے ختا مین زدوکوب کی سزاوین دیجاتی ہے کہ ہر حاکم کے

روبرو بانس کے پھرانے رکھے رہتے ہین اور ہر ایک مین عدد دس و بیس وغیرہ تا سو لکھے رہتے
ہین اور حاکم طرفین کی سنکر جس پھرانٹے کیطرف اشارہ کرتا اوسکو پیادے اوٹھا لیتے مجرم کو زمین
پر لٹاکے تلوے پر مارتے ہین اور دس ضرب سے پچاس تک چھوٹے قصورون کی سزا اور پچاس سے
سو تک جرم سنگین کے لیے مقرر ہین اور ایک قاعدہ ختا مین ایسا مروج ہے کہ اگر اور ملکون مین رواج
پاوے تو کسی پر کوئی تہمت نکر سکے اور وہ یہ ہے کہ جب نالش مین افترا ثابت ہوا تو حاکم کو اختیار
ہے کہ مفتری وہی سزا پاوے جو مجرم کو ملتی اگر قصور ثابت ہوتا اس سبب سے ختا مین افترا و بہتان
بہت تھوڑا ہے + تلوون پر مارنے کی سزا ختا مین بہت مروج ہے اور اوسکی مار جسپر پڑتی ہے
اگرچہ ایذا اوسے بہت سی ہوتی ہے اور چندے چلنے پھرنے اوٹھنے بیٹھنے سے معذور رہتا ہے
لیکن اوسکی عزت مین فرق نہین آتا اور چونکہ فغفور اپنے وزیرون کو اکثر اسیطرح تنبیہ کرتے ہین
اس لحاظ سے ختائی اوس سزا کو سیاست پدری سمجھتے ہین + ایک قسم کی سزا گناہ کبیرہ کیواسطے
یہ ہے کہ ایک تختہ مربع چار ٹکڑون کا ہوتا ہے اور اوسکے بیچ مین ایک سوراخ آدمی کے سر کے
جانیکے موافق اور دو چھید بازو کے لیے دو کونون پر بنائے جاتے ہین مجرم کی گردن اور دونون
بازؤن مین ڈالکے کسی صدر جگہ مین جیسا سر بازار یا چوراہا یا تبخانہ یا شہر کے صدر دروازے پر اوسے
کھڑا کر دیتے ہین اور ایک پرچہ کاغذ پر اوسکا جرم لکھکر تختے مین لگا دیتے ہین اور تا ادائے میعاد
شب و روز اوس تختے کو نہین کھولتے اسیطرح وہ نابکار بازار بازار گلے مین لعنت کا ہار تشنہ و گرسنہ
سر و پا برہنہ تلوے پارہ پارہ مارا پڑا پھرتا ہے اور اگر کسی نے کھانے پینے کو دیا تو کھا لیا ورنہ
اپنے ہاتھون سے معذور ہونے سے مجبور سب طرح سے لاچار و خوار و زار دو دو ہفتے اور کبھی چھ
اور آٹھ اور کبھی دس اور بارہ ہفتے یونہین رہتا ہے سوا اسکے جیسا جرم ویسا ہی وزن اوس
لکڑی مین ہوتا ہے غرض پانچ پنسیری سے کم اور دس پنسیری سے زیادہ نہین ہوتا لیکن بہت سے
قیدی اس سزا کی میعاد سنگین مین ہلاک ہو جاتے ہین غرض بچنے اور میعاد تمام ہونیکے بعد حاکم
شہر کے روبرو لیجاتے ہین اور اوس لکڑی کو گلے سے اوسکے اوتار کر بانس کی بیس ضربین مارتے ہین

اور ایک داستان طویل نصیحت اور ملامت کی سناکر اوس عذاب سے رہائی دیتے ہین اور اگر پھر کبھی
اوسیطرحکے جرم مین گرفتار ہوے تو میعاد زائد ہوتی ہے اور دس منسپری کی لکڑی لگے ہین اوسمین
ڈال دیجاتی ہے اوسوقت اوسکی پوری سکتے کی موت ہوتی ہے اور اگر ایسا سنگ جان ہو کہ سب
بلا کو جھیل اور مصیبت جھیل کر جیا تو پیشانی اور دونون گالون پر گرم لوہے سے داغ دیتے ہین
اور گناہ کبیرہ کے لیے جلاے وطن کی سزا مقرر ہے اور جو مجرم اس قابل ہوتا ہے تو اوسکو
ملک تاتار کے کسی اجڑے دیار مین بھیجدیتے ہین اور اوسکو اختیار رہتا ہے کہ اپنے اہل وعیال
کو ساتھ لیجاوے اور وہان خانہ داری کرے اس سزا کو ختائی بہت سخت جانتے ہین کیونکہ
آبا واجداد اور بزرگون کی قبرین اونکے جانے سے برباد ہوجاتی ہین اور اونکی پائتی مین پانو پھیلاکے
آرام سے سورہنے کی امید جاتی رہتی ہے سوا اسکے **بیت** خشتِ وطن از تخت سلیمان خوشتر ٭
خارِ وطن از سنبل و ریحان خوشتر ٭ اور کسکا جی چاہتا ہے کہ اپنے یگانے دوست آشنا مدت کی
صاحب سلامتی اور راہ گھاٹ کے ملاقاتی دفعۃً چھوٹ جاوین اور پھر اونکی صورت دیکھنے اور
دوستی کا دم بھرنے اور اپنے ہمنشینون اور یارون مین بیٹھہ کر دل لگی کرنیکی امیدین بالکل منقطع
ہوجاوین اگر وے بیچارے انقلاب روزگار کو برحق جانکر سفر وحضر کو یکسان سمجھین تو جہان پر
جا بیٹھین اوسیکو اپنا گھر جانین بقول سعدی **شعر** مسند خاطر خود را بہیچ یار و دیار ٭ کہ بر و بحر
فراخ است و آدمی بسیار ٭ اس سبجھ کے آدمی کو جلاے وطن سے کچھ رنج نہووے اور فراق
کی سے ایک ایک دن قیامت کیطرح نگذرے لیکن حکیم مطلق کی حکمت کی بڑی دلیل یہ ہے
کہ طبائع مختلف ہین ورنہ اگر تمام اہل دنیا کی طبیعتین ہماری طرح وارستہ و آزاد ہوتین تو کارخانہ
الٰہی مین فتور واقع ہوتا اور انتظام خلائق کا درہم وبرہم ہوجاتا ٭ ختا مین قصاص تین طرح مروج
ہے اول سینہ کو تسمہ سے ایسا تنگ باندھتے ہین کہ دم گھٹ کر جان نکل جاتی ہے اور دوسرے
سر کاٹ ڈالتے ہین اور تیسری طرح مین دس ہزار ٹکڑے کرتے ہین ٭ اول طرحکے قتل کو اہل
ختا موت باحرمت سمجھتے ہین مگر سر کو دھڑ سے جدا کرنا بدترین طرح سے مرنا جانتے ہین لیکن

فرنگستان مین امرا اکبار سے جب کوئی قتل کیا جاتا تو سر کو تن سے جدا کرتے ہین اور پھانسی کی موت کو بے عزتی کی موت جانتے ہین اس جہت سے یہ سیاست عوام الناس کے لیے مقرر ہے اور اہل ختا بر عکس اسکے سمجھتے ہین اور حق ہے کہ ہر ملک کے رسم اور دس ہزار نکڑے کرنیکی سزا ایسے جرموں مین ہے جیسے والدین کو زہر دینا یا اور کسیطرح سے انکو ہلاک کرنا یا فغفور کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا مثلاً بلوا یا فتنہ برپا کرنا یا اونکے ہلاک کا قصد کرنا ایسے مجرم کو سر بازار لاکے ایک کھمبے سے باندھکے کھڑا کرتے ہین اوسوقت جلاد چھوری سے پیشانی کی کھال چھیل کر چہرے پر ڈالدیتا ہے اور سب جسم کی بوٹی بوٹی کاٹ کر چیلون اور کوون کے کھلانے کے لیے ایک جگہ جمع کرتا ہے اور جب دیکھا کہ اس صدمے سے ہلاکت کے نزدیک آیا تو بڑے بڑے اعضا کو گرہ گرہ اور بند بند سے جدا کرتا ہے اور آخر کو سر کاٹ ڈالتا ہے بعد اسکے مقتول کے سر کو بلم کے نوک پر رکھکے ہر گلی اور کوچے اور راہ گھاٹ مین لیے پھرتا ہے اور اوسکے جرم سے لوگونکو آگاہ کرتا ہے اور چونکہ اہل ختا شہنشاہ کو باپ سے زیادہ مانتے اور اپنے خاص والدین کو افضل بنی آدم سمجھتے اور اونکے گناہ گار کے لیے تمام دنیا کی سزا کم سمجھتے اس لحاظ سے جو نہین جلاد اوسکے بالکل اعضا کے تراشنے سے فارغ ہو کر سر کو نیزہ پر لیکر لاش سے جدا اور شہر مین کوچہ بکوچہ گشت کرنے اور لوگون کو دکھانے کے لیے روانہ ہوتا ہے فوراً ہزار خلقت گوشت کی بوٹیون پر جھک پڑتی اور چیلون اور کوون کو کھلا دیتی ہے اور اگر کوئی خون کرے یا دنگے لڑائی مین کسی کو مار ڈالے تو مجرم کا دم گھونٹ کر مار ڈالتے ہین لیکن اپنے اقربا کے قاتل کا سر تن سے جدا کرتے اور اگر کسی طبیب کی دشمنی سے مریض ہلاک ہو جاوے اور اوسکی نالش ہووے اوسوقت نہایت تحقیقات ہوتی ہے اور عند الثبوت دشمنی کے طبیب قتل کیا جاتا ہے اور اگر نادانی سے دوا خلاف مزاج یا مرض کے دینا ثابت ہو تو وہی لکڑی جسکا مذکور ہوا ہے اوسکے گلے مین ڈالی جاتی ہے اور دراز میعاد مع جرمانہ سنگین کے اوسکی نسبت مقرر ہوتی ہے + والدین اپنے لڑکے بالونکو تلوون کی سزا بے دست اندازی حکام کے دے سکتے ہین اور شوہر اپنی جورو کو اگر مار پیٹ کرے تو اوسکی داد و فریاد نہین ہے لیکن اگر عورت شوہر سے ہاتھ اوٹھاوے یا گالی دیوے اور

خاوند حاکم کے پاس مستغیث ہوے تو سو ضربین تلوؤن پر اوسکے ایسی لگتی ہین کہ مہینون چلنے پھرنے سے معذور رہتی ہے زناکاری مین طرفین پر بانس کی مار پڑتی ہے اور دیوثون اور کٹنون اور شہدون اور بدمعاشون کی اوسیطرح جیر خدمت کی جاتی ہے جھوٹے جھپاسیئے جوڑ باز اور لڑاکے تماشا دیکھنے والے اور بیلیے وغیرہ سب کا علاج حکام ختا ایسی کرتے ہین اور کف پا کی ایسی مار مارتے اور وہ لعنت اللہ علے الکاذبین کی ہانک کا ایسا شور وغل مچتا ہے کہ سننے والے عبرت کی انگلیان کانون پر دہرتے ہین علی ہذا القیاس راشی اور مرتشی دونون کو سزا ملتی ہے کیونکہ راشی اسی ارادہ پر حاکم کو کچھ دیتا ہے جو حق نکرے اور حاکم رشوت ستان بے ایمان ہوتا ہے * زندان کی سزا ختا مین نہین ہے کیونکہ جو شخص محبوس ہوا اور ایک زندان مین قید رہا لوگون کو اوسکے جرم پر آگاہی اور سزا سے عبرت نہین ہوتی ہے اسلیے تشہیر کا رواج زیادہ ہے غرض جب تک مجرم زیر تجویز ہو تب تک وہ ایک خاص جگہ مین نظر بند رہتا ہے اور کسی چیز کی تکلیف نہین پاتا اور اوسکے عزیز و اقربا اور دوست و آشنا سب کو حکم اوسکے پاس جانے اور صلاح دینے اور جی بہلانیکا ملتا ہے * ختا مین یہ بھی دستور ہے کہ مجرم کی سزا کو اوسکے بدلے اگر کوئی دوسرا شخص آپ قبول کرے تو جائز ہے اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ باپ کی سزا کو بیٹے نے اپنے اوپر لیکر باپ کو رہائی دلوائی ہے اور تھوڑے دن کی نقل ہے کہ ایک ختائی کو جو حقیقت مین مجرم خطاکار تھا تلوون کی سزا دیجاتی تھی کہ اتنے مین اوسکا بیٹا پانچ یا چھ برس کا یکبیک آپہنچا اور اوس حال کے دیکھتے ہی بیتاب ہوکر فریاد اور غل مچایا کہ باپ کی سزا مجھے دو اور اوسکی عوض اگر تمہارا جی چاہے تو ذبح کرو اور اپنے باپ سے لپٹ گیا اور مار کھانے نہ دیا اور حاکم سے کہا کہ نہین صرف پچاس ضربین مارنے سے مطلب ہے پس جسقدر باپ کیواسطے تجویز ہو مجھے مارو لیکن باپ کو چھوڑ دو غرض اوس بچے کی محبت اور جرأت کی قدر دانی حاکم نے کی اور اوسکے باپ کو فوراً رہائی بخشی اور فغفور نے جب یہ ماجرا سنا اوس لڑکے کو بلوا کر بہت پیار کیا اور بادشاہی مکتب خانے مین اتالیق معتبر کو سونپا اختیار فغفور کو ہے کہ جس مجرم کو چاہے معاف کرے لیکن حکما نے یہ اجازت دیکر پھر یہ حکم کیا ہے کہ اسطرح کا رحم بہت کم کرنا چاہیے

اور اوسکی وجہ کو بوجہ احسن سعدی نے لکھا ہے * رباعی پسندیدہ است بخشایش ولیکن * منہ بر ریش خلق آزار مرہم * ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار * کہ آن ظلم است بر فرزند آدم * لیکن اگر کسی بڈھیا کا صرف ایک ہی بیٹا رہے کہ اوسکی ضعیفی کا تکیہ ہووے یا کوئی بزرگ زادہ کہ جسکے باپ نے نام پیدا کیا ہو اور وہ چشم وچراغ دودمان و وارث اپنے خاندان کا ہو کہ جسکے مرنے سے اُسکا گھر اندھیرا ہو جاوے تو ایسے ایسے مقام پر فغفور کو جب عرضی گذرتی ہے تو معاف ہو جاتا ہے لیکن اگر ایسا اتفاق ہووے کہ مقتول اپنے گھرانے کا یکتا اور قاتل بھی اپنے خاندان کا رئیس ہو اس حال مین قصور کو درگذر نہین کرتے کیونکہ انصاف اور عدالت کا مقتضا یہی ہے کہ ظالم کا حال مظلوم سا کیا جاوے * * * * * * * * * * * * *

نوان باب

بیان مین معرفت حق پدری اور مادری کے اور تہذیب نفس اور تدبیر منازل اور سیاست مدن کے

ہر اقلیم مین دیوانی امور کے قوانین ہین تا کہ ہر شخص کو حق و ناحق کی شناخت ہووے اور قتل و سیاست کے باب مین آئین ہین تا ہر شخص کو کسب رذائل کے نتیجے دریافت کرنے سے عبرت ہووے اور تیسری قسم کا دستور العمل بجز ختا کے اور کہین نہین کیونکہ وہان حق پدری و مادری بھی مثل قانون کے بلکہ مذہب کا رکن اور دنیا و عقبی کی بہتری کا وسیلہ سمجھا جاتا ہے اور اوس مملکت کی بزرگی اور پایداری کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ تہذیب نفس اور تدبیر منازل اور سیاست مدن کا کمال اوسی ملک پر ختم ہے اور ظاہر ہے کہ جس ملک کے رہنے والون کے آثار و افعال تمام حکمت عملی ہون تو اوس ملک کا نتیجہ سوا ترقی اور آبادی اور پایداری اور استواری کے کیا کیا مترتب ہوگا اور مخفی نرہے کہ ختا مین والدین کے حق کی معرفت اور فرزندون کی اطاعت اور محبت ہزارون برس سے چلی آتی ہے اور حالانکہ کئی بار ایسے بلوے ہوے کہ شاہنشاہ کا خانوادہ بالکل مستاصل کیا گیا اور دوسرا وارث تاج وتخت کا ہوا اور پہلے دفعہ قبلا خان قوم مغلیہ تاتار کے سردار کی ایسی یورش اوس ملک پر ہوئی کہ سو برس تک اوسکی اولاد نے ختا مین شہنشاہی کی

اور حالانکہ بعد سو برس کے جب ختائیون نے بلوائے عام کر کے مغلون کو نکالا اور اپنے ملکیون مین سے پھر پادشاہ بنایا بعد اوسکے ایک سو چہتر برس ہوے کہ پانچو تاتار کے سردار نے تخت ختا کو چھین کر اپنی سلطنت کو قائم کیا چنانچہ آجتک اسکے گھرانے مین سلطنت و فرمانروائی قائم ہے باوجودیکہ یہ سب کچھ ظہور مین آیا اور دفتر کا دفتر پریشان ہوگیا لیکن جسطرح سے پانی کا سیلاب آتا اور بہ جاتا ہے اور زمین جیسی تھی ویسی رہتی ہے اوسیطرح سے ختا مین باوجود کئی بار کے تفرقہ کے قدیم رسومات و دستورات جو بیخ و بنیاد سلطنت ہین اون مین کبھی فرق نہ آیا اور تاتاری جو آئے باوجود اسکے کہ مالک ہوے اور چاہتے تو اصلی باشندون کے درمیان اپنے اطوار و رسومات جاری کرتے اور کوئی وجہ نہ تھی کہ مغلوب غالب کی سی نہ کہتے سنتے کیونکہ فحوائے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِم اس امر مین ناطق صادق ہے لیکن قبلا خان مغلیہ تاتار کے سردار نے اور چنگی خان مانچو تاتار کے فرمان فرمانے بھی ختا کے رسومات اور دستورات کو ایسا بہتر جانا اور اپنی حکومت کا قیام اسطرح پر اونکی موافقت سے متعلق سمجھا کہ غالب اور مغلوب جن مین مارگزیدہ اور آزار دہندہ کی نسبت ہوتی ہے مثل شیر و شکر کے مل گئے یہان تک کہ اگر ختا مین اصلی باشندون اور تاتاریون مین تمیز کرنی چاہیے تو کیا مجال بلکہ محال ہے الغرض جہان اور دستور ختائیون کے اہل تاتار نے اختیار کیے ہین افضل اور مقدم اونکا حق شناسی والدین کو ملحوظ رکھنا ہے اور جو کہ راقم نے اس باب کے عنوان مین لکھا ہے کہ حکمت کی تینون قسمین تہذیب اخلاق اور تدبیر منازل اور سیاست مدن ختا پر ختم ہے سبب اسکا یہی ہے اسواسطے اوسکے لیے دلیل و برہان کی ضرورت نہین ہے اور معلوم کیا چاہیے کہ سلب رذائل اور کسب فضائل سے تہذیب نفس حاصل ہوتی ہے اور جس قوم مین فرزند کے حق مین حق گذاری والدین کی دفتر سعادت و کرامت کا جز اعظم ہے یہان تک کہ فرزند کو لازم ہے کہ اپنی تمام حرکات و سکنات کو بزرگوارون کی مرضی پر منحصر رکھے اور اوسکو اس سے چارہ نہووے تو ممکن نہین کہ وہان رذیلت کی عادت ہووے اور حالانکہ دنیا مین بعضی بہائم مثل انسان کے اپنے فرزندون کو چوری اور اپنی شرارتین سکھاتے ہین لیکن اکثر

یونہین ہے کہ والدین اگرچہ خود بڑے ہووین لیکن اپنی اولاد کو حتی الامکان آپ سا نہین ہونے دیتے کیونکہ قاعدہ دنیوی متعلق فضیلت محبت سے یہ ہے کہ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اپنے پیارے علی الخصوص کہ آوازہ فرزند دلبند کے آفرین نہ نفرین کا زبان خاص و عام پر جاری رہے علاوہ اسکے عادت طبیعت ثانی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس ملک مین آبادی دنیا سے آج تک کروڑون خلقت افراد انسانی کے ہر فرد بشر کا بادشاہ سے غلام تک یہی دستور چلا آتا ہو کہ اپنے والدین کی اطاعت کو ہر امر مین مقدم سمجھے وہان کے لوگون مین رذائل اور عیوب بہت کم ہوتے ہین سے ختا کے حکما قدیم نے والدین کی قدر کرنے کے باب مین رشتہ تقریر مین عجب خوبی سے گوہر نصیحت کو پرویا ہے اور اون بزرگوارون کے ایک قول کے معنی یہ ہین کہ جو فرزند اپنے والدین کی اطاعت کا دم بھرتا ہے وہ اگر اون سے جدا بھی ہو تو اونکو اپنے نزدیک بلکہ اپنی آنکھون کے سامنے سمجھکر حاضر و غائب اونکی نصیحتون پر عمل کرتا ہے اور اوسی ایک حال پر رہتا ہے اور دوسرا ایک قول کا ترجمہ اگرچہ طول ہے لیکن اوسکے مطلب کا لبّ لباب راقم نے یہ نکالا ہے کہ فرزند مثل پروانے کے اور والدین مانند شمع کے اور جسطرح سے پروانہ شمع کی پشت در دو دونون کو یکسان جانکر محبّت کے دائرے مین مرکز کے مانند ایک حال پر رہتا ہے اسیطرح سے والدین کے حضور اور غیبت مین فرزند سعید کی الفت اور اطاعت کا ایک سا حال ہوتا ہے اور ایک حکم یہ ہے کہ جب والدین کے گھر مین رنج ہووے تو بیٹا نہ کسیکو مدعو کرے اور نہ آپ دعوت مین جاوے اور جب کہ بیمار یا کسیل مند ہووین تو فرزند پر خواب و خور حرام ہووے سوا اسکے بسبب حکم حکما کے یہ رسم ہے کہ فرزند ختا شام و سحر والدین کے رہنے کی جا پر جاکے اپنی آنکھون سے دیکھتا اور کانون سے سنتا ہے کہ اونہین کس چیز کی ضرورت ہے اور قبل گھر سے باہر جانے اور بعد پھر آنے کے ہر شخص کو واجب ہے کہ اپنے والدین کو رسم ملک کے موافق سلام کرے اور آداب بجالاوے اور خیر و عافیت پوچھے الغرض یہ ایک حکم عجیب حکما ختا کی نازک خیالی پر دال ہے کہ فرزند کو لازم نہین کہ اپنے والدین کے آگے بڑھاپے کا ذکر کرے چونکہ حکما ختا اپنے کسی قول مین وجہ اسکی کچھ علی

کبھی بیان نہین کرتے اور صرف ایک سخن مین مختصر کرا وسکو قاعدہ کلیہ سمجھا چاہیے زبان سے نکالتے ہین اور ہر شخص اپنے مذاق کے موافق اوسکی شرح کر لیتا ہے جسطور سے موتی کے دانے اپنے اوصاف کے بیان مین گونگے ہین اور خواہندہ و جوئندہ کی قدر دانی پر اونکا مول موقوف رہتا ہے اس لیے راقم نے اس فقرہ لطیف کے یہ معنی اپنی عقل کے موافق پیدا کیے ہین کہ بڑہاپے کا ذکر لب گور کا تذکرہ ہے اور اندہے کوے کا نام کوئی کبھی چاہ سے نہین سنتا ہے چنانچہ مثل مشہور ہے * پیری و صد عیب چنین گفتہ اند * اہل خرد در ثمین سفتہ اند * اس لحاظ سے اوس موسم خزان کا ذکر زبان پر لانا غنچہ دل کو خار خار کرنا اور آزار دینا ہے * جب ہتھیلیان پہوٹ گئین اور آنکہین تر ہو کے بہنے لگین سینہ دبلا اور پیٹ موٹا ہوا حرص کی آگ دل مین بھڑکی اور ساتھ ہی اوسکے مایوسی کی سردی عضو عضو مین پھیلی اور جسوقت بیماری پیش خدمت ہو کے آئی اور بیداری خواص ہو کے سرہانے بیٹھکے سر دابنے لگی اور بیقراری پائینتے کیطرف چپکی ہو بیٹھی فکر نے قصہ خوانی شروع کی اور ہوا و ہوس پنکھا کر کے جگر کی گرمی دور کیا کرتی زیادہ تر حسن آشتی پر صاعقہ بیقراری کا گرتا ہے اسی کو پیری کہتے ہین چنانچہ نظامی گنجوی کہ گنجہ سخنوری تھا فرماتا ہے

بیت دریغا کہ عہد جوانی گذشت * جوانی مگو زندگانی گذشت * الغرض ایسے وقت کا ذکر کرنا حقیقت مین باعث ملال و افسردگی اور خلاف راحت و عشرت زندگی ہے کیونکہ ذکر رنج کا نصف رنج ہے جیسا ذکر عیش نصف عیش مشہور ہے اور غمگسار وہی ہے جو رنج کو بھلا دے نہ کہ یاد دلاوے * چنانچہ مین ہزارون کتابین والدین کی اطاعت کے باب مین لکھی گئی ہین اور اون نصیحتون کی اگر صرف فہرست لکھی جاوے تو ایک دفتر ہووے لیکن ایسی تحریر کے پڑھنے مین زیادہ اوقات صرف ہووے اور جاہل کے واسطے تفسیر چاہیے اور عاقل کو یہ اشارہ کافی ہے کہ جو قواعد و آداب عزت و حرمت والدین کے باب مین مرقوم ہین اونمین کوئی بات فروگذاشت نہین ہوئی اور تعظیم و تکریم کرنے اور بعد ذات پروردگار کے اون کے بزرگ جاننے مین کوئی نکتہ فروگذاشت نہین ہوا اور ہر مدرسے مین اس مقدمے کا درس

برسون رہتا ہے اور تا وقتیکہ طلبا آمین امتحان کامل نہین دیتے دوسرے علم کیطرف رجوع نہین کر سکتے ہین
اور یہ کچہ علم بے عمل نہین کیونکہ ملاحظہ کیا چاہیے کہ خود فغفور کسطرح پر عامل ہوتا ہے * بعد صبح صادق کے
ہر روز درباری امرا چہوٹے بڑے دیوان عام مین حاضر ہوتے ہین اور فغفور کے تخت کے سامنے دو رویہ اپنے اپنے مرتبے
کے موافق کہڑے رہتے ہین اور جلوخانے مین نشان اور سارا سامان تتبہ شاہنشاہی کا موجود رہتا ہے اور جسوقت فغفور
اپنے محلسرے سے برآمد ہوتا ہے مجرائی سب مجرا کرتے ہین اور وہ ہوادار پر سوار ہو کر اپنی مان کے سلام کو جاتا ہے
جب باہر کی صدر ڈیوڑہی پر پہونچتا ہے سواری سے اوتر کر پیادہ پا اندر کی طرف قدم بڑہاتا ہے دوسری
ڈیوڑہی پر ارکان دولت فغفور کا ساتہ چہوڑ کر اپنے اپنے درجون پر کہڑے ہو جاتے ہین اور جب
فغفور آگے بڑہا تیسری ڈیوڑہی تک عزیز اور اقربا ہمراہ ہوتے ہین چوتہی پر جب پہنچا اسکے
دروازے پر کہڑا ہو کر خواجہ سرا کی زبانی والدہ کی حضور مین عرض کرتا ہے کہ فدوی مجرے کے لیے
حاضر ہو کر امید سرفرازی کی رکہتا ہے اوسوقت اوسکی مان تخت پر جلوس کر کے پروانگی حاضر
ہونیکی دیتی ہے اور جو نہین پردہ اوٹہا اور فغفور سامنے آیا خواجہ سرا جو داروغہ دیوانخانہ ہے
باواز بلند پکارا کہ سجدہ کرو فغفور سننے کے ساتہ ہی والدہ کے مقابلے مین تین سجدے متواتر کرتا ہے
اور اپنی اپنی جگہون پر اقربا اور وزرا باہر کی ڈیوڑہیون پر تین دفعہ سجدے مین آتے ہین اور جب
یہ تین سجدے ہو چکے میر بار یعنے داروغہ دیوانخانہ پکارتا ہے کہ اوٹہو اور آگے بڑہ کے پہر تین
دفعہ سجدہ کرو اوسوقت فغفور گردن نیچی کیے ہوے اوٹہتا اور تین قدم آگے بڑہکے پہر تین سجدے
بجا لاتا ہے اور تیسرے سجدے مین سر زمین پر سے نہین اوٹہاتا جب تک کہ میر بار نہین پکارتا کہ
اوٹہو اور آگے بڑہکے پہر تین دفعہ سر کو زمین سے لگاؤ یہ سنتے ہی فغفور اور اوسکے عملہ جلوس اپنی
اپنی جگہ پر سجدہ کرتے ہین اور سجدے کیوقت خواجہ سرا بیگم کے حضور مین دوسری عرضی اس
مضمون کی دیتا ہے کہ شاہزادے کو اب رخصت عنایت ہو اوسوقت وہ اوٹہکر اندر جائے
اور فغفور سجدہ گاہ سے سر اوٹہاکے اپنی والدہ کے خالی تخت کی طرف منہ کیے ہوے پس پا
پہر کر ڈیوڑہی سے باہر نکلتا ہے اور سب اقربا ساتہ ہوتے ہین بعد اوسکے امرا اور وزرا شامل

ہوکر باہر آتے ہین اور جب تک فغفور پہلی ڈیوڑہی کے باہر نہین پہنچتا پیادہ پا رہتا ہے
غرض جب فغفور اپنی ماں کے حضور سے رخصت ہوتا ہے اوسکی بیاہتا بی بی اپنے سامان کروفر
کے ساتھ ساس کے حضور مین مجرے کو حاضر ہوتی ہے اور اوسی طور پر سجدہ کرتی اور بعد اوسکے
اور بہوٴین اور حرمین اور خواصین محل کی اور مستوراتین اپنے اپنے مرتبے کے موافق آتین اور سجدہ
کرکے جاتین ہین اور جسوقت عورتین سلام سے شرفیاب ہوتین اور اس سعادت خاص سے
سعادت دارین حاصل کرتین ہین اسی عرصے مین فغفور اپنے تخت پر جلوہ فرما ہوتا اور اقربا اور
امرا درجہ بدرجہ مجرا کرتے ہین الغرض جب ملک مین خود بادشاہ اپنی والدہ کی اگر جیتی رہی یا کہ
اوسکے باپ کی پہلی بی بی جو ہووے اوسکا اسطرح پر احترام کرتا ہے تو رعیت کو بھی اوسیطرح
لازم ہے کیونکہ الناس علی دین ملوکہم ایک اور دستور ختا مین ہے کہ اوسکے باعث سے باپ
اور ماں کی تعظیم اور تواضع کا آوازہ ہر ملک مین پہونچا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے بیٹے نے نام
نشان پیدا کیا اور کوئی منصب اوسکو ملا اور اوسکا باپ زندہ ہے تو امرا مین داخل کیا گیا اور
بیٹے کے لیے جو خطاب مناسب ہے اسو باپ کو ملا اور اگر فوت ہو گیا ہو تو لوح مزار کو بدل دیتے
ہین چنانچہ ایک نقل ہے کہ زمان قدیم مین نیچوآن کسی مرد غریب اور گمنام نے جب فوت کی
اوسکے بیٹے نے فغفور وقت کے حضور مین درخواست دی اور اپنے والد کے لیے خطاب
چاہا اگرچہ باپ کا کچھ حق سرکار مین نہ تھا لیکن بیٹے نے بہت خدمتین کی تھین اور جبکہ بادشاہت
اوئی مین کہ منجملہ کئی سلطنتون کے تھی جو اوس ایام مین ملک ختا مین قائم ہوئی تھین سخاوت
وجراٴت اور عدالت اور حکمت کے سبب سے منصب وزارت کو حاصل کیا تھا اور قحط مین ایک دفعہ
لاکھون من اناج اپنے مال سے غریبون کو کھلایا تھا اور جبکہ سلاطین اطراف نے متفق ہوکر
ایکبار اوسکے خاوند کے ملک پر یورش کی تھی اوس وزیر نیک تدبیر نے خاوند کی خیرخواہی
مین اپنی جان اور عقل ایسی لڑا دی تھی کہ اوسکی بادشاہی بچ گئی غرض چونکہ ان نیکنامیون
کے سبب سرکار شاہی مین اوسکا بڑا حق تھا اس لیے جب کہ اوسکی درخواست اوسکے والد

کے باب مین گذری فغفور کے حضور سے ختائی زبان مین اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ
جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے برخوردار نیک کردار یاد رکھو جسوقت کہ قحط نے اوس کی بادشاہی
کو ویران کیا تھا اوسوقت تمہارے باپ نے بھوکھون کو کھلایا اور پیاسون کو پلایا تھا
اور نہایت سخاوت ظاہر کی اور جب وہ بادشاہی ظالمون کے ظلم سے قریب تباہی کے تھی
تمہارے باپ نے ایسا بندوبست کیا کہ اوسکے خاوند کا تخت و تاج قائم رہا اور جسوقت سے
سلطنت اوس کے انتظام کی لجام تمہارے باپ کے ہاتھ مین آئی ایسے قوانین جاری کیے
اور اس سطر سے صغیر و کبیر اور امیر و فقیر کو آرام پہنچایا اور اطراف و جوانب کے بادشاہون
سے ایسا اتحاد پیدا کیا کہ اونکی دوستی اور صلح کے سبب سے سب کو فائدہ عام پہونچا الغرض
ان سب خدمتون کے لحاظ سے تمہارے والد مغفور کے لیے ہمارے حضور سے داتا
نیک کردار اور نمک حلال کا خطاب عطا کیا گیا * لطیفہ یہ ہے کہ یہ تمام نیکیان جو بیان
ہوئین بیٹے نے کی تھین اور باپ بیچارہ ایک شخص گمنام محض تھا اس فرزند رشید کی بدولت
نام اوسکا روشن ہوا اگرچہ یہ دستور کہ بیٹے کی نیکنامی سے باپ کی ناموری ہو بادی النظر
مین اقتضائے انصاف سے بعید معلوم ہوتا ہے لیکن غور کرنے سے راقم کی دانست
مین یہ نکتہ پیدا ہوا کہ حکما کو اس دستور سے یہ منظور تھا کہ باپ اپنے بیٹے کی تربیت جی
لگا کے کرے تا کہ اوسکے وسیلے سے دونون کو سرخروئی حاصل ہووے اور دوسرے
یہ کہ خاص و عام پر ثابت ہو کہ باپ کا ایسا مرتبہ ہے کہ بیٹے کی نیکی اوسی کی طرف عاید ہوتی ہے
اور نیک تربیت کا ثمرہ اچھا ہوتا اور اس امر کے بانی کو فائدہ عظیم پہنچتا ہے جس طرح سے
کھیت کا محاصل زراعت کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے اور درختون کو کچھ فائدہ اپنی
بارآوری سے نہین ہوتا ہے بہر حال جس نظر سے دیکھیے یہ دستور فائدون سے خالی نہین ہے
حکیمون نے جو ایک حکم دیا ہے اوسکے تعمیل مین قصور و فتور کمتر ظہور مین آتا ہے کہ صبح صادق
سے قبل لڑکے اپنے والدین کی آرام گاہ مین جاتین اور اونھین اوٹھا کر ہاتھ منہ دھلاتین

اور ضروری خدمتین کرین اگر اور اقلیمون کے دستور کے موافق ختا مین بھی ہوشیار بیٹے کا
گھر باپ سے جدا ہوتا تو اس حکم پر عمل کرنا دشوار ہوتا لیکن اس ملک کا قاعدہ کلیہ ہے کہ اکٹھی
گھر مین پشت بہ پشت گذر جاتی ہے اور بزرگ خاندان جو زندہ رہتا ہے سارے گھر پر حکم
کرتا ہے اور اوسکی حد کے باہر زمین اور آسمان ٹلے تو ٹل جاے لیکن اوس چار دیواری کے
اندر چاہیے کہ تنکا ہلے کیا مجال بلکہ محال ہے اور جہان یہ قیدین اور ایسا بند و بست و ضبط
و ربط خانہ بخانہ ادنی و اعلی امیر و فقیر سبکے یہان ہووے اوس مقام مین بدی کا آنا تصور مین نہین آتا
دوسرے ملکون مین لڑکے بالے اٹھارہ بیس برس کے جب ہوتے ہین بالغ کہلاتے اور بعد اوسکے
جو چاہتے ہین سو کرتے ہین اور اپنے نفع و نقصان کے مختار ہوتے ہین چنانچہ اپنے ماں باپ سے
جدا ہو جاتے ہین اور اون مین سے ہزارون ایسے بے سعادت ہوتے ہین کہ والدین کی نصیحت
ہزل جان کے اوسپر ہنستے ہین برعکس اوسکے ختا مین لڑکا اگرچہ سو برس کا کیون نہو جاے
باپ مان اور قرابت کے بزرگوارون کی حیات مین کبھی بالغ نہین کہلاتا ٭ غالب کہ اب اس
گمنام کے کلام سے وہ دعوی لا کلام اثبات کو پہنچا کہ ختا مین بسبب طاعت والدین کے تہذیب
نفس حد کمال کو پہونچی ہے کیونکہ اس سے زیادہ کوئی امر صاف و عیان نہین ہے کہ جہان پر
ہر گھر مین لڑکا بچپن سے بڑھاپے تک تابعدار اور فرمانبردار بزرگون کا ہے اور اون لوگون
کے ساتھ ایکہی گھر مین اونکی آنکھون کے سامنے عمر صرف کر دے تو غالب یہی ہے کہ اوس سے
کبھی کوئی بدی پوشیدگی مین بھی نہ کیجائیگی اور جب تک کوئی حرکت معیوب کی عادت نہین ہوتی
بدیون کے ساتھ اور رزائل مین داخل نہین ہو سکتی اس لیے یہ کہنا مبالغہ نہین کہ بہ نسبت اور
ملکون کے ختا مین خطا کم ہوتی ہے اور یون کون سا بشر ہے جو خطا و نسیان سے خالی ہے
علاوہ اسکے جس جگہ بدی سے لوگ اسطرح محفوظ رہین اور علم کا ایسا چرچا ہو کہ آج خاص ملک ختا
مین کروڑون باشندون مین شاید لاکھ آدمی بھی جاہل مطلق نہین ہونگے پس تہذیب نفس
اگر وہان نہین ہے تو سارے جہان مین پھر کہان ہے اور یہ امر چونکہ صرف اسی تقریر سے

عاقل کے نزدیک ثابت ہے زیادہ کوئی کچہ ضرور نہین + دوسرا قول اس ہیچمدان کا یہ ہے کہ
تدبیر منزل ختا کے برابر کسی ملک مین نہین ہے اور منجملہ کہی سببون کے بڑا سبب والدین کی
اطاعت ہے کہ اوسکے وسیلے سے تدبیر منزل نے وہان خوب رونق پائی ہے اور اسکی دلیلین
اس کثرت سے ہین کہ گنجایش اوسکی اس کتاب مین نہوسکے اور سیاست مدن بھی اسی رسم کی بدولت
ساتہ کمال انتظام کے منتظم ہے ان دونون امرون کو ایک ساتہ ثابت کرنا انسب ہے سمجھنا
چاہیے کہ جسوقت حکماے ختا نے گھرانے کے بزرگ کو اپنے لڑکے بالے اور نوکر چاکر کے اوپر
حاکم کیا تو اوس گھرانے کی نیکی اور بدی کی جوابدہی بھی اوسی شخص سے متعلق رکھی اور جسوقت
اطاعت بزرگون کی خردون پر سب سے پہلے واجب ہوئی تو پھر یہ دوسرا امر بھی سہل ہوا اور پیشہ
سے ختا مین اسطرحکی ذمہ داری رئیس خانہ سے متعلق رہی ہے اور ہر محلہ مین ایک شخص میر محلہ
ہوتا ہے جسطرح سے ہندوستان اور بنگالے کی ادنی قومون مین ایک شخص چودہری کے
لقب سے مشہور ہے اور اوسکو اختیار ہے کہ اگر کوئی حرکت کسی فرقے سے اوسکے پیشے
کے خلاف صادر ہووے تو مجرم کا حقہ پانی بند کر دیوے الغرض مملکت ختا مین میر محلہ سے
تمام محلہ کی خیر و عافیت کی کیفیت حکام شہر کے حضور مین پہنچتی ہے اور اوس شخص معتبر کو اختیار
ہے کہ اگر اوسکے محلہ مین کوئی اجنبی آن کر کسی کے گھر اوترا تو اوسکے وطن اور بود و باش اور نام
و نشان کی تفتیش کرنی واجب ہے اور اگر تحقیقات مین کچہ شبہہ واقع ہو تو تھانہ دار کے حوالہ
کر دے اور نظر بند رکھے جب تک کہ اوس شخص کے آنیکا سبب اور وطن خاص کے چھوڑنے
کی وجہ کماحقہ دریافت نہو یہ دستور اور ملکون کے لوگون کو ناگوار معلوم ہوویگا لیکن ختا مین اسکا
خیال کوئی نہین کرتا کیونکہ ختائیون کو حب وطن بہت ہے اور اونکو اپنے بزرگوارون کے
مزارون سے نہایت محبت ہے کبھی کوئی اوس زمین سے اپنی خوشی سے ترک وطن اختیار نہین کرتا
اور اگر کسی شخص نے کسی سبب سے ایسا ارادہ کیا بھی تو لوگ اوسکے مانع ہوتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ
تم اپنے بزرگوارون کو چھوڑ چلے اور یہ تمکو منظور ہوا کہ اونکے اصلی گھر برباد اور ویران ہوجاوین

اسواسطے اجنبی کو جب دیکھتے یہی خیال کرتے ہین کہ اس شخص نے مفارقت وطن کی بے سبب
اختیار نہین کی میر محلون کو اس امر کی تاکید ہے سوا اسکے اگر محلے مین بدکاری یا جوکہ بدمضمون
کی جگہبٹ کے لیے موضوع ہے کسی جگہ پر ہوا تو فوراً مجلس کو برہم اور صاحب خانہ کو قید کرنے کا
میر محلہ کو اختیار ہے الغرض ہر گھر اور ہر محلے کا ضبط و ربط یونہین ہے اور رئیس خانہ اور محلہ
کے اوپر کوتوال اور حاکم شہر معین ہین اور انکی کیفیت ماہانہ چین کے صدر محکمون مین لکھی
جاتی ہے اور اگر زیادتی تقصیرون کی معلوم ہوتی ہے تو فغفور کی درگاہ سے عتاب آتا ہے
اب منصفی کرنی چاہیے کہ میرے دونون قول اسی ایک بات سے ثابت ہین کہ اور ملکون
مین دستور ہے کہ مجرم کو سزا دینی کافی ہے اور کچہ ایسی تدبیر نہین ہوتی کہ جس سے جرم کرنیکی
راہ بند ہووے غرض ختا مین تکلف ہے کہ مرغ ختا کو ہمیشہ بے بال و پر رکھتے ہین او جہان
اوسنے ذرہ سا اوڑنے کا قصد کیا تو مقراض سیاست نے فوراً اوسکو لنڈورا کر دیا اور یہ مبالغہ
نہین کیونکہ جس صورت مین ہر خانہ کی نیکی اور بدی صاحب خانہ سے پوچھی جاے اور ہر محلے کی
جوابدہی میر محلہ سے متعلق رہے تو بدی کرنیکی فرصت کب کسیکو ملے اور چین کے بادشاہون نے
ہمیشہ اوس سال کو کہ جسمین مجرم کم سزا پاتے ہین اپنے اعمال نیک مین گنتے ہین اور خوشیان
کرتے ہین اور تکلف ہے کہ اس نظم کامل کو حکماے ختا نے صرف دو لفظون پر جنکا ترجمہ اطاعت
بزرگواران ہے منحصر کیا ہے اور اونکے دوسرے قول کا یہ ترجمہ ہے کہ زمین اور آسمان
دو قوتین مؤنث اور مذکر ہین اور ان دونون کے باعث سے موجودات کی بنا ہے اور جس وقت
کہ پہلے زمین و آسمان ملے اور جدا ہوے تو اونکا پلوٹہا بیٹا ختا کا پہلا شاہنشاہ ہوا اور پو انکوی
کہلایا اور اس قرار سے فغفور خداوند عالم کا بیٹا ہے اور فغفور کے لڑکے بالے ختائی رعایا ہین
اور جیسا کہ بڑے بیٹون کو خردون پر بزرگی حاصل ہے ویسا ہی حکام شہر اور دوسرے اہل سلطنت
مانند ہین فغفور کے بیٹے اور دوسرے رعایا کے بڑے بہائی اور اس سبب سے قابل قدر و منزلت
کے ہین ٭ سبحان اللہ حکماے ختا نے ان دو لفظون پر کس انتظام کی بنا کی ہے اور اپنے

ملک کو زوال و انتقال سے محفوظ رکھا ۔ خطا کی سیاست مدن کو زیادہ ثابت کرنا ضرور نہین
عرض کوئی نکتہ گذارش کیا چاہیے تا یہ نہ گمان ہو کہ راقم وہان کے اوصاف مین مبالغہ کرتا ہے
اگلے زمانے مین جب خطا مین اصلی فغفور تھے اتنا انتظام نہین تہا جو تاتار کی وقت سے ہوا ہے
اور جب سے یہ آئے ہین اصلی خطائی کو ہمیشہ اپنی قوم پر ترجیح دیتے ہین اور حال یہ ہے کہ اگر دو
مانند رین ایک تاتار اور ایک اصلی خطائی دونون ایک ہی قصور کرین تو تاتار کو خطائی سے دہ گونہ
زیادہ سزا ملتی ہے اور قابل غور ہے کہ کس عقل و دور اندیشی بلکہ انصاف کا یہ منشا ہے اور
ملاحظے مین آیا ہوگا کہ کس حکمت سے ہر گہر کے مالک کو جواب دہ اپنے گہر کے اندر کی نیکی و بدی کا
کیا گیا اور ہر محلے کا مالک اور اوسکی نیکی اور بدی کا جواب دہ میر محلہ مقرر ہوا اور ہر شہر کا مالک
اور اوسکی نیکی اور بدی کا جواب دہ حاکم شہر ہے اور ہر صوبے کا مالک اور اوسکی نیکی و بدی کا
جواب دہ اوسکا ناظم ہے جب یہ حال ہے کہ جس گھر مین جو رئیس ہے وہ اپنے احاطے مین
حتی الامکان برائی نہین ہونے دیویگا اور نہ میر محلہ اپنے محلے مین اور نہ حاکم اپنے شہر مین اور
نہ ناظم اپنی قلمرو مین پس جس اقلیم مین اسطرحکی سلطنت ہو وہان اگر تہذیب نفس و تدبیر منزل
اور سیاست مدن نہو تو گویا حکمت کا وجود معدوم ہے ۔ بندے نے یہان تک اس باب کو
لکھا تھا کہ اہل ہند سے ایک دوست صادق اور محب واثق راقم کی ملاقات کو آئے اور پوچھنے
لگے کہ کس شغل مین اوقات کٹتی ہے تب راقم نے اونکو یہ بات سنائی چونکہ طالب العلم تھے اس امر
مین اونھون نے تقریر کی کہ آپنے چند باتون کے سبب سے خطائیون کی سلطنت پر تینون باب
حکمت عملی کے ختم کر دیے اور یہ نہ سمجھا کہ صاحب اخلاق جلالی و ناصری اور دوسرے حکما تہذیب
اخلاق اور تدبیر منزل اور سیاست مدن مین کیا فرماتے ہین یہ کہتے ہی وہ عزیز سادہ لوح سیدھے
اپنے مکان کو چلے اس ارادے سے کہ حکمت کی کتابین لائیے اور اس انگریز سے مقابلہ
کیجیے اسپر عاصی نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ قبلہ ذرہ سا تامل فرمائیے اور پہلے میری کچھ سن لیجیے کہ
آپکو بہتر معلوم ہے کہ بندہ نہ عالم نہ منطقی نہ حکیم ہے کہ آپ سے فیلسوف کا مقابلہ کرے

غرض بقول عوام کے کیسے تو سہی کہ جب دیار مین درخت نہین اُنہنے کو کیا کہتے ہین اونہون نے
ہنس کر جواب دیا درخت تب مین نے کہا کہ سبحان اللہ کیا خوب آپنے فرمایا اب ارشاد ہو کہ کس
اقلیم مین اتنا بھی بند و بست اور حکمت عملی کی اتنی بو باس پائی جاتی ہے جسقدر مملکت ختا مین
بندے کے بیان سے ظاہر ہے اگر ہے تو حقیر کے قول کو باطل کیجیے ورنہ اسکو غنیمت جانیے
کہ چھتیس کرور آدمی کے گروہ مین اتنی بھی تہذیب اور مدبری ہے سوا اسکے ملاحظہ فرمائیے
کہ ایسی بڑی سلطنت کو اتنی قدامت جس باعث سے ہوئی اوس سبب کی بڑی قدر کیا چاہیے
اور تیسرے یہ کہ حکمت کا علم جنکو ہے وہ خود اوسپر عمل نہین کرتے چہ جائیکہ چھتیس کرور بُت پرست
حکمت کامل کے عامل ہوویں چوتھے یہ کہ حکماے عیسوی مذہب مسلم اور ہنود کے قول پر اونکے
پیرو مین سے ہزار آدمی عمل نہین کرتے ہونگے برعکس اسکے ختا مین اکثر لوگ حتی الامکان اوسی
راہ پر ہین جو اوس ملک کے قدیم حکمانے نشان دی ہے * اس سطور کی جب تقریر بندے نے
گستاخ ہو کر اونکی خدمت مین عرض کی محجوب ہوے اور راقم نے بھی مضمون گفتگو کو اس باب
کے اخیر مین درج کر دینا مناسب سمجھا تاکہ حرف گیرون اور رشک کرنے والون کا جواب باصواب
بھی اس قصیہ کی تقریر کے شامل رہے

دسوان باب ختائیون کے مذہب اور طریقت کے بیان مین

قریب چوبیس سو برس کے ہوے کہ بُت پرستی کی بنا ختا مین ہوئی لیکن حضرت نوحؑ کے پوتون
کے ایام سے اوسوقت تک ختائی موحد تھے اور ذات واجب الوجود کو حاضر و ناظر و کریم و
رحیم جانتے تھے چنانچہ تاریخون مین اسکا ذکر ہے اور حکما اور قدیم شہنشاہون کے اقوال سے
ظاہر ہے کہ خداوند عالم کی پرستش کو وے لوگ مقدم اور وسیلہ نجات اور بہتری دونون
عالم کی سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ وہ آفرینندہ جن و انس و وحوش و طیور ہے اور کریم و
رحیم و قادر و غیور ہے اور شریک نہین رکھتا اور باقی ہے اور غیر کی فنا و بقا پر قادر اور اپنی بقا

کی لیے کسیکا محتاج نہین یعنے ذات پروردگار کی صفتون سے ادنیٰ صفت وجوب لذاتہ ہے اور تمام موجودات کی
تعریف وجوب بغیرہٖ یعنے موقوف بارتعالےٰ کی مرضی پر ہے * غرض اس اسطرح کے باتین قدیم دینی کتابون مین ہین
اور کئی ہزار برس تک اسیطرح ختائیون کا ایمان درست رہا لیکن حضرت عیسیٰ کے چھہ سو برس
پیشتر ایک شخص پیدا ہوا جسکے شاگردون سے بنا بُت پرستی کی ہوئی اور اوسکا احوال اور حقیقت اس
مبالغہ کے ساتہ لکھا گیا ہے کہ محض بعید القیاس ہے غرض مختصر یہ کہ ایک نوکر کسی امیر کا جب
ستر برس کا ہوا چاہا شادی کرے تا موت کے وقت کوئی لڑکا رہے کہ رسوم بعد مرگ کے
بجالاوے یہ سوچ کر اوس نے ایک چالیس برس کی عورت سے شادی کی غرض ایک روز اوسکی
جورو کسی گوشہ مین پڑی تھی کہ دفعتہً آفتاب کی ایک شعاع اوسپر نازل پڑی اور اوسی دن سے
حاملہ عورت کا نشان اوس مین ظاہر ہونے لگا جب ایک برس گذر گیا اور لڑکا پیدا نہوا لوگ
متحیر ہوے اور جبکہ دو برس ہو گئے وے سمجھے کہ بیماری ہوئی اور اسیطرح کئی برس جو گذرے
شوہر نے طلاق دیا اور وہ بیچاری مصیبت کی ماری جنگل کی جھربیری کھاتی جس سے نہ سیری
ہوتی اور نہ جی بھرتا تھا درختون کے تلے اوقات صرف کرتی پھرتی تھی القصہ بتیالیس برس
یوان گذر گئے اور اوس مدت کے بعد ایک بیٹا جنگل مین پیدا ہوا جسکے سر کے بال اور بدن کے
رونگٹے سب سفید تھے یہ حال دیکھکر لوگون نے اوسے لاوزی یعنے پیر نابالغ کا نام دیا جب
پڑھنے کے دن آئے آفت کا پرکالہ نکلا اور چند سال مین بالکل علوم کی تحصیل سے فارغ ہوا
اور شہنشاہ نے اوسکے علم کا شہرہ سنکر بلوایا اور اپنے کتب خانہ کا داروغہ مقرر کیا الغرض جسطرح
بھوکے کو دسترخوان چنا ہوا اور پیاسے کو سرچشمہ بھلا معلوم ہوتا ہے اوسی طرح طالب العلم
کو کتب خانہ موجب فرحت ہوتا ہے اور لاوزی کو جب کتابون کے انبار مین دخل ملا گویا کتاب کا کیڑا ہو گیا اور
چند روز مین ختا کا فیلسوف اعظم کہلانے لگا اور ہر طرف سے شاگرد رجوع لائے اور کئی کتابین اوس نے تصنیف
کی ہین غرض ان سب مین بہتر ایک رسالہ پانچ ہزار آئے کا حکمت عملی مین ہے جسکے وسیلے سے
اوس حکیم کا نام تا قیام قیامت باقی رہیگا اور مذہب اوسکا یہ تھا کہ انسان کی زندگی چونکہ

چند روزہ ہے اوسکو آرام اور خوشی مین کاٹ دینا چاہیے اور تاکہ یہ بات حاصل ہووے ترک
علائق قطعاً واجب ہے کیونکہ جب فکر اپنے کو بڑہانے یا دوسرے کے گھٹانے کی یا خواہش
روپے کی پیدا یا صرف کرنیکی دامنگیر حال رہی یا اور طرحکے دردسر مین اوقات کٹی تو عیش رخصت
ہو جاتی اور آرام روح کو جواب ملتا ہے سوا اسکے جس شے کو اہل دنیا عیش جانتے وہ حقیقت مین
آرام نہین ہے کیونکہ اچہا کہانے پینے پہننے اور دینے لینے کے لیئے فکر چاہیے اور آرام کیواسطے
فکر حرام ہے غرض ترک علائق ترک فکر ہے اور بے فکری خاتمہ عیش دنیوی کا ہے الغرض
اس طور کے مثلاً اس انسان فاضل اور درویش کامل کے تھے اور اوسکا علم عمل کے ساتھ تھا
بعد عمر دراز کے وہ مرگیا اور بعض بعض اوسکے شاگرد روپے پیدا کرنیکے لالچ سے یہ بندش
کرنے لگے کہ بالفرض اگر آدمی تمام شے سے بے فکر ہو لیکن موت کا کھٹکا نہین جانیکا اسلیئے
استاد نے اکسیر کے ایک نسخہ کا اشارہ کیا تھا کہ اوسکے استعمال سے فنا انسان کے نزدیک
نہین آسکتی تھی جب یہ بات مشہور ہوئی ایک عالم کو اسکی خواہش پیدا ہوئی خصوص امرا اور
رنڈیون کو کیونکہ جینے کی آرزو زیادہ انہین کو ہوتی ہے غرض لاکہون آدمی انسان صورت
وبہائم سیرت ان بندش بازون کے مذہب کو اختیار کرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ اوس نسخہ
بقا کا موجد خود فنا ہو گیا تو پھر اوسکے نسخے کا کیا اعتماد تھا بعد چندے کے حکیم لاوزی
کے شاگرد سب چھوٹے چھوٹے بت استاد کی شبیہ کے بنا کر بیچنے لگے اور لوگ علی الخصوص
بڑے آدمی جو اکثر چھوٹے دل کے ہین اوسکی پرستش کرنے لگے اور اس ابلہ فریبی کی
بندش کو جسقدر عرصہ زیادہ ہوا اوس مذہب کو اوسیقدر پایداری ہوئی اور جب اوس
ایام کے فغفور سب خود اوس بقا کے نسخے کے طالب ہوے اور حکیم کی شبیہ کو سجدہ
کرنے لگے تب عوام الناس صاف مغلطے مین آگئے اور یہان تک لوگ بے بصیرت
ہو گئے کہ دانشمندون کو حیرت ہوئی اور جب ایک فغفور جسکا لقب اعلیٰ تھا اوس مذہب
کی پیروی مین ہمہ تن مصروف ہوا اور ہر روز اوس اکسیر بقا کو استعمال کرنے لگا تو ایک

وزیر نمک حلال اور دانشمند کو نہایت غم ہوا اور جب کہ بادشاہ کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا اوس نے ایکروز کیا کام کیا کہ جو نہین خواص اکسیر کا پیالہ لیے حضور مین آیا اور پلانے کا قصد کیا وزیر نے فوراً اوسکے ہاتہ سے چھین کر خود پے لیا اس گستاخی پر بادشاہ کا منہ غصے سے لال ہو گیا اور طیش مین آکر جلاد کو بلوایا اس حرکت پر وزیر مسکرایا اور کہنے لگا غلام نے بقا کی دارو پی ہے تعجب ہے کہ حضور نے مار ڈالنے کا حکم دیا کیونکہ اگر خداوند کا اعتقاد درست ہے تو یہ حکم بیجا ہے اور فدوی پر کیا امکان کہ تلوار اثر کرے اور اگر آج ہی کے سانحے سے حضور نے اس مکاری کی حقیقت دریافت کی تو اتبک کچہ نہین گیا اور اب بندہ بھی یہی چاہتا ہے کہ آپ اس جان نثار کو مار ڈالین اور جب ضرب شمشیر سے سر الگ اور دھڑ الگ تڑپنے لگے دریافت کرین کہ فدوی نے جو بارہا اس مکاری کے باب مین عرض کیا درست ہے یا غلط القصہ فغفور نے اوس وزیر کی جرأت اور عقل کی تعریف کی اور عزت بڑہائی لیکن اوسپر بھی اوس کم بخت کو ہوش نہ آیا اور چند روز مین اوس نسخے کو پی پی کے اپنے کو ہلاک کیا صرف اسی ایک فغفور کی یہ نوبت نہین ہوئی بہت سے اسی بقا کے نسخے کے استعمال مین اور ہمیشہ جینے کی آرزو مین مر گئے اور اخیر کو ایسا ہوا کہ جب کسی فغفور نے شرارتین شروع کین تب خواجہ سرا اور وزرا انہین شاگردان لاؤزی مین سے کسی ایک کو ملا کر فغفور کو ایک معتاد اکسیر کی پلا کر رخصت کر دیتے تھے باوجود ان سب باتون کے کہ کئی فغفور اور ہزارون امیر اور لاکھون چھوٹے بڑے اسی اکسیر بقا کو پی کر فنا ہو گئے لیکن خاص و عام کا اعتقاد ایسا بڑہا کہ سیکڑون تبخانے حکیم لاؤزی اور اونکے خاص مریدون کی تصویرون کو رکھکر پوجنے کے واسطے تمام مملکت مین بنے اور اوس مذہب کے عالمون نے بڑے بڑے مرتبے ہوسے اور تی انزی یعنے بہشتی حکیم کے خطاب پائے ۔ اس خبط کو ختائیون کے حمق کی دلیل نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ حضرت انسان کی جبلت کا یہ خاص مقتضی ہے کہ جس طرح سے مشہور ہے کہ ایک بھیڑیا سو گدہون کو آگے رکھکر جنگل مین اکیلا لیجاتا اور ایک ایک کو گرا کے مار ڈالتا اور گدہے سب کھڑے رہتے اور چون نہین کرتے اوسیطرح سے عوام الناس کے

خراب اور بدراہ کرنیکو ایک فقرہ کافی ہے اور صرف مہوسی کو دیکھیے کہ اکثر اہل ہند کو اوسکا
کیا خبط ہے کہ ہزارون عالم اور فاضل اور ہوشیار نے اسکے شوق مین اپنا گھر بار چونکے بازونکو
کھلادیا اور کچھ نپایا غرض جبکہ صرف مال وزر کا لالچ انسان کو اتنا ہے تو اوس چیز کی جو حافظ جان
اور وافع فساد ترکیب بدن ہووے کیسی خواہش ہوویگی اس لحاظ سے تعجب نہین کہ اکسیر بقا نے
خدا کے بہت سے پاک بندون کو بہشت تک پہنچایا الغرض بت پرستی کی پہلی بنا ختا مین سطرح سے
ہوئی اور اوس درویش حکیم لاوزی کی باتون کو استادون نے شکار کی ٹٹی بناکے اور اوسکے
بیرو کہلاکے اہل چین سے یہ خطا کروائی بعد چند روز کے اوس حکیم کے قول اور نصیحت کے عوض
استادون نے تازے تازے فقرے درست کیے اور اپنے علوم مین نجوم اور رمل اور سحر
اور طبابت کو داخل کرکے ایسا حصار کرلیا ہے کہ آجکی تاریخ تک اوس مذہب کے سرگروہ کو
مانڈرین کا خطاب ملتا اور امراے کبار مین وہ محسوب ہوتا ہے * دوسرا طریق بت پرستی کا سنہ ۶۵ عیسوی
سے ختا مین مروج ہوا اور اوسکو بودہ کا مذہب کہتے ہین سنہ مذکور مین ہندوستان سے ختا مین
گیا کہ خاندان ہان سے ایک فغفور کے بھائی جسکا نام منگتی تھا اوسکو طاوسی کے مذہب کے
عالمون نے روح مقدس کی ملاقات کا امیدوار کیا تھا اتفاقاً اوس نے جو سنا کہ ہندوستان مین
بڑا دیوتا ہے جسکا نام بودہ ہے فغفور کو راضی کرکے بہت سے لوگون کو بھیجا کہ وے جاوین
اور دیوتا سے کہین کہ وہ ختائیون پر مہربانی کرے حاصل کہ جب ہندوستان مین لوگ آئے
بودہ کے خادم ایسے ملگئے کہ وے اوسکے ہمراہ ملک چین مین جانیکے مستعد ہووے غرض کہ
جب وے اپنے دیوتا کی کئی تصویرین اور مذہب کی چند کتابین ساتھ لیگئے اوسوقت بودہ کے
مذہب نے ختا مین رواج پایا اور اب ایسا پھیلا ہوا ہے کہ خاص طریقہ ایمان کا یہی ہے *
حالانکہ اسقدر تحقیقات کے ساتھ جسکا مذکور تاریخ مین ضرور ہے ثابت نہین ہوا کہ بودہ کون تھا
اور وہ کس عہد مین ہوا لیکن اغلب یہ ہے کہ ملک مگدہ یعنے صوبہ بہار مین جب گوتما کے گھرانے
کے بادشاہ سلطنت کرتے تھے اوسی ہنگام مین پیدا ہوا تھا * مرتنجے پنڈت جو علما کے

شاستر کا سرگروہ زبان حال مین ہوا اور کلکتے مین فورٹ ولیم کالج مین علم سنسکرت کا بڑا پنڈت تھا اوسکی تصنیفات سے ایک تاریخ ہنود راج بلی ہے اوسمین وہ لکھتا ہے کہ گوتما پادشاہ ہوکا گھرانا مگدہ یعنے ہندوستان کی مسند ریاست پر چار سو برس تک تھا اور اوسی عہد مین اہل دنیا کی بداطواریون کے سبب ایک فرقہ ناستک یعنے کافرون کا پیدا ہوا جسکا لقب بودہ پرست ہوا ✽ یہ عبارت پنڈت جی کی ہے اور اونکا بیان اہل سیلان اور برما اور سیام کے قولون کے موافق ہے کیونکہ وے اپنے دیوتا کو گوتما یا گودما مشہور کرتے ہین اسی لحاظ سے یقین ہے کہ یہ شخص بودہ گوتما کے خاندان سلطنت سے تھا حالانکہ کبھی تخت پر نہین بیٹھا اور کسب علوم اور مراقبے سے زیادہ شوق رکھتا تھا ✽ اوسکے باب مین اوس مذہب والے یہ مشہور کرتے ہین کہ اپنی مان کے بطن سے نکلا نہ طریق معین سے کیونکہ اور خلائق کی طرح پیدا ہونے مین اوسکی ہتک آبرو ہوتی غرض اوسکی مان فوراً مر گئی اور جتنے روز حاملہ تھی ہمیشہ یہ خواب دیکھا کرتی تھی کہ ایک سفید ہاتھی اوسکے پیٹ مین تھا اور اوسی سبب سے شاید سفید فیل کی بڑی قدر ہندوون مین ہے باوجودیکہ بیشتر لوگ انمین سے بودہ پر لعنت بھیجتے ہین لیکن اسپر بھی اوسکو دسوان اوتار سمجھتے ہین ✽ غرض پیدا ہوتے ہی بودہ اوٹھ کھڑا ہوا اور سات قدم چلکر آواز بلند سے پکارا کہ عرش اور فرش کے درمیان میرا سا نہ کوئی بزرگ نہ قابل پرستش کے ہے سترہ برس کے سن مین اوس نے تین جوروئین کین اور ایک کیطرف سے بیٹا ہوا جسکو ختائی ماہولو کہتے ہین جب اونیس[19] برس کا بودہ ہوا گھر دروارہ چھوڑ کر بیابان مین چار مریدون کو لیکر چلا گیا اور تیس[30] برس کی عمر مین توسل مہادیوتا کے ساتھ ایسا ہوا کہ بودہ نے حکم اپنے مذہب کے اجرا کا دیا ✽ الغرض تناسخ کا بانی مبانی بودہ تھا اور حکیم فیثاغورث نے یونان سے جب سفر ہندوستان کا کیا اسی ملک سے تناسخ کا مذہب اپنے دیار مین لے گیا اور جاری کیا جب بودہ نے انتقال کیا اوسکے مریدون نے مشہور کیا کہ استاد نے اور صورت پکڑی اور اسیطرح سے یہ لوگ آج تک کہتے ہین کہ اوسکو موت نہین آئی حالانکہ آٹھ ہزار دفع پیدائش ہوئی ہے

اور شیر اور ہاتھی وغیرہ کی شکارون مین اپنے خاص الخاص مخلصون کو اپنی زیارت کروائی ہے
عجب اتفاق ہے کہ چار شخص کہ جنکے اقوال تمام دنیا مین مشہور ہوے اور جنپر کروڑون
آدمی ایمان لاتے ہین وہ سب ایک ہی عہد مین پیدا ہوے چنانچہ گوتما بودہ حکیم فیثاغورث
اور باسدیو مصنف مہابھارت کا اور حکیم کنگ فوسی کی پیدایش اور اونکے طریقے کا رواج
پانا ختا و یونان و تبت و ہند اور اطراف و جوانب کے ملکون مین ایک ہی عہد مین ہوا الغرض
ختا مین بودہ کا مذہب اب خاص و عام کا طریقہ ایمان ہے اور سوا چند باتون کے اسمین اور
پنڈتون کے بید اور شاستر کے اقوال مین بہت سی مناسبت پائی جاتی ہے اور حاصل اور
اصل وصول اوسکا وہی ہے جو مذہب ہنود کا حاصل اور اصل اصول ہے یعنے صرف ایک ہی
روح ہے جو خود جمیع ممکنات ہے لیکن ہیولی کے اقسام مین ساری ہوکر اوسکی تفریق اتنی
صورتون مین ہے جسکو موجودات کہتے ہین چنانچہ دو اصل سبب ہمیشہ سے ہین ایک کو
پروشا دوسرے کو پرکرتی کہتے ہین اور پرکیرتی جو ہیولا ہے ناقص ہے اور پروشا
وہ روح جو ہیولی مین ساری ہوکر اوسکو اقسام شکل و صورت مین تفرقہ پیدا کردیتی ہے
یہان تک مشابہت ہے کہ اوس روح کو زبان سنسکرت مین پروشا اور ختائی زبان مین یانگ
کہتے اور ہیولی کو اوس زبان مین پرکرتی اور ختائی زبان مین ین کہتے ہین اور دونون
زبان کے لغت مین لفظ پروشا اور یانگ کے معنی قوت فاعلی ہے جو ایجاد موجودات کا
پہلا باعث ہے اور پرکرتی اور ین سے مطلب قوت انفعالی ہے جو کہ تکوین کائنات
کا دوسرا سبب ہے سوا اسکے ہنود قوت فاعلی کو لنگ کہتے ہین اور ختائی یانگ کہتے ہین اور
ان دونون لفظون مین زیادہ فرق نہین ہے ایک امر اور بھی قابل ذکر کے ہے تاکہ درمیان
ہنود کے اصل دین کے جو بید شاستر کا ہے اور بودہ کی ملت کے مشابہت معلوم ہووے
بقول پنڈتون کے مہا پروشا نہ کچھ حرکت کرتا نہ سمجھتا نہ خواہش رکھتا ہے اسی وجہ سے
جوگی اور سنیاسی سب جو جنگلون مین جا بیٹھتے ہین آہستہ آہستہ یہ عادت کرتے ہین کہ دو دو ہفتے

آنکھہ بند کئے ایک نشست سے بغیر کسی عضو کی جنبش کے بیٹھے رہتے ہین اور جو کہ یہ ریاضت
نہین برداشت کرسکتے گانجے کا دم لگا کے مبہوت درخت کے تلے بیٹھے رہتے ہین چون کہ
بودھی ختائیونکا یا تنگ بقول اونکے نہ کچھ حرکت کرتا نہ سمجھتا نہ کچھ خواہش رکھتا ہے اسیطرح
اکثر اونکے لاما یعنے اوس مذہب کے فقرا ترک علائق کرکے خانقاہ مین افیون کھا کے غوطہ
مین بیٹھے رہتے ہین اور عوام الناس جانتے ہین کہ اوسوقت اونکو بودہ سے قرب حاصل ہے
الغرض اصل اصول بودہ کے مذہب کا تناسخ ہے اور مثل ہنود کے یہ لوگ بیان کرتے ہین
کہ مرگ مین صرف خاکی وجود چھوٹ جاتا ہے اور روح دوسری صورت کی کسی شے مین ساری
ہوکر اوسکو جان دیتی ہے اور انسان اگر مرتے دم تک بدی کرتا اور گناہون مین آلودہ رہا
تو بہائم کی ناچیز اور ادنی قسمون مین سے کسی مین داخل ہوتا ہے اور جس مدت تک اوسکی معصیتون
کی سزا کی میعاد پوری نہین ہوتی ایک حیوان کے جسم سے دوسرے مین اور دوسرے سے تیسرے مین
وہ روح ماری پھرتی ہے غرض اسی تناسخ کو جو اکثر لاما ایک وسیلہ معقول عوام الناس کے
ٹھگنے کا مقرر کرتے ہین چنانچہ ایک نقل قابل سننے کے یہ ہے کہ دو لاما جو سیر کرتے ہوے
ایک متمول دہقانی کے دروازے سے گذرے تو کئی بطین موٹی تازی قابل کھانے کے
نظر آئین اونہین دیکھتے ہی یہ دونون لاما سجود مین آ گئے اور آہ وزاری کرنے لگے گھروالی
نے جو یہ صورت دیکھی فوراً اونکے پاس آئی اور تفتیش حال کرنے لگی اون دونون مکارون
نے آنسو پونچھکے جواب دیا کہ ہمارے والدین کی ارواحین انہین بطون مین ہین معلوم نہین
کہ تم کس وقت انہین مارکے کھا جاوگے اور ہم اس رنج سے ہلاک ہوجاوینگے اوس نیک بخت
سادہ دل نے رحم کھا کر جواب دیا کہ حقیقت مین میرا ارادہ ان بطون کے بیچنے کا تھا اگر یہہ
تمہارے والدین ہین تو مین اونکو بہت حفاظت سے رکھونگی اور کسیکو مارنے یا بیچنے ندونگی
چونکہ یہ مقصد اونکا نہ تھا اونھون نے جواب دیا کہ اے بی بی تم عورت ہو اگر تمہارے شوہر
نے اون کو جدا کرنے یا کھا جانیکے باب مین ضد کی تو تمہاری بات کب پیش رفت جائیگی اور

اونکو اگر اذیت پہنچےگی تو ہماری جان جائیگی حاصل کلام یہ ہے کہ اون لاموں نے اوس عورت کو یہ فریب دیکر اور رو رو کے یہ جگہ اوسکے دل مین کی کہ اوس نے لطادن کو اونکے حوالے کر دیا فوراً اوسے گئی سجدے شکر انے اور اداب فرزندانہ کے ادا کر کے لطادن کو بغل مین دبا کر لیگئے اور شام کو کباب لگا کر کھاگئے ❖ بودھ پرستون مین برخلاف ہندون کے ذات کا امتیاز نہین ہے اور اگرچہ ایک خدا پر ایمان لانا موافق اونکے اصل طریقے کے واجب ہے لیکن جو صفتین ذات پروردگار کی عیسائی اور مسلمان اور یہود کی کتابون مین مذکور ہین یعنے کریم و رحیم اور پیدا کنندۂ موجودات اور باقی بذات خاص ہے اور ہر چیز کی بقا و فنا پر قادر مطلق ہے یہ صفتین بودھی بیان نہین کرتے کیونکہ بقول اونکے یانگ نے کسی کو پیدا نہین کیا اور کوئی شئے کیسا ہی بد کیون نہوے اوسیکا ایک جز ہے اور اوسکی ذات سے فرق صرف بسبب اوس مقدار ہیولی کے ہے جو اوسکے ظاہر اوجود کی ترکیب مین صرف ہے اور اسی لحاظ سے آفتاب اور آتش اور ہوا اور روح انسان بلکہ بہائم کی جان سب بمنزلہ خدا کے ہین الغرض بودھی سب کافر مطلق ہین اور بسبب اسکے کہ وے ہر چیز کو خواہ پاک خواہ پلید ہو وے خدا کے وجود کا ایک جزو جانتے ہین اونکو بُت پرست کہنا بجا ہے ❖ مملکت ختا مین اسلام بھی جاری ہے اور نو سو مسیحی مین اوس مذہب کا رواج اوس دیار مین ہوا اور کئی بڑے بڑے شہر صرف مسلمان ختائی سے آباد ہین اور تحقیق ہے کہ تین سو برس فغفوران ختا کے حضور مین مسلمان سب مہندس اور ہیئت دان تھے اور زائچہ اور تقویم وغیرہ تیار کرنے کے لیے مقرر تھے معلوم نہین کہ کسطور سے ختا مین پہلے اسلام شروع ہوا لیکن یہ تحقیق ہے کہ کتنے دنون آپس ہی مین شادی بیاہ کرکے رفتہ رفتہ اس قوم کو ترقی ہوئی بعد اوسکے غربا کے لڑکون کو خرید کرکے ختنہ کردایا اور اوسیطرح سے کافرون کے لڑکیونکو لیکر اون سے بیاہ کر دیا اور ایک دفعہ جب قحط سالی کے سبب سے صوبہ شانک تانک مین وہ حالت تنگی کی ہوئی کہ مان باپ نے اپنے لڑکون کو بیچنا شروع کیا مسلمان ختائی اولاد کفار کو

خرید کرکے اپنے مذہب مین لائے الغرض اہل اسلام کی بڑی کثرت ختا مین ہے اور بہت سے
شہر صرف اونھین سے آباد ہین اور کسی غیر مذہب والے کو اپنے جوار مین بسنے نہین دیتے لیکن
جسطرح سے ہندوستان علی الخصوص بنگالے کے عوام مسلمان بسبب صحبت ہنود کی تاثیر کے
سبب سے بہت سی باتین ہندؤن کی اخذ کرتے ہین اور معیوب نہین جانتے اوسیطرح سے
یہ مسلمان ختائی بھی بودھیون کی بعض رسمین بجالاتے ہین + دانشمندون کے روبرو راقم کو تاثیر
صحبت ہنود کے باب مین جو ہند اور بنگالے کے عوام مسلمانون مین ہوئی ہے احتیاج سند لانا
نہین ہے غرض کج طبع اور نافہم کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ باوجود حکم شریعت محمدی کے
بنگالی دہقانی مسلمانون مین اوس عورت کی جسکے شوہر نے بچپن یا جوانی مین انتقال کیا ہو
مثل ہنود کے پھر شادی نہین ہوتی سوا اسکے ہر قسم کی شادی اور بیاہ مین ڈہول اور تاشے کا
بجانا اور کنچنیون کا نچوانا مانند ہنود کے ہے ہولی کھیلنا اور عبیر اوڑانا اور جتئے کے ایام
مین عورتون کا فاقہ کرنا اور پھل پھلہری سے روزہ کھولنا منسا کی بار کرنی جو کہ بنگالے مین وجہ
ہے مارسیاہ کی پوجا اچھے مسلمانون کی بہو بیٹیان کرتین اور مثل عورات ہنود کے دودہ پیرا
چڑھاتی ہین اور اس سے زیادہ تر کفر کیا ہے کہ اکثر خاص و عام اہل اسلام کے سیتلا کی پرستش
کرتے ہین الغرض اسیطرح سے ختائی مسلمان بھی نصف بودھی ہین اور مثل بعض ہندوستانی
مسلمانون کے صرف زبان سے کلمہ محمدی پڑہتے ہین + حالانکہ کئی فرقے بت پرستون کے
ختا مین پھیلے ہین لیکن قدیم مذہب کی بہت سی باتین منسوخ نہین ہوتین چنانچہ اس سلطان کے
ایام مین مغفور مطابق رواج قدیم کے اپنے جلو مین تمام اقربا اور وزرا اور امرا اور چھوٹے بڑے
عہدے والون کو لیکر ٹیچین کے صدر معبد مین جاتا اور پروردگار عالم کی پرستش کرتا ہے اوس
معبد مین کسی بت کا دخل نہین ہے اور وہان صرف اوسی واجب الوجود کی پرستش ہوتی ہے
جو جز و کل عالم پر محیط اور موجد موجودات اور لاشریک ہے + تین روز قبل اس نماز کے منادی
ہوتی ہے کہ ہر شخص روزہ رکھے اور گوشت اور مچھلی اور دودہ اور مٹھائی اور شراب اور کباب

اور لذیذ چیزون سے پرہیز کرے اور پارسا اور مجرد رہے اور سوا عبادت کے کسی کار دنیوی مین
مشغول نہووے اور قطعاً ترک لذات کرے تاکہ داخل حسنات ہووے اکثر لوگ اوس پر عمل کرتے
ہین اور فغفور دربار کرکے تمام امورات خانگی اور ملکداری کو معطل رکھکر تین شبانہ روز گوشہ گزین
ہوکر وظیفہ اور دعا پڑہتا اور سوا اوبالی چیزون کے کچہ نہین کھاتا ہے جبکہ روز نماز ہوتی ہے
علی الصباح فغفور کی سواری نہایت دہوم دہام سے نکلتی ہے * پہلے کئی ہزار نشان بردار پر تکلف
پوشاک زرباف پہنے اور سونیکی مرصع اور جواہر نگار چہڑیون پر نشان اوڑائے دو رویہ نکلتے ہین
اور اونکی قطار کا طول چار ہزار قدم سے زیادہ ہوتا ہے اونکے بعد ماہی اور مراتب والے اور
لیساول اور ہزارون برچہی بردار زرین نگار برچہیان لیے ہوے نشان بردارون کی قطار
کے پیچہے چلتے ہین اور اونکے بعد فغفور ہوادار جواہر نگار پر سوار رہتا ہے جسکے اوٹہانے والے
اوہائی تین ہزار کہار ہوتے ہین اور قیمتی کمخواب اور اطلس کا لباس اونکے گلے مین ایسا ہوتا ہے
کہ دولہا معلوم ہوتے ہین غرض شہنشاہ کی سواری کے پیچہے شاہزادے اور فغفور کے عزیز و اقربا
ایک سے ایک اپنے کو آراستہ و پیراستہ کئے ہوے پیادہ پا آہستہ آہستہ قدم بقدم پای رکاب
مین رہتے ہین اور بعد اونکے وزرا و امرا اپنے اپنے مرتبے کے موافق زر و جواہر سے لدے
ہوے اوسی چال سے اقربا ے فغفور کے بعد جلو مین چلتے ہین اور سبکے پیچہے لاکہون اہل شہر
چہوٹے بڑے اپنے کو حتے الامکان بنائے ہوے جلوس کے ہمراہ رہتے ہین فغفور کی سواری
کے آگے باجا بجتا جاتا ہے اور سیکڑون خوش گلو تال سُر ملائے ہوے ایسی خوش انداز شیرین
آواز سے الاپتے ہین کہ مرغان سحر کے چہچہون کی کیفیت حاصل ہوتی ہے اور یہان تک خوش
آوازون کی جادوگری کام کرتی ہے کہ اوس جمعیت مین کہ کئی لاکہہ آدمی کی ہوتی ہے ایک
آواز خلل انداز کہین سے نہین آتی اور جب موقع موقع سے گانا بجانا ایک دو لمحے کے لیے توقف
ہوتا ہے اوس بڑی جمعیت مین بیابان کا سناٹا ہوجاتا اسطرح سے دل سبہون کا محو ہوجاتا ہے
اور کان اون صداؤن کا مشتاق اوسیطرف متوجہ رہتا ہے الغرض اس جلوس کی کیفیت

اول تو شاید ہزار قلم سے لکھی نہین جا سکتی اور اگر لکھی بھی جایگی تو مثل افسانہ کے معلوم ہوویگی
حاصل یہ ہے کہ فغفور اپنے اہالی و موالی کے ساتھ اوس روز نماز کے لیے صدر معبد مین جاتا ہے اور
چونکہ تمام رعایا کا قبلہ گاہ ہے سجدے مین پہرون سبکی طرف سے رہتا اور دعا مانگتا اور سبکا قصور
اپنے ذمے لیکر معاف چاہتا ہے * جب فغفور وہان سے پھر کر دولتخانے مین آتا ہے ناچ اور رنگ
اور کہانا پینا شروع ہو جاتا ہے اور تمام شہر مین عیش و عشرت کی دہوم ہوتی ہے اور اسطور پر قدیم
مذہب کے موافق شانٹی یعنے پروردگار کی نماز راس السرطان کے ایام مین ایکدن ہوتی ہے *
دوسرا دستور قدما کا ابتک اوس ملک مین اسطور پر جاری ہے کہ شروع بہار مین فغفور ہل جوتنے
اور کھیتی کرنیکو سیانگ یانگ یعنے قدیم کشت کارون کے میدان مین جاتا ہے اور اوسکا سامان
اسطرح پر ہوتا ہے کہ جب تین دن اوسے باقی رہے فغفور تین اقربا اور نوامیرون کو حکم کرتا ہے
کہ وے روزہ اور پرہیزگاری اور عبادت کرکے قابل رسومات کی شرکت کے ہووین اور خود
فغفور اس ریاضت شاقہ کو سب سے پہلے اختیار کرتا ہے اور جس روز کہ اس رسم کی ادا کی صبح
ہوتی ہے فغفور کی سواری اوسی دہوم اور تکلف سے نکلتی ہے جو پیشتر مذکور ہوا ہے اور
صدر معبد کے قریب وہی میدان جسکا ذکر ہوا چار دیواری سے گھیرا ہوا اسی رسم کی ادا کے
لیے مخصوص ہے فغفور اوسکے اندر داخل ہو کر بہت سامان سے شانٹی یعنے پروردگار عالم
کی نماز کرتا اور بہت سی چیزین پھل اور اناج کی قسم سے نیاز دیکر اوس رسم کی ادا کرنے مین متوجہ
ہوتا ہے چالیس کھیتی کرنیوالے فغفور اور اقربا کے ہلون کو لیے رہتے ہین اور جب فغفور نے
لباس شاہانہ اوتارا اور زراعت کرنیوالون کی پوشاک پہنی تو ایک ہل سامنے آتا ہے اور
فغفور اپنے ہاتھ سے ہل کو تھام کر مثل اون لوگون کے جوتنا شروع کرتا ہے اور اونہین امرا سے
دو شخص تخم ریزی کرتے ہین جب کھیت کے ایک کونے کا دو پھیرا اسطرح پر ہوتا ہے فغفور
ہل کو چھوڑ کر کنارے بیٹھتا اور اوسکے تینون اقربا ایک ہل لیکر جوتتے اور بوتے ہین جب اونکی
باری ہو چکتی ہے جتنے مزارع کہ وہان جمع رہتے ہین اور وہ لوگ لاکھون ہی ہوتے ہین سب

فغفور کے سامنے کھیتی کرنے کے آلات لیکر آتے اور مجرا کرتے ہین اوس روز اونہین سبھون کا
دربار ہوتا ہے اور جسکو جو عرض حال کرنا ہوتا ہے عرض کرتا اور اپنی داد کو پہنچتا ہے بعد برخاست
دربار کے اون لوگون کی ضیافت ہوتی ہے اور کئی فغفور کا ہمیشہ یہ قاعدہ تھا کہ اہتمام اوس
دعوت کا آپ ہی کرتے اور سبکو کھلا پلا اور رخصت کر کے دولتخانے جاتے تھے اور جب کسی نے
پوچھا کہ حضور اتنی تکلیف کیون کرتے ہین تو جواب دیتے کہ سال بھر محنت کر کے یہ سب ہمکو کھلاتے
ہین حیف کہ ایک روز ہم سے اتنا بھی اوسکے عوض مین نہو سکے یہ رسم جو فغفور ہر سال کرتا ہے
حکمانے قدیم الایام مین اسواسطے مقرر کیا ہے کہ سب پر زراعت کا رتبہ معلوم ہوا و حقیقت
ہے کہ دنیا مین جو زمیندار ہے وہ اپنی حد مین بادشاہ ہے

گیارہوان باب

دستورات سلطنت ختا کے بیان مین

ولایت ختا مین قدیم سے دستور ہے کہ ہر سال تمام مملکت کی رعیت کا شمار کیا جاے اور جتنے
لوگ کہ پیدا ہوے یا مر گئے اور جیتے رہے سب کی حساب کی فرد فغفور کے حضور مین گذرتی ہے
اس دستور کے فوائد ظاہر ہین کیونکہ اسی شمار کی رو سے قحط سال مین یا نقصان جب یکا ہوتا ہے
سرکار مدد کرتی ہے ✤ پوشاک کے باب مین قوانین ہین او فغفور سے ادنی اعلام تک اور بادشاہ
بیگم سے خواص تک سب کے واسطے جس رنگ اور قیمت اور وضع کی پوشاک مناسب ہے سبکا انداز
معین و مقرر ہے اور یہان تک اس امر مین تاکید ہے کہ رستون مین جسکو دیکھیے کا بے تامل
پہچان لیجیے گا کہ فلانے رتبے کا یہ شخص ہے چنانچہ زرد رنگ سوا بادشاہ اور اونکے بیٹے
اور قریب اقربا کے دوسرا نہین پہن سکتا ہے اور حالانکہ زرد رنگ انہین لوگون کے لیے
ہے لیکن سنجاف تور جہالر طوئی حاشیہ وغیرہ مین بہت فرق ہے امرا کے لیے سرخ اور سیاہ
اور نیلے اور نافرمانی ریشم کی پوشاک معین ہے گھنڈی اور سنجاف کی رنگت اور وضع سے
ادنی اور اعلی پہچانے جاتے ہین اہل حرفہ کے واسطے سیاہ اور نیلا سوتی کپڑا مقرر ہے عیدون

مین اور شادی بیاہ مین سب کو تکلف کرنیکی اجازت ہے لیکن اور دنون مین جہان کوئی دستور کے
احاطے سے باہر گیا سزا کے دائرہ کے اندر آیا ◦ ساخت مکانات و عمارات مین علی ہذا القیاس ربط و
ضبط ہے اور اپنے اپنے مرتبے کے برابر سبکو مکان بنانا ہوتا ہے اور جو تکلفات معماری مین انکو
مین کیے جاتے ہین فغفور اپنے دولتخانے مین نہین کرسکتا ◦ باب سابق مین بیان ہوا ہے کہ کشتکاری
مین بڑی عزت ہے چنانچہ فغفور کو ہل جوتنے مین ننگ و عار نہین ہے اور اس فرقے کے آدمیون کو
جو ستاتا ہے دوسرون کی نسبت دونی سزا پاتا ہے اور اگر کبھی کسی مزارع نے نالش کی کہ اوسکی مصیبت
کے وقت شہر کا حاکم خبرگیران نہین ہوا تو موافق دستور کے مقدمے کے فیصل ہونے تک سرکاری
عہدون سے معطل کیا جاتا ہے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جسطرح اور ملکون کے کشتکار اکثر جاہل اور اجڈ
ہوتے ہین اوسیطرح ختا مین بھی ہین ایسا نہین ہے کیونکہ علم کے حاصل کرنے کے لیے متعدد
مکتب خانے سرکار کیطرف سے ہر گانو مین مقرر ہین اور تمام امیر و غریب کو سب علوم یکسان تعلیم
کیے جاتے ہین ۱۸۳۲ء مین فغفوریان چین نے تمام صوبہ دارون اور حکام شہر پر فرمان صادر
کیا کہ جنکی تحت مین جو کشتکار نیک نہاد اور زراعت کا سلیقہ اورون سے بہتر جانتا ہو اوسکی تعریف
حضور مین ہر سال کیجاوے تاکہ وہ سرفراز ہووے اور دوسرے لوگ سرکار کی شفقت و عنایت
دیکھکر سبقت کرین اور حقیقت مین ایسی سرفرازی ہوتی ہے کہ غریب صاحب آبرو کے واسطے
بادشاہت کا مرتبہ رکھتی ہے چنانچہ جسکو سرفرازی ہوتی وہ ناظمون اور حاکمون کے برابر بیٹھکر
چاہ پی سکتا ہے اور بادشاہ مین کا لباس پہنتا ہے اور جب تک جیتا رہتا ہے وہی عزت پاتا ہے
اور مرنے کے بعد اوسکے تابوت کے جلو مین امرا چلتے ہین اور اوسکا نام ساتھ خطاب کے لوح پر لکھہ کر اوسکا
مکان مین جہان ختائی اپنے بزرگون کا نام تختیون پر لکھہ رکھتے اور ہمیشہ جا کر سجدہ کرتے اور
لوبان جلاتے ہین رکھا جاتا ہے چونکہ ہر ایک خاندان والے چھوٹے بڑے اپنے اپنے بزرگون کا
نام تختی پر لکھکر ایک جدی مکان مین رکھتے ہین اور فغفور کے دولتخانے کے قریب ایک
مکان مخصوص اسواسطے ہے کہ جو لوگ نمود پیدا کرین اونکا نام بعد موت کے اوسمین لکھکر

رکھا جاوے اسی لیے جو صاحب زراعت ناموری حاصل کرتا اور سرفراز ہوتا ہے اوسکا
نام اوس مکان مین بعد مرگ کے لکھکر رکھا جاتا ہے اور فغفور وہان جاکر اوس تختی کو سجدہ کرتا
اور لوبان جلاتا ہے جسطرح سے اپنے بزرگوارون کے نام پر رسومات کو ادا کرتا ہے * غلام اور
لونڈی خریدنے کا دستور ختا مین آگے نہ تھا مجرم جو شخص ہوکر قانون کی رو سے فغفور کے
بندیخانے مین داخل ہوتا وہی غلام ہوتا تھا لیکن جب غربا کی اولاد کثرت سے بڑہی اور مفلسی منگی آ
حال ہوئی غلام وکنیز کی خرید وفروخت شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ پھیلی یہان تک کہ دستور ہوگیا
اور جب حکما نے دیکھا کہ بائع اور مشتری دونون کو آرام ملنے لگا اور آقا نے اپنے بندونکو مثل
فرزندون کے پالنا شروع کیا تو انھون نے بھی جائز رکھا مگر یہ قانون جاری کیا کہ اگر غلام زرخرید
کو آقا کے آگے لاوے تو آزاد ہونا اوسکا ممکن تھا لیکن جب تاتاریونکا دور ہوا تو یہ قانون منسوخ
ہوا اور اب جو غلام ہوتا ہے مدت العمر ویسا ہی رہتا ہے * جس نے ختا کی قدیم تاریخین نہین
دیکھین اوسے کسی اور ملک کی تاریخ سے نہین معلوم ہوویگا کہ خواجہ سرا کی بنیاد کب سے ہے
اور اگر کسی تذکرے مین کسیکی نظر سے گذرا ہو تو خیر لیکن نامہ نگار نے کہین نہین دیکھا حالانکہ اوقات
اپنی دس برس کے سن سے چھبیس ۲۶ برس کی عمر تک جو اب ہے تاریخ بینی مین صرف ہوئی ہے
الغرض یونان قدیم اور روم قدیم کی تاریخون مین اور پیغمبرون کی حدیثون مین خواجہ سراؤن
کا حال بجز ایک دو مقام کے دیکھنے مین نہین آیا اور چونکہ اون لوگون کا دور ایک وقت مین سب
ملکون مین ہوا ہے اور خصوص ختا مین اونکے بخت کا ستارا کئی بار چمکا ہے اسواسطے اونکے
حال کو اس جگہ پر تفصیلاً لکھنا چاہیے * قریب ساڑھے چار ہزار برس کے ہوا کہ ختا مین عضو
تناسل کاٹنے کی سزا زانی اور سرکش کے لیے مقرر ہوئی تھی اور جو اوس اذیت کے بعد زندہ
رہتا فغفور کے محل سراؤن مین خاک روبی اور دربانی اور دوسری پوچ خدمتون مین مقرر ہوتا
اور یہ لوگ مدتون اسی صورت پر رہے * غرض جب حضرت عیسیٰ کے سات سو بیاسی برس پیشتر
فغفور یوئن مین بیٹھا اور عورت کا مطیع اور فرمان بردار بہت ہوا ایک خواجہ سرا زبان آور کی

اور چاپلوسی کرکے حضور تک پہنچا تب شہنشاہ کی ایک حرم نے جسکا نام پوسی تہا اور فغفور اوسکو
بہت عزیز رکھتا تھا اوس خواجہ سرا کے وسیلے سے بادشاہ بیگم کی ایسی برائیان فغفور کے کان تک
پونہچائین کہ اوس زن مرید نے بیچاری کو طلاق دے اور اوسکے عوض پوسی سے نکاح کرکے شاہزادہ
بیگم بنایا غرض جب اوسکی مراد ملی اوسی خواجہ سرا نے ناسزا کو اوس نے محلسرا کا بالکل اختیار دیا
گویا نواب ناظر پہلے وہی بنا اگر فقط اوسی ایک نکمے تک یہ عہدہ رہتا تو اوتنی بلائین ختا پر نازل
نہوتین لیکن رفتہ رفتہ اوسی بدذات عورت نے تمام بڑے بڑے عہدے خواجہ سراؤن کو دلوائے
یہان تک کہ خود فغفور شطرنج کے بادشاہ کیطرح بادشاہی کا فقط نام ہی رکھتا تھا اور یہ سب جوچاہتے
سو کرتے تھے جب روز بروز اونکو اوج ہوا اکثر دنیا پرستون نے قطع آلت کرنا طالع کی یاوری
سمجھی اور لڑکون کو خریدا اور خواجہ سرا بنا کر فغفورون کے سرکار داخل کرنے لگے یہان تک کہ بہت سے
امیر اپنے چھوٹے بیٹون کو خواجہ سرا بنا کر فغفور کو نذر کرتے تھے تا کہ مزاج سلطانی مین زیادہ دخل
ہووے اور اپنا آدمی ہر وقت بادشاہ کے پاس رہے بعد چند روز کے خواجہ سرا جسکو چاہتے
فغفور بناتے اور ہمیشہ اپنی قوم سے ایک کو وزیر اعظم کرتے تھے جسوقت اس تاریخ کی دوسری جلد
ملاحظہ سے گذریگی مفصل معلوم ہویگا کہ کیا کیا فتور اون لوگون نے ختا مین برپا کیے غرض
اس مقام کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ جب مانچو تاتار سب مالک ملک ہوے خواجہ سراؤن
کی دولت اور اقبال کا آفتاب غروب ہوگیا اور روز سیاہ ادبار کا انکے دیکھنے مین آیا اور
مانچو تاتار کا دوسرا فغفور کان جی جب کم عمر تھا اور نائب سلطنت اوسکے اہل قرابت مین سے
ایک شخص تھا اوس وزیر نے کئی ہزار خواجہ سراؤن کو محلون سے نکال دیا اور تانبے کی بڑی
بھاری لوح پر ایک قانون کھدوایا کہ تاتار کے عہد دولت مین خواجہ سرا کو عہدۂ جلیلہ کبھی نہ ملے
یہ تپر مقرر ہو چکا ہے جب فغفور بالغ ہوا اوسنے اپنے نائب کے قانون کو بحال رکھا اور
مناسب سمجھکر خواجہ سراؤن کو زیادہ توڑا اور اپنے لڑکون کو اس باب مین سمجھایا تا کہ اوسکی اولاد
مین بھی دستور جاری رہے کہ اوس بدقوم کو کبھی ثروت نہوے غرض بعض بعض فغفورون نے

چاہا کہ اونکو ایک قلم موقوف کیجیے اور سیطرحکا کام اون سے نہ لیجیے اور مجلسرا مین مطلق جانے نہ دیجیے
اور چند روز مستورات اونکے عہدون پر متعین رہین لیکن جب کام کے انجام مین خلل واقع ہوا مجبوری
سے خواجہ سراؤن کو پھر دخل دیا لیکن نہ ویسا جیسا کہ آگے تھا پھر بھی بیگمات کے سبب سے اونکے
اون مین ایسا پیش رہتا ہے کہ وزیرون کی خیر اوسکو ملائے رکھنے سے ہے اور جب تک وہ بنا
رہتا ہے یہ بگڑتے نہین غرض بیخ و بنیاد اونکی ایسی ہل گئی کہ اب اونکا قائم ہونا محال ہے اور
تمام ختا مین چھہ سات ہزار خواجہ سرا ہونگے اور عہدہ اونکا فغفور اور اوسکے عزیزون کے یہان
باغات اور گورستان کی داروغگی اور مجلسرا کی دربانی اور درمیان مرد و عورت کے درمیانی ہونیکا
ہے ٭ دار الامارہ پچپین مین ہر سال فغفور کی طرف سے جنتری چھپتی ہے اور اوس تقویم کو درست
کرنیکو عیسائی پادری مقرر ہین اسمین خسوف و کسوف کا ذکر ہوتا ہے یہ تو سال لبسال چھپتی
ہے لیکن پچپین مین روزانہ ایک اخبار پچاس ورقون کا جاری ہے اور فغفور کے حکم اور
نظام اور حکام کی عرضیان اور اونکے نقشون کی صورتحال اور ہر موضع اور شہر کی کیفیت اور
چھوٹے بڑے ماندرینون کی بحالی او معزولی اور سرفرازی کی وجہین اور تمام خبرین نیک و
بد مملکت کی اس اخبار مین چھپتی ہین ٭ سرحدیہ دار کا خطاب تاؤسو ہوتا ہے اور وہ اپنی
سرحد مین مثل بادشاہ کے فرمان روا ہوتا ہے جب وہ باہر نکلتا ہے تو پانچ چھہ ہزار لوگ
اوسکے جلو مین ہوتے ہین رعایا گھٹنے کے بل اوسیطرح کورنش کرتے ہین جیسا کہ فغفور کے
حضور مین مقرر ہے تمام تحصیل اوسکے پاس داخل ہوتی ہے اور وہ اپنے سب محکمون کا
خرچ وضع کرکے باقی کو سرکاری خزانے مین بھیج دیتا ہے اور جتنی کچہریان اور اہلکار صوبے
مین ہین سب اوسکے تابع ہوتے ہین جسکو چاہتا ہے گھٹاتا اور جسکو چاہتا ہے بڑھاتا ہے
جب خونی کو واجب القتل تجویز کرتا ہے فغفور سے اجازت منگوا کے قتل کرتا ہے اور یہی دستور
تمام قلمرو مین جاری ہے ٭ ختا کے اہلکارون کے درجے ہوتے ہین مثلاً اگر ایک نے خفیف
قصور کیا اور اپنے فرقے مین پہلے درجے کا ہے تو اختیار ناظم کو ہے کہ اوسے تین یا چار درجے

گھٹاکے اوسکے منصب سے اوسکو گرا دیوے اور جسکی خفت اور ہتک عزت اسطرح پر ہوتی ہے
اوس بیچارے کو اپنے پروانون کا سرنامہ اس عبارت سے خود لکھنا ہوتا ہے مین فلان شخص
فلانے درجے سے فلانے رتبے تک نازل کیا ہوا حکم ناطق یون اجرا کرتا ہون غرض جب غیرت والے
کو دس بیس دفعہ روز اسطرح پر پروانہ لکھنا ہوتا ہوگا تو ہر دفعہ ایک صدمہ روح کو پہنچتا ہوگا الغرض
جب کوئی اسطرح پر ذلیل کیا گیا اور اوسکے بعد نیکنام ہوا اور ناظم نے اوسکی تعریف حضور مین
لکھ بھیجی تو پھر اوسے سرفرازی حاصل ہوتی ہے اور حالانکہ دستور ہے کہ کسی حاکم کو اوس شہر
یا موضع مین جہان کا وہ باشندہ ہووے یا جہان اوسکے بہت سے خویش و اقربا ہون خدمت
سرکاری نہین ملتی لیکن جب کسی شخص نے مدت تک نیکنامی سے نوکری کی اور نمک حلالی مین سیاہ
بال سفید ہو گئے تو اوسکو اپنے وطن کا عہدہ ملتا ہے اور یہ بڑی سرفرازیون مین داخل ہے کیونکہ
جو شخص پیری مین اپنے گھر رہتا اور پوتون اور نواسون کو ہر گھڑی اپنی آنکھون سے دیکھا کرتا
اور آخر عمر مین اپنے یگانون کو اپنا آرام جا اور خدمت گذار پاتا ہے اوسکے برابر نصیبور کون ہے
جسطرح سے اہل قلم کے لیے جزا و سزا مقرر ہے اوسیطرح اہل سیف کیواسطے بخشش و سیاست موافق
اونکے کردار کے ظہور مین آتی ہے * جب فغفور کی فوج لڑائی پر جاتی ہے دونی تنخواہ سبکو ملتی ہے
تا اونکے آل و عیال کو کھانے پینے کی پریشانی نہووے اور دستور ہے کہ اگر کوئی مان باپ کا
اکیلا بیٹا یا کہ اوسکی بیوہ مان ہووے تو اوسکو لڑائی پر نہین بھیجتے اور جو بہادری کرکے مارے
جاتے ہین اونکی بڑی قدر کیجاتی ہے اور اونکی جورو اور بیٹے کے لیے وظیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور
اوسکے ہتیار گھر بھجوائے جاتے ہین تا بزرگون کی قبرون کے پائین دفن ہووے یہ عوام سپاہ
کیواسطے ہے لیکن سردارون کے لیے کچھ زیادہ ہوتا ہے اور اونکی لاش کو مصالح دیکے اونکے
گھر بھیجدیتے ہین اور اونکی حرمت کے موافق ویسی شان اور تجمل کے ساتہ اونکی لاش روانہ
ہوتی ہے * ختائین رعایا کی سات قسمین یا درجے ہین اول درجے کے فضلا یا اہل قلم دوسرے
رتبے کے اہل سیف تیسرے کے طلبہ علوم چوتھے کے لاما اور دیورون کے دوسرے فرقون کے

خادم پانچوین کے زراعت پیشہ چھٹے کے اہل حرفہ اور ساتوان سب سے چھوٹا رتبہ ارباب
تجارت کا ہوتا ہے سوا ختا کے ہر ملک مین سو پچاس آدمی ایسے دولتمند ہوتے ہین کہ بادشاہ
کو ضرورت کیوقت قرض دیتے ہین لیکن حکماے ختا نے دنیا کو محل خطر اور اہل دنیا کو مار سیاہ
سے بدتر سمجھکر ایسے قاعدے مقرر کیے ہین کہ کسی رعیت سے سلطنت کو خطرہ نہین ✱ راقم نے
مذکور کیا ہے کہ ختا مین موروثی امارت نہین ہے اور یہ بڑا سبب ہے کہ دولت کسی شخص کے گھر
مین قیام نہین کرتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اولاد کی کثرت روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے
اور چونکہ دستور ہے کہ ترکہ آبائی سب لڑکون کو برابر ملتا ہے کسی کے ہاتہ باپ کی سب دولت
نہین آتی ہے تیسری وجہ رعیت کے پاس زیادہ دولت نہونے کی تب معلوم ہووے جب
تفصیلاً ہر درجے کی رعیت کی حقیقت حال بیان کیجاوے چنانچہ اول درجے کے ماندرین ہین
اور اونکا حال آگے مذکور ہوچکا ہے یہ سب غربا کے لڑکے ہوتے ہین اور اپنے باپ کے گھر سے
کچھ لیکر نہین آتے جو کچھ برسون مین حاصل کرتے ہین وہ نوکری کے وسیلے سے ہے اسپر بھی اگر
دستور ہوتا کہ اپنے وطن یا اوسکے قریب کسی ضلع مین خدمت ملتی تو اپنے اہل وعیال کو ساتھ
لیجانیکی ضرورت نہین ہوتی تب اپنے گھر مین ماہ بماہ کچھ بھیجتے اور زمینداری مول لیتے اور رفتہ
رفتہ معاش کو بڑہاتے لیکن جب مسافت بعید پر انہین جانا ہوا اور سارے گھر کو ساتھ لیجانا پڑا
تو اوس بیگانہ جگہ مین معاش غیر منقولہ کر نہین سکتے اور معاش منقولہ ناپایدار ہوتی ہے ✱ اور فرض
کیا کہ ماندرین نے روپئے بھی جمع کئے لیکن اتنی فراغت کسیکو حاصل نہین ہوتی کہ زیادہ پس انداز
کرے اور اگر کسی مرتشی نے کچھ لیا بھی تو جاسوس سرکاری فوراً خبر دیتا اور وہ سارا مال چھن جاتا
اور خزانے مین داخل ہوتا ہے بہرحال اگر ایک ماندرین نے جمع بھی کیا اور مر گیا تو اوسکے لڑکون
کو فقط باپ کی جمع پر تکیہ کرنا ہوتا ہے اس طرح گنج قارون بھی بیٹھے بیٹھے آدمی تمام کر سکتا ہے ✱
اب دوسرے درجے والے اہل سیف کا حال سمجھ لیجئے کہ وہ کونسی صورت معاش کی رکھتے ہین ✱
جس ایام مین مانچو تاتار نے ملک ختا کو سر کیا جاگیرین اون سردارون اور سپاہیون کو ملین کہ

جنھون نے جنگاہ مین اپنی نمود کی تھی غرض رفتہ رفتہ اونکی اولاد مین تقسیم ہوتے ہوتے اب
اونکے پاس کچھ باقی نہین رہی سواے اسکے ہر قوم مین سپاہی لاوبال و بےفکر ہوتے ہین اور چونکہ
غایت اونکے پیشے کی موت ہے اسلیے اونکا قول ہے کہ جان رہے جہان رہے اور جو دم
گذرے ہنستے کھیلتے گذرے غرض اونسے اور مرگ مفاجات سے ہر وقت سامنا رہتا ہے
الغرض اہل تاتار بھی محض لاوبال اور عیش طلب مثل اور سپاہیون کے ہوتے ہین اور جب اونکے
مزاج کا یہ حال ہے کہ جو خیال ہے سو حال ہے اور آیندہ کا مالک خدا ہے تو پھر دولت سے
اور اون سے کہان علاقہ باقی رہا کیونکہ زر و فکر توام ہین + چونکہ تیسرے درجے کی رعیت علما
اور طلبۂ علم ہین اور کسی نے طالب العلم یا عالم کو کمتر امیر دیکھا ہے اس قیاس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ بیچارے جسقدر علم سے رغبت رکھتے ہونگے اوتنی ہی مفلس ہوتے ہونگے غرض چوتھے
درجے والے رعایا لامہ اور خادمان دین ہین یہ بےشک دولتمند ہین کیونکہ تفرقہ اونمین نہین ہے
اور جہان سے جو حاصل کرکے لاتا ہے ایک جگہ جمع کرتا ہے اسلیے اونکی قوم مین جو دولت ہے
ختا مین کہین نہین ہے غرض فتنہ و فساد برپا کرنے اور مملکت مین ہرج و مرج پیدا کرنے کو خصوص
ختا سے ملک مین جہان سرکاری جاسوس گھر گھر پھرتے ہین اسطرحکی دولت کارآمدنی نہین ہے
کیونکہ اس امر عظیم کے حاصل کرنے کے لیے پوشیدگی چاہیے اور جہان سب کچھ یہان تک کہ روپیہ
عام ہے اور چھپ نہین سکتا وہان کا احوال گویا بازار کا چرچا ہے اور کھیتی کرنے والے جو
پانچوین درجے کے رعایا ہین حالانکہ سرکاری شفقت اور عنایت بادشاہی اونکے حال پر بہت
ہے لیکن یہ لوگ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ کسی پاس اتنی زمین نہین ہے کہ کاشتکاری کرکے
معاش پیدا کرے اور چونکہ ختا بہت زرخیز اور تھوڑی سی زمین مین بہت سا حاصل پیدا ہوتا ہے
اس سبب سے اتنی خلائق کی گذران اوقات ہوے جاتی ہے علی ہذا القیاس اہل حرفہ اتنے
ہین کہ جنکو قوت بازو سے آٹھ آنہ روز حاصل ہوتا ہے وہ اپنے فن مین بہت چالاک اور کامل
ہین اور انہین سے اکثر ایسے مفلس ہین کہ لوگون کا کام فقط دو وقت کے کھانے پر کرتے ہین

اور اس افلاس کی جہت سے سرکار نے اوسپر خزانہ سب طرحکا معاف کیا ہے اور ساتوین
درجے کے رعایا سوداگر ہین مگر ختائی حکماسے اونہین ایسا کم رتبہ ٹھہرایا ہے کہ جسکے باپ نے
تجارت کی اوسکے بیٹے نے شرمندگی سے وہ راہ معاش اور دولت بڑہانے کی چھوڑ دی اور خواہش
سرکاری عہدہ حاصل کرنے کی پیدا کی اور وہ روپیہ کہ باپ نے پیدا کیا تھا امیدواری مین صرف
ہوا الغرض حکما نے تاجر کو اس دور اندیشی سے حقیر ٹھہرایا ہے کہ دولت اونکے گھر مین قیام
نکرے اور جا بجا پھرتی رہے الغرض اہین سبیلون سے ختا مین اتنی دولت کسی رعیت کے
پاس نہین ہے کہ فساد کرے اور بیشک یہ امر ملکداری کا دستور العمل کامل ہے * کتاب دستورات
اور رسومات مین لکھا ہے کہ نکاح کی جورو کے علاوہ فغفور پچانوے حرم کو خدمت مین لا سکتا ہے
انمین سے تین کو خطاب فوکین کا ملتا ہے اور بعد بادشاہ بیگم کے اونکا رتبہ ہوتا ہے اور اگر
بادشاہ بیگم کے بطن سے بیٹا نرہے تو اون مین سے جسکا لڑکا قابل ٹھہرے ولیعہد ہو سکتا ہے
اور یہ تین بی بیان ہمیشہ شاہزادیان یا امراء کبار کی نسل سے ہوتین ہین اور بہت خدم و حشم کے
ساتھ رہتین ہین اونکے بعد نو بیبیون کو خطاب پین کا ملتا ہے اور اونکے رتبے کے بعد سینتیس حیفو
اور اون سے کم مرتبے کی چھیالیس بیبیان پت سے کہلاتین ہین حکما کا حکم فقط پچانوے کیواسطے ہے لیکن اس بات
مین فغفور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور بعض نے محلسرا مین کثرت مستورات کو زینت منصب شاہنشاہی
سمجھکر ہر ناظم پر فرمان صادر کیا کہ اونکی عملداری مین جتنی جمیلہ چھوکریان نک سک اور رنگ روپ
اور قد و قامت سے درست تیرہ سے سولہ برس تک کی نکلین سب کو خطاب و عزت کے ساتھ
دار الامارۃ کو روانہ کرین اور سنتے ہین کہ ایک نے چالیس ہزار عورتین یونہین جمع کی تھین
غرض جو فغفور عادل اور فہمیدہ ہوا اوس نے اس بات کو محض پوچ سمجھا اور فغفور تی سان
جس نے سنہ ۶۲۶ مسیحی مین جلوس کیا اوس نے تین ہزار عورتون کو محل سے نکالا اور اونکے
گھر بھجوا دیا اور فغفور کان ہی نے اس امر مین اپنے بیٹے کو نصیحت کی ہے اور فرمایا کہ مین
عورت سے ہمیشہ ایسا کنارہ کش رہا ہون کہ میری بیس برس کی سلطنت مین جو اخراجات

حرم سرا کا ہوا اور فغفورون نے ایک مہینے مین اوس سے زیادہ خرچ کیا ہے ٭ تفصیلاً آج تک
کسی طور سے نہین معلوم ہوا ہے کہ فغفور کے محلسرا مین کتنی عورتین ہین اور کیا خرچ اونکا ہے
اور اس بات کو خود ختا کے رہنے والے نہین جانتے کیونکہ دستور فغفور کے محلسرا کا یون ہے
کہ جو عورت خواہ حرم خواہ خادمہ خواہ خواص وغیرہ کسی قسم سے ایکدفعہ ڈیوڑہی سے اندر جاتی ہے
پھر جیتے جی کبھی نہین نکلتی اور کیا دخل ہے کہ اوسکا کوئی رشتہ دار حتی کہ اوسکی ماں بہن اوسکی
صورت عمر بھر مین بھی ایکدفعہ دیکھین یا خط بھیجین یا خبر منگواوین اور جبکہ بادشاہ بیگم اور
شاہزادیون کیواسطے یہ تاکید و ضبط و ربط ہے تو اورون کی کیا حقیقت فقط ٭٭٭

بارہوان باب

زبان ختا کے بیان مین

خداوند عالم نے طاقت گویائی عطا کرنے سے انسان کو افضل مخلوقات بنایا لیکن صرف
اگر گویائی رہتی اور یہ قدرت نہوتی کہ بوسیلہ تحریر اپنی تقریر کو قیام دیوے تو گویائی اوسکی
ایک نوع سے عبث اور بیفائدہ ہوتی اور مثل اور حیوانات کے انسان بھی ایک قسم کا بہیمہ
ہوتا غرض اس امر مین کہ تحریر کو بڑا شرف ہے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ اکثر اہل عجم اور
ہند کے لوگ نسخون اور علم و ہنر کے مکنون کو کچھ چھپاتے تھے اس سبب سے کتنی باتین جو
اوستادون کی دانائی اور علم اور تجربہ کاری سے حاصل ہوئین گویا عدم سے وجود مین آئین
تھین اونہین لوگون تک رہین اور اونکے سینون مین مقفل زیر خاک گئین اور تمام عالم
کو نقصان عظیم ہوا اخلاف اوسکے اگر وہ لوگ لکھتے تو خاص و عام مستفید ہوتے اور خود ثواب
پاتے اور دنیا مین منتخب اور یادگار روزگار کہلاتے لیکن اونہون نے اس پوچ بات کے لیے
کہ دوسرا نہ واقف ہووے اپنا نام و نشان مٹایا لیکن ہم لوگ یعنے انگریز سب برعکس اوسکے
عمل کرتے اور یہ سمجھتے ہین کہ خلق خدا کو فائدہ پونہچانا اور حصول علم کو سہل کرنا سب سے بہتر ہے ٭
خرد و کلان اور صاحبان روشن سوان کو معلوم ہے کہ تحریر کو ایسا شرف ہے کہ اوسکے

واسطے سے لوگ اپنے دوست آشناؤن کے ساتھ دنیا کے اوس کنارے سے گفتگو
کرسکتے ہین اور ایک دوسرے کے حال سے مطلع ہوتا ہے سوا اسکے جو بات معقول یا غیر
معمول کہ کسی کی نظر سے گذرتی یا اور طرحسے احاطہ علم مین آتی ہے سبکی خبر عالم مین پھیلتی ہے
غرض فلاسفہ یونان و فرنگستان اور عرب اور ہندوستان نے اوس ایام کا جس مین تحریر کی بنا
ہوئی بہت سا تفحص کیا لیکن کچھ معلوم نہوا اور یہان تک یہ امر معدوم الخبر ہے کہ بعض حکمانے
بہت سی تلاش کتب تاریخ اور تذکرون مین کرکے اور مختلف روایتین اور عجیب و غریب حکایتین
ہر جگہ سے پاکے آخر کار جب کہین ٹھکانا نہ لگا حیران و لاچار ہوکر اسی بات پر قصہ کوتاہ کیا
کہ ابتداے آبادی دنیا مین کسی بزرگ کو الہام ربانی ہوا تھا اوسکی یہ ایجاد ہے غرض باوجود
اسکے کہ شروع اوسکی معلوم نہین لیکن معقول بات یہی ہے کہ یہ امر عنبی نہین ہے ✤ ہر ملک کے خاص و عام مین
ایک نوع کا نقش جاری ہے جسکو استعمال مین تحریر کہتے ہین اس نقش کی سب قسمونکو استادونے دو فصلون
مین جمع کیا ہے پہلی فصل کی دو اور دوسری فصل کی تین قسمین مقرر کین غرض پہلی فصل کا نام صفت کے
اعتبار سے نقش معنی نما رکھا اور اوس قسم کی تحریر کی یہ صورت ہے کہ اوس نقش کے دیکھنے
سے جس مقصد کی گذارش منظور رہتی ہے فوراً بوسیلہ بینائی فہم مین آجاتا ہے اسطور کے
نقش کی پہلی تقسیم کا نام معنی کی اعتبار سے نقش پیکری ہے اور اوسکی صورت یہ کہ گھوڑے کی
تصویر دیکھتے ہی فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ مقصد اوس نقش کا یہی ہے کہ گھوڑیکا خیال ذہن
مین گذرے غرض اسطرحسے جس چیز کی تصویر نظر آتی ہے اوہین فوراً اوسکا خیال گذرتا ہے
✤ نقش معنی نما کی دوسری تقسیم کا نام نقش ایمائی ہے اور اوسکا حال یہ ہے کہ اپنے مقصد کو
اوس نقش کے وسیلے سے ادا کرتے ہین لیکن جس چیز کی صورت کھینچی جاتی ہے اوسکی خاصیت
یا جبلی عادت یا اور کسی کیفیت پر دلالت کرتی ہے چنانچہ خاص و عام کو معلوم ہے کہ
شیر ایک درندہ خونخوار ہے اس لحاظ سے شیر کی تصویر دیکھتے ہی خیال اوس جانور کی
بے رحمی کا فوراً ذہن مین آتا ہے اسی طرحسے چونکہ معلوم ہے کہ خیانت کرنی اور دغا دینی

بلی کی جبلی ہے اس لحاظ سے اوسکی تصویر دیکھتے ہی خیال اوسکی عادتون کا ہوتا ہے اسیطرح سے تیر و کمان اور تلوار آلات جنگ و پیکار ہین اونکی تصویر سے خیال جنگ کا فوراً ذہن مین گذرتا ہے چنانچہ ایک نقل نہایت برمحل راقم کو اسوقت یاد آئی کہ جب ایک تاریخ جو یونانی زبان مین لکھی ہوئی ہے مطالعہ مین آئی اوسکی چوتھی جلد کے ایک سو بتیسوین باب مین یہ حکایت دیکھی کہ جب داراشاہ ایران ملک تاتار مین یورش کرنیکے قصد سے فوج کثیر لیکر روانہ ہوا تو سردار تاتار نے اپنے ایلچی کی معرفت ایک چڑیا اور ایک چوہا اور ایک مینڈک اور پانچ تیر دارا کے پاس بھیجے غرض معنی اس سوغات کے یہ تھے کہ اگر مثل چڑیا کے تم ہوا مین اوڑجا سکو یا مثل چوہے کے زمین جا چھپو یا مثل مینڈک کے پانی مین غوطہ مار کے تہ آب بیٹھ رہو تو تمہاری خیریت ہے ورنہ تاتاریون کے تیرون سے ہلاک کیئے جاؤ گے چنانچہ ایرانی فوج مین جو دانا تھے اونھون نے سوچکر یہی مطلب نکالا اور دارا کی خدمت مین یہان تک گذارش کی کہ وہ تاخت سے باز آیا اور صلح کر کے دارالامارہ کو پھر گیا۔ اس نقل کو راقم نے تاریخ ہیرادوٹس جو یونانی زبان مین ہے دیکھا ہے۔ الغرض نقش ایمائی کی صورت یہی ہے اور قدیم ملکون مین مقبرون پر نقوش ہر وضع کے دیکھنے مین آتے تھے اور علما علی الخصوص عاقل اونکے معنی اسطرح پیدا کرتے ہین مگر بعضے نقش کے مطالب کا سمجھنا نہایت دشوار ہے یا بہت فکر سے مفہوم ہوتے ہین چنانچہ چھلے کی ساخت مین ظاہرا نہ شروع نہ آخر معلوم ہوتا ہے کیونکہ جوڑ دیکھنے مین نہین آتا ہے غرض اوسکی تصویر گویا علامت مداومت اور لاانتہائی کی ہے اور چشم انسان کا نقش اگر درمیان ابرون کے ہے تو خداوند عالم کی ہمہ دانی اور علم کامل کا معنی نکلتا ہے الغرض یہی دو طور نقش پیکری اور نقش کنایہ نما کی نہایت قدیم ہین اور مصر و ختا اور ہندوستان اور دوسرے مقامون پر جہان اگلے بادشاہون اور پرانی مٹی شاہی سلطنتون کے خرابہ ہین اور اونکے یہ آثار اگر نہوتے تو اونکے وجود پر لوگ شک کرتے اور گفتگو کرتے اون ملکون مین اسطرح کے نقش معنی نما تہخانون اور پرانی عمارتون پر دیکھنے مین

اسے ہین الغرض قسم نقش مقصد گذار کی یہ دو تقسیمین یعنے نقش پیکری اور نقش کنایتی ہین *
دوسری فصل جو استادون نے تحریر کی بنائی ہے اوسکو نقش صوت گذار یا صوت نطقی
کہنا چاہیے اور اوسکے وسیلے سے صوت کی نمایش ہوتی ہے اور ہر نطق جو زبان کی حرکت
کے ساتہ ہے گویا ایک ہوائی وجود پاتا ہے اور صرف کان کو اوسکے وجود کی خبر ملتی ہے
اوس نطق کی علامت تحریر کی جاتی ہے یعنے صوت مجسم دکھائی دیتی ہے غرض نقش صوتی
کی تین قسمین ہین پہلی کو نقش کلمہ گذار یا نقش کلمہ نما کہنا چاہیے اور اوس سے ایک کلمہ
تمامتر بغیر نظر اوپر حروف ابجدی کے جس سے اوسکی ترکیب دی ہوئی ہوتی ادا کیا جاتا ہے
چنانچہ علوم ہندسہ وہیئت و جبر و مقابلہ اور دوسرے فنون مین جو علامتین ہین اونکے
نقوش سے ایک معنی خاص ہین اور اونکی صورت دیکھتے ہی فوراً جو مخصوص معنی اوسکے ہمراہ
ہین ذہن مین آتے ہین اور اوس نقش کلمہ نما مین چینی زبان کی تحریر ہوتی ہے * دوسری
قسم نقش صوت گذار کو نقش تفصیلی کہنا چاہیے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ جو کلمہ ایک حرکت
زبان سے صرف ایک ہی مخرج ہوتا ہے اوس ایک خروج صوت کی نقش کو نقش بند نما کہنا
مناسب ہے غرض اہل جاپان اور اوسکے اطراف کے جزائر مین تحریر کی یہی صورت ہے
اور قدیم سنسکرت بید کی اسی ترکیب کی ہے * تیسری تقسیم نقش صوت گذار کو نقش حرفی
یا نقش صوت بسیط گذار یا نقش ابجدی کہنا چاہیے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ بسیط
کلمہ یعنے بسیط لفظ کا نقش ہوتا ہے اور ہر نقش کا نام حرف ہے غرض زبان عربی و
پارسی و انگریزی اور دوسری زبان کی تحریر نقش ابجدی ہے * غالب ہے کہ ابتدا ے
آبادی دنیا مین جب جہل کی تاریکی عالم پر چھائی ہوئی تھی اوس ایام مین حالانکہ گفتگو کرنے مین
الفاظ کلمے سے مطلب کو ادا کرتے تھے لیکن جب کوئی بات قابل یادداشت کے ہوتی تھی
تو اوسکو نقش پیکری یا نقش کنایہ مقصد گذار سے قلمبند کرتے تھے اور بعد اوسکے جب
چرچا علم کا کچہ پھیلا تو نقش کلمی اور نقش تفصیلی مین کتابون کی اور دوسری چیزون کی

تحریر ہونے لگی لیکن تبخانون اور معبدون مین مقصد کی ادا کے لیے نقش پیکری اور معنی
کنایہ نا مستعمل ہوتے تھے الغرض نقش حرفی یا صوت لبسیط گذار سب سے نہایت بہتر ہے
لیکن اسمین بھی حاجت زیادہ تر سہل کرنیکی باقی ہے اور جب تک بسبب اختصار علامت
کلمات یا حروف کے تحریر مین سرعت تقریر کی بلکہ برق رفتاری خیال کی نہین پیدا ہوگی
خامی رہ جائیگی کیونکہ مضامین کے صرف لکھنے اور قلمبند کرنے مین جو تاخیر ہوتی ہے اوس
عرصے سے سو گونہ زیادہ ہے جو آمد مضمون مین ہوتی ہے اور قیاس سے بعید نہین ہے
کہ اوسکی تدبیر جیسا کہ چاہیے کیجائیگی ۔ کئی طرحکی مختصر تحریر یا رمز نویسی اہل فرنگ مین جاری
ہے اور اوسکے ذریعہ سے تقریر کے ہر لفظ کو معاً زبان سے نکلتے ہی لکھ لیتے ہین چنانچہ
مشہور ہے کہ انگلستان کی پارلیمینٹ مین جو صلاح امور مملکت کیواسطے ہر شہر کے کارگذارون
کا مجمع خاص ہے جب کسی امر عظیم مین اون لوگون مین گفتگو ہوتی ہے تو ہر شخص کی تقریر
جو نہین شروع ہوتی ہے مختصر نویس لکھ لیتا اور پانچ چار جملے کا پرچہ ہرکارون کے ہاتھ
چھاپے خانے کو روانہ کرتا ہے اور وہان چند لمحہ مین چھپ جاتا ہے اور اسیطرح سے
سو پچاس صاحبون کی تقریر جو اونھون نے شب کو کی تھی کیونکہ رات ہی کے وقت
اہل پارلیمینٹ کی جمعیت ہوتی ہے وہ لفظ بلفظ صبح کو اخبار کے کاغذ مین چھپی ہوئی نظر
آتی ہے الغرض مختصر نویسی کے جب یہ فائدے ہین اور نقش لبسیط گذار یعنی ابجدی باوجود
اس اختصار کے قابل اصلاح کے ہے تو ختائیون کی تحریر کو کیا کہنا چاہیے کہ بعض لفظ
کے نقش مین ساٹھہ یا ستر کشش مین قلم کی صرف ہوتی ہین سوا اسکے جو شخص دوسرے
ملک کا جیسا کہ فرنگستانی یا ہندوستانی اونکی زبان کو سیکھا چاہے تو انواع طرحکی دقتین
درپیش آتین اور طبیعت کو پریشان کرتین ہین خصوصاً اکثر فرنگستانیون نے جو ختائی
زبان کی خاصیت اور نقوش کی وضع کو بیان کیا تو یہ لکھا کہ نقوش الفاظ تماجو اونکے ہین
سب یہ قسم معنی دار ہین اور بعض نقش پیکری اور اکثر نقش سب ادائے مدعا کنایون سے

کرتے ہین لیکن بالفعل دو عیسائی پادری علماے باکمال و فضلاے بے مانند و ہمال سے
ملک چین مین جاکر نہایت غور سے جو دریافت کیا تو دیکھا کہ ختائی نگار کو نقش صوت نما کہنا
لازم ہے اور پادری گونسالویز صاحب نے اونکے نقوش مین علامت گویائی موجود پاکر
ایک کتاب ختائی زبان کے حروف تہجی کی بنائی ہے اور اونکے شاگرد رشید پادری کالیری
صاحب نے ایک کتاب زبان لاٹین یعنے روم قدیم کی زبان مین جو بیشتر ماخذ زبان انگریزی
ہے اور بدون اوسکی دریافت کامل کے انگریزون مین کوئی شخص عالم نہین کہلا سکتا
تصنیف کی ہے اور اوس کتاب مین صدہا دلیلون سے اوس فاضل کامل نے ثابت
کیا ہے کہ اوسکے اوستاد پادری گونسالویز صاحب نے جو نقشہ بنایا ہے اور علامات
صوت یعنے حروف جو ختائی زبان مین پایا ہے سب درست ہین * چونکہ یہ امر نہایت
وحشت آور ہے کہ وہ بزرگ سب جو ملک ختا مین جاکر رہے اور وہان کے جزو کل حال
کو لکھا اور کوئی عقدہ نقیر و قطمیر کا بے حل کیے نہین چھوڑا اونپر یہ راز نہین کہلا اور باوجود
یہ چینی زبان سیکھنے اور اوسمین کمال حاصل کرنیکے اون لوگون سے زبان کی ماہیت کے
بیان مین یہ غلطی صادر ہوئی اسواسطے اونکی غلط فہمی کے باعث اور وجہونکو لکھنا چاہیے
اور اس مقام پر راقم اپنی کوئی دلیل نہ لکھکر ترجمہ بعض مقامات پادری کالیری صاحب
کی کتاب لاٹین کا واسطے تشفی خاطر ناظرین تاریخ چین کے درج کرتا ہے * پادری
صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ کئی سبب اس غلط فہمی کے ہوئی پہلا یہ کہ فرانسیسی پادری
سب جو اوائل مین ملک ختا مین گئے اور وہان کا احوال لکھے وے اکثر چیز کو جو اوس
سرزمین سے متعلق تھی نادر و عجیب قیاس کرتے تھے دوسرا یہ کہ چونکہ علماے فرنگ
کے ذہن کا مقتضا ہے کہ ہر شے کے اجزا کو جدا کرکے ہر جزو کو جداگانہ ملاحظہ کرین
اور جہان تک کہ ذہن کو رسائی ممکن ہے تلاش کو وسعت دیوین اس سبب سے اون لوگون
نے بسایط حروف ختائی کو جداگانہ ملاحظہ کیا مگر اسواسطے نہین کہ صوت جسکے علامات

وہ سب ہین ہر بسیط سے اخراج ہوے جیسا کہ اور زبانون کے حروف سے ممکن ہے
لیکن تا کہ ہر بسیط کے معنی جداگانہ کو دریافت کرکے ایک معنی مجمل ہر نقش سے جو کہ مرکب
اون بسائط سے ہے پیدا ہووے تیسرا یہ کہ صورت عجیب جو ختائی نقوش کی ہے
اور جتنی کششین ہین وے اگر جداگانہ ملاحظہ کیجاوین تو بعض کشش سے فی الجملہ
ایک طرحکا مقصد ادا ہوتا ہے لیکن وہی کششین جب جمع ہو کر کسی ایک نقش مین داخل
ہوتین ہین تو مجمل ہونے سے کسی کشش واحد کے معنی باقی نہین رہتے ہین اور وہ کششین اسلیے
جمع کی جاتین ہین تا کہ موافق رسم خط کے اوسمین بصورت اعراب داخل رہنے سے انتشار
خاطر کے مانع ہووین چوتھا سبب اس غلط فہمی کا یہ ہے کہ ایک ختائی عالم نے اپنی زبان کے
بالکل نقوش مروج کی چھہ قسمین مطابق جنس کے جو کین تو فرنگستانی علما نے اوس تفریق کو
بنیاد قرار دیکر ختائی نگار کو مقصد گذار قرار دیا حالانکہ اوس تقریر سے ثابت ہے کہ اگر اسی تفریق
کو درست سمجھیے تو وہ ایک بڑی قوی دلیل ہے کہ ختائیون کے نگار کو صوت گذار اور لفظ نما
کہنا چاہیے اور فرضاً اگر اس تفریق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بقول علماے فرنگ کے
ختائیون کے نقش و نگار بالکل مقصد گذار ہین تو ایک عالم واحد کی راے کا کیا اعتبار ہے
اس ختائی حکیم نے جو اپنی زبان کے نقوش مستعمل کو موافق جنس کے تفریق کیا تو ایک قسم کو
تمام نقوش پیکری ملقب کیا اور اس قسم مین وہ نقوش تصویر نما ہین جو کسی چیز پر شباہت
کے وسیلے سے دلالت کرتے ہین چنانچہ آفتاب و مہتاب کی تصویر کے نقوش سے
مشبہ پر دلالت ہوتی ہے اور دوسری قسم مین وہ نقوش ہین جنسے خاصیتین اشیا کی
معلوم ہوتی ہین اور جو دلالت اوپر اون چیزون کے کرتے ہین جنکی تصویر نہین کھینچی
جا سکتی چنانچہ احدیت کی علامت باعتبار یکرنگی کے خط راست ہے اوسکو اوسی
بزرگ نے نقوش مقصد بکنایہ نما نامزد کیا ہے اور تیسرے قسم مین وہ نقوش ہین جو مرکب
دو یا تین یا چار یا زیادہ نقش واحد سے ہین اور ترکیب مین اوس نقش مجمل کے ایک معنی

عام ہین چنانچہ ایک نقش واحداً آفتاب کے اوپر اور دوسرا مہتاب کے اوپر دلالت
کرتا ہے اور اگر یہ دونون نقوش مرکب ہووین تو ایک نقش با معنی عام ہوتا ہے اور روشنی
پر دلالت کرتا ہے ایسے نقوش کو اوس ختائی نے نقش معنی زیادہ کن نامزد کیا ہے اور
چوتھی قسم مین اوس حکیم نے اون نقوش کو داخل کیا ہے جو نطق سے متعلق ہین اور اونکو
نقوش صوت گذار کے نام سے نامزد کیا ہے اور پانچوین قسم مین وہ نقوش ہین جو معنی لغوی
سے گذر کے بعض دفعہ معنی مرادی سے اور کبھی مجاز و استعارہ مستعمل ہوتے ہین اور بعض
اوقات معنی مخالف پیدا کرتے ہین فی المثل جو نقش جسکے لغوی معنی پادشاہ ہین وہ استعارے
مین معنی ظالم پیدا کرتا ہے اور جس نقوش کے لغوی معنی دل ہین وہ معنی عشق مین مستعمل
ہوتا ہے غرض اس قسم کے نقوش کو اوس ختائی نے ملقب بالفاظ گیرندہٴ معنی ساختہ و
لباسی کیا ہے اور چھٹی قسم کے وہ نقوش ہین جو اگر ذرہ بھی کج یا منقلب کیے جاوین
تو اصل معنی کے ضد جو معنی ہے وہ پیدا ہوتا ہے چنانچہ جس نقش کے معنی اوپر ہین وہ الٹ
دینے سے نیچے کے معنی کی طرف دلالت کرتا ہے اور جس نقش کا معنی پیر مرد ہے اگر منقلب
ہووے تو مرد مردہ پر دال ہوتا ہے اور اوس قسم کو حکیم ممدوح نے حروف تغیر پذیر و قابل
انقلاب قرار دیا ہے الغرض اجناس حروف ختائی کی اس تفریق کو فرنگستانی علمائے معقول
تصور کر کے اس بات کی بنیاد قرار دی ہے کہ ختائی حروف کو نقوش مقصد گذار کہنا
چاہیے اور یہ نہ سمجھے کہ خود اوسی ختائی عالم نے چوبیس ہزار نقوش سے جنکے جنس کی
یہ تفریق کی ہے اون مین سے پانچ قسم کے حروف یعنے نقوش پیکری اور نقوش مقصد
بکنایت نما اور نقوش معنی زیادہ کن اور نقوش گیرندہٴ معنی ساختہ و لباسی اور نقوش تغیر پذیر
اور قابل انقلاب جملہ مین صرف دو ہزار ہین لیکن فقط صوت گذار کی قسم کے نقوش
بائیس ہزار ہین غرض ظاہر ہے کہ جب کسی زبان مین نقوش پیکری و معنی بکنایت نما
صرف دو ہزار ہووین اور حروف جو نطق سے متعلق ہین بائیس ہزار ہووین تو اوس زبان کے حروف

بیشک صوت گذار ہین اور تکلف یہ ہے کہ جس ختائی حکیم کے سخن پر فرنگستانی علمانے بنیاد اپنے قول کی ڈالی ہے اوسی سخن مین ایک ایسی قوی دلیل اوس امر کے ابطال مین موجود ہے اور یہانتک ہمارے یہان کے علما اس بات پر لوٹے رہتے کہ اونہون نے نہایت کوشش اور سعی سے ختائی حروف کے شبیہ سے معنی کنایہ نکالا ہے اور معلوم نہین کہ اونھون نے کسطرح سے صورت وصفت مین مشابہت پائی غرض ہمسے جاہلون کو کچھ تمیز نہین ہوتی ہے *
الغرض اس تقریر کو طول دینا اور خطائین جو اکثر علمانے بہ نسبت زبان کی ہین جست وجو سے نکالنا زیادہ مشکل نہین ہے غرض چونکہ تاریخ کا ضابطہ یہ ہے کہ منجملہ اور حالات ملک کے کچھ مختصر تذکرہ وہان کی زبان کا بھی ہو نہ کہ دفتر کا دفتر اوس باب مین لکھا جاوے اس لیے مناسب ہے کہ فقط پون سو صاحب کے قول کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاوے کیونکہ ولایت امریکا مین وے اکمل الفضلا تھے اور اونہون نے بہت سے علما کے اقوال بہ نسبت ختائی زبان کے جمع کر کے یہ فرماتے ہین کہ قاعدہ ختائی تحریر کا حقیقت مین نقش مقصد گذار نہین ہے جیسا کہ لوگون نے تصور کیا ہے بلکہ اوسکو نقش کلمہ گذار کہنا چاہیے اور نقش مقصد گذار ایک چیز خیالی ہے اور چونکہ اکثر امور کی ادا اوسکے ذریعہ سے ممکن نہین ہے اس جہت سے اوسکو نقش قرار دینا مناسب نہین کیونکہ انسان کو قوت ناطقہ ہے اور نقش اوسیکو کہہ سکتے ہین جو کہ زبان استعمالی پر دلالت کرے نہ کہ اوسکو جو مثل نقش مقصد گذار کے خیالات کو صرف مدرکہ تک مبا ین زبان استعمالی سے رسائی دیوے الغرض جتنے اقسام نقش کے دنیا مین مروج ہین سب نقوش وعلامت لبسائط نطق کے ہین جنکی تین قسمین ہین یعنے علامت کلمہ کی اور علامت بند کلمہ کی اور علامت لبسائط کلمہ کی اور پہلی قسم نقش کلمہ گذار ہے اور دوسری قسم نقش بند نما اور تیسری قسم نقش ابجدی ہے الغرض اس تاریخ کے راقم نے جو کچھ کہ ارباب سخن کی خدمت مین قبح اعداد ختائی نقوش کے بیان کیے ہین صرف مطابق اپنی عقل ناقص کے قیاس کے نہین بیان

مین لایا چنانچہ بڑے بڑے ادیبون کے قولون کا خلاصہ یہی ہے جو مذکور ہوا اور اب
اس امر مین خاتمہ تقریر کا اسی پر کرنا چاہیے کہ کتاب زبان لاتین جو پادری کالیری صاحب نے
قواعد و حقائق ختائی زبان مین تصنیف کیے ہین اوسکے کئی باب کا ترجمہ یہان پر درج
کیا جاوے تا کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہووے انشاء اللہ تعالی الغرض باب ہشتم کتاب
مذکور کا بیچ بیان بسائط حروف ختائی کے ہے اور بعد ایک دو جملہ تمہید کے پادری صاحب
ممدوح اسطور پر فرماتے ہین ⁂ کہ اوپر خاص و عام کے ظاہر ہے کہ بالکل اقسام نگار حرفی
مین ایک قاعدہ بہ نسبت اوس ترتیب کے مقرر ہے جسکے مطابق واسطے مرکب کرنے
کسی کلمہ کے ایک حرف بعد دوسرے حرف کے علی التواتر لکھا جاتا ہے ⁂ یہ طور نگار کا نہایت
سلیس ہے کیونکہ اسکی ترتیب مطابق حروف کے تلفظ کے ہے اور بعض زبان مین ترتیب
حروف کی ترکیب لفظ مین داہنی طرف سے اور بعض مین بائین طرف سے شروع ہوتی ہے
چنانچہ انگریزی و لاتین و فرانسیس وغیرہ کا قاعدہ چپ سے راست اور عربی و فارسی وغیرہ
مین راست سے چپ کی طرف ترکیب لفظ شروع ہوتی ہے غرض اس قاعدہ کی سلاست
ایسی ہے کہ کیسا ہی کودن کیون نہووے مگر یاد کر لیویگا چنانچہ فی المثل اگر خوشی کا لفظ
لکھنا کوئی چاہے تو پہلے **خ** اور بعد اوسکے **و** اور پھر **ش** اور آخر کو **ی** بیشک لکھیگا
اور یہ ترتیب نہین دیگا کہ پہلے **ش** اور بعد اوسکے **خ** اور پھر **ی** اور بعد اوسکے **و** تحریر
ہووے الغرض اسیطرح سے زبان ختائی کی نگار مین بھی دستور بہ نسبت ترتیب پانے
حروف کے ترکیب لفظ مین مقرر ہے لیکن باینہمہ درمیان قواعد اقسام نگار ابجدی
کے اور قواعد ختائی نگار کے بہت فرق ہے چنانچہ نگار ابجدی کے حروف کی اسقدر
نسبت ساتھ نطق کے ہے کہ کسی کلمے کے مرکب بسائط کو علی التواتر تفریق کرنے سے
فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کلمہ مین کون ترتیب حروف کی درست ہے غرض نگار
ختائی اسکے مین برعکس ہے اور جس ترتیب سے حروف کے بسائط کی ترکیب چاہیے

حرف تلفظ سے نکلتی ہے کیونکہ ہر کلمہ جسکی ایک ہجے ہین یعنے جسکا مخرج زبان کی ایک
حرکت سے پیدا ہے اکثر تفریق پذیر نہین ہوتا یعنے اوسکے بسائط جدا ہوکر اپنی اصل پر
قائم نہین کیے جا سکتے غرض ویسے کلمہ کی ایک مرکب علامت ہوتی ہے جسکے بسائط ترکیبیہ
متعلق صوت سے نہین ہے سواے اسکے نگار ابجدی مین چونکہ حروف علی التواتر ایک
سیدھی سطر مین ترکیب لفظ مین لکھے جاتے ہین اس جہت سے واسطے دریافت
ترتیب حروف بیچ ہر کلمہ کے حاجت صرف شروع سطر کو قرار دینے کی ہوتی ہے لیکن خلاف
اسکے ختائی حروف کی شکلین اکثر مدور یا مربع ہوتی ہین اور اسی وجہ سے اوس زبان کا مبتدی
بسائط مرکبہ کی ترتیب ازخود نہین دریافت کرسکتا ہے اور اسی وجہ سے اہل فرنگ جو
نوآموز اوس زبان مین ہین اور طریق صحیح ختائی حروف کے لکھنے کی نہین جانتے ہین
وے اکثر بسائط ترکیبیہ کو اوسی نامعقول ترتیب سے مرکب کرتے ہین جیسا کہ تمثیلاً
بیچ لفظ خوشی کے مذکور ہوا ہے اور وے حروف ختائی کو بسبب نادرستی تحریر کے
ایسا مسخ کرڈالتے ہین کہ اونکی شکلون پر ختائی جہلا ہنستے اور علما بنظر حقارت دیکھتے
ہین چونکہ نزاکت وسلاست ختائی تحریر کی متعلق اوپر معقول دانست ترکیب بسائط
کی ترتیب کے ہے اس سبب سے تمام مملکت چین مین ایسا شخص کم ہے جو حروف کی
تحریر کی طریق مروجہ کے مطابق عمل نہین کرتا ہے اور طالب العلمون کو یہ طریق معلم سب
بہت کوشش اور توجہ کے ساتھ سکھلاتے ہین اور حالانکہ اسکی وجہ کو اونھون نے
خواہ خوف ورود مشکلات کے سبب سے خواہ صدور اغلاط کے احتمال سے کبھی نہین لکھا ہے
لیکن لڑکون سے موافق طریق عام کے حرفون کی مشق کرواتے ہین اور منجملہ قواعد تحریر
کے جو یہ لوگ سکھلاتے ایک یہ ہے کہ کسی حرف کو نیچے سے یا داہنی طرف سے شروع کرنا
نہین چاہیے بجز حروف مربع کے کہ جو داہنے پہلو سے شروع ہوتے ہین ۔ الغرض
اہل فرنگ کی طبیعت چونکہ طرف تلاش اور ہر چیز کے اجزاے مرکبہ کی تفریق کرنے کے

مایل ہے اس جہت سے واسطے تحقیق کرنی اس امر کے کہ کیونکر بغیر معلم کی مدد کے ختائی حروف
سیکھے جا سکتے ہین اونہین عقل کی حاجت تھی اور اسکا طریقہ ایجاد کیا ہوا اکمل الفضلا جناب
پادری گنبسا لونیر صاحب کا ہے حالانکہ اونہون نے بیان تصریح جیسا کہ چاہیے نہین کیا ہے
غرض اس طریقے کی تین ترکیبین ہین اوّل یہ کہ تعریف صحیح اون بسائط کی جنسے ختائی حروف
مرکب ہین بیان کرنی ضرور ہے اور دوسرے یہ کہ طریق معہودہ و مشروطہ جو ختائیون مین بہ نسبت
باہم آنے ایک بسیط بعد دوسرے کے جو مطابق طریق ابجدی کے مروج ہے دریافت
کرنی چاہیے اور تیسرے یہ کہ مطابق طریق جو مذکور ہوا ختائی حروف کو انتظام دینا چاہیے کیونکہ اگر
ختائی حروف کے بسائط یعنے وہ خط سب جنسے ہر نقش کی ترکیب ہوتی ہے غور سے
ملاحظہ کیے جاوین تو محض ناواقف شخص کو بھی صاف معلوم ہوگا کہ یہ بسائط صرف ایک
قسم کے نہین ہین اور اقسام جداگانہ ان سب خطون کے کیے جا سکتے ہین علماے ختائی نے
بہت سا قصد تفریق اور نامزد کرنیکا کیا ہے لیکن ایسے امر سہل ہین بہی اونکو اتفاق نہین ہے
اور بعض کہتے ہین کہ خط کی چہہ قسمین ہین * غرض جزوٹ فرقے کے فرنگی پادریون نے
بیان انہین چہہ قسمون کا موافق قدیم علماے ختائی راے کے کیا ہے لیکن متاخرین اس
راے کو اسوجہ سے باطل کرتے کہ بعض خط جو علحدہ اون چہہ قسمون سے ہین شامل اونکے
نہین ہے اور بعض علماے ختائی کی راے یہ ہے کہ خطون کی آٹھہ قسمین ہین اور جنکی پھر تقسیم ثانی قرب مشابہت کے
اعتبار سے کی گئی ہے غرض یہ راے مشہور ہوئی اور اندنون علماے ختا اوسکو درست جانتے ہین لیکن
اس سے تسکین اور تشفی خاطر اوس شخص کی نہین ہووےگی جو ہر چیز کے رگ و ریشے کو جدا کر کے
اجزا کو اصل پر تقسیم کرنیکا عادی ہووےگا کیونکہ اس تقسیم مین دو قسم بعض خطون کی کی گئی ہے
جو حقیقت مین ایک ہی ہین اور بعض جو جدا ہین ایک مین شامل ہوے ہین * الغرض بعد
نہایت واقفیت کے جناب پادری گنبسا لونیر صاحب نے تشریح کر کے صحت کے ساتھ مقرر
کیا کہ مفرد خطوط یعنے بسائط مرکبہ جو نہایت متفرق ہین نو قسمون کے ہین اور حالانکہ بعض

اسمین اندک مختلف ہین لیکن اصلی شکل وصورت مین مغائرت نہین ہے چونکہ صرف تعریف
صحیح شکل وشمار مفرد خطوط کی بیان کرنی اور ترتیب جسمین حرفون کو لکھنا چاہیے واضح دکہانی
اور بگار ابجدی کے دستور پر حرفون کو لغت مین تنظیم دینی کافی نہتھی اس سبب سے ضرور ہوا کہ سوا
جمع کرنے خطوط کی علحدہ قسمون مین ہر خط کو جو جگہ بے تبدل اپنی قسم مین علی التسلسل چاہیے
معین کیا جاوے یعنے بطور سلسلہ ابجدی کے ایک خط کو اپنی قسم مین پہلی جگہ ملے اور دوسرے
خط کو دوسری جگہ دی جاوے اور اسیطرح سے ہر خط کی جگہ موافق سلسلہ کے مشخص ہووے
جسطرح سے حرف ا فارسی زبان مین قبل حرف ب کے ہے اور ب قبل حرف پ کے
واقع ہے * الغرض اکمل الفضلا یعنے صاحب ممدوح نے یہ سررشتہ مقرر کیا اور ذیل مین جو
قاعدہ تہجی کا اونکا نکالا ہوا مندرج ہے چاہیے کہ مبتدی اوسکو خوب یاد کرے اور طرح بطرح
کے تلفظ جو ہر خط کے ساتھ ہے زبان کی نوک پر رکھے یعنے ۱ چو ـ ہوا ۲ کیو رپی ح اہی
اکوین ا کیوے ر لی ۱ نا * اب بغیر دقت کے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس قاعدہ تہجی کی مدد
سے ختائی حروف موافق ترتیب ترکیبی کے جو فارسی زبان کے الفاظ کے لیے مروج ہے
انتظام پا سکتے ہین اور اسی معقول ترتیب سے بکطرق اونکو ترکیب دینے اور تحریر کرنیکا ساتہ
درستی کے مستنبط ہو سکتا ہے چنانچہ کتاب لغت فارسی مین لفظ ابرو قبل لفظ باری کے
اس لیے درج ہے کہ حرف آ جس سے ابرو کی شروع ہے وہ قاعدہ ابجدی مین قبل حرف
ب کے ہے جس سے باری کی ہجے شروع ہوتی ہے اسیطرح سے ختائی حرف [illegible] لغت
مین قبل حرف [illegible] کے ہے اس لیے کہ وہ خط جس سے اوس حرف کا شروع ہے وہ
قاعدہ ابجدی مذکورہ بالا مین قبل خط [illegible] کے ہے جس سے یہ حرف شروع ہوتا ہے *
جب دو فارسی لفظ ایک ہی حرف سے شروع ہوتے ہین تو دیکھنا چاہیے کہ دونونکا دوسرا
حرف کون ہے اور موافق دوسرے حرف کی تقدیم کے ترتیب دی جاتی ہے چنانچہ لفظ
ابرو قبل لفظ آتش کے لغت مین درج ہے اس لیے کہ ابرو کا دوسرا حرف ب قبل

آتش کے دوسرے حرف ت کے قاعدۂ ابجدی مین ہے اسیطرح سے ختائی حرف 亭
جو حرف [illegible] کیطرح ایک ہی خط سے شروع ہوتا ہے لیکن اوسکے قبل لغت مین اس لیے درج ہے کہ
پہلے لفظ کا دوسرا خط — قاعدہ ابجد مین قبل دوسرے لفظ کے دوسرے خط کے واقع ہے
اگر دو فارسی لفظ کے دونون پہلا حرف ایک ہی ہووین تو موافق تیسرے حرف کی تقدیم
کے ترتیب دیجاتی ہے چنانچہ لفظ ابرو قبل لفظ ابنوس کے لغت مین اس لیے درج ہوتا ہے
کہ لفظ ابرو کا تیسرا حرف ر قاعدۂ ابجد مین لفظ ابنوس کے تیسرا حرف ن کے قبل ہے
اور بعینہ یہی حال ختائی زبان مین ہے غرض دو لفظ فارسی مین اگر تیسرا چوتھا اور پانچوان
حرف ایک ہی ہو تو چوتھے پانچوین چھٹے حرف سے آگے بڑھتے ہوے آخری حرف
تک دیکھنا ہوتا ہے جب تک حرف فارق نہ ملے اسیطرح سے جب ختائی حروف کی
ترکیب مین دو حرف ایسے ملتے ہین جنکے تیسرے یا چوتھے یا پانچوین خط ایک ہی ہووین
تو چوتھے یا پانچوین یا چھٹے خط لغایت خط آخر دیکھنا چاہیے تا کہ خط کی تقدیم موافق
قاعدۂ ابجد کے مستنبط ہووے + جس طرح سے فارسی زبان کے تمام الفاظ کی تین
قسمین ہین یعنے اصلی تقسیمین شمار مین موافق عدد حروف ابجد کے ہین اوسیطرح سے
ختائی زبان کے بالکل حروف کی سات قسمین بسبب اسکے ہین کہ ابجدی خطوط جن سے
کہ اونکا آغاز ہے جملے مین سات ہین + ختائی حروف کو ابجدی ترتیب مین انتظام
دینے کے واسطے ضرور ہے کہ ترکیب اونکی تحریر کی خوب معلوم ہووے اور اوس سے
صرف علما واقفیت رکھتے ہین لیکن جسوقت کہ ایک قسم وافر کے حروف کی ترتیب
موافق قاعدۂ ابجدی کے دی گئی اوسوقت صرف اوسی کی مدد سے اور بغیر کسی استاد
کی استعانت کے ترکیب تحریر کی معلوم ہوسکتی ہے چنانچہ جملے سے فہرست حروف
صوتگذار کے جسکا سیکھنا مبتدیون پر اہم اور واجب ہم جانتے ہین وہ قسم ہے جسمین
دس خطوط ہین اور یہ قسم حروف کی اٹھاروین صفحہ سے اکتیسوین تک مطبوع ہے *

الغرض جیساکہ مذکور ہوا ترکیب مین پہلی جگہ اون حروف کی ہے جو ابجد کے پہلے
خط سے شروع ہین اس جہت سے ہمارے نزدیک مناسب ہے کہ خط ۱ اون حروف
جن مین غالب معلوم ہووے جو جملے مین چھبیس ہین قبل دوسرے سب خطوط کی لکھا جاوے
دوسرے درجے مین اون حرفون کو لکھا چاہیے کہ جو ابجد کے دوسرے
خط سے شروع ہین اور اس بات کے معلوم کرنے کے لیے کہ کون سے
خط کو دوسری جگہ مین لکھا چاہیے یہ ضرور نہین کہ موقع ہر حرف
کا نسبت مین ہر قسم حرف کے جسمین خطون کے عدد برابر ہین دیکھا جاوے بلکہ دیکھنا
چاہیے کہ وہ خط کون سی جگہ نسبت اور حروف اوسی قسم کے رکھتی ہے یعنے بیچ اون
حروف کے جن مین ایک علامت سب کے لیے عام ہے چنانچہ چھبیس حرف کے جملے سے
جنکا شروع خط ۔ سے ہے آٹھ حروف مین دوسرا خط ۱ ہے اور آٹھ حروف مین دوسرا خط ـ ہے اور
پانچ حروف مین دوسرا خط ل ہے اور چار حروف مین یہ خط ر ہے اور ایک مین دوسرا خط
۷ ہے غرض اسیطرح جملے سے اکیس حرفون کے جو شروع خط ـ سے ہین تین حرفون
مین وہی خط ـ موجود دوسری جگہ مین بھی ہے اور تین حرف مین دوسرا خط ر
ہے اور دو حرف مین خط ح کو دوسری جگہ ہے اور تیرہ حرف مین دوسرا خط I ہے
اسیطرح سے نسبت مین تیسرے خط کے صرف وہی حروف آپسمین مشابہ سمجھے جاتی ہین
جن مین پہلے دو خط اوس قسم ابجدی مین عام ہین چنانچہ جملے سے آٹھ پہلے حروف متعلق
قسم ۱ کے سات حرف مین تیسرا خط ـ ہے اور صرف دو حرف مین یہ خط ۱ ہے
الغرض اسی وضع کی تقریر سے وہ ترتیب جسکے مطابق دوسرے خطون کو لکھنا چاہیے
معلوم ہو جاتیگی اور غیر دیار مین بھی اصل حقیقت طریقہ تحریر کا جو ختا مین صرف مشق کروانے
سے سکھلایا جاتا اور جسکے سبب سے خوش وضعی اور خوبصورتی بلکہ اکثر کہنے تو ہیئت حقیقی ختائی
حروف کی حاصل ہوتی دریافت مین آسکتا ہے + اور خود اہل ختا بسبب بیخبر ہونے

اس طریق ابجدی سے جو کہ حروف کی تقسیم درست جاننے کے واسطے ضرور ہے اہل کتب
لغت مین بہت سے حروف کو خلط ملط کیا ہے اور صرف اسی وجہ سے کہ اون مین خطون
کی عدد برابر ہے ایک جگہ پر اونکو جمع کیا ہے لیکن اسی سبب سے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دو سو
حروف ایک قسم کے خواہ نخواہ دیکھنے پڑتے ہین تب کہین جس حرف کی خواہش ہے نظر
آتا ہے اور اگر اوس تلاش مین ذرہ سی طبیعت ہٹ گئی یا شمار کرنے مین خطون کے
سہو ہو سے تو اپنا مطلب فوراً خبط ہو جاتا ہے + جب کہ یہ حال ہے تو تعجب نہین کہ
بہت کمتر لوگون کو استعداد فاضلانہ ختائی زبان مین ہوتی ہے اور وے بھی محنت شاقہ
سے اوسکو حاصل کرتے ہین + یہان تک راقم تاریخ چین ہذا نے پادری صاحب ممدوح
کی کتاب کے آٹھوین باب کا ترجمہ کیا اب لازم ہے کہ ایک باب جو ختائی حروف کے
معنی کے بیان مین اونہون نے لکھا اور اپنی تصنیف مین دسوان باب قرار دیا ہے
ترجمہ ہووے + پادری صاحب ممدوح یہ فرماتے ہین کہ مخفی نرہے کہ اکثر ختائی حروف
کے دو معنی ہوتے ہین ایک وہ معنی مفرد جو ہر فرد حرف سے متعلق ہے اور دوسرے
وہ معنی اجماعی جو دو یا تین یا چار حرفون کے اکٹھا ہونے سے پیدا ہوتا ہے + اگر قدیم
کتابین ختائیون کی دیکھی جاوین تو ظاہر ہو ویگا کہ اوائل مین ہر حرف کا ایک معنی خاص
یعنے حقیقی اور غیر مجازی مطابق ختائی حروف کے قاعدے کے جو حقیقت مین قاعدہ
نقش معنی یا صوت گذرا ہے مشہور تھا لیکن جس حال مین ختائیون کی طبیعت شاعرانہ تھی
مثل دوسری شرقی قومون کے نفرت سیدھی سادھی تقریر سے کی تو حرفون کے معنی
حقیقت سے گذر کے طرف مجاز کے رجوع کیے گئے اور بعضے حروف کا استعمال یہان
تک مراد یہ معنی مین کیا گیا کہ قسم صوت گذرا سے وہ متعلق نرہے + غرض یہ خاصیت
منفردی اور مجازی حروف کی جو قدیم ایام کی وجہ تقریر سے پیدا ہوئی حقیقت مین باعث
اوس صحت اور قوت اور تقریر کی رونق کا ہے جو ختائیون کے قدیم مذہب کی کتابون مین

قابل پسند کے ہے لیکن اسی سبب سے ابہام کو جگہ ملی اور درست لہجہ کی حاجت ہوئی
اور عوام کے ذہن رسا نہین بنائی جا سکی اسیطرح سے رفتہ رفتہ تبدیل حرفون کی معنی مفرد سے
معنی اجمالی کے ساتہ ہوئی خلاصہ یہ ہے کہ خاصیت ختائی زبان کی جو اوائل مین مفرد لہجے
تہی بدل گئی اور اوس سبب سے اجزاے تہجی ہر کلمے مین کثیر ہوے اور اسیطرح کا تغیر ایک
لہجے سے بہت سی ہجون تک اون شرقی زبانون مین زیادہ تر نظر آتا ہے جنکو اپنے
ماخذ و مبدع سے زیادہ دوری ہے اور جنکے بولنے والون مین جہل باقی نہین رہا ہے
بہرکیف ایام آخر مین ختائیون نے اکثر دو کلمہ مفرد لہجے کو ملا کر استعمال کرنا شروع کیا یعنے
ایک حرف کی جگہ مین دو حرفون کو واسطے بیان ایک مقصد مفرد کے استعمال کیا اور عموماً
ایسا ہی ہے کہ دو حرف اجمالی سے وہی معنی نکلتے ہین جو اونکو جدا کرنے سے ہر ایک کا
معنی ہوتا ہے اور اوس صورت مین سمجھا چاہیے کہ دونون حروف تصریح ایک دوسرے کی
کرتے ہین لیکن چونکہ اکثر ایسا ہے کہ دو حرف اجمال کو جدا کرنے سے ہر فرد کے معنی کو
اجمال معنی سے نسبت نہین رہتی ہے اس سبب سے دعوی ہمارا ہے کہ اسطرح کے
مجمل حروف کو الفاظ ذو ہجہ اور لاممکن التفریق کہنا چاہیے چونکہ ختائیون کی زبان تحریریہ
اوپر زبان تقریریہ کے مبنی ہے اس جہت سے کیسا ہی اجمال حروف کا کیون نہووے
اون لوگون کو وقت سمجھنے مین نہین ہوتی ہے برخلاف اسکے اہل فرنگ اور دوسرے
غیر ملکیون کو جو زبان تقریریہ سے واقف نہین اونکو تمیز کرنے مین درمیان الفاظ ذو ہجہ
اور ایک ہجہ کے بہت سی دقتین بسبب نہونے علامات ممیز و فارق کے پیش آتی ہین اسی
سبب سے اکثر ترجمہ سب جو ختائی کتابون کا موجود ہے اونمین بہت سے مقام مصنف
کے مطلب کے خلاف ہے اور جس حال مین موافق بہی ہوتا تو انداز عبارت کا انوٹہا اور
کوڈہب نظر آتا ہے اور اس بے سلسلے پن کو ناواقفیت مترجم کی طرف نہ کہ اصلی ذہن
ختائی کی طرف رجوع کرنا مقتضاے انصاف ہے + چونکہ بقیہ دسوین باب کا ہیچ بیان

اوس ترتیب سے کہ ہے جسکے مطابق پادری صاحب ممدوح نے اپنی تصنیف کو مرتب کیا اس
لحاظ سے مؤلف تاریخ ہذا نے اوسکا ترجمہ لانیفع سمجھا غرض بارہوان باب قابل ملاحظہ ناظرین
تاریخ چین تصور ہوا اور اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ واسطے زیادہ ترقی کرنے بیچ تحصیل ختائی زبان
کی تحریر یا تقریر کے ضرور ہے جیساکہ دوسرے علوم کی تحصیل کے لیے چاہیے کہ اول ذہن ہو
اور دوسرے محنت اور توجہ تحصیل مین کیجاوے اور چونکہ طریق پڑہنے کا ترقی جلد یا دیر کا
باعث ہوسکتا ہے اسواسطے چند باتین قابل غور و التفات کے بیان کرنا چاہیے ختائی
مکتب خانون مین لڑکون سے کسی چھوٹی کتاب کے حرفون کی نقل درستی کے ساتہ پہلے
کرواتے ہین تاکہ قبل آگاہ ہونے اونکے تلفظ یا معنی سے آشنا اونکی شکل و صورت سے
ہووین جب حرفون کو صفائی سے وے لکہہ سکتے ہین تو تلفظ سیکھتے ہین اور موافق معلم کی
عبارت بتلانے کے اوسیکو کئی بار لکھتے اور پڑہتے ہین جب کہ شکل اور تلفظ خوب معلوم
ہوتے تو معنی سے آگاہ کیے جاتے اور وہی چھوٹی سی کتاب جسکی کئی دفع نقل ہوئی اور جو یاد کی گئی
تھی ترجمہ ہوتی ہے غرض بعد اوس کتاب کے دوسری ایک جسمین چند حروف نئے ہین اوسطرحسے درس
مین آتی ہے اور یہی طریقہ عام ہے لیکن جس حالت مین کہ طالب العلم کو ارادہ مرتبہ فاضلانہ حاصل کرنیکا
ہوتا ہے تو اوسکو بہت سی کتابونکا درس اسیطرحپر لینا ہوتا ہے تاکہ زیادہ حرفون سے آشنائی اور مضامین
بلند سے آگاہی پیدا ہووے اس طریقے کے عیوب کو ثابت کرنیکے لیے اتنا ہی کہنا
کافی ہے کہ اولاً اوس تین دفع کے پڑہنے اور نقل کرنے مین اوقات بہت ضایع ہوتی ہے
دوسرے یہ کہ لڑکون کو صرف حروف اور اونکے تلفظ کو بغیر معنی کے اتنے دن تک پڑہانے
سے طبیعت بسبب معطل رہنے حصول مطالب سے خواہ نخواہ کند ہوجاتی ہے اور تیسرے
یہ کہ ترتیب حروف مین ابجدی قاعدہ کے موافق ترقی ساتہ تدریج کے نہین کیجاتی ہے اور
اکثر دفع مشکل اور پیچیدہ حروف لڑکون سے روز اول مین لکھائے جاتے ہین اور اونکے لیے
یہ بات بسبب واقف نہونے اون اجزاے تجزیہ سے جن سے حروف مرکب ہین زیادہ تر

مشکل ہے جگہ تعجب کی ہے کہ باوصف اسکے کہ اہل ختا ہمیشہ سے علم کے راغب ہین لیکن
یہ بدطور پڑہنے کا قدیم سے آج تک مروج ہے غرض جبکہ خود فرنگستان مین بہت سے عیوب
تحصیل علوم کے طریق مین ہنوز موجود ہین تو کہنا دشوار ہے کہ یہ دونون طریق بد کسکے درمیان
کسپر جہل کا اطلاق زیادہ کیا جاسکتا ہے الغرض درمیان اہل فرنگ کے جو ملک ختا مین واسطے
تحصیل زبان کے جاتے ہین کئی طور پڑہنے کے مقرر ہین لیکن اکثر درست نہین چنانچہ کوئی
شخص تحریر قبل تقریر کے سیکھتا ہے اور بعض برعکس اسکے تقریر حاصل کرکے حرفون کے
لکھنے کیطرف متوجہ ہوتے ہین اور بعض شخص کتابی حرفون کی صرف صورت سے آشنائی
کرنی کافی جانتے ہین و بعض برعکس اسکے کتابی حرفون کی تتبع حد سے زائد کرتے ہین اور
بعض جو حروف کو اپنے نزدیک نہایت کم استعمال جانتے صرف اونہین کو یاد اور ہرجگہ
استعمال کرتے اور بعض برعکس اسکے قصد بالکل لغات کی یاد کرنیکا کرتے ہین اور بعضے
پہلے دوسو چودہ حروف مصدری نوک زبان کرکے قصد ختائی لغات کی مدد سے ترجمہ
کرنے کسی کتاب ختائی زبان کا انگریزی مین کرتے ہین الغرض پڑہنے کے انہین بدطرقون
کے باعث سے ختائی زبان مین فضیلت کمتر لوگون کو ہوتی ہے اور اوسکی تحصیل مین مشکلین
پیش آتین ہین ✱ قاعدہ اس زبانکی تحصیل کا کہ جواب ہم بیان کرتے ہین اوسکو ہمنے اپنے
اوستاد پادری گنسالویز صاحب سے سیکھا ہے اور اوس مین جو تغیر اور کم و بیش بسبب اپنے
اور دوسرون کے تجربے کے مناسب معلوم ہوا ہے کیا گیا ہے غرض جب پڑہنا شروع
ہوتا لازم ہے کہ تحریر اور تقریر ایک ساتھ ہی سیکھی جاوے تاکہ مبتدی اون لفظون کو جو
پڑہتا ہووے تحریر کرسکے کیونکہ تجربے سے ظاہر ہے کہ الفاظ اور اونکے معنی سب اگر
اونکی علامت ممیزہ کے نقوش ذہن مین رہین خوب یاد رہتے ہین اور اسیطرح اگر نقوش
سے خوب آشنائی ہووےگی تو معنی سے بھی آگہی رہیگی دوسری بات یہ ہے کہ کسی مخصوص
حرف یا لفظ سے شروع کرنا نچاہیے بلکہ اوس سلسلۂ حروف سے جسمین بصورت اجماع

ختائی حروف کے بالکل اجزاے بھے ایکجائی ہووین سواے اسکے فہرست اصلی حرفون کی جو
ہم نے اپنی کتاب مین داخل کی ہے سب سے بہتر سلسلہ ہے کیونکہ تدریج کے ساتہ دقتین پیش کیجاتین
ہین اور سواے اون حرفون کے جو صد ہا مرتبے کتابون مین ملتے ہین درج ہونے کے بسائط صوت
نما اور مقصد نما جنکے باہم مرکب ہونے سے تمام حرفون کی ترکیب دیجاتی ہے اسمین موجود ہین *
اس امر کے لیے ہمارے استاد گنسا لونیر صاحب کا حروف تہجی زیادہ مفید نہین کیونکہ اوس مین
اتنے حروف قسم دوم کے اس طوالت کے ساتہ ہین کہ اونکو یاد کرنے مین ہمکو خود یقین ہے کہ کوئی
ثابت قدمی سے اخیر تک نہین سیکھیگا * تیسرے یہ کہ جسوقت شکل ہر حرف کی یاد کیجاتی ہے
توساتہ ہی اوسکے کسی ختائی عالم سے اوسکا تلفظ بھی سیکھنا چاہیے غرض زیادہ اعتماد نہ اوسکی لیاقت
و نہ اپنی دانست پر کرنا چاہیے کیونکہ کمتر ختائی ہین جو اپنی زبان کے بالکل الفاظ کے تلفظ کو ساتہ
مخرج صحیح کے ادا کرتے ہین اور اہل فرنگ سے شاذ ایسے لوگ ہین جو ختائی حروف کی ترکیب سے
آگاہ ہین اس جہت سے مبتدی کو لازم ہے کہ ہم نے جو قاعدہ تہجی کا مقرر کیا ہے اوسی پر عمل کرے
اور ہمیشہ ساتہ غور کے دیکھے کہ درمیان ہر لفظ کے بسائط صوت نما کے اور وہ حروف جو علامت
صوت ہین نسبت درست مطابق قواعد جو اپنی تصنیف کے نوین باب مین ہم نے درج کیا ہے
واقع ہے یا نہین * چوتھے یہ کہ جب کوئی حرف سیکھا جاے اوسکو ختائی قلم سے لکھنا ضرور ہے
اور بعد اوسکے مطابق لکیرون کی ترتیب کی یاد سے اوسکی تحریر کرنی چاہیے ورنہ جلد اوسکی سہو
ہوجائیگی بلکہ کبھی اوس سے اچھی طرح واقفیت نہین ہوویگی * پانچوین یہ کہ تحصیل کی ابتدا مین
واسطے درست سمجھنے اس امر کے کہ کن لکیرون سے کوئی حرف مرکب ہے مبتدی کو لازم ہے
کہ حرفی مثالین جو چھٹے باب مین لقب سے کیا زی کے ہم نے دی ہین اونہین سے ہدایت لیوے
اور لقب سے ہنزی کے اوسی باب مین جو حروف درج ہین اونکو نہ پڑہے کیونکہ اکثر اون کی
لکیرین ساختہ اور قاعدہ سے زیادہ ہوتی ہین * چھٹی بات یہ جونکہ خوش آئین نہین ہے کہ بہت
تک حروف بغیر مرکب معنی کے پڑہے جاوین اس سبب سے ہم نے اپنے سلسلے مین بعض جملے

جو ایک ختائی فاضل نے حروف اصلی اور استمدادی جمع کرکے ترتیب دی ہے اول کیا ہے تاکہ
شروع تحصیل کے دوسرے ہی روز مبتدی کو ختائی عبارت سے بغیر جانتے زیادہ حروف کے آگاہی
ہووے جسوقت کہ مبتدی سلسلہ حروف کو جو ہم نے مقرر کیا اسطرحپر یاد کریگا کہ معاً کسی مرکب
حرف کے دیکھتے ہی پہچان لیوے گا کہ کسی قسم علامت صوت سے وہ ہے تو بعد اوسکے مبتدی
وسیلے سے ہمارے قاعدہ علامات صوت گذار کے اون حروف مرکبہ کو جنکو جاننا باقی رہیگا بیچ جواب
وسوال سے جو کسی سہل کتاب مین درج ہین تلاش کرکے نکال لیویگا اور اگرچہ بعضے حروف مجموعہ
جلد سمجھہ مین نہ آوین اور اونکی تصریح کے لیے ایک شرح چاہیے طویل تر اوستے جو ہم نے اس کتاب
مین دی ہے تو مبتدی کو لازم ہے کہ کسی بڑی لغت سے رجوع کرے بایہمہ صلاح ہماری یہ ہے
کہ اقسام علامات صوت گذار کیطرف توجہ کم ہونے پاوے کیونکہ ہمیشہ اگر اونکا لحاظ مقدم رہیگا
تو استسناد جو علامات صوت گذار کے تلفظ مین واقع ہوتے ہین اور مناسبات معنی کے جو کہ درمیان
اون حروف کے جو ایک ہی علامت صوت سے شروع ہین پائے جاتے ہین رفتہ رفتہ ذہن نشین
ہو جائینگے علاوہ اسکے ہماری صلاح یہ ہے کہ مبتدی روزمرہ کے جملون کے سوا نگین اور متین فقرہ
یاد کرے تاکہ تقریر کرنے مین طاقت اور کتاب پڑھنے مین سہولت ہووے آخرالامر اس سے زیادہ
کوئی بات مفید نہین کہ پادری گنبالونیز صاحب نے ختائی زبان کی جو صرف ونحو لکھی ہے اوسکے
دفتر دوم کا درس ہو کیونکہ اوس سے بہتر کوئی کتاب آجکے زمانہ تک نہین چھپی الغرض اس طریقے
پر عمل کرنے سے ہمکو یقین ہے کہ متوسط طبیعت کا آدمی بھی چار پانچ برس کی محنت مین ختائی
تصنیفات کے ترجمہ کی لیاقت پیدا کر سکتا بلکہ بعض ختائیون سے زیادہ حروف کے
کی شناخت حاصل کریگا ۔ پادری صاحب ممدوح کی اس عبارت سے جو راقم نے اونکی لاٹین
کتاب سے ترجمہ کیا ہے تاکہ اہل ہند کو خصوص ناظرین تاریخ چین کو ختائی زبان کی ماہیت
معلوم ہووے صاف ظاہر ہوویگا کہ ختائیون کی تحریر اور تقریر حاصل کرنا امر دشوار ہے
غرض جنہون نے جد وجہد و مشقت شاقہ سے حاصل کیا ہے مداح ہین کہ اونکی کتابون مین

مضامین دلچسپ اور رنگین علی الخصوص نصیحتین مختصر و متین پائی جاتی ہین بباعث اسکے کہ تاریخ مین ایسا ضرور نہین کہ کسی ملک کے حالات کے بیان مین وہانکی زبان کی صرف و نحو کی تقریر درج کی جاوے لیکن راقم نے اس باب کو اتنا طول دیا تاکہ کسی تیز مذاق کی خوانندہ کو حظ حاصل ہونے

تیرہوان باب

ختائی عورت اور مرد کے لباس و پوشاک اور مکانات کی آرایش اور باغات اور چمن وغیرہ کا بیان

خداوند عالم کی حکمت اور کریمی کی یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ طبائع مخلوقات مختلف ہین اسی سبب سے ہر ملک کے لوگ اپنے وطن کی طبعی چیزون کو سب پر سبقت دیتے اور بےمثل و نظیر سمجھتے ہین اور اگر یہ خیال نہوتا تو افسردگی و ناصبری سب کے دامنگیر حال ہوتی حبشی اپنے کالے رنگ کو دیکھتا اور کڑہتا اور ایرانی اور فرنگستانی کی سرخ و سفید بدن کو دیکھکر رشک کرتا غرض پروردگار کی یہ عنایت اونکے حال پر ہے کہ فرنگی کی رنگت زنگی کو اتنی بد دکھائی دیتی ہے کہ شیطان کی تصویر جب وے کھینچتے ہین سپید رنگتی ہین اور اسیطرح انگریز بھی زنگی کی صورت و رنگت ابلیس کو دیتے ہین غرض اسیطور پر ختائی سب چھوٹی چندھلی آنکھہ اور چپٹی ناک اور بڑے کان کو حسین جانتے ہین اور ایران و فرنگستان اور ارمن اور ہندوستان کے جمال کو ناپسند کرتے ہین چنانچہ اونکا قول ہے کہ مرد کے واسطے حسن یہی ہے کہ پیشانی بلند اور وسیع کلا بھرا اور بھاری ناک نہایت چھوٹی اور چپٹی اور دونون کان بڑے بڑے اور لٹکے ہوے اور جسم مین گداپن پیٹ تندیلا اور ہاتھ پانون بڑے بڑے ہووین اور عورت کا کمال جمال یہ ہے کہ آنکھہ چھوٹی لیکن سیاہ اور چمکتی ہوئی ہو اور بال اور بھوین سیاہ ہون سر مین بال گھنے اور لمبے لیکن بھوون مین کم اور اس انداز سے کہ کمان معلوم ہون اور قد منجھولا اور جسم گداز پیشانی اور دہانا متوسط اور ناک چھوٹی اور چپٹی اور آنکھین فاصلے پر اور کان بڑے بڑے لیکن پانون نہایت چھوٹے بلکہ تمام خوبصورتی ایک طرف اور فقط چھوٹے چھوٹے پانون کو ایکطرف سمجھتے ہین دستور امرا اور

پنجاب کے محل سرا مین یہ ہے کہ لڑکی جب ہوتی ہے اوسکے دونون پانون پر دہجی لپیٹ کے ہمیشہ باندہ
رکھتے ہین اور ولادت سے تا بلوغت بلکہ جب تک قوت نامیہ باقی رہتی ہے تب تک کپڑے
کی یہی چڑہی رہتی ہے اس تدبیر کا حاصل یہی ہے کہ جوان عورتون کے پانون چار یا پانچ انگل سے
زیادہ کبہی بڑہتے نہین غرض چلنے پہرنے سے ایک نوع معذور رہجاتی ہین اور بے تکلیف شدید کے
کیا دخل کہ جلد یا بے سہارے کے چل سکین لیکن باوجود عمر بھر کے چلنے کی معذوری کے اس امر کا
ایسا خبط اونکو ہے کہ عورتین بخوشی تمام سب گوارا کرتین ہین اور غریب غربا کی بہو بیٹیون اور
گانو کی دہقانی عورتون کو اس لیے حقیر جانتین ہین کہ اونکے پانون بدستور حیوانات موافق اندازہ
قواے جسمانی کے ہوتے ہین اور جسطرح سے چہوٹے پانون اشراف عورت کا نشان ہے اوسیطور
پر مردون مین ہاتہ کی انگلیون کے ناخنون کو چار یا پانچ انگل بڑہانا گویا شیر کا چنگل دکہانا علامۂ
نجابت ہے اور ارباب علم اور امرا سب کے ناخن بڑہے رہتے ہین تاکہ ظاہر ہووے کہ وے
اہل حرفہ سے نہین ہین کیونکہ محنت کش لوگ جو دستکاری کی روٹی کہاتے ہین وے لانبے
ناخن نہین رکہہ سکتے یہ دستور یعنے پانون کو چہوٹا کرنا قدیم سے ہے اور سبب اوسکی بنیاد
ڈالنے کا کوئی ہے اور بعضے صاحب تصنیف کچہ کہتے اور بعض ارباب تاریخ اختلاف روایت بیان
کرتے ہین غرض سب کی عقل ناقص مین یہ ہے کہ عورت کو زیادہ بے پر و بال اور بیت
و پا رکہنے کے لیے داناؤن نے یہ حکمت رکہی ہے القصہ اسطرح کے پانون ختائی بہت حسین
جانتے ہین اور بعضے لڑکیون کے پانون پہول اور پک کر سڑ بہی جاتے ہین لیکن اونکی مائین پٹی کا
باندہنا موقوف نہین کرتین اور کہتی ہین کہ جان جاوے مگر شرافت مین بٹا نہ آوے چونکہ
مملکت ختا بہت وسیع ہے اور آب و ہوا اور تاثیر سرزمین مین اختلاف ہے
اس لیے وہان کے باشندون کی رنگت مین بہی فرق ہے چنانچہ دکہن کی جانب
کے ملکون کے رہنے والے چمپئی رنگ کے ہوتے اور شمال کے باشندے مثل
فرنگستانیون کے نہایت سرخ و سفید ہوتے ہین اور چودہ پندرہ برس کے سن تک لڑکون کے

گانون مین گلاب کے پھولونکی رنگت اور لطافت ہوتی ہے * مردون کی پوشاک کی قطع یہ ہے
کہ ڈھیلے پاجامے پانومین اور اوسپر سے امرا مخمل یا سائن کے موزے چڑہاتے ہین لیکن غربا
بدقطع جوتا موٹے موٹے تلیون کا پہنتے ہین اور چھوٹے بڑے سب پیراہن کے طور پر ایک کرتا
گھٹنون کے نیچے تک لٹکتا ہوا پہنتے ہین غرض آستینون مین فرق ہے کیونکہ امیرون کی
آستینین چوڑی چکلی گھیردار ہوتین ہین اور اہل حرفہ اور دوسری قسم کے غربا کی آستینین
چست ہوتین اور مستورات کا بھی لباس اسی قطع کے قریب قریب ہوتا ہے مگر کمربند کا رواج
فقط مردون مین ہے اسکی رنگت اور وضع خاص و عام مین شناخت ہے اہل حرفہ اگر ریشم کا پٹ
پہنین تو مار کھائین اونکے واسطے سوتی چاہیے اور بڑے آدمیون کے کمربندون سے ایک
بینی پاک اور غذا کرنیکی قیچیان ہاتھی دانت کی اور چھرا جسکا میان پُرتکلف اور سیاہ ہوتا لٹکتا رہتا ہے
گرمیون مین بڑے آدمی ریشمی کپڑے اور متوسطین سوتی پہنتے ہین اور غربا فقط پاجامہ اور
سروپا برہنہ پھرتے ہین اور جاڑون مین امرا سمور کے لبادے اور ریشم کے گدلے پہنتے ہین
اور غربا بھیڑ کی روئین والے چمڑے کے اندر روئی بھرواتے اور جاڑا بخوبی کاٹتے ہین اور
عید اور خوشی کے اور ایام عبادت کے سوا لباس تکلف کا پہنا واجب التعزیر ہونا ہوتا ہے
غرض درباری پوشاک جو جلوس کے روز امراء کبار پہنتے ہین وہ بہت قیمتی اور قابل دیکھنے کے
ہوتی ہے لیکن ہم لوگون اور ہندوستانیون کی آنکھون مین اونکے تمام لباس کی قطع بدنما
معلوم ہوویگی جسطرح ختائی سب انگریزی پوشاک کو دیکھتے اور حیرت کرتے ہین کہ اس
چست لباس مین ہم سب کسطرح چلتے پھرتے ہین اور اسی سے ثابت ہے کہ انسان کی جبلت
مین خود پسندی ہے اور بڑے سے بڑا شخص اورون سے آپکو اچھا جانتا ہے * بارش کے
ایام مین امرا اور شرفا ایک قسم کا نہایت خوبصورت چیولی کے موم جامے کا لبادہ دوسرے
کپڑون پر سے اوڑھ لیتے ہیں اور فرنگستان مین جو لبادہ اسی مصرف کا مروج ہے اوسکا نمونہ ختا سے
ہاتھ آیا ہے اور پانی سے حفاظت کے لیے اس سے بہتر ترکیب کم ہے غرض یہ چیز قیمتی ہے

لیکن غربا کے لیے ایک قسم کی بیل سے بارانی پوش بناتے ہین اور اوس سے موم جامے کیطرح پانی سے حفاظت ہوتی ہے اور امیر موم جامے کے گھیر دار ٹوپیان پہنتے ہین غریب اوسی گت کی خوبصورت ٹوپیان بناتے اور برسات مین پہنتے ہین + اسی فصل مین راقم نے لکھا ہے کہ لباس کا رنگ مطابق قانون کے ہر درجے کے آدمی کے لیے مروج ہے غرض ٹوپی بھی قسم قسم رنگ اور تیاری کی ہر رتبے کے لیے معین ہے لیکن ٹوپی پر ایک گول گھنڈی اور مہین ریشم کے لچھے کا لال جھبا آویزان ہوتا اور چارون طرف چھٹکا رہتا ہے یہ تو سب خاص وعام کے لیے لازم ہے لیکن سانچ کی ٹوپیان صرف امرا اور ارباب علم کے لیے اور چٹائی اور چھولی کی عوام کے واسطے مقرر ہین + قبل مانچو تاتار کی یورش کے ختائی تمام سر مین بال رکھتے تھے جسطرح سکھ اور برما چوڑا باندھتے ہین غرض اپنے دور مین تاتاریون نے اپنے ہی دستور جاری کیا حالانکہ اور دستورات ختا کے ہر طرح سے خود مقلد ہوے لیکن اس بات مین اونکو ایسے ہی ضد آگئی کہ بال کے پیچھے لاکھون کے سر کٹ گئے اور ختائیون نے بھی جب دیکھا کہ اپنی رسم کے موافق بال رکھنا وبال ٹہورنا ہے اور بے بال لا وبال رہتے ہین اونہون نے چارون طرف سر منڈوا کے چوٹی رکھی اور بعد چند روز کے ایسی قدر اوسکی پھیلی کہ چور اوسکے چکے کی ٹہری سزا چوٹی کاٹنے کی ہوئی اور اب مثل تاتار کے اصلی ختائی لڑکے اور نوجوان لال مباف سے چوٹی کو گوندھتے اور لال پھندنا لٹکاتے ہین اور بوڑھے اور سقہ سب سیاہ مباف کی رسم رکھتے ہین اور ایام غم مین جب کسی بزرگ کا انتقال ہوتا ہے ختائی چوٹی کو کھولے رکھتے اور نہ جہاڑتے ہین اور نہ تیل دیتے ہین اور نہ گوندھتے ہین + سپید لباس ختا کا ماتمی لباس ہے اور سوا غم کے اسے کبھی اختیار نہین کرتے اور اوسوقت ٹوپی مین سے سرخ جھبا نکال لیتے اور کپڑون مین سوتی گھنڈیان لگاتے اور کرتہ اور پاجامہ اور کمربند موٹے کپڑے کا پہنتے ہین اور اوس ایام مین امرا او رفغفور کے اقربا اور خود فغفور بھی اگر اوسکی والدہ کا انتقال ہوے سوا ہیلی گزی کے کوئی چیز ریشم کی نہین پہنتا + بجز منہ کے ختائی عورتین سارے بدن بلکہ ہاتھون کی انگلیون کو ڈھاپتین ہین او

لباس اونکے مردکیطرح ایسے ڈھیلے بنتے ہین کہ ظاہر کے اعتبار سے کسی عضو کا حسن اور ترمیح دریافت نہین ہوتا ہے اور پوشاک جس رنگ کی چاہتین پہنتین ہین لیکن پہرہیون ہین سیاہ اور نافرمانی کا رواج ہے ٭ مردون مین صفائی کم ہے لیکن مستورات ہر روز غسل کرتی اور پوشاک بدلتین اور گہنٹون سنگار کرتین ہین اور جسطرح سے فرنگستان کی بعض عورتین گالون اور لبون پر ایک چیز کو جسے روژ کہتے ہین خوبی کے لیے ملتین ہین اور ہندوستان مین مسی اور سرمہ لگاتین اور پان کا لکھوٹا جماتین ہین ختا مین بھی رنڈی اپنی صفت ذات سے باہر نہین اور انواع طرحکی دلفریب بناؤ کرتی ہے اور بلبل روح کے عاشق کرنے کے لیے اپنے رخسار مثل گلاب کے پھول کے بناتی ہے اور طبیعت کے بھونرے کو لوبھانے کے لیے لبونکو کلی کیطرح رنگتی اور جلد پر ایک قسم کی مٹی سے سپیدی نہایت خوشنما پیدا کرتی ہے اور ایک نبات کے پتون کا عرق ملاتی جس سے کملائے گلاب کی پتی کی رنگت تمام جلد مین پھیل جاتی ہے اور تکلف اس رنگ کا یہی ہے کہ پانی سے بھی نہین چھوٹتا اور نہ دھوپ مین مطلق تبدیل ہوتا ہے ٭ بہت قسم کے روغن اور اُبٹن جلد کو ملین اور بویا کرنے کے لیے عورتون مین صرف ہوتے ہین خصوص اقسام عطر اور خوشبوئی سے ختائیون کو بہت ذوق ہے اور جسکو کچھ بھی مقدور ہے اوسکے یہان شب و روز اپنی حیثیت کے موافق صندل یا اور کم قیمت خوشبو لکڑیان سُلگتی رہتی اور سارے گہر کو معطر رکھتے ہین ٭ حمام کا رواج آگے خاص و عام مین تھا لیکن رفتہ رفتہ موقوف ہوکر اب فقط فغفور اور اونکے عزیزون اور امراے کبار کے محل سراؤن مین رہ گیا ہے ہان کے گھرانے کے فغفور سب بڑے عیاش تھے اور اونکے محلون کے حمام اور حوضون کی عجیب نقلین ہین چنانچہ فغفور یانگٹی جو ایک سو اٹھاسی برس قبل حضرت عیسیٰ کی آمد کے تخت ختا پر بیٹھا تھا اوسکے محلون مین سنگ مرمر کے تالاب تھے اور اوس مین مچھلیان اور بطین گل کی بنی ہوئی چھوٹی رہتی تھین اور ہزارون رنڈیان خوشبو ابٹن مل کر نہاتین اور مچھلیون اور بطون کے سہارے سے پیرتی پھرتین تھین اونکے غسل کے وقت تمام وزرا لا تین

خوشبو پھیلتی تھی اور جب پانی کو بدلنے کے لیے اون حوضون کا منبع کھول دیتے اور شہر کی
نہرون مین پانی بہاتے تھے تو عوام اپنے گھرون کو معطر کرنے کے لیے گھڑے بھر بھر کے
لیجاتے تھے اور اسی گہرانے کی بیگماتون کو بیش بہا شہر حمام اور اوسکے لوازمے کے خرچ کے
لیے ملتے تھے ٭ خاص ختائی عورتین بہت نازک مزاج اور لطیف طبیعت ہوتی ہین اور دو ایک
ولندیزی اور انگریزی مسافرون نے جو روایت کی ہے کہ اونھون نے پچپین مین ختائی عورتون
کو برسر بازار قلیان پیتے دیکھا ہے یہ اونکی غلط فہمی تھی کہ تاتار اور ختا کی عورتون مین اونھون نے
تمیز نہین کی کیونکہ خاص ختائی مستورات گھر سے باہر نہین نکلتی ہین اور تاتار کی عورتین جہان
چاہتی ہین پڑی پھرتی ہین اور چونکہ ہر ملک کی مستورات کی شریعت مردون کے خلاف ہوتی ہے
اون لوگون نے اپنے صحرا کی قدیم رسمون کو اب تک مروج رکھا ہے باوجودیکہ اونکے مردون
نے اکثر دستورات ختا پر عمل کیا ہے ٭ ختا مین مکانات ایک طبقے سے زیادہ نہین بناتے
اور جب انگریزی شہرونکا نقشہ اوس ملک کے لوگ دیکھتے ہین تو پچھتاتے اور کہتے ہین کہ افسوس
خدا نے تمہارے ملک مین ایسی تھوڑی زمین دی ہے کہ ہوا مین چڑھ کے تمہین رہنا ہوتا
اور ہمیشگی آمد و رفت مین ہر روز مرگ مفاجات کا سامنا رہتا ہے جب قول اونکا یہ ہے
تو ظاہر ہے کہ دو منزلہ مکان وہ ہر آئینہ اپنی طبیعت سے نہین بنائینگے اگرچہ اجازت بھی اونکی
ہووے لیکن ختا مین کوئی ادنی سا امر بے دستور اور قانون کے وقوع مین نہین آتا اور گھر کا
معاملہ تو بہت سنگین ہے اور ایسی کچی بات نہین کہ جسکا جو جی چاہے سو کرے کیونکہ
شہر کی قطع بگڑ جائے اور سڑکون اور نہرون کی روش مین خلل واقع ہووے ٭ دکھن کے
رخ تمام مکان اس ملک مین ہوتے ہین اور دالان اور پڑدالان اور دو دو سائبان اور کمرے اور کوٹھریان
اور انگنائی اور باغ اور شاگرد پیشے کے مکانات اور مودی خانہ اور توشک خانہ اور تمام
کارخانجات کے مکانات سب اپنے اپنے انداز سے وسیع اور مستحکم بنتے ہین اور ان کی
پشت پر محلسرا کی بنا شاہراہ کے پیچھے کیطرف ہمیشہ ہوتی ہے تاکہ رنڈیون کے جہانکنے اور

راہگیرون سے آنکھین لڑانے کی نوبت نہ پہنچے اور مردانے اور زنانے مکانات کے ہر چہار طرف
ایک اونچی دیوار کھینچی رہتی ہے اور تین ڈیوڑیان امیرون کے مکانات مین ہوتین ہین اور
صدر دروازے پر اکثر سنگ مرمر کے دو شیر بنے رہتے ہین * جس دالان مین امیر نشست
رکھتا ہے اور دوستون کی ملاقات کرتا ہے وہ بہت سلیقے سے سجا رہتا ہے اور فضول
اور بیہودہ تکلفات کو وہان گذر نہین ہوتا اور اوسکے بعد جو دالان ہے وہان پر جن لوگون
سے بے تکلفی اور یارانہ ہوتا ہے اونکے ساتہ صحبت ہوتی ہے اور اوس مین واجبی لوازم اور
سامان رہتا ہے غرض محل سرا کی آرایش کا حال معلوم نہین ہے اس لیے کہ صاحب خانہ
یا اونکی بی بی کے کسی عزیز کو بھی وہان دخل نہین ہوتا غرض انگنائی بہت وسیع ہوتی ہے
اور دونون کونے پر دو مرمر کے حوض آب زلال سے ملبب رہتے ہین اور بیچ مین ایک جزیرہ
بنایا کرتے اور اوسپر لوبیا اور خوش رنگ پھولون کے درخت بوتے ہین وہ ہمیشہ پہولتے
رہتے ہین اور پانی مین چھوٹی چھوٹی سنہری روپہلی اور لال اور سبز مچھلیان چھوڑی رہتی ہین
اور ایسی ہلی ہوتین ہین کہ آدمی کے ہاتہ سے غذا کرتین اور انگنائی کے درمیان جسکو خانہ باغ
کہنا چاہیے سنگ مرمر یا سنگ موسیٰ کے چوڑے چبوترے پر اقسام طرح کے لوبیا اور خوشنما
پھولون کی چنگیر رکھی رہتین اور دالان کے باہر دیوارون پر عشق پیچا یا انگور کی بیلین
قمچیون کے ٹھٹر پر پھیلی رہتی ہین اور اونکے بیچ بیچ مین دیوارون کے طاقون مین پھولون
کی ہانڈیان رکھی رہتی ہین اور اکثر امیر پنجرون مین خوش آواز اور خوش پر چڑیون کو دیوار
سے لٹکا دیتے ہین اور انگنائی کی دونون حدون پر ہرن اور دوسرے وحشی جانورون
کو کٹھرون مین رکھتے ہین اور بس انگنائی کو طے کرکے جب پہلے دالان مین پونہچے تو میز
اور کرسیان اور الماریان اور نشست کے اسباب آبنوس اور صندل اور دوسری قیمتی لکڑیون
کے دکھائی دیتے ہین اور اون مین سے بعض اپنے حسن ذات کے سبب جلوہ گر رہتی ہین
اور بعض لکڑی ایسی شفاف ہوتی ہے کہ اوسکی رگین بھی معلوم ہوتی ہین اور ساتہ ہی اوسکے

اسقدر چمک کہ چہرے کے رونگٹے تک بخوبی نظر آتا ہے اور فرش پر گرمیون مین پاٹیان بچھی رہتی ہین
اور جاڑون مین عمدہ عمدہ پشمین قالینون کا رواج ہے اور جھاڑ و فانوس کی عوض کاغذ اور ابرک کی
قندیلین ایسی خوش قطع اور خوب رنگ لٹکتی رہتی ہین کہ پانچ ہزار کے شیشے کے جھاڑ پر آنکھہ والے
کی نظر پہلے نہ پڑیگی مگر اوسپر کہ اوسکے جمال باکمال کی تعریف مین زبان بیان لال ہے + ختائی
بجز پھول اور چڑیا اور اپنے معبودون کی تصویرونکے دوسری نہین لگاتے مگر حکما اور شعرا کے
پند اور نصائح اور لطیف مضامین سپید ساٹن پر نیلی روشنائی سے لکھی ہوئی جابجا بمنزلہ تصویر
دیوارون مین لٹکائے جاتے ہین اور دالان مین لوبان اوس سامان کے درمیان ہر وقت
جلتا ہے اور چار کونے مین مرجان کے بڑے بڑے جھاڑ رکھے رہتے ہین اور میزون پر دنیا
کے عجایبات جمادات اور نباتات اور حیوانات کے اقسام سے قابل اہل غور کی دید کے چنے
ہوے ہوتے اور امرا اپنی حیثیت کے موافق تکلف صوفیانہ کرتے اور مکانات سنگین مین جتنے ہین ز
اور چونکہ ختائیون کو ہر طرح کی دستکاری مین کمال ہے بڑے بڑے اور دبیز تختے سنگ کے
وہ اس صفائی سے ملاتے ہین کہ بعد نظر غور کے بھی تمیز نہین ہوتی کہ جوڑ کہان اور تختے سے تختہ
پتھر کا کس جگہ ملا ہے اور اینٹ ایسی خوبصورت بناتے ہین کہ صاحب شوق اور حسن پرست کے
نزدیک مٹی کو سونیکا رتبہ ملتا ہے اور اینٹ کی دیوار توڑ جوڑ کر کے نقشہ ہاے گوناگون کے
ساتھ اسطرح پر بناتے کہ دیکھنے والے کو حیرت ہوتی ہے کہ یہ سحر ہے یا نظر بندی ہے اور بے تامل
یقین مین نہین آتا کہ یہ سارا کارخانہ اینٹ کا بنا ہے اور اسیطرح پر اکثر گھر خالی اینٹ کے اندر
سے باہر تعمیر ہوتے ہین اور چونے کا علاقہ مطلق نہین رہتا لیکن ایسا حسین ہوتا ہے کہ پتھر
جھلکمارتا ہے غرض جسقدر وسیع اور پاکیزہ امرا و نجبا کے مکانات ہوتے ہین اوسیقدر
غربا کی جھوپڑیان تنگ اور کثیف ہوتین ہین اور شمال ملکون کے دہاتون مین غریبون کے
گھر اینٹ کی دیوارون اور پتون کی چھاونی کے ہوتے ہین اور جنگلستان کے قریب جو موضع
ہین وہان تختون کے تمام مکانات بنتے غرض پتھر کی نوبت ہر جگہ پڑتی ہے + ہر ملک کے

غربا بمجبوری کثیف ہوتے ہین لیکن جب عادت طبیعت ثانی ہوجاتی ہے تو وہ لوگ بدون
کراہیت کثیف نہین رہتے ہین چنانچہ ختا مین باوصف اسکے کہ زمین اور معادی کے سرانجام
افراط سے ہین اور مزدوری قلیل ہے لیکن اکثر غربا کے گھرون مین ایک ہی کوٹھری ہوتی ہے
اور اوسی مین زن و مرد اور لڑکے بالے اور سور بکرے اور گدہے اور دوسرے جانور خانہ
پرور سب ایک ساتھ ملے جلے رہتے ہین اور غربا جاڑے کو اس ترکیب سے کاٹتے ہین کہ
اپنے گھرون کے صحن کو اونچا بناتے لیکن نیچے خالی رکھتے ہین اور ایام سرما مین میدان سے
لکڑیان چُن لاتے ہین اور صحن کے نیچے جلاتے اور اوسی پر کھال بچھا کر شب کو سارے
گھر والے ایک ساتھ سو رہتے ہین اور گرمی اوس صحن کی ایسی ہوتی ہے کہ اوڑھنے کی احتیاج
باقی نہین رہتی اور صبح کو کھال اوٹھا کر چٹائی بچھاتے اور اوسی پر تمام دن کھانا پینا اور نشست
کرتے ہین غرض لکڑی ہر وقت جلتی رہتی ہے اور دم بھر بجھنے نہین پاتی ہے اور اس باعث سے
صحن کے سوا سارا گھر مثل حمام ہر دفعے گرم رہتا ہے لیکن امیرون کے یہان پتھر کے کوئلے
انگیٹھیون مین سلگتے رہتے لیکن عیب یہی ہے کہ دہوئین کے نکلنے کے لیے چھت سے
کوئی راہ ختائیون نے نہین نکالی اور اس باب مین انگریزون نے اونکی حکمت کا دہوان اوڑا
دیا اور دودکش اس خوبی کے ساتھ نکالا کہ انگیٹھی کی تمام کیفیت بے اذیت حاصل ہوتی ہے
اور تعجب ہے کہ باوصف اس عمل و اوراک کے ختائیون کو خود بخود نسوجھی لیکن اسکے عوض باغ
لگانیکا نقشہ انگریزون کو اونھون نے سکھلایا اور لاکھہ لاکھہ آفرین اونکی لطیف طبعیت
اور نازک خیالی پر ہر صاحب شوق کو بھیجنا چاہیے * دریافت کرنا ضرور ہے کہ باغ طیار
کرنے اور چمن لگانے کی غایت کیا ہے اور جب علت غائی اوسکی سمجھہ مین آئی تو او رعلتون
کی خوبی خود بخود خاطر پذیر ہوجائیگی * انسان کی جبلت مین تلوّن ہے اور آدمی کا جی طرح
بطرح اور رنگ برنگ چیزون پر ہر وقت دوڑتا ہے اور اوسکی مثالین دینی فضول ہین کیونکہ
جب یہ عادت خاص و عام کی ہے اور کوئی شخص اس سے خالی نہین تو اوسکا حال ہر کسی کو

اپنے اپنے دل سے پوچھنے سے معلوم ہوویگا الغرض چونکہ فطرت نوع انسان مین یہ بات ہے
کہ صحرائی و دید کا اشتیاق شہری کے دلمین پیدا ہوتا ہے اور شہر کے دیکھنے کا شوق صحرائی
کے دل مین جگہ پاتا ہے اور ان قسمون کے آدمی کو جب اپنی رغبت کی چیزین حاصل ہوتین ہین
اونکی خواہشین بر آتی ہین الغرض باغ کی بنا پہلے اسی سبب سے ہوئی کہ جہان گل و سبزہ خودرو نہو
وہان قصداً اوسے پیدا کیجیے تا کہ صحرا اور شہر کی کیفیت ایکدفعہ حاصل ہووے اور غایت باغ لگانے
اور چمن آرائی کرنے کی یہی ہے اور یہ غایت مرتبہ بصنعت تب ہی پہنچتی ہے جب صحرا کی نقل
مطابق اصل کے کیجاتی ہے اور چونکہ کمال چمن کاری کا یہی ہے بیشک ختائیون کو اس بات
مین سارے جہان پر فوق دینا چاہیے ✤ تا یہ دعوی ثابت ہووے چند نکتے ان کی چمن آرائی
کے راقم کو بیان کرنے ضرور ہین غرض اسی تاریخ مین آگے موقع سے اوسکا ذکر بھی آچکا ہے
اور اغلب کہ اس حقیر کے قدردانون کی خاطر شریف مین رہا ہو حالانکہ زبان اردو مین میری
تقریر ایسی نہین کہ مضامین رنگین اور متین بفصاحت و بلاغت ادا ہووین اور قابل یاد کے
سمجھے جاوین غرض باوجودیکہ ختا کے باغات کا کچھ حال بر سبیل تذکرہ لکھا بھی جاچکا ہے
اور اب جو بتفصیل بیان مین آتا ہے تو اسی وجہ سے کہ ختا کی چمن کاری کا بیان مثل قند مکرر کے
ہے ✤ ختا مین ایک باغ جو حقیقت مین سجا ہوا اور آجتک آباد ہے اوسکی صورت حال کا نقشہ
قلم تصویر رقم کھینچتا ہے تا کہ چمن آرائی کی حقیقت معلوم ہووے ✤ ین من ین جو فغفور کا
رمنا اور دار الامارۂ پیچین کے سواد شہر مین واقع ہے اوس سے آراستہ تر فغفور کے
باغات مین دوسرا باغ نہین ہے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ جب اوسکی حد مین کوئی آدمی
پونہچتا ہے تو قیاس کرتا کہ دیہات شروع ہے اور میدان سبز وسیع کے درمیان سے راہین
نکلی ہین اور جابجا نشیب و فراز کی کیفیت دکھائی دیتی ہے اور بعد چند بیگھے کے چھوٹے
چھوٹے ٹیلون پر موسم کے پھولون کے تختے کھلے ہوے اور اون ٹیلون کے دامنون
مین آب زلال کا مہین دہارا کوئی چار پانچ قدم چوڑا ایک سے کے پیچھے سے بہتا ہوا آتا ہے

اور دوسرے کے دامن سے بہتا جاتا ہے اور ایک خط یاسمین کیطرح نظر آتا اور راہ سکی
رَو لہر کھاتی اور بل کرتی ہوئی ایسی ہوتی ہے کہ طبعی معلوم ہوتی ہے غرض جب ادسکے آگے
ٹرہے تو بلند بلند درخت ہر طرح کے میوے کے جابجا اون ٹیلون کے پیچھے نظر آتے ہین
اور اونکے درمیان سے چوڑی سی نہر بہتی ہے جسپر آبی نباتات کی بیلین پھیلی دکھائی دیتی ہین
اور اوس نہر کو مرمر کے ایک پل سے طے کر کے جب آگے چلے تو ریت کا میدان ملتا ہے
اور جابجا کٹیلے اور ببول کے درخت اور چشمہ آب زلال کا ایسا دکھائی دیتا ہے کہ دشت عرب
اور افریقہ جس نے دیکھا یا اوسکا حال سُنا ہے اوسی یاد آتا ہے کہ اونہین جنگھون کا یہ ایک کونا
ہے اور اوسے طے کر کے جب قدم اوٹھا تو سبزہ اور پھولون کا تختہ اور ہر ٹیلے پر ایک بنگلہ
خوبصورت لکڑی یا اینٹ کا بنا اور رنگ رنگ کی کھپریلون سے چھایا اور اندر بہت تکلف
سے سجا دفعۃً سامنے آتا ہے اور جب آگے بڑہے جھیل اور تالاب آبی نباتات سے بھرے
گونا گون پھولون سے لدے دکھائی دیتے اور اونکے کنارے کی سڑکون پر ہر رنگ کے
پتھر کی کنکریان بچھی اور بے ساختگی کی آراستی سے سجی ہوئی نظر آتی ہین اور درمیان
بعض بعض جھیلون کے پتھر کے ٹکڑے اور جزیرے جسپر صندل لکڑی کے بنگلے بنے
ہوئے ہین اور جب اس کیفیت کو دیکھکر آگے چلے دفعۃً سنگی پہاڑون کی قطار اور نہر رواں
آبشار اونپر سے زمین کی طرف زور وشور کے ساتھ جاری دیکھنے مین آئے اون آبشارون
کی نہرین دامن کہسار سے نکلی ہین اور لہجہ اور لطمہ کی کیفیت اون نہرون مین حاصل
ہونیکے لیے بڑے بڑے ٹکڑے پتھر کے کنارے کنارے ایسے موقع سے جمائے گئے
ہین کہ پانی جو ہین اوپر سے گرتا اور ریتہ نکلتا ہے تو اون پتھرون کا ایسا ٹکر کھاتا ہے کہ موج
مارتا اور گرداب اور بھنور ہوتا اور امنڈتا اُبلتا اور بل کرتا چلتا ہے اوسوا اسکے تمام کنارے
کنارے چھوٹے ٹبے پتھر اس انداز سے ڈال دیئے گئے ہین کہ وہ نہرین لاریب مثل
پہاڑی ندیون کے تیزی اور تندی اور زور و شور سے بہتی ہین اور اوسکے آگے جب

بڑھے تو بہار تلی کی کیفیت نظر آئی اور وحشی جانور ہرن کی قسم سے وہان اسطور پر دیکھنے مین
آتے ہین کہ خوبصورت پھولون کی چھوٹی چھوٹی جھوڑون کے بیچ مین وہ کھیلتے پھرتے اور
نرم نرم دوب کو چرتے ہین اور اوسکے بعد جب آگے بڑھے تو سبز سبز اور بلند ٹیلے جسپر انواع
واقسام کے پھولون کے تختے کھلے اور چوٹیون پر مرمر اور صندل کے پُرتکلف بنگلے بنے دکھائی
دیتے ہین اور ٹیلون کے نیچے سے ایک چوڑی گہری نہر بہتی ہوئی اور ہر ایک ٹیلے کے گرد
گھومتی اور بعض کو ادہر سے اور بعض کو اودہر سے اپنے پیٹے مین گھیرتی ہوئی اوترسے
دکھن کی طرف جاری نظر آتی ہے اور بعد اوسکے جب باغ کے بیچ مین پونہچے تو ایک تالاب
وسیع بلکہ ایک جھیل کوس بہر کے پاٹ کی ایک جانب کو ہے جسمین باغ کی تمام نہرون کا پانی
پڑتا اور اوسکے بیچ مین ایک صنعتی پہاڑ بہت کاریگری سے بنا ہوا ہے اور اوسکے اوپر ایک
بنگلہ واقع ہے کہ جسکی طیاری کا حال بیان کرنیکی قدرت زبان انسان کو نہین ہے اور اس
تالاب کے چارون گرد عمارتین خوش رنگ اینٹ اور گوناگون مرمر کی قطار سے بنی ہوئی
ہین جسمین فغفور جب اس باغکی سیر کو آتا ہے اپنی محل والیون کو لیکر رہتا ہے اور ان عمارتون
کے باہر اور بھیتر کی طیاری اور آرایش جنے دیکھی اوسکی زبان سے یہی بات بے ساختہ
نکلی کہ لاریب یہ قابل ہفت اقلیم کے بادشاہ کی بود و باش کے ہے اور ان عمارتون کی
پشت پر ٹیلے ہین جسپر میوجات کے درخت اور پھولون کی کیاریان اور روشین اور مہتابیان
شب ماہ مین بیٹھنے کے لیے بنی ہوئی ہین اور انہین ٹیلون کے بعد ایک شہر کی نقل ہے
جسمین مکانات اور سڑکین اور دوکانین اور چوک اور بازار اور گلی کوچے اور چارون طرف
شہر پناہ کی دیوارین کھینچی ہوئی ہین اور دروازے اور ڈیوڑہیان بنی ہوئی سب ہو بہو اصل
شہر کیطرح ہے غرض قلیل انداز اور تھوڑی وسعت پر یہ نقل بنی ہوئی ہے اور یہ نقشہ
اس لیے تیار ہوا تاکہ محل کی عورتین اصل شہر کا حال دریافت کرین اور جس روز اون لوگون کا
جی چاہتا ہے کہ اصل شہر کی خرید و فروخت اور آبادی کی نقل کروائین تو خواجہ سرا [illegible]

حکم ہوتا ہے اور وے ہر پیشے اور ہر فن کے آدمیون کا لباس اور آلات لیکر اوسی شہر مین
جاتے اور بعض دوکان لگاتے اور بعض خوانچے سر پر رکھکے گلی گلی بیچتے پھرتے ہین اور
بعضے لوہار یا سنار یا چمار کا کارخانہ کرتے اور اپنے اپنے پیشون مین مشغول ہوتے ہین اور
ادہر دیکھیے تو دو شخص لڑائی کرتے اور پکڑے جاتے اور مانڈرین کے سامنے مار کھاتے
ہین اور ادہر خیال کیجیے تو برات چلی جاتی ہے اور دوسری جانب سے تابوت کو قبرگاہ
کی طرف سات جلوس کے لیے جاتے ہین غرض اسیطور سے اصل شہر کے سارے کارخانے
کی نقل وہان کرتے ہین اور اوس بازار مصنوعی مین فغفور کے محل کی مستورات سودا خریدتی
اور دیکھتی پھرتی ہین اور جس شب کو فغفور کے جی مین آتا ہے کہ تمام باغ مین روشنی ہووے
اور آتشبازی چھوٹے تب یہ حال عجب کیفیت کا ہوتا ہے کہ تحریر و تقریر سے باہر ہے
کیونکہ رنگ برنگ کی روشنی اور آتشبازی کی ساخت جو ختائی جانتے ہین اوسکا سولہوان
حصہ سارے عالم مین کسی قوم کو نہین معلوم ہے اور جب فغفور کی فرمایش سے روشنی اور
آتشبازی کی طیاری ہوتی ہے تب اوسکے بنانے والے اپنی تمام کاریگری صرف کرتے ہین
اور اوس تالاب کے بنگلے مین فغفور بیٹھکے کیفیت دیکھتے ہین القصہ یہ تالاب او عمارتین
باغ یون من
یون من یون کے باغ کے بیچ بیچ مین ہین اور راقم نے اوس باغ کے فقط ایک کونے کا حال
لکھا ہے غرض چارون طرف سے ویسے ہی صورت ہے کہ کہین صحرا اور چشمہ اور کہین
سبزہ اور ٹیلا اور کہین دشت اور کہین کہسار اور آبشار اور ندی اور نالہ سب ساختہ اور
کہین بنگلے اور پھولون کے تختے کی کیفیت ملتی ہے اور جو کمال اور غایت چمن آرائی
کی ہے اوسے ختائیون نے حاصل کیا ہے اور جتنے بڑے بڑے باغ ختا مین ہین سب مین
یہی کیفیت مطابق ہر ایک کے عرصے اور وسعت کے ہے اور نقل طبعی کی ایسی ہی
بے ساختگی سے کھینچا تی ہے کہ روح کو وہان جانے سے فرحت ہوتی ہے لیکن مبالغ
کثیر خرچ ہوتے اور مدت مدید گذر جاتی ہے تب ایسے ایسے باغ بنتے ہین چنانچہ

ین مین ین کا باغ پچاس برس مین طیار ہوا اور صرف زر کسقدر ہوا معلوم نہین غرض ایک
حساب ہے کہ اوس سے ایک شمہ سمجہ مین آسکتا ہے اور وہ یہ کہ دو سو بنگلے اس باغ مین مین
اور ہر ایک کے اندر اور باہر کی طیاری مین چالیس چالیس لاکہہ روپیہ خرچ کیا گیا ہے اور اسکے علاوہ
نہر اور تالاب سب کے کہودنے اور ہزارون مرمر کے پل بنانے اور ٹیلا اور پہاڑ اوٹھانے اور
نشیب و فراز کرنے اور سبزہ اور پہول لگانے اور روشون مین ریت بچہانے اور دوسرے
کارخانے مین واللہ اعلم کتنے پدم روپئے صرف ہوے ہین ملکہ تاتار کے عہد دولت
مین باغات کا خرچ بہت کم ہوا ورنہ اصلی ختائی جب اپنے ملک پر قابض تہے اس خرچ
سے جو بیان ہوا دو نا سہ گونہ آرایش باغ مین کیا جاتا تہا چنانچہ فغفور ینگی جسکا سن جلوس
چہہ سو پانچ مسیحی ہے اوسنے اپنے باغ مین ایک جہیل دو کوس کے دور مین بنوائی اور اوسکے
کنارے کنارے قطار پہاڑون کی پونے دو سو گز اونچی اور اونکی چوٹیون پر ایسے عالیشان
مکانات بنوائے کہ دس ہزار کمرے اونمین تہے اور ہر ایک کمرے کی آرائش جدا اور
ہر ایک کی طیاری لاکہہ روپئے کی تہی اور اونہین مین رنڈیون کو لیکر عیش کرتا تہا اور ادنی
سی ایک بات یہ ہے کہ جب گہوڑے پر سوار ہو کر باغ کی سیر کے لیے محل سے نکلتا تہا تو
دو ہزار چہوکریان جمیلہ اور خوش آواز مردانہ لباس پہنے اوسکے جلوس مین گہوڑون پر
سوار اور نشاط کے ساز ہاتہون مین لیے گاتی بجاتی ساتہ رہتین تہین اور علی ہذا القیاس
جب کشتیون مین اوس جہیل پر پہرتا تو وہی رنڈیان اپنی پوشاک بدلے تال و سر سے گاتی
بجاتی کشتیان کہیتین تہین غرض اس فغفور نے عیش مین جو کچہ برباد کیا اسی ایک سننے
سے قیاس کیا چاہیے کہ موسم خزان کا جب شروع ہوتا تہا تو سارے باغ کے درختون مین
ریشم کی پتیان بنتی تہین تاکہ جب اصلی پتیان جہڑ جائین تو ڈالی ننگی نہ رہین اور سیر زیادہ
یہ تہا کہ جس پتے یا پہول مین اصلی جو بو ہوتی نقل مین بہی وہی بو مصالح اور عطر سے دیجاتی
تہی تاکہ ہوا کے ساتہ آگے کی طرح خوشبو آوے اور فرق نہووے اور بہار کی کیفیت

ہمیشہ رہے ہے غرض اتنا خرچ فضول کسی فغفور نے نہین کیا لیکن شوق باغات کا چونکہ ختا
کے لوگون کی جبلت مین ہے اس سبب سے شہنشاہون نے کم وبیش اوسکو نباہا ہے
اور بعد اس طول بیانی اور زیادہ گوئی کے اغلب ہے کہ راقم کے قدر دانون نے اوسکے قول
کو بیجا سمجھا کہ باغات کے درست کرنے اور چمن آرائی کی ترکیب مثل ختائیون کے روے
زمین پر کسی قوم کو حاصل نہین اور یہ توکل کی بات ہے کہ انگریزون نے ختا مین جاکر وہان
چمن کاری اور باغ آرائی کو سیکھ کر کچھ اپنے ملک مین رواج کیا اور اہل فرانس نے
انگریزون کی پیروی اس بات مین کی ہے ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

چودہوان باب

علوم اور حکمت ختا کے بیان مین

حکماے ختا نے قدیم سے علم موجودات اپنے طور پر نکالا ہے یعنے جسطرح سب قوم اور
ملت کے دانشمندون نے اپنے نزدیک جو وجہین اس بات مین معقول سمجھی ہین بیان
کی ہین اوسیطرح سے ختا کے فیلسوفون نے بھی اپنی راے کو ساتھ دلائل کے جو اون کی
دانست مین کامل ہین ظاہر کیا ہے لیکن چونکہ فن تاریخ کو بحث حکمت سے کچھ علاقہ
نہین ہے عاصی کلام کو زیادہ طول اسمقام پر نہین دے سکتا غرض دو ایک شمّہ بیان
کرتا ہے تا اس تاریخ کی سیر کرنے والون کو محض لاعلمی اس باب مین نرہے ✣ تمام موجودات
کی بنا بقول اونکے اسطور پر ہوئی ہے کہ خدا نے جب چاہا کہ کائنات کو موجود کرے تو مادے
پر اوس نے سانس کھینچکر پھونک دیا اور معاً اوس حرکت کے ساتھ ہی مادے نے جوش کھایا
اور دو شے اوس سے پیدا ہوئین غرض ایک اپنی ذات سے متحرک اور دوسری محض ساکن
بعد اوسکے اوس کارساز بے نیاز نے دونون شے کو خمیر کیا اور جب پھر اوسپر دم کو پھونکا
تو تین چیزین پیدا ہوئین یعنے فلک اور زمین اور زن و مرد انسان اور یہی سب باعث
تمام موجودات کے اسطرح سے ہین کہ فلک کو قوت فاعلی اور زمین کو قوت انفعالی حاصل ہی

اور سوا انسان کے جسقدر نفس حیوانی اور نفس نباتی اور جمادی کی پیدایش ہوئی ہے ان دونون کی سازش سے وقوع مین آتی ہے اور آدمی نے بھی علی ہذا القیاس اپنی نوع کو شروع کیا اور وہی سلسلہ چلا جاتا ہے لیکن پروردگار کا بھی وجود اس کارخانہ کائنات کی بقا کے واسطے چاہیے اور بے اوسکے دم مارنے کے مادہ ساکن کو حرکت نہین ہوتی غرض اسی انداز کی تقریر حکماے ختا کی اس بات کی اثبات مین ہے لیکن ایک فرقہ فیلسوفون کا بھی گذرا ہے کہ وہ دہری ہے اور وجود واجب الوجود کا انکار کرتے ہین مگر اونکی تقریر محض اوجھی معلوم ہے جس طرح سے ملحدون کی ہوتی ہے اور اوسکا بیان تضیع اوقات کرنا ہے اور قابل سماعت کے بھی نہین ہے القصہ علم موجودات کا ایک نکتہ مطابق ختائی حکما کی تحقیق کے راقم نے عرض کیا اب ایک ایک شمہ اونکی حکمت نظری اور دوسرے علوم کا اس باب مین داخل کرنا ضرور ہے تاکہ حکمت چین و حجت بنگالہ کی جو مثل مشہور ہے اوسکی وجہ تسمیہ معلوم ہووے غرض حکمت چین کی جیسی بنیاد پڑی تھی اگر ویسی ہی برابر جاری رہتی تو قریب قیاس کے ہے کہ اندنون اوسکو وہی رونق ہوتی کہ جو اب حکمت فرنگستان کو ہوئی ہے اور روز بروز زیادہ بڑہتی ہے یہانتک کہ جب خط اور اخبار اوس ملک کی ہند مین پونہچتی ہین تو ایک نہ ایک نئی ایجاد کی بات ہمیشہ سننے مین آتی ہے غرض حکمت ختا کی ایک ہی جگہ کچہ تھوڑے سے فخر کی باقی ہے کہ کئی چیزون کی ایجاد وہان ہوئی اور اوسکی ترکیبین اور ملکیون نے اونسے سیکھی ہین علم ریاضی کے سب اصول ہے وے قدیم سے واقف ہین علم ہندسہ اور حساب اور ہئیت اور موسیقی سب کی معرفت اونہین رہی ہے اور علم ریاضی کے کئی فروع کے بھی یہ کامل ہوے اور خصوصاً علم جر اثقال و نیز نجات مین کمال حاصل ہوا اگرچہ علم جر اثقال اور جر الماء یعنے آبکشی کے نکتے اور اسرار یہ لوگ انگریزون کی سی فصاحت اور بلاغت اور ادلہ سے نہین بیان کرتے لیکن غایت از کیفیت اون علمون کی سیدھے طور سے ویسے ہی حاصل کی اور کوئی تیسری دلیل ان کی حکمت کی نہوتی تو دیوار ختا اور

بڑی نہر جو پیہو یعنے شہنشاہ کا دریا کہلاتا ہے انہین دونون کی ساخت کا بیان کافی تھا
کیونکہ انسان کے کارخانے مین ایسی کوئی چیز کبھی نہین بنی ہے اور دونون کی بزرگی اور
دشواری جب ملاحظہ سے گذرتی ہے تو قیاس کبھی اس بات کا مقتضی نہین ہوتا کہ انسان
نے اسے بنایا ہے اور قدرت کاملہ الٰہی پر گمان لاتا ہے اور ڈاکٹر سمیل جانسن صاحب
جو انگریزون مین فاضل متبحر اور کامل عصر اور منشی گری اور تجربہ کاری مین یکتاے روزگار تھا
اوسکا قول یہ ہے کہ اگر کوئی فخر سے کہے کہ اوسکے دادا نے دیوار ختا کو دیکھا ہے تو اوسکی
بزرگی بجا ہے الغرض یہ دیوار قریب آٹھ سو کوس کی لانبی ہے اور سرحد ختا اور تاتار پر
واقع ہے اور وجہ اوسکی طیاری کی یہ ہوئی کہ جب قوم تاتار نے اوسطرف سے بار بار یورش
کرکے ختائیون کو سخت عاجز کیا اور کوئی تدبیر انکو ضبط کرنے کی نہین سوجھی تب اس دیوار کی
بنا کی گئی اور فغفور چینگ وائی نے دوسو چالیس برس قبل حضرت عیسیٰ کے اسے شروع کیا
اور عرصۂ قلیل یعنے صرف پانچ برس مین یہ تمام ہوئی اور حال اوسکا یہ ہے کہ نہ پہاڑ نہ دریا
کوئی مانع اوسکی ساخت کا ہوا اور آٹھ سو کوس تک جو موانع سامنے آئے سب کو دفع کرتی
ہوئی یہ دیوار اپنی منزل مقصود تک پونہچی ہے اور کہیں مقام پر آدہ آدہ کوس کے اونچے
پہاڑون کی چوٹی پر سے یہ دیوار کھینچی ہوئی ہے اور بعض جگہ بڑے بڑے دریا پر پلون
کے اوپر سے یہ گئی ہے اور زیادہ تکلف یہ ہے کہ سمندر کے بیچ سے شروع اسطرح پر ہوئی
ہے کہ صدہا جہاز پتھرون سے لدے ہوے ڈبا دیئے گئے اور اوسپر اوسکی بنیاد قائم ہوئی
ہے اور آٹھ سے کوس تک تیس گز اونچی اور سعتہ چوڑی ہے کہ چھ سوار پہلو بہ پہلو فراغت
سے اوسپر گھوڑا دوڑا سکتے ہین اور سو سو قدم پر دو منزلہ اور سہ منزلہ برج بنے ہوے ہین
اور جب تک کہ تاتاریون نے اپنی دولت کی بنا ختا مین نہین ڈالی تھی تب تک ہزارون توپین
اوسپر چڑہی رہتی تھین اور دس لاکھ فوجون کی تقسیم تمام برجون مین تھی غرض جب سے قضاے
فلکی سے وہی لوگ جنکی یورش کے سبب سے یہ دیوار بنی تھی ختا کے مالک ہوے تب سے

وہان کی فوج موقوف ہوئی اور برج اور دیوار بے مرمت رہنے لگی مگر کئی باتین عجیب وغریب
اس دیوار کی ساخت مین ہوئین کہ ختائیون کی حکمت اور قدرت اور مستقل مزاجی کی دلیلین
مین چنانچہ اول یہ کہ معماری کے سرانجام اور بڑے بڑے تختے پتھرون کے ان لوگون نے
آدہ آدہ کوس کے بلند پہاڑون پر پہنچائے جہان چڑہنے کا کوئی سہارا نہین معلوم ہوتا اور
کرارے کی بلندی ایسی ہے کہ آدمی کی چڑہائی لاممکن نظر آتی ہے اور دوسری بات تعجب انگیز
ہے کہ سمندر مین جہان تھاہ کم اور جوش وخروش بحر زخار کا زیادہ ہے وہان کسطرح سے نیو
ڈالی گئی کہ دو ہزار برس سے ہلی نہین باوجودیکہ ختا کے سمندر مین ایسا طوفان دس بیس دفع
ہر سال مین آتا ہے کہ صدہا جہاز اور تخمیناً بارہ چودہ ہزار آدمی سالانہ انہین طوفانون مین
ہلاک ہوتے ہین اور زور وشور ہوا کا ایسا ہوتا ہے کہ ایک انگریز ناخدا بہت تجربہ کار اور عقلمند
کا بیان اسطور پر ہے کہ اگر یہ ممکن ہوتا کہ ایک ہی جہاز کی گلئی پر دس ہزار کرنا اور دس ہزار
نقارے دفعتہً بجائے جاتے تو اوسی جہاز کے پتوار پر سوا طوفان کے غل او شور سے اون
کرناؤن کی آواز کوئی شخص نہین سن سکتا الغرض جس سمندر مین ہر سال دس بیس مرتبہ یہ قیامت
برپا ہو اوسمین اس دیوار کا قیام عجائبات سے ہے تیسری بات یہ کہ باوصفیکہ آدہی خلقت
سے زیادہ اوسکی طیاری مین مطابق فرمان کے ہر وقت حاضر رہتی تھی لیکن پانچ برس کے قلیل
عرصے مین اس دیوار کا تمام ہونا تعجبات سے ہے کیونکہ جب ایک انگریز سیاح نے حساب
کیا تو دیکھا کہ اس دیوار کی فقط برجون کی ساخت مین اسقدر اسباب معماری کا صرف ہوا ہے
کہ تمام انگلستان کی ہر طرح کی عمارتون مین جو خرچ ہوا ہے شاید اوسکے مقابلے مین بہت کم
نکلیگا اور منصفی شرط ہے کہ تمام دیوار مین کسقدر اسباب صرف ہوا ہوگا اور چوتھی بات حیرت
افزا یہ ہے کہ جس ناکے پر یہ کھینچی ہے وہان سے منزلون تک نہ بستی نہ انسان کی نشانی
تھی اور آٹھ سے کوس تک فقط صحرا اور کوہستان او جنگل تھا اور وہان پر اس کارخانے
کے لیے لازم ہوا ہوگا کہ سیکڑون کوس سے مزدورون اور کاریگرون کے لیے رسد اور دیوار

کیواسطے سرانجام آوے اور اس وجہ سے مشکلین وہ کونی ہوئی ہونگی لیکن ختائیون کی حکمت
اور استقلال اور ثابت قدمی سب موانع پر غالب ہوئی اور ایک نشانی ایسی رہ گئی ہے کہ روے
زمین پر کوئی یادگار انسان کی اولوالعزمی کا اسکے مقابلے مین نہین ہے بجز اوس نہر بزرگ
کے جو ختا مین تین سے بیس کوس تک بنائی گئی ہے اور جسکے لیے قبلا خان چنگیز کے پوتے
کی عقل اور ختائیون کے علم اور ثابت قدمی پر لاکھ لاکھ درود بھیجنا مقتضاے انصاف سے ہے
اوسکی صورت یہ ہے کہ جب کوئی پہاڑ نہر کی راہ مین ملا تو سطح آب کے برابر تراشا گیا اور جہان
جھیل اور تالاب آیا تو کاریگرون نے اوسے پاٹ دیا اور زمین کو ریختہ کر کے دونون پہلو
پر پشتے باندہ کر نہر کو اپنی منزل مقصود کی طرف جاری ہونے کی صورت پیدا کر دی ہے اور
بعض جگہ جہان منزلون زمین کو بذاتہ زیادہ نشیب تھی وہان نہر کی بنیاد ریختہ اور سیکڑون
ہاتھ بلند اوٹھائی گئی ہے اور پشتون کے بیچ سے نہر بہتی ہے اور مطلق سطح آب کو کمی بیشی
تین سے بیس کوس تک کہین نہین ہے باوجودیکہ اس عرصے مین زمین کی پستی اور بلندی
سے صدہا جگہ موانع پیدا ہوے ہین غرض یہ سب تو کمال اونھون نے کیا ہے لیکن زیادہ
حیرت کا مقام وہ ہے جہان بڑی بڑائی گہری جھیلین دس اور بارہ اور پندرہ کوس کے
طول اور عرض مین ملتی ہین اور اونکے بیچ سے اس نہر کو ختائی کاریگر سب لیگئے ہین اور
قعر جھیل مین سنگین تلے ڈال کے وہان سے کرسی اوٹھائی ہے اور جھیل کی سطح آب سے
وہ کئی بام بلند ہے اور اوپر دو بغلی پشتی باندہ کے نہر دوڑائی ہے الغرض اگر اس نہر کی
وسعت کم ہوتی تو اسقدر حیرت نہوتی لیکن اوسکا نام ہی فقط نہر ہے ورالاشل بحر ہے اور
شہرون کے قریب جہان بڑی تجارت گاہ ہے وہان یہ نہر ہزار گز چوڑی ہے غرض برابر
تین سو بیس کوس تک اتنی وسعت ہے کہ ہندوستانی سو پٹیلے پہلو بہ پہلو اوس سے گذر
کرین تو آپس مین ٹھوکر نکھائین القصہ غور کیا چاہیے کہ کس محنت اور حکمت کا یہ کام تھا جو ختائیون
سے انجام ہوا اور دیوار ختا اور نہر ختا کی برابری مین دوسری صنعتین انسان کی کیا مقابلہ کرینگی

اور یہ دلیل رہ گئی کہ علم ریاضی اور خصوص جر اثقال اور علم آب روانی کے یہ لوگ ہزارون برس سے
مالک ہین ٭ مہندس یہ ہمیشہ سے ہین اور بعض فاضلون کا گمان قوی ہے کہ مثلث متساوی الاضلاع
کی شکل حکیم فیثاغورث نے خطا کے مہندسون سے سیکھی تھی اور جب سیر و سیاحت سے فرصت
کر کے یونان کو پھر گیا تو اپنے تلامیذ کو سکھلایا اور چونکہ اپنی ایجاد مشہور کی خود اوسکو شہرت ملی
اور اپنا نام جریدۂ عالم پر اوسنے لکھوایا اور بعض کاملون کا گمان ہے کہ ملک مصر مین حکیم مذکور
نے ہندسے کی اس شکل کو دریافت کیا کیونکہ وہان فیثاغورث نے چندے درس حکماے مصر
سے لیا تھا اور مصر مین ہندسے کا چرچا بڑا تھا اور رود نیل کی سیلابی کو باعث اس علم کی
ایجاد کا بیان کرتے ہین الغرض ان روایتون مین اگر پہلی کو نادرست فرض کیجیے تو بھی خطا مین ہندسے
کے وجود کی بطالت ثابت نہین ہوگی کیونکہ ٭ ع ٭ تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ٭ اور
بیشک خطا مین اس علم کا زیادہ رواج تھا تب ہی اون فاضلون نے یہانتک گمان کیا ہے
کہ حکیم فیثاغورث کے سے شخص کو وہان سے کچھ حاصل ہوا تھا علی ہذا القیاس علم ہیئت مین
بھی خطائی قدیم سے کامل تھے اور کرۂ سماوی کی شکل جسپر کواکب ثوابت و سیارہ اور تمام متعلقات
آسمانی کے مقامون کا نشان تھا ضعفورشن نے چار ہزار ایک سے ایک برس ہوے کہ بنوایا
اور یہانتک صحیح اوسوقت کے حساب کسوف اور خسوف اور گردش کواکب کے تھے
کہ تین ہزار برس کے حساب کو جو فرنگستان کے ریاضی دانون نے بالفعل دیکھا اور اپنے
حساب سے مقابلہ کیا تو مطلق فرق نہ پایا اور یہ کیسی بڑی دلیل خطائیون کی عقل اور ادراک کی
ہے کہ بغیر اون آلات ستارہ بینی کے جواب ہین کہ جسکی مدد اور سبب سے ہیئت کے حساب
درستگی اور آسانی سے ہوتے ہین اون لوگون نے بغیر اون مددون کے یہ کوشش اور
لیاقت بہم پہنچائی تھی اور فرنگستانی حکما اور مورخون نے اس راے پر اتفاق کیا ہے کہ علم ہیئت
کو جو رونق خطا مین تھی کسی قدیم ملک مین نہوئی اور اغلب ہے کہ جس طرحسے ہیئت وہان
جلوہ گر ہوئی اگر ہمیشہ اوسکی ترقی کی فکر خطائیون کو رہتی تو آج کلے روز فرنگستان مین بھی وہ بات

جست وجو سے نہ حاصل ہوتی جو اوس ملک کی گلی گلی جاری ہوتی لیکن چونکہ حکماے ختا کا
قول او نصیحت ہے کہ حکمت نظری سے جب اپنا مطلب حاصل ہو تو صرف واسطے اظہار ادراک
کے زیادہ غور کرنا محض تضییع اوقات ہے اوسکے عوض حکمت عملی کی طرف جسقدر میلان طبیعت
ہو مفید ہے اس لیے ختائیون نے علم ہیئت مین زیادہ فکر نہین کی ہے اور جب کسوف اور
خسوف اور منطقة البروج اور منطقہ محروقہ اور معتدلہ اور مبرودہ اور خط نصف النہار اور
سبعہ سیارہ کی گردش وغیرہ انکی دریافت مین آئی زیادہ فکر اونہون نے لاحاصل سمجھی کیونکہ
فقط تقویم کی درستی اونہین منظور تھی تاکہ سب عیدون کے اور پرستشون کے دن چاندگہن
اور سورج گہن اور شادی بیاہ کی سکھ لگن وغیرہ ٹھہرائے جائین اور اجرام فلکی کے مقامات
دریافت مین آوین اور سوا اتنی معرفت کے علم ہیئت کو بیمصرف سمجھا اور غوض زیادہ نکیا *
علم ہوا یعنے ہوا کے تولنے اور غور کرنے اور ترتیب اور خواص جان نے کی معرفت جس سے
متعلق ہے اوسکی بھی دانست ختائیون کو قدیم سے ہے اور غبارے کی بنا انہین سے
ہے چنانچہ روایت معتمد ہے کہ بعض قدیم فغفورون نے غبارے پر بیٹھ کر ایک شہر سے
دوسرے شہر تک سفر ہوا کیا اور گانے بجانے والون کو ساتھ لیکر شب کو جو چرچا ہوا پر
پھیلایا تو ایک ہوا ایسی سنی گئی کہ خلق اللہ سمجھی کہ ارواحین آپسمین رنگ ریلیان مچاتین
اور خوشیان کرتی ہین اگر بالفرض کسی تاریخ معتمدمین بھی اوسکا ذکر نہوتا تو قیاس سے بعید
نہین کیونکہ بالفعل انگریزون نے قصد ایک جہاز بنانے کا کیا ہے جو ہوا پر ایک ملک سے
دوسرے ملک تک جایا کرے * علم کیمیاگری یعنے دہاتون کے گلانے اور خالص بنانے
اور تمام مرکبات ارضی کے اجزا کے جدا کرنے کا علم بھی ختائیون کو ہمیشہ سے اچھی طرح معلوم
ہے حالانکہ فرنگستانیون نے جو اس مین کوششین اور بالفعل ایجادین کین ہین اوسکے ہزار حصے
کا ایک حصہ اونہون نے نہین حاصل کیا غرض اتنی معرفت اوس علم کی اونہین ہمیشہ سے
تھی کہ باروت کو پہلے ختائیون نے ایجاد کیا اور اغلب ہے کہ اونہین کا کوئی نسخہ غیر ملکی سوداگر

نے پایا اور وطن مین جا کر اوسکی ایجاد کی نسبت اپنی طرف منسوب کی اور سوا باروت کے لکہنے
کی روشنائی بھی انہین لوگون مین پہلے ایسی شفاف اور پایدار اور روشن بنی کہ باوجود علوم اور
صنعت انگریزی کے ویسی چیز نہ نکلی علاوہ اسکے چینی باسن کی ایجاد اونہین سے ہے اور اگر
علم کیمیاگری سے اونہین کماحقہ آگاہی ہوتی باسنون کی میناکاری آگ پر کیونکر ٹھہرتی اور
نہین جل کے اس شفافی اور نزاکت کے ساتھ باقی رہتی اور علی ہذا القیاس سیکڑون فلزی صنعتین
ایسی اونکی ایجاد سے ہین کہ ہر ایک کا وجود دلیل کامل ہے کہ جسقدر اون لوگون کو قدیم مین
اس علم کی معرفت تھی یونانیون اور مصریون کو اوسکی چوتھائی نہ تھی ✤ جسطرح سے علم ادب
اور شاعری اور تاریخ دانی اور حکمت عملی کی قدر کی جاتی ہے افسوس ہزار افسوس کہ اسقدر کا نصف
بھی صنعت کے حصے مین نہ آیا اور ختائیون کے ذہن انتقالی کو امید انعام واکرام کی نہ دی گئی
اور کیمیاگری جیسی چمکی تھی ترقی نہ پائی غرض اس ناقدری پر بھی مہوسون نے اپنے فائدے کے
لیے اوسکا چرچا ایسا بڑہایا کہ سیکڑون نادانون کو دام فریب مین پھنسایا اور غربا متوسطین
کو سونے چاندی کی طرف متوجہ کر کے قرار واقعی لوٹا اور امرا اور فغفورون مین اکسیر بقا کا ڈھکوسلا
پھیلایا اور صدہا نے مال کے سوا جان بھی گنوائی اور اکسیر بقا حقیقت مین کھائی کیونکہ عدم
جو گئی تو وہین رہے اور ہمیشہ کے واسطے قیام کیا ✤ اس تاریخ کی دوسری جلد مین جو انشاء
اللہ تعالے سال آیندہ مین چھپیگی اوسمین بہت سی نقلین راقم نے لکھی ہین اس سبب سے
کہ کئی فغفور اسمین موے لیکن یہ گھرانا مانچو تاتار کا جو ایک سی بیاسی برس سے ختا کا مالک
ہے ان لوگون نے اس مکاری پر مطلق خیال نہین کیا اور اکسیر بقا کھا کے اپنے کو کسی نے
تمام نکیا غرض مہوسی کا شوق ختائیون کو باقی ہے اور مکارون کے دام مین اب بھی
ہزارون احمق پھنستے ہین ✤ علم جغرافیہ مین بھی ختائیون کو ہمیشہ سے دخل ہے لیکن اپنی
مملکت کے سوا انہین غیر ملکون کی حالات سے آگاہی نہ تھی اس سبب سے جب سنی سنائی باتون
کے اعتبار پر اور انداز سے دوسرے ملکون کے نقشے یہ سب کھینچتے تو غلطی کرتے غرض اپنے

وطن کی صورت جب لکھتے تو نہایت صحیح بناتے تھے اور قدیم اگلے زمانے مین جب ختا مین طوائف الملوک کی بنا تھی یعنے کئی بادشاہ تھے تو ہر ایک کے ملک کا نقشہ پیتل کے گھڑون پہ کھدا رہتا تھا اور عوام الناس مین یہ مشہور تھا کہ جسکے گھرانے مین جب تلک بادشاہت رہتی ہے نقشہ اوسکے ملک کا اوسکے پاس رہتا ہے اور جب خاندان سلطنت کو زوال آنے والا قریب ہوتا ہے تو وہ پیتل کا گھڑا خود بخود اونکے پاس سے غائب ہو جاتا ہے اگرچہ یہ بات قابل سماعت کے نہین غرض اوس سے یہ بیشک ثابت ہے کہ سلف سے جغرافیہ مین ختائیون کو دخل ہے لیکن جسطرح سے اونکے اور علوم مین زنگ لگا ہے اسمین بھی علی ہذا القیاس وہ ترقی نہین ہے جو انگریزی جغرافیہ کو حاصل ہے * علم تواریخ کا بڑا چرچا ہمیشہ سے اس ملک مین ہے اور چونکہ اوسکے عالم کو عہدہ جلیلہ ہمیشہ سرکار سے عنایت ہوتا ہے ہر طالب العلم اوسکی طرف توجہ کرتا ہے اور جسقدر تاریخ نویس ختا مین ہوے ہین کسی اقلیم مین شاید ہوے ہونگے اور صرف دو ہزار برس مین اس سے مورخ نامی پیدا ہوے جنہون نے اپنے ملک کا احوال لکھا ہے اور یہ لوگ بعد اوس ایام کے ہوے کہ جب چنگوائی فغفور نے تمام کتابین چین کی مع کتب خانہ شاہی سب کو ایکجا جمع کرکے جلادیا اور بہت سے فاضلون کو اس لیے مار ڈالا کہ شہنشاہ کے حکم کو اونہون نے رد کرکے بعض کتابین نہین دی تھین اوسکا حال انشاء اللہ تعالے جلد دوم کے دفتر اول مین موقع پر مذکور ہوگا اور اوسکے چھپنے سے حال اوسکا بخوبی معلوم ہوویگا غرض بعد اوسکے بھی اتنی جلدین تاریخ کی لکھی گئی ہین کہ اگر کوئی مشتاق کتاب بینی کا بھی اونہین ایکجا جمع دیکھے تو اغلب ہے کہ اوس طومار کے ملاحظہ سے گھبرا جائے * علم طب کو ختا مین بہت رونق ہے وہان کے اطبا کسی ملک سے اپنے فن کو نہین لائے بلکہ اپنی طبابت کے موجد وہ آپ ہی ہوے ہین اور جسطرح یونان او مصر مین تشریح سے بڑے بڑے طبیبون کو لاعلمی تھی بسبب اسکے کہ لاشون کی ایسی قدر کی جاتی تھی کہ زندہ شخص کو مجروح

کرنے سے وہ سزا نہ تھی جو مردے کو اذیت دینے سے مجرم کو ہوتی تھی ختا مین بھی علی ہذا
القیاس لاش کو اس حفاظت اور احترام سے رکھتے ہین کہ تشریح کا کوئی موقع کبھی نہین
ملتا ہے اور یہی سبب اطبّاے ختا کی خامی کا ہے غرض غوص اور تجربہ ان لوگون نے ایسا بہم
پونہچایا ہے کہ فرنگستانی ڈاکترون کو حیرت ہوئی ہے جب اونکی تشخیص مرض کو اونہون نے
ملاحظہ کیا ہے ختا مین قارورہ نہین دیکھتے اور صرف مریض کی صورت اور جلد کی رنگت اور
آواز اور خصوص نبض سے مرض کو پہچانتے ہین اور نبض دانی اطبّاے ختا کی ایسی بردست
ہے کہ اونکی دانست کا حال سن نے سے تعجب ہوتا ہے چنانچہ ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے
کہ جب طبیب مریض پاس آن بیٹھتا تو بے تفتیش حال کہہ دیتا ہے کہ مرض یہ ہے اور باعث
اوسکا وہ ہے اور جس روز سے شروع ہوا دن بدن اوسکی صورت یون ہوئی تھی اور اب
حال اسطور پر ہے اور بعد فلانے دن کے اوسکا حال یون ہوگا اور بیشتر اونکا حکم سچ ہوتا ہے
اور اگر حاملہ عورت کی نبض دیکھتے ہین تو کہہ دیتے ہین کہ حمل اتنے دن کا ہے اور فلانے
مہینے مین بیٹا یا بیٹی یا توام پیدا ہوویگا اور زچا کی صورت وضع حمل کے وقت بشرطیکہ
امر ناگہانی واقع نہو یہ ہوویگی اور انصاف سے اگر دیکھیے تو اس شناخت کے مقابلے میز
کسی ملک کے اطبا کو نہ لایا جاے ہے اور باوجودیکہ ختا مین تشریح نہین ہے لیکن خون کے
ہر عضو پر محیط ہونے اور دور مین رہنے اور جسم مین ہر جگہ گردش کرنے کی دانست پہلے
ختائیون کو ہوئی اور مدتون بعد انگلستان مین ڈاکتر جاربی صاحب نے اس امر کو ثابت
کیا لیکن قدیم سے اسکا علم ختائی اطبّا کو تھا اور دلائل ہین کہ خون کی اس خاصیت کو پہلے
انہون نے پہچانا باوجودیکہ خود بقراط اس مشکل کو حل نکر سکا اور اسی شبہہ مین مر گیا ایک
اور امر مین اطبّاے ختا کو یہ شناخت ہے کہ سُن نے سے حیرت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ
حالانکہ مردے کو چیر پھاڑ کے انگریزی طبیب وجہ موت تبلا سکتا ہے لیکن اگر لاش سٹر جاے
اور فقط استخوان باقی رہے تو وہان پر اونکی بھی کوئی تدبیر نہین چلتی لیکن ختا کے طبیبون

نے ایکطور ایسا نکالا ہے کہ اگر کوئی کسیکو گھونسون سے یا سونٹے یا اور حربے سے مار کے
گاڑ دیوے اور بعد عرصے کے خون خفتہ بیدار ہووے تو لاش کو جس حالت مین ہو نکالتے
اور سرکے سے خوب اوسے نہلاتے اور ایک غار قد آدم لانبا اور گہرا اور ڈیڑھ ہاتہ چوڑا کہودتے
اور اوسمین گھاس اور لکڑی اور کویلا جلاتے ہین اور جب وہ گڑہا خوب گرم ہوتا ہے تو
آگ کو چاول یا شہد کی شراب سے بجھاتے اور لاش کو قمچی کے ٹھٹھر پر ڈال کے اوس
غار کے منہ پر رکھدیتے ہین اور ایک کپڑے سے لاش اور غار کے منہ دونون کو ایسا بند
کر دیتے ہین کہ بخارات نہین نکلنے پاتے اور لاش مین سرایت کرتے ہین اور بعد دو گھنٹے
نجومی کے جب کپڑے کو اوٹھاتے ہین تو بالکل داغ چوٹ کے صاف عیان ہوتے ہین
یہان تک کہ گھونسے کے نشان دکھائی دیتے ہین اور اوسقدر یہ ترکیب کارگر ہے کہ
اگر گوشت پوست اور استخوان سب جدا ہو گئے ہون تو فقط ہڈیان جمع کرکے اس عمل کو
کرتے ہین اور اگر زخم کاری یا چوٹ ایسی تھی کہ اوس سے آدمی مرگیا تو ہڈیون پر نشان
ملتا ہے باوجود اسقدر زیرکی اور ہوشیاری کے جراحی مین ختائیون کو کم دخل ہے اور
وجہ اوسکی صرف تشریح کی لاعلمی ہے کیونکہ بغیر اسکی دانست کامل کے ہڈی اور رگ اور
پٹھون کے جوڑ توڑ اور وضع مفاصل کی ترکیب سے آگاہی لاممکن ہے غرض خفیف امرون
مین جسطرح سے کوکہہ یا کلائی یا شانیکا اوکھڑ جاتا ہے اور اسی قبیل کے دستوری مقامات
مین وہ رہ نہین جاتے ہین لیکن وہ مقامات سب جہان سوے انگریزی طبیب کے دوسرا
کوئی ہاتہ نہین ڈال سکتا وہان یہ سب مجبور رہتے ہین چنانچہ جب لارڈ مکارٹنی بہادر
سفیر شاہ انگلستان ختا مین تشریف لے گئے تھے اونکے ساتہ کے اطباے انگریز نے
ایسے ایسے امراض متعلق جراحی کے اچھے کیے کہ ختائی سب گھبرا گئے اور انگریزون کی
قابلیت کے قائل ہوے القصہ ختائی اطبا مرہم بہت خوب کرتے اور دوائین ایسی کھلاتے
ہین تا زخم یا چوٹ ریم یا ورم نہ پیدا کرے اور اسیطرح اکثر اچھے بھی ہو جاتے ہین

سوا جڑی بوٹی کے معدنیات کا مطلق استعمال ختائی طبابت مین نہین ہے اور دہاتون کو
کسیطرح پر معرفت مین لانا نہایت مضر ٹھہراتے ہین ٭ علم موسیقی مین ختائیون کو دخل ہے
غرض سوا اسکے ختائیون کے دوسرے شخص کو اونکے راگ اور لے اور سُر بھلے نہین معلوم
ہوتے اور نہ اون لوگون کو اور ملک کا گانا بجانا پسند آتا ہے اور یہ بات کچھ تعجب کی نہین ہے
کیونکہ ہر جگہ یہ دستور ہے کہ اپنے اپنے وطن کی رسومات کو ہر شخص اورون سے بہتر سمجھتا
ہے اور سب پر ترجیح دیتا ہے اور دونون سبب اسکے ظاہر ہین کیونکہ خود بینی اور خود
پرستی انسان کی خلقت مین ہے اس لیے ہر فرد اپنے کو افضل نوع انسانی جانتا ہے
اور دوسرے یہ کہ عادت طبیعت ثانی ہے اور جس چیز کو بچپن سے آدمی دیکھتا سنتا
پیری کو پہنچے گا وہی اوسکی نظرون مین بھلی معلوم ہووے گی چنانچہ ختائی سب انگریزی
ارگن اور بیلا اور بانسری اور ہندوستانی سارنگی اور ستار اور رباب کو ہیچ سمجھتے اور اپنے
ملک کے کان پھاڑتے اور مغز پریشان کرنے والے باجون کو پسند کرتے ہین ٭ باجے
اقسام طرح کے ختا مین ہین لیکن قابل ذکر کے عجائبات کے باعث سے فقط ایک ہی ہے
جسکا بیان دفتر اول مین اکثر ہو چکا اور جسکو پتھر سے وے بناتے ہین اور عجب خاصیت
اوس سنگ کی ذات کی یہی ہے کہ ضرب مارنے سے آواز خوش دیوے ختائیون نے
شکل مچھلی کے اوسی بنایا ہی اور حق ہی کہ اوسکی آواز نہایت شیرین ہی چار قسم کے یہ پتھر ختا مین پیدا ہوتے ہین لیکن
سب سے بہتر یو کہلاتا ہے اور قیمتی ہوتا ہے ٭ اس مملکت کی صنعتون کا حال دفتر اول
مین راقم نے ہر شہر کے احوال کے ساتھ ہی بیان کیا ہے غرض اس جگہ پر یہ کہنا ضرور ہے
کہ ریشم کے پیدا کرنے اور کاتنے کی دانست ایرانیون نے ختائیون سے حاصل کی ہے
اور اون سے رومیون نے اور اون سے اہل فرنگستان اس راز سے آگاہ ہوے لیکن
موجد ریشم کے بیشک ختائی ہین اور ریشم کے کیڑون کی نسل بھی ان لوگون کے ملک سے
سب جگہ گئی ہے اور چونکہ مدت سے ریشم کے کیڑون کا رواج ختا مین پھیلا ہے کاریگر اسکے

ایسے باریک بین اور نزاکت رس ہین کہ کسی اور ملک مین کمتر ہین اور چیولی اور زلفت اور مخمل اور اطلس اور پیلام اور تافتہ اور اقسام ریشم کے ایسے خوش رنگ اور پایدار اور نازک بنتے ہین کہ باوجود فرانسیس اور انگریزی صنعت اور کل کی حکمت اور مدد کے ختا کے ریشمون کا بازار ہمیشہ تیز رہتا ہے غرض بعد علم طبع کے جسکی ایجاد بھی ختائیون سے ہے حالانکہ وہ نزاکت اور کمال جو انگریزی طبع کو حاصل ہے اونکو نہین وہ ایجاد جسکو بجز طبع کے دنیا کی سب صنعتون اور ایجادون پر شرف ہے جسکے باعث سے جہاز رانی کو ایسی قوت ہوئی کہ روے زمین کا کوئی گوشہ باقی نرہا جہان ناخداؤنکے علم نے اونکو نہ پہنچایا ہے وہ یعنے آلہ قطب نما کی ایجاد ختائیون سے ہے اور واللہ اعلم کسوقت سے اس ملک کے حکما کو مقناطیس کی اس خاصیت سے کہ اگر سوئی سے اوسکو مس ہووے اور اثر اوس سنگ عجیب کا لوہے مین تاثیر کرجاوے تو وہ سوئی دونون قطب کیطرف ہمیشہ رخ کریگی اور کسی حال مین اپنی نو پیدا خاصیت کو نہین چھوڑیگی آگاہی ہوئی ہے لیکن یہ ثابت ہے کہ کئی ہزار برس سے اس خاصیت کی دانست ختائیون کو ہے باوجودیکہ خود ان سبھون کو فائدے اپنی ایجاد سے اس قدر نہین حاصل ہوئے جو عرب اور فرنگستانیون کو ہوئے اور وجہ اوسکی صاف ہے کہ ختائی سب نہایت بزدل ہین اور سمندر سے ایسے خائف کہ دور ملکونکا سفر کرنا ملک عدم کا راہ گیر ہونا سمجھتے تھے اور خلاف اسکے عرب اور فرنگستانی اللہ پر توکل کرکے قطب نما اور چند آلات ناخدائی کی مدد سے بڑے بڑے بحر زخار تند اور مواج اور تیرہ و تار کے پار ہوتے اور اجنبی لوگون مین جاکے اپنے مال کو فائدہ کثیر سے بیچتے اور ایک روپے سے بیس پیدا کرتے تھے القصہ دلائل قوی سے یہ ثابت ہے کہ اعرابیون کے ساتھ چونکہ ختائیون کی تجارت قبل تشنہ آٹھہ سو سیحی سے تھی تو اعرابیون کو پہلے یہ آلہ قطب نما ختائیون سے حاصل ہوا اور جہان جہان یہ اعرابی گئے اسکا شہرہ پھیلاتے گئے آخر کو بحر قلزم طے کرکے قسطنطنیہ کے اطراف کے ملکون مین جو اونکی کوٹھیان تجارت کی

تھین ہونچا کر کئی فرنگستانی سوداگرون کو اس راز سے بھی آگاہی دی اور اون لوگون نے
اپنے ملکون مین جا کر بعض بعض شخص کو جو مطلع کیا چند ایام کے بعد یہ مشہور ہوا کہ فرنگستان
مین آلہ قطب نما کی ایجاد ہوئی چنانچہ تین چار قوم فرنگستانی نے اپنا دعوی علحدہ کیا اور
انگریزون مین بھی ایک حکیم بنام راجر بیکن صاحب اس آلہ کا موجد نادانون کے نزدیک
مشہور تھا غرض یہ سب جملے فخر بیہودہ سے پیدا ہین اور قابل سماعت کے نہین کیونکہ
جو دلیلین بعض بزرگ لاتے اور قصد اپنے اپنے دعوی کی اثبات کا کرتے ہین وہ خام اور
ناقص ٹھہرتے ہین اور بالعکس اسکے خطائیون کا دعوی ایسا ہے کہ جون جون امتحان کی کسوٹی
پر کھینچا جاوے تیون تیون براق نکلتا ہے اور یہی ایک دلیل کیسی زبردست ہے کہ اوٹھہ
نہین سکتی کہ فرنگستان مین فقط چھہ سے برس سے آلہ قطب نما کی دانست ہوئی ہے اور
خطا مین گویا سلف سے چلی آتی ہے کیونکہ بعض مورخ معتبر کی روایت ہے کہ یہ تحقیق نہین
معلوم کہ کس عہد مین اسکی ایجاد ہوئی غرض یہ لا اعلی قدامت کی دلیل ہے اور بعض کی
روایت ہے کہ قریب پونے تین ہزار برس کے ہوئے یعنے سنہ ۱۱۱۵ قبل حضرت عیسی کے
فغفور اُو آن کے بھائی حکیم چوکان نے اس آلے کی ایجاد کی غرض اس بات مین روایتین
مختلف ہین او منجملہ کئی فغفورون کے جو اوسکے موجد ٹھہرائے گئے ہین فغفور ہونگ ٹی
کو زیادہ تر نامزد کرتے ہین اور بعض علماے فرنگ نے یہ ثابت کرنیکا قصد کیا ہے کہ
حضرت آدم اور فغفور ہوانگ ٹی ایک ہی شخص بنام مختلف تھے اور انھین سب باتون کے
ملاحظے سے خطائیون کو دعوی ایجاد کرنا حق بجانب ہے کیونکہ جو لوگ کہ ہزارون برس
سے ایک شے سے واقفیت رکھتے ہون اور دوسری قوم صرف چھہ سے برس سے
مطلع ہوئی ہو ان دونون مین ظاہر ہے کہ سبقت ایجاد کسکو حاصل ہے سوا اسکے
تاریخ فرنگ سے ظاہر ہے کہ جب اہل پرتگال سب سنہ ۱۴۹۸ مسیحی مین افریقہ کی جنوبی حد کو
جو کیپ آف گڈ ہوپ کہلاتی ہے طے کر کے آئے تو اون لوگون نے حیرت سے دیکھا کہ

مشرقی سمندر کے بندرون مین جو ملکی ناخدا یا ملاح تھا آلۂ قطب نما کی خاصیت سے آگاہ تھا
حالانکہ اوسوقت تک کوئی جہاز فرنگستانی اوس سمندر مین کبھی نہین آیا تھا اور یہی دلیل ہے
کہ اون ناخداؤن نے فرنگستانیون سے اوس بات کو حاصل نہین کیا اور بیشک عربون نے
اونہین تبلایا کیونکہ اعرابی سب ختا مین سنہ مسیح سے جایا آیا کرتے تھے اور اطراف کے ملکون
اور اون جزیرون مین جو مشرقی سمندر مین واقع ہین خرید و فروخت کے لیے اونکی آمدورفت
تھی اور اغلب ہے کہ جہان جہان یہ ٹھہرے وہان اس راز کو انہون نے اظہار کیا والا
دوسری کوئی صورت نہ تھی کہ مشرقی سمندر کے ملاح آلۂ قطب نما سے آگاہ ہوتے اور اہل
پرتگال اون لوگون سے دریافت کرتے

پندرہوان باب

بیاہ کی رسوم اور لڑکونکی تربیت اور تجہیز اور تدفین اور ماتم اور
غم کے بیان مین

جسطرح جتنے مسلمان اور ہنود اور پورب کے ملک کی بعض قوم مین دولہہ اور دولہن سے
بیاہ کے آگے ملاقات نہین ہوتی ختائیون مین بھی وہی دستور ہے لیکن فرق یہ ہے
کہ چین مین اگر مشاطہ اور درمیانی لوگون نے دولہن کے سن یا شکل و صورت کو دولہہ
سے خلاف راستی کے بیان کیا ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ دولہن کو دیکھتے ہی طلاق
دینے کا ارادہ کرے اور حکام شہر کے حضور مین مستغیث ہو کر جتنے لوگ کہ بانی اور درمیانی
ہین سبکو سزا دلواوے غرض حال یہ ہے کہ جب کسی کے بیاہ کی تجویز ہوتی ہے تو مشاطہ
لڑکی کو دیکھہ سن کے جاتی اور لڑکے یا اوسکے والدین سے بالکل حالت اور شکل اور صورت
اور رنگت اور شباہت دولہن کی بیان کرتی ہے اور اگر اونکے پسند ہوتی ہے تو مقدار
زر کی جو اونکو دولہن کے لیے دینا منظور ہوتا ہے دریافت کرکے دولہن کے بزرگون کے
پاس جاتی اور سارا احوال کہتی ہے غرض جب دونون طرف سے گفتگو طے ہوتی ہے

تو نامہ وپیام اور تحفجات کی دونون طرف سے آمد وشد شروع ہوتی ہے اور دولہن کے
والدین ساعت اور لگن دیکھکر روز عقد کا مقرر کرتے ہین الغرض روز معین کے دن دولہن
ایک پالکی پر سوار ہوتی اور دروازہ اوسکا مقفل ہوکر کنجی کسی ایک غمخوار باعتبار کے سپرد کیجاتی
ہے اور دولہن دہوم دہام کے جلوس سے اور شادیانہ بجتا ہوا اور جہیز کا اسباب ہمراہ اور
وہ قدیم جاکر ساتہ اپنے لیکر دولہہ کے دروازے پر جب پہنچتی ہے تو دولہہ بلباس فاخرہ استقبال
کرکے پالکی کی کنجی اوس نوکر سے لے لیتا ہے اور دروازہ کھولکر دولہن کو غور تمام سے
دیکھتا ہے اور اگر خلاف اوس اظہار کے جو مشاطہ نے بیان کیا پاتا ہے تو اختیار رکھتا ہے
کہ فوراً پھر دروازے کو بند او مقفل اور اوسی نوکر کو کنجی واپس کرکے دولہن کو اوسکے مان
باپ کے گھر بھجوا دیوے اور جو کچہ کہ تحفے کی طریق سے آگے دے چکا ہے وہ سب پھیر
پاتا ہے ٭ جو عورت کہ اسطرح سے مقبول ایک کی نہین ہوتی تو ایسا واقعہ کوئی سبب مانع
دوسرے کے ساتہ شادی کا نہین تصور کیا جاتا ہے الغرض جب تقدیر مین دولہن کی قسمت نے
پہلے ہی دفعہ مین یاوری کی اور اوسکی صورت اور شباہت مطبوع طبع ہوئی تو دولہہ پردہ
کرواکے اوسکو اپنے گہر مین لیجاتا ہے اور دالان مین دونون شخص پہلے چار سجدے
تین یعنے پروردگار عالم کی درگاہ مین بجالاکر ایک دوسرے کو دو سجدے کرتے ہین اور
دولہہ مردون کی دولہن عورتون کی مبارکبادیان پاکر مرد سب ایک دالان مین جمع ہوتے ہین
اور دولہہ اونکی ضیافت مین مشغول ہوتا ہے اور دوسرے دالان مین عورتین جمعیت
کرکے دولہن کے اہتمام سے کہاتین اور پیتین ہین بعد اسکے سارے مہمان رخصت ہوجاتے
ہین ٭ چونکہ اسی دفتر کے ساتوین باب مین قوانین کے حلے مین ختائیون کی خانہ داری
اور طلاق وغیرہ کا احوال بیان ہوا ہے اس لیے زیادہ تصریح یہان پر بے فائدہ اور
فضول سمجھی جاویگی ٭ حکماء ختا نے کتب دستورات مین یہ لکھا ہے کہ لڑکے کی تربیت اوس وقت
سے شروع ہونی چاہیے جب عورت کو یقین حمل کا حاصل ہو اور اوسی دن سے اوسکو چاہیے

کہ ہمیشہ زیادہ تر خوش مزاج اور خاوند کی فرمانبردار ہووے اور عادت نیک اختیار کرے بلکہ خیالات بد سے کنارہ کرے اور ماکولات لطیف کا استعمال کرنا اور مطابق استطاعت کے پوشاک پر تکلف کا ہمیشہ مصرف مین لانا ضرور ہے تاکہ لڑکے کی طبیعت کی بنیاد نیک اور لطیف ہووے اور بدمزاج اور حریص نہ نکلے غرض جب چھہ برس کا لڑکا ہوتا ہے تو اوسکو حساب کے عدد سب جو اکثر استعمال مین آتے اور دنیا کے بڑے بڑے ملکون کے نام سکھلاتے ہین اور آٹھ برس کا جب ہوتا ہے تو تہذیب ظاہر اور سجدہ اور سلام کے طریق سیکھتا ہے اور دس برس کے سن مین محلے کے مکتب خانے مین جا بیٹھتا ہے اور تیرہ برس سے پندرہ برس تک موسیقی سیکھتا اور کلمات پند و نصائح کو خوش الحانی سے ادا کرتا ہے بعد اسکے تیر اندازی اور گھوڑے کی سواری مین تعلیم پاتا ہے اور اسی سن مین جسطرف اوسکی طبیعت مائل ہوتی ہے خواہ سپاہ گری کے فنون یا تحصیل علوم مین مشغول ہوتا ہے* مستورات کی تربیت یہ ہوتی ہے کہ پند و نصیحت حفظ کیجاوے اور خاموشی اور تنہائی کی بہتری اور عفت اور عصمت کی بھلائی سے آگاہی رہے* چونکہ حکیم کنگفوزی نے اپنے تلامیذ کو یہ نصیحت کی تھی کہ جسطرح سے زندگی مین آدمی کی قدر کرتے ہو ویسا ہی بعد مرگ کے بھی کیجیو اوس روز سے آجتک حکیم کے قول کو بجا لانا ختائیون نے واجب سمجھا اور یہان تک اوس حکم کو رسم و رواج مین رفتہ رفتہ دخل دیا ہے کہ بالفعل بعد مرگ کے جو عزت بخشی اور لاش کی قدر ہوتی ہے اوس شخص کی زندگی مین اوسکی چوتھائی نہین ہوئی تھی اور میرزا محمد علی صاحب کا قول بجا معلوم ہوتا ہے **فرد** گرچہ امروز از رعونت سر فرو نہ آرد بمن * خاک چون گردم فلک محراب نیاز ذ مرا * او حقیقت مین یہ راست ہے کہ ہر نعمت کی قدر بعد زوال کے ہوتی ہے اور جب تک آنکھون کے سامنے آدمی رہتا ہے نفرین کرنے والے بہت ہوتے ہین اور آفرین دینے والے کم ملتے ہین لیکن جب نظرون سے وہ عزیز گذر جاتا ہے تو اوسکا عیب بھی اکثر ہنر ٹھہرایا جاتا ہے اور ختا مین بھی علی ہذا القیاس یہی حال ہے کیونکہ

جب کوئی مرجاتا ہے اوسکے اقربا جو قرابت قریبہ رکھتے اور دوست و آشناسب جمع ہوتے
ہین اور لباس ماتمی گلے مین ڈالکے اوسکی صفتین اوسکی لاش کے پاس بیٹھکے بیان کرتے
اور روتے ہین غرض شروع سے اسکا بیان کرنا لازم ہے تاکہ احوال تمام وکمال اس تاریخ
کے پڑہنے والون کو معلوم ہو؀ جب کوئی شخص مرتا ہے تو بعد دو ایک گھڑی کے اوسکا بڑا
بیٹا یا سب سے جو زیادہ تر عزیز ہوتا ہے وہ لاش کو اچھے سے اچھا کپڑا اور لباس فاخرہ پہناتا ہے
اور اگر وہ شخص سرکاری عہدہ رکھتا تھا تو اوسکے سب عہدے بھی جسطرح سے زندگی مین اوسکے تہے
رہتی تھی اس حال مین بھی اوسکے ساتھ دئیے جاتے ہین اور اوسکے بعد تابوت مین لٹا دیتے اور بیچ دالان مین میز پر
فرش پرتکلف بچھاکے اوس تابوت کو رکھہ دیتے ہین اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تابوت کو ہر شخص مدتون
سے خرید کرکے اپنے گھر مین رکھتا ہے تا موت کے وقت ایسا اتفاق نہووے کہ تابوت رتبے
کے موافق نہ ملے اور اہل غور اسی ایک بات سے دریافت کرینگے کہ ختائی عجیب و غریب قوم ہے
کہ ہر وقت اپنی موت کا خیال ہر شخص کو رہتا ہے اور اوسکی طیاری سالہاے سال آگے
سے کرتا ہے یہان تک کہ ایک نفیس تابوت کی خواہش سبکو رہتی ہے اور اوسے مول لیکے
اپنے گھرون مین ہمیشہ آنکھہ کے سامنے رکھتے ہین اور موت کی آمد ناگزیر اور لابد سمجھکے اوس سے
مطلق خوف نہین کرتے بلکہ تبدریج موت سے آشنائی کرتے ہین تاکہ جب اوسکے حوالے
کئے جاوین تو گھبراہٹ اور پریشانی حاصل نہووے جسطرح سے قدیم دوست کے گلے کوئی
لگ جاتا ہے اور صرف اسی ایک رسم کے سبب سے اگر ختائیون کو تلامیذ حکما کہیے تو بجا ہے
اور منجملہ صدہا دلائل کے یہ امر بھی ثبوت اسبات کا ہے کہ عادت کی تاثیر خلقت مین فرق
لاتی ہے اور باوجودیکہ ہر شئے حیوانی خصوص ذات انسانی فنا سے خائف ہوتی ہے
لیکن اس رسم ختا نے موت کو ناچیز محض ٹھہرایا ہے اور جو دلگیری کہ اوسکی یاد سے
لازم ملزوم کی نسبت رکھتی ہے وہ عادت کے وسیلے سے دور ہوگئی ہے الغرض لاش
کو تابوت مین رکھکے چارون طرف سے لوبان جلاتے اور سرہانے پائنتی اور دونون

بغل مین پھولون کے ہار کا ڈھیر کر دیتے ہین اور دوست اور اقربا سب تابوت کو اپنی اپنی باری سے سجدہ اور سلام کرتے اور اوسیطرح کے ادب اور آداب سے پیش آتے ہین جیسا کہ زندگی مین دستور تھا لیکن بیٹا اوسکا ایسا ماتم زدہ اور سینہ زن اور تعزیت خواہ ہوتا ہے کہ اوسکی حرکتین دیکھکر ہول اوٹھتا ہے اور حقیقت مین حال اوس غمخوار کا شدت غم سے متغیر ہوجاتا ہے اور بیکاری مین یہ نوبت نہین پہنچتی ہے کہ زندہ مثل مردہ کے ہوجاوے اور جب تک لاش دفن نہین ہوتی یہی طور اوسکے ماتم کا رہتا ہے اور اقربا اور دوست آشنا سب جب تک کہ خاک کے حوالے خاک نہین کیجاتی ہے اوسی گھر مین بود و باش اختیار کرتے ہین لیکن جب ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بیٹا اپنی مرضی سے چاہتا ہے کہ تین برس تک جو والدین کی وفات مین ایام غم مقرر ہے لاش کو گھر مین وہ رکھے اور ماتم کرے تب سارے لوگ رخصت ہوتے ہین اور اپنے اپنے گھر پھر جاتے ہین اور مہینے بیس دن مین ہمیشہ آتے اور لاش کو سلام کر جاتے غرض جب دفن کی طیاری کیجاتی ہے لوگون کی جمعیت ہوتی اور قبرگاہ کی طرف لاش اسطور سے اوٹھائی جاتی ہے کہ پہلے بہت سے مزدور شیر اور گھوڑے اور اقسام جانورون کی مورت اور پتلے لیکر سب سے آگے جلوس مین قطار بندی سے نکلتے ہین اور اونکے بعد دونون جانب کو بہت سے مزدور سب ایک نسق پیچھے ایک ہاتھون مین چھڑیان جنپر روغن کیے تختے جڑے ہوتے لیے رہتے ہین اور اون تختون پر مردے کی صفتون کا بیان اور نمک حلالی اور سرکار کیطرف سے سرفرازی کا ذکر بڑے حرفون مین لکھا رہتا ہے تا خاص و عام کو اطلاع اوسکی بزرگی کی ہووے اور ان سب کے بعد سازندے باجا بجاتے ہین اور اونکے پیچھے تابوت کو ایک نہایت پر تکلف گنبد دار جنازے کے اندر رکھکر چونسٹھ کہار کے کاندھون پر لیجاتے ہین اور متوفی کا بیٹا چوٹی کھولے بال بکھرائے سفید گزی کا کرتا اور پاجامہ پہنے سر برہنہ اور ننگے پاؤن عصا ٹیکے اور سر جھکائے ایک مجنون کی صورت بنائے لاش کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور اوسکے ہمراہ اقربا اور دوست

آشنا ماتمی لباس گلے مین ڈالے چلتے ہین اور سبکے بعد اوس مردے کے محل کی
مستورا تین گاڑیون مین رہتی ہین اور بعض دفعہ ایسی چیخین مارتی ہین کہ سننے کی تاب باقی
نہین رہتی غرض اسیطور سے قبرگاہ مین لیجاتے اور جب وہان پہنچتے ہین تو ہمراہی او جلوسی
لوگ تابوت کو پھر سجدہ کرتے اور گویا لاش سے رخصت ہوکر فرنگیون اور مسلمانون کیطرح
زیر زمین دفن کرتے ہین اور چونکہ رونے کے بعد بھوک لگتی ہے قدرے قلیل وہان پر تناول
کرکے اپنے اپنے گھر دوست آشنا چلے جاتے ہین لیکن اوس متوفی کا بیٹا اور چند عزیز اقربا
قبر کے آس پاس گھانس کے گھر بنا کے چلتے پھر وہان رہتے اور گوشت مچھلی اور دوسری کوئی
لذیذ چیز نہین کھاتے اور نہ شراب پیتے ہین لیکن جب وہان سے اقربا اپنے گھر آتے تو
جو چاہتے سو کرتے ہین غرض بیٹے کو تین برس تک ترک لذات کرنا ہوتا ہے اور اگر سرکاری
عہدہ رکھتا ہے تو رخصت لیکر اپنے گھر بیٹھتا ہے اور اس عرصہ غم مین نہ کسی شادی اور
نہ دعوت مین جاتا ہے اور نہ اپنے گھر مین کسیطرح کی خوشی کرتا ہے اور نہ نئے کپڑے پہنتا ہے
اور نہ بالون مین کنگھی اور نہ حجامت کرتا ہے اور خالی چٹائی پر بے گدیلے یا رضائی کے
سوتا ہے اور جس حال مین کہ باپ کی لاش تین برس تک گھر مین رہتی ہے تو بیٹا تابوت
کی پائینتی الگ سے ایکھری چٹائی پر سوتا ہے اور دن بھر تابوت کے پاس مورچھل لیے
بیٹھا رہتا ہے اور دنیا اور ما فیہا کی کچھ خبر نہین رکھتا ہے ٭ قدیم الایام سے یہی دستور
ختا مین ہے اور سوا اون لوگون کے جو عہدہ جلیلہ سرکار نہین رکھتے باقی تمام لوگ اسیطرح
غم کرتے ہین غرض جب سے دوبارہ تاتار کا دور ہوا سرکاری نوکرون کے لیے صرف سو روز
کا ماتم مقرر کیا گیا اسلیے کہ اگر دستور قدیم کے مطابق غم کیا جاوے تو سلطنت کے کام
مین ہرج پیدا ہووے ٭ یہ سامان جو راقم نے بیان کیا ہے متوسط درجے کے آدمیون
کی تدفین کا طور ہے اور جسقدر حیثیت متوفی کی اس سے کم و بیش ہوویگی جلوس اور جنازے
کے تکلفات اور کثرت مراسم مین کمی اور زیادتی پائی جاویگی چنانچہ جب فغفور کا نہائی کا بہائی

مر گیا تو راوی راست گو جو اوسوقت دار الامارۂ پیچین مین موجود تھا کہتا ہے کہ ساٹھ ہزار
مزدور صرف مورت اور تختے جنازے کے آگے لیگئے تھے اور جب امرا انتقال
کرتے ہین تو کثرت جلوس سے پہرون راہین بند رہتی ہین کیونکہ ختائی کیسا ہی غریب ہوگا
مگر ایسے وقت اپنے مقدور سے دونا خرچ کریگا اور ساری عمر کی کمائی اور تمام گھر کی جمع اپنے
باپ مان کے دفن مین پھونک دیویگا اور اسی سے سمجھا چاہیے کہ جب امیر کبیر مرتا ہے تو کیا
تکلف ہوتا ہے غرض جب بادشاہ عصر مرتا ہے تو تمام مملکت غم کرتی ہے اور سو روز تک
چھوٹے بڑے صغیر و کبیر سب ظاہرا ترک لذات کرتے ہین اور سپید گزی کا لباس پہنتے ہین
اور چوٹی کھولے رہتے ہین اور حجامت اور کنگھی نہین کرتے اور اس عرصے مین شادی اور دعوت
ناچ و رنگ گانا بجانا سب ایک قلم موقوف رہتا ہے • اسی جلد کے پہلے دفتر کے چھٹے باب
مین سیہو کی جھیل کے بیان مین راقم نے اس امر کو اظہار کیا ہے کہ ختا مین شہرون کے اندر
قبر گاہ نہین ہوتی اور اکثر ٹیلون پر مقبرے بنتے ہین اور ہر شخص حسب مقدور تکلف کرتا ہے
اور حقیقت ہے کہ کسی ملک مین یہ بات پائی نہین جاتی جو یہان ظہور مین آتی ہے اور ختائی
گورستان مین قدم رکھنے اور اسباب غم جو وہان مہیا رہتا ہے اوسکے دیکھنے کے ساتھ ہی
بے اختیار آہ اوٹھتی ہے اور ایک صورت غم کی ایسی نمایان ہوتی ہے کہ بے اختیار دل پر
اوداسی چھا جاتی ہے کیونکہ سرو کی قطار چارون کنارے پر ہوتی ہے اور اس درخت کو بغور
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی آزاد دنیا کو چھوڑے ہوے سامنے کھڑا ہے اور
بہار اور خزان مین ایک ہی حال پر رہتا ہے اور نہ کبھی مثل اور نباتات کے خلعت نو بہاری
پہنتا ہے اور نہ خزان مین اپنی حالت کو بدلتا ہے اور ہمیشہ سبز رہنا اوسکا مداومت پر دلالت
کرتا ہے اور اوسکی پتیون سے ہوا بھی آہ بھرتی ہوئی گذرتی ہے اور سوا اس درخت کے
جسکی دید ہر اہل تصور کے لیے دل کی تنگی کا موجب ہے بید مجنون اور دوسری قسم کے درخت
بھی ہر قبر کے گرد ہوتے ہین جنکی صورت پر اوداسی برستی ہے کیونکہ اون مین پھول نہ پھل

ہوتا اور اونکی ڈالیان اور پتیان شل مُرجھائی جھُوئی موئی کے ہمیشہ قبر پر جھکی ہوتین گویا غم اور الم مین سرنگون رہتی ہین اور سوا اس کیفیت کے جو معاً دیکھتے ہی دلپر اثر کرتی ہے قبرون کے سرہانے اور پائینتی آدمیون کی مورتین سرو قد لانبی مرمر اور مٹی کی بنی غم زدون کی طرح ہوتی ہین اور اون مین سے کوئی تپلہ آنکھون پر رومال کھڑی رہتا کوئی چھاتی پیٹتا کوئی سکتے کی عالم مین جیسا کہ شدت غم سے سناٹے مین غمزدہ آجاتا کھڑا ہوا معلوم دیتا ہے الغرض سمجھنے والے کے لیے اتنا ہی بیان کافی ہے کہ ختا مین مردے کو جس احترام کے ساتہ کفن اور دفن کرتے اور مدفن کو جس تکلف سے آراستہ کرتے ہین دوسرے کسی ملک مین دستور نہین ہے اور تہذیب ختائی جو مشہور ہے زندگی کے بعد بھی متوفی کے حق مین کم نہین ہوتی یہان تک کہ دفن کے احترام اور غم کے اظہار کے علاوہ ایک مکان ہر امیر اور متوسط بھلے آدمی کے گھر مین اسی بات کے لیے مقرر ہے کہ باشندگان خاک کی یاد ہمیشہ تازہ رہے اور حیات مین جو حرمت اونکی تھی اوسی بزرگی کے مطابق بلکہ آگے سے افزایش منزلت ہووے * اگر کوئی شریف ختائی اپنے وطن سے فاصلے پر انتقال کرتا ہے تو اوسکے بیٹے یا اور عزیز اقربا پر واجب ہوتا ہے کہ لاش کو وطن لے آوین اور خاندان کے ہڑواڑ مین دفن کرین اگر بیٹے کے رہتے یہ بات وقوع مین نہ آوے اور باپ جہان مرے وہین گڑے تو بیٹے کو لوگ اپنی صحبت سے خارج کر دیتے ہین اور منحوس سمجھتے ہین غرض اسی سبب سے بعض دفعہ دو دو سو کوس سے لاش آتی اور باپ دادون کے مقبرون مین گڑتی ہے لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ تابوت سے کچھ بو پھوٹتی ہے کیونکہ جس قسم کی لکڑی سے تابوت بنایا جاتا ہے وہ اسقدر سنگین اور خوشبو ہوتی اور تختون کے جوڑ اسطرح پر وصل کیے جاتے ہین کہ تابوت مین لاش جس حالت پر رہے لیکن مطلقاً بدبو نہین پھوٹتی ہے اور یہ بات اگر نہوتی تو لوگ کیونکر لاش کو تین برس تک گھر مین رکھتے اور وہین خود بھی رہتے * ختا کے بعض بعض صوبون مین جہان زمین نیچی اور آب خیز ہوتی وہان مردے کو تابوت مین چند روز تک میدان مین رکھتے اور

بعد اسکے یہ تابوت جلاتے ہین اور خاکستری کو دوسرے تابوت مین جمع کرکے مقبرون مین
طاقون پر رکھدیتے ہین + لاش کو ختا مین غسل نہین ہوتا ہے اور یہی بات البتہ مکروہ معلوم
دیتی ہے غرض یہ سمجھا چاہیے کہ ہر ملک کے وہر رسمے + قبل اسبات کو تمام کرنے کے ایک بات
جو عجائبات سے ہے اوسکا مذکور مناسب ہے تاکہ ختائیون کا احترام مردون کے لیے ظاہر
ہووے اور یہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ باوجودیکہ ختائیون مین ہر طرح کے بدمعاش ہین لیکن
کفن چوری جو اکثر ملکون مین ہوتی ہے اوس ملک مین کبھی نہین سنی گئی حالانکہ مقبرون مین
اسباب اور سونا چاندی کے ظروف لوبان جلانے اور دوسری رسومات کی ادا کے لیے
ہمیشہ رہتے ہین اور ختائی سب حسب حیثیت سیم وزر تابوت مین مردے کی پائینتی مین ایسے
رکھہ دیتے ہین کہ اگر روح کو احتیاج ہووے تو صرف کرے اور سوا اسکے سچی سنہری روپہری
پنی کے گھوڑے ہاتھی بیل گائے بکری وغیرہ بناکے وہ لوگ تابوت کے پاس جلاتے
اور ذلہ جو کل کے رہ جاتا ہے اوسکو لاش کے بغل مین رکھہ دیتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ ملک
عدم مین کھوٹ موت کے جانور سب سچ مچہ کے ہوجاتے ہین اور روح کی خدمت مین حاضر رہتے ہین
الغرض جب رسم یہ ٹھہری تو ظاہر ہے کہ گورستان مین بڑی دولت مردون کے ساتھہ
گاڑی جاتی ہے لیکن آج تک سننے مین نہین آیا کہ کسی چوٹٹے نے قبر مین ہاتہ ڈالا یا کچہ نکالا ہو
اور اوسکے بالعکس اور ملکون مین ہوتا ہے جہان کہ چوٹون کے ہاتہ سے کفن تک نہین بچتا ہے +

سولہوان باب

ختائیون کے فضائل اور رزائل کے بیان مین

جس طرح سے بعض مصور جب کسیکی تصویر کھینچتے ہین تو خوشامد سے چہرے کے نقص کو چھپاتے
اور اصلی حسن کو دونا کرتے ہین اور بعض جب دشمنی پر کمر باندھتے ہین تو نقص کو بڑہا دیتے
بلکہ سانگ کے طور پر رخسارے کو نبلاتے ہین اوسیطرح سے بعضے مورخ ملک کے حالات
اور دستورات کو کجفہمی یا بدگمانی اور دشمنی سے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بتلاتے اور

احوال کیا لکھتے ہین ہجو ملیح کرتے ہین اور بعض مورخ کسی ملک کو گویا معشوق قرار دیکر اوسکے رزائل کو بھی فضائل ٹھہراتے اور بجز تعریف کے کچھ بیان ہی نہین کرتے ہین غرض یہ دونون طریق تاریخ نویسی کی شان کے خلاف ہین اور مورخ کو چاہیے کہ جو اصل حقیقت ہے اوس سے کم و بیش نہ بیان کرے اور اسیکا لحاظ اگر بعضے صاحبون کو رہتا تو ختا کے احوال کے بیان مین وہ یہ نہین کہتے کہ ختائیون مین طفل کشی کی رسم ہے اور فغفور اس امر مین اختیار رعیت کو دیتا ہے مگر حقیقت حال یہ ہے کہ بعض غربا کثرت اولاد اور مفلسی کے سبب جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اوسے راہ گھاٹ پر شب کو رکھدیتے ہین لیکن اوسکی ہلاکت کے قصد سے نہین اور یہ حرکت اس لیے کرتے ہین کہ اونھین یقین ہے کہ سرکاری عملے جو اسی بات کے لیے مقرر ہین وے بچے کو اوسی گھر مین اوٹھا لیجاوینگے جو مخصوص اسواسطے ہے اور وہان پر دائی دوا اور اطبا اوسکی پرورش اور علاج کرینگے اور سب طرح سے اوسکی خدمت مین حاضر رہینگے اور دستور قدیم سے ہے کہ ہر شہر مین ایک سرکاری مکان عالیشان رہتا ہے اور بہت سی دائیان اور خوصین او طبیب سب اوس سے متعلق ہوتے ہین اور جس شخص کو اپنے لڑکے پالنے کا مقدور نہین ہے وہ شب کو اوس مکان کے دروازے پر چپکے سے آتا اور سیڑھیون پر لڑکا رکھکر بڑا گھنٹا جو وہان رہتا ہے اوسے بجا کر چلا جاتا ہے آواز کے ساتھی اندر سے لوگ آتے اور اوس بچے کو لیجاتے اور دائی کے حوالے کرتے ہین اور جب وے کچھ سیانے ہوتے ہین تو مسلمان اور عیسائی سب اکثرون کو لیجاتے اور اپنے اپنے مذہب کا طریق سکھلاتے ہین اور چند لڑکون کو وہ لوگ بھی لیجاتے جو لاولد ہوتے اور چاہتے ہین کہ اپنے بعد کوئی شخص مثل فرزند کے رہے جو رسوم اموات ادا کرے اور اوسکے لیے غمزدہ رہے اور چونکہ ختائیون کو اسکی بڑی تمنا ہمیشہ رہتی ہے کہ بعد اپنے کوئی رونے والا ہووے اس لیے جو فرزند نہین ہوتے ہین وہ ایک لڑکے اسیطرح سے متبنی کرتے ہین * اغلب ہے کہ بعض اہل فرنگ

چونکہ مسافر تھے اور ادہر اودہر اوپر ہی اوپر دیکھتے پھرتے تھے اور تحقیقات کرتے
اور نفس الامر کے سمجھنے کی فرصت قلت اوقات سے نہ تھی اور سکونت بھی ختا مین کم
کی اس سبب سے جب اونہون نے دیکھا کہ ہر صبح کو گھروم گاڑیان آتی تھین اور سرکاری آدمی
راہون کے کنارے سے لڑکون کی لاشین اوٹھا لیجاتے تھے تو اونہون نے سمجھا کہ بچہ کشی
اس سلطنت مین روا ہے اس لیے کہ اسکی نہ تفتیش کیجاتی اور نہ مطلق پرسش ہوتی تھی
اور سرکاری عملے سب جیسے آتے ویسا ہی لاشون کو اوٹھا کر لیے چلے جاتے تھے غرض
اس امر مین اگر وہ صاحب سب زیادہ تحقیقات اور غور کرتے تو دیکھتے کہ غربا اور ادون
خلائق ختا مین دو سبب سے بچون کی لاشون کو شب کو رستے کے کنارے پر پھینک
دیتے ہین اول یہ کہ مفلسی اس امر کے مانع ہوتی ہے کہ کفن اور دفن حسب حیثیت کیا جاوے
کیونکہ ایسے واقعہ مین بہت خرچ ہوتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے وہ بچارے سب
لاش کو کپڑے مین لپیٹ کر سڑک پر شب کو رکھ دیتے ہین تا کہ سرکار کیطرف سے اوسکی
تدفین ہووے اور دوسرا سبب اس دستور کا یہ ہے کہ چونکہ گورستان شہر کے باہر بعید عرصہ
ہوتا ہے تو وہان جانا اور لاش کو گاڑنا اور پھر آنا ڈیڑہ دو روز کی منزل ہوتی ہے اور
اون لوگون کے پاس ایسا پس انداز نہین ہوتا ہے کہ اپنے پیٹ کو دو روز تک نکر دین اور
اونہین انواع طرحکی تنگی بلکہ فاقہ نہووے پس انہین دو وجہون سے مجبور ہو کر ختائی غربا سے
یہ حرکت صادر ہوتی ہے والا اپنے بچے کو کون ایسا سنگدل ہوگا کہ خواہ مخواہ مار ڈالیگا
غرض راقم اس بیان سے انکار مطلق ختا مین طفل کشی ہونیکا نہین کرتا ہے کیونکہ نیک اندر
وبد اندر نیک سب جگہ ہوتے ہین اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض شخص اپنے لڑکے کو بے وجہ
مار ڈالتے ہین چنانچہ دنیا مین ایسا دیکھنے اور سننے مین آتا ہے اور حاصل اتنی تحریر کا
یہی ہے کہ ختا مین طفل کشی نہ رسم عام سے ہے اور نہ سرکار اوسکو روا رکھتی ہے لیکن
پھر بھی دریغ فرزندی کا جو مقتضی ہے اوس سے بعید فرزند کو اسطرح پر ترک کرنا معلوم ہوتا ہے

غرض انصاف شرط ہے کہ مفلسی اور تباہی جب آتی ہے تو دل کو پتھر کر دیتی ہے اور کوئی
رشتہ اوسوقت باقی نہین رہتا ہے اور پیٹ کی بھوک محبت کو بھی لوگ دم بھگا دیتی ہے
چنانچہ سیکڑون نقلین ہین کہ ہندوستان اور فرنگستان مین قحط کے ایام مین مان اپنے
بچے کو کھا گئی ہے * نقص چونکہ ہر کارخانہ انسان مین ہے اس خطائی دستور مین یہ فتور
واقع ہوا ہے کہ اوس دار التربیت مین اگر لوگون کو حکم لڑکے کو علانیہ دن کے وقت رکھہ
آنے کا ملتا تو اسقدر نقصان جان کا جو شب کو سڑکون کے کنارے پر لڑکونکو رکھہ دینے سے
ہوتا ہے وقوع مین نہ آتا غرض یہ خطا باوجودیکہ ذمہ سرکار مین معلوم ہوتی ہے لیکن
کسی سلطنت کے آئین کا گلہ بے دریافت کما حقہ نکرنا چاہیے کیونکہ قدر عافیت وہی جانتا ہے
جو مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے اور کیا درد سر اوسے ہوتا ہے جو حکومت کی شراب
پیتا ہے کچھ وہی بہتر جانتا ہے اور کوئی ایسا ہی سبب ہوویگا جس سے فغفور مجبور ہے
ورنہ ممکن نہین کہ جب فغفور نے اپنی رعیت کے واسطے دار التربیت مقرر کیا تو اتنا بڑا عیب
اوسکے ساتھ رکھا ہے القصہ طفل کشی کا گناہ کبیرہ جو خطائیون کے نامۂ اعمال مین بعض مورخ
درج کرتے ہین اوسکی حقیقت اتنی ہی ہے جو راقم نے عرض کیا ہے لیکن خودکشی کی عادت
جو خطائیون مین بہت ہے اس باب مین راقم اونکی طرف سے کچھ عذر خواہی نہین کر سکتا ہے
کیونکہ کسی مذہب مین اپنی جان کو ہلاک کرنا جائز نہین ہے اور علاوہ اسکے اپنے کو ہلاک
کرنا محض نامردی اور بزدلی اور بیوقوفی کی نشانی اس لیے ہے کہ اپنے کو ہلاک وہی کرتا ہے
جو زندگی سے عاجز ہوتا ہے اور جینے کا مزا اوسکو باقی نہین رہتا ہے جسکو آرزو حکومت
اور مراتب عالی یا روپے پیسے کی یا اور ہوس دنیوی کی تھی اور اوسکی کوشش مین مایوسی
حاصل ہوئی یا امیر سے گدا ہو گیا یا اور مکروہات زمانہ مین گرفتار ہوا غرض ایسا ہی آدمی
مایوس اور بدحواس ہو کر زہر کھا لیتا یا ڈوب مرتا یا اور طرح سے اپنے کو ہلاک کرتا ہے لیکن
ان لوگون سے زیادہ اول تو کوئی بیوقوف نہین اس لیے کہ حضرت آدم کے وقت سے

آجتک دنیا مین شاید سو آدمی ایسے نہین ہوے کہ اونکی تمام مرادین پوری ہوئی ہون اور باوجود
اسکے کہ ہر فرد بشر کو ہوش سمہالنے کے وقت سے دم مرگ تک بہت سی تمنائین دل مین پیدا
ہوتی رہتی ہین لیکن عمر بھر مین شاید ایک بھی نہین ملتی ہے غرض روپے جو ہاتہ کا میل ہے
اور نوکری جو تاڑ کی چھان ہے اسکے نہ ملنے کی کوفت مین خودکشی کرنی محض حماقت ہے
اور سوا اسکے یہ پوچ حرکت نامردی کی علامت اس لیے ہے کہ راحت مین رہنا کون سا
تکلف ہے کیونکہ یہ سبھی کو پسند ہے غرض پریشانی کی سختی کو لوگ کمتر برداشت کر سکتے ہین
اور بیشتر بدحواس اور نعرہ زن ہوتے ہین اسی سبب سے مصیبت اوٹھانی عین مردی ہے
اور جو شخص کہ اسکی آگ مین ٹھہرا اور مفلسی جو مرد کی کسوٹی امتحان ہے اوسکے مس کرنے
پر بھی بطور سابق رہا وہی مثل کندن کے سچا اور کھرا ہے کیونکہ اہل دنیا سب گویا ملمع
کیے ہوے ہین اور فقط اونکا ظاہر ہی ظاہر ہے اور جب آتش مصیبت مین ڈالے جاتے ہین
ساری قلعی کھل جاتی ہے اور بعد اسکے جب دیکھتے ہین کہ وہ ساری بازاری بھرک اوڑ
گیی تو خودکشی کرتے ہین تاکہ عوام الناس کہین کہ واہ واہ کیا صاحب غیرت فلانے تھے
جو مر گئے لیکن جو مرد عاقل اور اولی العزم اور تجربہ کار ہوتے ہین جو نہین اون سے فلاحت
رخصت ہوتی اور فلاکت گھر مین آتی ہے تو وے کہتے ہین کہ ع جہان نماند چنین
نیز ہم نخواہد ماند ٭ کیونکہ جب خود کائنات بے ثبات ہے تو اوسکے ایک جزء یعنے
مفلسی کو کیا قیام ہوویگا اور اوسی امید پر بیٹھے رہتے اور ایک آہ نہین بھرتے ہین
اور اگر ایسا اتفاق ہوتا ہے جو خصوص اہل علم اور کمال کے وقوع مین اکثر آتا ہے کہ دنیا
برابر ناساز رہتی ہے تب بھی اونہین غم اور فکر نہین زیر کرتی ہے اور افلاس کے پیوندوار
کپڑون کو وے خلعت پرتکلف اس لیے جانتے ہین کہ ارباب کمال جنہون نے اپنی
راست بازی نہ چھوڑی اور امیرون کی چاپلوسی نکی اونکا لباس بیشتر اسیطرحکا تھا اور
چونکہ ایمان اونکا نہ بگڑا اور حرص و ہوس نے اونکو گمراہ نکیا تھا اس سبب سے اونہون نے

مطلق عمم نکیا الغرض انہین سب جہتون سے خودکشی کے برابر کوئی لغو حرکت نہین ہے
اور چونکہ اسکا بہت رواج ختا مین ہے راقم پر واجب ہوا کہ ختائیون کی عیوب کے سرد فتر اس
عیب کو لکھے اور اونہین قابل تعزین کے ٹھہراوے + سبب اس قسم کی حماقت کا یہی
معلوم ہوتا ہے کہ جب ختا مین کوئی شخص اپنے کو ہلاک کرتا ہے تو سرکار کی طرف سے حد سے
زیادہ تدارک کیا جاتا ہے اور جسپر شبہہ ہوتا ہے کہ اوسکے آزار دینے سے اوس کم بخت
نے خودکشی کی اوسپر نہایت تنبیہہ ہوتی ہے اور جب دلیل کامل سے ثابت ہوتا ہے
کہ ایک نے دوسرے کو ایسا ستایا کہ اوس نے تنگ ہوکر اپنے کو ہلاک کیا تو مجرم خونی
ٹھہرایا جاتا اور قرار واقعی سزا پاتا ہے بلکہ کبھی کبھی خون کا بدلہ خون ہوتا ہے اور یہی باعث
ہے کہ جب اور کوئی صورت دشمن سے انتقام لینے کی نہین دیکھتے تو لوگ اپنے کو اکثر
ہلاک کرتے ہین اور مردون سے زیادہ رنڈیان اس حرکت کو کرتین ہین اور آئین مذکور
سے اس حرکت کو سرسبزی ہوتی ہے بلکہ تحریک دیجاتی ہے اور یہی بات رہیگی جب تک
کوئی قانون اس وضع کا نہ نکلے کہ جو اپنے کو ہلاک کریگا اوسکی لاش کفن دفن نہ پائیگی بلکہ چیل
کوونکے لیے میدان مین پھینکوا دی جائیگی اور غالب ہے کہ اگر یہ بات وقوع مین آوے
تو اس جہالت مین کمی ہووے اسلیے کہ خاندانی ہڑوار مین دفن پانیکی تمنا ختائیونکو حد سے
زیادہ ہوتی ہے اور اوس سے محروم رہنے کا خوف سارے بیہودہ ختائیون کو بھی رہیگا
اور صدہا کی جان کی حفاظت کا موجب ہوویگا + اس عیب کے سوا ختائی سب اکثر کینہ کش
ہوتے اور جب دشمن کو پاتے ہین بری طرح سے پیش آتے ہین اور اسطرحکا بغض تمام نامردونکا
مقتضائے طبیعت ہے اور جوانمردون کو اوس سے نفرت ہے چنانچہ انگریزون کو
دیکھے کہ بہادری انکی جبلت مین ہے اور ساتھی اسکے کسقدر رحم اور مروت مزاج مین ہے
اور انپر کیا موقوف جس قوم کا بہادر دیکھیگا اوسے خواہ مخواہ صاحب درد اور عفو پائیگا
علاوہ اس عیب کے ختائی سب زرپرست ہین اور روپیہ کے حاصل کرنیکے عجب عجب

ڈہنگ رکھتے ہین اور مقدمہ باز بھی ایسے ہوتے ہین کہ مدعی پن سے جلد باز نہین آتے
ہین اور جب تک سکت باقی رہتی اور جہان تک رسائی جسطرح سے ہوسکتی ہے اپنے کو پوہنچاتے
اور دعوی کو مسترد حتی الامکان نہین ہونے دیتے ہین یہ گویا اونکا شوق بلکہ خاصۂ فطرت
معلوم ہوتا ہے اور بعض کو اسکی لت ایسی ہو جاتی ہے کہ گھر بار بیچ کر نالش کی تدبیر کرتے
ہین اور یہ عیب بہت بڑا ہے اس لیے کہ جسقدر جلد دو طرحکا گھر برباد ہوتے دیکھا ہے
تیسرے کو نہین پایا چنانچہ ایک تو وہ خانۂ نشاط جہان ہمیشہ ناچ و رنگ کا چرچا رہتا ہے
اور دوسرے وہ گھر جہان اکثر معاملہ پیدا ہوتا ہے القصہ یہی کئی رزائل ختائیون کے
ایسے ہین کہ بنام خاصیت قوم مشہور اور معروف ہین لیکن مثل اور خلائق کے اقسام طرحکی
بدیان یہ لوگ کرتے اور اوسکا حساب محتسب حقیقی سمجھ لیویگا اور گنہگار کی عیب جوئی کرنی
معصیت عظیم ہے اور مورخ کو اتنا ہی لازم ہے کہ جتنے رزائل کثرت خلق مین مروج ہوئین
اور اوس قوم کے خاصۂ نفس سے علاقہ رکھین فقط اوسیکا بیان تاریخ نویسی کی حد مین داخل
کرے * اب رزائل کا تذکرہ ہوچکا لازم ہے کہ اس قوم کے فضائل ذکر کیے جاوین لیکن
یہ تاریخ جنکے ملاحظہ سے گذری ہے وے ہر تعریف کے موقع پر اوس قوم کی مدح دیکھہ چکے
ہونگے مگر اسپر بھی ایکجا سب کو جمع کرنا ضرور ہے تاکہ انکی سیرت کا حسن و قبح چشم بینا کی
نظر سے دفعۃً گذرے * اہل ختا مودب اور مہذب بہت ہوتے ہین اور ہوشیاری
اور پرہیزگاری اور سنجیدگی اور خصوص محنت کشی مین اپنا ثانی نہین رکھتے ہین اور کفایت
شعاری اور قائم مزاجی اور دور اندیشی مین علی ہذا القیاس یکتاے روزگار ہین * اور زیرکی
اور تیزی ذہن اور خواہش حصول کمال مین بے مثل و امثال ہین اور والدین اور اپنے
بڑونکی اطاعت اور دوستونکے ساتہ محبت اور غیرون پر شفقت کے باب مین بھی بڑا مرتبہ
رکھتے ہین * قوم تاتار کی طبیعت اور عادتون کا بھی کچہ احوال لکھا چاہیے اس لیے کہ
مالک ختا کے بہت دن سے یہ ہین اور باوجود اسکے کہ آئین مملکت مین انہون نے مطلق

دخل نہ کیا اور حکماء ختا کے دستورات کو پسند کرکے بالکل ویسا ہی بحال رکھا ہے لیکن مزاج اپنا اونہون نے نہین بدلا ہے اور چونکہ بالکل صحرائی خصوص سپاہی لاوبال مسرف زرومال ہوتے ہین اونمین وہ عادت سمائی ہوئی ہے اور اصلی ختائی جس شوق سے روپے جمع کرتے ہین تاتار اپنی جمع کو اوڑا دیتے اور غم فردا نہین کہاتے ہین اور ختائیون کی بہ نسبت زیادہ فیاض اور سیر چشم اور آشنا پرست ہوتے ہین اور جسقدر تامل اور خوض ختائیونکے مزاج مین ہوتا ہے کہ بے کمال خوض اور غور کے اونسے امر کو نہین کرتے ہین اوسکے بالعکس تاتار کے مزاج مین جلدی اور لاپروائی ہے یہان تک کہ فغفور کے جو مشیر سلطنت قوم تاتار سے ہین وے معاملہ دریافت کرنیکے ساتھ اپنی راے کا اظہار کرتے ہین مگر جو ختائی وزرا ہین وے بعد ہفتے عشرے کے صلاح دیتے ہین اور اوسپر بھی چاہتے ہین کہ زیادہ عرصہ خوض کے لیے ملے تو جواب باصواب دیا جاوے * * * * * * *

جلد اول تمام شد

فہرست جلد دوم تاریخ چین

ابواب	مضمون	صفحہ
	دفتر اول	
پہلا باب	ختا کے پہلے شاہنشاہون کا احوال اور اوس مملکت کی بنا اور پہلی آبادی کا بیان	۲
دوسرا باب	یاؤ اور شن نامی فغفورون کے بیان مین	۹
تیسرا باب	ہیا کے گھرانے کے بیان مین	۱۳
چوتھا باب	شانگ یا چام کے گھرانے کے بیان مین	۱۹
پانچوان باب	خاندان چو کے بیان مین	۲۵
چھٹا باب	چین کے گھرانے کے بیان مین	۳۶
ساتوان باب	ہان کے گھرانے کے بیان مین	۴۶
آٹھوان باب	سین کے گھرانے کے بیان مین	۶۶
نوان باب	سنگ سین کے خاندان کے بیان مین	۶۹
دسوان باب	سنگ کے خاندان کے بیان مین	۷۴
گیارھوان باب	سی کے گھرانے کے بیان مین	۷۷
بارھوان باب	لی آنگ کے خاندان کے بیان مین	۷۹
تیرھوان باب	چین کے خانوادے کے بیان مین	۸۱
چودھوان باب	طانگ کے خانوادے کے بیان مین	۸۳
پندرھوان باب	سنگ کے خانوادے کے بیان مین	۸۹
سولھوان باب	مغل کے خانوادے کے بیان مین	۹۳
سترھوان باب	مینگ کے گھرانے کے بیان مین	۱۳۳
اٹھارھوان باب	مانچو تاتار کے خاندان کے احوال مین	۱۴۰
	دوسرا دفتر	
پہلا باب	بیان مین دستور اور رسم تجارت اہل ختا کے	۱۸۲
دوسرا باب	بیان مین قوم ولندیز اور اونکی لڑائی کے ساتھ اہل ختا کے	۱۸۷
تیسرا باب	بیان مین تجارت درمیان اہل روس و اہل ختا کے	۱۸۹
چوتھا باب	بیان مین تجارت درمیان اہل فرانس اور ختائیون کے	۱۹۱
پانچوان باب	بیان مین تجارت درمیان اہل امریکا اور ختائیون کے	۱۹۳
چھٹا باب	بیان مین اوس تجارت کے جو انگریز اور ختائیون مین شروع ہوئی تا بہ شروع لڑائی درمیان دونون ملکون کے + ...	۱۹۴
ساتوان باب	بیان لڑائی کی ترقی کے وقت سے تا باختتام اور وقوع عہد و پیمان درمیان ملک ختا اور انگلستان جو مشہور بلقب عہدنامہ نانکین ہے	۲۱۴

ابواب	مضمون	صفحہ
	تیسرا دفتر بیچ بیان اون ملکون اور قومون کے جو باجگزار فغفور کے یا زیر نگین ممالک چین ہین	
پہلا باب	بیان عادات اور حرکات و سکنات و رسوم و قواعد و جمیع اوقات اقوام ترکستان	۲۵۰
دوسرا باب	بیان ہن کی سلطنت کے زور و شور پیدا کرنے اور بعد ازان ضعیف ہوکر دو تقسیم ہو جانے اور ایک تباہ ہونے اور دوسرے کے نام پیدا کرنے کا ...	۲۵۹
تیسرا باب	بیان شاہ آتھیل کی لڑائیون کا اور پہلی یورش اقوام تاتار کی ملک فرنگ پر جو اوسنے کی اور قوم ہن کی شاہنشاہی کے معدوم ہونے کا ...	۲۶۲
چوتھا باب	زیادہ تر بیان اقوام تاتار امداون فرقون اور شخصون کا جنھون نے قبایل ترک اور مغل اور ساجوق اور اوزبک وغیرہ مین بڑی شہرت پیدا کی ہے ...	۲۷۰
تیسرا باب	احوال اون قومون کا جو تاتاریون اور ختائیون سے فرق ہین لیکن ختا مین بود و باش کرتے ہین	۲۹۶
	بیان قوم سیفان کا	؍؍
	لولو کی قوم کا بیان	۲۹۷
	میاوسی کی قوم کا بیان	؍؍
چوتھا باب	احوال جزیرۂ تائی وان کا جسکو اہل فرنگ فارموسا کہتے ہین	۲۹۹
پانچوان باب	احوال کوریا کی سلطنت کا جو باجگزار ختا کی ہے	۳۰۲
چھٹا باب	احوال مملکت ماچین کا جو باجگزار ختا کی ہے	۳۰۴
ساتوان باب	ملک تبت کا احوال	۳۱۰
آٹھوان باب	حامی کی بادشاہت کا احوال	۳۲۱
نوان باب	لوچو کے جزائر کا احوال	۳۲۳

ازین کتاب جهان از نشاط آیتیست جلد ۲ کتار مسطر آن از بریشم گیست

[illegible]

تاریخ ممالک چین

[illegible]

جو اقوام ممالک توابع فغفور ہین سبکے حالات اسمین مسطور ہین

جبسے دنیا بعد طوفان حضرت نوح علیہ السلام آباد ہوئی تا ۱۸۴۲ء کہ سلاطین ختا و انگلستان مین صلح کی بنیاد ہوئی

تصنیف افصح ماہر علوم جیمز کارکرن صاحب مرحوم

اولاً عدالت دیوانی صدر کلکتہ کے مترجم عدیل وبعد صدر عدالت دیوانی ممالک مغربی شمالی کے وکیل

مصنف جوہر اخلاق برگزیدہ عالم شہرۂ آفاق

بہ تکمیل ضابطۂ ایکٹ بستم سنہ اٹھارہ سو سینتالیس عیسوی

مطبوع مطبع منشی نولکشور مجمع محاسن صوری و معنوی سلمہ اللہ القوی

سنہ ۱۸۶۴ء

جلد دوم تاریخ چین

دفتر اول

باب اول

ختا کے پہلے شاہنشاہون کا احوال اور اوس مملکت کی بنا

اور پہلی آبادی کا بیان

اخبار ایام ماضیہ اور قدیم تاریخ معتبر اور روایات متداولہ سے جو سینہ بسینہ اور پشت بہ پشت سلف سے چلی آئی ہین معلوم ہوتا ہے کہ مشرق مین قریب پایچ تبت ہنر رنگ کے یادشت گوبی کے گرد نواح مین ہیچ اوس سرزمین کے جو کوہستان ہمالا کے شمال کی جانب واقع ہے خدا تعالی نے آدم کی بنیاد کو اوائل مین قائم کیا تھا درمیان اہل دہر اور حکمای دین کے اس باب مین بہت سی تقریرین ہوئی ہین اور بڑی بڑی کتابین لکھی گئی ہین غرض اون سب باتونکا بیان اس مقام پر بیموقع ہے اور مختصر اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ بعد اسقدر رد و کد کے ثابت ہوا کہ کتاب توریت مقدس مین جو ذکر کہ نوع انسان کی پیدا ہونے اور طوفان نوح مین شربت موت پینے اور بعد اوسکے کوہ ارارات کے چارون دامن مین پھر آباد ہونے کا ہے درست ہے دریافت

کیا چاہیے کہ نوع انسان کی تین علٰحدہ قسمین ہین خلقی آپسمین مغایرت اور مباینت اسقدر ہے
کہ فلاسفہ اہل دہر نے اس سبب سے اعتراض قوی اوس حدیث پر کیا ہے جسمین بیان ہے
کہ بالکل اقوام انسان اولاد ایک ہی جد یعنے حضرت آدم کی ہین غرض ان تین اصلی قسمونکو
بسبب اسباب و علامات مغایرت کے کرنل ہملٹن اسمٹ صاحب جو عالم زبردست اور
یکتای روزگار علم خواص الاشیا کے تھے یون نامزد کرتے ہین پہلی بلقب قسم ریش دار
دوسری بلقب قسم بے ریش تیسری بلقب قسم مرغولی یعنے پیچیدہ موے اگرچہ انکی فروعات
صدہا ہین لیکن اصل بھی تین ہین اور یاد رکھنا چاہیے کہ اعلی قسم بنی آدم قسم ریشدار ہے اور
اوسط رتبہ کی قسم بے ریش ہے اور ادون خلایق قسم پیچیدہ موے ہے چنانچہ ایران اور
ہندوستان اور کشمیر اور عرب اور افغانستان اور فرنگستان وغیرہ مین اقوام ریشدار ہین
اور وہ بزرگیان جن سے انسان کو رتبہ ظل اللہی کا حاصل ہے انھین لوگون مین زیادہ تر
پائے گئے ہین اور دوسری قسم بے ریش ہے چنانچہ اقوام تاتار اور تیسری قسم پیچیدہ موے
کہ وجود اسکا درمیان حیوان مطلق اور انسان کے مثل برزخ واقع ہے اگرچہ فروعات ان
تین قسم اصلی کی بسبب آپس کی خلط اور آمیزش کے بہت سی ہین اور بعض مین علامات تینون
دو قسمون کی اور بعض مین تینون کی پائی جاتی ہین لیکن پھر بھی علامات اصلی اس قدر عیان
ہین کہ ان تین اصلی قسمون کو جدا کرنا ممکن ہے الغرض قوم ختائی قسم بے ریش کی ایک فرع ہے
اور بہ نسبت اور دو اصلی قسمون کے اس قسم مین باب راہ و رسم کے مسدود رہنے سے
خلط کمتر واقع ہوا ہے چنانچہ تمام ملک چین اور تاتار کے لوگونمین یہہ بات پائی جاتی ہے یعنے کہ ریش
کم بلکہ اکثر مطلق نہین نمایان سر کے بال سیدھے اور موٹے اور سخت اور چندھی آنکھ چپٹی ناک
کلہ بھاری ہر شخص مین پائیے گا مقام گفتگو کا ہے کہ آیا اصلی باشندے خطہ چین کے بھی لوگ
تھے جو اب ختائی کہلاتے ہین یا وہ کوہستانی سب جو اب کئی مقام واقعہ صوبہ جات
سے چوان اور کوئی چو اور ہنوکوانگ اور کوانگ ذی اور صوبہ کوانگ ٹانگ کی حدون پر

مقیم ہین کیونکہ ان دونون مین مشابہت کی مغایرت زیادہ ہے غرض وہ کوہستانی سبب خطۂ چین کے بنیادی رہنے والے خواہ ہون یا نہون لیکن اسباب ظاہر خصوص مشابہت کے باعث سے یہی قیاس ہوتا ہے کہ ختائی فرقہ تاتار سے ہین اور چونکہ بادیہ پیمائی اونکو پسند آئی اونہون نے گھربار کے سکونت ایک جا پر اختیار کی اور اونکی اولاد کے سوا دوسری قوم تاتار کی شکست کہائی ہوئی جنسے اونکے قریب پناہ لی تہی اونہون نے بھی وہی طریق اوقات بسری کا اختیار کیا تہا اور حالانکہ کتب تاریخ ختا مین ذکر نہین ہے کہ اوس ملک کے باشندون کی اوقات مثل تاتاریون کے بادیہ پیمائی کی تہی لیکن دو سبب سے قیاس یہی چاہتا ہے ایک یہہ کہ دشت گردی کی اوقات خواہمخواہ اون لوگون کی ہوویگی جنکی غذا خانہ پروردہ جانورون کے گوشت اور دودہ پر موقوف ہے کیونکہ جب لاکھون گائے بیل بکری بہیڑی گھوڑے گہاس چر کے کہائینگے تو تہوڑے عرصے مین اونکے مالکون کو تبدیل مکان کرنا بسبب کفاف نکرنے چرائی کے واجبات سی ہے اور دوسرے یہ کہ اگر بالفرض کوئی معتبر تاریخ قدیم موجود نہوتی اور صورت دنیا کی بعد طوفان نوحؑ کے اور حالات اور اوقات اور حرکات آبا واجداد اقسام بنی آدم کی روایت تحقیق سے دریافت مین نہین آسکتی تاہم خوض اور تفرس کو قوت بلکہ سہولت ملاحظہ سے اون قومون کے اطوار اور اون ملکون کے آثار کے حاصل ہوتی جہان پر ہزارون برس سے ایک ہی حال ہے اور ملک بیابان یا وسیع کفدست میدان مین وحشی باشندے خیمون مین رہتے اور گلہ ہزارون خانہ پروردہ جانورون کا چراتے پہرتے ہین اور اوسی کے گوشت اور دودہ پر اوقات بسر کرتی ہین اور ملک ترکستان و تاتار و عربستان کے بعض ملک اور اکثر قومون مین مثالین اوس وضع کی اوقات بسری اور بادیہ پیمائی کی ملتی ہین جو اوائل نوآبادی دنیا مین ہر ملک مین کم و بیش موجود تہین اس مشکل کو حل کرنا امکان سے باہر ہے کہ کس قوم کا مسکن اولین کون مقام تہا اور کدہر سی وہ آئی اور کدہر کو گئی اور کتنے تبدیل مقام کر کے

فلانی جلمہ پرستی کیونکہ جب شروع سے ہر قوم کی تاریخ لکھی جاتی تب یہہ بات حاصل
ہوسکتی تھی غرض معتبر مورخون کا قول یہہ ہے کہ جب حضرت نوح کی اولاد کو وارد ات
واقعہ ملک ارمن کی گردنواح مین بکثرت ہوئی اور بسبب اونکے گلون کے بڑہنے
سے ایک وسیع علف گاہ کی حاجت ہوئی اور مشرق کیطرف سفر کرکے ملک
سنعار مین پہونچی اور گستاخی سے اونسے اوس برج کی ساخت شروع کی جسکے
سبب سے خداوند عالم نے اونکو روی زمین پر پراگندہ کیا تو اوس تفرقہ اندازی
مین یافث بن نوح جو مشہور عربی اور دوسری شرقی تاریخون مین بلقب ابو الترک یعنی
جداقوام تاتار ہے وہ اپنی آل واولاد کو ساتھ لئے دوسے برس بعد طوفان نوح کے
کنارہ دریاے اتھل جسکو انگریزی مین والگا کہتے ہین آنکر مقیم ہوا اور اڑہائی سو برس کی
عمر کے بعد وقت مرگ آٹھہ بیٹے چھوڑ گیا چنانچہ ترک جو جداقوام تاتار کا ہوا اور چرس اور
سقلاب اور جد قوم روس اور منغیاک اور زوئین جد قوم چین اور کامادی اور تارج
چونکہ یافث نے اپنے ہر بیٹے کو اوسکی ہم بطنی بہن سے نکاح کرکے ایک ایک
سمت کو رخصت کیا تو زوئین ملک چین مین اپنے گروہ کو لیکر بسا اور بادیہ پیمائی سے
جب اوسکو نفرت ہوئی تو کشت کاری کی بنا ڈالی اگرچہ خداوند عالم نے آبا و اجداد انسانکی
عمر کو اولاد کی جلدی ترقی کے لئے زیادہ کیا تھا لیکن پھر بھی رسم دنیا کے موافق اونکی
نسل رفتہ رفتہ بڑہی اور ایکمدت گذر گئی ہوگی جب کہین ایسی زیادتی ہوئی کہ اونکی جاے
بود وباش کو یا خود اونکو کسی نام خاص یا لقب سے شہرت ملی چونکہ تاریخ نویسی کا فن غایت
علم سے تعلق رکھتا ہے اور علم غایت اہلیت اور انسانیت کے عہد مین پیدا ہوتا ہے
اور اہلیت تب ہی ایک گروہ خلق مین آتی ہے جب آپس کے اتفاق اور کسی عاقل بزرگ
کی صلاح سے وہ کسی مقام کو گھر دروازے سے آباد کرتے اور بستی اور شہر کی بنا ڈالتے
اور کشتکاری مین مشغول ہوتے ہین اور غیر وس کے لوگون سے رسم تجارت اجناس کے

عوض و معاوضہ کے ذریعہ سے پیدا کرتے ہین اور یہہ حال اہلیت کا تب ہی ہوتا ہے
جب درندے جانور سب جیسے انسان کے ساتھہ ہمیشہ ریاست کے لیے شروع
آبادی ملک مین لڑائی خوب ہی ہوتی ہے مغلوب ہوتے ہین اس لحاظ سے ابتدا
سے ایام شروع آبادی بعد شکست درندون کے نہایت رواج علوم اور تحریر تاریخ
عرصہ ہزارون برس کا ان دونو عہد کے درمیان گذرتا ہے اور یہی باعث ہے
کہ اکثر ملکون کی قدیم تاریخون مین نہایت شکوک رہتے ہین خصوص اوس مقام پر جہان پہلی
آبادی اور پہلی باشندون کی خبر دی جاتی ہے اور اسکی تمثیلین بہت ہین چنانچہ ایک
یہہ جو ختائی سب اپنے ملک کے باب مین بیان کرتے ہین کہ شروع مین آسمان
جسکو مذکر یعنی قوت فاعلی کہتے ہین اور زمین جسکو مؤنث یعنی ہیولاے ناقص جانتے
ہین یہہ دونو وصلی وار تھے اور جب جدا ہوئی تو ختا کی سرزمین پر آسمان اور زمین کی
اول اولاد نمود ہوئی اور وہ مرد تھا اور پان کو کہلایا اور اوسی سے نوع انسان کی بنا
ہوئی غرض حاصل اس نقل بے اصل سے اتنا ہی ہے کہ ختائی قوم اور ختا کا ملک سب
سے بزرگتر ہین اور برہما کے باشندے اور ہنود بھی اس اس طرح کی نقلین قدامت
کی اپنے ملک اور قوم کی بڑائی مین بیان کرتے ہین غرض جزوئیٹ فرقے کے
پادریونکا یقین ہے کہ پان کو اور حضرت آدم ایک ہی شخص بنام مختلف ہین لیکن بعض علما
سمجھتے ہین کہ یہہ اشارہ طرف اوس عالم ہیولانی یا ہیولا اولی کے ہے جو قبل خلق ہونے
کائنات کے موجود تھا سان ہوام کا گھرانہ مطابق ختائی مورخون کے پہلا خانوادہ بادشاہونکا
ہے اور بنیاد اسکی ایک شخص ملقب فوہی سے تہی جسکو بعض علما افرنگ قیاس کرتے
ہین کہ شاید اشارہ طرف حضرت نوح کے ہو غرض اسی نے شن شی کے صوبہ مین چین کا
شہر بسایا اس لحاظ سے بعض مورخ کی روایت ہے کہ شاید ختا مین جو طائفہ آدمیونکا
آن کر رہا وہ ہندوستان سے نقل مسکن کرکے وہان گیا غرض مباینت صورت کی

اہل ہند اور اہل ختا مین اس قدر ہے یعنے ایک قوم خوبصورت قسم ریشدار سے ہے
اور ایک بدصورت قسم بے ریش سے معلوم ہوتی ہے کہ ان دونون ملک کے
لوگون کو ایک ہی نسل سے قرار دینا درست نہین اور مختلف روایتین جو اس باب مین یہان
فاضلون کے فقط تفرس ہین اور جسکی عقل نے جہانتک رسائی کی اور علم نے بھی مدد
پہنچائی اوسنے ویساہی قیاس کرکے بیان کیا ہے اور سوای قیاس کے ایسے ایسے
مقام نازک پر قطعًا کچھہ نہین کہا جا سکتا ہے خیر جو کچھہ ہو غرض اتنا تحقیق ہے کہ شن شی کا صوبہ
اصلی باشندون سے آباد ہوا اور فوہی نے شہر چین یا حسن ما چین بسایا اور اپنی
رعیت کو آدمیت سکہائی اور بیہودہ وحشی عادتون سے پاک کیا کہتے ہین کہ ایک سو دس
برس کی عمر اوسکی ہوئی اور جب موت آئی ہر شخص کی آہ اوسکی لاش کے ساتھہ گئی مطابق
روایت ختا کے موسیقی کی بنا فوہی سے ہے اور دلکو نرم کرنے اور آدمی سے
آدمی کو انس دلانے کے لیئے اوسنے چند باجون کی ایجاد کی بعد فوہی کے بعض مورخونکا
بیان ہے کہ پندرہ بادشاہ تخت نشین ہوئی اور زمانہ سبکی ریاستون کا قریب اٹہارہ
ہزار برس کے تہا مگر اس روایت کی ابطال اسی تعین مدت مین پائی جاتی ہے اور
زیادہ کہنا ضرور نہین غرض ان سب کے بعد کہتے ہین کہ شن ننگ تخت پر بیٹہا اور
زراعت کی بنا اوسنے سے ہے اور طبابت بہی اوسی نے شروع کی اور بازار ہاٹ
میلا وغیرہ کی بھی بنیاد ڈالی غرض ایکسو چالیس برس کے بعد اوسنے انتقال کیا اور اوسکی
نسل سے سات شخص صاحب تخت وتاج ہوئے اور آخر مین ٹی یو گانگ اوسی خانوادے
کا جب عیاش نکلا اور ربلوا سے عام ہوا تو ہوانگ ٹی تخت پر بیٹہا یہہ شخص وارث تخت
وتاج نہ تہا اور ہمیشہ شن ننگ کے وارثون سے لڑا کیا مگر ظفریاب نہوا لیکن جب ٹی یو
گانگ ایسا بد اور ناقابل ریاست نکلا تو اوسنے تخت چہین لیا اور جسنے مقابلہ کیا اوس
سے لڑا اور شکست دی غرض جب امن وامان ہوا طبیعت اوسکی بہتری ملک کی تدبیر

مین مصروف ہوئی اور کثرت آبادی کے سبب سے کئی گروہ آدمیون کے اوسنے پچہلی کے
صوبونکی طرف بہیجے اور اوسے آباد کیا پہلی عمارت اینٹ کی ختا مین اپنے رہنے کے
لیے اسی نے بنوائی اور بعد اوسکے شہرون مین بہی مکانات کی بنا ہوئی اس بادشاہ سے
ختائی مورخ اتنی ایجادین منسوب کرتے ہین کہ اگر اوس روایت کو قبول کیجیے تو دوسرے
کسی کی کچہہ حقیقت نہین باقی رہتی ہے چنانچہ راوی کا بیان ہے کہ ہوانگ ٹی نے رصد
بنوایا اور تقویم کو درست کیا اور جریبے اور چہکڑے اور گاڑی اور رتھہ اور ایک قسم
کے باجے کی ایجاد کی اور روپے پیسے کا رواج دیا اور نرخ اور مول تول وغیرہ کا تعین
کیا سوا اسکی جودت طبیعت کے اسکی بیگم بہی علی ہذا القیاس بہت ذکی اور زیرک
تہی اور ریشم کے کیڑے کو پالنا اور ریشم پیدا کروانا اور اوسکے تہان بنوانا اور پوشاک
بنانا سب اوسی کا کام تہا لیکن غالب ہے کہ بہت سی ایجادین جو ہوانگ ٹی سے منسوب
کی گئی ہین اون مین اورون کا بہی حصہ ہے اور یہہ قیاس بعید العقل نہین اس لیے کہ
عادت ختائیون کی یہی ہے کہ جو بات قابل نہایت تعریف کے ہوتی ہے وہ قدما کو
اوس کی ایجاد سے ممدوح کرتے ہین ایک قیاس اور بہی ہے کہ چونکہ وہ خانوادے
سب سلاطین کے جو ایک ایام مین مالک بعض بعض صوبون کے تہے اور فغفور سے کبہی
باغی اور کبہی ملے ہوے رہتے تہے جنکا حال آگے معلوم ہوگا ختائی تاریخون مین لقب وانگ یعنی
سلطان کا رکہتے تہے اور اصلی فغفوران چین کا خطاب ہوانگ ٹی یعنی مالک روی زمین تہا
اس سبب سے بالکل ایجادین جو ہوانگ ٹی سے متعلق معلوم ہوتی ہین اوس سے مطلب
راویونکا یہی ہے کہ خاص فغفوران چین کے خانوادے مین ایجادین ہوئین تہین القصہ اوسکی بعد
بیٹا اوسکا بیٹہا اور نام شاؤ ہاؤ تہا اور بجز اوسکے کوئی کام اوسنے نہین کیا کہ مانڈرین کے
درباری لباس مین جو کلابتون کے نقش بنے رہتے ہین وہ اوسی کی تجویز سے ہے اور دو
قدیم قبرین ختائی ہنوز دکہاتے ہین اور کہتے ہین کہ باپ بیٹے یعنی ہوانگ ٹی اور شاؤ ہاؤ

کی گورین مین پہر دو بادشاہ گمنام کے بعد ٹی کہ تخت نشین ہوا اور مدارس کی بنا لڑکون کی تعلیم کے لئے اسی سبب سے ہوئی اور کثیر الازواج ہونیکا رواج اسی نے نکالا کیونکہ تمامی اولاد مین چار جورو مین اوسنے کین لیکن جب اسپر بہی مدت تک محروم ولا ولد رہا تو شان ٹی یعنی پروردگار عالم کی پرستش شروع کی اور چند دن مین چارون سے ایک ایک بیٹا ہوا اور ان مین سے دو شانک اور چاؤ گھرانیکے بانی ہوئے لیکن بڑا بیٹا بنام ٹی چی باپ کے بعد بیٹھا غرض عیاش اور بداطوار نکلا اور جب امرانی نصیحت کر کے دیکھا کہ اپنی حرکتون سے کسی طرح باز نہین آتا اونہون نے ملکر اوسے بے تخت وتاج کیا اور اوسکے بہائی یاؤ کو بٹہلایا اور یہہ وہ یاؤ ہے جسکی تعریف ختائیون مین تا قیامت رہے گی اور جسکی یہہ منزلت نیکوئی کی تہی کہ جب کسی فغفور کی مدح مین ختائی شاعر مبالغہ کریگا تو یہی کہیگا کہ تو مثل یاؤ کے ہے فقط + + + + + + + + + +

دوسرا باب

یاؤ اور شن نامے فغفورونکے بیانمین

شاعر کے قلم کو نہ یہ قدرت اور نہ تحریر کو یہ وسعت ہے کہ ان دونون فغفورون کا تمام احوال لکھہ سکے حکیم کنگ فوسی نے اونکی مدح مین کتاب مسمی شوکینگ لکھی ہے اور تعریف یہان تک کی ہے کہ ارباب علم سے بعض یہ کہتے ہین کہ توہم کرکے ایکصورت مرد نیک خصال کی حکیم نے کھینچی ہے یا اگر اونکی حقیقت سے یہہ تعریف کچہہ نسبت رکہتی ہی ہو تو مبالغہ کو دخل دیا گیا ہے اور حد سے زیادہ بڑہا گیا ہے لیکن جنکو یہہ ایرادین سوجہتی ہین جو صدر مین مذکور ہوئین اون صاحبون کو یاد رکہنا چاہیے کہ اکثر تاریخون مین یہی دیکھنے مین آیا ہے کہ جس شخص سے کہ بنیاد کسی خانوادۂ شاہی کی ہوئی ہے وہ ان دو نوع خاصیتون مین سے ایک کے سبب ممدوح تہا یعنی وہ صاحب شمشیر اور تدبیر تہا یا عادل وولی منش تہا اور تیسرے کسیکو آجتک یہہ رتبہ نہین ملا غرض جب یہ امر واقعی ہے تو البتہ حکیم کنگ فوسی نے ان دونون فغفورون کے حق مین جو بیان کیا قابل اعتبار کے ہے اس لیے کہ

مملکت ختا کی اقبالمندی اور بہبودی کے موجب اور باعث وہ تھی یاؤ کو جب تخت ملا کر وفر شاہی کو اوسنے اختیار نہین کیا اور سیدھی سادی وضع اپنی رکھی اور نہ کبھی تکلف کی پوشاک پہنی اور نہ لذیذ غذا کھائی اور ہر سال اپنی تمام ریاست مین گشت کرتا تھا اور رعایا کی نالش و فریاد کو آپ ہی پہنچاتا تھا بوڑھے جوان چھوٹے بڑے سب شبانہ روز دست بدعا رہتے تھے کہ خدا اسے برقرار رکھے اور روز اجل نہ دیکھا وے ایک روز کسی شخص نے یاؤ کے مُنھہ پر یہہ دعا دی کہ اے بزرگ خدا تجھے دولت دے اور پیری دکھاوے اور بہت سے بیٹون سے تیرا دل شاد کرے اسکا جواب شاہ نے دیا کہ اے شخص مین تیری دعا کا مقبول ہونا نہین چاہتا اس لیے کہ جس پادشاہ کے بہت بیٹے ہوتے ہین اوسکو اوسیقدر خوف رہتا ہے اور جہان زیادتی دولت کی ہوتی ہے وہان فکر بہت رہتی ہے اور پیری کے ساتھہ ذلت وخواری ہے یہہ بھی ایک نقل دلیل کافی ہے کہ یاؤ کی بزرگی اور دانائی ایسی ہی تھی جیسے کنگ نوسی نے بیان کیا ہے جب یاؤ نے دیکھا کہ تمام سلطنت کا بار اوٹھانا دشوار ہے اور کام کا بھی بخوبی انجام ایک سے ہونا مشکل اوسنے شن کو اپنے ساتھہ شریک کیا اور نصف مملکت کا مالک بنایا اور حقیقت مین شن اسی قابل تھا اسلیے کہ نیکوئی اور پدر و مادر پرستی اسکی مشہور تھی اور اوسکی تقویٰ و طہارت اور پرہیزگاری کی شہرت تمام پھیلی ہوئی تھی اگرچہ شن غریب کا لڑکا اور کچھہ دھوم دھامی حسب و نسب نہین رکھتا تھا لیکن فقط اوسکی نیکی کی ایسی قدر یاؤ نے سمجھی کہ انواع طرحکی سرفرازیان اوسنے کین اور اپنی دونو بیٹیان اوسکو دین بعد اس بخشش اور عنایت اور قدردانی کے اٹھائیس برس تک یاؤ جیتا رہا اور شن بصورت احسن اوسکو اپنی صلاح و مدد دیتا تھا بلکہ بادشاہت کرتا رہا لیکن یہہ نہین ہوا کہ اپنے خاوندسسر کی زندگی بھر کسی نے فغفور شن کو شاہنشاہ کہا ہو اور اس بات کا قصد جب کسی خوشامدی نے کیا تو شن دق ہوا اور لعنت اور ملامت اوسکو کرنے لگا

بعد یاؤ کے انتقال کے شُن نے نچاہا کہ یاؤ کا بیٹا تخت سے محروم رہے اسی خواہش سے
تین برس تک اندوہگین اور گوشہ نشین رہا لیکن امرا اور رعایا سب نے زبردستی لاکر شُن کو
تخت پر بٹھایا اور یاؤ کے بیٹے کو جلوس کرنے ندیا کیونکہ نابکار محض تھا یاؤ نے اٹھانوے
برس پادشاہت کی اور اسی کے عہد مین مورخ ختا کہتا ہے کہ ایک طوفان ایسا آیا کہ سیلاب
نے پہاڑون کو چوٹیون تک چھپایا تھا اور اغلب ہے کہ طوفان نوح کا یہ ذکر ہے لیکن
غلطی یہی ہوئی کہ مورخ نے یاؤ کے عہد دولت مین اس طوفان کی آمد کا مذکور کیا ہے
اس لیے کہ توریت شریف سے ثابت ہے کہ اس طوفان مین دنیا غارت ہوئی تھی
اور جب یہ سانحہ ہوا تو ختا بھی بعد اوس طوفان کے آباد کیا گیا اس لحاظ سے البتہ مورخ نے
غلطی کی جب اس حادثے کے حدوث کو یاؤ کے زمان سلطنت مین لکھا ہے
شُن کی پدر و مادر پرستی کی بہت سی نقلین ہین جس سے ثبوت اس امر کا ہے کہ بہادر اور
ولی تھا چنانچہ جب اوسکی سوتیلی ماں اور بھائی نے باپ کو بھی اوس سے برگشتہ کیا تب بھی وہ اپنے
ادب اور نیکی سے نہین گذرا اور باوجود اسکے کہ خود فغفور یاؤ نے اپنی دو جمیلہ بیٹیان دی تھین
اور شریک اپنی حکومت اور حشمت کا کیا تھا لیکن اس شائستہ اور نیک کردار بیٹے کو ہمیشہ یہی
غم رہا کہ بزرگون کی ناخوشی بلکہ عداوت جانی اوسکے نصیب ہوئی نقل ہے کہ اوسکے باپ نے
ایک دفعہ فرمایا کہ تو فلانے بھوسیلے کے اوپر چڑھ جا وہ چڑھ گیا اور جب اوپر پہنچا باپ نے
سیڑھی الگ کر لی اور بھوسیلے مین آگ لگا دی لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ شُن بچ گیا اور ایک
دفعہ سوتیلے بھائی نے بھی مار ڈالنے کا قصد کیا اور کسی بہانے سے ایک باولی مین اوتار
دیا اور اوپر سے مٹی ڈالنا شروع کیا لیکن قدرت حافظ حقیقی ایسی تھی کہ اندر ہی اندر شُن سرنگ
سے نکل جانے کی راہ شُن کو ملی غرض بھائی نے جلدی جلدی مٹی سے کوئے کو بھر
اور جلدی سے قدم اوٹھا کر گھر مین آشُن کے مال و متاع کو بانٹنا شروع کیا اور بعد اوسکے
چاہا کہ شُن کی بی بیون کو بھی اپنی خدمت مین لاوے لیکن اس قصد سے جونہین محل مین

گیا تو دیکھا کہ بی بی کے ساتھہ بیٹھا ہوا شُن ستار بجا رہا ہے تب تو یہ سخت گھبرایا اور بدحواس
ہو کر کہنے لگا کہ بھائی صاحب مین آپکو دیکھنے آیا تھا اور شرمندہ ہو کر باہر چلا گیا لیکن شُن نے
جا کر ہاتھہ پکڑا اور کہا مجھہ سے قصور ہوا معاف فرماؤ اور چلو کوئی عہدہ سلطنت مین اپنے لئے
تجویز کر لو اور آخر کو جلیل القدر عہدے سے اوس سنگدل بھائی کو سرفراز کیا اور کبھی اوس
حرکت کا ذکر زبان پر نہ لایا غرض انہین سب جہتون سے شُن کی خداپرستی اور رحم دلی اور انواع
طرح کی خوبی مشہور ہے اور سوا ان باتون کے ملک کی بہتری اور رعایا پروری اوسنے
بہت کی اور چونکہ بیشتر جگہہ پر زمین ناہموار اور دلدل تھی شُن نے بہت حکمت اور محنت سے
اوسے چورس اور برابر کیا اور کشتکاری کو تحریک دی اور جس طرح یاؤ نے شُن کو شریک
سلطنت کیا تھا اوسی طور شُن نے ایک شخص یُو کو بلوایا اور اپنے ساتھہ تخت پر بٹھایا اور
ہر طرح سے اپنے برابر بنایا ایک دستور شُن نے یہ مقرر کیا تھا کہ جسکا جی چاہے سامنے
آئے اور احکام اور اطوار حضور پر جو اعتراض واجب سمجھے نڈر ہو کر کرے اور جو اس طرح سے
کرتا تھا شُن اوسکو اپنا دوست کہتا اور دوست سمجھتا تھا کیونکہ دوست وہی ہے جو تلخ
سناتا ہے اور سخت کہکر بدی سے باز رکھتا ہے ایک مشہور قول اوسکا یہ بھی ہے
کہ جب بادشاہ کے وزیر اور مشیر سب بد ہوتے ہین تو بادشاہ مثل لنگڑے لولے
کے بیکار رہتا ہے اسلیئے کہ نوکر گویا ہاتھہ پانون ہین اور جب یہی نہ کمی ہوئی تو بادشاہ
ناچار بیٹھا رہتا ہے اسی لحاظ سے ہر پادشاہ کو لازم ہے کہ نیک اور ہوشیار اور تجربہ
کار لوگونکو ساتھہ رکھے اس لئے کہ فقط بادشاہ کے نیک کردار ہونے سے معاملہ نہین
درست ہوتا بلکہ بدنامی اوٹھاتا ہے ایک عمارت عالیشان بنوا کے شُن نے حکم دیا کہ
تمام مملکت کے بوڑھے وہان رہین اور جب امور سلطنت سے فراغت ملتی اور طبیعت
راحت طلب ہوتی تھی تو اونہین پیر مردون کی صحبت مین جا بیٹھتا تھا اور ہر ایک کی باتین
[illegible] سے نجات ہر سال اوسنے حکومت کی اور ایک سے بارہ برس کی عمر مین اپنی الملک عدم ہوا

تیسرا باب

ہیا کے گھرانے کے بیان مین

جب شن نے انتقال کیا تو یُو او سکے مشیر اور شریک نے چاہا کہ شن کا بیٹا تخت
نشین ہووے لیکن یُو نے ایسا ایسا کام کیا اور نیک نام ہوا تھا کہ رعایا نے جبراً اوسکو
بٹھایا اور فغفور مغفور کے بیٹے کو محروم رکھا اور حقیقت مین خود شن نے یُو کو اپنا ولیعہد
کیا تھا اور جب تخت پر اپنے ساتھ بٹھلایا تھا تو یہہ فرمایا تھا کہ سُن ای یُو تو حکیم منش اور
نیک کردار ہے اور تو نے بڑا بڑا کام کیا ہے اور جب اپنے کو تو نے ایسا نیک نام
بنایا اور اپنے گھر کو اوس خوبی سے رکھا ہے تو بے شبہ قابل سلطنت کرنے
کے تو ہی ہے اور اگر اسی طرح سے تو نیک رفتار رہا اور اس حکومت اور جاہ
وحشمت نے جو مین نے اب عنایت کیا ہے تیرے مزاج کو نہ بگاڑا تو بعد میرے
یہ تخت تیرا ہے اور ذات بابرکات اس شخص کی ایسی تھی اور عفت اور عدالت
اور شجاعت اور حکمت اوسکی ایسی ہی مشہور ہوئی کہ یُو اور شن کا مرتبہ اوسکو حاصل
ہوا اور لقب ٹا کا جو ختائی زبان مین بمعنی نیک ہے اوسکو دیا گیا اور ختائیون کو بہت
سی اچھی باتین اوسنے سکھلائین اور کشت کاری کی ترکیب تبلائی اور ہر قسم کے اناج
بونے اور کاٹنے کے ایام سے آگاہ کیا اور علم موسیقی کا اوسنے بہت چرچا ایسے
پھیلایا کر گانے بجانے کا شوق پیدا ہونے سے آدمی درست ہو جاتا ہے اور رحم پیدا
ہوتا ہے اور حقیقت ہے کہ اوس وقت مین عین مناسب تھا کہ راگ اور رنگ کی کیفیت
لوگون کے دلونمین حاصل ہو اس سبب سے کہ یہ خلقت اوجٹ اور بے تربیت تھی
اور آپس مین موافقت اور محبت پیدا ہونے کی یہی صورت تھی کیونکہ ایک کی خواہش
دوسرے کو تب ہی ہوتی ہے جب کوئی بات دل لگی کی اوس سے متعلق رہتی ہے
اور کثرت صحبت کا نتیجہ محبت ہے اور جب دل مین انس گھر کرتا ہے تو سنگدل کا

دل موم ہوجاتا ہے اور بعد اوسکے جو نقش پڑتا ہے رہی تو جاتا ہے اس
لحاظ سی اس بادشاہ دانا اور بینا نے موسیقی کا خود شوق کیا اور حکم دیا کہ رعایا مین یہہ پہیلے
اور رواج پاوے لیکن اپنے وزیرون اور اہل کارون کو یہہ بھی کہتا تھا کہ ہروقت ہوشیار
رہو اور آرام طلب نہو اور عیش سے کنارہ کرو اور حکما کی صحبت رکھو اور خلق کے خلاف رای
نہ چلو ورنہ خطا کروگے اور زک اوٹھاوگے اس پادشاہ نے اپنے در دولت پر ایک
گھنٹہ رکھوایا اور یہہ حکم دیا کہ جسکو کسی امر مین درخواست کرنا یا کچھہ کہنا منظور ہووے
آوے اور گھنٹہ بجاوے اوسی وقت باریاب ہوگا اور اوسکا حال سنا جاے گا
اور علاوہ اس گھنٹے کے دیوان خاص کے صدر دروازے پر لوہے کا ایک پتر رکھا
رہتا تھا یہہ مضمون اوسپر کھودا ہوا تھا کہ جسکو کسی عمدہ دار سرکار پر نالش کرنی منظور ہووے
بے تکلف جلد آوے فریاد اوسکی سنی جایگی اور داد اوسکو بخوبی ملے گی اور دروازے کی دوسری
طرف پتہر اور سیسے کے بڑے بڑے پتر تھے جن پر اس مضمون کے نقوش تھے
کہ جس شخص عالم یا شاعر یا غیر کو کوئی بات صلاح دینے کی خیال مین آوے تو حضور مین
مہربانی کی راہ سے تشریف لاوے اور اپنی راے کو بیان مین لاکر بادشاہ کو احسانمند
کرے اسی بادشاہ نے مملکت کے نو پرگنون نقشہ پیتل کے گھڑون پر کھودواکے
اپنے پاس رکہتا تھا اور اسی سے ثابت ہے کہ علم جغرافیہ مین اہل ختا کو اوس ایام قدیم
مین بھی کچھہ دخل تھا یوٗ نے یہہ رسم پہلے نکالی کہ جو مالک تخت ہووے وہ اپنے عصر تک
مجتہد دین رہے اور حکمت اسمین یہی تھی کہ عوام الناس کی آنکھو نمین شاہی رتبے کو ترقی
ہووے اس لیئے کہ جہال دین کی طرف ساتھہ نہایت تعصب کے مائل ہین اور جب سمجھتے
ہین کہ ایک ہی شخص کی تابعداری مین دین و دنیا کی سعادت مل سکتی ہے تو لامحالہ منزلت
ویسے شخص کی اونکی آنکھون مین ہروقت ترقی کرتی رہے گی غرض اوسی عہد سے
یہہ بات شروع ہوئی اور آجتک اوسی طور پر رہی ہے اور شانگ ٹی یعنی پروردگار عالم

کی پرستش جب ہوتی ہے تو فغفور کے سوا دوسرا کوئی امامت نہین کرتا ہے القصہ آٹھہ
برس تک بعد شن کے انتقال کے یُو نے بادشاہت کی اور سو برس کی عمر جب ہوئی
اس جہان سے اوٹھہ گیا لیکن نام اوسکا ابتک جیتا ہے اور تا قیامت اوسکی نیکی اور
دانائی کی شہرت عالم مین رہے گی اور اگر ملک ختا خدانخواستہ ویران اور برباد بھی
ہووے اور دفتر کائنات کا وہ جز پریشان ہو جاوے لیکن یاؤ اور شن اور یُو کا
نام جو جریدۂ عالم پر لکھا ہے یہہ تب ہی مٹے گا جب اوس کارساز بے نیاز کی مرضی ہووے
گی کہ یہہ نقشہ عالم کا مثل نقش آب کے باقی نرہے بعد یُو کے اوسکا بیٹا ٹی کی مسند
نشین ہوا دو ہزار ایک سے ستانوے برس قبل حضرت عیسیٰ کے ریاست نو برس
اوسنے کی اور اوسکی نہ ایسی نیکی نہ ایسی بدی مشہور رہے ہے لیکن ٹی کینگ اسکے بڑے
بیٹے نے اپنے عہد مین شکار کا ایسا ذوق بڑہایا کہ رعیت کا بڑا نقصان ہونے لگا
اور زراعت مین بھی اوس جہت سے بربادی شروع ہوئی اس لیئے کہ بادشاہ مع
جلوس جب شکار کے تعاقب مین چلے تو ہزاروں کھیت پامال ہو گئے جب اس حرکت
کی کثرت شروع ہوئی ایک صوبہ دار بنام ای فغفور کے حضور مین رعیت کی طرف سے
نالہ زن ہوا اور جب اوسنے مطلق خیال نکیا اور ٹھٹے مین اوسکی باتون کو اوڑا دیا تب
صوبہ دار نے چار و ناچار فوج جمع کر کے فغفور سے لڑائی کی اور شکست کامل دی اور
اوسکے بھائی چنگ کنگ کو اوسکے عوض تخت پر بٹھلایا اور یہہ بادشاہ قابل سلطنت
کے تھا اس لئے کہ مثل یُو کے اوسنے گھنٹہ در دولت پر لٹکایا اور رعایا کو بلوایا اور فرمایا
کہ جنکو امورات سلطنت مین صلاح دینی اور تدبیر بتلانی منظور ہووے وہ در قصر پر آوے
اور گھنٹہ ہلا وے اور دوسری بات اس بادشاہ نیک خو کی یہہ تھی کہ جب تک اوسکا
بھائی بے تخت و تاج کیا ہوا زندہ رہا اوسنے شاہنشاہی خطاب نہ لیا اور نہ تخت
پر بیٹھا اور یہی کہتا تھا کہ بڑے بھائی صاحب کی تخفیف تصدیع کے لیئے بندے نے

اس دردسر کو قبول کیا ہے بعد خینگ کنگ کے اوسکا بیٹا ٹی سنگ بیٹھا اور حالانکہ
نیک ذات اور بدی پرہیز تھا لیکن ضعیف العقل ایسا نکلا کہ کئی طائفے بدمعاشون اور
ڈکیتون کے رفتہ رفتہ ایسے بڑھے اور نڈر ہوے کہ دن دوپہر کو لوٹنا اور تاخت اور
تاراج کرنا شروع کیا جب فغفور اون سے عاجز ہوا تو اوسی صوبہ دار نے جاکر اونکو نیست
ونابود کیا جسنے اونکے چچا ٹی کینگ کو بے تخت و تاج کرکے اونکے باپ کو مسند پر
بٹھلایا تھا غیر جب ادی پھرا تو نہایت مدمغ آیا اور فغفور کو ہیچ سمجھکر بلوا کیا اور خاوندکو
شکست دیکر چاہا کہ خود پادشاہ ہووے لیکن جب فغفور نے وزیر اعظم اوسے بنایا اور
اختیار کل دیا تو کچھ صلاح وقت سمجھکر فغفور کو تخت سے نہ اوتارا لیکن اور جو کچھ اختیار تھا
سب اپنے قبضے مین رکھا اور ٹی سنگ کو مثل شطرنج کے پادشاہ کے سمجھا لیکن
چونکہ تخت پر بیٹھنے کی ہوس اوسکے دلمین ازبس تھی اوسنے ایک اور نمک حرام امیر
سے سازش کی اور یھہ بات چاہی کہ دونون ایک ہووین اور ملکر فغفور کو زک
دیوین لیکن بقول شخصی کہ دو خویش آید پیش چاہ کن را چاہ درپیش اتفاق ایسا ہوا
کہ اوسے نان تس امیر نمک حرام نے گھات پاکے ادی کو شکارگاہ مین مارڈالا اور
اوسکے بیٹے سے کھدیا کہ تیرے باپ کی جان فغفور کے اشارے سے گئی اب
تجکو لازم ہے کہ عوض کرے اور جان کے بدلے جان لیوے غرض اسی طرح
سے ورغلان کے ادی کے بیٹے سے اوسنے بغاوت کروائی اور خاوندکو شکست
دلوائی جب فغفور مارا گیا تو ادی کے بیٹے کو تخت پر بٹھا کر آپ وزیر اعظم بنا لیکن چونکہ
خدا کی مرضی اسطرح پر تھی کہ یُو کا گھرانا چندے اور بھی سلطنت کرے فغفور مقتول کی منکوحہ
بی بی حاملہ تھی اور جب دار الامارۃ مین ہل چل پڑی اور شوہر کے مارے جانیکی خبر
آئی وہ کسیطرح سے نکل بھاگی اور جنگل مین جا چھپی اور بعد انقضاے ایام جب اوسکا
بیٹا پیدا ہوا اوسنے آٹھ برس تک چھپایا اور بعد اوسکے کوہستان کیطرف چلی گئی

اور اوقات بسری کے لیئے ایک صوبہ دار کے باورچیخانے مین اوس بادشاہ زادے
کو دیگ شوئی کی نوکری کرنی پڑی لیکن اتفاق سے ایک روز ناظم جو رکاب دار خانیکی
طرف آیا تو اوس لڑکے کو دیکھا اور اوسکی صورت اور قیافے سے سمجھا کہ یہ خواہ مخواہ امیر
زادہ افلاس زدہ مصیبت کا مارا یہان آیا ہے اور یہہ دلمین سمجھکر بادشاہ زادے کو بلوایا
اور حال اوسکے وطن اور باپ مان کا پوچھا جب اس سخن کے سنتے ہی لڑکے نے
بے اختیار ڈارہین مارکر رو دیا تو ناظم زیادہ متحیر ہوا اور اوسکی مان کو بلاکر جب
تفتیش حال کی تب اوسے پہچانا مگر اوسکے باپ کے قاتل اور تخت وتاج کے
غاصب کے خوف سے اپنے یہان نرکھا اور بیابان کوفن کیطرف روانہ کردیا
غرض جب پادشاہ زادہ خراب وخستہ وہان پہنچا اور رہنا اختیار کیا تب رفتہ رفتہ
بعض بعض قدیم نمک حلالون پر اوسکا راز کھلا اور اوسکی صورت اور سیرت اور شیرین
گفتاری دیکھہ سنکر سبکو اوسکے حال پر رحم آیا اور اون لوگون نے کئی ناظمون
کو ملایا اور وہان نُش پر چڑہائی کی اور شکست دی اور اوس ستم دیدہ مصیبت زدہ کو
باپ کے تخت پر بٹھایا القصہ بتیس برس تک اوسنے پادشاہت کی راوی کہتا ہے
کہ اس عرصے مین کوئی بات خلاف عدالت اور رعایا پروری کے اوس سے
سرزد نہوئی غرض اوسکے بعد جو آتے گئے ایک سے ایک بڑے نکلے اور
ان لوگون کی بدیون سے سلطنت کے وجود کو بہت صدمہ پہنچا آخر کار سفلگی اور
بدعہدی اور بداطواری اور ظلم اور ایذارسانی کا خاتمہ اوس کمبخت پر ہوا جسنے خاندان
ہی کا خاتمہ کروایا اور نام وہ شیطان بصورت انسان کے رکھتا تھا راوی کا بیان
اس نابکار کے باب مین بہت کچھہ ہے جسکو زبان پر لانا نچاہیے غرض بندے
نے ایک مختصرے مین بالکل روایت کا لب لباب مطلب یہہ نکالا ہے کہ جسقدر
مرتبہ نُوح کا بسبب نیکی کے اعلی تھا اوسیقدر درجہ اوسکا برائی کے سبب سے

ادون تھا خیر جب اوسنے دیکھا کہ سلطنت بگڑ چلی تب امیرونکو لوٹنا شروع کیا اور جنکو اپنے
سے بل کرتے دیکھا اونکو سیدھا کرنے لگا ایک امیر کبیر جس سے ناراض تھا اوسے
خراب کرنے کا جب قصد کیا اوس سردار ہوشیار نے اپنی خوبصورت اور بدسیرت
بیٹی موہی کو فوراً حضور مین بھیجا اور جو سمجھا تھا وہی ہوا دیکھنے کے ساتھ ہی فغفور اوس
عورت پر عاشق ہوا اور اپنی خدمت مین رکھ لیا اور جو اوسنے فرمایا بجا لایا یہانتک یہہ
ناکس اوسکے بس مین ہوگیا کہ وہ عورت بقول مستورات کے اوسے کان پکڑکے
اٹھاتی اور ناک پکڑکے اوٹھاتی تھی اور مطابق باپ کے اشارے کے
فرمائشین ایسی بینڈی بینڈی کرتی تھی کہ اوسکے بجالانے مین فغفور کے سے صاحب
مقدور کو بعض دفع تردد ہوتا تھا اور ادنی سی ایک خواہش اوسنے ایک دفعہ یہہ
کی تھی کہ ایک مکان زبرجد کا بنے اور اوس مین جتنا اسباب رہے سب جڑاؤ ہووے
پادشاہ اوس فرمایش بیجا کو بجا لایا اور اوس جگہہ کو عیش گاہ قرار دیا اور وہان شبانہ
روز عجب طرح کے چرچے شہد پنے کے رہتے تھے کہ اوسکا بیان کرنا معصیت
مین گرفتار ہونا ہے اسلیئے خاموشی کو ایسی تقریر سے عاصی نے بہتر سمجھا اور اتنے
ہی پر مختصر کیا خیر جب یہہ حال پہنچا اور ملک ہر طرح سے تباہ ہونے لگا تو وزیر اعظم
نے چاہا کہ پادشاہ کو سمجھاوے اور ان حرکتون سے باز رکھے لیکن جونہین اوسنے
اس باب مین منھہ کھولا پادشاہ نے سر کو تن سے جدا کر ڈالا اور بولا اب جو کہنا ہو
کہو اس ظلم پر دوسرے مشیر دولت نے خانہ نشینی اختیار کی اور تمام رعیت
برہم ہوگئی اور چین ٹانگ نے بلوائے عام کے ارادے سے سب مظلومون اور
باغیون کو اپنے پاس بلوایا اور اپنی زمین پر اونہین بسایا اور چونکہ یہہ امیر اوسی خاندان
سے تھا جسکا ذکر اس دفتر کے پچھلے باب مین ہوا کہ نام ہوانگ ٹی رکھتا تھا اور بہت
سی چیزونکا موجد مشہور کیا گیا یہی دوسرا سبب ہوا کہ لوگ زیادہ اوس سے متوجہ ہوئے

اور پاس اوسکے اپنی اپنی فریاد لیکئے اور اوس مرد نیک طبیعت نے پہلے نہین چاہا کہ فغفور سے لڑائی کرے لیکن جب لوگ اوس ظالم کی حرکتون سے تنگ آ گئے اور خاص و عام نے اوس امر کو چاہا اور اصرار از حد گیا تب فوج لیکر بہیہ دار الخلافت پر چڑہ گیا اور پادشاہ پر ظفر یاب ہوا جب فغفور گرفتار ہو کر سامنے آیا اور دست بستہ ہو کر امان مانگی اور جان بخشی چاہی چن ٹانگ نے کہا کہ اگر تو قسمیہ اقرار کرے کہ آج کی تاریخ سے اپنی بدیون سے تو باز رہے گا اور اپنی رعیت پر ظلم نہ پہنچاوے گا تو تیرا تخت تجکو مبارک ہو مجہے اوس سے کچہہ درکار نہین مین فقط مظلومون کی داد دینے آیا تیری دولت اور حشمت کا خواہان نہ تہا یہ کہکے اور اوس سے اقرار لیکر چن ٹانگ نے پہر اوسے تخت نشین کیا اور اپنے ملک مین پہر گیا لیکن ایام زوال اوس خانوادے کا آچکا تہا فغفور نے آگے سے زیادہ ظلم شروع کیا اور چن ٹانگ کو کہلا بہیجا کہ دیکہہ مین تجہے سمجہنے کو آتا ہون غرض جب اوسنے یہہ سنا اور آگے سے بدتر حال دیکہا پہر اوسی سامان سے جا پہنچا اور فغفور کو دوبارہ شکست دی اس مرتبہ تو زیادہ خونریزی بہی نہین ہوئی کیونکہ خود پادشاہ کی فوج غنیمون کو دیکہتے ہی حربہ رکہکر بہاگ گئے القصہ چن ٹانگ تخت پر جا بیٹہا اور باینہمہ اوس نابکار بدکردار کو قتل نکیا غرض ملک سے نکال دیا اور اوسکے تخت نشین ہونے سے شانگ کا خانوادہ جسکو بعض مورخ بلقب چام مشہور کرتے ہین ختا کی سلطنت کا مالک ۱۷۶۶ قبل حضرت عیسی کے ہوا

چوتہا باب

شانگ یا چام کے گہرانیکے بیان مین

ہر ملک کی تاریخ مین نظیرین ہین کہ اپنا تخت و تاج کہونے اور خانوادہ مٹا دینے والے ایسے ہی پادشاہ ہوتے ہین جیسا کی تہا اور جنہون نے اپنی عزت کی افزایش چاہی اور منزلت بڑہائی اور سلطنت بہی کی وہ ایسے ہی ہوے

جیسے خنگ ٹانگ تھا اور اس امر تحقیق کو ہر شخص اگر یاد رکھے تو جب کسی ملک کے
حکام کی عادت بگڑتی اور راہ راست سے لغزش کرتے دیکھیگا تو پیش گوئی سے
کہہ سکیگا کہ اونکے عہد دولت کو کیا قیام ہوویگا اس پادشاہ کے عہد مین ایک دفعہ ایسا
قحط آب ہوا کہ ندی نالے جھیل تالاب کو اسب خشک ہوگیا اور سات برس تک
پانی نہ برسا لیکن خنگ ٹانگ نے ایسا معقول بندوبست پہلے سے کر رکھا تھا کہ
غلہ ہر قسم رعیت تک کو پہنچا اور کسی بات کی کمی نتھی اور نہ کسیکو تکلیف ہوئی غرض
جب ساتوان سال ہوگیا اور پانی ایک قطرہ نہ برسا تب خنگ ٹانگ نے کہا کہ
مقرر میرے گناہون کی سزا مین پروردگار عالم نے باران رحمت سے محروم
رکھا ہے اور یہہ کہتا اور کپڑا پھاڑتا سر پر خاک ڈالتا برہنہ پا اور برہنہ سر دارالخلافت
سے پیادہ پا نکلا اور میدان مین ایک ٹیلے پر جا کر رونا اور آہ بھرنا اور چھاتی
اور سر پیٹنا شروع کیا اور نالہ زن ہوا کہ ای کریم و رحیم مین خاکسار بڑا گنہگار سب
سزاؤنکا سزاوار ہون لیکن میری معصیت کو سوجب تمام خلق کی ایذا کا کیون ٹھہراتا ہے
اور اپنے بندون کو تباہ کرتا ہے اگر مین نے گناہ کیا ہے تو فقط میری ذات
پر غضب نازل کر اور اپنے بندونکو اس عذاب سے رہائی بخش یہہ کہہ رہا تھا
کہ سورخ ختا کا بیان ہے راست دروغ اوسکی گردن پر کہ ابر گھر آیا اور پانی
بامراد برسا پادشاہ کو رعایا نے اوسی روز خطاب عزیز اللہ کا دیا خنگ ٹانگ
نے رعیت اور ملک کے حق مین بہت بہتری کی اور ادای مالگذاری مین اتنی
کمی کی کہ سبکو سہولت معاش ہوگئی اور آبادی بڑہانے کی یہہ صورت اوس
نے کی کہ خشک اور ناہرو مند زمین کو لاخراج کر دیا اور وہان کا محاصل رعایا کو
ہمیشہ کے لیئے بخش دیا بعد اس پادشاہ عزیز اللہ کے اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا لیکن
بقول شخصے ولی کے گھر مین شیطان ہوا اسکی تمام حرکتین باپ کے جب خلاف

ہونے لگین تب اہی ین اوسکے والد بزرگوار کے وزیر نمک خوار نے بہت سمجھایا اور
باپ کے اوضاع اور طریق کو یاد دلایا غرض جب مطلق شنوا نہوا اوسنے مجبوری سے
قید کیا لیکن سوائے تخت پر نہ بیٹھنے دینے اور محل مین بند رکھنے کی ذلت کے دوسرا
آزار کسی طرح کا نہ پہونچایا غرض جب بہت رویا اور دفتر یاد سے اپنے اعمال کا ذکر دھویا
اور توبہ کی اور قسم کہائی تب اوس وزیر نیک تدبیر نے پھر اوسکو مسند نشین کیا
اور بادشاہ نے بھی اوسی روز سے اپنے سابق اوضاع اور اطوار کو ترک کیا اور جب
مرگیا اوسکا بیٹا اوٹنگ قائم مقام ہوا اسی بادشاہ کے وقت مین انتقال اوس وزیر نے
کیا اور شاہنشاہی اہتمام اور کرّ و فر سے دفن ہوا تمام مملکت نے اوسکے غم مین لباس
ماتم اختیار کیا اور تدفین کے شریک رہا اور یہہ عزت اوسی کے قابل تھی کسی اور کے
لیے نہ ہوئی بعض ختائی مورخون کا بیان ہے کہ بعد چنگ ٹانگ کے سترہ شخص
تخت پر بیٹھے اور اکثر بداطوار نکلے اور یا کیا جو آخر مین بیٹھا سب سے بد ہوا اوسکی
حرکتون سے لوگ ایسے عاجز آئے کہ اوسکے خانوادے کا استیصال چاہنے
لگے اسمین اوسکا بھائی یون کنگ جو قائم مقام ہوا فوراً لقب خاندان کو تبدیل کرکے
ین کے لقب سے مشہور کیا اور چونکہ یہہ نہایت خوب اور عادل شخص تھا دارالاما
کی رعیت خوش ہوئی اور دوسرے صوبونکے باشندے بھی بلونے کے قصد سے
باز آئے اور اکثر یہی سمجھے کہ دوسرا خانوادہ تخت کا مالک ہوا تھا کیونکہ ہر خاندان کے
پہلے فغفور سب مثل یون کنگ کے نیک ہوتے تھے اور تبدیل لقب سے
زیادہ اونکو یقین ہوا غرض اس واقعہ سے بعض کی روایت مختلف ہے اور راونکا
بیان ہے کہ تبدیل لقب مطلق نہ ہوا اور چو سینگ تک جو خاتم خاندان ہوا لقب
شانگ یا چانم کا برابر برقرار رہا بہرحال اسمین کچھ قباحت نہین کیونکہ بعد یون کنگ
کے جو تخت پر بیٹھا ایک سے ایک بدتر ہوا اور سلطنت کا ضعف دن بدن ترقی

کرنے لگا اسی عرصے مین ادھر اونکا زوال شروع ہوا اور دوسرے گھرانیکا
اقبال رفتہ رفتہ بڑہا یہانتک کہ تخت خطا پر چو کی نسل قایم ہوئی اور شانگ گھرانے
سے سلطنت چھن گئی اور اوسکی صورت اسطرح پر ہوئی کہ کونگ اگلے کسی فغفور کے
خاندان کا ایک امیر بہمہ صفت موصوف صوبہ شن سی مین جاگیردار عالی وقار تھا
اور چونکہ اپنی رعیت کے ساتھہ فرزند کی رعائت اور محبت سے پیش آتا اور ہر
طرح سے مسلوک ہوتا تھا چند روز کے عرصے مین تین لاکھہ باشندے اوسکے
نئے شہر مین بسے اور بہت آرام سے رہنے لگے اور دن بدن جو جو فغفور کی
سلطنت مین علامتین زوال اور ناپایداری کی نمود ہوئین وہ وہ اس سردار
کے خانوادے کی بزرگیان ظہور مین آنے لگین القصہ مادہ ایک گھر کے زوال اور
انتقال کا اور دوسرے کے اقبال کا رفتہ رفتہ جمع ہوتا تھا کہ اس عرصے مین کونگ
کے پوتے وان وانگ نے فغفور کے یہان خدمت لی اور جب نمک حلالی اور
دانائی اوسکی ثابت ہوئی عہدے مین اوسنے ترقی کی یہانتک کہ وزیر اعظم ہوا اور
اوسکے اقرباؤن کو بھی فغفورون نے بلوا کر ہر طرح سے سرفراز کیا لیکن اطوار اور وضاع
ہر فغفور کے اوسکے پیشین سے بدتر ہوئی اور خاتمہ خاندان کا چوسن نے کیا جسکے
برابر خونخوار اور فاسق و فاجر کوئی کم ہوا ہے اور جس طرح سے فغفور ٹی اپنے معشوق
موہیز کی تابعداری کرتا تھا یہہ بھی ایک عورت پری زاد مگر بدنہاد کے اوپر فدا ہوا
اور جو اوس کم بخت نے اشارہ کیا بجا لایا اور وہ بھی بمرتبہ اتم سنگدل تھی اور بے
رحمی کی باتین اوسے ہر وقت سوجھتی رہتی تھین چنانچہ جب اوس فاجرہ نے دیکھا
کہ عہدۂ شاہی کا رعب لوگون کے دل سے اوٹھہ گیا اور ہر شخص بنظر حقارت فغفور کو
دیکھنے لگا اوسنے بادشاہ کو کہا کہ سزائین سخت اور پُرایذا اگر رواج پاتین تو یہ باتین وقوع مین
آتین اسلیے ایک ظرف لوہے کا اوسنے ایسا بنایا کہ مجرم کے ہاتھہ اوسمین کباب

ہوجاوین اور پیتل کا ایک موٹا گول ستون چربی سے لپیٹ کے انگارون پر رکہوا دیتی
تھی اور جس بیچارہ مظلوم پر خفگی ہوتی تھی اوس ستون پر ننگے پانون دوڑاتی تھی اور
وہ جو ہین قدم اوٹھاتا انگارون مین گر پڑتا تھا ایک دفعہ فغفور نے ایک حاملہ عورت کا
پیٹ فقط اسیلیے چرواڈالا تاکہ بچے کو رحم مین دیکھے اور ایک مرتبہ ایام سرما مین جب
شدت سے پالا پڑا اور کئی آدمیون کو اوسنے ننگے پانون برف کے اوپر سے جاتے
دیکھا اونکو بلوایا اور جلاّدون کو حکم دیا کہ ان سبھون کے پانون پہلی سے کاٹ ڈالو
مین اونکے تلوون کے مغز کو دیکھونگا کیونکہ بڑی طاقت اونمین ہووے گی جو ایسے
بیدھڑک اس برف پر چل سکتے ہین اور سچ مچ اوس موذی نے اون بکیناہون کا پانون
کٹوا ڈالا اس حرکت پر جب اوسکے وزیر اعظم وان وانگ نے عرض کیا کہ خداوندان
حرکتون سے حضور فتور پر فتور برپا کرینگے اوسیوقت چوسن نے مقید کیا لیکن جب وزیر
کے بیٹے آو وانگ نے ایک نازنین دلربا کو بھیجا اور اوسکی معرفت عرض باپ کی
مخلصی کی کروائی بادشاہ نے رہائی دی غرض باوجودیکہ فغفور اسطرحسی پیش آیا
اور وزیر نے تمام سلطنت مین بلوائے عام کا نقشہ دیکھا اور سب ناظمون کو ازحد
برخلاف پایا اور اکثرون نے یہہ بہی چاہا کہ وہ خود بغاوت کا علم کہڑا کرے اور تخت کو
چہین لیوے لیکن اوسنے خاوند کی خیرخواہی اوسپر بھی چاہی اور سلطنت مین فتور کو
ظہور پانے نہ دیا جب مرنے لگا اپنے بیٹے آو وانگ کو پاس بلواکر کہا کہ سنو میری
آخری نصیحت کو اور سفینۂ دل پر تین باتون کو لکھو پہلی یہہ کہ جب کوئی موقع نیکی کرنے کا
ملے فوراً کرو اور کبھی اوسکی وقت کو نہ ٹل جانے دو دوسری بات یہہ کہ اپنے مین
جو بدیان دیکھو قصداً اونکے دفعیے کا کرو اور دوسرون کا عیب جو نہو اور جب برائی
کسیکے نفس مین پاؤ تو بنظر عفو اوسے دیکھو اور اپنے رزایل کو یاد رکھکر اوسے
معاف کرو اور تیسری بات یہہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ موقوف کیجیو غرض انہین

تین باتون پر نیکی ختم ہے ادہراس وزیر نے انتقال کیا اور راو دہر بلوا ہونان کے صوبے
مین شروع ہوا اور پی کان ایک وزیر نے فغفور سے کہا کہ ایسا ماجرا ہے تدبیر جلد کیجیے
اور باپ دادون کے تخت کو سنبہالیے ورنہ چندے اگر یہہ حال رہا تو سمجہیے کہ زوال
آیا اوس نمک خوار نے تو یون خیر خواہی سے کہا مگر وہ خونخوار بدکردار خفا ہوا اور اہل بارگاہ
سے کہا کہ مینے سنا ہے کہ جو شخص بہت دانا اور پیش بین ہوتا ہے اوسکے دل مین
سات سوراخ رہتے ہین اب پی کان کا پیٹ چروا کر دیکہا چاہیے کہ یہہ بات حقیقت ہے
یا نہین اور غالب ہے کہ سات سوراخ اسکے دل مین بہی ہوونگے اسلیے کہ اپنے
کو بہت عاقل سمجہتا ہے غرض یہہ کہکر فوراً اوس نمک حلال کا پیٹ اوسنے چاک کروا دیا
اور دل کو ہاتھہ مین لیکر سبہون کو دکھلایا اور کہا کہ یہ احمق تہا دیکہو اوسکے دل مین
سوراخ نہ نکلے جب یہہ حال دیکھکر دوسرے وزیر نے سر جہکایا اور جواب ندیا تو اوسپر
بہی خفا ہوا اور غلامی کا داغ گالون پر گرم لوہے سے دیکے قید شدید مین ڈال دیا اور
اُوَوانگ کو فوج لیکر سرکشون کیطرف بہیجا لیکن جب اوسنے دیکہا کہ سارا عالم اوس موذی
کا دشمن ہے اور امیرون سنے آنکر تنگ کیا اور دربار کا نقشہ ایسا بدڈول پایا کہ صلاح
کار نمک خوار پر پہلے غضب آتا ہے اوسنے پھر کر فغفور سے لڑائی کی اور ایسی شکست
دی کہ بادشاہ مایوس ہوکر محل مین آیا اور سب جواہرات اور خزانہ اور محلیون کو اپنے
ساتھہ کوٹھری مین بند کرکے آگ لگوا اوسی مین خاک ہوگیا اسپر اوسکے بیٹے اوکانگ نے
کیا کام کیا کہ اپنے پانون مین بیڑی ہاتھہ مین ہتکڑی اور گلے مین طوق ڈال ایک تابوت
ساتھہ لے چھکڑے پر بیٹھہ کر اُوَوانگ کے سامنے آیا لیکن اوسنے گلے سے لگا لیا
اور بیڑی ہتکڑی کٹوا تابوت جلا دیا اور جب خود تخت پر بیٹھا تو اوسکو ایک صوبے کا
ناظم بنایا القصہ بعد اس فتح کے جب اُوَوانگ دار الامارت کی طرف چلا تو راہ مین
وہی عورت تانکی ملی اور اپنا خوب ہی بناؤ سنگار کرکے اس امید سے آئی تھی کہ

اُوّ وانگ اوسکے حسن عالم فریب پر عاشق ہو جاوے گا مگر اوسنے فوراً قتل کروڈالا
اسلیے کہ اکثر حرکتین جو فغفور نے کی تھین اسی کم بخت کی تحریک سے ہوئی تھین *

پانچوان باب

خاندان چُو کے بیان مین

جب اُوّ وانگ دولتخانہ شاہی مین پہنچا تو جو کچھ مال وزرا اوسنے پایا فوج مین لٹایا اور
محل سرا مین جتنی عورتین تھین سبکو اونکے گھرون پر باعزت بھجوا دیا اوریہ فرمان
جاری کیا کہ مین شانگ کے نیک فغفوروان کے احکام اور قوانین کو رد اور منسوخ
نکرنے بلکہ اونکو بخوبی اجرا دینے کو آیا ہون اور تاکہ تمام پر ثابت ہو وے کہ شانگ کے
خانوادے کا وہ دشمن نہ تھا اوسنے چوسینگ کے بیٹے اُوکانگ کو ایک صوبے کا ناظم
بنایا جیسا کہ صدر مین مذکور ہوا ہے اس پادشاہ نے اپنی دانست مین اچھا کیا جب
اون امرا کو سلطان کا خطاب دیا اور علحدہ علحدہ جایداد اور زمینداری بخشی اور اپنے
اپنے عہد مین سرخود بنایا جنہون نے فوج یا زر کی مدد چوسینگ سے لڑائی کے وقت
اوسکو دی تھی لیکن اسکا نتیجہ بُرا ہوا اور انھین سبھون نے سلطنت مین بار بار رخنہ
ڈالا اور ملک گیری کے بہت خلاف اس طرح کی عنایت و کرم ہے بقول سعدی کے
دہ درویش در گلیمے بخسپند * دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند * سات برس اوسنے
سلطنت کی اور ترانوے برس کی عمر مین اور ۱۱۱۶ برس پہلے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اوسکا بیٹا چینگ وانگ باپ کے بعد
صاحب مسند مقرر کیا گیا مگر نہایت طفلگی مین تخت نشین ہوا اس سبب سے اعیان
دولت نے اوسکے چچا چوکنگ کو وزیر اعظم بنایا اور اوسنے بھتیجے کی اتالیقی بیت کی
اور راہ پرہیزگاری اور ملکداری کی ایسی تبلائی کہ بیٹا باپ سے بہتر نکلا لیکن
جب اسکے باپ کے اور تین بھائیون نے مارے رشک اور حسد کے

چوکنگ کی بدی ہر وقت پادشاہ کے آگے کرنی اور چغلی کھانی شروع کی اور چوکنگ نے دیکھا کہ بھتیجے نے کان دیا دولت سرا سے رخصت ہوا اور گوشے مین جا بیٹھا کئی دن کے بعد ایک طوفان ایسا آیا کہ سارا طیار غلہ نقصان ہو گیا جب یہہ سانحہ ہوا فغفور نے دفتر تاریخ کو کھولا تا ردّ بلا کی ترکیب مطابق دستور قدیم کے معلوم ہووے اتفاقاً ایک کاغذ ملا جس مین اوسکے والد مرحوم کے مرگ کا حال لکھا تھا اوسکے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ چوکنگ نے اپنے بھائی یعنی فغفور سابق کی جان بچانے کے لیے اپنے کو فدیہ کرنے کو مستعد ہوا تھا غرض یہہ دیکھکر بادشاہ کا جی پگھل گیا اور فوراً چوکنگ کے گھر پر جا اپنے ساتھہ دولت سرا مین لے آیا اور پھر وزیر اعظم بنایا ختائی مورخ کہتے ہین کہ جونہین چوکنگ اپنے سابق عہدے مین بحال ہوا ابر چھپٹ گیا اور آفتاب نے اپنا رخ دکھلایا اگرچہ ممکن ہے کہ ایسا ماجرا حسن اتفاق سے وقوع مین آوے غرض اوسکو معجزہ نہ سمجھا چاہیے جب چوکنگ کے اور بھائیون نے دیکھا کہ پھر اوسکو عروج ہوا وہ جاکر اوکنگ پسر چوسنگ جس سے خاتمہ شانگ کے فغفورون کا ہوا تھا ملے اور اوسکو ترغیب دی کہ تو اپنے باپ کا عوض لے اور تخت حاصل کرنے کا قصد کرنا تجکو واجب ہے اور وہ ناسپاس بھی اونکے فقرون مین آن کر علم بغاوت کا استادہ کیا لیکن سبھون پر بادشاہ فتح یاب ہوا اور چونکہ عقیل اور رحیم اور باپ کا سا مزاج رکھتا تھا اوسنے بعد شکست دینے کے یہہ فرمان جاری کیا کہ بلوے کے شریک جو تھے اور شانگ کے خانوادے سے محبت رکھتے ہین وہ اگر چاہین تو سب ملکر ایک ہی شہر مین بود و باش کرین اونکے ساتھہ ہمکو کچھہ پرخاشش نہین ہے اور جب ایک شہر خاص مین سب طرفدار شانگ کے جا رہے تو فغفور نے ایسی دلجوئیان اون لوگون کی شروع کین کہ چند روز مین

دشمن دوست ہو گئے اور ایسے جان نثار بنے کہ اپنے خاص آدمیون سے زیادہ
توقع اونکی ذات سے تھے اور اغلب ہے کہ یہہ تدبیر دل پسند چونگ وزیر کی
تھی اسلیے کہ سواے نیکی کرنے اور خلق کو آرام پونہچانے کے دوسری بات اوسے
نہین سوجھتی تھی جسوقت اوسنے انتقال کیا بادشاہ کے دلکو بڑا صدمہ پونہچا اور مدت
تک افسردہ خاطر رہا لیکن خوش نصیب ایسا تھا کہ دوسرا وزیر ویسا ہی باتدبیر جلد
ہاتھ لگا اور اوسی نے پہلے ختا مین پیسے کی رسم نکالی لیکن سکے کی صورت نہ جب
تھی نہ اب ہے اور فقط ایک سوراخ بیچ مین رہتا تھا اور ڈوری پر پہنا کے لوگ
رکھتے تھے چنانچہ اب بہی وہی حال ہے پچاس برس کی عمر مین اس بادشاہ نیک صفات
نے وفات پائی بعد اوسکے کام وانگ اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اور چھبّیس برس کی ریاست
کے بعد مرگیا اور قائم مقام پدر چو وانگ ہوکر اکاون برس صاحب تخت رہا اور
ایک ہزار دو برس قبل حضرت عیسیٰ کے گذر گیا اور چونکہ ان دونون کے عہد دولت
مین کوئی بات قابل یاد رکھنے اور لکھے جانے کے وقوع مین نہین آئی اس سبب
سے مختصر اسی قدر معرض تحریر مین آیا ہے چینگ وانگ کے پروتے مووانگ
کے عہد مین پہلی دفعہ قوم تاتار نے ختائیون کو ستایا لیکن کچھہ ایسا صدمہ اونکی یورش
سے نہین پونہچا جو قابل ذکر کے ہووے اسیطرح سے چار پادشاہ ایک بعد
دوسرے کے مطابق سلسلہ تخت نشین ہوے مگر کوئی بات ایسی جسکے بیان
سے کچھہ فائدہ منصور یا بطور ذکر خیر بھی ہووے نہین وقوع مین آئی غرض جب
لی وانگ کا وقت آیا جو دسوان فغفور بعد بانی خاندان کے تھا تب چاؤ کے گھرانے
مین پہلے رخنہ پڑا اور وہ ماجرا یون ہوا کہ لی وانگ شدت سے حریص تھا اوسنے
روپیہ حاصل کرنیکے شوق سے رعایا پر خزانہ بڑہایا اور غربا کو انواع طرح سے ستایا
تب ایک وزیر نے جان پر کھیل کے عرض کیا کہ خداوندگی راے خاص و عام اور

اکابر اور اصاغر سبکو ناپسند بلکہ سبکو اوس سے گزند حاصل ہوتا ہے اور لوگ
کہتے ہین کہ غاصب خواہ وہ پادشاہ خواہ غلام ہو لوٹیرا ہے اور قابل اسکے کہ تمام عالم
دفعتاً اوسکا دشمن ہو جائے اور اوس ڈاکو کو سزا دیوے حال لوگون کے دلون کا
یہہ ہے کہ گے مرضی مبارک مین جو بہتر ہو وقوع مین آوے اتنا کہکر وہ نمکخوار چپکا رہا
لیکن پادشاہ کو مطلق عبرت نہوئی بلکہ اوس راست گو کو دربار سے نکال دیا اور اپنی
طبیعت کے موافق دوسرے شخص کو بحال کیا جسنے نئی ترکیبین رعیت کو صدمہ دینے
اور روپیہ لینے کی نکالین اس شخص کے خزانچی ہونے کے ساتھہ ہی رعیتون کی
شکایتین زیادہ ہوئین اور اسباب انقلاب رفتہ رفتہ آمادہ ہوتے چلے جب
فغفور نے یہہ دیکھا تو کئی ساحرون کو بلوا کر حکم دیا کہ ہمارے دشمنون کی شناخت
کرواور اونکے نام سے ہمکو اطلاع دو بعد اوسکے اون بدکردارون نے جسکو چاہا
بند ہوا دیا اور پادشاہی غضب کی یہہ ہیبت پیدا ہوئی کہ شکایت کرنے کی بھی جرأت
کسی کو باقی نرہی لیکن سبکے دلونکا عجب حال ہوا تب پادشاہ نے اپنے وزیر اعظم
چوکن کو ہنس کر کہا کہ تو نے دیکھا کہ مینے کیا معقول ترکیب ٹھہرائی کہ سب کی زبان
بند ہوئی اوسوقت اوس مرد نیک خو نے کہا کہ خداوند جان بخشی ہو تو حضور کو جواب
باصواب دیوین فغفور نے جب اجازت دی چوکن نے کہا کہ حضور یہہ نہ سمجھین اور
اسپر تکیہ نکرین کہ جسکی زبان بند ہوتی ہے اوسکی تسکین خاطر کی وہ علامت ہے اور
حضور یاد رکھین کہ پانی کے توڑ کے دہارے کو یکایک رکوا دینے مین اتنا خوف
نہین ہے جو رعایا کو لازبان کر دینے مین ہے جسطرح سے تیز اور بہتا پانی جب بند ہوتا
ہے تو زیادہ جوش وخروش پیدا کرتا ہے اور جب پھر پھوٹتا ہے تو سیلاب
ہوتا ہے اور ہر چہار طرف تباہی لاتا ہے اوسی طرح سے رعایا کی زبان جب
بند کیجاتی ہے اور غصہ جو سکتے جھکنے سے دہیما ہوتا ہے اوسکے کم کرنے کی

جوایک راہ سے مسدود ہوتی ہے تو قباحت عظیم جلد وقوع مین آتی ہے اور اوسیکو
سمجھ کے یاؤ اور شان اور یَو نے حکم عام دیا اور بارہا فرمان جاری کیا اور دردولت
پر گھنٹہ لٹکایا تھا کہ لوگ آوین اور شکایت کرین اور امور مملکت مین صلاح دیوین بلکہ شعرا
کو ہجو کرنے کی اجازت تھی اور مورخون اور اخبار نویسون کو بھی علی ہذالقیاس اپنی رائے
کے بے تکلف سے لکھنے کی ممانعت نہ تھی اور اب حضور نے باوجود رعیت کی ناراضی
کے اوسکے خلاف عمل مین لانا شروع کیا ہے دیکھیے کیا پردۂ غیب سے امروزو
فردا ظہور مین آتا ہے ہرچند اسطرح سے وزیر اعظم نے ففغور کو سمجھایا لیکن مطلق اوس
نے خیال نہ کیا اور آگے سے زیادہ ظلم پر مستعد ہوا غرض ایک روز دفعتاً بالکل رعایا
نے حربہ اوٹھالیا اور ففغور کو قتل کرنے کے قصد سے دولتخانے کے دروازون کو توڑکر
محل کے اندر داخل ہوے اور بادشاہ کی تلاش ہرطرف کرنے لگے اوسے نہ پاکر
وزیر اعظم سے اون لوگون نے ولیعہد طلب کیا تاکہ وہ بھی مارا جاوے اور ففغور کی قطع
نسل ہووے اسپر وزیر گھبرایا بلکہ بدحواس ہوا اور اوس نمک خوار کو جب دوسری
صورت ولیعہد کے حفاظت کی نہ سوجھی لاچار اوسنے اپنے بیٹے کو لاکر اون لوگون
کے حوالے کردیا اور کہا کہ یہی ولیعہد ہے یہ سنتے ہی سب دفعتاً اوس بچے پر جھک
پڑے اور اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا جب اس حرکت سے غصہ اونکا کم ہوا ففغور کی تلاش
سے باز رہے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے لیکن اوس ظالم کو اوسی روز بھیس بدلکر جلا
وطن اختیار کرنا پڑا اور آخر کو ستے مین آیا کہ مفلس اور پریشان ہو کر بیابان مین مرگیا اوس
وقت اوسکے پاس ایک آدمی نتھا کہ چلو بھر پانی پلانا راقم یہہ دعوی کرکے کہتا ہے
کہ کسی تاریخ مین مثال اس نمک حلالی کے جو وزیر خوکن سے صادر ہوئی نہین سنے
اور نفسانیت کے خلاف اسطرح کا امر آجتک وقوع مین نہین آیا کہ ایک شخص محض دنیا
دار روزگاری پیشہ وزیر اعظم کو انبوہ دولت اور تخت شاہنشاہی ملنے کی صورت خود بخود

دیکھائی دیوے اور اوس سے وہ منہ پھیر نکلے سوا اپنے ایک ھی عزیز بیٹے کو اس طرح
سے قاقوں کے حوالے کرے اور خاوند ظالم اور ناقدردان کے ساتھہ اتنی نمک
حلالی سے پیش آوے اشکال کیا بلکہ محال ہے لازم ہے کہ ہر شخص اس وزیر کے نام اور
اوس حرکت کو یاد رکھے اور بزبان آفرین و تحسین سے اس نقل کو بیان کرے اگرچہ وزیر
اعظم ہو کن نے اس گھرانیکو تباہ نہ ہونے دیا اور سُنُوم وانگ کو جسکی جان اپنے لڑکے
کو نقصان کرکے اوسنے بچائی تھی تخت پر بٹھایا لیکن اقبال چو کے خاندان کا جاچکا تھا
یہہ لڑکا بھی جو بڑا ہوا تو باپ کی حالت کو بھول کر ظلم کرنے لگا لیکن حد سے زیادہ نہ گذرا اور
اوسکا بیٹا جو مسند پر آیا اوسنے عیش و عشرت مین اپنے کو ڈالا اور ایک فاحشہ کے ہاتھہ
مین زمام طبیعت کو حوالے کردیا اور اوس عورت کی عادت یہہ تھی کہ نہ کبھی مسکراتی نہ ہنستی
تھی اور خود فغفور دیوانہ تو تھا ہی تھا ہزار ترکیبین اوسکے ہنسانیکی کرتا تھا لیکن اوسکے منہ پر
مطلق تبسم کا نشان نہین آتا تھا اور سلطنت کے امورات سب چھوڑ چھاڑ کر اوس احمق
کی شب و روز یہی فکر تھی کہ معشوق ہنسے آخر کار ایک بات ایسی خود بدولت کو
سوجھی کہ وہ رنڈی تو ہنسی لیکن دونون کے رونیکی جو نوبت اوسی سبب سے آئی
سوآئی مگر اونکی جان بھی اوسی کے نتیجے سے گئی تھا مین دستور ہے کہ جب غنیم کی یورش کا
خوف ہوتا ہے تو دار الامارۃ کے قریب جتنے ٹیلے ہوتے ہین اون پر بڑے بڑے
الاؤ جلاتے ہین تا دور کے لوگ مطلع ہو وین اور مدد کو آوین غرض ایک روز فغفور نے
خواہ مخواہ ٹیلون پر آگ لگادینے کا حکم دیا اور جب امرا اور سپہ سالار اور دوسرے لوگ گھبرائے
ھڑبڑائے چارون طرف سے دوڑے آئے اور بعض گر پڑے اور بعض بے اختیار بدحواس
ہو کر خبر پوچھنے لگے تب وہ بلاے روزگار جو جھروکو مین بیٹھے ہوے تماشا دیکھہ رہے تھے
کھل کھلا کے ہنس پڑے اور قہقہہ سارے محل مین مچا اور میان فغفور بھی خوش ہوے اور
کہنے لگے کہ جو کچھہ ہو مگر دیکھو تو سہی مین نے معشوق کو کیسا ہنسایا لیکن اتنی عقل کہان تھی جو سمجھے

کہ وہ سردار سب خفیف ہوکر جو پھرے اونکے دل پر کیا گذرا ہوگا اور اونھون نے اوس حقیر کو کتنا ناچیز جانا ہوگا بعد اس بلوا ور پوچ حرکت کے فغفور نے اپنے بیٹے ولی عہد کو عاق کیا اور چونکہ اوسنے ختن یا چین کے امیر کی جاگیر مین جاکر پناہ لی اور امیر نے بھی اوس مظلوم کو جگہہ دی اور خاطر کی تھی اسی سبب سے فغفور فوج لیکر اوس سلطان کے ملک پر چڑہ گیا اور اوسنے جب مقابلہ کے لیے اپنے کو کم زور سمجھا قوم تاتار کو اپنی کمک کے لیے بلوایا جب یہہ ہوا فغفور نے حکم ٹیلون پر آگ جلانے کا دیا لیکن ایک سردار بھی مدد کو نہ پہنچا اور اوس بات کی گرہ اونکے دل مین پڑگئی تھی اور پادشاہ کے معشوق کی ہنسی ہولی ہوئی تھی آخر شش یہی ہوا کہ تاتاریون نے حملۂ زبردست کیا اور فغفور کو معشوق سمیت مارڈالا اور اوسی پادشاہ زادے کو تخت نشین کیا جسکے سبب سے یہہ قصہ شروع ہوا تھا اس شخص کے بعد جتنے فغفور ہوئے نہ ایسے اچھے نہ ایسے برے تھے اور اونکی کوئی بات نہ نیکی نہ بدی کی تاریخون مین درج ہے غرض دن بدن خاندان کا زور گھٹتا اور ضعف اوسمین آتا گیا اور زیادہ سبب زوال کا یہہ ہوا کہ مملکت ختا مین اکیس خودمختار سلاطین تھے کہ ہمیشہ آپسمین لڑتے جھگڑتے تھے اور فغفور کو کچھہ چیز نہین جانتے تھے اور یہی نتیجہ اوس کرم وفیض کا ہوا جو اس خاندان کے پہلے پادشاہ اُوْوَانگ نے عطا کیا تھا القصہ ان سبھون مین زبردست چین کا پادشاہ تھا اور چونکہ صاحب شمشیر و تدبیر تھا اوسنے ایک ایک کرکے اور پادشاہون کو شکست دی اور اونکا ملک چھین لیا جب خوب زور آور ہوا تو خود فغفور پر اوسنے حملہ کیا اور اوسوقت چو کے گھرانے کا چونتیسوان پادشاہ تخت ختا کا مالک تھا لیکن بیچارے کا فقط نام ہی نام تھا اور عزت جو ذری باقی تھی وہ بھی جہین گئی جب چوسنی انگ پادشاہ خاندان چین کا مقابلے کو آیا اور فغفور نے دیکھا کہ اپنی مدد کو کوئی نہین ہے اوسنے چوسنی انگ کو جاکر نذر دی اور سب کچھہ حوالہ کیا اور فقط اتنا ہی چاہا کہ جان کی امان ملے اور تھوڑی سی جاگیر اوقات بسری کے لیے عنایت ہووے القصہ چوسنی انگ نے مانا اور انقلاب روزگار کو یاد کرکے ملتمس کی عرض کو قبول کیا لیکن

تخت و تاج فغفور سے چھین کر اپنی قلمرو سے نکال دیا اور یہی خاتمہ چو کے گھرانے کا ہوا ✦✦
تیانگ وانگ تیسوان پادشاہ اس خاندان کا تھا اور اوسی کے عہد مین سید الحکما چین حکیم
کنگ فوزی پانسو برس قبل حضرت عیسیٰ کے پیدا ہوا اور یونانی حکیم سولون جد مادر افلاطون
اوسکا ہم عصر تھا بار ہا پہلی جلد مین راقم نے اس اکمل الفضلا ختا کا ذکر بر سبیل تذکرہ کیا ہے
کہ ختا کی سلطنت کو اتنی پایداری اوسکی حکمتون سے ہوئی کہ الاشل دارا اور اسکندر کی سلطنتون
کے بجز بیان صحائف تاریخ کے کسی دوسری جگہہ مملکت ختا کا نشان بھی نہین ملتا اوس
شخص مقدس کا باپ سرکار ٹنگ مین عہدہ دار عالی وقار تھا بلکہ اکثر کا بیان ہے کہ سلطان
لو جو تمامی سلاطین خود مختار سے ایک سلطان بہت عالی وقار تھا اوسکا وزیر اعظم تھا اور
ماں کا گھرانا فغفور تو کا تھا جسکی نیکیو ذکر کیا جا چکا ہے اوسکے باپ ماں کا یہی ایک لڑکا ہوا اور
سن طفولیت مین بھی مطلق لڑکپنا اوسکے مزاج مین نہ تھا بقول ہندی مثل کے ہونہار بروے کے
چکنے چکنے پات اوسکے عادات نہایت صغر سن مین بھی ایسے منتظم تھے کہ جسنے
اوسے دیکھا بیساختہ کہا کہ یہہ لڑکا سنجیدگی مین ابھی سے بوڑہونکا مقابلہ کرتا ہے دیکھیے
کیا ہوتا ہے اور باپ نے یہہ طور طبیعت کا دیکھکر اوسکو ایسے ایسے استادون کے
سپرد کیا کہ پندرہ برس کی عمر مین فضیلت کا مرتبہ اوسنے حاصل کیا اوسکے بعد سیاحی کو
نکلا اور سلاطین ختا کے یہان گیا اور چاہا کہ عفت اور عدالت کو ترقی ہو اور آپس کا بگاڑ
موقوف ہووے چونکہ فاضل زبردست اور خاندان شاہی سے تھا ہر سلطان نے
احترام کیا لیکن ہر کسی کی چشم عقل پر نفسانیت کا ایسا پردہ پڑا تھا کہ حکیم کی صلاح کسیکو پسند
نہ آئی اور کسی نے قدر اوسکی باتون کی نہ کی پچپن برس کی عمر تک کنگ فوزی اسیطرح
سے سلاطین کے یہان گیا اور چاہا کہ نیک کردار ہو وین اور اہل ختا کو اہل ختا کے ہاتھون
سے قتل نکروا وین جب کسی نے نہ سنا اپنے وطن مین گوشہ اختیار کرنیکے قصد سے
پھر آیا اور چونکہ باپ اوسکا فوت کر چکا تھا اور شہرہ اسکے علم اور دانائی اور نیکی کا پہلا

تھا پادشاہ نے چاہا کہ باپ کا قائم مقام ہووے اور اسی نظر سے بارہا بلوا کر التماس
کیصورت سے اپنے مطلب کو گذارش کیا لیکن کنگ فوسی نے انکار کیا اور کہا کہ
استنے روز مین نیکنام رہا اچھا رہا یہہ تمہین بُرا معلوم ہوا کہ اب میری بدنامی کروایا چاہتے ہو
آخر کار جب تنگ ہوا اور یہہ بھی سوچا کہ عوام الناس زیادہ توجہ بلند مرتبے والے شخص کی
حرکتون کیطرف کرتے ہین اور اگر وہ نیک ہو تو اوسکی دیکھا دیکھی اچھی عادتون کے نوکر اور
بُرائیون سے عبرت پذیر ہوتے ہین پس وزارت کے عہدے سے یہی حاصل ہووے گا
کہ عوام اطوار نیک اختیار کرینگے اسیطرح کی باتین سوچکر پادشاہ کی بات کو حکیم قبول کرکے وزیر اعظم
ہوا اور اپنی حکمت عملی کا ایسا چرچا پھیلایا کہ تین برس مین صورت سلطنت لو کی دوسری ہوگئی اور
ملک آباد رعیت آسودہ حال اور دعاگو فوج مہیا اور حسب خزانہ معمور ہوگیا لیکن سلطان سی جسکی
ریاست پہلو پر تھی جب اوسنے یہہ طور دیکھا سمجھا کہ چند روز اور بھی اگر یہہ حال رہے گا تو پھر لو
کے سلطان کا کوئی مقابلہ نکر سکیگا یہہ سوچا اور چند طائفے کسبیون کے سلطان لو کے پاس
بھیجے اور ناچ ورنگ کا مزہ اوسکے دل مین ڈالا جب کنگ فوزی نے یہہ دیکھا خاوند کو بہت
سمجھایا تاکہ اون رنڈیون کو نکال دیوے اور اون بلاؤن کے دام مین نہ پھنسے غرض جب
بادشاہ نے نہ سنا حکیم نے استعفا دیا اور بعض مورخ کی روایت ہے کہ دوسری سلطنتون
مین بھی اوسنے قصد نوکری کا کیا تاکہ رعایا پروری زیادہ ہووے لیکن کسی جگہہ پر عرصے
تک وہ شخص کامل نرہا اسلیے کہ جس سلطان کے یہان نوکری جب اوسنے کی اور کوئی بات
خلاف عدل اور رحم کے اوس شاہ نے کی اور حکیم کی بات نہ مانی فوراً یہہ مستعفی ہوتا اور دوسری
جگہہ چلا جاتا تھا غرض اکثر مورخ اسی پر اتفاق کرتے ہین کہ اپنے وطن مین دست بردار نوکری
سے اوسوقت ہوا جب اوسنے دیکھا کہ تہذیب نفس اور تدبیر منزل اور سیاست مدن کی حکمت
پر لکثر لوگ عامل ہوتے لگے اسپر حکیم نے سمجھا کہ اگر گوشہ اختیار کیا جاوے اور تصنیف پند و نصائح
کی کتابون کی ہووے تو ہمیشہ کے بقاے نام کے سوا شجر حکمت برابر سبز و بارآور رہے گا

اسی قصدسے حجرے مین جا بٹھیا وہان تین ہزار تلامیذ کی جمعیت ہمیشہ رہتی تھی اور اونکی تعلیم حکمت عملی اور علم فصاحت اور بلاغت مے اور فقہ اور ادب اور اخلاق اور منطق اور ریاضی اور دوسرے علوم مین ہوتی تھی ونکو اوقات اس طرح پر کٹتی تھی اور شبکو وہ کتابین لکھی جاتی تھین جو متانت مضمون کے باعث سے اسقدر مشہور ہین اسی طرحسے جب تہتر برس کی عمر ہوئی کنگ فوزی کی اجل آئی اور جب مرض الموت مین گرفتار اپنے کو سمجھا تلامیذ کو بلوایا اور کہا کہ مجکو پیام موت آچکا اور بہت موقع سے آیا اس لیئے کہ مین دنیا مین بیکار محض رہا اور کچھ فایدہ کسیکو مجسے حاصل نہ ہوا اس لیئے رخصت ہی ہونا بہتر ہے اگرچہ شاگردونکا دل صدمۂ غم سے پارہ پارہ ہو رہا تھا لیکن خوف سے کسی نے اُف نکیا ایک سناٹے کا عالم اوس مقام پر تھا اس تحمل کو دیکھکر حکیم کا چہرہ بشاش ہوا اور سبھون کی طرف خطاب کر کے اوسنے فرمایا کہ اگرچہ بنی آدم کو شربت مرگ تلخ ہے لیکن جانکندن کا تلخ آبہ میٹھا ہو جاتا ہے جب خیال آتا ہے کہ جن لوگون کے لیئے کچھ محنت کی گئی وہ رائگان نہ گئی اور تم سب کے تحمل اور مردانگی سے مجھپر ثابت ہے اور اوسی یقین سے مجکو ایذای مرگ راحت ہے کہ میری نصیحتون سے اتنا فائدہ تو ہوا کہ مجسے عزیز کی جدائی تمکو اس لیئے گوارا ہے کہ ایسے وقت پادشاہ بھی بیچارہ ہے اتنا سبھون کو کہکر ایک شاگرد رشید کو قریب بلوا کر اوسکے کان مین کہا کہ جب مین اپنے جان نکلتے دیکھون گا تمھین اشارہ کرونگا ایک چادر پانون سے سر تک اوڑھا دینا تا روح کی مفارقت کا وقت ان لوگون کو معلوم نہووے لحظے کے بعد ہاتھ کا جو اشارہ حکیم نے کیا اوس شاگرد نے چادر اوڑھا دی غرض جو نہین سبھونکو معلوم ہوا کہ وشتاد نے انتقال کیا ایک واویلا ایسا شروع ہوا جو کئی روز تک برابر رہا اور دریاے محبت کے جوش مین حکمت اور تحمل کا پہاڑ مثل تنکے کے بہہ گیا اور حکیم کی قبر پر بالکل تلامیذ نے تین برس تک غم کیا وہ قبر دریاے سو کے کنارے پر واقع ہے اور اہل ختا حکیم کنگ فوزی کو ایک برگزیدہ خدا جان کر پرستش کرتے ہین چنانچہ پندرہ سے ساٹھہ معبد سے زیادہ اوسکے نام سے ہین اور

ختائی تاریخ مسمی اشسینگ موچی کی جلداول کے دوسرے صفحے مین لکھا ہے کہ انہین
دیورون مین ہرسال باسٹھہ ہزار چھہ سے چھہ جانور کی قربانی دی جاتی ہی اور ستائیس ہزار
چھہ سو تہان ریشم کے بھی چڑہائے جاتے ہین * حکیم کنگ فوزی میانہ قد اور وجیہ اور خوبرو
تھا اور روشن ضمیری کے باعث سے چہرے پر ایک نور ایسا جلوہ گر تھا کہ جو دیکھتا تھا
رعب مین آجاتا تھا اور چاندی سر کی بہت بلند تھی قیافہ دانون کے نزدیک یہہ علامت قوت
ادراک عالی کی ہی تصنیفین اونکی بہت ہین اور اونکی نصیحتون اور حکمتون پر ختائیون نے ہمیشہ عمل
کیا اور اوسکو آئین ملک داری قرار دیا ہی * چوتھے خانوادے اکتیسوین پادشاہ کے عہد مین
حکیم مینگ زی پیدا ہوا اور ختائی حکما مین اوسکا پایہ کنگ فوزی کے بعد ہی ہی اور تعلیم یافتہ
بھی اوس حکیم کے پوتے کا مینگ زی تھا اور اوسکا بھی گھرانہ عظام ختا سے تھا اور طرفین
سے امیرزادہ تھا اوسکا باپ اسکے بچپنے مین مرگیا لیکن ماں نے تربیت اچھی کروائی اور
طبیعت اوسکی خود علوم کیطرف رجوع تھی تحصیل سے جلد فراغت ہوئی بعد اوسکے حکیم
کنگ فوزی کے پوتے کا مریدہ ہوا اور چونکہ کنگ فوزی کی حکمت کا پیرو ہوا سلاطین
ختا کے دربارون مین گیا اور آپس کے جھگڑے سے اونھین باز رکھنا چاہا لیکن نفسانیت نے
منع کیا کیونکہ کسی کا حوصلہ اتنا نہ تھا کہ حکمت پر عمل کرے اور حکیم کی قدر سمجھے جب سلاطین
مین سے کوئی اونکا شنوا نہ ہوا حکیم نے قصد دو فرقے کے توڑنے کا کیا جنہون نے
بڑا رواج پایا تھا اور یہہ دو فرقے حکیمون کے نکالے ہوئے تھے ایک کا مذہب یہہ تھا
کہ آدمی کو بجز خودی اور خود پرستی اور خودغرضی کے کچھہ نہ چاہیے اور دوسرے کے مذہب مین
خلائق کی دوستی اور عالم نوازی تھی غرض یہہ دونون کا عقیدہ کنگ فوزی کے خلاف
قول کے تھا اسلیے کہ اپنے خویش و کفو کی خاطر حکیم نے مقدم ٹھہرائی تھی اور بعد اونکے
اغیار کا حق سمجھا تھا سوائے اسکے خودغرض آدمی کو کنگ فوزی نے انسانیت سے
خارج کیا اور ویسے آدمی کے حق مین فرمایا تھا کہ جسطرح اور جانورون کو خالی اپنے پیٹ

پھر نیکی غالب رہتی ہی اوسی طرح سے خود غرض کو فقط اپنی بہتری دیکھائی دیتی ہی اور ایسے لوگ آدمی ہین مگر انسان نہین الغرض انہین دو خلاف فرقون کے توڑنے مین منیگ زی نے اپنی اوقات صرف کی اور آخر شش اپنے استاد کی راہ کو بحال رکھا اور اوسی وقت سے ختائیون کے درمیان کوئی چار سی گروہ جدا جدا ہوئے اور ہر کفو والے ایک طرف ہو گئے اور حال ان لوگونکا یہہ ہی کہ اگر کسی پر مصیبت پڑتی ہی تو مصیبت کے وقت اوسکی برادری مدد کو آتی ہی اور اکثر جنگ وجدل بلکہ سر کٹون کا سامنا ہوتا ہی جب ایک کفو والا دوسرے کفو والے سے بگڑتا ہی القصہ چوراسی برس تک حکیم منیگ زی جیا اور برابر پریشان اور مفلوک رہا لیکن جو نہین اوسکے مرنے کی خبر پھیلی بھیہ قدر ہوئی کہ ولایت کا مرتبہ اوسکے واسطے کم سمجھا گیا اور بعضون نے اوسکی صورت کا بت بنا کے پوجنا شروع کیا اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ قدر نعمت بعد زوال کا قول اوسوقت مین بھی خلائق کی طبیعت کے ساتھہ موضوع تھا

چھٹا باب

چین کے گھرانے کے بیان مین

چوسی انگ نے تخت ختا کو حاصل کر کے جس جس کو چو کے خاندان کا خیر خواہ سمجھا قتل کیا او تا کہ لوگون پر اوسکا رعب غالب ہووے اور دلون مین ہیبت سماوے ہزارہا آدمی کو اوسنے مروا ڈالا اوسکی بیرحمی نے خلق کو اوس سے ناراض کیا والا تمام ختائی سلاطین آن کر نذر دیتے اور شہنشاہ کہتے مگر خونخوار کا تابعدار خوشی سے کون ہوتا ہے اسلیے بزور شمشیر اکثر سلاطین سے اوس نے خراج لیا غرض جو ہوس شہنشاہی کرنے اور بالکل مختار ہونے کی دل مین تھی دل ہی مین رہ گئی اور بعد اوسکی مرگ کے ہوان وانگ اوسکا بیٹا جو بیٹھا تو پیغام اجل کا برس روز کے اندر ہی اوسے پہنچا اور چو وانگ سی آن وانگ اوسکا بیٹا جسکا عرف اپنی چین تھا چندے مسند نشین رہا اور سلاطین ختا کے ساتھہ جو لڑائی دادا کی بنا کی ہوئی تھی اوس مین حتی المقدور کوشش کی اور دو چار کو شکست بھی دی لیکن مراد نہ ملی اور تمام کو سر کرنا اور مٹا دینا اور اوسنے

باج لینا اِی چِن کے نصیب مین نہ تھا حالانکہ اون سلاطین کی خودسری کے تمام ہونے کا ایام
قریب آچکا تھا اِی چِن کے بعد چِی وانگ ٹِی فغفور ہوا اور اکثر ختائی مورخون کی روایت ہی کہ وہ
اِی چِن کے نطفے سے نہ تھا کیونکہ اوسکی مان جب ایک مرد سوداگر سے حاملہ ہو چکی تھی تب
اوسنے فغفور کے ہاتھ اوس عورت کو بیچا تھا اور اوس شخص نے یہہ حرکت اس امید سے کی
تا کہ تمنا دل کی پوری ہووے اور اپنی اولاد کو تخت پر دیکھے اگرچہ یہہ امر بعید القیاس نہین ہی لیکن
شبہہ اس نقل کی راستی پر اسی جہت سے ہوتا ہی کہ علماء ختا بسبب ایک سانحے کے جو ذیل
مین مذکور ہی اسکے نام پر ہزارہا لعنتین کرتے ہین اور یہہ فقرہ اوسکے حرامزادے ہونے کا
توہین کے قصد سے اونھون نے تیار کیا ہی غرض یہہ تحقیق ہی کہ سوداگر نے فغفور اِی چِن سے
یہہ دوستی بڑہائی اور اپنی لیاقت اس طرح اوسکے نزدیک ظاہر کی کہ اِی چِن نے خدمت
وزیر اعظم کی اوسے دی خیر جب فغفور نے انتقال کیا وہی لڑکا تیرہ برس کی عمر مین گدی پر جلوہ
بخش ہوا اور ایسے بہادر اور مدبر فغفور گنتی کے دو تین ہی ہوئے ہین اور ایسا ایسا کام اوسنے
کیا کہ نام اوسکا قیامت تک رہ جائیگا ٭ بعد جلوس کے مان نے بدفعلی شروع کی اور محل سرا کے
ایک نفر سے پہنس گئی جو خوجہ مشہور ہو کر محل مین داخل ہوا تھا اور اوسکی صورت مخنث
پر بھی گمان یہی ہوتا تھا غرض پکڑا گیا اور اوسکی طرف کے دو لڑکے جو اوسکی مان جنی تھی
سبکو فغفور غیور نے قتل کیا اور مان کو محل سے نکال دیا جب یہہ ماجرا وقوع مین آیا مملکت
مین اوسکا بڑا چرچا پھیلا اور فغفور کی سنگدلی اور اپنی والدہ کے ساتھ برائی کرنی ورد زبان
خلائق ہوئی اور چونکہ ایام کنگ فو زی اور مینگ زی کو تھوڑے دن گذر چکے تھے اور احکام
اونکے والدین کی اطاعت کے باب مین تازہ تھے اسلیے اون حکماء کے کئی شاگردان شاگرد
نے حضور مین درخواست کی اور والدہ کی رہائی چاہی لیکن فغفور اوسے سنکر بڑے طیش مین
آیا اور فرمایا کہ آج سے اگر پھر اس امر مین ذکر مجھ سے کوئی کریگا قتل ہووے گا اور اوس روز
سے ننگی تلوار لیکر دربار کرتا تھا لیکن اسپر بھی ستائیس مریدان کنگ فو زی نے مل کر جو پھر

درخواست کی پادشاہ کی ایسی خفگی ہوئی کہ سبھونکو مروا ڈالا اور غیرت دینے کے لیے لاشونکو
ٹکڑے کرڈوا کے قلعے کی فصیلون پر لٹکوا دیا اس حرکت سے اگرچہ لوگ بہت آزردہ ہوے
لیکن رعب پادشاہ کا ایسا غالب ہوا کہ سب تھرتھرا اٹھے اور چپ رہے غرض والدین کی
اطاعت اور خدمت کی رسم شروع ہو چکی تھی اور اوسکی والدہ کی فاقہ کشی اور پریشانی اور فغفور کی
بیرحمی کا حال جب بیان مین آتا تھا تو خاص و عام کا کلیجہ مُنہ کو آتا تھا اور علما کا دل چاہتا تھا
کہ ایک ایک کرکے ہم سب جاوین اور اللہ کے غضب سے پادشاہ کو ڈراوین اس لیے
اگر پادشاہ ظالم ذبح کرے تو اوستادون کے احکام پر سے تصدق ہو جاوین لیکن جانکا
خوف اخیر مین سب پر غالب ہو جاتا تھا اور سب کی زبان پر قفل پڑ جاتا تھا آخرش ایک
شخص فاضل او رجری نے فغفور کا سامنا کیا اور کہا کہ مین مرنے اور کچھہ عرض کرنے آیا ہون
اور آنا ہی چاہتا ہون کہ میری بات کو پہلے تو سن لے بعد اوسکے قتل کر اس سے زیادہ کا امیدوار
یہہ جان نثار نہین ہے شاہ نے اس جرأت کی قدر کی اور یہہ بات کہی کہ خیر جو کچھہ جی مین ہے
کہہ لے تب اوس نے باواز بلند کہنا شروع کیا کہ جو آدمی بخوف موت رہتا اور اس طرح دن کاٹتا ہی
کہ ہمیشہ جیے گا اور جو پادشاہ اسطرح سے سلطنت کرتا ہی کہ تخت اوسکا نہین چھن جا سکتا ہی
یہہ دونون عنایت پروردگار سے جلد محروم ہوتے ہین اور ایک کی جان اور دوسری کی
حکومت آناً فاناً مین جاتی رہتی ہی اور تو نے ای پادشاہ بے ترس خدا اپنی ماں کو ایسا ستایا
ہی اور اوسکے ساتھہ یہہ سلوک کیا ہی کہ جسکے سبب سے ساری خلقت تجھپر لعنت بھیجتی ہی اگرچہ
وہ قصوروار تھی لیکن تیرے ہاتھون سے سزا پانے کی سزاوار نہ تھی باپ تیرا اگر جیتا رہتا
تو اوسکا جو جی چاہتا سو کرتا مگر بیٹے کا مقدور نہین کہ والدین کے گناہ اور تقصیر کے باب مین
کچھہ پرخاش کرے یا زبان ہلاوے چہ جائیکہ یہہ سزا سے سنگین دیوے اور سوا
اسکے تو نے اون خیرخواہونکا خون ناحق کیا جنھون نے تجھے غضب خدا سے ڈرایا اور نیک
کرداری کا رستہ بتلایا اور اونکی مردمی اور بزرگی کی یہی تو نے قدر کی کہ اونکی لاشون کو

فصیلون پر لٹکایا اور چیل اور کوّون کو کھلا دیا اور اب بھی تجکو کچھہ خیال اپنی آخرت کا نہین آتا اور
اوسی طرح سے گمراہ ہوکر اپنی خرابی کی راہ پر اندہا دہوند چلا جاتا ہی اور سچ کہہ تو فغفور کی اور جوجو
ظلم اور بداطواری کے کوچے مین مارے پڑے اونمین اور تجھہ مین بیرحمی کی جہت سے
کیا فرق ہی اور یہہ تجکو یاد ہی کہ جانین اور سلطنتین ان مردودون کی دفعتاً آناً فاناً مین جا چکی ہین
اسپر اتنا غافل بیٹھا ہی اور اگرچہ تو ای بادشاہ عالیجاہ و معالی پایگاہ ہی اور مرتبہ تیرا بہت بڑا ہی
اور تیرے غضب کا خوف سب کے دل مین پڑا ہی لیکن اسپر بھی اتنا سن لے اور گوشۂ خاطر
مین جگھہ دے کہ جب رعیت پھرتی ہی قسمت بگڑتی اور جاہ و حشمت مطلق کام نہین آتی ہی اب
جس طرح اور نمک حلالون کو تونے مارا ہی میرے قتل کا بھی حکم دے یہہ جرأت اور خیرخواہی
شاہ کو پسند آئی تلوار اوسنے ہاتھہ سے پھینک دی اور کہا کہ افسوس صد افسوس کہ غصے مین مینے
اون علماؤنکو مارا اور یہہ خیال نکیا کہ جسطرح سے دوا تلخ ہوتی ہی مگر فائدہ بخشتی ہی اوسی طرح سے
کڑوی بات گوش کو ناگوار معلوم دیتی ہی مگر نقصان سے بچاتی ہی خیر جو ہوا سو ہوا اب تم بھی
میرے ساتھہ چلو اور دیکھو کہ تمہاری نیک صلاح سے کیا اثر پیدا ہوا بادشاہ نے اوس شخص کا
ہاتھہ اپنے ہاتھہ مین دیا اور وہان کے جھوپڑے مین جا کر اوسے سجدہ کیا اور نہایت احترام کے
ساتھہ محل مین لے آیا اور اوس فاضل کو شاہی محتسب کا عہدہ اور شیر الدولہ کا خطاب دیا اور
ہمیشہ اوسکے ساتھہ مثل بزرگ کے پیش آیا اور جونہین فغفور نے اسطرح سے مان کی عزت کی
اور اوس عالم کی بات رکھی تمام مملکت مین شہرت پھیلی اور رعایا کو تسکین ہوئی کہ بادشاہ کی
طبیعت نیکی کی طرف پھری ❊ اعیان دولت سے ایک شخص بنام لی زہی غیرملکی تھا یعنے
وطن اوسکا ریاست فغفور سے باہر دوسرے ایک سلطان کی حد مین واقع تھا جب فرمان اس
مضمون کا نکلا کہ جتنے غیرملکی جو اس سرکار کی ریاست مین آئے ہین سب اپنے اپنے وطن کو چلے
جاوین تب اس لی زہی نے ایسی ایک عرضی حضور مین گذرانی اور ریاست مین اغیار کے
رہنے سے جو فائدے متصور تھے سبکو اس خوبی اور فصاحت کے ساتھہ اوسنے بیان کئے

کہ فغفور نے اپنے حکم کو دوسرے ہی روز منسوخ کیا اور لی زنی کو وزیر اعظم بنایا اور اسی کی صلاح سے پادشاہ نے تمام سلاطین کو سر کیا اور شہنشاہ ختا اصل حقیقت مین ہوا اسکے صورت اسطور سے ہوئی کہ پہلے کئی برس تک فغفور نے اپنے اخراجات کو حد اعتدال پر رکھا لڑائی بھڑائی سے وہ باز رہا اور خزانے کو خوب ہی معمور کیا جب دولت بامراد حاصل ہوئی فغفور نے زرپاشی شروع کی اور سلاطین مین زر کے وسیلے سے بگاڑ ڈلوا دیا اور جب ایک دوسرے سے لڑکر قریب تباہی کے پہنچا اور اوسکا حریف بھی علی ہذالقیاس ضعیف ہوا تب فغفور نے کوئی بہانہ کرکے دونون سے یا ایک سے بگاڑ کیا اور آناً فاناً مین اوسکا ملک چھین لیا تو اسی تدبیر سے تمام سلاطین کو اوس نے بے تخت و تاج کیا اور ساری مملکت ختا کا مالک ہوا اور شہنشاہ اوسیوقت سے کہلایا اور حالانکہ دولت وملکیت خواہش سے زیادہ ہاتھ آئی تھی اور تبت بزرگ کی حد سے مشرقی سمندر تک اور ملک تاتار سے بحر جنوب تک کی حکمرانی ہوئی لیکن آرام وعیش طلبی مطلق مزاج مین نہ سمائی باوجودیکہ مکانات عالیشان اوس نے بہت بنائے اور بنہایت تکلفات سے آراستہ کیا اور باغات مین بھی علی ہذالقیاس سامان بے پایان عیش و نشاط کا مہیا کردیا اس پر بھی یہہ قاعدہ تھا کہ چند آدمی کو بھیس پوشیدہ جاتا تھا اور احوال وہان کے حکام عدالت اور تحصیل اور محاصل زراعت کا خود دریافت کرتا تھا اور شوق اوسکے دل مین یہی تھا کہ مملکت ختا کا سر نو بندوبست کرے اور قدیم فغفورون کے رویے پر نہ چلے اور اس ارادے سے جب دستورات قدیم سے اندک فرق کرتا تھا علما کا شور اوٹھتا تھا کہ فلانی بات یائو اور شن اور یو کے خلاف حکم کے ہی اوسکو کرنا امتناع ہی اور یہہ روک ٹوک جب فغفور کو ناگوار گذری لی زنی سے اوس نے مشورت کی اور وزیر نے تمام کتب قدیم کو جمع کرکے آگ لگا دینے کی صلاح دی اور یہی بات وقوع مین آئی اس سبب سے تاریخ ختا کے اکثر مقامات مین اغلاق واقع ہوا ہے اور بہت سے احوال کو مورخون نے فقط یاد سے لکھا ہے اور یہہ حرکت ختائی علما اور شعرا کو ایسی بری معلوم ہوئی کہ چی وانگ ٹی اور شیطان مین اونہون نے فرق

نہین کیا اور ولد الزنا ٹھہرانے کے علاوہ ابلیس مجسم کا لقب اوسکو دیا ہے حقیقت مین اونکی ہجو
بے سبب نہین تھی کیونکہ ایک تو کتب قدیم کے نقصان کرنے اور سب فاضلون کے گھر سے
کتاب جبراً منگوا کے جلا دینے کی حرکت اوس نے کی ہی تھی علاوہ اسکے چارسی ساٹھہ علما کو
اسی قصور پر اوس نے جیتا گڑوا دیا کہ اپنے اپنے کتب خانیکو شاہ کے پیادون کے حوالے
اونہون نے نہین کیا تھا سواے اسکے اون سے خوف فغفور کو یہہ تھا کہ اگر زندہ رہین گے
تو حافظے سے اون کتابون کو یہہ پھر لکھین گے اور ہمکو عاجز کرین گے غرض طیش مین اگرچہ
وانگ تی نے یہہ خون ناحق کیا اور بیرحم اور سنگدل اور خونخوار بجا کہلایا لیکن ان عیبون کے
ساتھہ آتا تھا کہ خطا مین اگر پانچ چار فغفور متواتر اسی طرح کے ہوتے تو واللہ اعلم کیا کیا وہ نکرتے
اور کس کس ملک کو عمل مین نہ لاتے القصہ جب کشت وخون اور لڑائی بھڑائی سے فارغ ہوا اور
انتظام ملک کا تردد کر چکا ہمیشہ جینے اور باقی رہنے کی ہوس اوسکے دل مین ازبس پیدا ہوئی اور
اس خیال باطل کو خوشامدیون نے ترقی دی آخر الامر چند نوجوان مرد اور عورتونکو اوس مشرقی سمندر کی طرف
روانہ کیا اسلیے کہ سن چکا تھا کہ اودھر کے جزیرون مین ایک جزیرہ ایسا تھا کہ وہان کے چشمے کا
پانی جس نے پیا مرگ اوسکے نزدیک نہین آئی غرض وہ لوگ گئے اور پھر آئے اور اونکا بیان
یہہ تھا کہ مشرقی سمندر مین طوفان نے آگے بڑہنے ندیا لیکن ایک مرد کا جہاز چونکہ طوفان مین
بحر سے الگ ہوگیا تھا اوس نے چند روز کے بعد آن کر یہہ فقرہ سنایا کہ منزل مقصود تک
پہنچا تھا لیکن چشمہ اوس ایام مین جاری نہ تھا غرض اوسکے ہاتھہ ایک کتاب آئی تھی جس مین
یہہ بات اوس نے لکھی پائی کہ چین کا گھرانا اوس خاندان کے ہاتھہ سے تباہ ہوویگا جس کا نام
ہو کی لفظ سے شروع ہے اس واہیات بات کے اعتبار پر فغفور نے فوراً جنگ کا سامان
تیار کیا اور چونکہ ایک قوم تاتار کا نام ہوانگ نو تھا اور پہلے حروف ہو تھے دفعتاً اونکے
ملک پر چڑہ گیا اور چونکہ اچانک جا پہنچا اور سب کو بے فکر پایا اس سبب سے اونکو پامال کیا
والا اگر پیشتر سے خبر اونکو ملتی تو شاید شکست ہوتی بلکہ غالب ہے کہ وہ تاتار جو تخوار سب فغفور کو تہنا

تنگ کرتے کیونکہ وہ بڑے جنگی اور صحرا کے رہنے والے تھے اور لوٹ تاراج سے اونکی اوقات
اور شکار پر اونکی گذران تھی اور ہر وقت گھوڑون پر سوار ہاتھ مین تیر و کمان و تلوار لیے خونخوار بنے
رہتے تھے اگرچہ وہ بھی قوم ختا سے تھے چنانچہ بعض مورخ لکھتے ہین کہ شہزادہ چنکو ہی خاندان
ھیا کے تباہ ہونے سے صحراے تاتار مین جا چھپا تھا اور بعض کا بیان ہی کہ اوسی ھیا یعنی یو کے
گھرانے کا وہ شہزادہ باپ سے روٹھہ کر صحرا مین چند آدمیون کو لیے چلا گیا تھا وہی جد ان لوگون کا
تھا لیکن صحرا کے آب و ہوا کی خاصیت اور قنات کے نیچے بود و باش کرنے اور کچی گوشت
کھانے اور رات دن کمر بندہی رہنے کی عادتون نے اونکو ایسا مضبوط بنایا تھا کہ شہری ختائیون
سے اور اون سے کچھہ نسبت باقی نہ رہی اور اونکی گروہ ایک دوسری قوم ہوگئی اور یہی لوگ تھے
کہ کسری اور سکندر بھی اونکی بہادری اور مضبوطی اور سپاہ گری کے قائل ہوئی اور اون سے
باج نہ لے سکے اور اسی قوم کے پہلوانون سے رستم اور اسفندیار کا مقابلہ ہوا اور افراسیاب بھی
تاتاری تھا یہہ لوگ تیر اندازی اور تلوار کے دہنی تھے اور اونکے گھوڑے بجلی تھے اور ان سے
جب کسی سے بگڑتی تھی دشمنون کو لاکھون گھوڑون کی ٹاپون سے روند ڈالتے تھے اور غنیم پر
دفعتہً ایسے جا پڑتے تھے کہ اون لوگون کو حربہ کرنے کی فرصت نہین ملتی تھی گویا اجل سامنے
موجود ہو جاتی تھی اور اونکی رکاوٹ نہ دریا نہ جنگل نہ کوہستان کسی سے ممکن تھی حاصل کلام
تاتاری رسالون مین ہر شخص ایک شہسوار خونخوار تھا اور ان لوگون نے سیکڑون تختون کو اولٹ
دیا اور جو سامنے پڑا خواہ دشمنی کی راہ سے خواہ لوٹ تاراج سے وہ بچ کے نہین گیا الغرض
چونکہ انکا حال اسی جلد کے تیسرے دفتر مین طوالت کے ساتھہ ہے یہان پر اتنا ہی بیان کا
موقع تھا کہ نتیجہ غفلت کا معلوم ہووے کہ غافل رہنے سے ایسے تاتار خونخوار بھی مارے
پڑے القصہ چی وانگ ٹی باوجود اس شکست دینے کے خوب جانتا تھا کہ یہہ قوم موقع پا کے
انتقام ضرور لے گی اور تا وقتیکہ بدلہ اور عوض معقول نہ ہووے اس شکست کی یاد ہمیشہ دل کو
صدمہ پہنچائیگی اس سبب سے اوس نے دیوار ختا کی بنا کی جسکا تمام احوال عاصی نے جلد اول کے

دوسرے دفتر کے چودہوین باب مین بیان کیا ہے * عجب اتفاق اور
قابل تحریر کے ہے اگرچہ بعید القیاس نہین کہ یہہ پادشاہ جو لڑائی کے میدان مین ہمیشہ دلیری
اور مردمی کرتا تھا اور صف کے سرے پر غنیم پر پہلے تلوار کھینچتا تھا وہ جب مرنے لگا نہایت
بدحواس ہوا بلکہ موت کا خوف باعث اوس عارضے کا تھا جس مین مرگیا اور تاریخون مین بیان
اس امر کا یہہ ہی کہ کسی ندیم نے ایک پتھر لیکر فغفور کو دکھایا اور کہا کہ لوگون نے اوسکو آسمان
سے گرتے دیکھا ہی فوراً یہی وہم پادشاہ کے دل مین سمایا کہ وقت میری مرگ کا قریب پہنچا
اس خیال سے اوسکی طبیعت ایسی مکدّر ہوئی کہ پھر اوسکو کسی نے ہنستے نہ دیکھا اور غم سے
گھل گھل کر چند روز مین مرگیا * سینتیس برس اوس نے سلطنت کی اور اوسکے ایام انتقال کو
مورخون نے سنہ دوسو دس قبل حضرت عیسیٰ کے قرار دیا ہی اگرچہ بعض حرکتین جو اس فغفور نے
غصے مین کین خلاف عدل و رحم کے تھین لیکن بڑے رتبے کا شخص تھا اور سوای دیوار
ختا کی ساخت کے اوس نے تین سو کوس کی ایک سڑک بنوائی اور برابر تیر کی طرح یہہ راہ
نکلی ہی اور جو موانع سامنے آئے منہدم کیے گئے اور دونون کنارے پر اس سرے سے واس
سرے تک قطار درختان سایہ دار کی لگائی گئی سوا اسکے آٹھ لاکھ مزدور کے قریب
ساخت مکانات اور آرایش باغات شاہی مین ہمیشہ مصروف رہتے تھے اور سوا ارادۂ
زینت ملک کے یہہ باتین سب رعایا کی راحت اور غربا کی پرورش کی نظر سے کی جاتی
تھین کیونکہ خود مطلق عیش جو نہ تھا اور نہ غذا نہ پوشاک مین تکلف کرتا تھا اور نہ اون واہیات
کی خواہش رکھتا تھا جسکو عوام الناس عیش کہتے ہین اگرچہ کنگ فوزی نے غیر ملکیون سے
ساتھ رابطہ رکھنے اور اون سے خرید فروخت کرنے مین منع کیا تھا لیکن اس پادشاہ نے
ایسی امتناع کو محض بیجا اور موجب اپنے ہی نقصان کا تصور کرکے باب تجارت کو کھول
دیا اور اوسکے عہد مین بنگالہ اور جزائر بحر شرق مین ختائی جاتے اور سوداگری کرتے
تھے اور یہہ بات کبھی وقوع مین نہ آتی اگر پابند حکما کی نصیحت اور پند کا رہتا اور دروازۂ

تجارت کو بموجب اوسکے حکم کے بند رکھنا ٭ غور کی جاہی کہ مقتول علما کا خون انصاف کے
روسے اونہین کے سر ہی کیونکہ اگر اونکی سزا نہ ہوتی تو شور و غوغا جو فغفور کے متمرد ہونے اور خلاف
راے قدیم فلاسفہ کے کرنے سے اونھون نے شروع کیا تھا زیادہ رہنے اگر پاتا تو پادشاہ کا
یا تخت جاتا یا اوسکو باز رہنا ہوتا پس ایک امر مین اپنی قباحت اور دوسرے مین ملک کا نقصان
متصور تھا اسی لحاظ سے اوس نے ایسی سخت سزا دی کہ سب پر ہیبت چھا گئی اس پر کبھی کہ دوسری
سخت سزا اگر ہوتی تو وہ بات موقوف ہو جاتی لیکن ظاہر ہی کہ علما رختا ایسے ایسے موقع
پر بہت نڈر ہوتے ہین چنانچہ کئی نقلین جو بیان ہوئین اور اس کتاب مین درج ہین اوس سے یہہ
بات ثابت ہی بااینہمہ راقم کی بھی یہی راے ہی کہ اگر اون شخصون کو ہلاک نکرکے قید کروا تا یا جلا
وطن کی سزا دیتا تو بہتر ہوتا غرض غصے نے اندہا کر ڈالا تھا اور اگرچہ کسر غضب ہر حال مین واجب
ہی لیکن اس امر کی فراموشی نہ چاہیے کہ طیش کے وقت ادنی آدمی بیخود ہو جاتی ہین اور وہ تو
پادشاہ تھا بھر حال اوسکے عیب و ہنر نظر انصاف سے اگر دیکھے جائین گے تو بجز
اسکے دوسرا سخن زبان سے نہین نکلے گا کہ یکتاے زمانہ تھا اور یادگار روزگار بیشک ہی
چی دانگ ٹی کے چھوٹے بیٹے ارشی وانگ ٹی کو وزیر اعظم لی زی نے تخت پر بٹھایا اور
بڑے بیٹے کو اسلیے محروم رکھا کہ خود باپ کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہووے غرض
یہہ بھی نہایت بد نکلا سواے عیش کے دوسرا خیال ہی اوسکو نہ تھا اور اسی کے عہد مین
خواجہ سراؤنکا دور شروع ہوا اور یہان تک اون لوگون نے اپنے بس مین اوسے کر لیا
کہ اوسکے باپ کے بڑے عزیز اور بہادر سپہ سالار منگ ٹین کو اسی مردک کے
روبرو اون نابکارون نے زہر کا پیالہ زبردستی سے پلایا اور وزیر با تدبیر لی زی کو
نکال دیا اور اپنے گروہ مین سے ایک ناکس کو اوسکے عہدے پر بحال کیا اور رسواے
اسکے غربا پر ظلم شروع کیا الغرض جب احوال اور اطوار فغفور کے ایسے ہونے لگے کہ خواجہ
سراؤن کے ہاتھ مین مثل پتلے کے بن گیا تب رعیت اور فوج اور خاص و عام کی ناخوشی

دیکھکر چو کا باج گذار سلطان بگڑا اور سامان جنگ کا کیا اور اپنے سپہ سالار لو پانگ کو فوج لیکر بھیجا
چونکہ یہہ شخص لو پانگ آگے نام کرے گا اور یہان کے گھرانے کا پھلا فغفور ہو ویگا اس سبب
سے کچھہ حال اسکا پھلے سے بیان کیا چاہیے ✦ راوی کھتا ہے کہ لو پانگ ایک روز شروع
شباب مین جب سبزہ آغاز نھین تھا راہ مین چلا جاتا تھا کہ ایک شخص اجنبی اوسے ملا جسنے
اپنے گھر لیجا کر اوسے اپنی بیٹی دی اور یہہ بات کھی کہ تخت پر جب بیٹھیو تو مجھے یاد رکھیو کہ تمہارے
قیافے سے مین نے تمہاری اوج کی خبر تمہین پیشتر سے دی ہے وہ بات وہین ختم ہوئی
اور چند روز کے بعد لو پانگ سے اور چند بدکردارون سے دوستی ہوگئی اونکی صلاح ایک روز
یہی ہوئی کہ لوٹیے اور کھائیے اسمین وہ بھی شریک ہوا اور چونکہ بھادر اور تلوار کا دہنی
تھا ڈاکوون کا سرگروہ ہوگیا اور چند روز مین یہہ زور و شور اوسنے پیدا کیا کہ ایک چھوٹی سی
فوج ساتھہ ہوئی اور اطراف و جوانب مین دھوم مچگئی اسی عرصے مین چی وانگ ٹی مرگیا او
اوسکے بیٹے نے تخت پر بیٹھہ کر ظلم شروع کیا القصہ جب چو کے سلطان نے قصد فغفور پر
چڑہائی کرنے کا کیا تب لو پانگ اپنی فوج لوٹیرونکی لیکر آن ملا اور خطاب سپہ سالار کا پا کر آگے
بڑہا جب دونون فوجین سامنے آئین چانگ ہانگ سپہ سالار فغفور تمام فوج لیکر غنیم سے یہہ
سمجھکر مل گیا کہ اگر فتح خاوند کی بھی ہوگی تو مردود خواجہ سراؤن کے اختیار مین ہماری جان
رہے گی اس سے بہتر یہہ ہے کہ بلوائے عام کیجیے اور اپنے دوست منگ ٹین کے خون
ناحق کا عوض لیجیے جب اس شخص نے بغاوت کی اور خبر دار الخلافت مین پہنچی والی شہر نے
فغفور سے جا کر کھا کیون بردک اب نقشہ تو یہہ ہے اب آپ سے اپنے تئین ذبح کروگے
یا تمھاری تخفیف تصدیع کے لیے جلادون کو بلواؤن تب فغفور گڑگڑا نے اور کہنے لگا کہ میری
جان بخشی کرو اور کھانے کے لیے تھوڑی سی جایداد دو مجھے سلطنت سے کچھہ کام نہین
اوسکا جواب اوس امیر نے دیا کہ یہہ ہرگز نہین ہو ویگا اور تیرے خاندان نے بہت گھرونکو
نیست و نابود کیا ہے اسکو مٹا ہی دینا واجب ہے اور سُن مخنثون کے مرید تیرے خو جے

وزیر نے تیرے قتل کا حکم دیا ہے یہہ کہکر جلاد جو پیچھے سب کہڑے تھے اونکو اشارہ کیا لیکن
جب تک وہ تلوار کہینچین فغفور نے کمر سے کٹار نکال کر اپنے پیٹ مین مارا اور والی شہر کے
پاؤن کے قریب گر پڑا جب یہہ سانحہ ہوا اوسی خواجہ سرا بیوفا نے امرا کو جمع کیا اور کہا
چونکہ وہ ناہنجار مرگیا ہے اب تخت اوسکے بھتیجے زی آینگ کو دیا چاہیے غرض زی آینگ بیٹھنے
کے ساتھہ ہی اپنے چچا کے قاتل اوس بے خایہ اور بیدل کو مار ڈالا اور بچی بچائی فوج لیکر لو پانگ
کے مقابلہ کو گیا لیکن کچھہ نہو سکا آخرش مایوس اور بدحواس ہوکر اپنے گلے مین رسی ڈال کر ایک
چھکڑے پر سوار ہوا اور لو پانگ کے معسکر کی طرف گیا یہہ حال دیکھتے ہی وہ بہادر اوس
بیچارے کی تعظیم کر کے خیمہ مین لے آیا اور جب زی آینگ نے تمام کنجیان خزانے کی اور
تمام اثاثہ سلطنت کو لو پانگ کے حوالے کیا اوس سپہ سالار نے دار الخلافت مین داخل ہوکر
شہر کو لٹوا دیا لیکن کسی کا خون نکیا غرض جب سلطان چو کا دوسرا سپہ سالار پہنچا اوس نے
قتل عام کا حکم دیا اور زی آینگ کو مار ڈالا اور اوسکے گھرانے کے ہر مدار کو کھدوا کر لاشونکو نکالا
اور اونہین خاکستر کروا کے چارسو پہنکوا دیا یہہ سب حرکتین لوگونکو ناگوار ہوئین اور لو پانگ پر ہزار دفعہ
آفرین اونہون نے کین القصہ ہی وانگ سلطان چو فغفور ہوا اور لو پانگ کے حصہ مین ایک صوبہ
آیا اور وہان کی عملداری اس خوبی کے ساتھہ اوس نے کی کہ جب فغفور نے چار برس کے بعد انتقال
کیا تمام رعایا نے ملکر لو پانگ کو مسند نشین کیا اور ہی وانگ کے بیٹے کو محروم رکھا ✤

ساتوان باب

ہان کے گھرانے کے بیان مین ✤✤

جلوس کے بعد لو پانگ نے چاہا کہ ایام بدعملی اور ہل چل مین جو نقصان ملک کی زراعت
اور رعیت کو ظالمون اور باغیون کے ہاتھہ سے پہنچا تھا اوسکا عوض عدالت اور بخشش
سے ہوجاوے تاکہ یاد اوس بدعت اور تباہی کی جو صفحۂ دل پر خون کے حرفون سے
لکھی ہوئی تھی مٹ جاوے اس ارادے سے اوس نے بہت سے فرمان ایسے

جاری کیے کہ لوگونکو تسکین ہوئی اور رعیت دعا دینے اور اوسکی سلطنت کی مداومت چاہنے
لگی اس عرصے مین وہی قوم تاتار کی جسے چی وانگ ٹی نے شکست دی تھی عوض لینے کو موجود
ہوئی اور دونون ملکون کی سرحد پر جاکر ختائی موضعون کو اونہون نے اپنے قبضے مین کرلیا اور
خود فغفور کے ساتھ لڑنے کا سامان مہیا کیا جب شاہ نے سنا کہ اپنے ہی سپہ سالار جو ملک کی
سرحد پر تاتاریون کی یورش کے مانع ہونے کے لیے متعین تھا نمک حرام ہوکر دشمنون سے ملگیا
اور کئی قلعے جو سرحد پر واقع تھے اونکے حوالہ کردیے زیادہ تردد اور سکو دامنگیر حال ہوا چونکہ خود
بہادر تھا فوج لیکر تاتاریون کے مقابلہ کو گیا مگر تعجب سے دیکھا کہ وہ بے مقابلہ کیے پس پا ہوئے
اور جو جو فغفور آگے بڑہا وہ پیچھے ہٹے اور ایک مقام پر شب کے وقت بالکل غائب ہوگئے
تب فغفور نے سمجھا کہ وہ خوف زدہ ہوکے بھاگے لیکن صحرائیون نے دہوکا دیا اور جو ہین شاہی
فوج کمین گاہ پر پہنچی دفعتہً چار لاکھ سوار چارون طرف سے ایسے پیدا ہوئے کہ گویا زمین سے نکلے
اور ایک آن کی آن مین میتی تاتاریون کے تانجو یعنے سردار نے فغفور کو ایسا گھیر لیا کہ اگر ایک
قلعہ قریب نہوتا تو فغفور مجبور ہوکر بدست و پا اونکے ہاتھون پہنس جاتا غرض قلعے کو سات روز تک
تاتاریون نے محاصرہ کیا آخر کار جب رہائی کی کوئی صورت نہ دکہائی دی ایک عورت خوبصورت
فغفور کی بھیجی ہوئی تانجو تاتار کے پاس صلح کا پیام لیکر گئی اور چونکہ خود وہ ایلچی بطور نذر کے آئی تھی
اور میتی کی خدمت مین رہی سردار تاتار نے فغفور کو محاصرہ سے خلاص کیا اور اپنی حد مین چلا گیا
بعض روایت یہہ ہے کہ میتی کی بی بی کے ذریعہ سے صلح ہوئی بہر حال خفت دونون طرح سے
حاصل تھی اور فرق اتنے ہی کہ ایک مین زیادہ ایک مین کم ذلت تھی غرض یہہ تحقیق ہے
کہ ایک عورت کے درمیان ہونے سے فغفور کو مخلصی ملی بعد چند روز کے باوجود عہد و
پیمان کے میتی پھر آیا اور بدستور سابق لوٹ و تاراج شروع کیا اور جب شاہ نے لشکر بھیجا
سپہ سالار دشمن سے ملگیا اور چونکہ ثابت ہوا کہ کئی سرداروں کی سازش تھی بغاوت کی
تہمت پر سبھون کی جان گئی اور عبرت کے لیے لاشین شاہ راہ پر گڑوا دی گئین کچھ دنون بعد

بلوے عام کی بنا اس سبب سے ہوئی کہ بادشاہ اکثر قصور کے لیے مجرمون کو قتل کرتا تھا اور یہہ
رعایا کو برا معلوم ہوا لیکن جونہین اس بغاوت کا سامان بند ہا فغفور مطلع ہوا اور تدبیر معقول کر کے
قصے کو بڑہنے نہ دیا اور بلوے کی وجہہ دریافت مین جو آئی اوس روز سے قتل کرنے سے
باز رہا اور مزاج کو اعتدال پر رکھا اور کنگ فوزی کے مزار پر جا کر پرستش کی اور علم کا چرچا
پھیلایا اور معقول قوانین کو رواج دیا القصہ جو ہین اوس نے نیکی پر کمر باندھی ۹۵ سنہ مین قبل حضرت
عیسی کے اجل موجود ہوئی اور ترپن برس کی عمر اور اپنی جلوس کے بارہوین برس مین اوسنے
انتقال کیا اوسکا بڑا بیٹا ہوی ٹی تخت پر بیٹھا باوجودیکہ اوسکی سوتیلی مان نے اپنے بیٹے کو مسند
دینے کے لیے بڑا بڑا زور کیا غرض جب ہوی ٹی مضبوط ہو کر بیٹھا اوسکی مان نے اپنی سوت
سے ایسا انتقام لیا کہ معاذ اللہ اوسکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین مختصر یہہ
تمام دنیا کی ذلتین اوس بیچاری کو دیکر اوسکے بیٹے کو زہر اوسکی آنکھون کے سامنے پلایا
اور بعد ازان اوسکے ننگے پنڈے پر اوس نے ایسے کوڑے مروائے کہ بیہوش ہو کر
کئی بار گر پڑی اور جب معلوم ہوا کہ اوسکی ہلاکت قریب آئی مار موقوف ہوئی اور سر کے
ایک ایک بال کو اسطرح نچوایا کہ کھال کھینچی گئی اوسکے بعد دونون قبضے اور پانون کو اوس
قاہرہ نے کٹوا ڈالا اور اوسکو زہر دیا اور مظلوم کی لاش کو گھہ کے گڑھے مین پھنکوا دیا
الغرض ہوی ٹی ایسا فغفور ہوا کہ اگر اوسکی مان چند وزیر نیک تدبیر کو مشورے مین نہ رکھتی
تو اوسکی سلطنت چھین جاتی اسلیے کہ سوائے رنڈی بازی کے نیکی کرنی اس مردک کو آتی نہ
تھی اور بجز لوقندرون کے دوسرے کی صحبت بھلی نہین معلوم ہوتی تھی اور نتیجہ جوانی موت کا
جو اسطرح کی بداطواری کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اوسکو ملا اور چوبیس برس کی عمر مین دنیا سے
دفع ہوا اور چونکہ لاولد موا پادشاہ بیگم اوسکی مان نے ایک غریب زادے کو اوسکا بیٹا مشہور
کر کے تخت پر بٹھلایا اور چونکہ بہت ہی بچا تھا وہ خود قائم مقام بادشاہ ہوئی اور تمام
سلطنت مین اپنے احکام جاری کرنے لگی جب آزما کے اوس نے دیکھا کہ رعیت کبیرہ

سبب لغی هی تب اپنی حکمرانی کو زیاده ترقی اور عزت دینے کے لیے اوس بچے کو اوس نے
زهر دیا اور آپ مالک تخت هو کر آٹهه برس تک سلطنت کی وه ایسی خونخوار و سنگدل تهی کہ اگر
آٹهوین برس اپنی اجل سے اکهتر برس کی عمر مین نه مرتی تو اغلب تها کہ کسی مظلوم کے هاتهه سے
ماری جاتی یهه قطامه بڑی مدبره اور فتانه تهی اور اوسکی عقل کی یهی ایک دلیل کافی هے کہ اوسکے عهد مین
تاتار سب یورش نکر سکے لو پانگ کے اقرباؤن سے ایک شخص بنام وان ٹی مسند پر بیٹها
نیک فغفورون مین اوسکی گنتی هوتی هے اس لیے کہ خیرخواه ملک و رعیت تها اور علم کا چرچا اوسنے
پهیلایا اور قدردان سخن هوا اور اس مین شک نهین کہ اگر اتنا نیک کردار اور خوش اطوار نهوتا
تو اس گهرانے پر زوال آتا لیکن اسکی خوبیون نے مُوی ٹی کی مان کی بدیون کو مٹا دیا اوسکے
عهد مین تاتاریون نے باربار یورش کی اور فغفور مجبور هو کر همیشه بیش قیمتی تحفه اونکے سردارونکو
بهیج کر راضی رکهتا تها اور باصل حقیقت مین یهه تحفه مثل باج کے تها کیونکہ اوسکے بهیجنے مین
جب دیر هوئی اونهون نے فوراً یورش کی اوس فغفور کا انتقال ۱۵۷ سنه قبل حضرت عیسی کے
هوا اور اوسی کے ایام مین ختائیون نے کاغذ کی ایجاد کی اور اسکے قبل علما اور شعرا کی
تصنیفین بانس کی پهٹیون اور ریتون پر لکهی جاتی تهین وان ٹی کا قائم مقام کینگ ٹی
هوا اور وه بهی بهت نیک ذات تها اور اوسکے بعد اوٹی نے تخت ختا کو ایسا جلوه بخشا
کہ سبحان الله او ریاؤ و رشن کی طرح نام و نشان پیدا کیا اور اونهین بزرگون کا جو ضابطه
تها اپنا طریق معین کیا تمام مملکت کے علما و شعرا و اهل کمال پایۂ تخت مین حاضر رهتے
تهے اور هر امر اهم مین صلاح دیتے تهے عادل و رحیم تها مگر تاتاریون کی یورش سے
نهایت عاجز بعض روایت هے کہ فغفور لو پانگ جسکو کاؤٹی بهی کهتے هین اوس سے تانجو
تاتار ینتی نے ایک شهزادی طلب کی اور اوس نے ایک خوبصورت کنیز کو شاهی
خطاب دیکر تاتار کے پاس بهیج دیا غرض یهه امر متحقق نهین هے لیکن یهه درست هے کہ اوٹی
کے وقت مین تانجو تاتار مسمی لاؤچام پسر ینتی نے ایک شهزادی کے لیے پیغام بهیجا اور

فغفور کے خاندان سے توصّل چاہا اور فغفور کو بجز منظور کرنے کے چارہ نہ تھا کیونکہ تاتاریوں کا اون دنون ایسا زور وشور تھا کہ اگر انکار کیا جاتا تو غضب برپا ہوتا اکثر دفعہ ایسا ہی ہوا ہے کہ تاتار کے سردارون سے فغفور کے گھر مین بیاہ کیا ہے اور اب بھی وہ بات گئی نہین ہے اور صدہا نازنین مہ جبین شاہی محل کی پروردہ اون اجڈ سپاہ کثیف خوار کے خیمون مین غم کرکر کے مرگئی ہین اور فغفور کے یہان کی ناز و نعمت کے عوض اونکو کچھہ گوشت اور گھوڑیکا دودہ ملا ہے الغرض باوجود اس ہتک آبرو کے گوارہ کرنے اور اپنے عزیزون کو اون لوٹیرون کی گود مین سلانے کے فغفور کو اسپر بھی چین نہ ملا اور بار بار اون لوگون نے یورش کی غرض ایکدفعہ سپہ سالار نے جو موقع پاکے کمین گاہ مین اونہین گھیر لیا تو تمام تاتار کو شکست کامل دی اور پندرہ ہزار کو اسیر کر کے پابزنجیر دار الخلافت مین بھیجا لیکن بعد چند روزون کے اونہون نے پھر زور کیا اور بدستور سابق لوٹ و تاراج شروع کیا غرض فغفور نے اخیر کو ایسی تدبیر کی اور اونہین ایسی شکست دی گویا کمر توڑ ڈالی کہ اسکے باعث سے ہوانگ نو تاتار کی قوم بہت دنون دبی اور بے بس رہی اس پادشاہ کی قدردانی کے باعث سے شعر وسخن کا بڑا چرچا پھیلا اور ارباب کمال کا مجمع ہوا لیکن سب سے زیادہ نام ازماسین مورخ چین نے پیدا کیا لیکن کسی وجہہ سے پادشاہ ناراض ہوا اور ہاتھہ کٹوا کر خارج الملک اوسے کر دیا غرض تب بھی اس شخص نے تالیف وتصنیف سے ہاتھہ نہ اوٹھایا یہہ سنکر فغفور نے بہت عزت کے ساتھہ پھر بلوایا اور عہدۂ جلیلہ سے سرفراز کیا اگرچہ پادشاہ بڑا عقلمند وفہیم تھا لیکن اکسیر بقا کے شعبدے مین آگیا اور آخر اوس مین ہلاک ہوا چنانچہ اوسکی نقل جلد اول کے دوسری دفعہ مین مندرج ہے ۸۶ مین قبل حضرت عیسیٰ ع کے اکہتر برس کی عمر مین چوون برس کی سلطنت کے بعد اس فغفور نے فوت کی ✤ اور اوسکے عہد مین سنہ ایک سو چھبیس مین قبل حضرت عیسیٰ ع کے چانگ کی او سپہ سالار ماورالنہر کی طرف واسطے دریافت حالات کے روانہ کیا گیا تھا اور گیارہ برس کے بعد پھر کر وہ آیا اور یہہ بیان کیا کہ ہم صوبہ چین سے سی

گذر کے دشت قبچاق اور خراسان مین گئے اور وہان ایران کا حال ہمنے سنا اور خراسان مین ہند کی ولایت کی چیزین ہمنے دیکھین چنانچہ اون دو ملکون مین رسم تجارت سے القصہ اس شخص نے ہر مقام پر اپنے بادشاہ کا یہہ حال بیان کیا کہ کئی ریاستون سے سفیر فغفور کے دربار مین نذر لیکر آئے * چاوٹی بیٹا اوتی کا تخت پر بیٹھا اورحالانکہ باپ نے بسبب اوسکے مشابہ ہونے اون تصویرون سے جو پاؤکی تھین قابل ولیعہدی کے تجویز کیا تھا لیکن سیرت کا کچھہ خیال نکرکے صرف قیافے پر گیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ چاوٹی نے عیش وعشرت مین اوقات صرف کی اور اوسکی اشد کاہلی سے جب انتظام ملک بگڑا دو قوم تاتاریون کی مشرق اور مغرب کی طرف سے درپے غصب املاک سرحدی ہوئی اور اگر لشکر شاہی کی سرداری ایسے ہی چیدہ لوگون کے ہاتھہ مین نہ ہوتی تو غالب ہے کہ سلطنت چھن جاتی سنہ چوہتر مین قبل حضرت عیسیٰ کے اس بدطبع بادشاہ کا انتقال ہوا اور چونکہ بیٹا اوسکا بہت ہی چھوٹا تھا چاوٹی کے ایک بھائی نے مسند لی لیکن جب کاہل و بدکردار نکلا امرا نے بے تخت و تاج کیا اور اوسی بچے کو بٹھایا جو سن ٹی کے لقب سے مشہور ہے غرض وہ سنون کا کچا مگر عقل کا پکا تھا اوسنے وزیر اعظم کو بلواکر کہا کہ ابھی لڑکا اور ناتجربہ کار ہون اسلیے مناسب نہین کہ بے تمہاری صلاح کے زمام حکومت اپنے ہاتھون مین لون اور جو چاہون سو کرون اسلیے میری عین خوشی ہے کہ تم جو انسب سمجھو بے تامل کرو ورنہ سلطنت مین فتور واقع ہوگا اور جب تخت چھن جاے گا میرا نام تاریخون مین اسی بدنامی سے مندرج ہوگا کہ فلانے بدبخت نے اپنے باپ دادون کی بنی بنائی سلطنت کو بگاڑ دیا غرض تمہارے مشیر رہنے اور ہر امر مین صلاح دینے سے یہہ بات نہین ہونے پاے گی بادشاہ نے وزیر اعظم کو اسقدر اختیار دیا لیکن وہ نمکحرام نکلا اور اوسکی جورو نے بادشاہ بیگم کو دروزہ کے وقت لڑکے سمیت ہلاک کیا لیکن فغفور پر یہہ راز نہ کھلا اور بادشاہ بیگم کے بعد مرنے کے اوسی چڑیل کی بیٹی کو اوس مرحومہ کا تخت ملا یہہ عورت بھی اپنی مان کی طرح بدکردار نکلی اور چونکہ اوسکی سوت کا لڑکا ولیعہد ہوا تھا اوسنے

بچے کو زهر دینے کا قصد کیا اور یهه اراده جب فسق هوا تب خود فغفور کو ذبح کرنے اور تخت
چهین کر اپنے کسی خویش کو بٹهانے پر موجود هوئی اور کئی بدمعاش اور بدنهاد لوگ جنهین فغفور نے
بد اطواریون کے سبب سے سزا دی تهی اونکو مشورے مین لائی القصه شوهر کشی اور تخت
نشانی کی صورت اوس بدعورت نے یهه ٹهرائی که سب اهلکار اور عمده دار عالی وقار کی
ایک شب کو دعوت کی جاوے اور جب شراب کا چرچا پهیلے اور کچهه غفلت هووے
چند آدمی اندر جا کر فغفور کے ایک چاکر کو زنده نچهوڑین اور چند قاتل دولت سرا مین داخل هووین
اور بادشاه کو مار ڈالین لیکن اس بندش کا نتیجه چاه کن را چاه درپیش هوا اور روز معهوده کی بات
کهل گئی اور مشهور هونے کے سات هی مفسدون نے خودکشی کی اور فغفور نے بادشاه بیگم کو
طلاق دیکر باندیون مین داخل کر دیا اور یهه سزا ویسی عورت کے لیے قتل سے زیاده هے
ایک مورخ لکهتا هے که پادشاه کی بیٹی نے یهه فکر کی تهی مگر یهه بات محض بعید القیاس هے ٭
جب تاتاریون نے کئی دفعه متواتر یورش کر کے دیکها که تسخیر ختا لا ممکن هی اونکے سردارون نے
فغفور کی تابعداری قبول کی اور اوسکی بڑی خوشی دار الخلافت مین هوئی اسلیے که مدت مدید سے
وه سب برابر ستاتے رهے اور لوگون کے ناک مین دم لاے تهے جب انسے خاطر جمع هوئی
فغفور نے قدر دانی علم کی طرف طبیعت لگائی اور علما اور شعرا نے اوسکے عهد مین فراغت سے
اوقات بسر کی اور اونهین لوگون نے اسکی منزلت کو فلک الافلاک پر قرار دیا هے اور یهی
شیوه انسان هے که جو کهاے کا سو گن گاے کا اغلب هے که اسی پادشاه کے عهد مین روم
قدیم اور ختا کی سلطنتین مخلوط السرحد اسطرح سے هو گئی تهین که ایک قوم تاتار نے دونون کو ستانا
شروع کیا اور روم کی فوج نے مغرب کی طرف سے اونپر چڑهائی کی اور ختائی سپه سالار مشرق
سے گیا حالانکه سمندر کے پار خوف سے نهوا لیکن چونکه دونون ملکون کی فوجین دشمن کو فتح
کرتی هوئی قریب پهنچی تهین اس امر کو یاد رکهنا چاهیے ٭ ۳۳ مین قبل حضرت عیسی کے ابن فغفور
نیک شعور کا انتقال هوا اور اوسکا بیٹا یین تی نیک نهاد لیکن دل اور ذهن کا ضعیف قائم مقام

ہوا اور ہمیشہ عورتونکا تابعدار رہا لیکن ارباب علم کا قدردان تھا اور موافق کنگ فوزی کے
قول کے ہر شخص کو حسب لیاقت خدمت دیتا تھا تاتاریون نے فغفور کو ایک شخص مجبور سمجھ کر پھر
بدستور فتور برپا کیا لیکن بجز لوٹ و تاراج کے زیادہ کچھ ہو نہ سکا سولہ برس تخت پر بیٹھ کر فغفور دنیا سے
اوٹھ گیا اور اوسکا بیٹا چنیگ ٹی قائم مقام ہوا اور عیاش و کاہل نکلا مگر نصیبے ور تھا کہ اوسکے
اچھے وزیر اور مضبوط سپہ سالار تھے چنانچہ اوسکی کاہلی اور ناکسی مشہور ہونے سے سمرقند کے بادشاہ نے
ختاؤ ایلچی کو مار ڈالا الغرض فغفور کی فوج فوراً گئی اور اوسکو مار کے تخت پر دوسرے ایک شخص کو بٹھلا
کے آئی لیکن خود بدولت کی ناکسی کی یہی ایک نقل ہے کہ ایک روز محل کے اندر گاڑی پر سیر
کرتا تھا کہ اوسکی ایک حرم بنام پان سی ملی جب بادشاہ نے کہا آؤ بی بی گاڑی پر بیٹھو اوس
عورت نیک سیرت نے جواب دیا کہ جن فغفورون نے نام اپنا خوبیون مین نکالا ہے اونکی
تصویرین جو لونڈی دیکھتی ہے تو گرد تخت کے علما کا مجمع پاتی ہے اور ہیا اور شانگ اور چو کے
گھرانے والے جو برے نکلے اونکی تصویرون کے چارون طرف رنڈیون کی صورتین نظر آتی ہین
کہ بیٹھی ہین اس سبب سے لونڈی کا جی نہین چاہتا کہ حضور کے ساتھ سوار ہووے اور یہہ بات
تمام مشہور ہووے کہ ختا سے ملک کا بادشاہ علما کو ساتھ نرکھ کے رنڈیون کو لیے لیے پھرتا ہے
دوسرا شخص ہوتا تو اوس عورت محمود صفت کی نصیحت سنکے اپنی عادت بدلتا لیکن یہہ کم عقل
تعریف اوسکے شعور کی کرتا ہوا دوسری عورت کو لے کے باغ مین چلا گیا اور آج اسپر کل اوسپر
عاشق ہوتا رہا اور انتظام سلطنت مین غفلت کرتا رہا آخرش بے اولاد مرگیا اور اوسکا بھتیجا
بیٹھا اگر زیادہ جیتا تو بیشک وشبہہ بعض امرا جو قوی اور گستاخ ہوئے تھے اور اپنی اپنی ریاستون مین
بیٹھے فغفور کو ناچیز جاننے لگے تھے اونکو یہہ قرار واقعی توڑتا اور زیر کرتا لیکن آٹھ ہی برس مین
اس جہان فانی سے اوسکا دانہ پانی اوٹھ گیا اور اوسنے انتقال اوسی سنہ مین کیا جس مین
حضرت عیسی پیدا ہوئے اس بادشاہ کے بعد ین ٹی کا ایک پوتہ پنیگ ٹی نو برس تک مسند پر
بیٹھا اور امیر عظیم الشان نام وان وان بھتیجا فغفور ین ٹی کی بادشاہ بیگم کا وزیر اعظم ہوا غرض اس امیر کا

وانت خود تخت پر تھا اور اوسے حاصل کرنے کی فکر اور تدبیر برابر چلی جاتی تھی چنانچہ رعایا
اور علما اور شعرا اور امرا کو اپنے خلق اور داد و دہش سے تابعدار بنا رکھا تھا اور سرکار کا
کوئی چھوٹا یا بڑا عہدہ دار خواہ خوار خواہ عالی وقار ایسا نہ تھا جو اوسکی بخشش اور کرم سے مطیع
اور ممنون احسان اوسکا نہ بنا تھا اور ایک بات ایسی معقول اوسکو سوجھ گئی کہ صغیر و کبیر سب کے
نہایت پسند آئی وہ یہہ تھی کہ حکیم کنگ فوزی کی آل کو اوس نے امیرونکے زمرے مین داخل کیا
اور اوس خاندان کے رتبہ امارت کو موروثی قرار دیا آجتک وہ قانون جاری ہے اور تاتاریون
نے بھی اسیلیے بحال رکھا ہے کہ نہایت مطبوع خاص و عام کے ہوا اور اوسکا منسوخ کرنا موجب
قباحت کا نظر آیا القصہ خلق اور ظاہری فروتنی اور سادہ مزاجی اور ایام قحط و تنگی مین رعیت پروری
ایسی اوس نے شروع کی کہ فقط خطاب شاہی اور تاج و تخت فغفور کا اوسے نہ تھا لیکن اور طرح سے
خود فغفور کی حقیقت اوسکے سامنے مثل شطرنج کے بادشاہ کے تھی جب منزل مقصود کی اتنی
راہ طے ہوئی اوس نے فغفور کو زہر دیا اور خود اتنا رویا پیٹا اور غمزدہ اپنے کو بنایا کہ کسیکو
مطلق شبہ اوسکی خاوندکشی پر نہوا جب چودہ برس کی عمر بادشاہزادہ ولیعہد کی ہوئی تب
اسی سن مین وانگ وان نے اوسے مارنا مناسب جانا ورنہ دو ایک برس مین اولاد
کی امید ہوتی اور وزیر کی ساری ریاضت اور تدبیر ضایع جاتی مگر یہہ نمکحرامی ایسے وقت پر ہوئی
کہ وانگ وان کی غرض نکل آئی کیونکہ سابق فغفور سنتی کا لڑکا دو برس کا برای نام تخت پر بیٹھا
اور نائب سلطنت وہی پھر رہا لیکن بعض بعض امیرون کو جو اوسکا اوج ناگوار معلوم ہوا اونھون
نے اپنے لوگون کی قوت سے بلوے کا علم اوٹھایا غرض ستارہ وزیر اعظم کے بخت کا ہر
ساعت ترقی پر تھا کسی سے کچھہ نہو سکا اور وزیر نے جب دیکھا کہ راز فاش ہوا اوس نے
دشمنونکو شکست دیکر اوس لڑکے کو کان پکڑ کے تخت سے اوتار دیا اور آپ جا بیٹھا اوسی وقت
ایسا اتفاق ہوا کہ تاتاریون سے ایک طرف بگڑی اور ہان کے گھرانے والون سے دوسری
طرف تو چل ہی چکی تھی لیکن وانگ وان ایسا مدبر اور فتان اور صاحب جگر اور دماغ تھا کہ

بہت دن دونون طرف کی چوٹونکا جواب اکیلا دیتا رہا اور چودہ برس کی ریاست مین اوسنے
کوریا اور شرقی سمندر کے اطراف کی قومون کو سر کیا آخرکار ٹوشنگ اور ٹوسو خاندان ہان
کے اقربا ایسے زبردست ٹھہرے کہ وان وانگ کی فوج پر ظفریاب ہوئے اور اوسی لڑائی مین
صف اول کے سرے پر وان وان حادثہ جنگ مین بہادرون کے بچھونے پر خواب واپسین
مین گیا اوسکی لاش کو جس نے جسطرح چاہا کاٹا اور پاؤن تلے روندا * سپاہیون نے
ٹی ہوان کو تخت پر بٹھایا اور فقط دو برس تک وہ جیا یہہ قلیل عرصہ اسکو میدان ہی مین گذرا
اسلیے کہ تاتاریون نے برابر ستایا اور گھڑی بھر دم نہ لینے دیا اس شخص کے بعد سنہ ۱۵ مسیحی
مین ٹوسو جسکو گوانگ اُو وٹی بھی کہتے ہین مسندنشین ہوا اور جلوس فرمانے کے ساتھہ ہی فرمان
معافی عام تمام ملک مین بھیجا اور سبکو تسلی دی اس حرکت سے نیکنام ہوا اور دشمنونکو بھی اس
ترکیب سے دوست بنایا اور یہی سبب باعث اسکے ہوے کہ تاتاریون کو بار بار اوس نے
زک دیا کیونکہ جب گھر مین امن وامان ہوتا ہے تب اغیار کی دشمنی نقصان نہین پہنچا سکتی ہے
لیکن آپس کی پھوٹ تباہی کی نشانی ہے ملک ماچین کے بادشاہ سے برابر لڑائی رہی اور فغفور کو
فتح اکثر ہوئی اور فوج ختائی کام روپ تک گئی * بتیس برس سلطنت کرکے یہہ بادشاہ ملک عدم
کا راہی ہوا لیکن قوت طبیعت اور معقول ذہنی اور مدبری اور رحم وکرم کے سبب سے ایسا نام چھوڑ
گیا کہ اہل خیر کی یاد سے فراموش نہین ہووے گا اس بادشاہ نے دارالسلطنت کو تبدیل کرکے
صوبہ ھونان مین شہر ھونان کو پایہ تخت مقرر کیا اور خانوادہ ہان گویا ازسرنو مالک تخت
ہوا ان لحاظون سے یہہ بادشاہ اور اوسکے بعد جتنے اس گھر کے ہوئے ختائی تاریخون مین
مشرقی ہان کہلاتے ہین * اوسکا بیٹا مینگ ٹی باپ کی طرح ہوا بلکہ سپوت نکلا اور فاضل
زبردست تھا اوسکی بیاہتا بی بی ماچی ایسی نیک بخت اور عاقلہ تھی کہ ایسی جوروین جہان مین
کم ملتی ہین اور نیکی اور مدبری مین اسقدر شہرہ جو فغفور کا پھیلا اسی کے سبب سے ہوا اسی
بادشاہ کے عہد مین بودھ کا مذہب ختا مین رائج ہوا جیسا کہ اس تاریخ کی جلد اول

مین راقم نے بیان کیا ہے اور ایک برس قبل اسکے مرگ کے خطائی فوجین ختن
اور بخارا مین گئین اور تاتار پر فتح یاب ہو کر کاشغر مین باعث امن ہوئین * چانگ ٹی قایم مقام ننگ
ٹی کا سنہ ۹۸۴ مین تخت نشین ہوا اور اپنی مان باچی کا کھنا نہ سن کے اپنے ماموؤنکو ناظم بنا یا
اور ایک ایک ملک سب کے حوالے کیا غرض جو اوسکی مان نے سوچا تھا وہی پیش آیا اور اون
لوگون نے سلطنت مین رخنہ ڈالا اور فغفور کو خوب ستایا سنہ ۹۸۸ مین اوسکا انتقال بتیس ۳۲ برس کی
عمر مین تیرہ برس کی ریاست کے بعد ہوا اور دشت قپچاق کے تاتاریون پر اوسکی فوج سنہ ۹۹۰
مین ظفر یاب ہوئی * ہوٹی اوسکا بیٹا سنہ ۹۹۰ مین مسند پر آیا اور اوسکی دادی کے ایک بھائی
مسمی ٹوہین نے اہل تاتار کو ایسی شکست دی کہ وہ اپنے ملک سے بھی خائف ہو کر بھاگ گئے
غرض جب فغفور نے ٹوہین کو میر بخشی بنایا اوسکو بڑا غرور ہو گیا اور اپنے خردون کے ساتھ
سخت بیرحمی اور امراسے تکبر اور خود فغفور سے لاف زنی شروع کی اور اوسکی سزا تھون ہاتھ
ملی بلکہ اکثر اقربا خارج البلاد اوسکے ساتھ کیے گئے * ہوٹی نے بعض خوجون کو بڑی بڑی
خدمتین دین اور قباحت عظیم کی بنا ڈالی اور اوسکی نظیرین آگے چلکے ملاحظہ مین آوینگی اور
حکماء روزگار کے قول کو ثابت کرینگے کہ یہہ لوگ نیک کم ہوتے ہین اور اکثر بد نکلتے ہین اور یہہ
بھی ایک تکلف دیکھنے مین آیا ہے کہ جب نیکی پر کمر باندہتے ہین تو فرشتے ہو جاتے ہین اور
بہادری مین رستم کا مقابلہ کرتے ہین لیکن جب برے ہوتے ہین تو معلم الملکوت سے
معلم بن جاتے ہین اور چونکہ ہر شخص کی ترکیب خلقت اجزاے قوت ملکی اور بہیمی اور سبعی سے
مخلوط ہے اور بدی اور نیکی مین وہی لوگ مشہور ہوتے ہین جنکی طبیعت مین تواے ثلٰثہ کا نہ سے
جو قوت کہ غالب ہوتی ہے اثر اپنا ظاہر کرتی ہے اس سبب سے راقم کا قیاس ہے کہ نیکی کی اونکی رگ
جب کٹ جاتی ہے تو سواے بدی کے کچھہ نہین سوجھتی اور اگر خیر ہوئی کہ شیطنت کی رگ صاف
ہو گئی پھر اونکی شرافت نفس کا کیا کھنا * اس عہد مین ایک عورت تھی تمام صنعتون مین موصوف
اور ایسی لائق اور فائق کہ جب اوسکا بھائی پان کو فاضل اور مورخ مقید ہوا اور رنج سے

زندان مین مرگیا تو اوسنے بھائی کی تمام تصنیفون کو جمع کرکے اور جس تاریخ لکھنے مین دم مرگ تک
مشغول تھا اور ناتمام چھوڑگیا تھا باقی کو لکھکے کتب خانۂ شاہی مین داخل کیا اس حرکت سے
فغفور ایسا خوش ہوا کہ اوسے بادشاہ بیگم کی تعلیم کے لیے محل مین بلوایا اور آتو کا عہدہ دیا اور
اپنی شاگردنیکو پان ہوئی نے خوب تربیت کیا اور ایک کتاب مستورات کے لیے نصیحت
کی ایسی اوس نے تصنیف کی کہ ختائیون کے نزدیک اوسکی عبارت اور نصیحت کی برابری
کیسیکی کوئی تالیف یا تصنیف کم کرتی ہے گویا ختا کی زیب النسا بیگم وہی عورت تھی اور ایسی
کوئی آجتک نہین ہوئی + اسی عہد مین ختائی فوج روم قدیم کی سلطنت پر یورش کرنے کے
قصد سے بھیجی گئی تھی لیکن سمندر کاسپین کے کنارے سے موج کے خوف اور جہاز کی کمی
اور بُسکی کے باعث سے پھرگئی والا جنگ بیشک ہوتی + فغفور ہوٹی جب مرا اوسکا بیٹا چام
ٹی نہایت کم سنی مین تخت نشین ہوا لیکن پان ہوئی کی شاگرد اوسکی مان نائب سلطنت ہوئی
اور ہر امر مین صلاح عاقلون اور فاضلون سے لیتی تھی اور تمام مملکت مین اوسکی حکمرانی
سے خوشی دن بدن پھیلی استنے مین خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ ایام بارش باران رحمت کثرت
بارش سے زحمت خلائق ہوگیا اور سیلاب سے تمام زراعت کا نقصان ہوا یہ دیکھکر والدہ
بیگم نے حکم دیا کہ تمام امرا باس غم اختیار کرین اور اپنے اعمال کو دیکھین اور مردم آزاری سے
باز رہین اور اپنے گناہون سے توبہ کرین اور کفارہ دیوین اور دعا مانگین کہ خداوند کریم ورحیم
اپنا غضب نازل نکرے اور انتقام اپنے بندون سے نہ لے اور والدہ بیگم نے خود ٹاٹ کی
پوشاک اختیار کی اور سر پر خاک اوڑانے اور سینہ زنی کرنے اور اپنی گناہون کی سزا سے
نجات چاہنے لگی غرض اوس کارساز بے نیاز نے خود فغفور کو اوس وقت دنیا سے رخصت
کرنا بعد برس ہی روز کی سند نشینی کے انسب سمجھا اس واقعۂ جانکاہ وحادثۂ غم افزا سے والدہ بیگم کو
غم والم دہ گونہ زیادہ ہوا لیکن وہ اس قماش کی عورت نہ تھی کہ ایک بیٹے کے مرجانے سے
ہوش باختہ و بدحواس ہوتی اسلیے کہ وہ رعایا کو شل لڑکے بالے کے جانتی تھی اور

اونکی بهتری کا خیال کرنا مقدم سمجهتی تهی اس سبب سے اپنے بهتیجے کان ٹی کو چوده برس کے سن
مین اوس نے تخت دیا لیکن زمام حکومت اپنے ہاتهه مین اور بهی باره برس رکهی اس لیے کہ بادشاه
عیش وعشرت مین اوقات ضایع کرتا تها اور بیگم نے دیکها کہ اگر یهه خودمختار ہووے گا تو مالک کو
تباه کرے گا غرض بیگم کے انتقال کو چار برس باقی رہے فغفور نے اختیار مملکت اپنی پهوپهی سے
چهین لیا اور اوسکے بحال کے ہوے سب وزیرون کو جواب دیا مگر چهه برس کے پیچهے آپ ہی مرگیا
اور اوسکا بیٹا شن ٹی باره برس کی عمر مین سنہ ایک سے چهتیس مسیحی مین مالک مسند ہوا وه
نیک صفات تها لیکن خوجون کی صلاح ومشورے سے چند حرکتین نازیبا کین اور اون لوگون
کو ایسی ایسی خدمتین دین کہ بدطینت تو وه تهے اور بهی قوی ہوے اور بدستور پوچ حرکتین کرنے
لگے غرض فغفور کی ذات ایسی بابرکات تهی اور ترکیب خلقت مین اوسکی اجزا نیکی اس قدر مرکب تهی کہ
باوجود خوجون کی بدنهادی کے اپنی طبیعت کی خواہش سے کسی فعل بد کا مرتکب نهین ہوتا تها
انهین چهتون سے ملک پر زوال نہ آیا ورنہ بلوا ضرور ہوتا سنہ ۱۴۴ مسیحی مین اس بادشاه کا
انتقال ہوا اور اوسکا بیٹا دو برس کا بچا برس روز تک فغفور کہلایا جب مرگیا امرا نے ایک نو برس
کے شہزادے مسمی چیٹی کو تخت پر بٹهلایا وه اگر زیاده جیتا تو مرد معقول ہوتا کیونکہ جس روز اوسنے
جلوس کیا وزیرون اور تمام اعیان دولت کو فرمانے لگا کہ تم لوگ اپنے بیٹون کو مکتب خانے
مین کیون نهین بهیجتے اور کیون لاڈ وپیار مین اونهین خراب کرتے ہو اور تمهین کیا معلوم نهین
کہ مردون کی راحت روح علم ہے اور جہل خاص وعام کے ناپسند ہے اور بے علم آدمی مین
انسانیت نهین آتی اور مثل بهایم کے ناسمجهی بهری رہتی اور مرد بے علم اور حیوان مطلق مین
فقط نطق کا فرق ہے کہ اوسکو طاقت گفتار ہے اور یهه اوس قوت سے محروم ہے یهه
سنکر اکثر امرا جن پر یهه طعن تها سر جهکا کر کهڑے رہے اور دربار سے رخصت ہوتے ہی شاہی
مدرسے مین اپنے اپنے لڑکون کو بهیجا اس بات کی شہرت ہونے سے مہینے بهر مین بیس ہزار
طلبہ سے زیاده جمع ہوے ایک روز فغفور مدرسے مین طلبہ کو دیکهنے گیا اور اتفاق سے

فغفور شن ٹی جسکے بیٹے کے بعد یہہ تخت پر بیٹھا تھا اور اوسکی بیاہتا بی بی کا بھائی لی آنگ ٹی راہ مین ملا اوسے دیکھتے ہی فغفور نے ہنسی سے اوسکی طرف اشارہ کرکے کھا یارو دیکھو کیا بھادر اور جلیل القدر سردار خاوند کا جان نثار کھڑا ہے یہہ فقرہ اوس شخص کے دل مین گڑ گیا کیونکہ وہ بودے پنے کی ایک ادہ حرکت کر چکا تھا اوسی روز اپنی بھن سے سازش کرکے بادشاہ کو ایسا زہر ہلاہل کھانے مین اوس نے دیا کہ فوراً بیچارہ مرگیا ✽ جب اس فغفور پر شعور کا قصہ یون تمام ہوا لی آنگ ٹی اور اوسکی بھن نے ایک شہزادہ دستگرفتہ کو تخت دیا لیکن دوسرے شخص کی حقیقت کے پانے مین ایسا بلوا ہوا کہ قریب تھا کہ اوان ٹی جسے لی آنگ ٹی اور بیگم نے بٹھلایا تھا بے تخت و تاج کیا جاوے غرض وہ فتنہ قبل وقت معہود کے افشا ہوگیا اور مفسدون کی جان گئی اور اونکی لاشون کی عجب خرابی ہوئی ✽ اسی ہلچل مین ایک ماجرا قابل بیان کے واقع ہوا جسکے ملاحظے سے دریافت ہوگا کہ ختا مین کتنی قدر اوستاد کی شاگرد سب کرتے مین اور روپے اور پیسے کی کیا حقیقت جان دینے کو موجود ہوتے ہین حکیم لوکو عالم زبردست تھا اور جب وہی بلوا ہوا گوئندون نے جھوٹ سچ لگا دیا کہ وہ بھی مفسدون کے زمرے مین تھا اسی تہمت پر لی آنگ ٹی نے اوسکو بھی اورون کے ساتھ قتل کیا اور اوسکی لاش کو سڑک پر پھنکوا دیا یہہ ماجرا ے شگرف ہونے کے ساتھ ہی حکیم مقتول کے ایک شاگرد نے کیا کام کیا کہ ایک ہاتھ مین تبر اور دوسرے مین عرضی لیکر حضور مین گیا اور آداب بجا لا کر کھنے لگا کہ اگر فدوی کی درخواست منظور ہونے مین نثار جان کرنے کی ضرورت ہو تو مین آلہ قتل لیکر حاضر ہوا ہون غرض جسطرح ہو میرے اوستاد کو دفن کرنے کی اجازت ملے لیکن جب لی آنگ ٹی نے اوسے محروم پھیر دیا تو حکیم کے سب تلامیذ جمع ہوے اور لاش کی بغل مین بیٹھ کر بارہ روز تک ایسے روئے پیٹے کہ آخر شن لی آنگ ٹی کی بھن بادشاہ بیگم کو ترس آیا اور لاش کے دفن ہونے کا حکم بھائی کے ہاتھ پانون پکڑ کے دلوایا القصہ جب اجازت ملی اون لوگون نے اپنا اپنی نصف جایداد بیچکر اس دہوم دہام سے تجہیز و تکفین کی کہ تمام مملکت مین شہرت پھیل گئی

راقم نے یہہ نقل اسلیے لکھی کہ اس زمانے کے اکثر تلامیذ جو اوستادھی کی پگڑی اوتارنے کو موجود
ہوتے ہین اونکو شرمندگی حاصل ہووے کہ وہ کیسے تھے اور یہہ کیسے ہین اور حق ہے کہ
جسنے اوستاد کا برا چاہا مردود ہوا اسلیے کہ باپ کا دشمن مردود ہے تو اوستاد کا اوس سے
افزود ہے کیونکہ باپ نے مطابق دستور حیوان کے صرف جان دی اور نوع آدمی کے شمار
مین لایا اور یہہ بھی بے اپنے ارادے کے ہوا غرض اوستاد نے روح کو جلوہ بخشا اور خدا
کو پہچنوایا اس لحاظ سے اوستاد کا رتبہ اہل خبرت کے نزدیک باپ سے برتر ہے ٭ اسی عہد
مین کئی برس برابر قحط سالی رہی اور فاقون کے مارے کوی چو کے صوبے کے لاکھ آدمی سے
زیادہ اپنا گھر بار چھوڑکر آل و عیال کو ساتھ لیکر ملک سے نکل گئے اغلب ہے کہ اوسیوقت مین
ملک نیپال کی پہلی آبادی شروع ہوئی کیونکہ قحط کے مارے جو لوگ ادھر اودھر پریشان ہوے
تو ایک گروہ طبقہ نیپال مین جا بسے اور پہلی خلقت کی بنیاد اوس جگہہ مین اسی طرح سے ہوئی
چنانچہ ستھو پوران کتاب سنسکرت مین روایت ہے کہ ایک ختائی مسمی مانچاکھول نے وطن
کو ترک کیا اور اپنی قوم کے بہت سے لوگون کو ساتھ لیکر نیپال کے پہاڑون مین جا رہا
اوسی گروہ کی اولاد اوس دیار کے باشندے ہین چونکہ اوس شخص کا ختا سے جانا اور
نیپال مین ایک گروہ کے ساتھ بود و باش اختیار کرنا امر تحقیق ہے اسلیے فغفور اُدُوان تی
کے عہد کو ایام اوس واقعہ کا قرار دینا چاہیے الغرض اوسی قحط سالی کے باعث کو جو موجب
پریشانی خلقت تھا تدارک کرنے کے لیے فغفور نے ایک امین بھیجا اور اوس نے دریافت
کیا کہ ماتحتین سب جو اوس پرگنے مین مقرر تھے اونھون نے ظلم و بیداد سے قحط کی سختیونکو
بڑہایا تھا اس جہت سے رعایا نے تنگ ہوکر جلاے وطن اختیار کیا جب یہہ ثابت ہوا امین
نے سبکو قید شدید مین ڈالا اور اوسکا احوال حضور مین بھیجا مگر قبل حکم قتل کے آنے کے
بعضون نے خودکشی کی اور باقی کی جان جلاد کے ہاتھون سے گئی ان مین سے ایک
شخص کہ جی خواجہ سرا کا باپ تھا اور اوس نے اپنے والد کی لاش کے دفن کرنے کی اجازت

فغفور سے لی اور نہایت کر و فر سے تجہیز و تکفین کی حتی کہ لاش کے ساتھہ اوس نے بڑی دولت گاڑ دی غرض یہہ اصراف اور فضول خرچی کی خبر جب امین کو پہونچی اوس حرکت کو غربا کی قلت معاش کے وقت اوس نے ایسا بیجا سمجھا کہ روپیہ تابوت سے نکلوا کر ماکولات کی قسم خرید کروا کر اوس نے غربا کو بانٹ دیا اسپر خوجے نے کفن کی چوری کا اتھام دیکر امین سے انتقام لینے کا قصد کیا لیکن تمام خلق اللہ دفعتاً اوٹھہ کھڑی ہوئی اور فغفور کے حضور مین معافی کے لیے گئی اور خود بادشاہ کو امین کی یہہ بات بہت پسند آئی اور خدمت جلیل القدر سے اوسکی سرفرازی ہوئی + لی آنگ ٹی نے فغفور کو زیادہ اپنے دام مین پھنسانے کے لیے یہہ تدبیر ٹھہرائی کہ بادشاہ بیگم سے بیٹی کا رشتہ پیدا ہووے لیکن جب فغفور کی شہزادی نے اس درخواست کو نامنظور کیا لی آنگ ٹی ایسا دق ہوا کہ تلوار کھینچکر اوسپر دوڑا غرض بادشاہ نے درمیان مین آکر ہاتھہ روکا اور اوس بدکردار کو سمجھا بجھا کر گھر بھیج دیا بعد اوسکے یہہ سمجھا کہ امروز فردا مین چار دن کی چاندنی ہو جاے گی اور خواری کی اندھیری نصیب ہووے گی یہہ سوچ کر اپنے کو اوس نے ہلاک کیا گویا ملک کو نجات دی جب اوسکا خزانہ کھولا گیا کرور روپے سے زیادہ نقد و جنس مین ملا اور چونکہ ظاہر تھا کہ غربا کو آزار دینے اور رعیت سے ھر بھانے روپیہ لینے کے ذریعہ سے یہہ مالیت حاصل ہوئی تھی فغفور نے اوسکو غربا کو تقسیم کر دیا + فغفور اَوْ وَانْ ٹِی کے انتقال کے ایک برس قبل سفیر سب شہنشاہ روم قدیم کے جسکا نام ختائی زبان مین گَانْ ٹَنْ ہے مگر فرنگ اور روم کی تاریخون مین وہ مَارْکَسْ آرِیْ لِیَسْ اَنْ ٹُونِیَنْ کھلاتا ہے فغفور کے دربار مین آئی اور ہاتی دانت اور گینڈے کے کھک کی چیزون کو نذر دیا اور چونکہ ریشم اون دنون روم مین سونے کے مول بکتا تھا شہنشاہ کا قصد ہوا کہ اہل ختا سے جنکے سوا کہین دوسری جگہہ یہہ چیز میسر نہ تھی رسم تجارت کی پیدا ہووے تاکہ سستی اور ارزانی سے ریشم ملے غرض فغفور نے انکار کیا اور سفیر مایوس پھر گیا + بعض مورخ کہتے کہ سمندر کی راہ سے اور بعض کا بیان ہے کہ ہند ہو کر یہہ سفیر سب گئے تھے

اور معلوم نہین ان دونون سے کون روایت درست ہے مگر ایک اور امر سے سفیر کا راہ
سمندر کو اختیار کرنا درست معلوم ہوتا ہے کہ اسی فغفور کی شروع سلطنت مین یعنی ۴۸ھ اسیمی مین
عرب اور ہندوستان کے سوداگر ختا کے شہر کان تن مین سمندر کی راہ سے گئے تھے اور
وہان تجارت کرنے کی اجازت پانے کی خاطر اقسام طرح کے عمدہ تحفہ جات نذر دینے
کے واسطے لے گئے تھے پس ظاہر ہے کہ اونیس برس کے بعد جو روم قدیم کے سفیر گئے
تو انھین تاجرون کے جہازون کے وسیلے سے وہان پہونچے * فغفور او وان تی کا جب انتقال
ہوا خوجون نے اوسکے قرابت دارون سے ایک شہزادہ مسمی لینگ ٹی کو ۸۸ھ اسیمی مین مسند پر
بٹھایا اور قاعدہ اون لوگون کا تھا کہ کوئی لڑکا ہمیشہ برائے نام گدی پر رہے تا کہ بالکل اختیار
اونکو حاصل ہووے چنانچہ یہہ بھی بارہ برس کا تھا اور جس امید سے اونہون نے یہہ حرکت
کی تھی بر آئی اور جز و کل پر حکومت اونکی بدستور رہی چند روز مین فغفور او وان ٹی کی بیگم کو ان
ذات شریفون نے زہر پلایا غرض کسی شخص نے اس نمکرامی کا بیان چند شعر مین لکھکر دولت
سرا کے دروازے پر چپکا دیا اور تہمت خون چونکہ خواجہ سراؤن کے سر پر شاعر نے رکھی تھی
اوس ہجو کے شبہہ پر ہزارہا علما اور شعرا کو اونہون نے گرفتار کروایا اور سب کو مروا ڈالا
اور اس قتل عام کے بعد بھی جس شخص کے باب مین کسی نے جھوٹ بھی کچھہ کہہ دیا اوسے اون
بدکردارون نے نہ چھوڑا اور فغفور کسی حساب مین نہ تھا گویا اون غلامون کا باندی بچہ تھا
اور ایسا لغنتی تھا کہ بجز خواجہ سرا کے کسی مرد معقول کو ادنی ساعہدہ نہ دیتا تھا اور چونکہ اون
بدنفسون نے بالکل سلطنت کو تہ و بالا کر ڈالا اور سوا اپنی حرکتون کے جنکی برائیان ظاہر ہی
ہین اونکے آور دے بھی ایسے بوم صفت تھے کہ جس آبادی پر اونکا سایہ کسی جہت سے
پڑا ویرانہ ہو گئی پس لینگ ٹی کا نام مورخون کے قابل یاد رکھنے کے اس سبب سے
ہے کہ جو مرتبہ بزرگی کا لاؤ اور شن کا تعقا و بیا ہی اسکا ناکسی مین پایا جاتا ہے ۱۸۴ھ
مین بڑی وبا ہوئی اور کسی طبیب کو ایک دوا ایسی ہاتھہ لگی کہ ہزارون آدمی کو اوس مرض

مملکت سے نجات ملی اور اسی سبب سے تمام خلق اوسکے ساتھہ ہوئی غرض جب یہہ بات اوسنے
دیکھی اوسے یہہ سوجھی کہ اس مجمع کثیر کے وسیلے سے تخت فغفور بدبخت کا حاصل ہونا ممکن ہے
القصہ بغاوت کا علم اوسنے برپا کیا اور اپنی سپاہ کو زرد ٹوپی پہنائی اور اون سرکشون
کی یہی علامت رہی آخرکار انہیں شکست ملی اور اوس جمعیت کو پریشانی حاصل ہوئی ✤
اختلاف مورخون مین اس فغفور بے شعور کے مرنے کے باب مین ہے کوئی کہتا ہے کہ بلوے
مین مارا گیا اور کوئی کہتا ہے مرگ سے مرا غرض پہلی روایت قریب قیاس کے بسبب اس نقل
کے ہے جو ذیل مین بیان ہے اور جسپر ہر دو روایت کا اتفاق ہے اگرچہ بادشاہ کی مرگ
کے امر مین اختلاف ہے چنانچہ دونون مین یہہ لکھا ہے کہ سنہ ۹۹ اسیحی مین لینگ ٹی کا انتقال
ہوا اور جونہین روح نے مفارقت کی خوجے اور وزیرون کی آپس ہی مین چلنے لگی اور
اوسیوقت سپہ سالار فوج شاہی کا ہوسن نے فوج کے طیار رہنیکا حکم دیا اور چونکہ خوجون
نے اوسے برطرف اور ذلیل کرنے کا قصد کیا تھا اون سے انتقام لے نے کو موجود
ہوا اس بغاوت کی خبر سنکر بادشاہ بیگم نے سب خوجون کو معزول کر کے شہر بدر ہونیکا
حکم دیا غرض اوسکا سامان ہو ہی رہا تھا کہ خود ہوسن چند دوستون کے ساتھہ دولت سرا
پر پونہچا اور بے تکلف اندر چلا گیا اوسے اکیلا دیکھکر خواجہ سراؤن نے دروازہ بند کر دیا
اور اونمین سے ایک مسمی چنیک یانگ نے سپہ سالار کو گالیان دینے اور یہہ کہنے
لگا کہ تو آگے قصاب تھا اور مین نے تجھے اس رتبہ کو پونہچایا اب تو ہمین سے برابری
کرتا ہے اوسنے جواب دیا کہ تو نے ایک دفعہ مجھہ سے نیکی البتہ کی مگر پھر سو برائیان میرے
حق مین تجھہ سے وقوع مین آئی ہین اور آخر مین تجھے میری آبروریزی کی فکر پڑی اور
اسپر ایک نیکی کا طعنہ دیتا ہے اور یہہ نہین جانتا کہ معرض حساب مین وہی حرکت
آتی ہے جو اخیر کو ہوتی ہے القصہ یہہ تھتک ہنوز تمام نہین ہوا تھا کہ سپہ سالار کے
دوست یین چاؤ نے باہر سے پکارا جلدی آؤ جی کیا کرتے ہو اسپر خوجون نے ہوسن کا

سرکاٹ کے کھڑکی کی راہ سے پھینک دیا اور کہا دیکھو یہ تمھارے دوست جاتے ہین
اسپرین چاؤ غضب ناک ہمراہیون کو لیکر دروازہ توڑکر اندر گھسا اور دولت سرا مین کسی کو
زندہ نہ چھوڑا اور دودھ کے بچون کو بھی قتل کیا مگر بادشاہ بیگم اور ولیعہد کو کچھہ نکہا لیکن جب
ٹانگ چو دوسرا سردار فوج کا پونچا اوس نے دونون کو قید کیا اور بعد کئی روز کے اون
بیکسون کا بھی قصہ فیصلہ ہوا آخرالامر ایک شہزادہ مسمی ھی ٹی برائے نام تخت پر بیٹھا اور ٹانگ چو
وزیر اعظم اور مالک کل ہوا اور اس انسان دشمن نے ایسا ظلم شروع کیا کہ اوسکا بیان نہین
ہوسکتا حاصل یھہ کہ خونخوار اور طامع اور کینہ کش اور بدخواہ خلق خدا تھا اور اس اوج کے
وقت انہین عیبون سے جسکی رگ نے زور کیا وہی بے تامل عمل مین آیا آخر کار اوس کے
دو دشمنون کو جو اجازت فغفور سے اوسکی قتل کی ملی اونھون نے سرکاٹ کے لاش سڑک پر
پھینک دی اور چونکہ موٹی بہت تھی راہ گیرون نے آگ لگا دی بڑی چربی پگھلی اور
عرصے تک جلی تمام خلق اللہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور دشمن نوع انسان کا قتل تمام
بنی آدم کو کیونکر بھلا نہ معلوم ہوے لیکن فقط ایک شخص مورخ معلوم نھین کس لیے رویا
اور اوس مقتول کی لاش پر اسقدر گریہ کیا کہ لوگونکو ناگوار ہوا اور وہ قید کیا گیا اسپر اوس نے
درخواست کی کہ بعد میرے محسن کی موت کے مجکو زیست منظور نھین غرض امید یھہ رکھتا ہون
کہ مجھے تاریخ تمام کرنے تک رہائی ملے اور بعد اوسکے قتل ہونا مین خود چاہتا ہون یھہ
بات منظور ہوئی غرض اوسی شب کو بار اندوہ کے نیچے دبکر مرگیا تھوڑے عرصے بعد بڑی
ہل چل مچی اور ہر صوبے مین ایک نہ ایک طور سے بغاوت شروع ہوئی اور وہی زرد ٹوپی
والے سرکش پھر جمع ہوے لیکن چاؤ چو سپہ سالار فغفور نے اونکو ایسا توڑ دیا کہ پتا باقی نرہا
غرض اس نمک حلالی کے بعد ھی اپنے صوبے مین جاکر اپنے کو خطاب فغفوری اوس نے
دیا اور اصل فغفور سے کچھہ ہو نہ سکا جب چاؤ چو مرا اوسکا بیٹا چاؤ پی باپ کی جگھہ پر آیا اور
چونکہ نیک نہاد اور بہادر اور مدبر تھا بعض صوبہ دارون نے اوسی کو فغفور قرار دیا

اور بعض اپنے خاوند کو باوجود اوس تنزل کے ویساہی سمجھتے رہے اس عرصے
مین ایک اور امیر شہر نان کین کو پایۂ تخت فغفور قرار دیکے دکھن کے
تمام پرگنون سے خراج لینے اور فغفور کہلانے لگا الغرض ختا مین اسی عہد مین سلاطین
طرف تھے اور اوٹی اور راتو اور نان کی گھرانے کہلاتے تھے اس مین نان والے تو
پہلے سے مالک تھے اور دوسرے دونون ایام ہل چل مین بن گئے تھے اور انکا
کچھ بیان طول کے ساتھ نکرنا چاہیے کیونکہ کوئی بات قابل مورخ کی یاد کے نہین
وقوع مین آئی القصہ اصل فغفور جو تھا جب اوس نے دیکھا کہ یہہ حال ہوا اوس نے
اوٹی کے سلطان چاوپے کو خود کہا کہ تم بھائی مہر فغفوری لو اور سلطنت کرو لیکن اوس نے
انکار کیا آخر الامر فغفور نے خود بخود تاج و تخت چھوڑ دیا اور ایک شہزادے نے دوستون
کی صلاح سے سند پر بیٹھ کر نام چاولی رکھا اور اوسکے بعد ہاوٹی اوسکا بیٹا قائم مقام ہوا
غرض جب اوس نے طور برا دیکھا اور دشمنون سے مقابلہ محال سمجھا چاہا کہ اوٹی کے سلطانکا
تابعدار ہووے اور اوسی کو فغفور قرار دیوے لیکن اوسکے بیٹے لوچن نے کہا کہ اگر نان
کے گھرانے سے تخت ختا چھن جاتا ہی تو ہم لوگون کی جان کے ساتھ کیون نجاوے اور یہہ
کونسی نامردی ہے کہ آپ سے آپ مارے ڈر کے اپنے باپ دادون کی میراث
چھوڑ دیوین اس سے بہتر ہے کہ جو تھوڑی بہت فوج رہ گئی ہے اوس سے پھر سامنا
غنیم کا کرین اور اگر شکست پاوین تو میدان جنگ مین مرجانا کیا مشکل ہے آخر کو جب
ولی عہد کی یہہ معقول اور مردانہ صلاح فغفور کو پسند نہ آئی اور مہر شاہنشاہی سلطان
اوٹی کے نزدیک بھجوا دی وبعد اپنی بی بیون اور لڑکون کو لیکر اوس مکان مین گیا کہ
جہان آبا واجداد کے کتابے رہتے تھے اور سب کو قتل کرکے آپ بھی وہین رہ گیا
اور اوس سے خاتمہ نان کے گھرانے کا ہوا جس کے عہد مین ایسے ایسے بہادر اور
مدبر اور علما اور شعرا ہوگئے کہ ابتک مرد نان کا لقب اوسکو دیا جاتا ہے جو مشہور

جرات یا عدالت یا ذہانت ولیاقت کے واسطے ہوتا ہے سوائے اسکے طبع کے ترکیب
اسی ایام مین ایجاد کی گئی تھی اور اوائل مین اوسکی صورت یہہ تھی کہ کندون پر حرف کاٹ کے
چھاپتے تھے اور حالانکہ وہ صفائی نہین تھی جو سات سو برس کے بعد ۹۳۵ عیسی مین حاصل ہوئی
غرض سب باتون سے زیادہ تر قابل یاد رکھنے کے یہہ ہے کہ اسی دور مین وہ دستور نکلا
جسکے موافق جب تک فغفوران ختا چلین گے مملکت کو برقرار رکھین گے یعنی اہلکاران سرکار
فاضلون کے زمرے سے بحال کرنا اور ادنی سا کام جاہلون کو نہ دینا ہان کے عہد دولت
مین مقرر کیا گیا اگرچہ تحقیق کے ساتھہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ اس گھرانے کے کس فغفور کے وقت مین
برہما کے ملک پر ختائی فوج چڑہ گئی تھی اور پایہ تخت کو جو اوسوقت نانکو وانگ کا شہر
تھا فتح کیا تھا مگر اتنا درست ہے کہ درمیان ۶۶ء اور دوسرے چالیس عیسوی کے یہہ امر واقع ہوا تھا

اٹھوان باب

سین کے گھرانے کے بیان مین

جب فغفور ہوتی نے تخت و تاج سلطان اوتی کو دیا اور اثاثہ سلطنت اور مہر شاہنشاہی
سب حوالے کیا تو سین کے گھرانے کا سلطان زی ہائن نے فغفور پر بلوا کیا اور بعد
کئی لڑائیون کے تخت شاہنشاہی چھین لیا اور خطاب اوتی کا لیکر خود بیٹھا اور اپنے
دربار سے اون لوگون کو نکال دیا جنکو خاندان ہان یا اوتی کا طرفدار یا نمک خوار سمجھا
تھا اور چونکہ دیکھا اوس نے کہ آپس مین لڑ جھگڑ کے تمام سلاطین ضعیف ہوگئے اور طاقت
مقابلے کی نہین رکھتے اوس نے یہہ عزم کیا کہ شل چی وانگ ٹی کے ایک ایک سے
لڑائی ڈالے اور محکوم بناوے لیکن ایسے عزم عظیم کو انجام تک پہنچانا چی وانگ ٹی کا
کام تھا اور اوتی کے سے لوگون کو یہہ عقل اور گروہ اور ثابت قدمی کہان کہ ان
باتون مین ہاتھہ ڈالین اور اوسکی دلیل یہہ ہے کہ جسوقت فغفور کا ارادہ منکشف ہوا سلطان
اوؤو نے پانچ ہزار گانون کو بطور نذر کے حضور مین بھیجا اور اون کو سکھلا دیا کہ ہر آئینہ

فغفور کو سواے عیش و عشرت کے کسی طرف متوجہ ہونے نہ دیا اور شب و روز ناچ و رنگ
مین مشغول رکھا اور یہی ہوا کہ جنگ و جدل کا ارادہ فسخ ہو گیا خود بدولت نے ایک بڑا باغ
آراستہ کیا اور اونھین گائنون کو ساتھ لیے گاڈی پر سیر کرتا تھا اور اوس گاڈی مین
تکلف یہہ نکالا کہ گھوڑون کی جگہہ سفید میڈھے جتے رہتے تھے ٭ تاکہ تمام اوقات اسطرح
کی واہیات مین صرف اور فکر سلطنت سے رہائی ہووے اوس نے اپنے چچا کو نائب سلطنت
مقرر کیا غرض جب تک جیتا رہا اون بلاؤن نے پیچھا نچھوڑا اور ملک اوسکے نائب کے
ظلم سے تباہ ہوتا چلا ٭ ۱۸۳ سیحی مین روم قدیم کے سفیر سب آئے اور فغفور کو تحفے
نذر دیے اور برس روز کے بعد فرگانہ اور ہراشر کے سفیر دوبارہ نذر گذران نے
دربار مین گئے اور دو سے چھیاسی سیحی مین قبچاق کا سفیر پیشکش لیکر حاضر ہوا القصہ ۱۹۰ سنہ
مین اس فغفور کا انتقال ہوا اور اوسکا بیٹا ھی ٹی قائم مقام ہوا اور زن مریدی مین باپ کا
اوستاد نکلا اوسکی جورو خوشرو اور بدخو گویا شوہر کی خاوند تھی اور جو چاہتی سو کرتی بلکہ
آدمی کے خون سے رغبت رکھتی تھی اور اپنے ہاتھون سے لوگونکے ذبح کرنے کا شوق
اوسکے دل مین نہایت تھا جونھین شوہر اوسکا مسند نشین ہوا فغفور متوفی کے چچا وزیر اعظم کو
اس عورت نے زن و بچے سمیت قتل کیا اور اوسکے بعد اپنی ساس کو تہ خانے مین بند
کرکے بی آب و دانہ مار ڈالا اور اپنی سوت کے بیٹے کو جو ولیعہد تھا ایک روز شراب پلا کے
بیہوشمین ایسی ایسی باتین دشمنی کی باپ کے حق مین اوس سے کہوائین کہ فغفور نے بیٹے
اور اوسکی مان اور تمام کنبے کو ہلاک کیا غرض چند دن مین اس عورت مار فطرت کا فریب
ظاہر ہو گیا اور بادشاہ کو ولیعہد کا ایسا رنج ہوا اور اوس چوڑیل پر ایسا غصے مین آیا کہ
طلاق دیکر فوراً خارج البلاد کیا اسی عرصے مین تاتاریون نے پھر زور لا یا مچایا اور ختائیون
کو ایسا تنگ کیا کہ فغفور مجبور و رنجور خانگی اور خارجی رنجون سے ۳۰۶ سنہ مین مرگیا اور
اوسی خاندان کے ایک شہزادہ ہائی کو امرانے نیک نہاد اور عاقل سمجھہ کر مسند پر

اور تاج بخشی کی وہ بھی قابلیت اسکی رکھتا تھا لیکن ہان کے گھرانے کے امرا جو سین والون
کے قبل مالک تخت تھے اونکا زور ہوا اور سلطان ہان نے اپنے شہر مین اپنے کو فغفور
بنایا اور ہانی پر لشکر جرار و قہار بھیجا اور اوسکے دار الخلافت کو چھین لیا اور اوسکو بھی قید
کر کے منگایا یہہ ہونے کے ساتھہ ہی سلطان ہان جسکا نام لوسن تھا شہنشاہ کہلایا لیکن
رعایا برایا بلکہ تاتار جو اغیار تھے اونھین بھی یہہ ناگوار ہوا کہ فغفور ایسے جلاد بدنہاد سے
ہاتھون پھنسا تھا اور لوسن کے برابر خونخوار اور قہار اور جفاکار آدمی درندہ خصلت گرگ
طبیعت ہزارون برس مین ایک آدہ پیدا ہوتا ہے اور اوس بدخصال کا حال یہہ تھا
کہ غصے مین دوست عزیز کو بے تامل اپنے ہاتھہ سے مارتا تو کیا قیمہ کر ڈالتا تھا اور دشمن
کو تو معاذ اللہ عجب طرح کی اذیت اور عقوبت سے مارتا تھا کہ احاطۂ بیان سے باہر ہے
اور زبان ناطقہ اوسکی خونریزی کی تقریر مین لال ہے الغرض ایسے بدکردار اور نابکار
کے پالے فغفور پڑا تھا کہ تاتاریون نے بھی افسوس کر کے سین کی فوج کی مدد کی
اور لوسن کے لشکر کو شکست دی لیکن اس لڑائی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اوس جلاد نے فغفور کو
سیہ پوش کیا اور تمام اکابر اور اصاغر کی دعوت کی اور فغفور سے سب کی خدمت
مثل نفر کے کروائی اس حرکت سے اکثر کو رونا آیا اور لوگون کی طبیعت لوسن سے
زیادہ پھر گئی غرض وہ ایسا ظالم زبردست تھا کہ جب اوس نے فغفور کو بری موت سے
ہلاک کیا تب بھی کسی سے بجز اسکے کچھہ نہو سکا کہ سین کے دوسرے ایک شہزادہ منگ
ٹی کو لوگون نے اوبھارا اور فغفور کا خطاب دیکر لوسن کے مقابلے مین کھڑا کیا لیکن چند
روز مین منگ ٹی کے پاس نہ خزانہ نہ لشکر رہا اور جب اوس بدبخت نے دیکھا کہ کوئی
اپنا بیگانہ مصیبت کا ساتھی ایک نہ ہوا اوس نے اپنے کو لوسن کے حوالے کر دیا اور پہر
دربار اوس نے منگ ٹی سے سجدہ کروایا اور نفر کی طرح تخت کا پایہ پکڑوا کے
کھڑا رکھا تب ایک وزیر بیتاب ہو کر ڈاڑھین مار کر رونے لگا یہانتک کہ شدت

غم سے بیہوش ہوکر گر پڑا یہہ دیکھتے ہی وہ قصاب پر قہر ہوا اور تخت سے اوترکے اوسکو اپنے ہاتھہ سے ذبح کیا اسی طرح پرایک وزیر شکارگاہ مین لوسن نے مینگ ٹی کو سپاہی کا عہدہ اور پوشاک دے کے اپنی سواری کے آگے دوڑاتا تھا کہ ایک شخص دیکھکر اوسکے گلے لپٹ گیا اور ہاے انقلاب روزگار کھکر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا غرض وہ بھی فوراً جان سے مارا گیا القصہ جب لوسن نے دیکھا کہ بلواے عام کا نقشہ بندہا سنہ ۳۱۶ عیسوی مین اوس نے مینگ ٹی کو قتل کیا اور اوسی بیچارے کے مرنے سے سین کا گھرانا ختم ہوگیا

نوان باب

ٹنگ سین کے خاندان کے بیان مین

جب مینگ ٹی اسطرح لوسن کے ہاتھون مارا گیا ین ٹی جو ٹنگ سین کے خاندان شاہی سے اور امیرالامرا فوج شاہنشاہی کا تھا وہ سب کی رضامندی سے فغفور کہلایا اسی عرصے مین وہ کافر بے پیر لوسن فِی النَّارِ وَالسَّقَرِ ہوا اور اوسکا بیٹا لوسان اپنے خاندان کے تخت سلطانی پر جا بیٹھا غرض اوسکے گھر کا وقت زوال اور روز انتقام کا آن پہنچا تھا ورکین چین ایک امیر کبیر نے موقع پاکے ہان کے تمام زن و مرد و اطفال سب کو تہ تیغ کیا اور لوسن کی قبر کو کھدوا لاش اوپر نکلوا کر میدان مین چیل کوتون کے لیے پھکوا دی یہہ حال سنکر ہان کا سپہ سالار آیا اور کین چین کو زن و بچے سمیت مارا اور اپنے خاوند اور اوسکے اقربائون کے خون کا بدلا لیا یہہ سب خونریزی اور ظلم و بدعملی دیکھکر فغفور کو بڑا رنج ہوا اسلیے کہ بہت بدی پرہیزا اور رحم دل تھا آخرالامر جب دوسرے سلطان نے اپنی سرحد مین دعوی فغفوری کا کیا بادشاہ نہایت دلگیر ہوا اور چھہ برس کی سلطنت کے بعد سنہ ۳۲۳ مسیحی مین کوفت سے مرگیا * اوسکا بیٹا مانگ ٹی تخت فغفوری پر بیٹھا تو صحیح لیکن صرف نام ہی کا مالک تھا کیونکہ چارون طرف سے

سلاطین باغی ہو رہے تھے غرض اخیر کو بیشتروں پر ظفریاب ہوا اور کئی ایک کو قتل بھی کیا اور اگر زیادہ جیتا تو اغلب تھا کہ تمام مملکت کو امن و آسایش دیتا لیکن تین برس کے بعد سنہ میں اوس نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا چینگ ٹی پانچ برس کا تخت پر بیٹھیا اوسوقت بلوا ہوا اور ہر سلطان نے قصد تخت نشینی کا کیا غرض فغفور ہتو نے نے ایسے ایسے سپہ سالار کو سردار فوج کیا تھا کہ کسی سے کچھ ہو نہ سکا اور چینگ ٹی نے بھی کسیکو نہین ستایا اور نہ اپنی طرف اونکو متوجہ کیا وہ سب آپس ہی مین لڑتے جھگڑتے رہے اور فغفور کو ایذا دینے کی فرصت نہ پائی سنہ ۴۲ مین چینگ ٹی کا انتقال ہوا اور اوسکا بیٹا کانگ ٹی تخت پر بیٹھا لیکن دو برس مین مرگیا اور اوسکا بیٹا دو برس کا فغفور کہلایا اور چودہ برس تک اوسکی مان نایب سلطنت رہی غرض جب مہتی کی عمر سولہ برس کی ہوئی خود مختار ہوا اور مان کے ہاتھ سے زمام حکومت چھین لی سنہ ۶۱ مین اوسکا انتقال ہوا اور کی ٹی اوسکا بیٹا مسند پر رونق افروز چار ہی برس رہا اور اپنی موت کا آپ ہی باعث اسطرح سے ہوا کہ کسی مہنت نے ایک چیز اکسیر بقا کہکر اوسے دی اور کہا کہ جب تک یہہ تاثیر نکرے اسی کی غذا کرو اور معمولی کہانا پینا چھوڑ دو فغفور باوجودیکہ عاقل اور ذی علم تھا اسپر عامل ہوا اور چند روز مین ایسا تحلیل ہوگیا کہ اوٹھنے بیٹھنے سے معذور ہوا آخر کار جہان فانی سے ملک بقا کا راہی اوس اکسیر بقا کی بدولت ہوا سنہ ۶۵ مین اوسکا بھائی فی ای فغفور ہوا وہ بہادر اور مدبر تھا اور جہان جہان بلوا ہوا کیسکو طول کھینچنے ندیا بعض روایت سے ہے کہ سنہ ۷۱ مین اوس نے انتقال کیا اور بعض کا بیان ہے کہ امرا نے اوسے اوسی سال بے تخت و تاج کیا اور کین وان پسر ئن ٹی جس نے سنہ ۳ مسیحی مین پادشاہت کی تھی اوسکو تخت نشین کیا اور دو برس کے اندر ہی وہ بھی فوت ہوگیا اور اوسکا بیٹا ہواو ٹی چودہ برس کی عمر مین مسند پر بیٹھا اور اوسکے سپہ سالاروں نے بیشتر سلاطین کو دبایا اور اون سے خراج دلایا اور ایک جس نے پورا سامان تخت

چین نے کا تیار کیا تھا اوسکو شکست کامل دی اسی فغفور کو شاہ فرغانہ اہل ترک نے
کئی گھوڑے بہت تحفہ نذر دیے اور چونکہ اوس دیار کے جانور تمام صفات اسپی مین
موصوف ہین تو یہہ گھوڑے کیسے چیدہ ہونگے ❊ جب سب طرف امن و چین ہوا
فغفور نے عیش و عشرت مین اپنے کو ڈالا ایک شب زیادہ مخمور ہو کر اوس نے بی بی
سے ہنستے ہنستے کہا کہ جب تو تیس برس کی ہوگی تجھے طلاق دونگا اور کسی جوان چھوکری
کو ہم بستر کرونگا یہہ سنکر اوس عورت کو ایسا غصہ ہوا کہ زیادہ شراب پلا کے اوسی سکھو
فغفور کا گلا گھونٹ کے اوس نے مار ڈالا ❊ سنہ ۹۶ مین اوسکا بیٹا کانتی تخت نشین ہوا
اور ایسا مجہول اور کاہل مطلق نکلا کہ محل سرا مین شب و روز پڑا رہتا تھا اور سلطنت کی کچھ
خبر نہ رکھتا تھا لیکن وزرا اور درباری امرا نمک خوار اور فوج کے سب سردار جان نثار تھے
اسلیے کچھ پیچ نہ پڑا اور تخت نہ چھن گیا اور ایک مشیر کی تدبیر کا اور دوسرے کی شمشیر کا
ایسا شہرہ تھا کہ سیلان دیپ یعنے لنکا کے بادشاہ نے بطور نذر کے ایک پتلا شبیہہ
گوتما بودہ کا الماس کا فغفور کو بھیجا ❊ اسی عہد مین ایک شخص بنام لی آنو صوبہ نانکینگ مین
ایسے غریب کے گھر پیدا ہوا کہ جب اوسکی مان درد زہ مین مر گئی اور باپ نے
کوئی صورت پرورش کی نہ دیکھی تب اوس نے بچے کے مرجانے کی خواہش سے
اوسے کپڑے مین لپیٹ کر گھر کے ایک کونے مین بے تکلف پھینک کر اور موت
کے حوالے کر کے گھر سے نکل کے چلا گیا اتنے مین اتفاق سے ایک عورت نیک
سیرت آگئی اور بچے کو پالنے کے لیے اوٹھا لے گئی جب بڑا ہوا وہ لڑکا عجب
طرح کا ذہین اور چالاک نکلا اور مکتب خانے مین سب لڑکون سے سبقت لے گیا
لیکن دھرم مان اوسکی ایسی غریب تھی کہ لڑکا جوتے کی دوکان پر بیٹھا اور دونون
کی اوقات اوسی پر موقوف تھی غرض طبیعت اوس نے اور انداز کی پائی تھی نعلین
فروشی اوسکو سخت ناگوار معلوم ہوتی تھی اور مان کی آنکھ بچا کے دوکان سے

بھاگ جاتا اور محلے کے لونڈون سے کشتی لڑتا پھرتا تھا بعد چند روز کے سپاہیون
مین اوسنے نام لکھوایا اور ایسا بہادر اور نڈر نکلا اور ایسا ایسا کام کیا کہ دن بدن عہدے
بعد عہدہ و مرتبے پر مرتبہ اوسکو ملتا گیا اور جب اوسنے ایک بڑے سمندری ڈکیت
کو مارا جس نے تمام ملک اور فوج اور بحر کو مدتون تنگ کر رکھا تھا خطاب محافظ
سلطنت کا اوسے ملا اور پایہ تخت کے امرائے کبار سے ہوا اور وہان پہنچکر ایسی
تدبیرین اوس نے کین اور فکرین لڑائین کہ اوس پر اگر فغفور عمل کرتے تو تمام سلاطین
باجگذار اور تابعدار ہوتے اس پر بھی جس نے ذرا سر اوٹھایا آئی اوسنے پھر ایسا دبایا کہ
دوبارہ گردن کشی کی نوبت نہ آئی القصہ یہہ سب کام محافظ سلطنت نے کیا لیکن
فغفور بہت دفعہ اوس سے وعدہ خلاف ہوا اور اوسکو ایسا بگاڑا کہ اوس نے لوگون کو
اشارہ کر دیا کہ وقت فرصت فغفور صاف کیا جاوے اور وہ کذاب جیتا نہ چھٹنے پاوے
سنہ مین کان ٹی کا گلا محل سرا مین گھونٹ دیا گیا اور اوسکے ماموں کنگ ٹی کو محافظ
سلطنت نے تخت دیا اور آپ خطاب سلطان سنگ کا لیا اور فغفور کے گھرانے
والونکو ایک ایک کرکے تمام کیا اور آخیر مین جب اوس نے دیکھا کہ کنگ ٹی دن
بدن مدبر ہوتا چلا اوس نے جلاد کو فغفور کے مارنے کے قصد سے بھیجا لیکن جب وہ سامنے
آیا اس قدر رعب شہنشاہ کا اوس پر غالب ہوا کہ گڑگڑا کے اوس نے جان بخشی چاہی
اور سلطان سنگ کی جس قدر بات تھی سب کھول کر کہدی جب یہہ خبر لی آوکو پہنچی بغاوت
کی فوج تھارا اور لشکر جرار لیکر وہ آیا اور دار الامارۃ کو محاصرہ کیا فغفور بدحواس ہوا اور
ایلچی اوس نے بھیجا کہ اگر شہنشاہی کی خواہش ہے تو آپ لیجیے اور اگر تھوڑی سی
زمینداری اوقات بسری کے لیے نہ بخشی دیجیے تو صرف جان بخشی کیجیے اس درخواست
کو سلطان نے قبول کیا اور شہر کے باہر اپنے معسکر مین لکڑی کا تخت بنایا اور جب
فغفور آیا اور اوس پر بیٹھا سلطان سنگ نیچے کھڑا ہوا اور فغفور کا استعفا تاج و تخت اور خطاب

فغفوری سے باواز بلند پڑہا بعد اوسکے خود کنگ ٹی کا ہاتھ پکڑ کے نیچے اوتار دیا اور
آپ تخت پر بیٹھ کر فغفور سے سجدہ و سلام موافق دستور کے کروایا اور زمرۂ سلاطین باجگذار
مین اوسکو داخل کر دیا اور یہی خاتمہ سین یا ٹنگ سین کے گھرانے کا ہوا + بعد اس
گھرانے کی تباہی کے ملک ختا مین دو بادشاہ ہوے ایک کے قبضے مین بالکل
صوبہ جات شمالی آئے اور دوسرے کے اختیار مین جنوبی صوبجات رہے + اس
ایام کو ختائی مورخ نان پی چاؤ کہتے ہین اور شمالی تخت کے مالک چار خاندان تھے
اور جنوبی تخت پر پانچ گھر کے بادشاہ بیٹھے مختصر حال یہہ ہے کہ ٹوپا یعنے خواتین تاتار کی
جب قوت بڑھی ملک ختا مین اونکی یورش ہوئی اور چند پرگنے اونکے قبضے مین رہے
اور فغفورون سے اکثر نوبت جنگ و جدل کی آئی غرض جب ٹنگ سین کا گھر بگڑا اور
بچی بچائی قوت و قدرت فغفورون کی زایل ہوگئی یہہ ٹانجو سب دفعۃً بالکل شمالی صوبجات
کو قبضہ کر بیٹھے اور لقب ٹوپا کا تبدیل کرکے گوئی کہلانے لگے اور یہہ وسی ایام مین واقع
ہوا کہ جب سین کا گھرانا تخت فغفوری کا مالک صوبہ نان کین مین ہوا تھا اس خاندان
گوئی کی تین تقسیمین تھین غرض سب تاتار اور اونکی عہد دولت مین بجز کئی امر کے جو ذیل مین
مذکور ہین ایسی کوئی بات وقوع مین نہین آئی جو قابل تحریر کے متصور ہووے اور صرف
یہی یاد رکھنا چاہیے کہ ۴۶۱ سنہ عیسوی مین شاہ ایران نے رشتۂ محبت کو بحال رکھنے
کے واسطے سفیر بھیجا اور پانچ برس کے بعد دوبارہ وہین سے سفیر آیا اور چار سو
اڑسٹھہ مین ایران کے سوا اہل ختن کوریا وغیرہ کے وکلا بھی آئے غرض اسی طرح
سے اکثر دفعہ اطراف و جوانب سے ٹانجو اور سلاطین ایام شادی و غم مین سفیر و نذر و
بھیجا کرتے تھے القصہ ۵۸۱ عیسوی مین گوئی کے گھر سے شمالی تخت لیا گیا اور خاندان
پی سی قائم مقام ہوا اور یہہ لوگ ۶۱۸ تک رہے اور وکلا ادھر اودھر کے ملکون
کے آیا کرتے تھے آخر کو اوسی سنہ مین ٹوچو کا خانوادہ اونکی جگہہ مالک تاج ہوا اور

چوبیس برس اونکی ریاست رہی اور کوئی واقعہ ایسا اونکے عہد مین نہین ہوا کہ اوسکی تحریر سود مند ہووے بعد اوس کے خانوادہ ہولیانگ کی نشست تخت شمالی پر تینتیس برس تک رہی اور انھین لوگون کے عہد دولت مین بالکل ختا پر خاندان سو مالک ہوا چنانچہ اوسکا حال تفصیل کے ساتھ آگے بیان کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالی ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

دسوان باب

سنگ کے خاندان کے بیان مین

جب دو تقسیمین ملک ختا کی ہوگئین جسکا اشارہ باب سابق مین ہوا تو جنوبی تخت پر خانوادہ سنگ بیٹھا اور اوس خاندان مین جتنے خونخوار مردم آزار بادشاہ ہوے اور گھرانون مین دو ہی ایک ایسے نفرت زدہ خلق تھی اور ۵۹ برس کے دور مین کم ہوتا ہے کہ اتنے اور ایسے جلاد بیداد اور بدنہاد دنیا کو گندہ کرنے اور خلق خدا کو ستانے دفعۃً مثل بلیات کے نازل ہوتی ہین خیر یہہ بھی اتفاق قابل یاد رکھنے کے ہی اگرچہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ بہت ہی بد اور بہت ہی نیک لوگ سو برس مین دو ایک سے زیادہ نہین دکھائی دیتے ہین القصہ جب اخیر بادشاہ سینگ کے گھرانے کا جس کے بے تاج ہونے اور رل چل مچنے سے ختا کی دو تقسیمین ہوگئین تخت سے اوتار گیا اور لی آونبر و شمشیر جانشین ہوا جیسا کہ بیان ہوا ہے تب نئے فغفور نے اپنے تمام دوستون کو سرفراز کسی کو عہدے کسی کو روپے سے کیا اور اپنی دھرم مان جس نے اوسکی پرورش کی تھی اور تولد کے وقت جان بچائی تھی اوسکو والدہ بیگم خطاب دیا اور محل مین بہت کر و فر اور احترام کے ساتھ داخل کیا غرض اپنے دشمنون کے ساتھ ایسا سلوک ہوا کہ ہر ایک سے الامان کہلایا اور اوس بے بس و بیکس کنگ ٹی کو بعد چند روزون کے زہر دلوایا ✤ اگرچہ اوس طرف سی اپنے کو خاطر جمع کیا لیکن اس خون ناحق کے بعد تھوڑے دن بچا اور وقت مرگ چونکہ ولیعہد کم سن تھا اوسکی نیابت مین اور حفظ سلطنت کے لیے چار وزیر عاقل اور نمک حلال کو مقرر کیا اور ۲۲ سنہ مین دنیا سے رخصت ہوا ✤

شاہ وڈی موافق مرضی فغفور متوفی کے باپ کا قائم بمقام ہوا لیکن بس وزیرون وزرانے اوسکو قابل تخت
کے نہ سمجھا اسلیے کہ امور سلطنت مین غفلت کرتا تھا اور ہمیشہ شکارگاہ مین رہتا تھا اوسکی جگہہ مین اوسکے چھوٹے
بھائی دان ڈی کو بٹھایا اور یہہ بہت مدبر اور نیک نہاد تھا اور علم کا سواد رکھتا تھا اور شعرا
کی قدر کرتا تھا اور علما کو عہدۂ جلیلہ دیتا تھا اور اوس نے بہت سے مدرسے بنوائے اور علم کا
چرچا خوب بڑھایا * لامہ گروہ کے مذہب کا بڑا دشمن تھا اور کئی دفعہ حکم دیا کہ اونکی دیورے بند
کیے اور پوجاری نکال دیے جاوین لیکن ایسا ستارہ اون لوگون کا چمکا ہوا تھا اور اس قدر
تابعدار عوام الناس کو بنا رکھا تھا کہ فغفور نے ثانی فرمان اوس امر مین بلوے کے خوف سے
جاری نہ کیا * فغفور کے دو بیٹے لوچو اور لوسن چونکہ بدطوریان کرنے لگے باپ نے تنبیہہ
کی اور بہت خفگی فرمائی اسپر اون لوگون نے تاو کے ایک ساحر بخاری کو بلوایا اور باپ کو
بس مین کرنے کی خاطر اوسپر جادو شروع کیا یہہ خبر جب فغفور کو پہنچی زیادہ آزردگی اوسکو
ہوئی اور بیٹون کو بلوا کر بڑے بیٹے سے کہا کہ دوبارہ اگر ایسا امر تم سے وقوع مین آویگا
مین بُری طرح پیش آونگا اور ولیعہدی سے تمکو خارج کرونگا یہہ سنکر وہ بدنہاد ڈرا کہ شاید بادشاہ
عاق کرے اور دھمکی کے موافق پیش آوے اس لحاظ سے چپکے کئی ہزار آدمی کو باہم متفق کرکے
ایک روز باپ کے محل سرا مین گھس گیا اور ایک سپاہی کے ہاتھہ سے بوڈھے کو قتل کروایا
چھوٹا بھائی برہم ہوا اور اوس بدکُش کی فوج کو اوس نے ہٹا دیا اور جب لوچو پکڑا گیا اوسے
قتل کروایا اور جتنے ساتھی اوس لعنتی کے تھے سب کو معہ زن و بچہ فغفور نے مار ڈالا اور جس
سپاہی نے بادشاہ پر تلوار لگائی تھی اوسکے دس ہزار ٹکڑے ہوے اور شاہراہ پر پھنکوا دیے گئے
جب تک نئے فغفور کے دشمن رہے اور باغی ہر طرف سے دست بقبضہ موجود تھے اوسنے
بڑی سرگرمی سے بادشاہت کی لیکن جب دعویدار سلطنت کا کوئی نرہا اور امن چین ہوا فغفور
نے بھی رفتہ رفتہ اوس حستی و چالاکی کو جواب دیا اور عیش مین یہانتک مشغول ہوا کہ طاقت
جسمانی اور قوت روحانی رنڈی بازی مین سلب ہوگئی اور جان اونکے ساتھہ ہی رخصت

ہوئی ✤ اسیکے عہد مین سفیر ہند کے بعض رجواڑون کے اور بخارا کے دربار فغفور مین تحفہ
لیکر آئے تھے ✤ سنہ مین اوسکا بیٹا فی تی تخت پر آیا اور ایسا بد اطوار و مردم آزار نکلا کہ ختائی
مورخون کو شرم آتی ہے کہ اونکے بادشاہون مین ایسا بدکردار اور خونخوار پیدا ہوا ✤ اس
ملعون نے بے تامل اور بیوجہ جسکو چاہا اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور اوس خونریزی سے ایسا
رعب سب پر ڈال دیا کہ کسیکا ہاتھ اوسپر جلدی نہ اوٹھا اور وہ بھی کسی کا اعتبار سواے
ایک خوجے کے جو اوسی کے قماش کا تھا نکرتا تھا آخر شل اوس نے ایک روز موقع پاکر خاوند
کو صاف کردیا ✤ اس فغفور کا جانشین بھی عجب طرح کا ظالم تھا اور اپنے اقرباؤن کو ایک سرے سے
اوس نے تمام کرنا شروع کیا اور اٹھارہ بھتیجون مین چودہ کو مارا اور سواے انکے جس پر
خفا ہوا دم بھر جیتا نہ چھوڑا جب یہہ طور دربار کا ہوا ایک سردار ذوی الاقتدار وان کینگ یئ
نے نوکری سے استعفا دیا اور اپنے گھر جا بیٹھا اس حرکت سے فغفور خائف ہوا کہ مبادا بلوا کرے
اس لحاظ سے اوس نے پیالہ زہر کا اوسکو بھجوا دیا اور نقل ہے کہ جب خدمتگار شاہی سامنے لایا
اور کہا کہ حضور کا حکم ہے کہ تم اسے پی جاؤ اوس بہادر نے بے تکلف اوٹھا کر پی لیا اور شطرنج
کی بازی جو اوسوقت کھیل رہا تھا اوس سے جبتک کہ ہلاہل نے اپنا عمل نہ کیا ہاتھ نہ کھینچا جب یہہ سانحہ
مشہور ہوا بلواے عام کا سامنا ہوا اسلیے کہ وہ سردار بہت نیک اطوار تھا اور اوس کے ہلاک
ہونے سے سب کو رنج عظیم ہوا لیکن غضب خلق کے ابر کی آمد سپہر سلطنت مین جو بہین شروع ہوئی
اور ہنوز انتقام کی آندھی نہین آئی تھی کہ فغفور مرض مہلک مین گرفتار اور فی النار ہوا ✤ سنہ
مین اوسکا جانشین سیم تی سب مردودون کا مردود ہوا اور بے خون کیے کھانا نہین کھاتا تھا
اور شہر کے بدمعاشون اور لقندرون کے ساتھ شبانہ روز صحبت رکھتا تھا اوسکو یہان تک
پاجیون سے شوق تھا کہ اپنے کو نفرے کا بنا مشہور کیا ✤ ظالم بادشاہ سب اپنے دشمنونکو مارتے
ہین یا جیتے ڈرتے ہین لیکن یہہ نابکار اوسکی روح پر خدا کی مار ایسا خونخوار تھا کہ سو پچاس خونیون کو
ساتھ لیے سڑکون پر ڈوڑتا پھرتا تھا اور جو سامنے آتا تھا بے تکلف اوسے مار ڈالتا تھا ✤ ایکروز

سپہ سالار فوج مسمی ٹاؤ چینگ دولت سرا کی ایک کوٹھری مین دوپہر کے وقت سو رہا تھا
کہ فغفور کا اودھر سے گذر ہوا اور سردار کی ناف کھولی ہوئی اوس نے دیکھی چپکے جا کے ناف کی
چارون طرف سیاہی سے لکیر کھینچدی اور اپنے مصاحبون سے یہہ بات کہی کہ کیا نشانہ مینے بنایا
ہے اس پر تیر لگانا چاہیے جونہین یہہ بات اوس کے منھہ سے نکلی سپہ سالار کی خیر ہوئی کہ لقندرون
مین ایسی ہنسی مچی کہ اوسکی آنکھہ کھل گئی فوراً فغفور نے تیر کو اوتار لیا لیکن سردار اپنے قتل کا سامان دیکھہ چکا
تھا اوس وقت چپکا رہا لیکن اوسی روز سے حضرت ظل شیطانی کی فکر مین رہا اور چند خوجون کو ملا کر بادشاہ
کو حالت نشہ مین پاکر گلا گھونٹ کر مار ڈالا یہہ سردار بہت نیک کردار تھا اور کبھی خاوندکشی نکرتا لیکن ہمیشہ
بڑے غنیم کو اوس نے زیر کیا تھا اور فغفور کو تخت اوسی کے باعث سے ملا تھا اوسنے جب یہہ حال اوس
دیکھا کہ خاوند سب کچھہ فراموش کر کے ہنسی ہنسی مین اوسکی جان مارنے فقط لقندرون کو ہنسانے کیلیے
مستعد ہوا جی اوسکا چھوٹ گیا اور نفسانیت نے ورغلان کے اوسے اوس ظالم کا قاتل بنایا +
اس ماجرے کے بعد مارنے اوسی سپہ سالار کو فغفور بنانے کا قصد کیا اوس نے میم ٹی ایک متبنّا شیم ٹی
کو شسہ ہسیمی مین گدی پر بٹھایا غرض دو برس کے بعد سپہ سالار کو دوستون نے ایسا سمجھایا کہ اوسی
اپنے بنائے بادشاہ کو بے تخت وتاج کیا اور آپ فغفورون کے مسند پر جلوہ بخش ہوا الغرض اسیطرح
سنگ کا گھرانا باقی نرہا تھا

گیارہوان باب

سی کے گھرانے کے بیان مین

جب ٹاؤ چینگ نے جلوس کیا لقب اپنا کاؤ ٹی رکھا اور خاندان اوسکا اس سبب سے سی کھلایا
کہ سنگ کے اخیر فغفور شیم ٹی جو اسی کا بنایا ہوا تھا اور اسی کے ہاتھون سے بگاڑا بھی گیا
اوس کے عہد دولت مین ٹاؤ چینگ نے سی کی صوبہ داری لی غرض جب خود فغفور ہوا دارالخلافہ
شہر نان کین کو مقرر کیا غرض بعد مالک تخت ہونے کے صرف چار برس جیا اور اوس قلیل
عرصے مین رعیت کو اتنا آرام پونہچایا کہ جب مر گیا خورد و کلان سب نے دل سے غم کیا اور

خاص و عام کو افسوس ہوا کہ ایسے بادشاہ کو خداوند کریم نے خلق کی راحت رسانی سے کیون
اتنا جلد باز رکھا ٭ ۱۲۸۳ھ مین اوسکا بیٹا اوتی قائم مقام ہوا وہ حاکم نیک خو تھا لیکن اکثر اوقات
بطالت مین کاٹتا اور شکار گاہ مین رہتا تھا نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ شکار کو نکلا اور سامنے
سبز کھیت کو دیکھ کر تعریف کرنے لگا یہہ موقع مناسب پاکے ایک وزیر نے جواب دیا کہ
خداوند اگر اسی ایک بات کو تصور فرماوینگے کہ غربا کے عرق پیشانی سے یہہ کھیت
سرسبز ہوا تو اغلب ہے کہ شکار شوق سے باز رہینگے کیونکہ اون
بیچارون کی برس روز کی کیسی سخت محنت ایک گھڑی مین برباد ہوتی ہے جب شکار
کے تعاقب مین حضور کی سواری اسے پائمال کرتی ہے یہہ سنتے ہی فغفور نے سواری
پھیری اور اوسی روز سے شکار سے بھی طبیعت اوچاٹ کی یہی ایک نقل اوسکی تعریف مین کافی ہے٭
اسی بادشاہ کے عہد دولت مین ایک فیلسوف فان چینگ اہل دھر سے تھا اور روح اور جسم کی
یہہ مثال دیتا تھا کہ جسطرح چھری اور چھری کی باڑہ سے مناسبت ہے وہی روح اور جسم سے ہے
اور روح کوئی چیز منفرد نہین بلکہ جسم کے ساتھ مرکب ہے اور تن سے جان کا نکل جانا ویسا ہی ہے
جیسا کہ چھری کی دھار مڑ جاتی ہے سوا اس قول کے تقدیر کا قائل تھا اور تدبیر کو تقدیر کے
آگے بیکار سمجھتا تھا غرض اس حکیم کے مذہب کو اکثر امرا اخفا پسند کرتے ہین حالانکہ بسبب دین بادشاہ
کے مخالفت کے ظاہر مین تقیہ کرتے ہین ٭ ۱۲۹۳ھ مین اوتی نے انتقال کیا اور اوسکا پوتا صغر
صغر سن مین دادا کا جانشین ہوا لیکن ایک امیر کبیر نام سولن حاکم اول ایک محکمہ عالی کا اوسوقت
بر سر حکومت تھا فغفور کو بچا دیکھکر تخت اوس سے چھین لیا اور اپنا لقب مینگ تی رکھا غرض
شمالی بادشاہ کو بہت ناگوار معلوم ہوا فوج لیکر اوتی کے پوتے کی مدد کو آیا اور سینگ ٹی نے
بھی سنوین ایک سردار بہادر اور جان نثار کو سپہ سالار بنایا اور لشکر دیگر مقابلے کو بھیجا لیکن
دونون فوجون کا سامنا ہنوز نہوا تھا کہ مرگیا اور اوسکا تیسرا بیٹا قائم مقام ہوا الغرض غاصب کی
فوج کو شکست ملی لیکن آپس کی میل تھی کہ اوتی کا پوتا اپنے تخت کو پھر پاوے خیر لستے مین اوتی کا

بادشاہ بھی مرگیا اور اوسکے بیٹے نے باپ کے قصد کا پیچھا نکیا اور خصومت سے باز رہا
اصلی فغفور بیچارہ ایک کنارے پڑا تھا اور کبھی چند نمکخوارون کے زور پر دادا کی میراث
پھر پانیکا قصد کرتا تھا کہ اس عرصے مین ٹنگ ہوان ہو غاصب تخت تھا کے بیٹے نے اوس کے
سردارون کو بلا لیا اور دوسرے بھائی ہوٹی کو بھلایا غرض سال بھر کے بعد اوسکو بھی مارڈالا
اور سی کے گھرانے کے کسی اقربا کو زندہ نچھوڑا اور اسیطرح سے اپنے خاوندکو قتل کر کے
سنہ ۱۰ ہمین لی آنگ کے خانوادے کا پہلا فغفور کہلایا

بارہوان باب

لی آنگ کے خاندان کے بیان مین

اسیطرح سے جیسا کہ بیان ہوا لی آنگ اوٹی نے جنوبی سلطنت کو جو حقیقت مین فغفوری مملکت
تھی حاصل کی لیکن شمال کے بادشاہ نے قصد کیا کہ اوس سے تمام ملک چھینے اور شہنشاہ ہو جیسے اور
اوس نے بھی علی ہذا القیاس ویسا ہی چاہا غرض دونون نے میدان لیا انھین لڑائیون مین سے ایک
کی یہہ نقل ہے کہ شمالی بادشاہ کا سپہ سالار جو یانگ کے شہر عظیم الشان مین چند سپاہ چھوڑکر خود تمام
فوج کے ساتھہ میدان سے دور نکل گیا تھا کہ لی آنگ اوٹی نے اوس شہر کو محاصرہ کیا غرض بادجودیکہ
بارہا اوس نے ہلا کیا لیکن بسبب سپہ سالار کے جورو کی جرأت اور تدبیر کے دخلیاب نہو سکا اور
اور اوس عازیہ کا یہہ حال تھا کہ فصیلون پر تلوار لیے ہر جگہہ لڑتی پھرتی تھی اوسکا یہہ طور دیکھتے
ہی ہر سپاہی نے ایسی دلیری کی کہ طرف ثانی کی فوج عاجز ہوئی اور یہی صورت کئی روز تک
رہی کہ اتنے مین اوسکا شوہر مدد کو پہونچا اور غنیم کو ہٹا دیا جس سردار کی بی بی ایسی تھی اوسکے
شوہر مین بھی قابلیت اوسکی خاوندی کی تھی اور چونکہ لی آنگ وٹی خود بہادر اور مدبر تھا دونون
مین برابر کی چوٹین چلتی رہین آخر کو اپنی اپنی حد پر دونون طرف کی فوج ہٹ گئی اور چند روز تک امن
کی صورت رہی اس عرصے مین ایک نوجوان کم عقل و ناتجربہ کار وی کا سلطان ہوا اگر اوسکی بیگم
ہوشیار جیسی تھی ویسی نہوتی تو لی آنگ اوٹی شمالی بادشاہت کو اپنے زیر حکم کرتا لیکن ایسی بیگم بھی

کہ شوہر کی سلطنت سنبھالے رہی اور جنوبی بادشاہ نے جب حملہ کیا ایسا جواب اوس نے دیا
کہ وہ بھی مان ہی گیا کہ ایک عہد مین دو بلاؤن کا سامنا پڑا غرض جسوقت اوسکے شوہر نے انتقال
کیا اور ہوشی کا نابالغ بیٹا قائم مقام ہوا بیگم نائب سلطنت ہوئی اور دربار کے وقت پردے سے
نکل آتی تھی اور تخت کے پہلو مین بیٹھکر حکم احکام جاری کرتی تھی چونکہ لامہ گروکے مذہب پر نظر توجہ
کی رکھتی اور تاؤ یعنے کنگ فوزی کی ملت والون کی قدر کم کرتی تھی ان لوگون نے فریب کرکے
اور یہہ تہمت دیکر قید کروایا کہ ایک وزیر خوبرو سے اوس سے آشنائی ہی غرض جونہین زندان مین
ڈالی گئی ملک کی صورت بگڑی اور کسی کی تدبیر کام نہ آئی آخر جب تمام طرف کے فتور سے لوگ مجبور
ہوے بیگم کی مخلصی ہوئی اور پھر سابق بدستور اوس باشعور نے سب کو درست کیا اور لوگون کو اپنی
دانائی کے اظہار سے تعجب مین ڈالا اور دشمنون کو زیادہ رنجیدہ کرنے کے لیے اوس نے بالکل
پردہ اوٹھا دیا اور رنگین اور پرتکلف کپڑے پہنے اور سولہ سنگار کیے ہر وقت رہتی تھی
اتنے مین اوسکا بیٹا جو مر گیا تو امرا نے یہہ کہنا شروع کیا کہ اوسکے اشارے سے یہہ سانحہ ہوا تھا
جونہین یہہ خبر اوسکے کان تک پہونچی اتنی آزردہ اہل دنیا سے ہوئی کہ سر منڈا کے فقیر ہو گئی تارک الدنیا
ہوکر خانقاہ مین جا بیٹھی اور دم مرگ تک پھر نہ نکلی ✤ شمالی بادشاہت مین یہہ نقشہ ہوا تھا کہ اوسی
عرصے مین لی آنگ اوٹی کو یہہ خبط ہوا کہ بودہ کے پوجاری ہوجیے اور شب و روز پنڈتون کی
طرح معبد مین آسن مارے پوجا کیجیے یہہ حماقت جو ہین سوجھی جانور مارنے اور گوشت کھانیکی
امتناع تمام مملکت مین کے گئے اور بادشاہ نے خود اپنے لیے ساگ پات کی غذا ٹھہرائی
اور اس واہیات مین اوقات کاٹنے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ سلطان کوتی نے ناک مین دم کیا اور ملک
اوس خبطی کا برباد ہوا اور اوسی کے سردار ہو کینگ نے بلوا کیا اور دار الخلافہ کو لوٹ لیا اسیطرح
سے عجب طرح کی خونریزی تمام ختا مین آپس مین ہوئی غرض جب بادشاہ کو ہوش ہوا اور اوس نے
دیکھا کہ یہہ سب اوسی کے سبب سے تھا تو غم اور شرم کے صدمے سے ۵۴۹ھ مین بعد اڑتالیس برس
کی بادشاہت کے اوس نے انتقال کیا اور اسی کے عہد مین ختن اور سیلان دیپ یعنے لنکا

اور بحر مشرق کے جزائر اور تاتار اور ایران وغیرہ کے سفیر تحفہ لیکر دربار مین اکثر حاضر ہوئے تھی
کینگ وانگ ٹی اوسکا تیسرا بیٹا جانشین ہوا لیکن اوس باغی سردار ہو کنیگ نے بادشاہ کو مار ڈالا
اور قصد تخت چھین لینے کا کیا غرض سردار شن یاسن کے ہاتھون سے خود مارا گیا اور ین ٹی خاندان
لی آنگ سے ایک شہزادہ سنہ ۸۵۴ مسیحی مین مسند نشین ہوا + یہہ بادشاہ بھی عاشق اکسیر بقا کا تھا
اور رات دن اوسی کے اذکار مین تاو کے گروہ کے ساتھ بیٹھا رہتا تھا غرض یہہ حال جب اوسی
سردار شن یاسن نے دیکھا بلوا کیا اور بادشاہ کو مار کر ین ٹی کو اوسکی عوض بٹھایا اور فغفور نے اپنے
بھائی کے قاتل کو وزیر اعظم بنایا غرض اختیار کل شن یاسن کے ہاتھ مین تھا اور بادشاہ نے بھی
دیکھکر اپنے کو تولا اور جب ضعیف پایا تاج و تخت بھی اوسکے حوالے سنہ ۸۵۵ مین کر کے گوشے
مین جا بیٹھا اور اسیطرح سے لی آنگ کے خانوادے سے جنوبی بادشاہت چھن گئی + کنگ ٹی کے
عہد مین شمالی بادشاہت مین بلوا ہوا اور سنہ ۸۵۶ مین وزیر اعظم نے تاتاری خانوادے کو بے تخت
و تاج کیا اور اوسکی ڈیڑہ سو برس کی ریاست چھین کر ختا سے نکال دیا غرض شاہنشاہ کا خطاب لیا اور فقط
سلطان کھلایا +

تیرہوان باب +

چین کے خانوادے کے بیان مین

جلوس کرتے ہی شن یاسن نے سب گویتے بھانڈ بھکتیے بھانتیون اور لولیون کو دربار سے
نکال دیا اور جیتے جی کبھی نہ گانا سنا نہ ناچ دیکھا نہ زیادہ کر و فر سے رہا اور رعایا کو آرام پہونچایا
سنہ ۸۵۹ مین مرگیا غرض قبل انتقال کے اپنے بھتیجے ین ٹی کو تخت سونپا اور اوس نے بھی نصیحتون کے
مطابق عمل کیا چنانچہ لڑائی بھڑائی یا اور کسی طرح کے اتفاقی امور مین زیادہ اخراجات کی سبیل اپنی
خاص تحویل سے کرتا تھا اور رعیت سے افزود خزانہ مثل دوسرے بادشاہون کے نہین لیتا تھا
سنہ ۸۶۶ مین اس فغفور عادل با شعور کا انتقال سات برس کی ریاست کے بعد ہوا اور اوسکا بیٹا پچی
سن صغر سن مین تخت پر برائے نام بیٹھا کیونکہ اختیار کل اوسکے چچا چین ہن کے ہاتھ مین تھا چند

روز مین سلطنت کے غنیمون کو سر کرکے خود باغی ہوگیا اور بھتیجے سے تخت چھین لیا * ین ٹی کا
بھائی سی اَن ٹی اوس بعد چودہ برس تک تخت پر بیٹھا اور اوسکے عہد مین مغلون اور بعض اطراف کے
ملکون کے سفیر آے غرض ۸۲۰ھ مین اوس نے فوت کی اور اوسکے بیٹے ہاوچی تخت نشین ہوکر
اپنے کو عیش و عشرت مین ڈالا اور رنڈیون اور خوجون کی صحبت مین شب و روز رہنے لگا اور
ایسا ایسا باغ آراستہ کیا کہ تمام عالم کا سامان عیش وہان افراط سے مہیا تھا لیکن چونکہ مردم آزار
نہ تھا اور ظلم فقط اپنے نفس پر کرتا تھا رعایا کا بلوا نہوا مگر سُوئی کے خاندان کا سلطان یم کیانک
بڑا مدبر تھا اور رفتہ رفتہ ایسا زبردست ہوا کہ آخرش تخت فغفوری پر اوس نے دانت لگایا اور
جس حال مین کہ شہنشاہ کا دربار حرم سرا اور مشیر خاص خواجہ سرا تھا بے تردد فوج لیے سلطان سوئی
چلا آیا اور فغفور اور بالکل اوسکے خاندان والون کو گرفتار کیا اگرچہ ون سب کی جان بخشی اوسنے
کی لیکن تخت اور تمام املاک اوس نے لے لی اور اتنی مدت کے بعد پھر تمام ملک ختا ایک شخص
کی تحت مین آیا اور یم کیانک نے اپنے خانوادے کو سُو کا نام دیا * ختا کے نامی فغفورون مین
اوس شخص کا نام درج کرنا چاہیے اسلیے کہ بہادر اور مدبر اور غریب نواز اور عدل گستر اور عالم
اور شاعر کا قدردان اور خاص و عام کو راحت رسان تھا * اس جاہ و جلال پر پہلو مین خار یہ
تھا کہ دونون بیٹون مین نہ فقط نہ تھی بلکہ دشمنی جانی تھی سوا اسکے محل سرا مین ایک جورو کے قتل پر
دوسری مستعد تھی اور ایک حرم سے دوسری کو ستیز تھی یہانتک کہ سوتون مین بگاڑ ہوا
اور و لیعہد پر چھوٹے بہائی نے ایسا فریب کیا کہ فغفور نے ولی عہدی سے اوسکو خارج کیا اور چھوٹے
کو اوسکے عوض تجویز فرمایا لیکن بادشاہ نے بڑا دھوکا کھایا اور چھوٹا بیٹا ایسا بدوضع تھا کہ باپ
کی حرم پر اوسنے قصد کیا اور نہایت مغرور ہوگیا اور باپ کی شان مین طعن طعن بکنے لگا
غرض مرتے وقت فغفور ان حرکتون سے خبردار ہوا اور بڑے بیٹے کو گدی دینے کو بلوایا لیکن
اوسکے پونہچتے پونہچتے حالت افسوس مین انتقال کرگیا بلکہ بعض مورخ کی روایت ہے کہ
چھوٹے بیٹے ین ٹی نے باپ کو سینے پر چڑھ کے مار ڈالا غرض جو ہو یہ بیشک ہے کہ باپ

وہ اوس کی موت کا ہوا اور اس صورت مین خواہ روح کو خواہ تن کو ایذا دے کے مطلب
رسان ہوا تو پدرکش دونون طرح سے اوسکو کھنا درست ہے بھر حال باپ کے مرتے ہی
وہ گدّی نشین ہوا اور فوراً بڑے بھائی کو گلا گھونٹ کے مار ڈالا اس ماجرا کے شگرف کے بعد عیش
مین ین لی نے اپنے کو مشغول کیا اور باغون مین ہزار ہا رنڈیون اور خوجون کو لیے سیر کرتا رہتا
اور شب و روز ناچ اور رنگ مین اوقات ضایع کرتا تھا چنانچہ اوسکا حال راقم نے پہلی جلد مین
تفصیل کے ساتھ لکھا ہے غرض تمام عمر مین بھی ایک بہتری رعیت کے حق مین اوس نے کی
کہ جب عیش سے سیری ہوئی اور سب طرح کے چرچے سے فراغت ملی بہت سی نہرین اوسنے
بنوائین اور تجارت کو بڑی سہولت ہوئی غرض اسی ایک کار خیر پر اوسکی نیکی کا خاتمہ ہوا اور
جنگو مین بھی جنگ اوس نے کی کہ جب کوریا کے ملک کا بادشاہ جو ہمیشہ سے باجگذار رہتا تھا
کشیدہ خاطر ہو گیا اور خزانہ ندیا تو خود فغفور فوج لیکر گیا اور اون باغیون کو تادیب دیکر معمولی
خراج لیا سوا اسکے جزایر لوچو کو اوس نے سر کیا جسکا حال اسی جلد مین آگے لکھا جاویگا غرض ان
سب لڑائیون کے بعد جب دار الخلافہ مین اوس نے عود کیا تو مملکت کو فتور اور آشوب سے
بھرا دیکھا اور ان باغیون مین سے لی یان سب سے زبردست تھا اور اوس نے فغفور کے ایک
پوتے کو تخت پر بٹھا کر آپ وزیر اعظم بنا اور دو مہینے مین ین لی کو مروا ڈالا بعد دو برس کے
جب اوس نے دیکھا کہ فغفور اکثر امرون مین خلاف مرضی کے مرتکب ہونے لگا اوسکو بے تخت
و تاج کرکے ین لی کے دوسرے پوتے کو گدّی نشین کیا غرض بعد چند روز کے نفسانیت نے
لی یان کو ایسا ورغلایا کہ خود مسند پر اوس نے جلوس کیا اور کانگ ٹی کو مروا ڈالا ایک طرح
سے راوی کا بیان ہے کہ ۹۱۹ سنہ مین سُو کے خانوادے کا خاتمہ ہوا

چودھوان باب

ٹانگ کے خانوادے کے بیان مین

لی یان کو نیک فغفورون کے زمرے مین داخل کرنا مقتضائے انصاف ہے اسلیے کہ بڑا

عبد خلق پرور اور مردم شناس تھا اور بہادری مین یکتائے عصر اور سپہ گری مین مشتاق روزگار تھا تاتار کی قومون پر بار ہا ظفریاب ہوا اور بخارا سے خورد پر قابض ہوا اور سمرقند اور قبچاق کے والیون نے اوسے نذر گذرانی * اپنی نیک ذاتی سے سب کو اوس نے راضی رکھا جب مرگیا رعایا کو بڑا غم ہوا اوسی سنہ مین اوسکا بیٹا تای شانگ قائم مقام ہوا اور بہادر اور اولی العزم نکلا یہانتک کہ ولایت ایران کی سرحد تک اپنا حکم اوس نے جاری کیا اور تبت بزرگ کی قوم سے اور والی قبچاق سے اوس نے خراج لیا * تیئیس برس اوس نے سلطنت کی اور اوسی کے عہد مین غالب ہے کہ دین اسلام کا رواج ختا مین ہوا چنانچہ ختائی مورخ مسلمانونکو ھواھی ھو کہتے مین اور یہی لقب اوس قوم تاتار کا تھا جسنے پہلے اسلام کو قبول کیا تھا * سنہ ۶۳۸ء مین یزدگرد شاہ ایران نے فغفور کے پاس سپاہ اور خزانہ کی مدد کے واسطے سفیر بھیجا اوسوقت یزدگرد نے خراسان مین اہل ترک کے پاس بہ سبب شکست کامل کے جو عربون کے ہاتھ سے ایک برس پیشتر اوسے ہوئی تھی پناہ لی تھی مگر فغفور نے اوس قصے مین ہاتھ ڈالنا مناسب نجانا اور تسلی دیکر سفیر کو رخصت کیا * سنہ ۶۴۱ء مین شاہ ہند نے جسکا پایۂ تخت جی پور تھا فغفور کے دربار مین سفیر بھیجا اور اوسکے جواب مین برس ورز کے بعد فغفور نے بھی تحفہ شاہ ہند کے پاس بھیجا اور اوچین کے راجہ نے بھی نذر سفیر کے معرفت گذرانی اور خراسان اور ما ورالنہر اور روم قدیم اور کشمیر اور سلہٹ اور نیپال کے والیون نے اپنا اپنا سفیر نذر لیکر بھیجا اور ہند کے شاہ مگدہ نے بھی تحفہ گذرانا اور اوسکے برس روز کے بعد فغفور نے جو سفیر بھیجا تو شاہ مگدہ کا اوس چین مین انتقال ہو چکا تھا اور اوس ملک مین تھلکہ پڑا ہوا تھا اور اسی جہت سے اتفاق ایسا ہوا کہ ایک ہندی سردار نے فغفور کے ایلچی کو گرفتار کرنے کا قصد کیا اوسکی خبر اوسکو پہلے سے مل گئی او تبت مین فورًا اوس نے پناہ لی اور اطراف و جوانب سے فوج جمع کر کے انتقام کو آیا اور ہندیون کو شکست دیکر اوس راجہ کو قید کر کے فغفور کے یہان لے گیا بعد اوسکے معلوم نہین کہ پھر کیا ہوا * سنہ ۶۴۹ء مین اس فغفور کا انتقال ہوا اور اوسکا بیٹا کاو چنگ تخت کا مالک ہوا لیکن عیش طلب اور آرام دوست اور زن مرید تھا

اوسکی خوبی عجیب جو راقم نے بیان کیا سبب اوسکی خیریت کا یہ ہوا کیونکہ جدہ اوسکی عاقلہ اور دور اندیش
تھی اور تمام امور سلطنت اوسی سے متعلق تھے اگرچہ فغفور کی والدہ بھی عورت مرد طبیعت تھی اور اکثر امور مین دخل
کرتی تھی لیکن ایسی خونخوار تھی کہ اگر فغفور اپنی بی بی کا عاشق نہوتا اور اوسکی بات زیادہ نہ سنتا تو ان کے
ظلم سے بلوا ہوتا سوا اسکے اوس [illegible] بڑہیا کو سلطنت کرنے کی یہہ ہوس تھی کہ جونہین اوسکا بیٹا مرا اور پوتا
بیٹھا اوس نے برس روز مین اوسکو تخت سے اوتارکے آپ ہی مسند پر بیٹھی اور اکیس برس سلطنت کی وہ بھی
مدبرہ اور خلق پرور تھی * سنہ ۶۶۲ مین فیروز شاہ ابن یزدگرد کو فغفور نے نامہ بخطاب شاہ ایران لکھا اور
چھہ سی چوہتر مین شاہ ختن اور فیروز شاہ ختا مین آئے اور پانچ برس کے بعد فیروز شاہ نے نذر دیکر
فغفور کی نوکری کرنے کی درخواست اس مضمون کے ساتھ کی کہ جس حال مین ہمارے آبا و اجداد کا تخت
چھن گیا اور کچھ امید اوسکے پھر پانے کی نرہی اور ہمین محتاجی ایسی ہوئی کہ نان شبینہ متعلق آپ کی ذات سے
ہے تو مناسب یہی ہے کہ آپ کے کرم کے عوض ہم کچھ خدمت کرین اور حلال کی روٹی کھائین فغفور
نے فوراً اپنی خاص پلٹن کا سپہ سالار فیروز شاہ کو مقرر کیا اور یہہ نقل اون لوگون کے واسطے عبرت
انگیز ہے جو باوجود حکومت نرہنے کے اغیار کی بخشش پر مدار اوقات رکھنے مین شرم نہین کرتے
اور محنت کرنا ننگ جانتے اور یہہ نہین سمجھتے کہ مردانگی کی یہی معنی ہین کہ اپنی قوت بازو کی روٹی
کھائیے اور دست سوال نہ پھیلائیے بقول ناسخ کے * بیت * سب کی خالق نے بنایا کاسۂ
سر واژگون * آدمی اسپر بھی پیش آدمی سائل ہوا * سنہ مین جی سنگ جانشین ہوا اور
وہ بھی نہ زیادہ نیک نہ بہت بد نہ بیوقوف نہ عاقل بین بین مین مثل اکثر اہل دنیا کے تھا
اور اوسکے عہد مین کوئی امر ایسا قابل نہین واقع ہوا کہ اوسکا بیان ضرور ہووے غرض اوسکا بیٹا
ہین سنگ بڑا دانا اور عالم علما اور شعرا کا قدرشناس تھا اس سبب سے علم کا بہت چرچا پھیلا
لیکن آخر کو واللہ اعلم کیا مالیخولیا اوسے ہوگیا کہ اپنی جورو کو اوس نے ڈبو دیا اور اپنے بچون کو
خواہ مخواہ مار ڈالا لیکن اوسکی سزا ہاتھون ہاتھ ملی کیونکہ ساری رعیت بگڑ گئی اور فغفور کو دارالخلافت
سے بھاگتے ہی بن آئی لیکن وہ بعید تھے بادشاہ کی جان بچائی اور سرکشون کو قرار واقعی سزا دی

اس بغاوت کے بعد اہل تبت نے پھر زور لا کیا اور کئی پرگنون کو لوٹ لیا ان صدمون سے فغفور
کے بالیٔو لیا نے زور کیا ملک ہلاک کر ڈالا + اسی عہد مین اقوام عرب سے جو ما ورالنہر مین تھے اور
ختائیون سے اکثر سامان جنگ جدال کا ہوا اور اگرچہ سنہ ۱۵ مین فوج ختا کو ایسی فتح حاصل ہوئی کہ عرب
سب مان گئے لیکن سنہ مین اونکا پھر زور ہوا اور بلوا کر کے ختن اور کاشغر اور اکسوا ور ادھر اشار کے قلعون
کو اپنے قبضے مین اونہون نے کر لیا مگر اسپر بھی فغفور کی جو بات تھی نہین گئی اور تین برس کے بعد ایران
کے گرد و نواح کے والیون نے سفیر بھیجا + سنہ مین ہن سنگ کا بیٹا مسند پر رونق افزا ہوا
اور سات برس بیٹھا اور بجز ایک امر کے جب تجار عرب اور ایرانی نے شہر کانتان کو محاصرہ کر کو لوٹ مین
آگ لگا کے اپنے جہازون پر بھاگ گئے تھے اوسکے عہد مین سب طرف امن رہا سواے اسکے بھی
ایک بات قابل تذکرے کے وقوع مین آئی کہ خلیفہ کے سفیر سب دربار مین تحفہ لیکر آئے اور سرفراز
ہوکر رخصت کیے گئے تھے + سنہ مین ٹا سنگ تخت پر بیٹھا اور فتنہ پھر جاگا اور غنیمون نے سر اوٹھایا
لیکن فغفور سب پر غالب رہا + سنہ مین اوسکا بیٹا ٹی سنگ قائم مقام ہوا اور باوجود دیکھ
حماقت اوسنے کی کہ خوجون کو پھر ثروت دی گویا پاؤن کی جوتی سر پر رکھی لیکن اقبال ایسا
زبردست تھا کہ باغیون اور تاتاریون کی یورشون سے کچھ نہو سکا اور ہارون رشید نے
اوسکے جاہ و جلال کا حال سنکر تحفہ بھیجا + اوسکا پوتا سنہ مین مسند آرا ہوا وہ عالم اور عاقل
تھا یہ دیکھکر خوجون نے ترغیب دے دیکر اکسیر بقا کا استعمال اوس سے کروایا غرض جب
اوس جز اعظم نے ہلاکت کے قریب اوسکو پونہچایا بیہوش ہو گیا اور بالکل حضوری خواجہ سراؤنکو
اپنی مرگ کے قبل اوسنے مروا ڈالا اور یہہ انتقام لیکر اون لوگون کا ہمراہی ہوا + سنہ ۲۱۸ مین
اوسکا بیٹا ہین سنگ جانشین ہوا اور ختائی مورخون نے اوسکے ذمے یہہ قصور ٹھہرایا ہے کہ باپ
کے لیے فقط ایک مہینا اوس نے غم کیا حالانکہ تین برس کا ماتم لازم تھا سواے اسکے عیاشی اور
کاہلی کا بھی الزام اوسکے سر رکھا گیا ہے غرض اکسیر بقا کے فقر مین وہ بھی آ گیا اور اپنے کو آپ ہی
تمام کیا + سنہ مین اوسکا پوتا کینگ سنگ تخت پر بیٹھا اوس نے جلوس کرنے کے ساتھ ہی

قصد یہہ کیا کہ خوجون کو سب عہدون سے معزول کرے اور خاک مین ملا دیوے کیونکہ انہین لوگون
کے ورغلانے سے اوسکے باپ اور دادا کی جان گئی تھی لیکن اون نمکحرامون نے اوسکی طبیعت اپنے سے
برگشتہ دیکھکر ایک راتکو خواب مین اوسے مخفی کرکے مار ڈالا اوسکا بھائی ون سنگ چودہ برس فغفور رہا
اور خواجہ سراون نے اس عرصے کے بعد جو نہین دیکھا کہ اونکی حکومت مین کمی آنے لگی فوراً اوسکو مار ڈالا اوسکے
بعد ہوسنگ تخت پر بیٹھا وہ بادشاہ نیک طبیعت اور عالی ہمت تھا اور ایسا مدبر کہ تبتیون مین زرپاشی سے نفاق ڈلوایا
اور بیٹھا اون لوگونکا تماشا دیکھتا رہا کہ کسطرح سے وہ آپس ہی مین لڑتے جھگڑتے تھے اور ایک کا ایک سر کاٹتا
اور پرورش کی فرصت نہ پاتا تھا غرض ایسے دانا شخص کو معلوم نہین کیا فقرہ خوجون نے دیا کہ اکسیر بقا
کو اوس نے راست سمجھا اور اوسکے استعمال مین اپنے کو ہلاک کیا * چونکہ تاریخ ختا سے ظاہر ہے کہ اس
بادشاہ نے فرمان پر قہر عیسائیونکے حق مین جاری کیا اور اونکے گرجون کو تڑوا ڈالا اور پادریونکو
ملک سے نکلوا دیا اسجہت سے ثابت ہے کہ عیسائی مذہب ختا مین اس ایام کے قبل عرصے سے رائج تھا
جب ووسنگ مرگیا خوجون نے ایک شہزادے ہن سنگ کو بیوقوف اور خبط الحواس سمجھکر تخت دیا اور
وہ بھی ایسا چالاک اور ذی ہوش تھا کہ جبتک اپنے کو مضبوط نہ دیکھا خوجون کے سامنے اُلّو بنا رہا
لیکن جب ایک وزیر روشنضمیر اپنی مرضی کے موافق ملا فن و فریب کا پردہ اوس نے اوٹھا دیا اور
خوجونکی فکر مین چلا لیکن اون لوگون کا اختیار ایسا تھا کہ بادشاہ اور وزیر دونون کو ایک وقت اونہون
نے زہر دلوایا * سنہ ۶۹ مین سینگ چانگ گدی نشین برائے نام ہوا کیونکہ فرمان بردار کا فرمان بردار
تھا اور جسطرح وہ زن مرید تھا محل والیان خوجون کی تابعدار تھین و جس امر کو اونہون نے چاہا وہی
تکلف ہوا بعد اوسکے ای سنگ اوسکا بیٹا قائم مقام ہوا اور خوجون کو مالک کل بنا کر آپ عیش مین
اوقات بسر کرنے لگا باوجودیکہ خوجون کے ظلم سے بلوا ہوا اور انواع طرح کا فتنہ مفسدون نے برپا کیا
لیکن فغفور دنیا و مافیہا کی کچھہ خبر نہین رکھتا تھا آخر کو جب مرگیا اور اوسکا بیٹا ہی سنگ بارہ برس کی
عمر مین قائم مقام ہوا ملک کا حال قریب تباہی کے پونہچا تھا اور خدا نے غضب بھی اوسی وقت ایسا
نازل کیا کہ رعیت قحط اور خشک سالی کی شدت سے جان بلب ہوئی اور خوجون نے اوسپر جب معمولی خرچ اپنے

لیے رعایا کو تنگ کیا بلوے کی آگ شعلہ فگن ہوئی لیکن وقت کی خوبی ایسی تھی کہ ژی کینگ سپہ سالار نیک کردار فغفور کی فوج مین تھا اوس نے باغیون سے ایسا بندوبست معقول کیا کہ فتنہ زیادہ نہ بڑھا ❖ ششنہ مین ھی سنگ نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا چو سنگ تخت نشین ہوا غرض جب خوجون نے دیکھا کہ وہ مُفتن اور مُدبر ہے اور احکام مین اوسکے عجب طرح کی دانائی اور پیش بندی معلوم ہوتی ہے فوراً بدحواس ہوئے اور سمجھے کہ ایسے شخص کا دور اگر رہے گا تو ہم لوگونکی حکومت بیشک اوٹھ جاویگی یہہ سوچکر اون مردودون نے ایک روز فغفور کو محل سرا مین غافل پاکر ایک چہ بچے مین ڈالدیا اور دن رات مین قلیل سا کھانا دینا شروع کیا غرض وزیر اعظم نے کسی فکر سے اپنے خاوند کو اوس کڈھے سے نکالا ورنہ اور دو چار روز مین فاقون سے مرجاتا القصہ جب فغفور کی جان بچی اور اون موذیون کے ہاتھ سے مخلصی ہوئی ڈکیتون کو بادشاہ نے اجازت خوجونکے قتل کرنے اور لوٹ لینے کی دی اون لوگون نے اپنی دانست مین ایک خوجے کو تمام مملکت مین زندہ نچھوڑا اور اونکے مکانات کھدوا کر دفینہ نکالا اسطرح سے تمام عالم کا صبر اون ظالمون پر پڑا اور فغفور نے انتقام لیا لیکن اون ناکسون نے اس خانوادے کو ایسا ضعیف کردیا تھا کہ ایسے بادشاہ نیک تدبیر سے بھی کچھ نہو سکا اور گھڑی گھڑی تنزل ہونے لگا آخر کو سلطان لیانگ نے بلوا کیا اور فغفور کو مارڈالا اور چند روز کے لیے ٹانگ کے خانوادے کے ایک شخص کو برائے نام تخت پر بٹھا کے اوٹھا دیا اور کچھ جاگیر کھانے کے لیے دیکر آپ مسند نشین ہوا اسی طرح سے ٹانگ کے خانوادے سے تخت شاہنشاہی چھن گیا ❖ اس سانحہ کے بعد پچاس برس کے عرصے مین پانچ خاندان فغفورون کے ہوگئے کسی مین دو اور کسی مین تین اور کسی مین چار بادشاہ ہوئے اور چونکہ کوئی بات قابل تاریخ مین درج کرنے کے اون لوگونکے وقت مین نہوئی اور سوا آپس کے سر پھٹول کے کچھ وقوع مین نہین آیا اس لحاظ سے راقم نے تفصیلاً لکھنا فضول سمجھا غرض چوکوانگ ین پانچوین گھرانیکا وزیر اعظم پہلا فغفور خاندان سنگ کا ہوا اور چونکہ تین سے اونیس برس وہ مالک ختار رہے اور اوسی عرصے مین بڑے بڑے ماجرے ہوے ذکر اونکا ضرور ھے

فقط

پندرہوان باب

سنگسے کے خانوادے کے بیان مین

چو کونگ ین کے آبا و اجداد امرا کبار اور سرکار مین عہدہ دار عالی وقار رہتے تہے اور چونکہ رعایا کی مرضی سے یہہ شخص تخت پر بیٹھا لقب اوسکا تیسو ہوا اس لفظ کے فقط معنی سے ثابت ہی کہ یہہ شخص بسبب نیکی کے بڑے رتبے کا تھا چنانچہ تیسو کا ترجمہ قبلہ گاہ عالیجاہ ہی اور یہہ خطاب زبان خلائق نے ساختہ دیا اور حقیقت مین جب تک چیا رعایا کے ساتھہ مثل پدر کے پیش آیا اور کوئی حرکت ایسی کبھی اوس سے صادر نہوئی کہ ادنی سی رعیت کو ایذا پہونچی اس جاہ و جلال پر اتنا دشمن فضول خرچی اور خوش لباسی اور تنعم پروری اور ہر طرح کی نفس پرستی کا تھا کہ اپنے محل سرا کی مستوراتون کو سولے سادی سیدہی وضع کے سنگار و تکلف کی تمناع تہی اور بدیرا اور بہادر ایسا تھا کہ آخر تاج و تخت حاصل کیا اور باوجود یکہ خود ایسا فاضل نہ تھا کہ اوسکی لیاقت کی شہرت ہوتی لیکن شعرا اور علما کی قدر پہچاننے اور عزت دینے والا تھا اور دم مرگ تک دولت سرا کے چارون دروازون مین سے ایک کو کبہی نہ دن نہ رات کو بند رکھا اسکا سبب جب کسی نے پوچھا جواب دیا کہ میرا گھر مثل میرے دل کے ہر وقت کھلا رہتا ہی تا کہ جو داد خواہی کو آوے اپنی فریاد تک پہونچنے مین کسی دربان کا ممنون احسان نہووے اور سوا اسکے جو لوگ غلام و کنیزکی قسم سے ہمارے گھر مین ہین مختار چلے جانے کے ہر وقت رہین کیونکہ نوکر بیدل دشمن کے برابر ہی پس سنہ ۹۷۶ مین جب وہ بادشاہ جہان فانی سے ملک جاویدانی کو گیا تمام عالم نے غم کیا اور مدتون تک جب اوسکی یاد آتی تہی لوگون کے دلون سے نالۂ حزین بلند ہوتا تھا اوسکو نذر دینے کے لیے سنف اور ختن کے بادشاہون نے سفیر بہیجا اور خلیفہ

مطیع اللہ ابو القاسم ابو العباس سے جو خلفاء آل عباس سے تھا ؛ سنہ ۳۶۲ ہجری مین تحفہ
بھیجا اور دوستی کا نامہ فغفور کو لکھا ؛ اوسکا بیٹا لی سنگ قائم مقام ہوا اور باوجودیکہ بہادر
اور مشفق تھا لیکن تاتاریون نے بڑا عاجز کیا اور ہمیشہ تنگ رکھا آخر کو اون صحرائیون کی فوج
بیچ ملک کے لوٹتی اور تاراج کرتی چلی آئی لیکن اونکے ہٹانے کی یہہ تدبیر فغفور کو سوجھی کہ
شب کو ہر ایک ختائی سپاہی نے دہنے ہاتھہ مین تلوار اور بائین مین گھاس کا پولا جلاکے
شور و غل کے ساتھہ تاتاریہ پر ہلا کیا اور اونکے گھوڑون کو ایسا بھڑکایا کہ دم بھر کا بھی مقابلہ نکر سکے
غرض اس شکست سے بادشاہ کو فقط دو ایک مہینے کی مہلت ملی کیونکہ دوبارہ اونکی فوج آئی اور
فغفور سے بجز صلح کرنے کے کچھہ بن نہ آئی ؛ اس فغفور کو ہند کے بعض راجون نے نذر بھیجی تھی
اور دوستی پیدا ہونیکی آرزو ظاہر کی تھی ؛ سنہ ۹۹۷ مین اوسکا انتقال ہوا اور اوسکے بیٹے
چین تسن کو تاتاریون نے اتنا تنگ کیا کہ آخر کو فغفور سے خراج قبولوایا اور بعد اوسکے بار دیگر
یورش نکر سکا اقرار کیا لیکن بعد چند روز کے وہی پرانا نقشہ پھر ہوا اور وانگ ٹانگ اگر ایسا
وزیر باتدبیر نہوتا تو زیادہ پیچ پڑتا کیونکہ بادشاہ بزدل اور ضعیف العقل اور اکثر اوقات اپنے خوابون
کی تعبیر خواجہ سراؤن سے پوچھا رہتا تھا اور اون مردکون نے اپنی قوم کو منظور نظر کرنے کے
لیے ہمیشہ اوسی بطالت مین فغفور کو ڈال رکھا تھا اور خوب اپنا ہاتھہ پانون پھیلایا اور ظلم بھی حتی
الامکان کیا اس واہیات مین صرف اوقات اور پاجی پرستی کرنے کا نتیجہ برا ہوتا اگر وزیر اعظم
سلطنت کو سنبھال نرکھتا ؛ سنہ ۱۰۲۲ مین اس بے وقوف بادشاہ نے جہان سے
رحلت کی اور اوسکا بیٹا جینک سنگ صغر سن مین تخت نشین ہوا جب تک کہ نابالغ رہا اور
اوسکی مان نے امور سلطنت کا انجام کیا تاتار کا زور کچھہ تھما تھا لیکن جو نہین یہہ گدی پر
بیٹھا اور اپنے احکام جاری کرنے لگا اوس قوم نے پھر قصد یورش کا کیا غرض اونکا رعب
ایسا پڑا تھا اور بادشاہ کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کوئی لاکھہ روپئے اوسنے تاتاریون کو نقد دیا
اور کئی شہر خاص ختا کے جو اونکے قبضے مین پہلے سے تھے مگر چھین لیے گئے تھے سب کو فغفور نے

واپس کیا غرض اسطرح سے آبرو اور جان کو بچایا اوسکے عہد مین کئی ملکون کے سفیر حاضر ہوے اور
ہایکل قیصر روم نے اپنے پایہ تخت قسطنطنیہ سے تحفہ اس فغفور کو بہیجا اس بادشاہ کے بعد مین
پادشاہ اوپرے درپے اپنی اپنی باری سے تخت پر چند سال بیٹھے اور مر گئے اور اونکے عہد مین
کوئی سانحہ قابل ذکر کے نہین ہوا غرض جب ہوئی سنگ مسند پر بیٹھا تو نیوچی تاتار کی قوم کو اوسنے
بلاکر نوکر رکھا کہ وے دوسری قوم تاتار کے ساتھ جو کئی پرگنون کو لیے بیٹھے ہوے تھے لڑینگے
اور ختائیون کا عوض لیوینگے غرض اون لوگون نے کیا کام کیا کہ اوس قوم سے ملک چین کے آپ
ہی اوپر قابض ہوے بلکہ دو صوبے اور بہی بے تکلف لے لیے اور خود دشمن فغفور ہوے
بقول شخصی صلا نشد بلا شد آخر الامر فغفور فوج لیکر اونکے معسکر کی طرف گیا اور چاہا کہ ایک حد اون
لوگون کی عملداری کی مقرر کرے تاکہ پیچھے قضیہ نہووے لیکن وہان پہونچا تہا کہ تاتاریون
نے کمین گاہ مین اوسکو گرفتار کر لیا یہہ ماجرا سنہ ۱۱۲۵ مین ہوا اور اوسکے بیٹے
کن سنگ نے خبر سنتے ہی چہہ وزیرون کو اس لیے قتل کیا کہ اونکی سازش سے فغفور دشمن
کے ہاتھہ پہنس گیا تہا یہہ سب کچہہ اوسنے کیا لیکن نہ تاتاریون کو لڑکر شکست دے سکا نہ اپنے
باپ کو کسی تدبیر سے چہڑایا بلکہ اون لوگون نے پہلے ہونان کا صوبہ چہین لیا اور بعد اوسکے
دار الخلافہ کو قبضہ کیا اور فغفور کے اقربا اور محل سراسب اونکے ہاتھہ مین آیا اور تاتار
کا سردار تخت پر بیٹھا اور آپ ہی آپ فغفور کہلایا غرض کن سنگ نے ہٹ کے ہانگ چو
کے شہر کو اپنا پایہ تخت کیا اور جب مر گیا اوسکا بھائی کاؤ سنگ قائم مقام ہوا اسی عرصے
مین فغفور ایسا عاجز ہوا کہ خان تاتار کے پاس عرضی مثل نوکر کے کرتا تہا اور لفظ حقیر
خادم کا اپنے حق مین لکہتا تہا لیکن وہ تاتار ایسا احمق نہ تہا کہ ایک فقرے مین آجاوے
اور اپنی بازی کو نہ کہیلے لیکن اس قدر انکساری سے اتنی بات حاصل ہوئی کہ اسیرون مین
جو شخص خاندان شاہی کا مرتا تہا اوسکی لاش کاؤ سنگ کے یہان کفن دفن کے لیے بہیج دی جاتی
اور یہی مروت غنیمت تہی اسلیے کہ یانگ ٹسی کیانگ کا دریاے مواج اور زخار اگر مانع نہوتا تو

ہانگ چو مین بہی فغفور کو تاتار جا کر گہیرتا اور اکثر اوسی قصد سے اپنے رسالے کو لیکر اوس
دریا کے کنارے تک گیا لیکن اوس بحر ہولناک مین گہوڑا ڈال کے پار جانے سے سوارون نے
انکار کیا اوسوقت عدول حکمی کے باعث سے ایک عقدہ ایسا ہوا کہ سردار تاتار کا مارا گیا سنہ ۱۲۱۲
مین ہوسانگ تخت پر بیٹھا اور تاتاریون نے نہ اس بادشاہ کو ستایا اور نہ دوسرے کو جو سنہ ۱۱۹۴
مین قائم مقام ہوا غرض سنہ ۱۱۹۹ مین نیم سنگ فغفور ہوا اوسے جو کم بختی ہوانگ سنگ کی طرح
آئی اوسنے مغلون سے نیوچی تاتاریون کو غارت کرنے کے لیے عہد و پیمان کیا اور ان دونون
قومون مین جو لڑائیان اس سبب سے چنگیز خان اور اوسکے بیٹون اور پوتون کے وقت مین ہوئین
باب آیندہ مین مذکور ہونگی لیکن مفت مین ختائی پیسے جاتے تھے اس لیے کہ جنکی فتح
ہوئی وے ختائیون کو دشمن کی رعیت جان کر لوٹتے مارتے آگے بڑہتے تہے اور جنکو
شکست ملتی تہی وے تاراج کرتے پیچہے ہٹتے تہے تاکہ دشمن کے ہاتھ کچہہ نہ لگے غرض
دونون قوم تاتار کو چکی کے دو پلے سمجہیے اور ختائی بیچ مین مثل گیہون کے پیسے جاتے تھے
سنہ ۱۲۶۶ مین تو سنگ فغفور ہوا اور بدکردار نکلا امرا نے قبلا خان چنگیز خان کے پوتے
کو جو خاقان تاتار تھا پیام ملک حوالہ کرنے کا بہیجا غرض چونکہ باب آیندہ مین اسکا حال
بالتفصیل ہی یہان مختصر یہی کہنا چاہیے کہ خاقان کے سردارون نے زیر گنے کے بعد
پرگنہ چہین لیا اور نہ بادشاہ کو اوسپر بہی بجز عیش کے کچہہ نہ سوجہا آخر کو جب مارا گیا اور تین بیٹون
مین سے دوسرا کنگ سنگ سنہ ۱۲۷۴ مین عالم طفولیت مین قائم مقام ہوا اوسوقت قبلا خان
نے سردار بایان خان کو فوج قہار کے ساتھہ دار الخلافہ کے لینے کو بہیجا اور ختائیون نے جب سامنا کیا
اکثر شکست پائی آخر کو شہر ہانگ چو فغفور کا پای تخت چہن گیا اور صاحب اوس کم بخت تخت کا گرفتار
ہو کر قبلا خان کے حضور مین بہیجا گیا اگرچہ اوسنے اسیر رکہا لیکن ظاہر عزت کرتا رہا الغرض دوسرے
دو بہائی چند رفقا اور اقربا کے ساتھہ جہاز پر سمندر مین بہاگے اور ایک بعد دوسرے کے
حماقت کی راہ سے فغفور کہلایا لیکن وہان بہی تاتار پہنچے اور کانٹان کے شہر اور صوبے کو

فتح کرکے خاندان والون کی تلاش مین اونکی بحری کشتی اس عرصے مین ایک بھائی مرچکا تھا اور ایک جو بچا وہ اپنی مان اور وزیر اعظم اور چند دوستون کے ساتھہ اپنی بحری مین تھا کہ مغل امیر البحر پونچا اور ایلچی بھیجا کہ اگر قبلا خان کے حضور مین چلو تو بہتر ورنہ مقابلہ کرو اوسکا جواب ختائی وزیر نے بہت ہمت دیا اور سامنا بحر سے بحر کا ہوا اور صبح سے شام تک ایسی لڑائی رہی کہ سمندر کی رنگت بدل گئی لیکن آخر ختائی بحر کو شکست کامل ملی غرض جب یہہ نوبت پونچی کہ تاتاری جہازون نے سارے ناکے نکل جانے کے بند کیے اور شاہزادہ اور وزیر اور اوسکے ساتھی سب قریب گرفتاری کے ہوے وزیر نے اپنی بی بی اور لڑکون کو سمندر مین ڈال دیا اور شاہزادے کو کہا خداوند موذیون کے ہاتھہ پڑنے سے آبرو ریزی اور بڑی خرابی ہووے گی مرجانا چاہیے یہہ کہا اوسنے اور فغفور کو گود مین اوٹھا پانی مین کود پڑا اور اسیطرح سے سنگ کے گھرانے کا خاتمہ ہوا اور مغلون کا دور ختا مین شروع ہوا بعد شاہزادے اور وزیر کے خودکشی کے اکثر امرا اور وزرا نے اوسیطرح سے اپنے کو ہلاک کیا اور ختائی امیر البحر نے جب سب کا یہہ طور دیکھا سمندر مین غوطہ لگا کے اون بہادرون کا پیرو ہوا

سولہوان باب

مغل کے خانوادے کے بیان مین

جب کہ ترک کی سلطنت بگڑی اور اونکی جمعیت ادہر اودہر پریشان ہوگئی تو اونکے اقوام سے طبقہ تاتارین نیاہ سے لئے ہوئے ایک گروہ تھی کہ جسکا لقب مغل تھا اوسکا حال تفصیلاً تیسرے دفتر مین لکھا جاویگا یہان اتنا ہی کافی ہی کہ قبلا خان اوسی قوم سے تھا مگر چونکہ اوسکے دادا چنگیز خان نے پہلے مملکت چین مین یورش کی اور اوسکے وقت سے اوس قوم کی آمد و شد وہان ہوئی اور آخر کو اوس ملک مین اونکی سلطنت کی بنا کی گئی اسواسطے لازم ہی کہ اوسکی کچھہ کیفیت لکھی جاوے تاکہ معلوم ہووے کہ کن جہتون سے ان لوگون کا دخل ختا مین ہوا اور اونکے آنے کا کیا باعث تھا اور کیا نتیجہ اوس سے حاصل ہوا اگرچہ واقعی یہی ہی کہ آدمی کی حقیقت حال اوسکے جوہر ذات سے متعلق ہی اور جب کہ خلایق اوسکی بدی پر نفرین یا اوسکی نیکی پر تحسین کرتے مین تب حسب نسب کی طرف مطلق توجہ نہین کی جاتی ہی اور نہ باپ دادا کی بزرگی نفرت کو کم کرتی ہی اور نہ اون لوگون کی بدکرداری بیٹے کے حق مین مضر ہوتی ہی لیکن با اینہمہ سلف کے اکثر سیر و تاریخ مین نامی آدمی کی پیدایش کے

باب مین ایسے افسانے ہین کہ جاہلون کو اوسکے بیان ہی عجیب سی حیرت ہوتی ہی اور فہیم کو اسکے دروغ ہونیمین [illegible]
ہی اسکی مثالین دینی عبث ورنہین کیونکہ جسنے کتاب ہندی سی بہی کی ہی صدہا نقلین اس طرح کی اوسکی نظر
سے گذری ہونگی چنانچہ مغلون کی تاریخون مین چنگیز کی پیدائش کے باب مین روایت عجیب و غریب ہی اور اوسکا
ایک جملہ یہ ہی کہ ایام قدیم مین اوس خاندان کے خوانین سے ایک شخص کے جسکا نام حیدر خان تھا
دو بیٹے تھے جو باپ کے جیتے جی مر گئے غرض ایک کے بیٹے مسمی دی جن بایان سے دوسرے کی بیٹی مسماة الان
قوا کا نکاح ہوا اور واد کے تھوڑے دنون بعد جب دی جن بایان کا انتقال ہوا دو بچے اور اوسی جورو کو چھوڑ گیا
اور وہ نیک بخت اپنے لڑکون کی پرورش مین مشغول رہی چند روز کے بعد ایک صبح کو جو خواب سے اوسکی آنکہہ
کہلی خیمے مین بڑی روشنی مثل آفتاب کے دکھائی دی تعجب سے خیال کرنے لگی کہ یہ روشنی کہان سے آئی کہ تہر
مین عکس جو پہیلا تھا رفتہ رفتہ سمٹنے اور صورت باندہنے لگا اور آن کی آن مین اوسی نور سے شبیہ ایک مرد حسین اور
وجیہہ کی پیدا ہوئی الان قوا حیرت زدہ ہوکر چاہی کہ اوٹھہ کر بہاگے مگر ہاتہ پانون نہ اوٹھے تب قصد چلانے کا کیا
مگر زبان سے آواز نہ نکلی کہ اتنے مین وہ شکل اوسکے ساتہ ہم بستر ہوئی چند روز مین جو علامت زن حاملہ کی اوسمین
ظاہر ہوئی اوسوقت تمام تاتاریون مین شہرت ہوئی اور سردارونے قابل قتل کے اوسکو تجویز کیا اوسنے
تمام ماجرا کہہ سنایا اور یہ کہا کہ پورے دن تک آپ سب چپکے رہیے اگر تین بیٹے میرے نہووین تو پھر قتل کیجیے
ورنہ میرے بیان کو واقعی جانیے آخر تین بیٹے اوس نیک بخت کے پیدا ہوے جنکے نام بوقم قتاکن اور
باسکن سالجی اور بوزنجر رکہے گئے جنکا ایک لقب نورانیون یعنے اطفال نور ترکی زبان مین ہی غرض
اوسی روایت کا بیان ہی کہ بوزنجر کی نسل سے چنگیز خان تھا مگر تحقیق یہ ہی کہ قوم مغل کی ترقی چنگیز خان سے
پیدا ہوئی اور اوسکا باپ یسوکی خان بہادر تھا جسنے اس بیٹے کا نام تموجن اس لیے رکھا کہ جس روز دوسرے
فرقے کے مغلون کے سردار مسمی تموجن پر ظفریاب ہوا اوسی دن چنگیز کی پیدائش کی خبر پونہچی اور تاکہ اوس فتح
کی یادر ہی یسوکی خان نے بیٹے کو وہی نام دیا نقل ہی کہ پیدا ہوتے ہی لوگون نے دیکھا کہ اوسکی دہنی مٹھی بندہی
ہوئی ہی انگلی کہول کے دیکھتے ہین کیا کہ ایک ڈلا خون منجمد کا اوس مین ہی اوسکی تعبیر وزیر نے یہ دی کہ یہ
لڑکا بڑا سردار جرار ہوویگا اور اکثر ملکون کو فتح کریگا اگرچہ ایسے امر کے ہونے اور کسی شخص کے ایسا کہنے

مین تعجب نہین لیکن اغلب ہے کہ یہ لطیفہ فقط بعد چنگیز کے فیروزمند ہونے کے طیار ہوا جب کسی سکے جھوٹا
ہونیکا خوف نہ تہا غرض جب چنگیز تیرہ برس کا ہوا اوسکے باپ نے انتقال کیا اور اوسکی مان اولن ایکا خانم
حکمرانی کرنے لگی بعض اقوام تاتار کے جو تابعدار یسوکی خان کے تھے یہ سمجھے کہ بلوہ کا عین وقت یہ ہے کہ زمام
حکومت کم عقل عورت اور تیرہ برس کے لڑکے کے ہاتھ مین ہے مگر یہ نہ سمجھے کہ ایسے شخصون کے واسطے طفلی کا ایام
صرف سن کی جہت سے نہ کہ عقل کے سبب سے ہوتا ہی اور بزرگی بقول سعدی علیہ الرحمہ بعقل ست نہ بسال غرض جب
یہ لوگ بگڑ بیٹھے چنگیز تلوار لیکر اوٹھ کھڑا ہوا اور اونپر ایسا بی تامل جا پڑا کہ سرکشون کو بجز بھاگنے کے کچھ بن نہ آیا لیکن
باینہمہ شکست کامل اونہین نہ ملی اگرچہ اتنا ہوا کہ چنگیز خان پر تاخت کرنے کے قصیہ مین جو سرگرمی تھی ٹھنڈی ہوگئی
اڈہائی تین برس کے بعد چنگیز کو خبر ملی کہ تیس ہزار فوج تائدیون کی اوسکے ملک پر یورش کے قصد سے طیار ہورہی
ہے یہ سنتے ہی اوسنے تیس قوم مغل کو جو تابعدار تھے جمع کرکے ایک صف باندہی جسکی پشت پر خیمے اور مواشی
اور عورت اور لڑکے بالے مریض وغیرہ سب تھے جب غنیم سے سامنا ہوا چنگیز خان نے ایسا ایسا کام کیا کہ بڑے بڑے
پرانے سپاہی زخم خوردہ جنگ آزمودہ اوسکی مردانگی پر حیرت زدہ ہوئے سبہون کے ہوش جاتے رہے آخر دشمن کو ایسی شکست
دی گئی کہ پانچ یا چھہ ہزار لاشین میدان مین رہ گئین اور ہزارون مرد گرفتار کیے گئے اس فتح کے بعد تموجن نے
اپنے سردارون اور سپاہیون مین بالکل یغما بانٹ دیا اور ستر سردار باغیون کو کہولتے پانی کی دیگ مین ڈلوایا
اور اونکے مال واموال لٹوا کے عورت اور لڑکون کو اسیر کیا اسکی شہرت جو ہوئی اطراف وجوانب کے خوانین
تموجن کی دوستی کے خواہان ہوئے غرض اسوقت مین تیوچی یعنے خرجی تاتار کا سردار تمام ملک تاتار کا مالک تھا اور
خاقان کہلاتا تہا اور تموجن مثل اور خوانین کے اوسکا باجگذار تھا اور اسی ایام مین بعض سردارون کی سرکشی کرنے
سے تموجن اور طغرل خان قوم قرارت کے سردار کو حکم باغیون سے جنگ کرنے کا ہوا یہ گئے اور فتح کرکے
آئے اور تموجن کی بہادری اور سپاہگری خاقان کو ایسی پسند آئی کہ اوسکو فوج کے ایک عہدہ جلیلہ سے سرفراز
ہوئی طغرل خان کا مذہب عیسائی تھا جب اس طریقے کی ایمان کا رواج تاتار مین ہوا اور عیسائی پادری
بہت سے بت پرستون کو اوس دیار مین راہ راست پر لاتے تھے تو یہ سردار بھی اونکا مرید ہوکر اپنا نام جان یعنے یوحنا رکھوایا
تھا اور چونکہ سرگرم اور جانفشان عیسائی مذہب کے رواج دینے مین تھا اور پادریون نے بھی اوسے معزز کرنے کی

سے یے خطاب پادری کا دینا صلاح وقت سمجہا انہین جہتون سے لفظ پرسٹر یعنے پادری اوسکے نام کے تبل تاریخون مین
دیکہنے مین آیا اور یہہ ہی پرسٹر جان ہی کہ جسکے باب مین قدیم رواتیون مین ایسے افسانے لکہے گئے ہین کہ حیرت ہوتی
ہی غرض حقیقت مین قوم قرارت کا وہ سردار تہا اور مقام قراقورم مین اوسکی دارالحکومت تہی کئی امر مین تموجن
اور اوسکے باپ کا ممنون احسان یہہ شخص تہا لیکن ناشکری ظاہر کرکے اوس سردار مسمی جموکا سے جسنے تموجن کی طفلی مین
اوسکے ملک چہین لینے کا قصد کیا تہا جا ملا اور جنگ کا سامان اپنے محسن سے کیا آخرکار بڑی لڑائی ہوئی اور جس طرح سے
ہمیشہ تموجن کو فتح ہوتی تہی اس دفعہ بہی حاصل ہوئی اور طغرل بہادر کا سر نعمان تاتار کے ایک خان نے کاٹ ڈالا
چند روز مین اوسکا شریک بہی جو بانی مبانی اس فساد کا تہا مارا گیا اور اوسکے لڑکے بالے اسیر ہوکر تموجن کے پاس بہیج
دیے گئے اور یہی خاتمہ پرسٹر جان کے گہرانے کا ہوا اسکے بعد کئی خوانین سردار نعمان تاتار مسمی تاباغ کے شریک
ہوکر مستعد بجنگ ہوے لیکن تموجن کو سب پر فتح ہوئی سرما مین یہہ لڑائی ہوئی اور بہار کے ایام مین قوم مرکات کے
خان پر اوسنے فتح پائی بعد ان لڑائیون کے اطراف وجوانب کے تمام سردارون پر ثابت ہوا کہ تموجن کا مقابلہ دشوار
ہی تب سبہون نے باہم ہوکر عرضی کی کہ ہم سب تابعداری ۔ کرنے کو حاضر ہین اوسیوقت مین ایک آزاد مجذوب
اون خوانین کے مجمع مین اچانک آگیا اور کہنے لگا کہ خدا نے اپنی مرضی کا اظہار مجہسے کیا ہی کہ تموجن مالک سارے روی زمین
کا ہوویگا اور بعد اوسکے گہرانے مین اوسکے خاقانی کا مرتبہ رہے گا اسطواسطے اوسکو لقب چنگیز خان کا دیا
چاہیے جس سے اوسکی بزرگی ظاہر رہے یہہ کہکر چلا گیا اور قیاس سے بعید نہین کہ اوس مجذوب کا اوسی مقام مین
عین وقت پر آنا اتفاقات سے نہ تہا اور غالب ہی کہ اوسکو اشارہ اسطرح کے کہنے کا ہوا تہا تاکہ وہ سردار سب
جو باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ چنگیز خان کی برابری کرنی دشوار ہی مگر اسواسطے کہ اپنی زبان سے
جسکا اقرار اونکو ناگوار تہا اوسکے اظہار مین خفیف نہووین خدا نے اوسکی یہہ راہ نکالی بہرحال اوس آزاد
کا یہہ کہنا تہا کہ تمام سردارون نے اپنی اپنی فوج ایک میدان وسیع مین جمع کرکے موافق اوس دستور اور ضابطہ کے
جو اونکے یہان مروج تہا اور جسکا بیان اسی جلد کے تیسرے دفتر مین ہی تموجن کو خطاب چنگیز خان کا دیا
اور مغلی زبان مین چنگ کے معنی بزرگ ہی اور گیز اسم تفضیل ہی اسواسطے چنگیز خان بمعنی بزرگ تر ہی اور لفظ
چنگیز بہی صحیح ہی کیونکہ عرب کسور نخ چنگیز ہی کہتے ہین اور فارسی اور ترکی اہل سیر چنگیز کہتے ہین لیکن اہل

لفظ یہی ہی اور چونکہ عربی مین حرف چ نہین ہی اس لحاظ سے عربون نے ج کو عوض کیا ہی بعد اس واقعہ کے
جو سنہ ۱۲۰۶ع مین ہوا قوم نیمان اور قوم مرکات اور قوم زرگران اور قوم کارلگ وغیرہ کو فتح کرکے چنگیز خان نے
سفیر دوسرے اقوام تاتار کے پاس خراج لینے اور اپنی خاقانی کو قبول کروانے کو بہیجا اکثر مطابق اوسکے عامل ہوے
اور سنہ ۱۲۰۹ع مین ایگور کا خان جو تابعدار گورخان سردار تاتار کاراختان کا تھا جو مالک تخت شمالی ملک ختا کے
تہے جسکا حال باب سابق مین مذکور ہوا کہ جب ختا کے ملک کی دو تقسیمین تہین صوبجات شمالی مین چار خانوادے بادشاہون
کے تہے جن مین سے یہہ تہا طالب مدد کا چنگیز سے ہوا کیونکہ گورخان مذکور نے ایک سپہ سالار کو ملک ایگور
تاتار مین بہیجا تھا اور اوسکے ظلم سے لوگ عاجز تہے چنانچہ چنگیز گیا اور بدستور فتح کر آیا یہہ قوم ایگور کی تمام اقوام تاتار
مین بہی استعداد با لیاقت و آدمیت تہی اور مثل ختائیون کے وضع اونکی تحریر کی تہی اور علم و انسانیت کی بو باس
ان مین پائی جاتی تہی غرض یہہ قوم جب تابعدار ہوئی چنگیز خان کی حکومت تمام ملک اور اقوام تاتار پر پہیلی اور
جتنی خونریزی سے یہہ بات حاصل ہوئی اگر ذکر کی جاوے تو صفحہ بیان میدان جنگ و رنی قلم نیزہ اور روشنائی سیہ گون
قطرۂ خون ہو جاوے اور دیدہ اہل بزم سے ایک دریا اشک شور کا ایسا بہے کہ بہر یہان سبزہ اور گل و پہول نہو اس لیے اتنے ہی پر
اختصار کیا گیا کہ جب چنگیز خان نے طغرل خان یعنے پرسٹر جان کی کہوپری کو پیالہ شراب پینے کا بنایا تو اسی سے سمجھنا چاہیے
کہ اورون کا کیا حال اوسنے کیا ہوگا القصہ مغرب پر قوم کاراختان اور جنوب پر ہیا کی بادشاہت جسکے والی
سب مانجو کہلاتے تہے اور جو ختا کے کئی صوبون کے مالک تہے باقی رہے غرض قوم کاراختان کی سرکوبی کا استیصال دوسرے
وقت پر موقوف رکہکر چنگیز خان مانجوون کے باجگذار کرنے مین متوجہ ہوا اور ملک ختا مین قریب دیوار ختا کے یورش
کرکے داخل ہوا اور کئی قلعون کو قبضے مین لاکے لینگ جو کے شہر کو فتح کیا آخرکار جب خاقان نے شہر لینگ ہیا کو جو
دار الامارۃ مانجو کا تھا محاصرہ کیا اوسنے اپنی ایک بیٹی چنگیز خان کو نذر دیکر باجگذارون مین اپنا نام لکہایا چنگیز خان
کے ایام کے قبل سے مغل سب تابعدار تہے نیوچی یعنے نغرجی تاتار کے جو مالک ملک تاتار کی مشرقی تقسیم اور ختا کے
صوبجات شمالی کے تہے اور جسوقت جنگ جانگ بادشاہ نیوچی نے اپنے ایک عزیز کو خراج سالانہ
اقوام تاتار سے تحصیل کرنے کے لیے اوس ملک مین بہیجا تھا وہ شخص دربی چنگیز کی ہلاکت کے ہوا تھا اور جب
جنگ جانگ کے بعد اوسکو تخت ملا اوسنے چنگیز سے خراج طلب کیا مگر وہ بزور شمشیر خاقان ہو چکا تہا ویسا شخص کب التفات

بجز لمسخر کرنے کے اسیی عومی کی طرف کرنے والا تھا سو اوسکے کینہ دیرینہ لینے کی تدبیر مین تھا اور ایک سوار
مغل کو بھی وسنے مار ڈالا تھا کہ یہ پیغام آیا سنکر قہر مین آیا اور سخت جواب بھیجا اور فوراً تمام لشکر کے جمع ہونے
اور بار برکاب ہونے کا حکم دیا اور اپنے دو سپہ سالارون کو تھوڑی سی فوج دیکر صوبجات شنسی اور پیچین کی طرف راہ گھاٹ
کی دریافت کرنے کو بھیجا وے راہ کیا دیکھنے گئے سرحد ختا تک خاک سیاہ کرکے چلے آئے اس طرف طیاری ہو رہی تھی اور
اینگ سی نے بھی غفلت نکی لیکن جب بگڑتی ہی تب اچھی تدبیر بری ہو جاتی ہی چنانچہ ملکنے اپنی قوم کے
سپاہیون کو اون مقامون پر متعین کیا جہان اہل ختان کی سکونت تھی تا کہ اگر یہہ لوگ مستعد بغاوت
ہووین اور چنگیز سے مل جانے چاہین تو اپنی سپاہ اوس جا پر موجود رہے تا کہ تخم نارضی سے جو اونکے دلون مین بسبب
اپنے پامال ہونے اور سرخود نرہنے کے تھا درخت بغاوت پیدا ہوے غرض جو نہین اینگ سی کے سپاہی اونکے گھرون تک
پونہچے ختان سب بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ جب ہم لوگ بکمرام سمجھے جا چکے ہین تو اب مردانگی سے یہی معنی ہین
کہ ہم سب ویسے ہی ہوجاوین غرض یہہ لوگ باغی ہو گئے اور آرسلان خان سردار کارلک اور ایدیقوت خان
سردار ایگور اپنی اپنی فوج لیکر چنگیز سے آن ملے بعد اوسکے خاقان نے علانیہ کہکر کہ جنگ جنوب کے ملکون مین شروع
ہووےگی لشکر کو تقسیم اور پلٹون اور دوسرے سپہ سالارون کے تابع کرکے نیوچی کے شہرون کے لینے اور خاک سیاہ
کرنے کو دوسری طرفون سے روانہ کیا اور خود دشمن کے مقابلے کو فوج چیدہ ہمراہ لیکر آگے بڑہا یہہ سامان دیکھکر
سردار نیوچی گھبرایا اور پیام صلح کا بھیجا لیکن چنگیز نے مطلق توجہ نکی اور تین طرف سے اوسنے اور اوسکے پلٹون
اور سپہ سالارون نے دشمن کے شہرون مین سے ایک شہر کو بعد دوسرے کے لینا اور ایک قلعہ کو بعد دوسرے کے قبضہ کرنا
شروع کیا اور جب کہ ختان کی قوم تاتار کا ایک فرقہ اوس سے آن کر ملا چنگیز نے اونکے سردار کو خطاب شاہ کا
دیا اور اپنے سپہ سالار چی نی تو نیان جسکو عرب کی تاریخون مین صرف جوج سے بدل کرکے جی نی تونیان
کہتے ہین فوج لیکر اوسکے ساتھ بھیجا تا کہ نیوچی کے خوف سے کسیکو اوسکے تابعداری کرنے مین تامل نہووے
اس امر کے ہوتے ہی بالکل قوم ختان کی اوٹھ کھڑی ہوئی اور چنگیز سے ملکر کئی شہر نیوچی کو اپنے قبضے مین
لائی اور اونکے شاہ نے شہر لیاٹونگ کو جو مشرقی دار السلطنت قوم نیوچی کا کہلاتا تھا چھین لیا اوس سمے
یہہ ہو رہا تھا اودہر چنگیز کے سپہ سالار مغلی خان نے بالکل قلعجات قریب دیوار ختا کو اپنے اختیار مین کیا

غرض جب ٹی یانگ فوکی شہر کے محاصرے کو خاقان چلا شاہ نیوچی نے تین لاکھ فوج چیدہ کو جو ایسے
وقت کے لئے ملازم تھی مقابلے کو بھیجا اور بڑی لڑائی اون سے اور مغلون سے ہوئی باوجودیکہ یہہ فوج خوب
ہی لڑی اور داد جوانمردی کی جو چاہئے دی لیکن چنگیز کی فتح ہوئی اور نیوچی کی فوج بچی بچائی شہر تانک نومین
پناہ گیر ہوئی اس مقام کو جب چنگیز نے محاصرہ کیا تو اہل قلعہ نے عاجز ہو کر ایسا حملہ مغلون پر کیا کہ علاوہ
بہت سے لوگون کے مارے جانے کے خود چنگیز ضرب تیر سے ایسا مجروح ہوا کہ عرصے تک خوف رہا کہ بچیگا نہین اور
اسی جہت سے خاقان نے ترکستان مین پھر جانا مناسب جانا کہ اپنے ملک کی آب و ہوا سے صحت زود تر ہووے
جو نہین زخم اچھا ہوا چنگیز ختا مین پھر انتقام لینے آیا اور اون شہرون کو دوبارہ لیا جنہین نیوچی نے بعد
خاقان کے گھائل ہونے اور ترکستان مین پھر جانے کے دخیل ہوئے تھے اور صوبجات شانسی اور پچیلی کی سرحد پہ
ایسی لڑائی دونون قومون مین ہوئی کہ بلا مبالغہ خون کا دریا بہا ایسا ہی قتل ہوا اور یہہ وقت ایسا تھا کہ
قوم نیوچی کے خورد و بزرگ شاہ سے ادنے سپاہ تک یک دل ہووین ورسب کے ایک دل کا یہی ایک قصد رہے کہ خواہ
فتح ہو خواہ موت ہو لیکن افسوس کہ وہی تفرقہ ہر ملک کے زوال کے ایام مین دیکھنے مین آتا ہے جو وہان بھی نمود ہوا
چنانچہ ینسی نے اپنے سب سے بڑے سپہ سالار ہوچاہو کو ایکدفعہ ادنی سی بات مین معزول کر کے چنگیز کے خوف
سے پھر اوسکو بحال کیا اور اپنے پایہ تخت کی حفاظت کے لیے متعین کیا غرض پہلی ذلت کی یاد اوسکے دل سے نگئی اور
یہی خواہش ہوئی کہ خاوند ناقدردان ہلاک کیا جاوے اس ارادے سے فوج لیے چپکا بیٹھا مغلونکا تماشا دیکھتا رہا
اور ہر چند ینسی نے بہت کچھ کہلا بھیجا لیکن مطلق متوجہ نہوا آخر ایک روز دفعۃً فوج لیکر پایہ تخت مین چلا آیا
اور ینسی کو گرفتار اور چند روز مین مار کر کے چاہا کہ خود اوسکا قائم مقام ہووے لیکن لوگون کے تنگ کرنے کے سبب
اندیشے سے شاہزادے سینگ کو اوسنے تاج و تخت دیا اس ہلچل کو سنکر چنگیز نے عین وقت یورش کا
پایہ تخت نیوچی پر بھیجا اور سوجی تی نویان کو تھوڑی سی فوج دیکر پہلے سے بھیجا اور خود منزل بمنزل پیچھے
رہا جب مقابلہ ہوا ہوچاہو نے باوجود اپنی علالت بہ سبب زخمی ہونے کے سردار مغل کو شکست دی
غرض اوسکے زخم نے اوسی شب کو ریم پیدا کی اور صبح کو مقابلہ خاقان سے تھا اس سبب سے اوسنے اپنے
نائب کاؤکی کو اپنی جگہہ مین مقرر کر کے میدان مین بھیجا غرض آپس کے نفاق نے اپنا کام یہان بھی کیا

اور کاؤکی نے قصداً اپنی فوج کو شکست دلوائی تاکہ ہو چکا ہو پر غضب شاہی ہووے اور میدان سے بس پا
ہو کر شہر مین آیا اور فوراً سپہ سالار کے گھر کو محاصرہ کر کے اوسکو مار ڈالا اور چونکہ خود بادشاہ سردار مقتول
سے ناراض تھا اوسنے کاؤکی کو منزلہ دیگر سرفراز کیا اور سپہ سالار بنایا اوس وقت مین شہر ینگ کینگ جسکو
اب سچین کہتے ہین ینوچی کا دارالخلافہ تھا قاآن بزرگ کا قصد ہوا کہ چارون طرف سے اوس مقام پر ہلا ہووے
اس ارادہ لیے دو سردار ختائی جو معتمد اوسکی فوج مین تھے اونکے ہمراہ چار پلٹنین اہل ختا کی شمال کی طرف
چڑھائی کرنے کو بھیجی گئین اور تین بیٹے توچی خان اور اوکتائی خان اور چغتائی خان کو حکم ہوا کہ جنوب کی طرف
سے تاراج کرتے ہوئے شہر پر حملہ کرین اور توجاخان اور جوجی کاسر خان چنگیز کے بھائی کو شمال کے پرگنون
کو خاک سیاہ کرنے اور بعد اوسکے ینگ کینگ کے محاصرے مین دوسرون کے ساتھ جا ملنے کا حکم ملا اور خود چنگیز
اپنے بیٹے تولی خان کو ساتھ لیے چوتھی طرف سے روانہ ہوا اور اسی حملہ مین خاقان نے ایک تدبیر ایسی کی جو قابل
بیان ہی چونکہ ختائیون کی پدر و مادر پرستی سے واقف تھا اس لیے جتنے بوڑھے اور بڑھیان اور لڑکون کو
گرفتار کر سکا اپنی فوج کی پہلی صف مین اونکو قطار سے کھڑا کرتا تھا اور ختائیون کے مقابلے کو جاتا تھا او
وہ لوگ جب اپنے بزرگون اور عزیزون کو اس طرح سے دیکھتے تھے نے حرب کیے ہٹ جاتے تھے اور اسی طرح
جب ختائی فوج سامنے آتی تھی نے لڑائی اوسپر فتح ہوتی تھی غرض ینوچی تاتار سے دس شہرون مین متواتر
مقابلہ ہوا اور چنگیز ہمیشہ ظفریاب ہوا اور انھین لڑائیون مین صوبجات پیچین اور شان تانگ اور شنسی اور ہونان
بالکل تباہ اور خاک سیاہ ہو گئے لاکھون آدمی مارے گئے اور لاکھون اسیر ہوئے آخرکار جس طرح شکاری سب
چارون طرف سے جانورون کو گھیر کر ایک مقام پر لاتے اور مارنا شروع کرتے ہین اوسی طور سے چنگیز اور اوسکے
بیٹون اور سپہ سالارون کی فوجون نے ہر طرف تباہی لا کر شہر ینگ کینگ کو چارون طرف سے محاصرہ کیا جہان
پر شاہ ینوچی مقیم تھا غرض ہر چند لوگون نے خاقان کو صلاح اوس شہر پر ہلا کرنے کی دی لیکن جواب اس
مضمون کا سب کو دیا کہ **بیت** وقت ضرورت چو نماند گریز + دست بگیرد سر شمشیر تیز + پس عاجز کو ایسا
تنگ نکیا چاہیے کہ بچنے کی کوئی صورت باقی نرہے کیونکہ عالم یاس کے شور مین ایک شخص انبوہ کو پراکندہ کر ڈالتا
ہی اسی خیال سے چنگیز نے ایلچی کی معرفت کہلا بھیجا کہ اے شاہ تانجو تیرے تمام ملک کو ہمنے فتح کیا اور صرف

یہی ایک شہر تیرا باقی رہا ہی اگر باج نہین دیویگا اور جو کچھہ مین نے طلب کیا ہی فوراً نہین بھیجیگا تو تجھہ کو غارت کرونگا آخر کو سب کچھہ اوسنے قبول کیا خاقان اپنی فوج لئے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوگیا لیکن چند سے کے بعد کسی بہانے سے چنگیز نے سردار منکان بہادر کو پھر ختا مین اونہین سبب سے لڑنے کے لیے بھیجا اور اوسنے شہر ینگ کینگ کو فتح کیا مگر شاہ نیوچی سنے سابق محاصرے کے بعد شہر کی کانگ فو مین رہنا اختیار کیا تھا اس لیئے اوسپر صدمہ نہ آیا حالانکہ سپاہ اوسکی بہت ماری گئی اور دولت بہی مغلون کے ہاتھہ ایسی آئی کہ جب سپہ سالار نے چنگیز کے پاس اوسے بھیجا اوسنے مارے خوشی کے مبارکبادی کا نامہ لکھا اور یہہ اتفاق ہے کسی سردار کے واسطے ہوتا تھا کہ بادشاہ تہنیت نامہ اوسکو لکھے بلکہ فتحون کا حال سنکر صرف یہی اکثر کہتا تھا کہ اچھا کیا اوسکے بعد برابر دونون قومون مین لڑائی ختا کی سرزمین پر رہی اور سنہ ۱۲۱۷ عیسوی مین مغلی خان چنگیز کا خاص سپہ سالار چین مین بھیجا گیا اور قاآن دوسرے ملکون کو سر کرنے مین متوجہ ہوا غرض اس تاریخ مین چنگیز کے ذکر کو اونہین لڑائیون سے تعلق ہی جو کہ سرزمین چین پر واقع ہوئین اس لحاظ سے غیر جگہون کا زیادہ بیان مناسب نہین لیکن اتنا کہنا کچھہ مضائقہ نہین کہ چونکہ سلطان محمد خوارزم شاہ نے چنگیز کے ایلچی کو مار ڈالا اور خلیفہ ناصر بن ابو العباس احمد نے جو دشمن جانی محمد خوارزم شاہ کا تھا سفیرون کے وسیلے سے اصرار بار بار قاآن کے حضور مین اوس سلطان پر غالب ہونے اور مارنے کے باب مین کیا تھا ان جہتون سے چنگیز ماوراء النہر کی طرف متوجہ ہوا اسی عرصے مین تولی خان چنگیز کے بیٹے اور سلطان محمد خوارزم شاہ سے مقابلہ ہوگیا تولی خان پس پا ہوا اور باپ سے آن ملا یہہ سب حال سنکر چنگیز کو قہر پیدا ہوا اور لشکر کی تقسیم کرکے اپنے بیٹون اور سپہ سالارون کے تابع ایک ایک فوج کرکے روانہ کیا اور شہر بورہ کو جو واقع درمیان سمرقند اور بخارا کے ہی فتح اور قتل عام کرتا بخارا پر چڑھہ آیا جہان خوارزم شاہ کے تین چیدہ سردار اور بڑی فوج تھی اگرچہ شب خون مارنے کے قصد سے اون لوگون نے چنگیز کی فوج پر کئی دفعہ حملہ کیا لیکن مغلون نے ایسا جواب باصواب اوس محاربے کا دیا کہ بخارا مین پس پا ہوکر صبح کو دوسرے دروازے سے بھاگ جانے پر مستعد ہوئے لیکن قاآن کے سوارون نے گھیر کر سب کو مار ڈالا اسپر شہری لوگ سخت گھبرائے اور امن مانگنے کے لیئے علما اور بالکل اہل فتوے شہر کی کنجی لئے چنگیز کے حضور مین حاضر ہوئے بعد اسکے قاآن فوج لیکر داخل ہوا پہلے چاہا کہ مسجدون کا

جان بخشی کرے لیکن خبر تحقیق جو اوسکو ملی کہ محمد خوارزم شاہ کی اکثر سپاہ شہر کے اندر اید ہزار دو ہزار آدمی
شب خون مارنے کے لیئے بھیجی تہی اور علما وغیرہ جو امن مانگنے گئے تھے اونکو اسکی اطلاع تہی یہہ سنکر ایسا
پرقہر ہوا کہ جامع مسجد سے قرآن منگوا کر پھاڑ ڈالا اور گہوڑون کی ٹاپون سے روندوایا اور منبر پر چڑھکے
محمد خوارزم شاہ کی شان مین جو کچہہ منہہ مین آیا کہا وہان سے اوترتے ہی حکم شہر کے پہلے لوٹنے
اور اوسکے قتل عام کرنے اور چارون طرف آگ لگا دینے کا دیا چونکہ اکثر گہر لکڑی کے تھے
آنًا فانًا مین شہر خاکستر ہوگیا بعد اوسکے سمرقندکا وہی حال اوسنے کیا اور خراسان کو بالکل تباہ کرکے
پایہ تخت بلخ کو بہی شل اور شہرون کے اوسنے خرابہ بنایا اور ایک ادنی کو زندہ نہ چہوڑا اور خبر جو پہونچی کہ محمد
خوارزم شاہ نے تاتی کان مین پناہ لی ہی فورًا وہان جا پوہنچا اور اوسی جگہہ کی فتح مین مشغول تھا کہ خبر ہوا
کہ سلطان جلال الدین منکبرنی محمد خوارزم شاہ کے بیٹے نے مغلون کو بڑی شکست دی ہی یہہ سنتے ہی غصہ جو
آیا ایران کی پچہم کی طرف کے ملکون کو گہوڑون کی ٹاپون سے ایسا روندوا ڈالا کہ صدہا کوس تک نشان درخت
اور مکان اور حیوان اور انسان کا باقی نہ رہا اور شہر لاہور اور ملک ملتان پامال کرنے کے لیے اوسنے
سردار بلائی نوئیان کو بہیجا اور خود کابل کی طرف سے جلال الدین کے مقابلے کو پوہنچا اور اوسکی فوج کو
روسِ سندہ پر ایسا گہیر لیا کہ جلال الدین بجز فتح کرنے یا مرجانے کے دوسری صورت نہ دیکہی کیونکہ اوسکی پشت
پر رودخانہ سندہ اور تین طرف سے مغل اور بیچ مین وہ تھا غرض وہ بہادر مطلق بدحواس نہوا اور ایسا ایسا
کام دلیرانہ کیا کہ خود چنگیز متحیر ہوا آخر کو جب ساری فوج کٹ گئی اور امید کچہہ باقی نرہی جلال الدین سات سو شہسوار
چیدہ اور جان نثار کو لیکر چنگیز کی ساری فوج پر دفعۃً جا پڑنے کو موجود ہوا لیکن بہتیجے نے منع کیا
اسپر باگ پہیر کر وہ رستم ثانی کنارہ دریا پر آیا اور اپنے عزیزون کو گلے لگا کے سترسپاہ کو لیکر رود
سندہ مین کود پڑا کہ اتنے مین چنگیز خود آن پوہنچا اور ہرچند مغلون نے ہزار ہا تیر جلال الدین پر نشانہ
باندہہ کر لگایا لیکن ایک بہی کارگر نہوا اور وہ بہادر بے بدل اوس پار جا پوہنچا یہہ دیکہتے ہی خاقان
کے منہہ سے مرحبا مرحبا بے ساختہ باواز بلند نکلا اور بیٹون کی طرف خطاب کرکے کہا کہ دیکہا
تمنے ایسے باپ کا ایسے ہی بیٹا ہوتا ہی خبردار تم بہی اسیطرح سے میرا نام دشمن کے منہہ سے آفرین

کے ساتھہ لیوا نا بیہہ کہکر فوج کو اوسکے تعاقب سے باز رہنے کا حکم دیا اسی عرصے مین تولی خان اوسکے
بیٹے نے موافق فرمان پدری کے خراسان کے تمام شہرون کو ایک بعد دوسرے کے خاک سیاہ کرنا شروع
کیا اوسوقت ہرات سب سے عظیم الشان شہر اوس ملک مین تھا اور محمد گرجانی فوج جرار لیئے اوسکا
محافظ تھا سات روز تک اس شخص نے ایسا حملہ مغلون پر کیا کہ اگر ساتوین دن مارا نجاتا تو تولی خان
کبھی ظفر یاب ہوتا غرض اوسکے مارے جانے سے ہراتیون کا جی چھوٹ گیا اور پیغام صلح کا اونھون
نے بھیجا سار مراتب جب طی ہوے تو تولی خان نے اونکی جان بخشی کی اور ملک ابو بکر کو وہان کا حاکم مقرر کرکے
باپ کے پاس چلا آیا جو اوسوقت شہر تالیکان کو حصار کیے موقع ملنے کا دیکھہ رہا تھا اسی مین مین خبر جو ہراتیون
کو پوہنچی کہ سلطان جلال الدین نے غزنی مین مغلون کو بڑی شکست دی ہی فوراً اونھون نے بلوا کرکے ملک
ابو بکر اور دوسرے مغلون کو مار ڈالا اور مبارز الدین سبزواری کو اپنا محافظ مقرر کیا یہہ حال سنکر چنگیز اپنے
بیٹے پر ہراتیون کی جان بخشی اوایل مین کرنے اور رحم کو جا دینے کے لیے بہت خفا ہوا اور ایل جکتائی
نوئیان سردار خونخوار کو جو تیس ہزار سوار سمیت انتقام لینے کے واسطے بھیجا اوسنے جاتے ہی ہرات کو
محاصرہ کر لیا لیکن شہریون نے ایسا ایسا کام کیا کہ چھہ روز تک مغلون سے کچھہ ہو نہ سکا آخرکار اوس سردار نے فتح
کرکے اپنی دانست مین کسیکو زندہ نچھوڑا لیکن مولانا شرف الدین خطیب اور دوسرے پندرہ شخص ایسی جگہہ چھپے
ہوے تھے کہ ہاتھہ نہ آئے جب مغل تمام خاک سیاہ کرکے چلے گئے رفتہ رفتہ چوبیس آدمی جو مغلون
کی تلوارون سے ایک عجیب طرح سے کہ اوسے قریب اعجاز کے کہا چاہیے بچے تھے اون لوگون کے ساتھہ آن ملے
ان چالیس آدمیون کے سوا ہرات مین پندرہ برس تک کوئی نرہا یہان تک وہ شہر عظیم الشان جو بلقب
فردوس نشان مشہور تھا برباد اور مثل خرابے کے ہو گیا یہہ سانحہ شگرف سنہ ۱۲۲۲ عیسوی یعنے
سنہ ۶۱۹ ہجری مین واقع ہوا الغرض بعد طی ہونے ان سب لڑائیون کے جو محمد خوارزم شاہ اور اوسکے بیٹون سے
ہوئی تھین چنگیز خان اپنے تخت مین جو اردو بالغ کہلاتا تھا پھر آیا القصہ یہہ عرصہ جو سردار مغلی خان کے
چین بھیجے اور چنگیز کے اردو بالغ مین پھر آنے بعد لتنے ملکون کی فتح کے گذرا تھا اس مین مغلی خان نے
بڑا بڑا کام کیا تھا چنانچہ چین مین سے آتے ہی صوبجات شنسی و پچیلی اور شان تانگ کے بہت سے شہرون کو لیا

اور انمین سے جب شہر لیتوٹ کے باشندون پر بعد بڑی گھسان لڑائی کے فتح ہوئی
مغلی خان نے غصہ مین حکم قتل کا دیا تب اوسکا ایک سردار چاؤسنگ پاؤن پر گر پڑا اور
کہنے لگا کہ میرے والدین اور بھائی سب اس شہر مین ہین اگر قتل عام ہووے گا تو وے بھی
مارے جاوین گے پس حضور میری جان لیجیے اور اس شہر کے لوگون کی جان بخشی کیجیے
مغلی خان کو اوسکی بہادری اور رحم دلی ایسی پسند آئی کہ قتل سے باز رہا اسیطرح
سے سنہ ۱۲۲۵ تک مغلی خان اور اوسکے نائب سردار سب برابر قوم نیوچی سے لڑتے رہے اور اوسی
سال مین اوسکا انتقال ہوا خبر اوسکے مرگ کی جو چنگیز کو پہنچی رنج عظیم ہوا اسکے علاوہ اوسنے ختا مین خود آنا مناسب
جانا اور چونکہ اوسی چین مین ٹانگوٹھ دوسری قوم تاتار کے شاہ تند اسکو نے مغلون کے دو بڑے دشمنون کو
جگہہ دی تھی اسی امر کے انتقام لینے کے بہانے سے چنگیز نے فوج قہار لیکر اوسپر تاخت کی کہتے ہین کہ
اوس لڑائی مین تین لاکھ لاشین صرف دشمن کی شمار کی گئی تھین بعد اوسکے اوکتائی خان چنگیز کا بیٹا
اور سردار چاپانگ دونون صوبہ ہونان مین داخل ہوے اور پایتخت نیوچی کو محاصرہ کیا لیکن شکست پائی وہان سے
ہٹ کے ان دونون نے اور بہت سے شہرون کو لیا غرض جب چنگیز نے دیکھا کہ نیوچی کو یکبارگی نیست و نابود کرنیکی
قدرت بجز اپنی ذات کے کسی دوسرے کو نہین ہی اوسنے بڑی طیاری سے جنگ کا سامان مہیا کیا اور اسی
فکر مین تھا کہ لوپانگ کے پہاڑ پر پیغام اجل کا اوسکو پہنچا غرض قبل اس واقعہ کے خاقان نے اپنی
مملکت کی تقسیم اپنے بیٹون مین کی اور اوکتائی خان کو خطاب خاقان کا دیکر اپنا قائم مقام تاتار کے
تمام ملکون اور شرق کے بالکل ممالک مین کیا اور چغتائی خان کو ماوراء النہر اور ترکستان پر مالک کیا
اور خراسان اور ایران اور ہند کی سرحد تک جن کو تولی خان نے خود سر کیا تھا بالکل اوسکو ملا اور اپنے
پوتے باتو خان جوجی خان کے بیٹے کو کہ باپ اوسکا چنگیز کی مرگ سے چھہ مہینے قبل دشت قپچاق کی
ایک لڑائی مین مارا گیا تھا ملک الان اور روس اور بلغار وغیرہ اوسنے بخش دیا اور چوتھی ماہ رمضان
کو سنہ ۶۲۴ ہجری مین چنگیز نے انتقال کیا اور اوسی کوہ لوپانگ پر ایک درخت کے نیچے دفن ہوا
اور کہتے ہین کہ قلیل عرصے مین قبر کے گرد ایسا جنگل پیدا ہوا کہ وہان آدمی کا جانا موقوف ہوگیا تب چنگیز کا

وصیت نامہ پڑہا گیا تمام سردارون نے اوکتائی خان کو رتبہ خاقانی دیا اور اوسنے جلال الدین شاہ کے
پھر اپنے ملک مین ہند سے آنے کی خبر سنکر فوج بھیجی اور وہ شخص جو آگے ایسا سپاہی زبردست جفاکش بہادر
تھا کہ خود چنگیز نے اوسکو مرحبا کہا محض کاہل نکلا اور ہندوستان کے عیش نے اوسکی سپاہ گری کو
طاق پر رکھدیا کیونکہ جب شہر دیار بکر مین آیا بجز صحبت اولیان ہند جو ہمراہ تھین اوسے کچھہ اور شغل نہ تھا
نتیجہ اوسکا وہی ہوا جو ہر بادشاہ عیاش کے واسطے ہوتا ہی یعنے ملک چھن گیا اور مغلونکا سردار ایماس نویان
جو فوج لیکر پہنچا بادشاہ بدستور تماشابینی مین مصروف تھا لیکن امرا اور ارکان دولت نے تھوڑی سی
سپاہ جمع کرکے مقابلہ کیا غرض اس مزاحمت سے اتنا ہی حاصل ہوا کہ جلال الدین کو فرصت کوہستان
کی طرف فرار کرنے کی ملی مگر وہان کسی جزوی تاتار کے ہاتھہ سے اوسکی جان گئی الغرض جس
حال مین سپہ سالار سپاہ اوکتائی خان کے ایران اور توران اور گرد و نواح کے ملکون مین اس طرح سے لڑ رہے
تھے خاقان نے قوم نیوچی کو بیخ و بنیاد سے غارت کرنے کے ارادے سے سپاہ سالارون کو فوجین دیکر صوبجات
شنسی اور پیچین اور ہونان اور شانتانگ وغیرہ مین بھیجدیا اور اون جگہون کے فتح کیے جانے سے گویا بنیاد
مغل کی سلطنت کی چین مین ڈالی گئی اور پانچ برس تک برابر لڑائی نیوچی تاتار سے اونکو رہی لیکن اسکو آغاز اونکے
دورکا سمجھنا چاہیے بعد اوسکے اوکتائی خان نے اپنے بھائی تولی خان کو ہمراہ لیکر شہر فونگ سیانگ فو کو
محاصرہ کیا اور تمام دن کی لڑائی کے بعد ظفریاب ہوا اور اسیطرح سے شہر تاؤ کی کو فتح کرکے خاقان نے
ارادہ شہر ہانگ چانگ فو پر چڑہائی کا کیا کہ اسی عرصے مین دارالامارۃ اردو بالغ مین وزرا کے درمیان قصہ
ہونے سے خاقان کو وطن کی طرف پھر جانا ضرور ہوا غرض اوسکا بھائی تولی خان اسی امر کے حصول
کی فکر مین رہا اور قریب دو سو شہر کے تباہ کرتا آگے بڑہا اور علاوہ اون لوگون کے جو لڑائی مین مارے گئے
لاکھہ ختائی سے زیادہ غنیم کے خوف سے جنگلون مین پناہ گیر ہوے اور وہان پر ایک نہ ایک سبب سے
ہلاک ہوئے اوکتائی خان بھی اردو بالغ سے مراجعت کرکے شہر لوچو کو صوبہ شنسی مین بعد بڑی لڑائی کے
جس مین اہل قلعہ نے خوب ہی مقابلہ کیا تھا فتح کیا اور دو طرف سے دونون بھائیون نے شہر کی فانگ فو پایہ تخت
نیوچی مین داخل ہونے کے لیے کوچ کیا اور شہنشاہ نیوچی نے بھی بڑی فوج اونکے مقابلے کو بھیجی یہ سنکر

خاقان نے سودائی بہادر اپنے سپہ سالار کو بھائی کی مدد کو بہیجا اور ان سب فوجون مین بڑی بڑی
لڑائیان ہوئین آخرکار ہیوچی کے پایۂ تخت پر مغل سب جا پونہچے لیکن اوسوقت بڑی ضرورت وطن جانے
کی خاقان کو ہوئی ان جہتون سے اونہون نے ایلچی کی معرفت غنیم کو کہلا بہیجا کہ مناسب ہی کہ تم خراج اور عطایا
بہیجو لیکن سودائی بہادر کو بجز خون کے کچھہ پسند ہی نتھا اوسنے خاقان کی پیٹھہ پہیرتے ہی پہر جنگ شروع
کردی اور شہر کو محاصرہ کیا اسی جنگ مین مغلون نے استعمال اوس آلۂ جنگ کا کیا جسکو آتش رومی کہتے ہین
مگر معلوم نہین کہ کس طرح اور کس وزن مقدار سے نفت اور گندہک اور صنوبر کی رال سے مرکب کرکے تانبے اور لوہے
کی نل سے اور تیرون مین لپیٹ کے اور فلاخن مین گولا بناکے دشمن پر پہینکتے تھے اس مرکب کا خاصہ یہہ تہا کہ جو زمین
ہوا اوس مین لگ جاتی تھی شعلہ زن ہوکر جو بیس بیس گولے کے انداز کے برابر اور برق کی طرح کوندتی یہہ آتش
کبہی زمین کبہی آسمان کبہی داہنے کبہی بائین کبہی کترا تی کبہی سیدہی ایک مہیب آواز سے ہان ہان کرتی دوڑی
پہرتی تھی اور پانی مین پڑنے سے دونی تیزی اوسکو حاصل ہوتی تہی اور اوسکے سامنے نہ جرأت نہ سپاہگیری
کام کرتی تہی بڑے بڑے اوسے دیکہکر تہراتے تھے چونکہ شاہ روم کے یہان اسکی ایجاد ہوئی تہی اس جہت سے آتش رومی
کہلاتی تہی اور چار سو برس تک اسکی ترکیب کا راز کسی پر نکہلا غرض سنہ ۱۲۰ عیسی کی شروع مین مسلمانون کو
اوس سے آگاہی ہوئی اور اون لوگون سے مغلون کے ہاتہہ آئی تہی غرض اوس طرف سے مغلون نے یہہ آگ لگانی شروع
کی اور ادہر سے ہیوچی بہی ایک قسم کی توپ مین بارود بہر کے لوہے اور پتہر کے گولے مغلون کو مارتے
تہے اور ایک قسم نڑی لوہے کی دشمن پر داغتے تھے اور ان نڑیون کا حال ایسا تہا کہ وہ غنیم کو گویا ڈہونڈ
ڈہونڈہ اور دوڑا دوڑا کے مارتی تہین مغل سب خصوص اونکے گہوڑے ان نڑیون کی مار سے ایسے بدحواس ہوئے
کہ سودائی بہادر نے شاہ ہیوچی کو کہلا بہیجا کہ تم کب تک لڑوگے آخر پامال کیے جاؤگے بس بہتر ہی کہ صلح
کرو غرض صلح ہوئی اور مغل کی فوج نے حصار سے ہاتہہ اوٹہا لیا مگر اوسی سال مین شاہ ہیوچی نے ایک
سردار مغل کو جو خاقان سے روٹہہ کر اوسکے پاس گیا تہا نوکر رکہا بلکہ سرفراز کیا اور خطاب دیا اور اوسی کی
صلاح سے مغلی ایلچی کو مار ڈالا اوسکا نتیجہ جنگ تہا اور وہی وقوع مین آیا یہہ ماجرا سنتے ہی سودائی بہادر
فوج لیکر چلا اسی حین مین تولی خان نے انتقال کیا اور اوسکے بہائی اوکتائی خان کو بڑا رنج ہوا اور وہ شخص

بہی اوسی قابل تھا کیونکہ بہادر بے مثل اور سپاہی بے بدل تھا باب سابق مین لکھا جا چکا ہی کہ نیوچیہ
تاتار نے اہل ختا کو بہت ستایا تھا اور فغفوروں نے بہی مغلون سے باربار مدد مانگی تہی غرض فغفور اور خاقان سے
عہد و پیمان ہوا اور شرط یہہ لکہی گئی کہ اگر خاقان نیوچی کو ہلاک اور ختا سے خارج کریگا تو بالکل صوبہ ہونان
بطور جاگیر موروثی کے مغلون کو دیا جاویگا فغفور نے انتقام لینے کے واسطے یہہ قول لیا لیکن
منتقم کی آنکھہ اندہی ہوتی ہی وہ پیش بینی تو کیا غصے مین سامنے کی کہائی اوسکو دکہائی نہین دیتی ہی
آگے اوس شرط کی برائی کا حال معلوم ہوویگا القصہ ختائی فوج بہی شریک مغلون کی ہوئی اور چونکہ
دونون طرف کی فوجین کثرت سے جابجا متعین تہین لڑائیان بہت سی ہوئین اکثرون مین مغل سرسبز رہے انہی وقت
سردار نیوچی مسمی شوآلی نے جو قابل سولی کے نے شک تہا اپنے خاوند کو دغا دی تہی اور چونکہ شہر کیافانگ فوج
کی ایک تقسیم کی حفاظت اوسکے سپرد تہی اوسنے موقع دیکہکر دفعتہً وزیرون کو مار ڈالا اور اونکے عوض اپنے لوگون
کو بحال اور خاوند کی حرمون کو اور اون سردارون کی بیٹیون کو جو غیر حاضر یعنے آقا کے ساتھہ شہر ہولی فوین
تہے اپنے محل والنسا مین داخل کیا اور شہر کی قلعہ بندی کو تڑوا اور خاوند کے نالون کو لے اور بالکل نمک حلالون
کو مار یا قید کرکے اور آقا کی مان اور سہیلیون کو کاڑیون مین بند کرکے سودائی بہادر سے جا ملا اور اوس خونی نے
جو اسم بامسمی تہا یعنے لڑائی مین سودائی ہو جاتا تہا شاہ نیوچی کے رشتہ دارون کو قتل کیا اور سوآلی کافر نے پیر کے
ساتھہ شہر مین داخل ہوکر شہر کو لٹوا دیا ہرچند سودائی نے مغلون کو منع کیا لیکن وے سوآلی کی دغابازی سے
ایسے متنفر تہے کہ جا ہی پہلے اوسی کے گہر کو کہود ڈالا اسکے سوا دوسرا ایک سپہ سالار بہی ایک سردار کی
عداوت کے سبب سے جسکی طرفداری شاہ نیوچی نے کی تہی بگڑا غرض اوسکے دشمن کو سزا دیکر شاہ نے اوسے
راضی کیا اور حکم عہد و پیمان کرنے ساتھہ مغلون کے واسطے اپنی مان کی مخلصی کے دیا اور اوسنے ایلچی بہیجا
غرض ہنوز گفتگو تمام نہین ہوئی تہی کہ اسی سردار پوچا کون نے دفعتہً مغلون کو غافل پاکے ایسا حملہ کیا کہ سرداری
لی موٹی کی فوج کو شکست کامل ملی اس فتح سے غرور اوس نیوچی سردار کو ایسا ہوا کہ میدان جنگ سے پہر کے
اوسنے اپنے خاوند ہی کو قید کیا اوسے بہی جب نمکحرامی کی شاہ کو بڑا صدمہ ہوا اور انقلاب روزگار کو ملاحظہ
کرکے بہت رویا بعض نمک خوارون کو اوسکا ایسا رنج ہوا کہ مشورہ کرکے پوچا کون کو اونہون نے مار ڈالا

اوسکے لشکر نے یہہ دیکھکر بلوا کیا لیکن بادشاہ نے انعام و اکرام سے راضی رکھا اور سردار ہوسی ہونے دونون عہدے وزارت اور سپہ سالاری کے دیکر خود چار سو خواص رفیق لیے شہر چونگ مین گیا اور ہوسی نے ایسا معقول بند و بست کیا کہ مغلون کے حملون سے چند کچھ نہ ہوا لیکن جب ختائی فوج آن ملی دونون نے شہر سی چو کو محاصرہ کیا اور تین روز تک ایسی جنگ ہی اور نیوچی سردار نے ایسا ایسا کام دلیری کا اور سپہ گری کا کیا کہ خود دشمنون نے واہ واہ کی آخر کار چوتھے روز شاہ نے جب دیکھا کہ دشمن سب مورچے کے بعد مورچہ لیے چلے آتے ہین اوسنے امرا کو جمع کر کے کہا کہ اگرچہ تاریخون کے ملاحظے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان شاہی کا خاتمہ وہ بادشاہ سب کرتے ہین جو بد وضع اور شرابی یا خونی اور ظالم ہوتے ہین لیکن ہماری قسمت نے یہہ تماشا دکھایا کہ باوجودیکہ ویسے عیبون سے مین مبرا اور پاک رہا لیکن خاتمہ نیوچی کے خاندان کا مجھہ سے ہوتا ہی لیکن تاہم مین ایسا نہین کہ دشمن کے قبضے مین جان رہتے جاؤن اور آبرو ریزی کراؤن تم دیکھو مین کیا کرتا ہون یہہ کہکر تمام مال اپنا نقد و جنس لٹوا دیا اور حربہ اوٹھا کے باواز بلند کہا کہ جسکو میرے ساتھہ آنا ہو آوے فوراً تمام لشکر اور کئی ہزار چیدہ سپاہی ساتھہ ہو گئے اوسوقت بادشاہ نے ایسا حملہ کیا کہ مغلون کو پہلے تعجب ہوا کہ یہہ بلا ہی یا آدمی جو اسطرح سے ایک صف کو بعد دوسری صف کے صاف کرتا مثل شیر زخم خوردہ کے چلا آتا ہے اگرچہ درست ہے کہ

بیت ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد انبوہ را ٭ مگر ایک کی دوا دوا اور چند لوگ کہانتک ہجوم عظیم کا مقابلہ کر سکتے ہین آخر شاہ نیوچی حصول موت سے مایوس ہو کر جسکی آرزو مین یہہ حملہ اوسنے کیا تھا شہر مین پھر آیا اور چونکہ خاص و عام مین رسد کے نہونے سے فاقہ تھا اپنے بالکل گھوڑون کو اوسنے مروا ڈالا اور رعایا کو کھلا دیا شب کو اسنے اپنے خاندان کے ایک شاہزادے کو اپنی گدی دیکر خود حفاظت شہر مین مثل ادنی سپاہی کے مشغول ہوا لیکن مغلون کے متواتر حملون سے جب ظاہر ہوا کہ اب امید باقی نہین ہے اوسنے مہر شاہی کو لیا اور ایک گھر مین چاچارون طرف گھاس کا انبار لگوا دیا اور لوگون سے کہا کہ بعد ایک گھڑی کے جب مین اپنے کو ہلاک کر چکون تم اس گھر مین آگ لگا دینا کہ میری لاش غنیم کو نہ ملے چنانچہ ویسا ہی ہوا جب کہ بادشاہ کے ہلاک ہونے کی واویلا مچی سردار ہوسی ہونے سنکر دریا مین اپنے کو ڈال دیا اور پانچ سو آدمی سپاہی اور رفقا اوسکے ساتھہ ڈوب مرے اور مغل سب جو قلعہ کا دروازہ توڑ کر آئے تو اونہین ایک سناٹے کا عالم نظر آیا

آگے جو بڑھے تو دیکھا کہ چینگ مینگ جسکو بادشاہ نے تاج و تخت دیا تھا اپنے محسن کی لاش کی خاکستر کے
دفنانے مین سرگرم ہی الغرض وہ کم بخت بہی اورون کے ساتھ مارا گیا اور اسیطرح راوی کا بیان ہے کہ خاتمہ خاندان
نیوچی تاتاریون کا ہوا بعد اوسکے مغلون نے ففغور سے ملکیت صوبہ ہونان کی موافق شرط کے طلب کی لیکن
قبل اس معاملے کے ختائیون نے پیش بندی سے زیادہ فوج اوس صوبہ کی حفاظت کے لیے بہیجے یہہ امر مشتبہ
بیجا تہا اور مغلون کو اگرچہ ارادہ اونکا ملک دبا بیٹھنے کا نہ بہی ہوتا یہہ حرکت تو بہی ناگوار معلوم دیتی لیکن
ایسے وقت مین یہہ بات گویا اونکی عین مرضی کے موافق واقع ہوئی اور یہہ بدعہدی ایک علامت زوال کی
جملے سے اور اور آثار کے تہی اور اسیکو مغلون نے تاخت کا وسیلہ کرکے ختائیون سے جنگ شروع کی اور انکی
ایک فوج پر ایسا حملہ کیا کہ ایک متنفس نہ بچا یہہ حال سنکر ففغور نے اپنی لاعلمی اس مادے مین جو باعث اس
قصے کا ہوا تھا بیان کی اور اپنی حفاظت کے لیے سپہ سالار کو معزول کیا اور مغلون کو بالکل صوبہ ہونان
پر دخل دیا اور جب اس طرح سے چین مین امن کی صورت پائی گئی خاقان نے پندرہ لاکھ سوار جمع کرکی تمام
عالم کو سر کرنے کے ارادے سے باتو خان ابن توشی خان اور منگو خان ابن تولی خان اور بائیدار خان
ابن چغتائی خان اور اپنے بیٹے گایوک خان اور سپہ سالار سودائی بہادر ہر ایک کے تابع فوج دیکر چارون طرف
روانہ کیا اور یہہ لوگ سمندر کاسپین کے شمال اور رخ مابعد سے لوٹتے اور تاراج کرتے اور پامال اور خاک سیاہ
کرتے نصف ملک سرکاش اور اطراف و جوانب کی طرف گئے اور بائیدار خان نے سیدہی راہ ملک روس
کی لی اور شہر ماسکو سابق کے پایے تخت کو اوس ملک کے فتح کیا اور روس کے بادشاہ ادنی امیر تک ان
لوگون نے خراج قبول کروایا اور یہہ امر سنہ ۱۲۳۶ عیسوی مین واقع ہوا اور تین برس بعد مغلون نے پہر
روس مین یورش کی اور اوسکے برس روز بعد جو پہر گئے تو سارے ملک کے اس سرے اوس سرے تک اونہون
نے فتح کیا وہان کی لڑائیون اور خونریزیون اور روسیون کی خرابیون کا حال اگر اختصار سے بہی بیان کیا
جاوے تو اسی تاریخ کے برابر دوسری ایک جلد بے تکلف مرتب ہو جاوے چنانچہ ایک لڑائی کے بعد مغلون نے
دشمن کی لاشون کے صرف داہنے کان سے نو تہیلے بیس بیس من سے زیادہ کے بہر لیے اور اوس سے
قیاس کرنا چاہیے کہ کیا کیا خونریزی سارے ملک کے فتح کرنے مین ہوئی ہوگی بعد اوسکے انہون نے

ملک پولانڈ میں تاخت کی اور موافق ضابطۂ معمولی کے حتی الامکان کسی دشمن کو زندہ نچھوڑا وہان سے
ملک ہنگری مین باتو خان جا پہونچا اور چند شہر کو لیکر پایۂ تخت پر چڑہ گیا اور چارون طرف سے
آگ لگا کے بالکل اہل شہر کو پیر سے بچۂ شیرخوارہ تک تہ تیغ کیا اور سودائی بہادر نے دوسری طرف سے
شہر واراذین کا وہی حال کیا الغرض اسی طرح سے مغلون نے اپنے ملک سے کنارۂ بحر شمال تک جو
قطب شمالی سے قریب ہے بالکل سر کیا اور بعد اوسکے جب تاتار پہر آئے سارے عالم مین تہلکہ پڑ گیا اور تمام
سلاطین فرنگستان کو ایسا خوف ہوا کہ اونہون نے ایک دوسرے کو نامہ باہم اتفاق کرنے اور مغلون کو
شکست دینے کا لکھا چونکہ آپس کے قصے کو فراموش کرکے سبہون نے اتفاق کیا اس لیے فرنگستان کے صرف وہی
ملک جو سر ہو چکے تہے مغلون کے زیر حکم رہے لیکن باقی بچ گئے اور یہہ یورش قوم مغل کی فرنگ کی پائمالی
کے لیے دو دفعہ اور بہی ہو چکی تہی لیکن چونکہ انہین کے مورخون نے کی تہی اور اون ایامون مین لقب ونکا
ہن یا ہوانگ لولو آرتہا اسواسطے تیسرے دفتر مین اوسکا ذکر آئیگا جب کہ اقوام تاتار کا حال لکھا جاویگا انشاء اللہ
تعالے القصہ باوجودیکہ فرنگستان کی طرف یہہ حال تہا لیکن یہہ نہ سمجہنا چاہیے کہ بالکل فوج مغل کی صرف اوسی
طرف مخاطب تہی کیونکہ شام اور اطراف کے ملکون مین اپنے کام سے یعنی فتح کرنے اور لوٹنے اور قتل عام اور
خاک سیاہ کرنے سے غافل نرہے اور ملک آرمن اور شہر اربل کے نواحی مین تاخت و تاراج کرتے عراق مین مثل
خدا کے قہر کے جا پڑے اور شہرون کو خراب کرتے اور ویران بناتے بغداد پر چڑہ گئے لیکن یہین پہلی
نوبت شکست کی آئی اور محی الدین اور شرف الدین اقبال دو طرف سے فوج لیکر مقابلے کو آئے اور مغلون
کو اونہون نے شکست دی لیکن پر برس روز کے بعد تاتار پہر آئے اور خلیفہ کے سپہ سالارون پر ظفریاب
ہوئے لیکن شہر بغداد کی قلعہ بندی خلیفہ نے ایسی مضبوطی کے ساتہہ کی تہی کہ مغلون نے قصد اوسے
لینے کا نہ کیا بعد اوسکے ملک شام کی طرف پہر اونہون نے رجوع کی اور حلب کے گرد و اطراف کے شہرون کو
بدستور اونہون نے خاک سیاہ کیا یہہ نہ سمجہنا چاہیے کہ اس عرصے مین جب مغلون نے مشرق اور مغرب مین تہلکہ
ڈال دیا تہا تو چین مین ختا یونکا عمل بے خرخشے کے تہا کیونکہ تسی چوچن سے جنوبی کی دولت کا حال
سنکر اوکتائی خان کا جی للچایا تہا اور اوسنے اپنے دوسرے بیٹے کوتان خان کو چہ لاکہہ سوار کے ساتہہ

اوس طرف بھیجا اور صوبہ کیانگ نانگ مین بھی فوج قہار کو چیدہ سردارون کے تابع کرکے روانہ کیا تھا
منغو کو بھی خوف اونکا ہوا اگرچہ کئی ختائی سپہ سالار بڑے بہادر جان نثار فوج جرار لیکر اون صوبون
کی حفاظت مین تھے لیکن تاہم ملک مین زیادہ فوج بھیجی گئی غرض اونکے پہنچتے پہنچتے ایسی ایک لڑائی
مغلون اور ختائیون مین ہوئی کہ اوسکا بیان تصریح کے ساتھہ لکھنا چاہیے دنیا مین رستم کا نام بہادری
مین مشہور ہی لیکن کئی شخص ایسے گذر گئے ہین کہ اونکے سامنے رستم کا نام قابل لینے کے نہین چاہیے چنانچہ
اول درجے مین حسینؑ ابن علیؑ کا مرتبہ بہادری مین ہی کیونکہ میدان کربلا مین ریت پر تشنگی اور گرسنگی مین
جس شخص نے ایسا ایسا کام کیا ہو اوسکے سامنے رستم کا نام وہی شخص لیتا ہی جو تاریخ سے واقف نہین
ہی کسکے قلم کو قدرت ہی کہ جناب حسین کا حال لکھے کسکی زبان مین یہہ لطافت و بلاغت ہی کہ اون بہتر
بزرگوارون کی ثابت قدمی اور تہور و شجاعت اور بیس ہزار سوار خونخوار شامی سے جواب دینے اور ایک
ایک کے ہلاک ہوجانے کے باب مین مدح جیسا کہ چاہیے کرسکے کس کی نازک خیالی کی یہہ رسائی ہی کہ اون
لوگون کے دلون کے حال کو تصور کرے کہ کیا کیا اونپر گذرا اوسوقت سے جب عمر سعد نے دس ہزار سوار سے اونکو گھیر لیا
اوسوقت تک کہ جب شمر ملعون نے سر کاٹ لیا کیونکہ ایک کی دو اور دو مثل مشہور ہی اور مبالغہ کی حد یہی
ہی جب کسی کے حال مین یہہ کہا جاتا ہی کہ دشمن نے چار طرف سے گھیر لیا لیکن حسینؑ اور بہتر تن کو اٹھہ قسم
کے دشمنون نے تنگ کیا تھا اور اوسپر بھی قدم نہ ہٹا چنانچہ چار طرف سے نو دس ہزار فوج یزید کی تھی
جنکے تیرون اور نیزون کی بوچھار مثل آندھی کے آتی تھی اور پانچوان دشمن عرب کی دھوپ تھی جسکی
مثال کسی شئ مین زیر فلک نہین ملتی اور یہی کہنا ہوتا ہی کہ عرب کی دھوپ کی مانند عرب ہی کی دھوپ
ہی اور چھٹا دشمن وہ ریگ کا میدان تھا جو آفتاب کی تمازت مین شعلہ زن اور تنور کی خاکستر سے زیادہ
پرسوز تھا بلکہ اوسکو دریاے قہر کہنا چاہیے جسکے بلبلے بنی فاطمہ کے پاؤن کے آبلے تھے اور دو دشمن سب سے ظالم
بھوک اور پیاس مثل دو دغا باز ہمراہی کے جسکے برابر عدو نہین ساتھہ تھے اور تشنگی سے زبان پھول کے
جب پھٹ جاتی تھی تب بھی اون مردون کی خواہش اندکے کی تھی پس جنہون نے ایسے معرکے مین ہزار ہا
کافرون کا مقابلہ کیا ہو اونپر خاتمہ بہادری کا ہوچکا الغرض سر دفتر تاریخ اس رزم کو جانکر بعد اوسکے

اوس معرکے کا بیان جاننا چاہیے جو اہل یونان اور اسفندیار پسر گشتاسپ شاہنشاہ ایران سے ہوا جب اوسنے یونانیون پر
لاکھون فوج لیکر یورش کی تھی اور تھرماپلی کے ناکے پر یونان کے بادشاہ لی آنی ڈاس نے صرف تین سو
آدمی سے مقابلہ کیا اور ایک شمہ اوس لڑائی کا یہہ ہی کہ لی آنی ڈاس نے جب ناکے پر روکا تو ساری فوج
ایرانی نے ایک پلٹن کے بعد دوسری پلٹن سے حملہ کیا اور صرف اونہین تین سو یونانیون نے سب کو ہٹا دیا
اور خود اسفندیار کبھی فوج پر غصہ ہو کبھی دلاسا کبھی سزا کبھی انعام دیکر حملے مین بھیجتا تھا لیکن لاش کا
تودہ لگ گیا اور خون کا دریا بہا مگر ایرانیون کو دخل نہ ملا اور یہی سامنا شبانہ روز رہا آخرش ایک غدار
یونانی نے اسفندیار سے انعام لیکر درہ کوہ مین ایسا رستہ بتلایا کہ اودہر سے جا کر ایرانیون نے دفعۃً دلاور
پشت پر سے تاخت جو کی تو دونون طرف کے حملے کا جواب اون بہادرون سے نہ دیا گیا غرض جب تک ایک زندہ رہا
ایرانیون کو بجز زحمت کے کچھ حاصل نہوا القصہ بعد اوس رزم کے تیسری وہ رزم ہی کہ جسکو اس تاریخ سے
تعلق ہی چنانچہ جب قوبتان خان نے صوبہ شنسی کے شہرون مین سے شہر ٹین کو جو قریب ہانگ چانگ فو کے
واقع ہی محاصرہ کرنے کا قصد کیا تو آوت حاکم شہر قلعہ سنگ ان مین جو راہ پر تہا فوج داخل کرکے دس ہزار سپاہی
کے ساتھ دریا کے کنارے پر شب بہر رہا اور صبح کو کوہ کیتو آن کے ناکے پر اونکو متعین کرکے خود آٹھ سو چیدہ سپاہ
زور آور و جنگ آزمودہ و جان نثار کو ہمراہ لیکر اوسی مقام ناکے پر مثل یونانی لی آنی ڈاس کے دست
بقبضہ ہوکر مغلون کی راہ دیکھتا رہا آخر کو جب اونکا لشکر پہونچا ایسا ایسا حملہ دونون طرف سے شروع ہوا کہ
تحریر و تقریر کی قوت سے باہر ہی اور صرف قیاس ہی کا کچھ امکان ہی کہ اوسکی صورت کو دریافت کرے
حاصل یہہ کہ جب مغلون نے چارون طرف سے گھیر لیا اور اون آٹھ سو بہادرون مین سے چند باقی رہے تو آون
نے پکارا کہ یارو بس اسی حملے پر منحصر کرنا چاہیے کیونکہ قسمت مین یہی ہی یہہ کہکر اپنے گھوڑے کو ایک
ہی ہاتھ مار کر دو کر ڈالا تاکہ دشمن کو اوتنا بہی فائدہ اوس سے نہ ہووے اور بہائی اور چند رفقا کو
لیکر مغلون پر تا ال جا پڑا اور جس پر ہاتھ ڈالا دو کر دیا آخر کو جب مارا گیا تب ہی دشمن کو اوس ناکے
سے آگے بڑہنے کی راہ ملی ؀ اس شخص کے سوا ختائی سپہ سالار منگ کانگ نے بڑی بڑی لڑائیان
مغلون سے لڑین اور آخر کو ایسی شکست متواتر اونکو دی کہ صوبجات ہی چو ٹین وغیرہ کو خالی کرکے شمالی جانب

کی طرف مغلون کو نا چار جانا ہوا + اسی عرصے مین اوکتائی خان ایک شب کو زیادہ شراب پی کے جو سویا تو خون نے غلبہ دماغ پر ایسا کیا کہ اوس خواب سے بیدار نہوا + اوسی کہتا ہی کہ یہہ شخص بھلا اور عادل مدبر اور عالی طبیعت تھا اور اوسکے وزیر ایلی چوسی نے جسکا حال آگے لکھا جاویگا اور جو چنگیز کا بھی وزیر اور موجد اون قوانین کا تھا جو مغلون مین اوسوقت سے آج تک جاری ہی خاقان کو شوق علم سے دلوایا اور عالم اور فاضل کا قدردان بنایا تھا چونکہ اپنے پوتے شیرامون کو ولیعہد مقرر کر گیا تھا ایلی چوسی نے چاہا کہ فرمان کے مطابق وہی خاقان مقرر کیا جاوے لیکن تُورا کینا خاتون او کتائی خان کی بیگم نے ایسی بندشین کین کہ اوسکے بطن کا بیٹا گائی یوک خان کو قاآن کا تخت ملے اور آخر ش اوسکا مقصد پورا ہوا اور جسوقت وہ مجمع ہوا جو قورلتائی کہلاتا ہی اور قاآنی کے منصب پر سرفراز ہونیکے وقت وقوع مین آتا ہی اوسوقت علاٴ اکابر اور خوانین تاتار کے مسعود بیگ فرمانفرمای ماوراالنہرا اور ترکستان اور ارغن آغا والی خراسان اور امرای عراق اور اذربائیجان اور تبرستان اور شروان اور شاہ رکن الدین اور شاہ ارمن کا بھائی اور دو بادشاہ کرجستان کے اور ناصر شاہ بادشاہ حلب کا اور شیخ فخرالدین قاضی القضاۃ بغداد اور ایلچی خلیفۂ اسلام اور ایلچی خلیفۂ عیسائی جسکو روم کا پوپ یا پاپا کہتے ہین اور جبر سلاس امیرالامرای مملکت روس اور سیکڑون اور امرا حاضر تھے اسی یکرنگتے سے قاآن کے دربار کا جاہ و جلال دریافت کیا جا سکتا ہے چون گائی یوک خان کی تخت نشینی کے وقت بڑا تجمل ہوا تھا اور اوسکا بیان تیسرے دفتر مین موقع کے ساتھ لکھا جاسکتا ہی یہان اتنا ہی کہنا ضرور ہی کہ مغرب اور مشرق کے تمام ملکون کے سفیر حاضر تھے اور اپنے اپنے آقا کی طرف سے نذر دیکر سرفراز ہوے چار برس کے بعد باتو خان کو قاآن نے حضور مین نمک حلالی کی قسم کھلانے کے لیے طلب کیا اور چونکہ دشمنی جانی دونون مین ہمیشہ سے تھی باتو خان نے اپنے بھائی کو بھیجا اوسی شب کو شراب کی صحبت مین قاآن نے باتو خان کی شان مین کچھ ایسا سخت لفظ کہا کہ اوسکے بھائی نے بگڑکے تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا یہہ دیکھتے ہی خاقان بھی طیش مین اوٹھا اور جب تک کہ لوگ درمیان مین آوین دونون مین چل گئی اور قہر برداری جو سب قسم کے غصے سے زیادہ طالب خون ہوتا ہی دو چار ہاتھ مین دونون کو تمام کیا اور خاقان کی تلوار جو نہین باتو خان کے بھائی کے شانے پر پڑی اور کمر تک تیر گئی اوسکی تلوار خاقان

کی پسلیون کو ستل کہیر کی تماش سے کاہتی تانتون کو نیچے سے آئی اور ایک لاش کے اوپر دوسری
پر گری گویا مونے اسطرح سے دونون مین بغل گیری کروا کے صلح کروائی غرض بعد اس سانحے کے منگوخان بیٹا تولی خان
کا قاآن ہوا اور اوسنے اپنے بھائی قبلا خان کو صوبہ دار کرکے مالک بالکل املاک کا جو چین مین مقبوضہ اور
مفوضہ تہے مقرر کیا اور چونکہ اس شخص کا حال تفصیل کے ساتھ اوس مقام پر تحریر مین آئیگا کہ جہان بیان
اوسکے فغفور ہونیکا درج کیا جاویگا یہان پر اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ طفولیت کے ایام سے بردباری اور سنجیدگی اور
رحمدلی اس مین پائی جاتی تہی اور چونکہ اوسکا اوستاد ایک ختائی فاضل نیک نہاد اور عالی طبیعت تھا
اوسنے اپنے شاگرد کی جبلی صفتون کو تحصیل علوم اور حکمت عملی اور نصیحتون سے زیادہ کیا اوس شخص کا نام
یاؤچو تہا اور چند سے عہدۂ وزارت کا قاآن کے دربار مین اوسکو تھا لیکن خوانین کی بدیون اور بیرحمیون
سے متنفر اور عہدے سے مستعفی ہو کر اپنے وطن صوبۂ ہونان مین اوسنے گوشہ اختیار کیا تھا کہ اتنے مین
قبلاخان جو صوبہ دار مقرر ہوا اوسنے فوراً اپنے اوستاد کو بلوایا اور اپنا خاص مشیر بنایا اور اوسیکی صلاح سے
منادی کے وسیلے سے اون علما کو اپنے گہرون مین بلوایا جو مغلون کے خوف سے جنگل اور بیابان مین جا چھپے
تہے دلاسا بہروسا سبھون کو دیکر اون کی حاجتون کے موافق نقد و جنس گہر بنانے اور کشت کاری کرنیکو
قبلاخان نے دیا اور ختائی علما کو طلب کرکے مصاحبت مین مقرر کیا اور امور سلطنت سے فراغت کرکے
بعد فرصت وقت علوم کے نکتون مین اون سے مباحثہ کرتا تھا اور اسیطرح جی بہلاتا تھا یہہ حال دیکھکر اہل ختا
کو مغلون کی جہالت اور اونکے بے ہنری اور بے رحمی کے باعث جو نفرت تہی رفتہ رفتہ کم ہونے لگی بلکہ
اکثر جب اپنے فغفورون کی برائیان سنتے یا دیکھتے تہے یہی چاہتے تھے کہ قبلاخان اگر اونکے تخت پر
تکیہ گزین ہووے تو ویسے ہی لوگون سے یہہ بیگانہ بہلا ہی اور مغل سب کا کیا کہنا وقوعا شوق اوسکی ذات
حمیدہ صفات کے نقشے ہی تہے سنہ ۱۲۵۳ عیسوی مین ہیطن شاہ آرمن قاآن کے حضور مین آیا اور فن
مصاحبت مین وہ ایسا طاق تھا اور وجیہہ خوبصورت اور لطیف طبع ایسا کہ قلیل عرصے مین منگوخان
کی طبیعت کو اپنی طرف مائل کر لیا یہان تک کہ اوس سے عیسائی مذہب اختیار کروایا اور عہد و پیمان جو
دونون مین ہوا اوسکے شرائط سے ایک شرط یہہ تہی کہ فاتق اسلام کے نیست و نابود کرنے اور خلیفہ

بغداد کے مارنے اور ہر طرح سے مسلمانون پر تباہی لانے مین متوجہ ہوے چنانچہ اوسی عہد سکو وفا
کرنے کے لیے قاآن نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو فوج جرار دیکر بغداد کی طرف روانہ کیا غرض بعض روایت
یہہ ہی کہ خواجہ نصیر الدین طوسی نے ہلاکو خان کو بہ سبب عداوت جانی کے جو اوسکو خلیفہ کے ساتھہ ہتی
ترغیب دی ہتی بہر حال جو ہو لیکن حکم اوسکو دیا گیا کہ قبل خلیفہ پر تاخت کرنے کے قوم اسماعیلیہ یعنے
ملحدین کوہستان کو بیخ و بنیاد سے غارت کرے ان لوگون کے طریقہ ایمان مین بعض باتین قرآن کی اور
کچھہ کفر و بت پرستی اور خصوص تناسخ کی ہتین لیکن بڑا رکن اونکے مذہب کا یہہ تھا کہ اونکا امام جو
کہے اوسکے بجالانے مین جان تک دریغ نکیا جاے حسن بن صباح کے یہہ مرید تھے اور مقام رودبار و
الموت مین پہاڑون پر قریب قزوین کے اونکی بود و باش تھی اور تاریخون سے بخصوص نگارستان اور تاریخ
گزیدہ اور زینت التاریخ سے ظاہر ہی کہ کیسے کیسے بڑے بڑے لوگ ان ملحدون کے ہاتھہ سے مارے گئے مین چنانچہ
نظام الملک وزیر ملکشاہ سلجوقی اور ایسا کوئی قلعہ اور حصار محفوظ نہ تھا جہان پر اونکا جا پہونچنا ممکن
تھا اور ایسا کوئی بادشاہ یا سردار نہ تھا جسکے سینے پر اس فرقہ کا ادنی سا مرید اگر اوس نے بہیجا جاتا تو
چڑھہ نہ بیٹھتا چنانچہ تاریخ گزیدہ سے سلطان سنجر کا حال ظاہر ہی اونکا لقب فدوی تھا اور اپنین
ملحدون کو حسنی یعنے مرید حسن صباح چونکہ کہتے تھے اور دغا سے لوگون کو وے مارتے تھے اس سبب سے یہی لفظ
اندکے تغیر کے ساتھہ فرنگ کی اکثر زبانون مین اوس ملعون کی شان مین مستعمل ہوتا ہی جو دغا سے کسیکو مارتا ہے
چنانچہ وہ لفظ اساسن ہے الغرض سنہ ۴۸۳ ہجری مین اونکی بنیاد جبل عراق عجمی پر پڑی تھی
اسکے بہ سبب اونکا بادشاہ شیخ الجبال کے لقب سے بہی مشہور تھا اور ایک سے ستر برس
کی سلطنت اونکی ہو چکی تھی اور رکن الدین قاہر شاہ اونکا امام تھا جب ہلاکو خان اونکی حد
مین جا پہونچا اور کئی قلعے اونکے لیکر ایسا تنگ کیا کہ جان کی امان اونہون نے مانگی اور
چونکہ رکن الدین اپنے لڑکون کو لیکر ہلاکو خان کے پانون پر گر پڑا اوسنے رحم کھاکے جان بخشی
کرکے خاقان کے حضور مین روانہ کیا لیکن منگو خان نے حکم دیا کہ اوس فرقے کا ایک شخص
بچنے نہ پاوے اور انہی کے موافق بارہ ہزار ملحد مارے گئے اور قیاس اگرچہ یہی چاہتا ہی کہ تین

ایک متنفس اوس قوم کا زندہ نچھوڑا لیکن جو ہلاکو پسر تمور نے سنہ ۹۴ھ ہجری مین بہت سے لوگون کو مروا ڈالا جو فدوی کے لقب سے مشہور تھے اور عادات دغا سے مارنے اور اپنے امام کے تابعدار اوسی طرح سے ہونے کے اونہین تہین اس جہت سی غالب ہی کہ اوسی فرقے کے بچے بچائے دو چار جو رہ گئے مورث ان بدنہادون کے تہے بعد اسکے روز انتقام اون بدیون کا جو اکثر خلفای آل عباس نے کیا تہا مثل روز قیامت کے آن پونہچا اور ہلاکو خان بغداد کی طرف متوجہ ہوا اوس واقعہ کے ہونے پر بعض اہل تاریخ نے تعجب کیا ہی غرض راقم کو حیرت اوس اقبال پر ہی کہ جسنے قبل اس ایام کے یوم زوال کو قصر خلافت پر بیٹھنے نہ دیا تہا کیونکہ دوسری باتون کو جانے دیجیے اگر اونکا ظلم صرف بنی فاطمہ کے اوپر خیال کیا جاوے تو تعجب یہی ہی کہ اہل اسلام نے اپنے پیغمبر کی آل کے قاتل کو کیونکر دم بھر کے لیے زندہ چہوڑا تہا سواے اسکے دولت کے زوال کے لیے کئی باتین مخصوص ہین یعنے ظلم اور غرور اور عیش اور طمع اور نفاق اور ان پانچون مین سے خانہ خرابی کے لیے ایک کافی ہی غرض خلیفون مین خصوص مستعصم باللہ کی ذات مین یہہ صفتین تمام موجود تہین اور اسی سے تعجب ہے کہ اوس قدر قیام جو آل عباس کو ہوا کیونکر ہوا چنانچہ اوس خلیفہ کا ظلم ایسا تہا کہ منجملہ اور بے رحمیون کے ہزار ہا بنی فاطمہ کو دیوارون مین اوس نے چنوا دیا تہا اور دوسرے غرور ایسا کہ اپنی دہلیز کے پتہر کو مثل حجر اسود کے بڑے بڑے امرا او سلاطین سے بوسہ دلواتا تہا اور عید اور بقرعید مین جب نماز کے لیے گھر سے نکلتا و آتا جب ہوتا تہا برقع منہہ پر صرف اسی خیال سے ڈالتا تہا کہ کسی شخص کو قابل دیکہنے کے نہین جانتا تہا اور تیسری اوسکے عیش اور بدمستی اور شہوت پرستی و تن پروری کے حالات لکہنے مین شرم آتی ہی اور اس امر مین کچہ لکہنا بے فائدہ ہی کیونکہ مسلمان عالم کو تاریخ کے رو سے سب معلوم ہی اور جاہل مسلمان کے آگے اگر کہا جاویگا تو جانیگا کہ شاید راقم اختلاف مذہب کے تعصب سے کہتا ہی اور چوتہی طمع حضرت کی ایسی تہی کہ تمام فوج کو صرف تنخواہ کے بچانے کے لیے اونہون نے جواب دیا اور پانچوین پہوٹ اور نفاق جو شیعہ و سنی کے جہگڑون کے باعث سے ہر جا طرف

امرا اور وزرا مین موجود تھا وہی اوسکی بربادی کے لیے کیا کم تہا الغرض اگرچہ خلیفہ کی بہ بیان قابل اوسی سزا کے تہین جو اوس کم بخت کو ملی لیکن اوسکے وزیر موید الدین محمد الملک علقمی کو نمک حرامی اپنے آقا سے کرنی کسی حال مین لازم نہ تہی اور اوسنے کیا کیا دغا دی اور کس کس طرح سے خلیفہ کو طمع دی کر سپاہیون کو جواب دلوایا اور نمک حلال سردارون کو دور دراز حیلے بہانے سے بہیجا کر ہلاکو خان کو خط لکہکر بلوایا چنانچہ ہمدان سے کوچ کرکے بغداد کے دروازے پر وہ آیا سوا اسکے جب امرا نے خلیفہ کو کہلا بہیجا کہ حضرت عیش کو چہوڑ دیجیے اور آنکھ کہول کر دیکہیے کہ کیا حال ہو رہا ہی تو اوسوقت لمسخر سے صلاح حال کو خیال مین نہ لایا اور کہا کہ فوج کی کیا حاجت ہی شہر کے لڑکے بالے مارے ڈہیلون کے مغلون کو بہگا دینگے یہہ سب حال چونکہ عربی اور فارسی تاریخون مین تفصیل کے ساتھہ لکہا ہی راقم نے اس اشارہ سے زیادہ لکہنا ضرور نہ سمجہا کیونکہ یہہ تاریخ صرف اسیواسطے تصنیف و تالیف کی گئی ہی کہ جو احوال عربی اور فارسی زبانون مین نہین تحریر ہی وہ یہان پایا جاوے ٭ دو مہینے مغلون کے محاصرے کو گذر چکے تہے اور اوسوقت تک خلیفہ کو بدستور بجز عیش کے کچہہ خیال نہ تہا بقول شاعر کے ٭ بہر روز از صبح تا بشام تیز رزم گرم بود ٭ جب آخر کو وزیر نے دیکہا کہ خلیفہ کی آنکھہ کہلی اور اوسکی دغابازی ظاہر ہو گئی اپنے لوگون اور دوستون کو لیے ہلاکو خان کے پاس علانیہ چلا گیا اور مغلون کو ایسی راہ ملی کہ آناً فاناً لشکر قلعے کے اندر داخل ہو گیا اور خلیفہ گرفتار ہو کر سامنے آیا ٭ اوسوقت کیسا ہی سنگدل آدمی ہوتا تو اوس انقلاب روزگار کو دیکہکر آہ بہرتا کہ کس مرتبے کا شخص جسکے دربار مین ادنی سا شخص سلطان تھا جسکی دہلیز کے بوسہ دینے کا اشتیاق شہنشاہون کو رہتا تھا اور صدہا کا شوق دل ہی مین رہ گیا اور اوس سیاہ مخمل کے پردے کو جو دیوان عام کے باہر دروازے پر لٹکا رہتا تھا اوسکا دور سے بہی دیکہنا نصیب نہوا اور جسکی سواری کو ایک دفعہ دیکہنے کی ارمان سے ہا لوگ صدہا کوس سے عید و بقر عید مین آتے تہے اور راستے کی دونون قطارون کے مکانون کے جہروکون مین دم بہر بیٹہکے صرف اوسکے جلوس کو دیکہنے کے لیے ہزار ہا

روپیہ کرایہ دیتے تھے وہ شخص روبرو ہلاکو خان کے جب گلے مین رسی ڈالے کھڑا ہوا تب تمام
عیب اوسکا فراموش ہوگیا اور گنہکار کیا مظلوم نظر آیا چنانچہ خود ہلاکو خان کو اس انقلاب روزگار سے
ایسی عبرت ہوئی کہ بدیر سناٹے مین رہا کہ ایسے شخص کے ساتھ کس طرح سے پیش آیا چاہیے آخر حکم
قید کرنے کا دیا اور مشیرون نے جو صلاح یہہ دی کہ اوسے گھسیٹ کر وہان چیر دینا لازم تھا جہان کے
آدمیون کو قابل اپنے منھ دیکھنے کے نہین سمجھتا تھا اور جیسا کہ لوگون سے پتھر کھودسہ ولوایا ویساہی
سنگ راہ سے اوسکی ناک اور منھہ کو توڑوانا مناسب ہی تب ہلاکو خان نے کمل مین اوسکو لپیٹ
اور رسی سے کسوا کے بغداد مین کوچہ بکوچہ گھسیٹوایا اہدا اسی خرابی سے خلیفہ مستعصم باللہ کی جان
گئی اور آل عباس کی پانسے بیس برس کی بزرگی خاک مین مل گئی چنانچہ اسطور سے خلیفہ مارا گیا اور بغداد
سات روز تک لٹا ہلاکو خان ملک شام کی طرف گیا اور وہان جو کچھ اوسنے کیا اوسکا حال دفتر سوم
کے ملاحظہ سے معلوم ہوویگا غرض اسی ایام مین بجز فغفوران چین کے کوئی بادشاہ مشرق مین قاآن
کے مقابلے مین نہ تھا اور اس سبب سے کہ اون لوگون کا بھی ملک بالکل چھن جاوے قاآن نے قبلا خان
کو اشارہ کیا کہ کسی حیلے سے بگڑ کے صوبہ سی چوئین کو لیا چاہیے آخر موقع ملا اور قبلا خان او قاآن
نے صوبہ شنسی کو فتح کیا اور اون دونون بھائیون نے خصوص قبلا خان نے تالیف قلوب کی باتین ایسی
کین کہ اکثر ختائی خود آکے اونکے نزدیک اپنے ملکی حاکمون کے ظلم سے پناہ لیتے تھے غرض
شہر ہوچیو واقع صوبہ سی چوئین پر قاآن نے چڑہائی کی اور ختائی سپہ سالار وانگ کینگ نے ایسی
لڑائی کی کہ مغل سب بارہا حملہ کرکے ہٹ آئے اور یہانتک گھبرا گئے کہ قاآن کو خود جانا
اور دلاسا دینا ضرور ہوا آخر کار جب عرصہ گذرنے لگا او فتح کی صورت نہین دکھائی دی منگو خان
نے خود حملہ کیا چنانچہ اوسی جنگ مین مارا گیا اس سانحہ کے واقع ہوتے ہی مغل سب ہٹے
اور خاقان کا جنازہ لیے قبلا خان کی طرف گئے اوسوقت وہ صوبہ ہوکوانگ مین تھا اگرچہ قاآنی
کے منصب کا وہی حقدار تھا اور ترکستان کے قورلتائی کے مجمع مین اوسکا جانا ضرور تھا
لیکن بے کوئی بڑی لڑائی فتح کیے اپنے ملک کو عود کرنا نامناسب سمجھکر اوسنے بوچانگ فو

کے شہر عالیشان کو فتح کیا اور اوس مقام پر ایسی خونریزی ہوئی کہ فغفور نے صلح چاہی غرض
بیس لاکھہ روپیہ سالانہ خراج اوس سے قبول کرواکے قبلا خان ملک تاتار کو گیا اور وہان بڑے
تجمل کے ساتھہ قاآن مقرر ہوا اور تمام خاص و عام کو اس امر کی نہایت خوشی ہوئی اوکتا توخان
کی اولاد جو قپچاق کے بادشاہ اور ہلاکو کے لڑکے بالے جو ایران کے بادشاہ تھے اور جغتائی
کے بیٹے جو ماوراء النہر کے مالک تھے سبھون نے نذریں بھیجی بجز اوسکے بہائی کے جسکا نام عاریغ بوگا تھا
جو اپنے کو خطاب خاقانی دے اور فوج جمع کر کے قبلا خان سے لڑا لیکن مغلوب ہوا سنہ ۱۲۶۰ عیسوی مین
قبلا خان قاآن ہوا اوسنے تخت پر بیٹھتے ہی چارون طرف سے علما اور فضلا کو بلوایا اور جو جو اونکی او
بجنسی آگے اوسکا بیان ہوویگا غرض اوسنے فغفور کے پاس سفیر بھیجا اور خراج موافق عہد کے طلب کیا
جب نہ ملا اور ایلچی قید کیا گیا بلکہ مارا گیا قبلا خان نے دیکھا کہ بجز اپنے جانے اور ختا کو اس سرے سے
اوس سرے تک فتح کرنے کے دوسرا چارہ نہین ہی اوسنے لشکر کی طیاری کا حکم دیا لیکن آٹھہ برس
کئی باغیون کو سر کرنے مین گذرنے بعد اوسکے تیس لاکھہ فوج ختا مین یورش کرتی ہوئی صوبجات
سمی چونین اور ہوکوانگ مین آئی اور وہان کے اکثر مقامون کو فتح کر کے شہر سیانگ نام کا محاصرہ
کیا اور یہان پر ایسی لڑائیان دونون طرف مین ہوئین اور ختائیون نے یہہ حکمتین کین کہ اونکے
بیان کو داستان مطول چاہیے غرض یہی شمہ کافی ہی کہ مغلون کی جب فتح ہوئی اور قبلا خان کے
روبرو ختائی سپہ سالار گرفتار ہو کر آیا اوسنے صدہا تعریف اوسکی جوانمردی اور نمک حلالی کی
کر کے انعام و اکرام سے نہال کیا اور بڑی خواہش بلکہ عجز سے کہا کہ ای شخص تو میری نوکری
کر اوسنے گردن جھکا کے کہا تامل کیا ہی سر کاٹ لیجیے مگر آپ میرے خاوند کے دشمن ہین
آپکی نوکری ہرگز کرنیکا نہین بلکہ مناسب مجھہ کو مار ڈالنا ہی کیونکہ مین جیسے جی آپکے مارنے کے
خیال سے غافل نہ ہونگا یہہ سنتے ہی بعض اوجٹ مغل نے چاہا کہ اوسکو مار دیوے لیکن قبلا خان
نے زیادہ انعام دیکے اور یہہ کہکے رخصت کیا کہ مین نے تجھہ پر احسان کیا اب جا اگر اپنے
محسن کو مار سکتا ہی تو مار خاقان کا یہہ کہنا تھا کہ سپہ سالار وا اڑہین مار کر رویا اور قبلا خان کے پانو

گر کے کہنے لگا کہ افسوس ہزار افسوس کہ ایسے قدردان کی نوکری مین نہین کر سکتا قبلا خان نے
گلے سے لگا لیا اور بہت سی تعریف کر کے اوسے رخصت کیا بعد اوسکے بائیان خان کو سپہ سالار
جمیع فوج کا کر کے قاآن نے پایۂ تخت فغفور کی طرف بہیجا اور اوسنے رود کیانگ سے عبور کے
وقت کئی لشکر ختائی کو شکست دی اور کئی سرداروں کو چارون طرف سے فوج مغل کے ساتھ اطراف
و جوانب کے قلعون کے فتح کرنے کے لئے بہیجا اگر فغفور کے وزرا اور سپہ سالارون مین نفاق
نہوتا تو مغلون کو قیام کرنا ختا مین امکان سے باہر تھا لیکن صد ہا ختائی سردار اور امرا بائیان خان سے ملے
غرض بعض ایسے لڑے کہ سبحان اللہ اور سیکڑون نے مقابلہ کر کے جب دیکہا کہ فتح دشوار ہی اپنے
عیال و اطفال کو ذبح کر کے خودکشی کی اور بعضے جو لڑائی مین گرفتار ہوے اور بائیان خان نے
اونکی بہادری پر آفرین کر کے فوج مین بہرتی دینے کے لیے بہت سمجہایا لیکن اونہون نے نہ مانا
اور جیتے دم تک مغلون کی بزرگی کو قبول نہ کیا چنانچہ شہر توچوفو کا حاکم می یو نے ایسی بہادری
کی کہ مغلون کو حیرت ہوئی چنانچہ جس وقت اوسکی فوج پسپا ہوئی اور اوسنے پکارا کہ ای ختائیو کچہ
نمک حرامی ہی اور کسی نے نہ سنا تو دونون ہاتہ مین تلوار لیکر خود اپنے مقام پر کہڑا لڑتا رہا اور
اگرچہ زخمون سے چور تہا لیکن ایک قدم بجز سامنے کے پیچہے نہ ہٹا آخرش مغلون نے چارون طرف سے
گہیر کر پکڑ لیا اور بائیان خان کے سامنے لے آے اور اوسنے جب سمجہ بوجہ کے دیکہا کہ
بجز مرجانے کے اوس ختائی کو کچہ خواہش نہین ہی می یو کے بیٹے کو بلا کر اوس سے کہا کہ تو اپنے
باپ کو سمجہا چنانچہ وہ پانون پر گر کے رویا اور کہنے لگا کہ اے باپ تیرے مرجانے سے
میرا کیا حال ہوگا اوس نے بیٹے کو گلے سے لگا کے کہا کہ تو راہ مین جا کے تنہا کہڑا ہو جب کوئی ایسا
شخص نہین کہ تجہ کو می یو کا بیٹا جان کر فاقہ کرنے دیوےگا آخر کو بائیان خان نے اوسے مروا ڈالا
الغرض یہ سب سرگذشت راہ مین وقوع مین آئی کہ جب بائیان خان فوج قہار لیکر پایۂ تخت ہانگ
چو کی طرف چلا جاتا تہا آخر جب جای مقصود پر پہنچا اور چارون طرف سے شہر کو گہیر لیا فغفور کی مان
نے بہت طرح سے صلح کا پیغام بہیجا لیکن مغلون نے کچہ نہ سنا اور بائیان خان نے صرف یہی جواب دیا

کہ خانوادہ سنگ کا دورا اوٹھ گیا خدا کی مرضی یہی ہی کہ قبلا خان کو اوسکا تخت ملے بعد اوسکے
شہر پلا ہوا اور فغفور گرفتار ہو کر خاقان کے حضور مین بہیجا گیا جیسا کہ باب سابق کی آخر مین لکہا ہی
بلکہ اوس مقام کے ملاحظہ سے معلوم ہوا ہوگا کہ سنگ کا خانوادہ کس طرح سے ختم ہوا اور قبلا خان
فغفورون کے تخت پر بیٹھا سنہ ۱۲۷۰ع مین یہ واقعہ ہوا اور تاریخون مین ایسی ایسی جنگ اور
اس اس طرح کی بہادری اور نمک حلالی جو کہ ختائیون نے کی جب اونکی سلطنت چہن گئی کم دیکہنے
مین آتی ہی جلد اول کے انگریزی دیباچے مین راقم نے ثابت کیا ہی کہ قبلا خان کے برابر کوئی بادشاہ
روی زمین پر نہین ہوا ہی اور چونکہ جولیس سیزر قیصر روم قدیم اور سکندر اور فرانسیس کا شہنشاہ نپولین
بونا پارٹ سب سی نامی ہوے ہین عاصی نے ہر ایک کے افعال کو قبلا خان کے افعال سے
ساتھ تطابق دیکر اہل انصاف سے داد چاہی ہی کہ اون چارون مین بزرگتر کون تھا غرض افسوس اردو
زبان مین وہ حال لکہا نہین جا سکتا ہی کیونکہ اون اشارات اور نکات کی تفصیل فرنگ کی تاریخون
مین درج ہی اور جس حال مین ہر نکتے کی تفصیل کے لیے بیان مطول چاہیے راقم نے اوسکو یہان
لکہنا مناسب نہین سمجہا انگریزی دان لوگون کے لیے وہ حال لکہا ہی اور یہان پر دوسرے انداز کی
تقریر سے اوسکی بزرگیون کا اظہار کرتا ہی چنگیز خان اور اوسکے بیٹے اور ترک کا شہنشاہ اسمٰعیل جسکا
حال تیسری دفتر مین درج ہی اور نادر شاہ اور تیمور لنگ اور شاہان ایران پیشدادی اور کیان اور ساسان
کے خاندان مین سے اور کسرا روم سے کوئی شخص قبلا خان کے مقابلے مین نہین ٹہرتا ہی اس لیے
کہ اون مین جو سب عالی طبیعت اور عادل یا صاحب تدبیر تہے بہادری اور سپاہگری مین یکتا
نہ تہے اور جو تلوار کے دہنی تہے رحم اور تالیف قلوب و عدالت اونکی سرشت نہ تہی چنانچہ چنگیز اور
تیمور اور اسمٰعیل کے احوال سے جو اس تاریخ کے سوا اور روایتون مین بہی ہی اگرچہ ظاہر ہی کہ وے
ایسے غازی اور شجاع تہے کہ جدہر گئے فتح مثل لونڈی کے تابعدار رہی اور شکست مثل عنقا کے
کبہی دکھائی ندی لیکن درندون کی طرح فقط خونریزی سے اونکو شوق تہا اور تمام عالم کے
سر کرنیکا دعوی اور حوصلہ بہی تہا غرض غربا پروری امداد خلق کی راحت رسانی اور رعایا کے لیے

دردفرزندی اور نوع انسان پر رحم وکرم سے اون لوگون کو کچھہ علاقہ نہ تھا اور باوجودیکہ تزوکات
تیموری سے دریافت ہوتا ہی کہ تیمور لنگ بہی ان سب صفتون سے موصوف تھا لیکن ایسے بیان
کا اعتماد نکیا چاہیے کیونکہ منھہ سے کہنا اور بات ہی اور اوسپر عمل کرنا کچھہ اور ہی ہی اور تمام تاریخ معتبر
اوسکی قزاقی اور خونریزی اور مردم آزاری کا حال ظاہر ہی چنانچہ اسی جلد مین کچھہ تذکرہ اوسکا بہی
ہی لیکن قبلا خان مین بہادری اور مدبری کے ساتھہ خلق پروری بہی تہی اگرچہ شوق ملک ستانی
اور تسخیر عالم کا اوسے بہی تھا لیکن ساتھہ ہی اوسکے یہہ بہی آرزو تہی کہ اگر دنیا پر حکم جاری ہو
تو ظلم کا دور اوٹھہ جاوے اور خلق اسمہ مرحوم دعاگو ہے چونکہ نیت ایسی تہی خداوند تعالے نے
برکت بہی اوسکی حکمرانی کو ایسی دی کہ جتنے دور تک اوسکا فرمان جاری ہوا سکندر کو بہی اوس قدر
نصیب نہوا اور قبلا خان جب خاقان تاتار اور فغفور ختا ہوا دنیا کے بادشاہون مین ہر طرح بی مثل
و نظیر تھا اور بحر شمال منطقۃ البردہ کی حد سے بحر ملاکا تک اور بحر مشرق سے مغرب مین تبت وغیرہ تک
اوسکے تابع تھا اور اوسکی خوبیان سنکر اون قومون نے خود آنکر خراج دیا اور اپنے کو داخل عایا سرکار
مین کیا جو چنگیز خان کو خاطر مین نہ لاتے تہے اور ہمیشہ سے سرخرو رہے تہے پس جنگو اوروں کی
شجاعت زیر نکرسکی قبلا خان کی عدالت نے تابعدار کیا اور یہہ حال اوس شخص کا تھا کہ جس جگہہ کو گیا
فوراً وہان کے خاص و عام کو فرمان بردار بنایا اور وہان کے لوگ اوسکے عاشق زار ہوگئے خلاصہ کلام
یہہ کہ تالیف قلوب کی ترکیب مثل اوسکی بہادری اور سپاہگری کے تہی اور دونون کی نظیر
آج تک زمانے مین نہین دیکہنے مین آئی ہی اور ان سب صفتون کے ساتھہ ایسا خوبصورت تھا کہ جسنے
اوسکی صورت دیکہی اوسے پہرون تکی لگ گئی اور شیرین زبان اور جادو بیان اس قدر تھا کہ
اوسکی بات جسکے گوش زد ایکدفعہ ہوئی اوسکو تمام عمر ہمکلامی کی تمنا رہی اس بیان مجمل پر تاکہ لوگ
گمان مبالغے کا نکرین لازم ہے کہ تفصیل کے ساتھہ بعض امور کا حال لکہا جاوے علاوہ اون
نقلون کے جو اوسکی قدردانی اور رحمدلی اور دوسری صفتون مین لکہے گئین ہین یہہ بڑا ایسا تہا
کہ جو آن ہوئی کے ساتھہ ہی ہر قوم اور ہر ملک کے علما کو جمع کر کے ہر ایک کے ذمے اون

امرون کی تدبیر کو متعلق کیا کہ جسکا علم اور تجربہ جبکو زیادہ حاصل تھا چنانچہ یونگ چانگ اور بوچی
دو ختائی فاضل کو اوسنے قوانین اور ضوابط کے درست اور بعض کے ایجاد کرنے اور تمام املاک کے محاصل
اور مخارج اور تجارت کی آمدنی اور رفتنی کا حساب لکہنے کا حکم دیا اور شیخ جمال الدین ایرانی مہندس
اور ہیئت دان زبردست کو تقویم تیار کرنے اور اون علمون کے آلات کے بنانے اور مغلون کو اوسکے
استعمال سے واقف کرانیکا حکم دیا گیا اور فرنگی طبیب نوکر رکھا گیا تا علم ادویات اور دوا سازی
مین چند مغل تعلیم کیے جاوین اور ایرانی اور عرب اور ماوراء النہر اور ایگور کے ملکون سے بڑے بڑے
عالمون کو جو دربار مین حاضر تہے حکم دیا کہ اپنے ملکون کی معقول کتابون کا ترجمہ ختائی زبان مین
کرین مغلون کو پڑہا کر اونکے مضامین سے آگاہ کرین اور یہہ مجمع فاضلون کا ہان لین کہلاتا تھا
اور اب تک بہی ویسی ہی ایک مجمع ختا مین اوسی لقب سے موجود ہی اور مملکت کی تاریخ نویسی اوس سے
متعلق ہے اور تمت نزرگ سے ایک فاضل زبردست بلوا کے رسومات دین وغیرہ کو اوسے متعلق کیا اور
اپنے استاد دیا و چو کے ساتھہ مشورا کرکے تمام سلطنت کے بڑے شہرون مین مدارس اور سرکاری
مین کتب خانے مقرر کرکے کتب چین و ایران و عرب و فرنگ کا ترجمہ کی زبان مین کرکے مغلون کے
لڑکون کو تعلیم پانیکا فرمان جاری کیا اور اوس مین قاآن نے یہہ مضمون لکہا کہ اہل ختا اور دوسرے
ملک کے لوگون کی لیاقت اور شایستگی دیکہکر مجہے شرم آتی ہی کہ ہماری قوم مین یہہ جہالت اور
نادانی پائی جاوے پس مناسب ہی کہ ہر شخص اپنے لڑکے کو سرکاری مکتب خانے مین بہیجے اور تیراندازی
سکہلانے سے چند روز تامل کرکے انسانیت کی راہ بتلاوے اور جسوقت فغفور ہوا ختائی علما کا
مجمع کثیر دربار مین رفتہ رفتہ پیدا ہوا اور سبکو حکم تہا کہ جس امر مین صلاح دینا مناسب معلوم ہووے
فوراً اوسکی اطلاع حضور مین کرین چنانچہ جو ہنین چین کا تمام ملک سر ہوا ایک ختائی فاضل نے درخواست
دی کہ مناسب ہی کہ بالکل لوگ جو جنگ مین پکڑے گئے اور بندیخانہ مین پڑے ہین مخلصی پاوین
اور اوسکی التجا قیدیون کے لیے سنی گئی علم کی ترقی اور امن کی صورت پیدا ہونے کے سبب سے
جب اس طرح سے فغفور نے تدبیر کی جزائر جاپان کو سر کرنے کے لیے جنگی بحر تیار ہوئی اور فوج مک

تا ملک چین اور ماچین کی فتح کو روانہ کی گئی لیکن منزل مقصود کے قریب ایسی آندھی آئی کہ نصف بحر غرق
ہو گئی اور باقی جو بچی اہل جاپان نے گھیر کر تیس ہزار مغلون کو مار ڈالا اور ستر ہزار ختائی اور اہل کوریا
کو قید کر لیا اور ماچین پر جو لشکر گیا اوسکو صلح کے بہانے سے دہوکا دیکے اہل ماچین نے شبخون مارا ان
ماجراؤن سے قبلا خان کو بڑا غم ہوا لیکن اوسنے لوگون کو یہی جواب دیا جب اونہون نے افسوس
کیا کہ اس طرح کا حادثہ کبھی کبھی اگر واقع نہو وے اور ہمیشہ سرسبزی رہے تو بادشاہون کو
انقلاب روزگار کی یاد باقی نرہے اور اوسکی فراموشی سلاطین کے حق مین نہایت مضر ہے
بلکہ ایسی فراموشی علامت زوال ہی بعد اوسکے قاآن کی فوج پیگو کے ملک پر چڑھ گئی اور کئی
لڑائیون کے بعد پایہ تخت کو فتح کر کے مملکت کا ایک صوبہ اوسے قرار دیا سنہ ۱۲۸۶ء اسی مین
اکثر ملک کے تاجر قبلا خان کی عدالت کا شہرہ سنکر صوبہ فوکین مین جہازون پر آئے اور فغفور نے
حکم دیا کہ اونسے ایسی محبت بڑہائی جاوے کہ بار بار وہ آوین اور تجارت کی سہولت کے لیے قبلا خان
نے نہر ختا کو کہدوایا جسکا بیان راقم نے پہلی جلد مین کیا ہے اور اتنا مفید یہ امر سب
کے لیے ہوا کہ اگر کوئی خوبی اس شخص کی نہوتی تو فقط اسکی ساخت کا ذکر کافی تھا اس لیے کہ ملک
ختا کی نسبت مین اس نہر کا وہی رتبہ ہی جو جسم انسان مین رگ جان کا ہی یہ نشانی اوسکی
عقل اور دانش کی ایسی رہ گئی کہ قیامت تک قبلا خان سلاطین روزگار سے مستثنا رہیگا اور اہل
اور اکا اوسکے نام پر درود پڑہینگے پیچین شہر کو مغلون نے سابق سے بسایا تھا غرض جب یہ
شخص اوصاف مین بے نظیر و نادر و نامدار فغفور ہوا اوسنے اس لحاظ سے دار الخلافہ بنایا کہ
تاتاریون کے ملک سے بہی قریب ہووے اور بیچ سلطنت مین اپنی بود و باش رہے اور چونکہ
اس شہر کے عرصے اور وسعت کا بیان جلد اول مین آچکا ہی یہان اتنا ہی کہنا کافی ہی کہ شہر کے
ہر دروازے پر ایک ایک ہزار مغلون کا پہرا رہتا تھا اور اپنے محل کی حفاظت اور ہر وقت کے
جلوس کے لیے بارہ ہزار سوار متعین تھے اگرچہ اکثر ختائی اوسکی سلطنت سے راضی نتھے تاہم خوف
بعض شخصون کا تماشا چنانچہ نقل ہی کہ جب سنگ کا گھرانا تباہ ہوا ایک وزیر گرفتار ہو کر آیا چونکہ خاوند کی

خیرخواہی جو اوسنے کی تہی مشہور ہتی قبلاخان نے فرمایا کہ ای مرد نیک خصال و نمک حلال میری
نوکری کر اور جیسے اپنے پرانے خاوند کی رفاقت تو نے کی ہی ویسے ہی میری کر اوسنے جواب
دیا کہ مین سنگ کے خاندان کا پروردہ ہون اور جب تک زندہ ہے میرا جینا نمک حرامی ہی اور نوکری کرنے والے
مجھ سے بہتر بہت ملینگے بلکہ مجھے مار ڈالنا صلاح ہی اس لیے کہ کبھی اپنے خاوند کے دشمن کا مین
خیرخواہ نہونگا یہہ سنکر قبلاخان نہایت محظوظ ہوا اور چاہا کہ اوسکو سرفراز کرے لیکن وزیرون نے
اوسکے خلاف شہنشاہ کو ایسا سمجھایا اور زمین و آسمان اس قدر جہنکایا اور وہ خطائی بہی اپنے مرنے کے
لیے ایسا مصر ہوا کہ آخر قبلاخان نے آبدیدہ ہوکر فرمایا اگر مرنے ہی چاہتا ہی جسطرح سہولت تجہے
موت مین نظر آوے اور پسندیدہ ہو اپنے خاوند پر سے تصدق ہو جا الغرض اس طرح بعض خطائیون
کی طبیعت جو اوسنے دیکہی حفاظت اوسے لابد ہوئی اور اس قدر پہرا چوکی اوسی سبب سے مقرر کیا
گیا مملکت خطا اور اطراف و جوانب کے تمام ملک اور اقوام پر جب فغفور غالب آیا آخر کو برہما کی
طرف لشکر بہیجا اور بعد بہت خونریزی کے اوسپر ظفریاب ہوا اور بعد اوسکے قریب تہا کہ
بنگالے پر یورش کرے لیکن بی بی کے منع کرنے سے باز رہا غرض جاپان اور سیام سے خراج لیا ایسا
خوش نصیب شخص شاید دنیا مین کوئی پیدا نہوا ہو کیونکہ ملک گیری اور جاہ و حشمت اور تمام عالم
کی محبت کا یہہ حال تہا جسکا ایک شمہ مؤلف نے بیان کیا اور خانگی امور کا یہہ طور تہا کہ بی بی
ایسی نیکبخت اور عاقلہ تہی کہ قبلاخان کے سے شخص کو اوس سے مشورا کرنیکی حاجت ہوتی تہی اور جب
کوئی مہم درپیش ہوئی یا نیا قانون اجرا کرنے کا قصد اوسنے کیا وزیرون کی صلاح کے علاوہ
خاتون کا مشورا ضرور تہا اور میان بی بی مین پہلے رد و کد ہو لیتا تہا تب امر سنگین مین حکم ناطق دیا جاتا
تہا اور اوسکی عقلمندی کی یہہ ایک بڑی دلیل ہی کہ جب سنگ کے گہرانیکا وہ فغفور گرفتار ہوکر آیا قبلاخان
نے خوشی سے پہول کر بی بی کو آگاہ کیا خاتون نے سنکر آہ بہر کر یہہ کہا کہ ای قاآن یہہ مقام خوشی
کا نہین بلکہ رنج کا ہی کیونکہ جب تجربے مین یہی آیا ہی کہ انقلاب روزگار سب سلطنتون کے لیے لازم
ہی تو یہی روز زوال و خرابی کا تمہارے گہر کے لیے بہی آسکتا ہی پس ان بیچارون کے ساتہہ

ایسا ہی پیش آوے جیسا کہ چاہیے ہو کہ تمہاری آل کے ساتھ دہیرا پیش آوے اگر خدا نخواستہ ایسا دن
دیکھنا اونکے نصیب مین بہی ہو وے یہہ نصیحت سنکر خاقان ستائی مین سر زانو پر رکھکے دیر تک خاموش
رہا اور بعد اسکے حکم دیا کہ ہر طرح کی عزت اور آرام سے ختا کے شاہنشاہ کو نظر بند رکھا جاوے
اور ایسی ای ٹی کے سوا بیٹیا ذی شعور فاضل نیک تہا دا ور ایسا ہی سنے بدل ایسا تھا کہ لوگون نے
اوسے سپوت ٹھہرایا اونہی بچپنے مین جب کسی شخص نے اوسکو بیش بہا جواہر دکھلایا اور اوسکا
مول پوچھا ولی عہد نے جواب دیا کہ آرایش تن کے لیے تو یہہ ومڑی کی قیمتون مین بہی مہنگا ہی
لیکن اگر اسکی فروخت سے دو چار ہزار غربا پرورش پاوین تو البتہ بیش بہا ہی اسکا نام چن کن
خان تہا اور اوسکے باپ کے اوستاد یاؤچو نے اوسکو حکمت عملی اور تاریخ اور کنگ فوزی کی تصنیفون
مین ایسی تعلیم دی کہ اوسکی نیک خلقت کو دونا جلوہ ہوا اور چیتالیس برس کی عمر مین جوادسنے انتقال
کیا سارے عالم کو صدمہ ہوا کیونکہ ایک عیب بہی اوس مین نہ تھا اور یاؤچو نے اوسکے باب مین یہی
کہا تھا کہ قبلا خان کی نیکی کو کچھہ رتبہ اوسکے بیٹے کی نیکوئی کے مقابلے مین نہ تھا الغرض قول شاعر
کا سچ ہی ع سدا عیش دوران دکھاتا نہین ٭ اور تمام عمر ہر طرح کے آرام مین گوکتی خاتون اور ولی عہد
نے پی در پی تہوڑے عرصے مین جو انتقال کیا فغفور کو ایسا رنج دونون کے لیے ہوا کہ کہتے ہین کہ
پہر کسی نے قبلا خان کو ہنستے نہ دیکہا اور جب تک دم رہا غم رہا اور چند سال کے بعد سنہ ۱۲۹۴
مسیحی مین وہ بہی گذر گیا اس مختصر بیان سے ظاہر ہی کہ راقم نے کچھہ مبالغہ نہین کیا جب یہہ لکھا کہ
روی زمین پر قبلا خان کا سا کوئی بادشاہ آج تک پیدا نہین ہوا کیونکہ عالم زبردست ارباب سخن ہنر
اور نمک حلالون کا قدردان بہادر بے بدل مدبر بے مثل حکیم منش عالی طبیعت کریم و رحیم تھا اور اوسکی
تمام صفتون کو ایک لفظ مین اگر کہنا چاہیے تو وہ لفظ یہی ہی کہ خیر خواہ خلق تھا چنانچہ خود اہل ختا قبلہ گاہ
عالم اوس کو کہتے تہے اگرچہ ختائیون کا خاصہ نفس اپنی قوم کو نیک اور ہمہ صفت موصوف جاننے
اور غیرون کو محض حقیر سمجھنے مین مشہور ہی اور اسی جہت سے کئی عیب اونہون نے قبلا خان کے
ونسے کیا ہی اور ہم بہی اون عیبون کی طرف لحاظ کرتے ہین تا کہ تاریخ نویسی کے ادب کے موافق عیب

وہ ہندوؤنکی تجویز ہووے * بعض ختائی مورخ کہتے ہین کہ قبلاخان متعصب ایسا تھا کہ بجز مذہب لامہ لرد
کے دوسرے کو محض باطل جانتا تھا اور زن مریدی اور زرپرستی اور عشق بازی اوس مین حد سے زیادہ
تھی اور دور دراز ملکون کے فتح کرنے کی ایسی آرزو اوسکو تھی کہ لاکھون فوج اوسکی خزانہ بہا بایان کے
یورش کرنے مین نقصان ہوئی * انصاف سے دیکھا چاہیے کہ ان الزامون مین از تحقیق کس قدر اور بناوٹ
کس قدر ہی اور تعصب کے باب مین جو وہ مورخ کہتے ہین تو اسی قدر سچ ہی کہ لامہ کے مذہب کو بہتر جانتا تھا
اور یہہ کچھہ عیب اوسکے لیے نہین تھا کیونکہ ہر شخص اپنے طریقۂ ایمان کے باب مین مختار ہی اور چونکہ اس
امر کی درستی یا نادرستی کی تجویز خدا تعالی سے متعلق ہے پس کسی شخص کو کسی مذہب مین ایمان لانے کے سبب سے
بد کہنا حمق ہی سوا اسکے آدمی کی جبلی ہی کہ کسی نہ کسی شی پر ایمان لاوے کیونکہ آجتک دیکھنے
مین نہین آیا ہی کہ کسی قوم کے تمام یا اکثر شخصون کو کسی شی سے اعتقاد نہو پس جبکہ ضروریات سے
ہی کہ ایک نہ ایک طریقۂ ایمان ہر گروہ مین رواج پاوے اور یہہ بہی نہایت واجب ہی کہ اوس گروہ
کے سردار کا جو عقیدہ ہی وہ بہ سبب اوسکی سرگرمی کے ایسا مشہور ہووے کہ کسیکو اس باب مین شبہہ نرہے
پس قبلاخان نے جو طریق اختیار کیا اور نہایت مستقل اوس مین رہا تو ضابطۂ بادشاہی کے خلاف
اوس نے نہین کیا اور زن مریدی جو اوسکے رشک سے یہہ لوگ کہتے ہین تو بجز اسکے کہ بیگم سے شوہر اگر
تھا اور اوسکی عقل اور حسن کا عاشق تھا دوسری کوئی بات اس طرح کی نہین پائی جاتی ہی اور اگر ایسی
بی بی کی باتین سنی زن مریدی ہی تو راقم تمام دوستون اور خصوص اپنے لیے یہہ دعا کرتا ہی کہ خداوند
عالم ایسی ہی جورو اونہین اور ہمین بخشے کہ ہم لوگ بہی مثل قبلاخان کے حاجت اوس سے مشورے کی
رکہین اور اسیطرح سے فائدہ اوٹھاوین تیسرا عیب زرپرستی کا جو اوسکے ذمے کرتے ہین اوسکا
جواب صاف یہی ہی کہ زرپرستون مین کبہی عالی ہمتی نہین پائی گئی ہی اور اگرچہ درست ہی کہ
تحصیلدارون کو حکم تھا کہ ان رعایا کے ساتھہ جو خزانے کی ادا مین غفلت یا مگرائی کرین سختی سے
پیش آوین اور اون وزیرون سے خوش رہتا تھا جو بہتر تدبیرین محاصل اور آمدنی کے زیادہ کرنے
مین کرتے تہے لیکن یہہ باتین معیوب تب ہی ہوتین جب صرف امانت کرنے اور گنج جمع کرنے کے لیے

وقوع مین آتین غرض بہتری خلائق ترقی علم اور قدردانی علما اور ساخت اخبار اور عمارات واسطے
استفادۂ عام اور آرایش ملک وغیرہ مین نہ تن پروری مین یہہ زر صرف ہوتا تھا چنانچہ سرکار کی
طرف سے غلون کے جمع رکھنے اور رعایا مین محط کے وقت قسمت کرنے کا دستور جسکا اکثر ذکر جلد
اول مین آیا ہی قبلا خان سے شروع ہی اور جو تھا عیب یعنے دور و دراز ملکون کی فتح کی آرزو مین
افواج کثیر کا نقصان کروانا اوسکی نسبت مین اتنا ہی کہنا کافی ہی کہ نطفے کی تاثیر کو بڑا دخل ہی اور دیکھنا
چاہیے کہ پوتا اور بیٹا کن شخصون کا وہ تھا بلکہ اگر ہفت اقلیم کے فتح کرنے کی آرزو اور قصد اوسمین پایا
نہین جاتا تو تعجب ہوتا اور ایسا ہو نہین سکتا کہ اسی ایک عیب کے رہنے سے مرد کامل اوسکو کہین
کیونکہ اس درجے کے لیے بجز عدم قناعت یعنے حرص ملک گیری کے اور سب باتین اوس مین موجود
تہین اگرچہ حجت و تقریر کے نباہنے کے لیے یہہ کہا جا سکتا ہی کہ اس قدر صاحب ارادہ صرف
اسی واسطے تھا تا کہ غیر ملکون کے رعایا یعنے خلق اللہ کی زیادہ تر بہتری اوسکی حکمرانی سے ہووے
چنانچہ صدہا نظیرین ہین کہ اقوام مفتوحہ کو اپنے ہمقوم و ہم وطن حاکمون کے وقت مین اس قدر آرام
کبھی حاصل نہ تھا جو قبلا خان کی تابعداری مین ملا لیکن یہہ بابت بناوٹ کی ہی کیونکہ اصل خواہش
اوسکی دل آرزوی تسخیر عالم تہی اور بعد اوس مطلب کے برآر ہونے کے بہتیری رعایا اور پرورش خلق اللہ
درجہ ثانی مین اوسے ملحوظ تہی جبکہ اپنی رعیتون مین وہ قوم داخل ہوتی تہی اگر حکمت کی آنکھ سے
دیکھیے تو یہی ایک عیب قبلا خان مین تھا لیکن یہہ بہی کہنا چاہیے کہ مغل سب اوسکی جبلت یا
تہے اور یہی امر اونکی ملت مین بہترین صفات سے تہا بلکہ بعض بعض دفعہ اگر اوسکا جوہر قبلا خان
کے مزاج مین نہ پایا جاتا تو وہ آپس مین ہی کہتے کہ ابلہ بادشاہ اگر گر کے بیچ مین آگیا ہی اس نامرد
سے تخت چہین لو اور قیاس بہی چاہتا ہی کہ وے سب اگر اوسکو محض حکیم طبیعت پاتے
تو باغی ہو جاتے الغرض راقم نے صفات اور عیوب جو تہے سب کو بیان کیا ہی آگے ارباب
انصاف جو داد کہ لائق اوسکے حال کے سمجہین ارشاد فرماوین لیکن اتنے مین تو کچھہ شک نہین
ہی کہ مغل کی قوم مین آدمیت اور فضیلت بلکہ بزرگی قبلا خان کی ذات حمیدہ صفات سے

پیدا ہوئی اور وہی لوگ جو ایسے وحشی تھے حروف ہجی تک نہون مین ہوتے تھے اور بجز گویائی کے ذریعہ
اظہار مطلب کے لیے اونکی زبان مین تحریر نہین تھی چنانچہ قبلا خان کے حکم اور مدد سے پائے تخت
کے علما نے ایجاد مغلی زبان سے حروف کو کیا اون مین بڑی بڑی درویش اور حکیم ہوے اور اگر
دوسرا کوئی امر اونکے بزرگ ہونے کے دعوے کے لیے کافی نہوتا تو فقط موجد حروف زبان مغل
ہونا بس تھا کیونکہ حسب اتفاق آرائے ارباب فضیلت و اصحاب تاریخ کا اس باب مین ہی کہ وہ شخص
کہ جسنے تحریر کی ایجاد کی اور صوت کو شکل مجسم دی یعنے لباس حروف پہنایا وہ قابل پرستش کے ہوتا اگر
خدا نہوتا تو بیشک مرتبۂ ولایت کے قابل وہ شخص ہی کہ جسنے اپنی قوم کے الفاظ مخرجی کے ہوائی
وجود کو جسم محسوس دیا قبلا خان اپنے پوتے تیمور خان یعنے ولی عہد مرحوم کے بیٹے کو جانشین مقرر
کر گیا تھا لیکن اوسکے بیٹون نے قصد اوسکو محروم رکھنے کا کیا آخر کو مغلی سپہ سالار بانیان خان
تلوار میان سے نکال دربار مین جا کھڑا ہوا اور جب تک سبھون نے ولی عہد کے بیٹے تیمور خان کو تخت
دینے کا اقرار نہ کیا اپنی جگہہ سے وہ نہ ہٹا اور جب تیمور خان جلوس کر چکا اوس وقت سردار نے تلوار
کو میان مین کیا باوجود اس عداوت کے جو چچون نے کی تھی تیمور خان نے معافی نامہ اپنے دشمنون
کی حرکت ناشایستہ کا جاری کیا اور ایام ماضی کی یاد کو دل سے بھلایا اسکے عہد مین ایکدفعہ خشک سالی
ایسی ہوئی کہ فصل جل گئی لیکن مغفور نے غلہ اپنے سرکار کے انبار خانون سے جو قبلا خان کے
جمع کیے ہوے تھے رعایا اور غربا کو کھلا دیا بعد اسکے لوٹیرون نے بہت عاجز کیا اور بعض
بعض جگہہ شہر کے شہر کو لوٹ لیا اور ایک دفعہ اسیطرح سے ہانگ چو کے شہر کو تاخت و تاراج کیا
اور وہان کے حاکم کو مار ڈالا الغرض اسی سانحہ کی ایک نقل ہی کہ جو ٹون کے سردار نے اوسی
حاکم کی بیوہ پر عاشق ہوکر پیغام نکاح کا دیا تب اوس عورت نے کہا کہ اگر میرے خاوند مقتول کی لاش
جلانے دے تو مین اس امر کو قبول کرونگی اوس ڈاکو نے خوشی خوشی اجازت دی اور اپنی شادی
کی تیاری کی غرض وہ نیک بخت اپنے شوہر کی لاش لکڑیون پر رکھوا اور خود آگ لگا کے اس طرح سے
آگ مین کود پڑی کہ جل گئی القصہ سارے عالم کو یہہ نیک بختی اور شوہر پرستی ایسی پسند آئی کہ

شعرا نے اوسکی مدح مین قصیدے لکہے اور فغفور نے یہہ خبر سنکر مزار بے تکلف مین اوس نیک بخت کی خاکستر کو گڑوا دیا اور سرکار کی طرف سے لوبان ہمیشہ جلا کرے پہول کی کرسی یارون ہمیشہ چڑہانے کا حکم دیا گیا برما کے ملک کا بادشاہ شہنشاہ کے پاس نذر دینے کو جب آیا فغفور بہت خلق سے پیش آیا سنہ ۱۲۹۴ عیسوی مین تیمور خان فغفور چین و خاقان تاتار نے انتقال کیا اور عدالت اور شجاعت اور رعایا پروری و قدردانی مین پیروا اپنے دادا کا ایسا ہوا کہ اوسکے انتقال سے خاص و عام کو صدمہ پہونچا چونکہ کوئی بیٹا اوسکا نہ تہا اوسکا بہتیجا کائی شان خان تخت پر بیٹہا اور رعایا پرور ہوا باوجودیکہ شراب و کباب و رنڈیون کا بڑا شائق تہا سنہ ۱۳۱۱ع مین یہہ مرگیا اور اوسکا بہائی جن سنگ یعنے انجی اپتو خان قائم مقام ہوا یہہ بڑا قدردان حکیم کنگ فوزی کی حکمت کا تہا اور اونکے مریدون کو مرتبہ عالی کو پہونچایا اور اپنی قوم کی تربیت کے لیے اونکی تصنیفون کو ترجمہ کروایا اور جب تک جیا علما اور شعرا کا بڑا قدردان رہا اور اپنی مملکت مین ہر جگہہ مدرسہ غربا کی تعلیم کے لیے بنوایا اور تاکہ ختائی اور تاتار دونون قوم راضی رہین اور کسی جانب کسی کا نکرین اسی فغفور نے یہہ قانون نکالا جو اوس وقت سے ابتک جاری ہی کہ کچہہ وزیر تاتار اور کچہہ ختائی ہوین یعنے مرتبہ وزارت مین دونون کو شریک کیا اور عادل ایسا تہا کہ اپنے دوستون اور دشمنون کو انصاف کے وقت ایک نظر سے دیکہتا اور برابر سزا اور جزا دیتا تہا باوجود اس بہبری اور بندوبست کے لوٹیرون نے آکر ستایا اور ایکدفعہ کی نقل ہی کہ کسی گاؤن مین اونکا طائفہ لوٹنے کو گیا اور ایک گہر مین جو گہسے تو ایک بوڑہیا اور اوسکے بیٹے کو وہان پایا جونہین اون بدکارون نے قصد اوس بیچاری کے سر کاٹنے کا کیا بیٹے نے اپنے کو درمیان ڈالدیا اور مان پر جو زخم پڑنے والا تہا خود لیا اس حرکت سے وہ چور بہی ایسے خوش ہوئے کہ مان و فرزند دونون کو دیکے چلے گئے اور فغفور نے اوسکے نام کی ایک محراب یادگار کے لیے بنوائی اور عہدہ معقول سے سرفراز کیا ۞ سنہ ۱۳۲۰ع مین اس شہنشاہ عالیجاہ عالم کے خیرخواہ نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا چہوٹی عمر کا جسکو ختائی مورخ شنگ سنگ کہتے ہین مسند پر آیا اور ختائیون کے اکثر رسوم اختیار کرنے سے فورا

ناسور ہوا اور غالب ہی کہ اگر زیادہ جیتا تو بڑے بڑے کام کرتا لیکن تیرے
بس کسی موذی کے ہاتھ سے بلکہ کہتے ہین اوسی کے اشارے سے جو بعد اوسکے
قائم مقام ہوا مارا گیا چونکہ فغفور لاولد مرا ایسن تیمور خان پوتا قبلا خان کا تخت نشین ہوا
اور اوسکے عہد مین کوئی بات قابل ذکر کے نہین ہوئی سواے اسکے کہ بودہ
کے مرید و خادم تبت سے اتنے آئے اور سبکا مال جس جس
کے اسباب بے حق ہو کر کہانے لگے کہ آخر کو لوگ تنگ آئے اور تمام رعایا نے متفق ہو کر فغفور
کو درخواست دی اور چاہا کہ اون بلاؤن کو منع ہووے کہ اپنے ملک سے نہ نکلین اور ختائیون کا سر
کہانے نہ آوین حسن اتفاق سے اسی عرصے مین قحط اور وبا اور زمین لرزہ بہت ہوا اور لوگون نے
لاماؤن کی بدذاتیون کو باعث ٹھہرایا اور فغفور ایسا ڈرا کہ باوجودیکہ اون لوگون کو بہت مانتا تھا لیکن
سبھون کو نکال دیا اور عود کرنیکو منع کیا سنہ ۱۳۲۸ عیسوی مین شہنشاہ نے انتقال کیا اور چونکہ دونون
بیٹے جوان تہے لوگ سمجہے کہ تخت کے باب مین قصہ ہوویگا لیکن چہوٹا طوطی مارخان باوجودیکہ صاحب
قوت تہا اگر چاہتا تو مسند چہین لیتا غرض بڑے بہائی کا حق اوسنے سمجہا اور اوسی کو باپ کا قائم مقام
کیا مگر عجب اتفاق ہوا کہ جس روز وہ بیٹہا شب کو عین جلسے کے وقت دفعتہً مرگیا اور اہل دنیا نے
اوسکا خون بہائی کے سر چڑہایا اور یہ خیال نہ کیا کہ جب خود طوطی مارخان نے تاج بخشی کی کیا
ضرورت اوسکو زہر دینے کی تہی لیکن یہی حال عوام الناس کا ہمیشہ ہی اور سنے تحقیق کیے اور بے سمجہے
بدی کا گمان کرنا اور جو کچہہ منہ مین آتا ہی نہ تامل کہہ بیٹہنا اونکا شیوا ہی القصہ اوسکا چہوٹا
بہائی گدی پر بیٹہا اور لاما گروہ کے مذہب کا ایسا دلدادہ رہا کہ اوسکے خادمون کے سردار کو
اپنا اوستاد بنایا اور تمام امرا اور علما سے اوسکی تعلیم کروائی اور اوسکے ساتھ عبادت مین ہمیشہ
ایسا مشغول رہا کہ امورات سلطنت کا انتظام ایک اور شاہزادہ ینگ تی مار کے حوالے کرنے پڑا
تاکہ پوچہے کی فرصت نہ ملے اور اوس موذی نے رعایا کو ایسا ستایا کہ رفتہ رفتہ بلوے کا سامان بندہا
اور کئی صوبون مین ختائیون نے تاتاریون سے مقابلہ بہی کیا غرض کوئی بات اور طرحکی

اوسوقت وقوع مین نہ آئی اوسی عرصے مین فغفور نے دنیا سے رحلت کی یعنی سنہ ١٣٣٢ مین اوسکا
بیٹا الین چی پان خان جو اوس وقت سات برس کا تھا تخت پر بیٹھا اور نیابت سلطنت کا عہد
اوسکے مان کے سپرد ہوا لیکن برس دن مین وہ لڑکا مرگیا اور توپان تیمور خان ایک شاہزادہ قائم
مقام ہوا اور ایسا مجہول اور کاہل اور بزدل اور عیاش نکلا کہ بلوے پر بلوا ہوا اور اوسکو سوائے زندگانی
کے کچہہ خیال نہ تھا اور جب قحط ہوا اور رعایا کو ایسی فاقہ کشی ہونے لگی کہ آدمی کا گوشت آدمی
کھانے لگا تب بہی اس بدبخت پاجی کو مطلق تردد نہوا آخر کو جب تمام خاص و عام کا ناک مین
دم اٹکا ایسی بغاوت ہوئی کہ ساری رعیت دفعتہً بگڑ گئی اور خود مغل کے سردار سب آپس مین لڑنے لگے
اور دوسری قومین تاتار کی باغی ہوگئین غرض زوال سلطنت مغلیہ کے آثار زمین اور آسمان پر پیدا
ہونے اور قحط پر قحط اور زلزلے پر زلزلہ اور انواع طرح کی دوسری علامتین نمودار ہوئین جو اگرچہ اور سببون
سے وقوع مین آئین لیکن عوام الناس نے اوسے غضب الٰہی قرار دیا مملکت مین یہہ ہل چل اور بدعملی
دیکھکر دریائی ڈکیتون نے دس ہزار جہاز تیار کیے اور تاجرون کو ایسا لوٹا اور مارا کہ سوداگری
بند ہوگئی اور ہر جگہہ کی آمدنی و رفتنی موقوف ہوگئی اور علی ہذا القیاس خشکی مین بہی لوٹیرون نے
سب کو تنگ کیا الغرض چارون طرف سے جب یہہ ہونے لگا ایک ختائی سردار نے لوائے بغاوت
بلند کیا اور چونکہ بہادر اور بڑا ہوشیار تھا لاکھون ختائیون نے اوسکا ساتھہ کیا اور ایک صوبہ
کے بعد دوسرا اوسنے مغلون سے چہین لیا یہان تک کہ دار الخلافہ پر چڑھ آیا اور مغلی لشکر کو ہر دفعہ
شکست دی تسپر بہی فغفور کو ہوش نہ آیا اور جو حال بدکاریون کا تھا برابر رہا اور کس کس طرح کی
بد اطواریان مغلون مین پائی جاتی تہین اوسی اشتہار سے ظاہر ہین جو سردار ختائی نے
چہپوا کر ہر جگہہ بہیج دیا اوسکا ایک مضمون یہہ ہی کہ تیمور خان کے وقت سے خاقان کے
اقرباؤن مین یہی دیکھنے مین آیا ہی کہ بہائیون نے ایک دوسرے کو تخت کے لیے
زہر دلوایا اور بیٹون نے باپ کی حرمون پر ہاتھہ ڈالا اور لڑکا جنوایا یہان تک کہ حسب عورت
کے چار یا چھہ لڑکے ہین نصف باپ اور نصف بیٹے کے جنوائے ہین الغرض اسی

ایک بات سے ظاہر ہی کہ دنیا کے عیب اوسی گھر مین پائے جانے لگے جہان قبلا خان کے وقت مین تمام نیکیان تہین اور جیسی جزا اوسکے سبب ملی تہی کہ ختا کے اعلے ملک کا تخت سلطنت اوسکو حاصل ہوا ویسی ہی سزا اوس خاندان کے بدکردارون کی ہوئی کہ سوا تخت چہن جانے کے مغل سب دوسری اقوام تاتار مین بہی ذلیل و خوار ہو گئے آخر کو توکاتمور خان فغفور ختا نے بجز ملک کو چہوڑکر صحرا مین پناہ لینے کے کوئی صورت نہ دیکہی اور اسیطرح سے مغلون کی حکمرانی ختا مین سنہ ۱۳۶۸ع مین تمام ہوئی اور اصلی ختائی کے ہاتہہ سند شاہنشاہی پہر آئی الغرض آفتاب نرا کی سلطنت چین کو آفتاب سے تشبیہ دی جاسکتی ہی چنانچہ چنگیز کے قبل قوم مغل پر ذلت وخواری کی اندہیری غالب تہی بعد اوسکے فتح کی سپر زرین کو مانند آفتاب صبحدم کے چنگیز خان نے اوس تاریکی سے نکالا اور جسطرح آمد روز سے تاریکی دور ہوتی ہی اوس سپر کی نمود سے اوس قوم کی خواری کی ضلالت معدوم ہو گئی تب جیسا کہ آفتاب جیون جیون بعد طلوع کے وسط النہار کی طرف جاتا ہی تیون تیون تابندگی اوسکی بڑہتی ہی اور اوس مقام پر ساری جلالت اپنی دکہاکر رفتہ رفتہ اوسمین تنزل واقع ہوتا ہی اور آخر کو غروب ہونے سے سابق کی اندہیری کا سیاہ پردہ کہنچ جاتا ہی اوسیطرح چنگیز خان کے وقت سے قبلا خان تک سلطنت کو ہر لمحہ ترقی رہی اور شہنشاہی کی بزرگی اسنے حد کو پہونچائی گویا قبلا خان آفتاب نیمروز خاندان آفتاب نرا کا تہا اور اوسکے بعد سے جو تنزل شروع ہوا تو ہر بادشاہ مین زیادہ ترکمی پائی گئی آخرکار توکاتمور خان کے ساتہہ ذلت و ضلالت دامنگیر حال ہوئی اور مغل کی دولت کا آفتاب غروب ہو گیا*

سترہوان باب

مینگ کے گہرانے کے بیان مین

جلد اول کے دیباچے مین راقم نے علم تاریخ کی تعریف مین یہہ لکھا ہی کہ مورخ کو اکثر امور دنیوی مین ایسی آنکھہ ہو جاتی ہی کہ اوسکے تفرس کو قوت پیش گوئی کی اور زبان کو ملکۂ فال بانی کی حاصل ہوتی ہی اور قیاس کو مزاولت کے باعث یہہ ملکہ ہو جاتا ہی کہ سبب کی دریافت سے انجام کا حال آغاز حال مین کہہ دیتا ہی جیسا کہ اہل منطق صغری و کبری سے نتیجہ نکال لیتے ہین اور نتیجہ سنتے ہی سبب کو معلوم کر لیتے ہین چنانچہ کسی ملک کے حکام اور امرا کے اطوار اگر مورخ کے روبرو بیان کیے جاوینگے تو اغلب ہی کہ مآل حال کو بے تامل کہہ دیویگا غرض اس تعریف کی راستی کی ایک ثبوت یہی ہی کہ مغلی خانوادی کے اخیر کے بادشاہون کے حالات سے جب مورخ کو علم ہوویگا بے تردد تفرس صحیح کریگا کہ ان کا نتیجہ کیا ہوا کیونکہ تمام عالم مین یہی ہوتا ہی کہ بزور شمشیر جو ملک قبضے مین آتا ہی اور تدبیر معقول سے پہلے وہان عمل ہوتا ہی وہ تب ہی تک تابعدار یا باجگذار رہتا ہی جبتک تلوار کے دہنی اور عقل کے غنی فرمانروا ہوتے ہین اور اوسکی نظیرین اسی تاریخ مین اتنی ہین کہ کسیکا بیان خاص بیان پر منحصر نہین غرض بادشاہون کے خانوادے اچھے لوگون سے شروع ہوتے اور برون کی پوچ حرکتون سے تمام کیے جاتے ہین اور مینگ کے گھرانے کی بنیاد جس شخص سے ہوئی طبیعت اوسکی اوسی خمیر کی تھی جیسی بانی سلطنت کی ہمیشہ ہوتی ہی بلکہ طبیعت ہانگ وو کی جسنے ملک کو مغلون کی اطاعت سے نجات بخشی اور ختا کی ریاست چین لی قریب قریب قبلا خان کی طبیعت کے تھی ✦ ایک غریب مزدور کا بیٹا یہہ شخص تھا اور چونکہ خلقت کا نازک اور ضعیف البنیان نکلا باپ کا پیشہ باربرداری کا اختیار نکر سکا اوس سبب سے معبد مین لاماؤن کی خدمت گذاری مین نوکر ہوا اور چوبیس برس کی عمر تک اون لوگون کے ساتھہ رہا لیکن چونکہ اوسکی طبیعت اور ڈھنگ کی تھی اون لوگون کی کاہلی اور بدفعلی سے گھبرایا اور وہان سے نکل کر سپاہیون مین نام لکھوایا اور باوجودیکہ ہاتھہ پاؤن کا ضعیف تھا لیکن دل کا ایسا مضبوط ٹھہرا کہ چند روز مین اپنا نام اوسنے نکالا اس عرصے مین ایک سردار عالی وقار کی بیٹی سے شادی ہوئی او

رفتہ رفتہ عزت اور توقیر اوسکی ایسی بڑہی کہ مغلون کی فوج سے جب جدا ہوگیا ہزارون ختائیون
نے آنکر اوسکے علم کے نیچے اپنے کو پونہچایا اور چونکہ مملکت مین بے رہمی اور درہمی تہی اور رعیت مظلوم
اور نالان اور جان بلب ہر طرحسے ہورہی تہی لواے بغاوت جب اوسنے بلند کیا سرکشون
کی جمعیت سے لشکر سنگین موجود ہوگیا اور اوسکی مدد سے چی کیانگ کے صوبے کو اوسنے مغلون سے
چہین لیا اور اس طرحسے وہان امن وامان دیا کہ رعایا نے استنے دن کے بعد دم لیا استے عرصے
مین دوسرا ایک باغی سردار ختائی حسد سے دشمن قوم کو چہوڑ ہانگ ووسے لڑنے آیا اور بسبب
رشک بیہودہ کے چونکہ وطن کو دل مین جگہہ ندی مغلوب بہی اوتناہی ہوا جسقدر حسادتہا اور ہانگ وو
نے فوراً ہو کوانگ اور کیانگ زی کے دونون صوبون کو اپنے قبضے مین کر لیا اور مغلی فوج کو ہر دفعہ
ہٹا دیا اور اون تینون صوبون مین ایسا بندوبست کیا اور ضبط و ربط رکہا کہ چوری اور سرزوری
موقوف ہوگئی اور ڈکیتون کی جمعیت اور جرأت مین کمی آگئی اور جسوقت رعیت آسودہ اور بے خطر ہوئی
اور مظلومی کے غم اور چوری کے ڈرنسے اونکو رہائی ملی دعا کرنے لگی اور خداوند تعالی کی
درگاہ مقدس مین دعا اونکی مستجاب ہوئی اور فوج اوسکی ہر جگہہ ظفریاب ہوئی اور اوسکے سپہ سالارون
نے فوکینگ اور کوانگ تنگ اور دوسرے تین صوبون کو مغلون سے چہین لیا اور ہانگ وو نے
شمال کی طرف جو رخ کیا تو لڑتا بہڑتا مغلون کو شکست دیتا دار الخلافہ پر چڑہہ گیا اور خانوادہ مغلیہ کے
آخری فغفور توکات مور خان کو ملک سے بہگایا جیسا کہ آگے بیان ہوا ہی اور اوسوقت اپنے
کو شہنشاہ کہوایا اور اوسکے قبل جب چاپلوسون نے خطاب فغفوری کا کبہی عرضی مین لکہا تہا تب
غصہ ہوا اور فرمایا کہ جسوقت شہنشاہ کے تخت پر نشست کرونگا اوس دن جبکا خطاب لونگا اور
ابہی اگر میری خوشی چاہو تو راحت دہندہ خلق خدا مجھے کہو القصہ جب اوسنے جلوس کیا تمام کارخانجات
مملکت کا بندوبست نئے آئو اور روش کی طرح فرمایا اور اوس ہل چل اور بد عملی مین جسکا جو نقصان
ہوا تہا سرکار سے عوض ملا اور بیوون اور یتیمون کی پرورش کے لیے وظیفہ مقرر ہوا اور
اونکی جائداد فغفور نے اپنے اخراجات کو کم کر کے خاص تحویل سے نکالی اور رعیت سے اوس امر مین طلبی نکی

غرض اپنی تکلیف گوارا کی مگر رعایا کو تصدیع نہ دی اور ہمیشہ اوسکا یہ بیان ہی تھا کہ مین بادی حاجت
کے لیے کسی ایک ادنی شخص کو تکلیف دینی نہین چاہتا چہ جائیکہ تمام رعیت کو اس شکست خاطر
کے آرام کے لیے جو زیر خاک اونکے ساتھہ مل جائیگی آزار پہنچاؤن اور مروت اور سیر چشمی
اوسکی اسی سے زیادہ ثابت ہی کہ جب توکات مورخان کا پوتا پکڑے آیا تو اوسکے ساتھہ
باوجود باپ دادون کی دشمنی کے اس خوبی سے مسلوک ہوا اور اس عزت سے رکھا کہ جب چند سال
کے بعد فغفور نے اوسے اپنے ملک جانے کی اجازت دی تو شہزادے نے وہ بات
نچاہی اور حضور مین عمر کاٹنے کی درخواست کی اسکی بہادری اور بدبری کا بیان کرنا لاحاصل
ہی اور اوسکی مدبری کی یہی ایک بڑی دلیل کافی ہی کہ تہوڑی عرصے مین ختا کی سی وسیع مملکت
مین اوس بدعملی اور ظلم وستم اور لوٹ وتاراج و بدانتظامی عظیم کا مطلق نشان باقی نرہا اور سوا اوسکے
کئی قوم تاتار کی خود بخود تابعدار اور جان نثار ہوئین اور ختا کی تاتاری سرحد پر ہمیشہ دوسرے
اقوام تاتار کے ساتھہ فغفور کی طرف سے لڑتی رہین اور اوس شخص کی بردباری اور خاکساری
کے بیان مین یہی نقل کافی ہی کہ ہمیشہ اپنی خاندانی ہڑواڑین جاکر دنیا کی ناپائداری کے
تصور مین ہتیار رہتا تھا اور اکثر دربار عام مین مغلی شاہزادے سے کہتا تہا کہ تمہارے خاندان
عالی کی سلطنت عظیم کو خدا نے مجھہ ادنی مزدور بچے کے ہاتھہ سے اس لیے توڑوایا تاکہ سلاطین
روزگار کو عبرت ہووے کہ ظالم اور مغرور کا زور و شور اوسے اسقدر ناگوار ہی کہ تاج چنگیزی
کو مزدور کے لونڈے کے پاؤن سے روندوایا قبلا خان کی بیگم جیسی عاقلہ و عفیفہ اور نیک صلاح
وخوش مشورہ تہی ویسے ہی اس فغفور کی بی بی آشی تہی جسکی ساتھہ شروع اقبال مین شادی ہوئی
ایک سردار جلیل القدر کی بیٹی تہی روایت ہی کہ اسقدر خوش نامی جو فغفور کی ہوئی اوسکی صلاح پر
چلنے سے ہوئی اور مدبری اوس بادشاہ بیگم پر ختم تہی اس خوش نصیبی کے علاوہ ولیعہد اپنے عہد مین
بے مثل و بے ہمال تھا اور فن سپاہ گری مین طاق بہادری و مدبری مین شہرۂ آفاق نیک کردار
دستشناس روزگار رہتا لیکن حکمت حکیم مطلق کی کچھہ سمجھہ مین نہ آئی جب یہہ نوجوان باپ کا دل

جوان بسیر بخت جگر عہد شباب مین جہان سے رخصت ہوا اور پیری اور صد بیماری مین بلکہ بے
داغ دے گیا ولیعہد کے مرگ کے قبل بادشاہ بیگم نے انتقال کیا اور ماجرا عجیب ہی قبلہ ان
کی بی بی اور بیٹے کا جو حال تھا اور جس طرح سے اونہون نے انتقال کیا اس فغفور کی بیگم کو بعد
مین مثال زندگی اور مرگ کی پائی جاتی ہی غرض فرق اتنا ہی ہی کہ مبتلا خان کو صدمہ عظیم ہوا لیکن
اس فغفور باشعور نے ایسا رنج ناحق نکیا کہ امور سلطنت سے اندک بھی غافل ہووے بلکہ جب تنہا رہگیا
زیادہ مستعد اور سرگرم ہوا اور اپنی رعایا کو فرزند عزیز کے عوض جانکو زیادہ چاہنے لگا باوجودیکہ غم و الم
کا پہاڑ فلک سے ٹوٹ پڑا لیکن اوس باعث سے علق مجہول ہوا اور دم مرگ سنہ ۱۳۹۸ تک ایک طرح پر
مزاج رکھا اور یہی ہمیشہ کہتا تھا کہ بادشاہ کو باوجود رعیت کے فرزند کی کون سی حاجت ہی اور اولاد سے
کہ مین نے جب اوس بیٹے کو بہت چاہنا شروع کیا شاید رعیت کا خیال دل مین کچھ کم ہونے لگا تھا
کہ خدا نے اوسکو اوٹھا لیا بعض مورخ اس بادشاہ کو سنگدل اور انتقام گیر ٹھہراتے ہین اور اوس پر یہہ دلیل لاتے ہین
کہ مغلیہ سردار اور سپاہی جنہون نے خاوند کی نمک حلالی کی اونہین جہان پایا قتل کروایا اگرچہ ایک بات
اس مین سچ ہی کہ ختائیون نے جہان موقع دیکھا تاتاریون کو زندہ نہ چھوڑا لیکن اس روایت کی راستی
مین بہی فرق ہی کہ فغفور کی مرضی سے یہہ خونریزی نہین ہوئی بلکہ جب بے رحمی کی خبر سنی اوسنے
سردارون کو تنبیہ کے سوای اسکے اگر دوسری دلیل متحقق تو کات مورخان کے پوتے سے جسطرح
فغفور ہمیشہ مسلوک ہوا اسکا بیان ایسی تہمت کی تردید مین کافی تھا لیکن ایک نادانی خلاف عقل
اور تجربے کے اس بادشاہ دور اندیش سے ایسی ہوئی کہ اوسکی دانائی کی جہان بات چھیڑی
جاوے وہان اگر اوسکا کوئی ذکر کرے احمق کہلاوے اور لوگ یہی کہین کہ ایسے تجربے والے سے ایسی
حرکت سرزد ہوئی بعید القیاس ہی غرض بڑے سیانے جو ہوتے ہین اگر خطا کرتے ہین ایسی ہی
کرتے ہین و الا کبھی چوکتے ہی نہین اور جب چوکتے ایسی منہ کی کھاتے ہین کہ عوام کی ہزار ہا غلطیون
سے اتنی مضرت اونکو پہنچتی نہین جو ایک ایسون کی چوک مین حاصل ہوتی ہی القصہ فغفور نے
کیا بڑا کیا کہ اپنے سب بیٹون کو ملک تقسیم کر دیا اور ہر ایک کو کئی صوبے حوالہ کر کے سلاطین کا

مرتبہ عنایت کیا اور فساد کا تخم بویا یہہ بات جو کہ صاف ملک داری کے خلاف ہی البتہ غلطی
تہی لیکن ایسی نادانی امر شدنی کے آثار سے ہی تیمور لنگ صاحبقران نے تین دفعہ قصد چین کیا
تاخت کرنے اور اس فغفور سے آل چنگیز کے انتقام لینے کا کیا تہا پہلے اوسوقت جب مغل شہر چین
سے نکالے گئے تہے اور دوسری دفعہ جب فغفور نے تیمور کے سفیرون کو قید کیا اور تیسری
مرتبہ سنہ ۱۴۰۵ عیسوی مین غرض پہلے دو دفعہ کئی سبب یورش کے مانع ہوئے جسکا حال
اسی تاریخ مین موقع پر مبین ہی اور تیسرے مرتبہ عزم بالجزم کرکے اور فوج قہار لیکر شہر جمادی الاول
کی ۲۳ تاریخ کو سنہ ۸۰۷ ہجری مین جب اوسطرف کو روانہ ہوا اوسکے قدم کو دست اجل نے
پکڑ لیا الغرض فغفور نے اپنے مرنے کے قبل بیٹون کو اونکی سلطنتون مین بہیج دیا تہا تاکہ پوتے
کے جلوس کرنے مین کوئی فتور برپا نکرے غرض جو نہین یہہ امر کین ونتی کے جلوس کا اوسکے
دادا کے مرنے سے وقوع مین آیا سب شاہزادون کو اوسکا تخت نشین ہونا ناگوار ہوا اور فغفور نے
بہی یہی جانکر اپنے چچاؤن مین سے کئی کو ایک ایک کرکے تباہ کر ڈالا تہا اور اونکا ملک چہین لیا
غرض ایک یعنے سلطان ینگ نے آخر کو لشکر جمع کیا اور اوسکا اقبال ایسا چمکا کہ بارہا شہنشاہ
کی فوج پر ظفر یاب ہوا یہان تک کہ دار الامارہ تک چڑہہ آیا اور دربار مین تہلکہ ڈال دیا تب فغفور بہت
گہبرایا اور چچا کو کہلا بہیجا کہ آپکا کیا منظور ہی جو آپ نے یہہ کیا اوسنے جواب دیا کہ جن لوگون نے
ہمارے بہائیون کو ذلیل کرنیکی صلاح تمہین دی ہی اونکو میرے حوالے کرو اور اونکی املاک جو تمنے
منبط کی ہی واپس کرو یہی میرا سوال ہی زیادہ اس سے چاہتا نہین اور کم اس سے لونگا نہین یہہ سنکر
فغفور کو غصہ آیا اور لاکہہ سپاہ کی فوج سے سلطان ینگ کا مقابلہ کیا اور ایسا مغلوب ہوا کہ
پایہ تخت چہین گیا اور فغفور چند دوستون کو ساتہہ لیکر ایک خانقاہ مین جا بیٹہا اور سر منڈا کے
بودہہ کا پوجاری ہوگیا القصہ جب سلطان ینگ اپنے باپ کے تخت پر بیٹہا نام اپنا ینگ لو
رکہا اور بہتیجے کا نام فغفورون کی شماری باہر کیا اور پہلا فرمان اس مضمون کا اجرا کیا کہ جو شخص اون
مشیر کارون کا نام بتلاویگا جسکی صلاح سے کین ونتی نے اپنے چچاؤن کو ستایا ہی وہ اگر نفاق

سے بہی ہو ویگا تیسرے درجے کے مانڈرین نین دخل کیا جاویگا اس حکم خلاف عقل ور عقل
اور داب شاہی سے یہہ اجازت جو ملی لوگون نے اپنے دشمنون کو نشان دیا اور قتل کروایا اور
تمام شہر مین اسطرح سے خون کے نالے بہی ادر ہزارہا امیر و غریب فاضل و جاہل ہلاک ہوئے
اور عالمون کے شامل حکیم ثان کوجو کا قتل اس طرح پر ہوا کہ جب ینگ لو نے کہا کہ تم ہمارے شوری
مین رہو اور صلاح مناسب امور سلطنت مین دو تب اوس مرد نیک خواہ اور راست گو نے جواب دیا کہ
میری صلاح اگر پوچہو تو کین ون چانگ کو تخت دو اور اپنے باپ کی مرضی کے مطابق کرو یہہ سنکر ینگ لو طیش
مین آیا اور فرمایا کہ پھر ایسی گستاخی کروگے تو تمکو اور تمہارے تمام کنبے کو مروا ڈالونگا اس دہمکی پر بہی حکیم
نڈرا اور جواب دیا کہ اگر ایسا خون ناحق کروگے نفرین زدہ خلائق کہلاؤگے اور ہزار برس بدنام رہوگے
اسپر فغفور نے نہایت پر قہر ہوکر حکیم کا منہہ دونون کانون تک پہڑوا ڈالا اور قید خانے مین بند کیا لیکن اسکے
بہی تلامیذ کو خوف نہوا اور زندان مین اوستاد سے ملاقات کرنیکی اجازت اوس ظالم سے چاہی
تب غضب مین آکر اوسنے کہا ٹھہرو مین تمہاری گستاخ اوستاد سے ملاقات کروا دیتا ہون تب حکم
دیا کہ حکیم کو قتل کرکے لاش کو لے آوین اور جب سامنے آئی شاہ راہ پر پھنکوا دینے کا حکم دیکر تلامیذ سے
کہا جاؤ ملاقات کرو اسپر بہی اون لوگون کو مطلق ہیبت نہ آئی اور بڑے ہجوم اور تزک شاہی کے ساتھہ
اوسکو دفن کیا اور تین برس تک لباس ماتم پہنا القصہ ینگ لو نے اس اس طرح کی بیرحمی اور خونریزی
سے تخت پر جلوس کیا اور ناحق ہزارون کی جان گئی جب اپنے خانگی دشمنون کے خون سے
سیر ہوا فغفور نے تاتاریون کے ملک پر چڑہائی کا قصد کیا اور وہان بہی جی کہولکے خوب مٹایا اسی عرصے
مین ناچین کے ملک مین ہنگامہ اور فساد ہوا اور فغفور نے اس طرح سے فیصل کیا کہ ناچین اور
ٹانکین کے ملکون کو مملکت ختا کی صوبون مین داخل کیا باوجودیکہ اس بادشاہ کی جبلت طرف
لڑائی اور خونریزی کے مائل تہی لیکن آخر کو علما کا ایسا قدر دان ہوا کہ شعر و سخن کا بڑا چرچا پھیلا
اور حکما سے سیکڑون شرحین کنگ فوزی کی تصنیفون کی ہوئین سنہ ۱۴۲۵ مین ینگ لو نے
انتقال کیا اور اوسکے عہد مین شاہ خلیل بادشاہ سمرقند اور چین کے فغفورون سے نامہ و پیام شروع

ہوا اور ینگ لو نے اہل تجارت کی بہتری کے لئے ایسے ایسے قانون نکالے کہ سوداگر سب
سمت پاکے ہندوستان یعنی بنگالہ اور عمان یعنی بحر مشرق کے تمام جزائر یعنے سیلاندیپ وغیرہ کے
ختا مین سے گئے اوسکا بیٹا جن سانگ قائم مقام ہوا اور اون مانڈرینون کو بحال کیا جو
اوسکے باپ کے وقت مین کین وانگ کے وزیرون مین ہونیکے شبہ پر معزول کیے گئے تھے
اور سوا اسکے غربا کے حال پر نہایت مہربان اور علما کا بڑا قدردان تھا لیکن چندہی روز جیا
اور سون سنگ اوسکے بعد گدی نشین ہوا اسکے عہد مین دو بلوے ہوے ایک ختا مین
جسکا بانی فغفور کا اپنا چچا تھا اور دوسرا چین مین جہان مفسد سلطان چنگ تھا جسکو
فغفور نے تیاگیہ ملک دیا تھا ان دونون فسادون مین پہلے کو بادشاہ نے اپنے خاطرخواہ
مٹایا اور دوسرے مین سلطان چنگ اچپا رہا اور ملک و خزانہ جو اوسکے ہاتھ لگا سرخود ہو گیا
سنہ ۱۰۸۶ء مین فغفور نے انتقال کیا اوسکی بادشاہ بیگم ازبسکہ عاقلہ اور عفیفہ نائب سلطنت
ہوئی اس لیے کہ ولیعہد نینگ سنگ باوجودیکہ تخت نشین ہوا لیکن فقط آٹھ برس کا تھا اور
اوسکی مان سے احکام اجرا پایا کرتے تھے اور اوسی باعث سے سنہ ۱۰۹۳ تک امن تھا
اور رعیت مرفہ حال تھی اور سلطنت کی ہر طرح سے بہتری ہوئی لیکن جب وہ مر گئے کلید ملکداری
ایک خوجے کے ہاتھ آئی کیونکہ فغفور کو اوسنے گود مین پالا اور بڑا کیا تھا اور وہ بھی از حد
اوس سے مانوس تھا غرض جب اختیار کلی اوس شخص کو حاصل ہوا اوسنے کئی عزیزون کو
جان سے مارا اور کئی شخص کو ذلت سے معزول کیا اس لیے کہ اونہون نے شہنشاہ کو وہ
قانون یاد دلایا جو اوسی خاندان کے پہلے فغفور نے ٹھہرایا تھا کہ خوجون کو جلیل القدر
عہدہ سرکار سے کبھی دیا نہ جاوے اور کسی خواجہ سرا کو بجز محل سرا کی دربانی یا
خاکروبی کے دوسری خدمت نہ ملے اس آگاہی سے بھی فغفور چنگ تانگ ہوشیار
نہوا اور خوجے کو وزیر اعظم بنایا اور اوسنے جی بھر کے انتقام اوس امر کا لیا اور
بے گناہون پر ظلم قرار واقعی شروع کیا کہ اتنے مین تاتار کے ایک قبیلے کے سردار

پسینگ نے پیغام بہیجا اور عقد نکاح فغفور کے خاندان مین چاہا پہلے اس بات کو خوب جے
نے قبول کیا بعد اوسکے ذاتی تلون طبعی مزاج مین آیا ایلچیون کو اوسنے تو تکار کرکے
نکال دیا الغرض پسینگ نے اس خفت کا ایسا عوض لیا کہ فوج تہا لیکر ختا مین چلا آیا
اور ایک لڑائی دونون ملکون کی سرحد پر فغفور نے ایسی ہاری کہ تاتاریون کے ہاتھ گرفتار
ہوئی لیکن اوس جنگ مین شہنشاہ نے ایسی بہادری کی اور یہہ دلیری اور موت
کی بے پروائی اسیری کے وقت دکھائی کہ سردار تاتار متعجب ہوا اور اوسکو عزت سے اپنے پاس
رکہا مگر فدیہ اسقدر چاہا کہ ختائیون سے دیا جا نسکا اور فغفور قید رہا چونکہ تخت شاہنشاہی خالی
ہوا اوسکا بہائی چنگ تونگ جانشین ہوا آخرکار سات برس تک جب نامہ وپیام آیا اور گیا اور
کچھہ رفع نہوا تاتاریون نے پہر دہاوا کیا اور پسینگ دار الخلافہ پیچین مین لشکر جرار لیکر پہونچا لیکن ختائی
اپنے بادشاہ کی مخلصی کے لیے ایسے لڑے اور جان کو ہاتھ مین لیکر ایسے گھس پڑے کہ تاتاریون
کو شکست کامل ہوئی اوسوقت پسینگ نے کچھہ قلیل سا فدیہ لیکر فغفور کو چہوڑ دیا القصہ جب وہ اپنے
ملک مین چہوٹ کر آیا تمام رعایا برایا نے سامان خوشی کا طیار کیا لیکن اوسکا جی ایسا چہوٹ گیا
تہا کہ تخت کو دیکہکر بہت رویا اور تارک الدنیا ہونا چاہا اور کتنے روزون تک کوشے مین بیٹھا رہا
غرض آخرش سبہون کے کہنے سنے سمجہانے بجہانے سے پہر اپنے تخت پر بیٹھا اور چونکہ آزار اوٹھا
چکا تہا کسیکو اپنے جیتے جی آزار ندیا سنہ ۱۴۶۴ء مین اوسنے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا چن سنگ
قائم مقام ہوا لیکن ضعیف العقل اور زن مرید ایسا نکلا کہ خوجون کے سکھلانے سے ایک نیا محکمہ
اوسنے بنایا اور خوجون کو یہہ اختیار دیا کہ بدمعاشون کو بنے قصور ثابت کیے بھی فقط شبہہ
پر سزا دیوین اور بداطوارون کی مطلق رعایت نکرین غرض اس بہانے سے خوجون نے
جسکو چاہا وہہ پکڑکے مار ڈالا اور ہلاک کیا اور باز پرس کوئی نہوا جب نامذہبیون نے بہت
داد و بیداد نالش و فریاد فغفور کے حضور مین کی اور رفتہ رفتہ کی نبا علانیہ پڑی تب محکمہ چندے
موقوف رہا لیکن برخاست نہین کیا گیا اس بادشاہ عقیل کی عقل شریف کی ایک تو یہی

تولیلی ہی اور دوسری یہ کہ بودہ کے پجاریون کے ساتھ اکثر اوقات رہتا تہا اور ان
لوگون کی طرح افیون کہائی پینک مین پڑا رہتا تہا اور اوس کاہلی کو جذب کامل سمجھتا تہا
لیکن چونکہ خوش نصیب تہا نہ کوئی باہر کا غنیم آیا اور نہ گہر مین کوئی باغی ہوا والا ایسے
شخص نے وقوف سے تخت کا چہین جانا بڑی بات نہ تہی اور تعجب بہی ہی کہ ایسا نہوا سنہ ۱۴۸۷
مین جب مرگیا اوسکا بیٹا ہانگ چی تخت نشین ہوا وہ باپ سے زیادہ مخبط نکلا اور اکسیر بقا
کا برابر متلاشی رہا لیکن اٹھارہ برس کی ریاست کے بعد بہری جوانی مین جہان سے
رخصت ہوا اور سنہ ۱۵۰۵ مین اوسکا بیٹا آوسانگ پندرہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا غرض باپ سے
اور دادا سے بہی بدتر ہوا اوسکو سوا عیش کے کچہہ سوجہتا نہ تہا اتنے مین ایسا قحط ہوا کہ نوبت
آدمی کو آدم خوری کی پہونچی اور اوسپر خوجون کا وہی محکمہ اس لغنتی کے بیوقوف دادا کے
وقت کا دوبارہ جو گرم ہوا قباحت عظیم کا سامنا دکہائی دیا لیکن وزیرون کے باعث سے تخت
الٹتے الٹتے سنبہل گیا اس لیے کہ سلطان ننگ نے علم بغاوت کو بلند کر کے لشکر جرار طیار کیا
اور بہت سے امرا بہی اوسکے معین ہوئے بلکہ اپنی رعیت کو لیکر جا ملے غرض اتفاق سے پایہ تخت
کے ایک وزیر نے بہی نمک حرامی کی تو الا قباحت ہوتی بلکہ اونہون نے تدبیر ایسی کی اور لشکر کی سرداری
ایسے شخصون کو دی کہ سلطان ننگ کو بڑی شکست ملی اور باغیون کا ایسا مستاصل اوسنے کیا کہ
تیس ہزار سپاہی یانگ زی کیانگ کے دریا مین ڈوب گئے اور تلوار کے نیچے بیشمار گری یہان تک
کہ سلطان ننگ میدان جنگ مین گرفتار ہوا اور اپنی سزا کو پہونچا اور اوسکے بعد سلطنت مین
وزیرون کی بدولت امن و چین ہر جگہہ ہوا چار برس قبل اس فغفور کے انتقال کے یعنی سنہ ۱۵۱۷
مین فرنانڈ پیریز ڈینڈراڈی تاجر اہل پرتگیز شہر کانٹان مین آیا چون کہ اس فغفور نے لاولد
انتقال کیا ایک شاہزادہ سنگ کا پوتا تخت پر بیٹہا پہلے پہل بعد جلوس کرنیکے شی سنگ
امور مملکت مین ایسا سرگرم ہوا کہ خاص و عام نے سمجہا کہ اور فغفورون کی طرح واہیات مین
اوقات بسر نہین کریگا اور غربا پرور ہوگا لیکن اکسیر بقا حاصل کرنے کا خبط چند روز بعد اوسکو

بھی سمایا اور شاعری کا بھی ایسا شوق پیدا ہوا کہ بجز ان دو کاموں کے تیسرے کی طرف وہم
متوجہ نہوتا تھا اور نتیجہ اس کاہلی کا ظہور میں جلد آیا پہلے تو ماچین میں بلوا ہوا ہر چند تمام فوج
ختا کی ماچین سرکشوں کے سر کرنے کے لیے متعین ہوئی لیکن اونہوں نے اپنی بغاوت سے
کنارہ نکیا بلکہ سرخودی کا دعوی بحال رکھا اور ایک ماچینی امیر اپنے ملک کا بادشاہ ہوا اور فغفور
کو خراج کیا نذرانہ تک نہ بھیجا باوجودیکہ ماچین کا صوبہ فغفور سے بزور شمشیر چھین لیا گیا لیکن اس پر بھی کچھ
ہوش اوسے نہوا اور بدستور فغفور کسی وقت اکسیر بقا کی تقریر پوجاریوں سے کرتا اور کبھی فضول
غزل گوئی کی فکر میں رہتا تھا بادشاہوں کی ادنی حرکتوں کی خبر ہر جگہہ ہوتی ہی اور ایسے شخصوں
کی ہر بات کی شرح خلق کرتی ہی اور مبالغہ کا صیغہ نیکی اور بدی کے بیان میں صرف کرتی ہی
چنانچہ اس فغفور کی کاہلی مشہور ہوئی اور زنگیا قبیلہ یا گچو تاتار کے سردار نے شنسی کے صوبے میں
یورش کر کے اس قدر لوٹ اور تاراج کیا کہ بالکل تباہ کر ڈالا یہان تک کہ ایک گھانس کو اوسکی
جگہہ پر باقی نہیں رکھا اس خبر سے فغفور بہت گھبرایا اور زرپاشی کر کے ایسا بندوبست کیا کہ
وہ تاتار آگے نہ بڑہا اور لوٹ پاٹ کر کے پھر گیا بعد اس کے اگلے چلن پر جب خود بدولت چلنے لگے
جاپان کے بادشاہ ینگ لو نے ختا کے مشرقی صوبوں پر تاخت کر کے مال لوٹا اور غارت
کیا اور ہزارہا رعایا کو بھی اسیر کر کے لیگیا اور اپنے ملک میں غلام بنایا بلکہ چوگان کا جزیرہ اور اوسکے
گرد و اطراف کے چھوٹے جزائر پر قابض ہوا اور ختائیوں کو بیدخل کیا غرض اس قدر تنگ کرنے
پر بھی یہ فغفور جاہل غافل اور اکسیر کے ذکر اور اشعار کے فکر میں مصروف تہا
تب محتسب نے ایک عرضی حضور میں کی اور ایسی ایسی سخت باتیں اوس میں لکھیں
اور فغفور کی خبطگی اور کاہلی کے بیان میں ایسی تلخ گوئی کی کہ شہنشاہ پر قہر ہوا اور
اوس خیرخواہ کو قید شدید میں ڈال دیا لیکن دوسرے روز جو وہ عرضی ملاحظے
سے دوبارہ گذری اوسکی توجیہ دل میں چبھہ گئی اور نکوکاری اور جان نثاری
اوس زیرک تدبیر تلخ تقریر کی پسند آئی قید سے اوسکی مخلصی ہوئی اور عزت اور توقیر

زیادہ تر عالی العزم تھا اوسکے بعد فغفور اپنی سلطنت کے بندوبست مین بہت متوجہ ہوا اور اغلب ہے
کہ اگر چند روز جیتا تو ایام تغافل مین جو ضرر ملک مین پونہچا تھا اوسکی تلافی کرتا لیکن جونہین طبیعت
کی اصلاح اس طرح سے ہولی ہوتے لیے ان کر سب تدبیرون کو اولٹ دیا غرض مرتے وقت فغفور
نے وصیت نامے مین لکھوایا کہ اپنی کاہلی سے بدعملی ہوئی تھی اور اپنی تقصیر کے لیے جو توبہ
کی اوسکی بھی تحریر کروائی اس فغفور کے جلوس کے پہلے ہی سال یعنے سنہ ۱۵۵۲ عیسوی
مین ایک شخص ولی کامل نیک سرشت خداپرست عیسائی مذہب کا یعنے فرانسیس زاویر جسکے
بڑے بڑے معجزے صفحۂ بیان مین مندرج ہین ملک ختا کی طرف وعظ کرنے اور رواج اپنے
مذہب کو دینے کی لیے مخاطب ہوا اور اغلب ہی کہ ستارا عیسائی مذہب کے لوگون کا جنکو اس
خانوادے کے بانی نے بسبب عزت واقتدار کے جو مغلون نے اونکو دیا تھا نہایت آزار
پونہچایا تھا پھر سابق کی طرح چمکتا لیکن اس ولی نے جزیرۂ سان سی آن مین عین سرحد ملک
پر انتقال کیا سنہ ۱۵۶۶ مین فغفور کا بیٹا لمبا تحسنگ قائم مقام ہوا اور اوس نے بندوبست ملک
اچھی طرح کیا اور یانچو تاتار کے سردار نینٹا کو جسنے اوسکی باپ کے عہد مین شنسی کے صوبے کو
لوٹ لیا تھا عمدہ منصب عنایت کیا اور اوسکی قوم کو تجارت کے لیے ختا مین آنے کی اجازت
دی اس تدبیر سے اوسکو یورش سے روکا سنہ ۱۵۷۲ مین اس فغفور نے انتقال کیا اور
اوسکا بیٹا شینگ سنگ تخت پر بیٹھا اور جب نینٹا نے صوبہ شنسی مین جاگیر پانے اور رہنے کی
درخواست دی فغفور اور وزیرون کی یہی رائے ہوئی کہ اوس تاتاری کو بیزار نہ کیجیے اور اوسکی خواہش کے
مطابق زمین دیجیے سنہ ۱۶۰۱ مین فرنگستان کا ایک بڑا مشہور سیاح پادری رچی صاحب
کئی پادریون کو لیکر فغفور کے حضور مین گیا اور باوجودیکہ وزیرون نے بچاہا کہ دارالامارت
کی سیر کرے لیکن حکم حالی ہوا کہ جب تک چاہے رہے انہین لوگون کے آنے سے
عیسائی مذہب کی ترقی ختا مین ہوئی ہر سال بلکہ ہر روز یانچو تاتار کا زور بڑھا اور سنہ ۱۶۱۸
مین اون لوگون نے بلوا کیا اور ختائی فوج کو کاٹ ڈالا اور بہت سے قلعے اور آخر کو کئی صوبے کو

چھین لیا بر سوین روز دوسری فوج فغفور کی طرف سے جو اونکے سر کرنے کے لیے گئی اوسے
بھی ایسی شکست ہوئی کہ فغفور گھبرا گیا اور مکاؤ سے اہل پرتگیز قوم فرنگستانی کو تاتار کے مقابلے
کے لیے بلوایا اس عرصے مین تاتاریون نے لیوتونگ کے صوبے کو لوٹ و تاراج کرکے کوریا
کے ملک پر قصد کیا اور چونکہ وہان کا بادشاہ باجگذار ختا کی سرکار کا تھا اوسنے شہنشاہ سے
مدد مانگی لیکن اوسوقت اونکے ہاتھون سے فغفور خود مجبور تھا بلکہ ایسا رنجور تھا کہ سنہ ۱۶۲۰
مین کڑھ کڑھکے مرگیا اوسکا بڑا بیٹا کوانگ سنگ جانشین ہوا اور اس قدر شبانہ روز امور
سلطنت مین مشغول ہوا اور تاتاریون کو نیست و نابود کرنے مین مصروف ہوا کہ اوس محنت
مین برس دن بھی نہین گذرا کہ خانوادہ مینگ کے زوال کے آثار سے ایک یہہ ظاہر ہوا
کہ یہہ بہادر اور مدبر فغفور مر گیا اور اوسکا چھوٹا بھائی ہی سنگ قائم مقام ہوا اوسکے وقت
مین فتنہ و فساد کا یہہ سامان ہوا کہ خالصہ خانوادے کا اوسنے کسی عقلمند کو بخوبی دکھائی دیا
اور یانچو تاتارون کی قوت کو دن بدن ترقی ہوئی لیکن ختا کے اور صوبون پر اونہون نے
یورش نکی اور فقط چھیڑنے اور انواع طرحسے آزار پونہچانی اور عرصے مین امرا اور وزرا فغفور کو
گالی دینے مین چھہ برس اونہون کو گذرے جو نہین سنہ ۱۶۲۷ مین ہی سنگ کا انتقال ہوا
اور اوسکا بیٹا کوئی سنگ تخت پر بیٹھا تاتاریونکا سردار اپنی جگہہ سے پایۂ تخت ختا کی طرف
بڑھا اور اتنا اپنی کو قوی سمجھا کہ علانیہ کہنے لگا کہ شہنشاہ کا منصب اوسکے نصیب مین ہے بلکہ سنہ ۱۶۳۵
مین اپنے کو اوسنے خطاب فغفور کا دیا یہہ خبر سنکر کوئی سنگ نے چاہا کہ فوج قاہرہ بھیجے
اور تاتاریون کی گستاخی کی سزا دیوے لیکن اپنی بگڑی ہوئی رعیتون کی فکر مقدم تھی
کیونکہ گھر کا ایک دشمن باہر کے سو کے برابر ہوتا ہی اور لی آور شانگ دو شخص بد برا اور بھار
مگر بد معاش اور بد اطوار ملک کی بدعملی اور سلطنت کی ضعیفی دیکھکر چوری اور سرزوری پر
کمر بستہ ہوئے تھے اور اون لوگون کے ساتھہ اتنے بدوضع راہ زن مل گئے کہ یہہ دو شخص
دو سردار ذی اقتدار ہوئے اور ہر ایک کا حکم چار چار فوجون پر تھا تاکہ آپس مین لوٹ اور تاراج

کے وقت فتنہ اور فساد ہووے اونہون نے ہوشیاری سے مملکت ختا کی دو تقسیمین کین
اور دونون طرف لوٹنے اور املاک فغفور پر قابض ہونے کے ارادے سے چلے چنانچہ شانگ نے
پسی چو بین اور ہو کوانگ کے صوبون کو چھین لیا اور خود قابض ہوا اور لی سنے ہونان کے
صوبے کو لیکر صوبہ کیفن کے پاے تخت کے ناظم کو ایسا محاصرہ کیا کہ رسد کا پہنچنا بند ہوگیا
لیکن شاہی لشکر نے اوس پر بھی دروازہ نکھولا اور نوبت مردم خواری کی ایسی پہونچی کہ مردون
کا گوشت بازار مین بکنے لگا اور سپاہیون نے اوسے پکا کے کہایا اور مقابلہ غنیم فصیلون پر
سے کیا غرض اس عرصے مین شہنشاہ کی ایک فوج اون بہادرون کی مدد کے لیے آئی
اور اونہین خوشی ہوئی کہ رہائی کی صورت دکہائی دی سپہ سالار نے سرکشون کو اس کثرت
سے جو دیکہا ڈرا اور مقابلے کا انجام برا سمجھکر اور تدبیرون سے ڈکیتون کو ہلاک کرنیکا قصد کیا
لیکن اوسکا نتیجا اسکی طرف والون کے لیے بد نکلا اور وہ امر وقوع مین اس طرح سے آیا کہ شہر دریا کے
سطح آب کے نیچے واقع ہی اور اسی جہت سے دریا کے دونون کنارون کو بند اور پشتون سے باندہنا
ضرور ہوتا ہی تاکہ اطراف کی زمین ڈوب نہ جاوے الغرض جب شاہی سپہ سالار نے سرکشون
سے حربہ کرنا مناسب نجانا ہوانگ ہو دریا کے اوس طرف کے باندہ کو اوسنے کاٹ دیا
جس کنارے پر شہر واقع تہا تا غنیم کے معسکر پر دفعۃ سیلاب آوے اور اوسکا لشکر ڈوب جاوے
لیکن قضاے کردگار سرکشون نے فرار اپنے مقام سے ایسا کیا کہ مطلق اونپر صدمہ نہ پہونچا
مگر شہر ڈوب گیا اور دو لاکھہ آدمی سے زیادہ کا پتا نہ لگا اس ماجراے شگرف کا احوال
لی کو جب پہونچا بلا تامل اوسنے ہونان اور شنسی کے دونون صوبون کو فتح کیا اور سرکاری
تمام عہدہ دارون کو جان سے مارا اور رعایا کو زمین لاخراج بخشدی اس جہت سے
عوام الناس اوسکے ساتھہ ہوگئی اور یہہ نہ سمجہی کہ بخشش وہی کہلاتی ہی جسمین اپنی
گرہ کی کوڑی خرچ ہوتی ہی اور مال مفت کو لٹا دینا کرم نہین کہلاتا ہی الغرض رعایا کے
علاوہ فغفور کے سپاہی بہی بہت سے جا ملے اور لی سنے شہنشاہ کا خطاب اختیار کیا اور پیچین کی

طرف روانہ ہوا اور اکثر جگہہ لوگ اوسکی بیرحمی کے خوف سے خود بخود ساتھی ہوتے اور شہر
کے دروازے اوسکے حکم سے کہل گئے کیونکہ جہان کچہہ بہی کسی شہر کے حاکم نے تردد کیا
اوس جگہہ کا اور باشندونکا وہی حال ہوا جو لی ٹین کی شہر کا اس موذی نے کیا تہا اور منشا کی یہہ منظور ہوئی کہ جب اوسکی
مزاحمت کی اوسنے ہمکشٹی وانی بیانگ کہ شہرپناہ کی کہاتیان لاشون سے بہر گئین اور باغیون کی
فوج لاشون کے پل پر سے فصیلون پہ داخل ہوئی تب لی نے قتل عام کا حکم دیا اور لوٹ تاراج
کرکے چارون طرف سے آگ لگادی اور وہان کے ایک آدمی یا جانور کو زندہ نچھوڑا الغرض جب
یہہ حال اوسکی سختی کا سننے مین آیا کسی نے مقابلہ نکیا اور اوسکی لشکر قہار اور سردار خونخوار کے
سامنے کوئی نہ ٹھہرا اور اسیطرح سے لوٹتا مارتا تاخت وتاراج کرتا دارالامارہ پیچین کے قریب
آن پہونچا اور فغفور ہجوم افکار سے بیکار اور غلبہ یاس سے بدحواس تہا کہ اتنے مین دارالامارہ
کی حفاظت مین جو فوج تہی پہر گئی اور غنیم سے جاملی اور دغابازون نے شہر کی صدر ڈیوڑہی
کہولدی اور لی کی فوج نے تردد محض اندر داخل ہوئی یہہ خبر وحشت اثر فغفور کے کان تک جب
آئی اور صورت رہائی کی باقی نرہی بادشاہ بیگم اپنے بچون کو گلے لگاکر ڈاڑہین مارکر خوب روئی
اور خودکشی کی تب بادشاہ نے اپنی جوان پندرہ برس کی بیٹی کو بلاکر کہا کہ تو کیون ایسے
کم بخت کے گہر پیدا ہوئی کہ اس کم سنی مین تیری جان گئی یہہ کہتے ہی ایک تلوار ایسی ماری
کہ وہ گر پڑی اسکے بعد اپنی حرمون اور خواصون کو کہا کہ تم لوگ بھی ہلاک ہوجاؤ بےتامل
سبہون نے اپنے گلے پر چہوری چلائی اسیطرح سے جب ایک ناموس اوسکا زندہ نرہا
فغفور نے یہہ جملہ کاغذ کے پرزے پر لکہہ کے تخت پر رکہدیا کہ ہماری بے انتظامی سے یہہ
نوبت ہوئی اور اوسکی سزا ہمکو مل چکی اس سبب سے میری لاش کو اگر جی چاہے تو ٹکڑے
ٹکڑے کرواڈالیو لیکن رعیت کا کچہہ قصور نہین اونپر بدعت نکیجیو اتنا لکہہ کر اپنے کمربند سے
گلے مین پہانسی لگاکر مرگیا اور اسیطرح مینگ کے خانوادے سے خطا کا تخت چہن گیا اور
چند روز تک لی مالک رہا لیکن اوسکا کوئی سپہ سالار عالی وقار جو بانیچو تاتار کے ملک

کی سرحد پر فوج لیکر متعین تھا اوسنے یہہ حال سنا اور اوس قبیلہ تاتار سے صلح کرکے
اونکے لشکر کو اپنی حمایت مین لیکر لی کے مقابلے کو آیا اور دارالامارۃ کے باہر باغی کی
فوج سے سامنا کیا مگر پہلے حملے مین لیس پا ہوا غرض جب تاتار نے دوبارہ مدد کی ظفر یاب
ہوا اور سرکشون نے کئی لڑائیان متواتر ہارین تب اونکو یہہ خوف پیدا ہوا کہ دارالامارۃ مین
آگ لگا کے بھاگ گئے اور چینگ ٹنگ فو کے شہر مین ٹھہرے غرض وہان بھی اوسان کوئی
سات ہزار تاتار جرار اپنی فوج کے علاوہ لیکر تعاقب مین گیا اور لی کو صوبہ شنسی سے بھگا یا اور
کوئی دس ہزار سرکش میدان جنگ مین ہگیے القصہ جب یہہ ہوا اور باغی کا خوف مطلق نرہا اوسان کوئی
نے تاتاریون کو انعام و اکرام دیکر رخصت کرنا چاہا لیکن اونکے سردار کو یہہ منظور ہوا
اور اوسنے ختائی سپہ سالار سے کہا کہ مجھے دارالامارۃ پیچین مین حفاظت کرنے کے لیے بھیج دو
جب تک کہ دوسرا فغفور تخت پر قائم ہو اور ملک مین امن و چین ہو یہہ سخن ظاہرا قابل قبول
کے تھا اگرچہ مصلحت سے بعید تھا کہ ایسے لوگون کی بات پر اعتماد کلی کیا جاوے غرض اوسان کوئی
نے اجازت فوج تاتار کو پیچین مین چندی اقامت کرنیکی دی لیکن جو نہین یہہ لوگ داخل
ہوئے اپنے سردار کے بیٹے شنسی خان کو اونہون نے فغفور بنایا اور شہنشاہ ختا کے تخت
پر بٹھایا اور وہی خانوادہ اوسوقت سے آج تک ملک چین کے تاج و نگین کا مالک ہے فقط

اٹھاروان باب

انجو تاتار کے خاندان کے احوال مین

قوم نیوچی تاتار کو جب چنگیز خان اور اوسکے بعد اوکتائی خان نے ملک ختا سے نکال دیا اور انکے
زعم مین سب کو نیست و نابود کیا جیسا کہ بیان مین آیا ہی تب نیچے بچاے آفت کے مارے
جو لوگ کہ زندہ رہی اونہون نے صحرا کی راہ لی اور اپنی اصلی بود و باش کے مکان پر یعنی سیدہ پہاڑ دو

مین جو ملک کوریا کی شمال پر واقع ہین جا بجا چہپے اور یہ تو ن کچھ اصل اُنکی نہتی بلکہ دوسرے قبیلون کی بہ نسبت محض بے حقیقت تہے اور جب ایام مین مغل کی قوم سے ختا کا تخت چہین گیا تو انقلاب روزگار نے مغلون کو ایسا طمانچہ عبرت کا مارا کہ اونکے بعض فرقے انہین لوگون مین اوسی حال خستہ و خراب سے جا بجا چہپے جو نیوچیون کا مغلون نے اپنے دور مین کیا تہا لیکن اونہون نے کچھہ پرخاش مغلون سے نکی بلکہ شادی کی راہ رسم دونون قومون مین پیدا ہوئی اور یہی جہت ہی کہ قوم مانچو کے فغفور اپنے کو اولاد چنگیز سے بیان کرتے ہین اور یہہ بات قابل لکہنے کی ہی کہ ختائیون نے اون نیوچیون کو مغلون کے ناگیر ہونے کے باعث سے بڑی سزا دی تہی لیکن خداوند تعالی کی مرضی یہہ ہوئی کہ اس ذلیل ناچیز قوم کو بڑہائے اور اہل ختا کی دانش و دولت کو گہٹائے اور ظالم کو مظلوم اور حاکم کو محکوم بنائے اور یہی ہوا کہ رفتہ رفتہ پستی ذلالت سے بلندی جلالت حاصل ہوئی غرض جب اس قوم کو سلطنت ختا کی ملی اور فقط مقتضای مشیت ایزدی ہاتھہ آئی مزاج مین رعونت سمائی اور اپنی کم اصلی کو چہپانے اور بزرگی بڑہانے کے لیے اپنی نسل کو آسمانی ٹھہرایا اور اوسکی بنا کی یہہ صورت ذہن سے نکالی کہ قدیم الایام مین سپید پہاڑون کے درمیان ایک جہیل وسیع او عمیق آب زلال سے لبالب تہی اور تین دُختر دنیا کا خزانہ اوس مین تہا ایک روز تین بہنین بہشت نژاد فلک نہاد اوس جہیل مین نہانے آئین اور ایک نیل کنٹھہ کوئی لال رنگ کا میوہ ایک کے دامن مین ڈال کر اوڑ گیا اور اوسنے بے تکلف اوٹہا کر کہا لیا چند روز مین حمل کا طور نظر آیا اور پورے دنون کی بعد بیٹا پیدا ہوا جسکی صورت پری کی تہی اور اوسکی زبان اوسی وقت سے کہلی اور تولد ہوتے ہی گہڑی گہڑی قامت اوسکی بڑہی اور چند روز مین جب اوسکی ماں مر گئی وہ لڑکا ایک ڈونگی پر سوار ہو کر کسی سمت کی طرف چلا اور کشتی اوسکی از خود بغیر کہینے کے جدہر گئی لڑکے نے جانے دی آخر ایک مقام پر جا کر آپسے آپ ٹہہر گئی اور لمحے کے بعد ایک شخص بستی سے نہانے کو آیا اور لڑکے کو دیکہتے ہی بے اختیار پکارا اوٹہا کہ دوڑو لوگو فلک کی طرف سے ایک بادشاہ آیا ہی تا کہ ہم لوگون کا شاقتہ قوم کی سرداری کے لیے معوف

ہووے یہہ سنکر لوگ آے اور پہرون اونکی صورت اور شیرین بیانی پر محو رہے آخرانکے
ہاتہون کی کرسی بناکے اوسے اوٹہا لے گئے اور بے تردد بادشاہ بنالیا اور تینون سردار
جو آپس مین تخت کے لیے لڑتے تھے وے بہی خوشی خوشی آئے اور تابعدار کہلائے الغرض
اوسی بادشاہ فرستادۂ خدا کی آل سے بقول ختایون کے وہ سردار تہا جو شاہنشاہ ختا کا ہوا
اس تقدیر مین البتہ فغفور کا دعوی بنی آدم سے بزرگتر ہونیکا اور علاقہ بہشت کے باشندونسے رکہنی
کا بجا ہی ورا لا قابل اعتبار کے وہی بیان ہی جو اس باب کے شروع مین روایت صحیح کے موافق
راقم نے گذارش کیا ہی اور علاوہ اسکے اتنا ہی کہنا چاہیے کہ مشرقی اتراک کے قبیلون سے
یہہ فرقہ ہی اور اوائل مین یہہ لوگ قوم ختان دوسرے قبیلہ مشرقی اتراک کے تابعدار سنہ ۱۱۱۴
مسیحی تک رہے اونکی قوم سے ایک شخص دبراور بہادر مسمی اوکوتا خان نے بلوا کیا اور
کئی لڑائیون کے بعد اپنے گلے سے طوق اطاعت کا نکال ڈالا اور اپنے خاندان کو التوآن کا
لقب دیا چنانچہ عرب کی تاریخون مین اونکے سردار سب التوآن خوانین کے لقب سے نامزد تھے
غرض اوسوقت قوم ختان کے ہاتہون سے ختائی بڑے عاجز تھے اور انہین نیوچیون سے مدد کے
طالب ہوے تب یہہ لوگ آئے اور ختائیون کو مار کے نکال دیا اور اونکی جگہہ پر قائم ہوئے
غرض رفتہ رفتہ انکا جاہ و جلال ایسا بڑہا کہ تمام ملک اور اقوام تاتار مع قوم مغل تابعدار رہے اور
ایک سو بیس برس تک اونکے مقابل مین کوئی نرہا بعد اوسکے چنگیز خان پیدا ہوا اور اوسنے
جسطرح ان لوگون کو نیست و نابود کیا اور اپنے کو بڑہایا بیان مین آچکا ہی آخرکار اونکی
دن پہرے اور رفتہ رفتہ اوج ہوا اور جسطرح سے پہلے دفعہ اہل ختا نے ختائیون سے لڑنے
کے لیے اونکو بلوایا تہا اوسیطرح سے دوبارہ جو دوسرے ایک دشمن سے لڑنے کے
لیے طلب کیے گئے اونہون نے مالک ملک اپنے کو بنایا اور اوسوقت سے آج تک تخت
ختا پر موجود ہین چنانچہ سردار ٹے سنگ کا نوان بیٹا چن چی خان یا شنسی خان جب اس
برس سے ختا کے تخت پر بیٹہا تو اوسان کوئی ختائی سپہ سالار کو جسنے اس قبیلے والون

کو بدو مین بڑا پایا تھا دو صوبون کی صوبہ داری عنایت ہوئی اور حالانکہ تاتاریون کی اچانک
وفا سے بھیانک ہوا لیکن خاموش رہا اور موقع دیکھکر سکوت اختیار کیا اور جو عہدہ اونہون
نے دیا اوسے نہایت غنیمت سمجھا اور اوس ماعی لی کے تعاقب مین برابر رہا جب تک
کہ اوسکا سر کٹ کر نہ آیا اور وہ بدنہاد بانی فساد فی النار ہوا۔ اس عرصے مین
نانکین کا شہر جو اکثر پایۂ تخت جنوبی بادشاہون کا رہا تھا تختگاہ خاندان مینگ کے
ایک بادشاہ کا ہوا جس نے اپنے کو مغفور قرار دیا اور تاتاریون کو غاصب ٹھہرایا اور قصد
پیچین کے چھین لینے اور تاتاریون کو نکال دینے کا بیان کیا غرض قصد حضرت کا زبان
ہی پر رہا اور باوصفیکہ فوج معقول پاس تھی اور خزانے کی بھی چندان کمی نہتی لیکن عیش و
آرام کا وہ طالب ہوا اور مطلق خیال ملک کے بندوبست کا نرکھا اور برعکس اوسکے چنگی خان شب و روز
تدبیر مملکت مین مصروف اور تمام ملکداری کی صفتون سے موصوف تھا اور ختائیون کو مثل
فرزند کے دیکھنے اور امرا اور علما کی قدردانی کرنے لگا اور مینگ کے وقت کے عہدہ دارون
کو بدستور اپنے کام پر بحال رکھا اور تا بالمقدور کسیکو ناراض نکیا غرض اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ خود
ختائی چنگی خان کو غنیمت سمجھنے لگے اور نانکین والے بادشاہ سے ناراض ہوئے باوجودیکہ
ایک سے رشتہ ہم وطنی کا تھا اور دوسرے سے دشمنی لیکن نیک اطواری اور رعایا پروری نے
بیگانون کو یگانہ کیا اور مردم آزاری نے یگانون کو بیگانہ بنایا القصہ اگرچہ پیچین مین اوس
نئے بادشاہ کے تخت نشین ہونے کی خبر نانکین والے کو پہونچی اور یہہ بھی کہ راہ مین مینگ
کی سپاہ نے مقابلہ کیا اور بڑی خونریزی ہوئی لیکن اوس حالت مین بھی اوس بادشاہ کو
عیش سے فرصت ندی اور چونکہ مدد اپنی فوج کو اوس سے نپہونچائی محاصرے مین وہ آگئی
اور ایسی مقتول ہوئی کہ ایک ختائی کی جان باقی نرہی غرض اوسکے بعد سامنا تاتاریون
کا کسی نے نکیا اور نانکین کے اطراف مین فوج داخل ہوئی بادشاہ کو خبر پہونچی اور خمار عیش
کی نیند سے گھبرایا ہوا جاگا اور سب کو متحیر دیکھا اور حال سنا چند رفیقون کو لیکر بھاگا

اور قصد دوسرے شہر مین پناہ لینے کا کیا لیکن بہون کو اُس نامعقول کا تباہ ہونا اُسقدر
منظور تہا کہ کسی حاکم نے دروازہ اپنے شہر کا نکہولا اور بادشاہ جنگل اور میدان مین مارا مارا
پہرا اور ٹہکانا قدم ٹھہرانے کا نپایا آخرش تاتاریوان کو کسی دشمن نے اوسکے حال سے
جو آگاہ کیا کئی شخصون نے پیچہا کیا مگر جو نہین وہی پونہچے اوتارنے کے لیے جزیرہ او تہایا بادشاہ
نے اپنے کو دریا مین ڈال دیا اور چند امرا کے ساتھ ڈوب مرا انکا قصہ اس طرح سے تو یہ
فیصل ہوا او دہر نانگین کے شہر مین تاتاریون کا ڈنکا بجا مگر ہنیک نے خانوادے کا ایک شہزادہ
جی کیانگ کے صوبے کو اپنے قبضے مین رکہتا تھا اور اوسکا سر کرنا ضرور ہوا لیکن جو نہین تاتار
کی فوج پاے تحت ہانگچو کی طرف روانہ ہوئی شاہزادہ نے سردار تاتار کو یہہ بات کہلا
بہیجی کہ مجھکو اپنے نفس کے لیے منظور نہین کہ ہزارہا بندہ خدا نقصان ہووین اور ہماری
ریاست کے لیے خلاف مرضی خدا جنگ کرین اس لحاظ سے مقابلہ ہم تمہارا نہین کرتے
اور یہی چاہتے ہین کہ تم خوشی سے مالک اس شہر کے رہو اور اس رعیت کو جو آگے ہماری
تہی او اب تمہاری ہی ایذا نہ پونہچاؤ یہہ پیام دیکر دروازہ شہر کا اوسنے کہلوا دیا اور خود گوشے
مین جا بیٹہا اگر قبلا خان ہوتا تو ایسے نیک نہاد شخص کو گلے لگاتا لیکن اوجہٹ تاتاریون نے
قتل کیا اور اوسکی بزرگی کو نہ سمجہا کہ وہ کیسا شخص تہا جسکی زبان سے ایسا کلمہ اپنے اور
غیرون کے باب مین نکلا غرض اس بیگناہ کے قتل کا حال سنکر چینچی خان نے بہت افسوس
کیا اور اون سردارون کو جو وہان اس خون ناحق مین شریک تہے ملامت کی اُس اہل چل
مین ایک سمندری ڈکیت چینگچی لنگ نے ایسی شہرت پیدا کی تہی کہ اوسکے نام سے لوگ
کانپتے تہے اور صدہا جہازون کی بحر کا وہ مالک تہا اور یہان تک اوسنے نانگین کے
بادشاہ کو تنگ کیا کہ مجبور ہوکر اوسنے اوسکو امیر بنایا اور منصب کبیر دیا اور ایک شاہزادی
ساتھ اوس عہدے پر بیاہ کر دیا کہ وہ خود لوٹ سے ہاتھ اوٹہاوے اور دوسرے ڈکیتون کو سر
کرنے غرض اپنے قول کے مطابق چلا اور ایک دم کو کو باقی نرکہا اور جو نکہ اونکی گہات لوٹ سے

آگاہ تہا ایک شورپشت نہ بچا اور یہہ جگہہ امن ہوا لیکن جب تاتاریون کی حیرانی اوسکے سر
یعنے تاتمین کے بادشاہ پر ہوئی چنگچی تنگ سے نمکحرامی اس طرح کی پرکی کہ یانگ زی کیانگ
کے دریا مین اوسکی بحر لنگر مین تہی اور تاتار کی فوج اودہری سے اوتری لیکن اوسنے مزاحمت
نکی حالانکہ اگر چاہتا اونکو پار ہونے نہ دیتا جہد یلکے عیوبہی مجبور کرتا لیکن بُرے وقت کا ساتھہ اشرافون
مین سے بہی کم کوئی دیتا ہی اور یہہ حرامزادہ تو ٹُکیت تہا سب طرف تاتاریون کا عمل ہوا لیکن
فوکینگ کا صوبہ مینگ کے ایک شہزادے تانگ کے اختیار مین تہا اور اوسنے فرمان اس
مضمون کا ہر طرف جاری کیا کہ مینگ کے سرکار کے نمکخوار سب اطاعت تاتار کی نہ قبول کرین
اور حتی الامکان مُہم بہر اونہین ملک مین رہنے نہ دیوین بلکہ صوبہ فوکینگ کی رعیتون سے
آن ملین اور اون موذیون پر دفعۃً تاخت کرین اس فرمان کی خبر جب تاتاریون کو ملی ایسی بد مصلحت
اونہین اوسوقت سوجہی کہ اوسکا نتیجہ سلطنت کا چہن جانا تہا لیکن اقبال بلند اور نصیب زور
آور تہا کہ بگڑا ہوا مقدمہ سنبہل گیا حال یہہ کہ اونہون نے حکم دیا کہ جتنے ختائی کہ نمکخوار
سرکار تاتار کہلایا چاہین اونکو لازم ہی کہ مثل تاتار کے وہ سر منڈاوین اور چوٹی رکہین اور
پوشاک اونکی وضع کے موافق پہنین یہہ سنے کے ساتھہ کہان تو ختائی سب ایسے راضی ہے
کہ اپنے شاہون پر تاتار کو ترجیح دیتے تھے کہان ایسے بطرح بگڑے کہ طرفۃ العین مین بلوا
عام ہوگیا اور سرکشون نے چارون طرف سے گہیر لیا اور ایسا اندہا دہند مارنا شروع کیا کہ اونکی
ساری سپہگری بہول گئی اور بہادری مطلق کام نہ آئی اور ایسے بدحواس ہوکے بہاگے کہ
یانگ زی کیانگ کے دریا مین ہزارون ڈوب گئے اور ہزارون قتل ہوئے اور چی کیانگ اور
کیانگ نان کے دونون صوبون سے نکل گئے اگر اس فتح پانے کے ساتھہ ہی شاہزادہ تانگ
تاتاریون کا تعاقب کرتا اور اونکے پیچہے پیچہے چین تک فوج قاہرہ بہیجتا اور بگڑی ہوئی رعایا
کو زیادہ ورغلاتا ہوا چلا جاتا تو تاتار کا تخت اولٹ جاتا اور مینگ کے خانوادے کے ہاتہہ از سرنو
تخت آتا لیکن آپس کی پہوٹ بدستور خرابی لائی از قسم جو آپس مین لڑتے ہین نادان ہین وہ

مگر اپنی دانش پر نازان رہین وہ کچہری مین بہرتے ہین سب مال ورنہ نہین ہی آگے کی
کہتے جنبز لڑائی مین کہو کر کے سرمایہ سب گدائی کرینگے. رنج و تعب ہمیشہ ثابت ہی عاقل سیرایے
نکمہ ورنہ جہان مین نہین بہوٹ سے بدتر. الغرض وسوقت سلطان کو دوسرا دعویدار تخت
کا موقع پایکی چیکیانگ کے صوبے مین تاتاریون کے بعد دخیل ہوا اور تانگ سے فوکینگ کا صوبہ
چہین لینے کا قصد کیا اس سبب سے تاتاریونکا پیچہا تانگ نکر سکا اور خانگی دشمن کی تدبیر مین رہا
اور اون لوگون کو یہہ مہلت ایسی غنیمت ملی کہ سپاہ جو پریشان ہتی جمع ہوئی اور دوبارہ جو
تاتاریون نے عود کیا تو اس زور و شور سے کہ آناً فاناً مین جتنے صوبے چہین گئے تہے پہر ہاتہ
لگے بلکہ فوکینگ کا صوبہ تانگ کے ہاتہون سے چہوٹ کر اونکے قبضے مین آیا وہ اپنی سلطنت
چہوڑ کر بہاگا لیکن جب گہر گیا اور سامان اپنی گرفتاری کا دیکہا کوئے مین ڈوب مرا اور
سلطان کو قتل ہوا اور وہ دکیت چینگچی ہلنگ بہی دغا سے مارا گیا جب تاتاریون نے فوکینگ کو
قبضے مین کیا تانگ کا بہائی کان ٹان کے صوبے مین آیا اور اوسکو تین سلاطین نے ملک شہنشاہ
قرار دیا لیکن کوانگ سی کے صوبہ دار نے خانوادہ منگ سے دوسرے ایک شخص کو بادشاہ کیا اور
ان دونون کم بختون مین زیادتی رتبہ کے لیے ایسی نزاع ہوئی کہ دونون کے سر تباہی آئی
چنانچہ تاتاریون نے بے تکلف اونکا ملک اور خزانہ چہین لیا اور سنہ ۱۶۴۸ مین کوانگ سی
اور کان ٹانگ کے دونون صوبون کے مالک ہوئے لی منگ کے شہر مین تاتاریون نے ایسی
زیادتیان شروع کین کہ بلوا ہوا اور کیانگ سائی وہانکے حاکم نے لشکر جمع کرکے تاتاری فوج
کو بالکل فتح کیا اور دوسری لڑائی بہی ایسی ماری کہ شنسی خان کو اون ظفریاب باغیون سے
خوف ہوا اور اپنے چچا آمانیا خان کو کئی ہزار چیدہ تاتار کا سردار بنا کر اوس ختائی سپہ سالار
کے مقابلے کو بہیجا غرض لڑائی کے خاتمے تک اگر وہ بہادر مارا نجاتا تو اون تاتاریونکو
بہی باقی نرکہتا لیکن جونہین اپنی فوج کو بزور شمشیر تاتاریون کے محاصرہ سے چہوڑایا اور
پہر کے اونکی صفون کو صاف کرنا شروع کیا ایک تیر چلایا ہوا ختائی بدتقدیر کا اوسکے

سینے کو توڑتا دل پر بیٹھا اور اوس ستم ورقت کو تمام کر دیا اسکے گرتے ہی لشکر اوسکا پریشان
ہوا اور سپہ سالار تاتار میدان جنگ سے ظفریاب پھرا اسکے بعد اور ایک سرکش پیدا ہوا
کہ اوسکی حرکتون کا بیان اس لیے قابل ذکر کرنے کے ہی تا ایک نظیر تاریخ مین داخل رہے جس طرح
بعض آدمی کی صورت مین فرشتہ مجسم رہتا ہی ویسی ہی ہیئت انسان مین شیطان مردود رجان
بھی ہوتا ہی اس نابکار لعین ورنگار کا نام چانگ ہینگ چینگ تھا اور ڈکیتی کے وسیلے سے برسر
حکومت ہوا اور ہوکوانگ کے صوبے کو تاخت وتاراج کیا اور شاہی فوج کو ہٹا دیا غرض جب
سی چوئین کے صوبے کو بالکل چھین لیا آپنے کو بادشاہ قرار دیا اور تمام علما اور شعرا وخوجہ سراؤن
کو ناحق مار ڈالا ایک تو یہہ حرکت اوس خونخوار بدکردار سے کی ہتی دوسری یہہ کہ کسی سپاہی
نے ایک مقام پر بڑی بہادری کی اوسکے صلہ مین ایک پرتلہ اوسکو ملا وہ کچھہ ناراض ہوا
اور صلہ کے باب مین کوئی کلمہ حقارت کا زبان سے نکالا اگرچہ بہت سزا ایسی ناشایستگی کی
ہوتی تو اوسکی جان جاتی اس سے زیادہ حیرت ہوتی لیکن اوس کمبخت نے ساری پلٹن کو جسمین
وہ سپاہی تھا خواہ مخواہ قتل کروا ڈالا تیسری حرکت یہہ اوس نے کی کہ بودہ کے پوجاریون کو
ایک روز دعوت اور پوجے کے بہانے سے بلاکر کئی ہزار کو مار ڈالا اور حکم دیا کہ جو پوجاری
یہان ملے بے تامل مارا جاے حالانکہ اون بیچارون سے کوئی قصور اوسکا نہین کیا تہا چوتہی
حرکت سب سے بڑھکے یہہ ہوئی کہ اگر تمام کتب تاریخ مین اسکی نظیر ڈہونڈیے گا تو اسکے
مقابل مین نہین پائیگا وہ یہہ ہی کہ جب تاتار کی فوج اوس موذی کے سر کرنے کو آئی
ایک سردار نے بدعہدی اوس سے کی اور جو پلٹن کہ اوسکے تابع تہی تاتاریون سے جا ملی
یہہ سنکر چانگ ہینگ چینگ کو ایسا غصہ ہوا کہ صوبہ سیچوئین کے تمام باشندون کے قتل کرنیکا
قصد اوس نے کیا اور پہلے چینگ ٹوپا سے تخت صوبے کی چارون طرف کے رہنے والون
کو نکالا اور ایک ایک کرکے چھہ لاکھہ پیر نود سالہ سے بچہ شیرخوارہ تک کو مار ڈالا اور ایک
نچھوڑا اور مقتولون کی لاشون سے دریا کو بھر دیا آخر کو جب تاتار قریب تر آئے اوس جلاد

بدہنادنے اپنے لشکر کو جمع کیا اور کہا کہ دیکہا تم لوگون نے کہ کیا انتقام اور اپنا رعب
پر ڈالا اب ایک امر اور کرنا ہی اور اسکے بعد ختا کی بادشاہت کا مالک ہونا اور تاتاریون کو اپنے
ملک سے نکال دینا ادنی سی بات ہی اور ہمارے نزدیک صلاح وقت ہی کہ لشکر کے ساتھ جتنی مسلمان
ہین سب ذبح کی جاوین یہہ نہایت انسب ہی اور اوسکو جہان تنے کیا مجھکو یقین ہوا کہ منزل
مراد قریب اور اوس تک پہونچنا ہمارے لیے سہل ہی کیونکہ وہی مسافر جلد چلتا ہی جو بے بوجھ
ہوتا ہی اور نڈیون کو ساتھ لینا کاندہے کو باردار کرنا ہی یہہ کہکر اوسنے اپنی بی بی اور
حرمون اور خواصون اور کنیزون کو لشکر کے آگے ذبح کرکے ڈہیر کردیا اوسکے بعد چار لاکھ
سپاہ ہندیان معسکر سے نکالین اور مار ڈالی گئین اوس قتل سے جب فارغ ہوا خبردارون نے
حال تاتاریون کے قریب آنیکا کہا یہ قہر موکر اوسنے جواب دیا کہ اگر توجہوٹہ بولتا ہی تو اس سے
بہتر تہا کہ تو پیدا نہوتا اس طرح کی دہمکی دیتا ہوا جو نہین آگے بڑہا اوس خبرگذار نے پیچہے
سے ایک تیر حرام مغز مین ایسا مارا کہ دم بے منہہ کے بل وہ ناکار مردم آزار لعین ورنگار
گر پڑا اور شیاطین ہم جنس کے شریک ہوا اس اس طرح کی نقلین جب تاریخ مین دیکہی جاتی مین
دل مین فوراً یہی خیال گذرتا ہی کہ کیا اتنے لوگ جنکو اوس موذی نے ستایا اون
مین کوئی ایسا نہ تہا کہ ایک ضرب شمشیر سے ایسی بلا کو دفع کرے لیکن غور کرنے سے مجہ مجمل
کی یہی ہی کہ وہ موذی قوت طبیعت کے سبب سے حاکم تہا اور اوسکی ماتحتی ضعف طبیعت کے سبب سے محکوم تہی کیونکہ جو شخص
قوی طبیعت سے سلسلہ ملا اگرچہ ادنی پیادہ تہا وہ ظالم مارا گیا اور آخرش حکومت کی بنا اسیطرح
ہوتی ہی اور ہمیشہ ہوئی ہی اور ہوویگی کہ ایک شخص قوی طبیعت کے گرد جو نہین چند لوگ ضعیف
طبع آتے مین فوراً مطیع ہو جاتے ہین جیسے مقناطیس لوہے اور کہربا گہاس کو اپنی طرف
کہینچتا ہی اور یہی وجہہ اوس واقعہ کی ہی جو اکثر دیکہنے سننے مین آتی ہی کہ ایک شخص کے
مطیع اور فرمان بردار بہت سے لوگ خود بخود معاً اوسکے سامنے آنے سے ہو جاتے ہین اور
عوام الناس بے خوش اور عقیدے کہہ بیٹہتے ہین کہ فلانے کے پاس موہنی یا منتر ہی غرض منتر

تو کچھہ نہین لیکن وہی تاثیر قوت طبیعت کی ہی جو ایسے ایسے مقام پر مثل سحر کے اپنا عمل کرتی
ہی الغرض جو نہین یہہ نابکار فی النار ہوا اوسکا لشکر پسپا ہوا اور تاتاریون کے مقابلے مین
نہ ٹھہرا جن صوبون کی لوگ ناراض و بیدل تھے سبھون مین ختائی حکام فغفور نے بھیجے اور
حکیم کنگ فوزہی کی آل سے ایک شخص کو صوبہ دار کانٹان کا بنایا اور اس اس طرحکی تجویزون
سے سبکو رام کیا یعنے اونکو اپنے ملکی بادشاہ کا نمکحرام کیا القصہ رفتہ رفتہ سب شہرون اور
صوبون کے لوگون نے تاتاریون کی اطاعت کا طوق گلے مین ڈالا الا کانٹان کا شہر
جہان ینگ لو اپنے کو بادشاہِ ختا قرار دیے بیٹھا تھا غرض آٹھہ مہینے تک تاتاریونکا محاصرہ رہا
اور چینگ چینک کنگ بیٹا اوسی ڈکیت چنگچی لنگ کا جو دغا سے تاتاریون کے ہاتھہ مارا گیا
تھا اوسی نے رسد اور غلہ سمندر کی راہ سے پونہچا کے اتنے روز تک غنیم کو روک رکھا
غرض سنہ ۱۶۵۰ مین ایک نمک حرام نے خاوند کو دغا دی اور شہر کا دروازہ شب کو کہول کر تاتاریون
کو دخیل ہونے دیا قہر سے بھرے ہوے تاتاریون نے بی کھٹکے قتل عام کیا اور اپنی دانست مین سبکو
زندہ نچھوڑا لیکن ینگ لو صرف جان لیکے شاہ پیگو کے نزدیک پناہ گیر ہوا اور سات برس تک
اوسکی دار الخلافہ مین بہت عزت اور حرمت کے ساتھہ اپنی میزبان کی شرافت کے باعث سے
رہا لیکن آٹھوین برس کوئی چو کے صوبے مین بلوا جو ہوا اور ینگ لو کو باغیون نے تخت دینے
کو بلوایا لالچ سے یہہ گیا لیکن راہی مین اوسی صوبہ دار نے جسنے تاتاریون کو ختا مین بلوایا تہا
ینگ لو کو مار لیا اور ینگ کے خانوادی سے پہر تخت ختا پر بیٹھنے کی امید منقطع کی جب کانٹان
کا شہر تاتاریون کے ہاتھہ آیا صوبہ کوانگ ٹان جسکا وہ پایتخت تھا تمام سر ہوا اور اوسکے
بعد اوچو کا صوبہ ستے لڑے بھڑے ملا غرض تمام ختا پر شمال تا جنوب اور مشرق سے مغرب
تک تاتاریونکا عمل ہوا اور کوئی سر اوٹھانے والا نرہا الا ڈکیت چینگ چینگ کنگ جسکو انگریزی
تاریخون مین کاگزنگا کہتے ہین اس شخص نے عجب عجب طرح سے تاتاریون کو تنگ کیا اور
ایکدفعہ بہار ہزار تاتار کی ناک اور دونون کان کاٹکے فغفور کے یہان تحفے کے طور پر بھیجدیا آخر کار

فارموسا کے جزیرے کو ولندیزے چہین لیا اور اوسیکو اپنا پایۂ تخت بنایا اور
توپین جوکہ ہر مقام سے ہاتہہ آئی تہین اونکو اس سلیقے سے قلعہ پر اوسنے جمایا اور
گولنداز معقول رکہا کہ جب تاتار کی بحری سپاہ لیکر فارموسا کی فتح کو گئی گولون کے
آگے سے ہمیشہ ہٹا لیکن آخر فغفور بہ مجبور ہوکر چپکا ہو رہا اور کاک زنگا برس مین دو ایکدفعہ
ہزار ڈیڑہ ہزار جہاز لیکر ختا کی سرحد پر آتا تہا اور کنارے کنارے لوٹ و تاراج کرکے اپنے
جزیرے کو پہر جاتا تہا سنہ ۱۶۵۱ مین فغفور کا چچا وزیر اعظم اور مہتمم سلطنت کا مر گیا اور چنچی خان
خود مختار ہوا حالانکہ نابالغ تہا ایسا قدردان علم و دانش کا یہہ شخص نکلا کہ ایک عیسائی پادری
آدم شال نام کا شاگرد ہوا اور اوسکی صلاح سے بہت قوانین ایسے جاری کیے گئے
کہ تاتار کی سلطنت کو استحکام ہوا اگرچہ ظاہر مین یہہ پادری عاقل اور فاضل محکمۂ ریاضی
اور شاہی رصاد کا حاکم لیکن در پردے وزیر اعظم تہا اور اوسیکی صلاح سے علم کا چرچا بہت
پہیلا اور طلبہ کے امتحان کے لیے ایسا ایسا سخت قاعدہ مقرر کیا کہ بے فضل اور کمال حاصل
ہوئی سرکاری عہدہ جو کسیکو ملے امکان سے باہر تہا اور ایکدفعہ جب ثابت ہوا کہ چبیس آدمیون نے
رشوت دیکر کام لیا تہا چنچی خان نے سب کو قتل کیا باوصفیکہ یہہ شخص عادل تہا لیکن نفسانیت
نے ایک مرتبہ اوس سے بڑا ظلم کروایا یعنے زن شوہردار پر عاشق ہوا اور اپنی خدمت مین لایا
اور جب اوسکے خاوند ایک سردار تاتار نے اپنی جورو کو لعنت و ملامت اوس حرکت کے لیے کی
زانیہ نے فغفور سے وہ بات کہدی اور اونہون نے اوس سردار کو بلوا کر اپنے ہاتہہ سے ایک
تہپڑ منہہ مین مارا اوس سردار غیرت دار کو اس ہتک آبرو سے ایسا صدمہ ہوا کہ مارے رنج کے
مر گیا لیکن اوسکا صبر شہنشاہ پر جوز آ پڑا اور سوداے دست بدست کا حساب ہوا کیونکہ اوسدن
زانیہ کا محل مین قدم رکہنا تہا کہ فغفور نے انتقال کیا اور سنہ ۱۶۶۱ مین اوسکا بیٹا کانگہی
آٹہہ برس کی عمر مین مسند نشین ہوا اور اوسکی نابالغی کے باعث سے امراے اپنے زمرے
مین سے چار شخصون کو وزیر بنایا اور اہتمام سلطنت اونہین سپرد کیا اختیار پاتے ہی اون وزیرون نے قانون جاری کی

کیا کہ کوئی خواجہ سرا[illegible]ہ دار سرکار نہین ہو سکتا ہی اور اون لوگون کو برطرف کرکے شہر بدر کردیا
جب ڈکیت کا کرنگا اور اوسکے بیٹے نے زیادہ ستایا اور لوٹ وتاراج کرنا شروع کیا وزیرون نے
حکم دیا کہ بحر محیط کے کنارے پر سے لوگ اپنے مکانات اور جا بے بود وباش کو موقوف
کرین اور دوسری جگہہ کئی منزل کے فاصلے پر اندرون ملک مکانات بناوین تاکہ ڈکیتون کو موقع
اور سہولت نہ ملے اور اتنی عقل اون بیوقوف وزیرون کو نہ تھی کہ نقل مسکن سے رعایا اور
ملک کو کسقدر نقصان ہوا اور سمندری تجارت کو ہرج پہونچا کیونکہ سوداگرون کو تردد خرید وفروخت
کرنے مین جب ہمیشہ ہوویگا اور دو طرح کا ہرج صرف باربرداری کا یعنے ایک اپنے ملک سے
جہاز پر آنیکا اور دوسرے کنارے سی شہر مین خشکی جانیکا حاصل ہوا تب سوداگر دوسرا بازار تجویز کرلیگا
جہان یہہ بکھیڑے نہ رہین اور بنادر ساحل پر بدستور ہووین دوسری قباحت عظیم یہہ وقوع مین
آئی کہ اوتنی زمین جو آباد نہ ہوئی برباد ہوئی اور تیسری بات یہہ کہ جب لاکھون آدمی کی اوقات
دفعتہً ویسی جگہہ پر مقرر کی گئی جہان کہ اصلی باشندون کی روٹی مشکل سے ہوتی تھی تو گرانی
خواہ مخواہ ہوا چاہے اسطرح کے نقصان کے علاوہ غربا کو اور کتنی حیرانی وتباہی ہوئی اون وزیرون
کو نہ سوجھی اور اپنی دانست مین تدبیر معقول ڈکیتون کی یورش موقوف کرنے کے لیے اونہون نے
کی حالانکہ تباہی اپنے ہی لوگون پر آئی سوا اسکے بیان ہو چکا ہی کہ عیسائی پادری آدم
شال کی بڑی قدردانی مغفور مغفور نے کی تہی اور اوسکے علاوہ اور اہل فرنگ کی دانش
اور علم اور زیرکی پسند کرکے ہر ایک کو علیحدہ خدمت دی ہتی غرض اون وزیرون کو یہہ
بات ناگوار معلوم ہوئی ہتی لیکن شاہنشاہ کے جیتے جی اون سی کچھہ نہ بن پڑی غرض
اونہین جب اختیار ہوا فرنگیون کو اونہون نے فوراً معزول کیا اور اکثر کو قید مین ڈال دیا
ان حرکتون کے ملاحظے سے فغفور اگرچہ بچہ تھا لیکن سمجھا کہ وزیرون کو سلطنت کرنیکا
سلیقہ نہ تھا اور جونہین مہتمم اول کا انتقال ہوا کانگ ہی نے زمام حکومت کو اپنے ہاتھہ
مین لیا اور تینون وزیرون سے محاسبہ طلب کیا اور تقصیرات عظیم ثابت کرکے اونکے قتل کا حکم دیا بعد اسکے

عیسائی پادریون کی مخلصی ہوئی اور فغفور نے اون لوگون سے تحصیل علوم اور فنون گستانی
کی شروع کی اور چونکہ صغر سن سے طبعی توجہ علم کی طرف تھی اور فضیلت اپنے بیان کے علوم
مین حاصل ہو چکی تھی اس لحاظ سے اوسکی طبیعت نے زیادہ مشقت کے تربیت پذیر ہوئی
کیونکہ ذہن کا مادہ جب نہایت قابل ہوتا اور معقول استادون سے درس ملتا ہی تو جس قدر
بار طبیعت کو دیا جاتا بخوبی سنبھلتا ہی بلکہ کثرت خیال سے تیزی و تندی قوت مدرکہ کو حاصل
ہوتی ہی اور اوسکی دلیل نہین چاہیے کیونکہ ظاہر ہی کہ ایک علم جسکو حاصل ہی دوسرا اوسی نہین مشکل ہی
الغرض شہنشاہ کو معقول حیثیت چند روزون مین حاصل ہوئی باوصفیکہ باغیون کے لڑنے اور بھاگنے
سے تمام روز تدبیر مملکت مین مصروف رہتا تہا اور فقط شام کو فرصت اور استراحت کے وقت
شغل علم کا کرتا تہا اوسان کوئی اپنے خاوندیگو کا خون کرکے جیسا کہ بیان صوبہ ینان
مین صوبہ داری کرتا تھا اور معتمد سرکار کا دو باعث سے تھا اول کارگذاری دوسرے اوسکے
بیٹے پیچین مین بطور یرغمال کے حاضر تھے غرض بدی اوسکی دل مین ہمیشہ سے تھی مگر بلوے
کی فرصت اوسنے نہ پائی غرض اوسیوقت موقع جو اوسنے پایا بغاوت کی بنا ڈالی اور
سانپ کے نیچے سانپ ہی ہوتے اوسان کوئی کے بیٹون نے یہہ تدبیر کی کہ نوروز کے
دن جب تمام ختائی اور تاتاری امرا اور وزرا حضور مین سلام کے لیے جمع ہووین تو سب
سب فغفور سمیت قتل کیے جاوین اسکی خبر شہنشاہ کو پہنچی اور تحقیقات جو اوسنے کی تو دار الامارة
مین ہزارون ختائیون کی سازش معلوم ہوئی باوجودیکہ اس قصور کے سبب سب ہی کا قتل
کرنا واجب تھا لیکن اتنے کا نقصان جان نامناسب سمجھکر فغفور نے معافی عام کا اشتہار
کیا مگر اوسان کوئی کے بیٹون کو بہت ذلت اور اذیت نسے مارنا سیاست ملکداری سے
باہر نہ سمجھا گیا جب اوسان کوئی نے دیکھا کہ بہید کہلا اور بیٹون کا وہ حال ہوا ملانیہ اوسنے
بغاوت کا نشان اوڑایا اور کئی سلاطین جو سابق فغفور کے خاندان سے تھی اور کان تانگ
اور فوکینگ کے صوبے جو بطور جاگیر کے اونہین ملے تھے سبھون نے باغی کا ساتھہ دیا اور مغلون

کی فوج شمال کی طرف سے یورش کرنے کے لیے تیار تھی اور دفعتہً جو چارون طرف سے
یہہ سامان ہولناک سامنے موجود ہوگیا باعث اوسکا یہہ تھا کہ اوسان کوئی نے آگے سے تدبیر
لڑائی کی کر رکھی تھی اور سب کو مہیا کر کے اپنی طرف سے بنا بغاوت کی ڈالی تھی ایسا ویسا کوئی
شخص ہوتا تو دشمنون کی تیاری دیکھکر گھبرا جاتا لیکن فغفور کی عقل جولان کو وسعت تدبیر ایسی
مقام تنگ مین ملی چنانچہ چھوٹتے ہی سلاطین تیوان اور فوکینگ کے آپس مین اوسنے فتنہ ڈلوادیا
اور جب وہ اودھر آپس مین لڑنے لگے اور جو فوج کہ فغفور کے مارنے کے لیے تیار ہوئی
تھی آپس مین اوبھی کانہی مغلون پر فوج قاہرہ کے ساتھہ چڑھہ گیا اور کئی شکستیں دیکر اونسے
الامان پکروایا اور اپنے فائدے اور اونکے نقصان کا اون سے عہد و پیمان کروایا وہان
سے پھرتا ہوا باغیون کی طرف جو آیا تخم فساد کا حاصل خرمن مین تیار دیکھا کہ دونون سلطان
ایکدوسرے کو تباہ کر چکے تھے اور وہان رعایا نے فغفور کا آنا اور جنگ و جدل کے بلا سے اونکو چھوڑانا
غنیمت جانا آخرکار امن کی صورت جو دونون صوبون مین ہوئی کانتان کے سلطان نے بھی
معافی چاہی اور اوسان کوئی کو بجز بھاگنے اور ینیان کے صوبے مین پناہ لینے کے دوسری
صورت نہ دکھائی دی اور یہ پہنچکر غم و غصے سے اوسکا دم خفا ہوکر نکل گیا غرض تاتار کی فوج
اوسکے پیچھے پیچھے لپٹی ہوئی گئی اور اوسان کوئی کے بیٹے نے مقابلہ کیا لیکن جب مغلوب ہوا
گلے مین رسی لگاکر مر گیا اور اوسکے مرنے سے فتنہ و فساد مٹ گیا چونکہ کانہی ہمیشہ قدیم نیکنام
فغفورون کی پیروی کرتا تھا اور حکیم کنگ فوزی کے احکام پر چلتا تھا اس سبب سے ختا مین غیر
ملکیون کے آنے اور وہان رہنے کو تجارت کے وسیلے سے اوس نے منع کیا اور جب کانتان
کا سلطان اوسکے خلاف مرضی کے عامل ہوا اور اپنے فائدے کے لیے حکم ٹالا فغفور نے ریشم کی
ڈوری اوسکے پاس بھیجدی اوس اشارے کو وہ سمجھا اور پھانسی لگاکر مر گیا اور اوسکے دیکھا
دیکھی اوسکے مشیر اور وزیر بھی اوسی طرح سے خودکش ہوئے سنہ ۱۶۸۱ مین سلطان کینگ نو
نے ظلم اپنے رعایا پر شروع کیا اور نالش جو فغفور کے پاس پہونچی اوسکی طلبی ہوئی دس [illegible]

مین وہ تقسیم کیا گیا اور چیل کو ون سنے اوسے کہا یا اسکے بعد فغفور نے اپنے اقرباؤن کو
کبھی ریاست ندی اور تمام صوبجات مین عالمون اور فاضلون کو ناظم کرکے بھیجدیا سنہ ۱۶۸۳
مین فارموسے کا جزیرہ جو کا کزنگا ڈکیت کے گھرانے سے متعلق تھا اس طرح سے مملکت ختا کے
تابع ہوا فوکینگ کے صوبہ دار کو فغفور نے حکم جزیرے کی فتح کا دیا اور موقع بھی بتلایا چنانچہ موافق
اوس اشارے کے اوسنے اشتہار کیا کہ جو لوگ بغاوت اور شہنشاہ سے عداوت کرکے اپنے
وطن اور باپ دادائون کے ہڑوار کو چھوڑ چھاڑ کے غیر ملکون مین گرے ہین اور غضب فغفور سے
لرزان و ترسان ہین اونکو تسمیہ اقرار سرکار کی طرف سے دیا جاتا ہی کہ اگر وہ لوگ اپنے اپنے
گھر پھر آوین اور غیر ملکون مین نرہین کسیطرح پر اون سے انتقام تو کیا مطلقا باز پرس نکیا جائیگا
یہ اشتہار نہایت عقل اور دور اندیشی اور مردم شناسی کی دلیل ہی اور نتیجہ اوسکا وہی ہوا جو
فغفور نے سمجھا تھا چنانچہ اوسکے مشتہر ہوتے ہی ہزارون باغی فارموسے کے جزیرے سے اپنے
اپنے وطن کو دفعتہ چلے آے اور جب باقی سنے دیکھا کہ صوبہ دار نے مواخذہ نہین کیا ڈکیت کا ساتھ
چھوڑ کر اکثر ختا مین آنکر رہے اور مراد فغفور کی برآئی کیونکہ طاقت اوس قزاق ابن قزاق کی
ایسی کم ہوگئی کہ جب فوکینگ کے صوبہ دار نے اوسپر تاخت کی اتنا کمزور اوسنے اپنے کو دیکھا
کہ فغفور کو عرضی کرکے اوس نے جان بخشی چاہی القصہ پیچین مین وہ آیا اور شہنشاہ نے اوسے
سرفراز کیا اور منصب امیر کبیر کا دیکر اپنے حضور مین رکھا اور دشمن جانی کو دوست دلی بنایا
غرض اسیطرح سے فارموسے کا جزیرہ تابعدار سرکار ختا کا ہوا کان ہی کی مدبری کی یہہ کتنی دلیلیں
جو راقم نے گذارش لیکن اس طرح کی بہت ہین اور سب کا اگر بیان کیا جاوے تو کئی جز کی کتاب
تیار ہووے غرض عاقل کے لئے اتنا ہی کافی ہی اوسکی بہادری اور سپاہ گری بھی
اوس بیان سے ثابت ہی جب خود اپنی فوج کا سپہ سالار ہو کر مغلون کے ملک پر چڑھ گیا تھا
اور دوسری دلیل اوس امر کی یہہ ہی کہ قلماق کا قبیلہ تاتاریون کا جب بہت زبردست ہوا اور
قالدان خان اونکے سردار نے لشکر بھاری لیکر کئی قوم تاتار کو جو باجگذار ختا کی سرکار کی تھین ستایا علی الخصوص قوم

مغل کو جس سے کاآن ہی نے عہد و پیمان کیا تھا تب فغفور درمیان مین آیا اور چند سال ایلچی
وغیرہ بہیجکر قاآن خان کو سمجہا کے زیادتیون سے اوسے باز رکھا لیکن جب طبیعت اوس شخص کی شاہ
نے مائل بفساد دیکھی اور اوسکی حرکتون سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح چوہا مارنا بلی کی جبلی ہی
اوسیطرح مردم آزاری اوسکی خلقت ہی تب فغفور نے اپنے متعلقین کی مدد کی اور فوج قاہرہ
کی سپہ سالاری خود لی اور اس چالاکی سے اون صحرائیون پر تاخت کی کہ بے مقابلہ کیے وے بہاگے
اور دم بہر سامنے نہ ٹھہرے غرض بارہ ہزار چیدہ اور جنگ آزمودہ سوارون کو لیکر فغفور نے بے توقف
تعاقب کیا اور قاآن خان نے بہت تنگ اور عاجز ہوکر اوس سے امان مانگی اور صلح چاہی
اس سردار پر فتح پا کے ملک تاتار مین کسی قبیلہ تاتار کو نے باجگذار کیے فغفور نے چہوڑا اور
اور ہر مقام پر سپاہگری اور بہادری اور مدبری اس طرح پر اظہار کی کہ سبہون پر ثابت
ہوا کہ کاآن ہی کا اقبال ترقی پر ہی اور پروردگار نے طاقت ملک گیری کی اور قابلیت ملکداری
کی دو صفتین جو اتفاق سے باہم جمع ہوتی ہین اوسکو عطا کی ہی اگرچہ یہہ حال اوسکا امور مملکت
مین تھا اور کیسی بڑی سلطنت اوسکی تھی ظاہر ہی ہی لیکن علم کا شوق اوس ہجوم افکار پر
بہی نہ گیا اور قاعدہ کاآن ہی کا تھا کہ خواہ دارالخلافہ مین ہو خواہ دشت تاتار مین خیمہ ڈالے ہو لیکن
ہر روز شام کے وقت تحریر اقلیدس کا شغل یا ہیئت کا بیان حکمت کی گفتگو یا منطق کی بحث یا شعر کا
مذاکرہ ہمیشہ اوسکی صحبت مین رہتا تہا اور جو اوقات کہ اکثر بادشاہ حرم سرا مین مستورات کے
ساتھہ کاٹتے ہین اون وقتون مین کاآن ہی فرنگی اور ختائی عالمون کی صحبت مین بیٹہا رہتا تہا
یا حصول علوم کرتا یا تالیف و تصنیف مین مشغول ہوتا تھا اور حال پرگوئی کا یہہ تہا کہ سو نسخے
سے زیادہ اوسکا کلام ہی اور ختائی زبان کی پہلی لغت تیتیس جلدون مین اور حکما کے پند اور
نصائح ایک سے اکیس جلدین سب فغفور کے اہتمام مین چہپین اور اگرچہ حق ہی کہ بادشاہون اور
امرا کی تصنیفون مین حکماے گردیدہ حال اور شعراے بے زر و اقبال کا بہت دخل رہتا ہی اور
اس جہت سے کچہہ شک نہین کہ اس فغفور نے بہی تصنیف و تالیف کے بارے مین اورون سے کام لیا

اور اپنا نام کیا لیکن اتنا تحقیق ہی کہ شاعری اور منشی گری مین اوسکو آمد اور غور و تلاش
کی وقت گوارا ہتی اس سبب سے اتنا کچھہ جو کیا تعجب نہین ہی چنانچہ ایک فقرہ اس وقت یاد آیا
کہ اوسکا ترجمہ یہہ ہی کہ تمام خلائق کو اپنے سے راضی کوئی بادشاہ نہین رکھہ سکتا ہے
بلکہ خدا تعالی کو اس مین مجبوری ہی کیونکہ جب باران رحمت سے نعمت برستی ہی تو
جس مقدار سے پہاڑون کے رہنے والے خوش رہتے اور اوسے موافق جانتے ہین
میدان کے باشندے اوسے سیلاب سمجھتے ہین اور شکایت کرتے ہین اور جب اونکی مرضی
کے موافق پانی برستا ہی کوہستانی امساک باران سے نالان ہوتے ہین پس جب کہ
پروردگار سبکو خوش رکھنے سے ناچار ہی تو ادنی سے ایک آدمی کی کیا حقیقت ہی کہ وہان شکایت
اوسکے حق مین نہ کہلے غرض اس طرح کے لطیفے اور فقرے فغفور کی تصانیف مین بہت ہی ہوئی ہین
اور آدمی اوسکی آمد طبیعت اور رسائی ذہن کے ہین سوا ان باتون کی فغفور کا قاعدہ تھا
کہ دوسرے تیسرے سال ہر صوبے مین جاتا تھا اور پرگنے پرگنے کے کاغذات کو خود ملاحظہ
کرتا تھا اور حکام کے ستائے ہوؤن کو داد دیتا تہا اور اوسکے سواجب دار الخلافہ مین رہتا
تو کوئی امر ادنی سے ادنی نہتا جسکی تجویز و تدارک اپنی ذات سے متعلق نہین رکہتا تھا
انہین سفرون مین سے ایک دفعہ کی یہہ نقل ہی کہ فغفور چند آدمیون کو لیے گہوڑے پر
سیدہی سادی وضع سے چلا جاتا تہا کہ ایک بوڑہا راہ کے کنارے پر بیٹہا رو رہا تھا اوسکو
فغفور نے پوچہا کہ ای پیر مرد کیون گریہ کرتا ہی اوس بے بی بہجا نے جواب دیا کہ اے دردمند
میری آنسو کا حال کیا پوچہتا ہی میری ایک بیٹا ہی جوان آنکہون کی روشنی اور اس ضعیفی کا
عصا ہی اوسکو اس صوبے کے ناظم نے زبردستی اپنے پاس نوکرون مین داخل کیا ہی نہ اوسے
یہان آنے نہ مجھے وہان جانے دیتا ہی یہہ سنکر فغفور نے اوسے کہا کہ آ میرے پیچھے زین پر
بیٹھہ لے اور وہ ملعون جہان رہتا ہی اوسکا گہر بتلا دے دیکھین تو سہی چل کے کہ میرے کہنے
سننے سے تیرے لڑکے کو چہوڑ دیتا ہی یا نہین وہ غمزدہ سوار ہوکر فغفور کے ساتھہ روانہ ہوا قیصر نظامت

مین یہ سنکر فغفور نے ناظم کو طلب کیا اور جو نہین اوس نے بادشاہ کو دیکھا سر نیچے کیے چپکا رہا غرض جب وہ لڑکا اندر سے آیا اور فغفور نے دیکھا کہ حقیقت مین ناظم کا قصور تھا اپنے ہاتھہ سے فوراً اوسکا سر کاٹ ڈالا اور بوڑھے ہاسی کو کہا کہ مین اس ظالم کے عوض تجھے صوبہ داری کا عہدہ دیتا ہون خبردار رہنا کہ کوئی قصور تجھہ سے ایسا نہ صادر ہووے کہ ایسی ہی سزا تو پاوے ختا کے قوانین فوجداری مین ۸۹ قانون یہہ ہی کہ بوڑھے اندہے لنگڑے لولے لاچار جنکا نہ کوئی اپنا یگانہ ہی اور نہ استطاعت خود رکھتے ہین اونکی خوراک و پوشاک اور ہر طرح کی پرورش سرکار سے متعلق کی جاوے اور اگر ایسے کسی شخص کی درخواست کی طرف حاکم کم توجہی کریگا بانس کے ضرب سے سزا پاویگا غرض اسکے مطابق ہمیشہ عمل مین آتا تھا لیکن سنہ ۱۶۸۷ عیسی مین اس فغفور باشعور نے حکم اسکی اصلاح مین یہہ جاری کیا کہ ستر برس کے آدمی کو خوراک و پوشاک موافق دستور کے ملے لیکن اسی برس والون کو علاوہ اوسکے ایک تھان ریشم اور کئی من چاول او گوشت اور چار پن سیری روئی ملے اور نوّے برس سے زیادہ عمر والون کو تا حین حیات اوسکا دونا دیا جاوے چنانچہ مطابق اسکے شمار کیا گیا کہ تمام صوبجات مملکت مین ایک لاکھہ چوراسی ہزار چھیاسی آدمی ستر برس اور ایک لاکھہ اونہتر ہزار آٹھہ سَو پچاس اسّی برس کے اور دس ہزار آدمی نوے برس کے اور اکیس آدمی سو برس کے اس فغفور کے وقت مین پرورش ہوتے تھے غرض باوصف اس کرم و رحم کے جو کانہی نے اپنے جلوس کے ستائیسوین برس سے شروع کیا اور دستور قدیم کو اس خوبی کے ساتھہ اصلاح دیکر زینت بخشی جب سنہ ۱۷۲۱ عیسی مین اوسکو ساٹھہ برس تخت پر بیٹھے ہوا فغفور نے پاے تخت اور اطراف کے بوڑھون کی دعوت ایک روز مسعود کو کی اور سب کے کہانے پینے کا مہتمم خود رہا اور انعام و اکرام دیکر رخصت کیا غرض چونکہ اوسکے پوتے کین لنگ نے ویسی ہی دعوت کی تھی او اوسکا ذکر وہین بہتر ہی اسواسطے اوسکا مشرح احوال اوس مقام پر ملاحظہ کرنا چاہیے کیونکہ پوتے نے اس امر مین دادا کی پیروی ہر طرح سے آرایش مجلس وغیرہ مین کی تھی اوسی سال مین سپہ سالار کی عرضی سے

خبر ملی کہ قلماق تاتار جنہون نے تبت بزرگ مین یورش کرکے لاما گروکے بال اور
نذرانے کو لوٹ لیا اور اوس طبقی کو بالکل برباد کیا تھا اونکو ایسی شکستین متواتر ملین ہین
کہ اونکے ہاتھہ سے ملک مقبوضہ چہن جانیکے علاوہ اوس قوم مین ایذارسانی کی طاقت
باقی نہین رہی ہی غرض تبت سرکار ختا کا باجگذار اوسی سال سے آجتک ہی دوسرے
برس یعنی آخر سنہ ۱۷۲۲ع مین فغفور کو اپنے وطن یعنی ملک مانچو تاتار مین جانیکا اتفاق
ہوا اور وہان پر جاتے وقت شمال کی مرطوب ہوا سے برودت مزاج مین اسقدر سمائی کہ
تمام ادویہ اور تدبیر اطبا پر غالب ہی اور پیغام اجل کا لے آئی کئی روز قبل مرگ کے فغفور
نے اپنے بیٹے ئنگ چینگ کو جانشین مقرر کیا اور تخت پر وہی بیٹہا قبلا خان کے سوا کانگہی
کے برابر کوئی فغفور مدبر اور بہادر اور عالم اور عادل نہین ہوا اور اوسکی عادات اور حرکات
سے بھی ظاہر تھا کہ اس دل و دماغ کا آدمی دنیا مین کم ہوتا ہی اور جب آتا ہی ایک عالم کو
زیر و زبر کرتا ہی باپ کا جو نہین انتقال ہوا ئنگ چینگ نے کئی ایک عیسائی پادری
کے سوا سب عیسائیون کو مملکت سے نکال دیا اور اون لوگون کے جانیسے علم کی زور بہی
دن بدن کم ہوئی اس لیے کہ ریاضی کے اصول اور فروع مین جو خامی علما ختا کی ہتی
اور پادریون کے رہنے سے مٹی جاتی ہتی وہ موقوف ہوئی دوسرے یہہ کہ فرنگستان
کی نئی ایجادین پادریون کے وسیلے سے ختا مین رواج پاتی تہین اور اونہین لوگون سے
اون چیزون کے نسخے دریافت ہوتے تتے اور کاریگر نقل بناتے تتے یہہ سب باتین
موقوف ہوئین مورخون نے پادریون کے اوپر خفگی ہونے کا دو سبب لکھا ہی ایک یہہ
کہ خاندان فغفور مین سے کئی شخصون نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا دوسرے یہہ کہ
علما ختا کی بزرگی چونکہ اون ہوشیارون کے رہنے اور برابر بحث کرنے سے کم ہوگئی ہتی
اس سبب سے پادریون کے زیادہ تر وے دشمن تہے لیکن کانگہی کے جیتے جی
کچھہ کر نہین سکتے تہے غرض اوسکے مرتے ہی ئنگ چینگ لوگون نے فرنگستانیون

کی طرف سے ایسا بد کیا اور اس قدر ڈرایا اور بہکایا کہ سبکو اوسنے ملک سے نکال دیا اور دوچار
کو پایہ تخت مین اس لحاظ سے رکہا کہ تقویم کی درستی اور کسوف وخسوف کے حساب کی
صحت جو اون سے ہوتی ہتی ختائی ہیئت دانون سے لاممکن ہتی سوا اسکے طبیب کامل
یہہ لوگ تھے اور باوجود کئی علاج کے جسمین مسیحائی اونہون کی ہتی سنہ ۱۶۹۲ مین
کانہی کو ایسی تپ آئی کہ تمام ختائی طبیبون نے کنارا کیا اور بہروسا اوسکے بچنے کا
کسیکو نرہا اوسوقت پادری گربیلون صاحب نے کنین سے اچھا کیا اور رتبہ اون بزرگون
کا آگے سے بہت زیادہ ہوا الغرض ینگ چینگ کی بیوقوفی کی وہی ایک حرکت کہ جو
شروع جلوس مین اوسنے کی ہتی ورالا تدبیر مملکت اور رعایا پروری مین کوئی بات ایسی اوس سے
سرزد نہین ہوئی جس سے بدنام ہوا اور کم عقل یا ظالم کہلایا ہوا وسکی دلیل یہی ہی کہ ایک دفعہ
جب ہچیلی اور سانٹانگ اور ہونان کے تینون صوبون مین قحط ہوا فغفور نے مالگذاری
اوس سال کی معاف کردی اور دوسری بابت عقل اور قدر دانی کی اوس سے یہہ ہوئی کہ ہر حاکم
شہر یہہ فرمان گیا کہ اپنے اپنے نقشے مین جتنے خداپرست اور نیک اطوار اور خوش کردار لوگ
نکلین سب کے سب پایہ تخت مین بہیج دئیے جاوین تاکہ اونکی دعوتین ہووین اور سرکار سے
انعام پاوین اوسکی رواج پانی سے اکثر لوگ جو آگے بدوضعی کی بدنامی سی ڈرتے نہ تہے
ظاہر انیکی اختیار کرنے لگے تاکہ بادشاہ کے منظور نظر ہووین اور بہلمنسیت کی جزا ہاتہون
ہاتہہ پاوین علی ہذا القیاس کشت کاری کو ترقی دینے کے لیے انعام اوس کشتکار کے
لیے مقرر کیا گیا کہ جسنے خراب زمین کو آباد کیا ہو یا مشقت یا جد وجہد سے اپنے
کہیت کا حاصل بڑہایا ہو ایک قانون اس طرح کا اوسنے جاری کیا کہ سرکار کے عہدہ دار
سب کی سرگرمی اور چستی اور راستی یا کاہلی وبرائی کی خبر ہر ناظم اور حاکم کی ماہواری اطلاع
مین دیجاوے تاکہ نیک کو جزا اور بد کو سزا پہنچے حالانکہ اس قانون سے اکثر ایسا ہوا کہ لوگون نے اپنے
دشمنون سے عوض لیا اور دوستون کا پاس کیا لیکن یہہ برائی قانون کی کچہہ نہتی فقط اون حاکمون

کی بدذاتی جنہون نے خاوندکی بہتری پر اپنے دل کی خواہش کو مقدم کیا اور جو شخص کہ لکھہ بہیجا بادشاہ بیگم بہت سلیقہ شعار دختر سردار عالی وقار اور رحم وکرم اور داد و دہش کی مخزن اور عقل و دانش کی معدن تہی اور اغلب ہی کہ فغفور نے اکثر قوانین مستحسن اوس عورت نیک سیرت کی صلاح سے اجرا کیے ہونگے غرض اپنے نام سے بادشاہ بیگم نے دو قانون نکالی ایک یہہ کہ جو بیوہ شوہر کے نام پر بیٹہی رہے اور دوسرا نکاح نکرے اور بدفعل نہووے تو سرکار سے اوسکی پرورش کے لیے وظیفہ قابل حیثیت کے ملے اور دوسرا قانون یہہ تہا کہ ستر برس کے سن سے زیادہ جو عورتین مملکت مین ہووین اونکے لیے وجہ گذران مقرر کی جاوے تا آخر عمر کو ٹہنڈے جی سے وی کاٹین اور دم واپسین تک دعا دیوین سنہ ۱۷۳۰ مین صوبہ چیلی مین زلزلہ اس شدت سے ہوا کہ ہزارون آدمی گہرون کے نیچے دبکے مرگئے اور عمارتین بی شمار گر پڑین غرض فغفور نے مبالغ کثیر خرچ کیا اور جسکا جس قدر نقصان ہوا تہا عوض کردیا اور جسکا شوہر اوس سانحہ مین گذر گیا اوسکی بیوہ کے لیے وظیفہ مقرر ہوا اور اوسیطرح تمام یتیمون اور بیکسون کی خبر اوس غریب پرور نے لی اور حتی الامکان ہر آفت رسیدہ کو تسکین دی یہہ رحم اور کرم فقط رعیت کے واسطے تہا لیکن اپنے بہائیونکا ایسا دشمن تہا کہ کوئی کسی غیر کا بہی کم ہوتا ہی چنانچہ اپنے تیرہ بہائیون پر بڑا ظلم اوسنے کیا اور بلاواسطہ اونہین لوٹا اور مارا اور بعض کو قتل اور بعض کو خارج البلاد کیا اور یہہ ایک نظیر خلقت انسان کی سرشت کی ہی کہ ایک ہی شخص کے مزاج مین ظلم اور عدل یا امساک و اسراف یا خلق و بدمزاجی کا ساتہہ رہتا ہی اور کبہی ایک اور کبہی دوسری رگ زور کرتی ہی اور ایسی نیرنگی دیکہائی ہی کہ اوسی شخص کی ایک حرکت فرشتے کی اور دوسری شیطان کی معلوم ہوتی ہی القصہ سنہ ۱۷۳۶ مین فغفور نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا کین لنگ قائم مقام ہوا جس وقت یہہ فغفور تخت پر بیٹہا باپ کے نکالے ہوئی شہزادون کو اوسنے چین مین پہر بلوایا اور اس طرح ان مظلومون کے ساتہہ پیش آیا کہ گذشتہ ایام غم و ستم کا اون لوگون کی یاد سے جاتا رہا خاص و عام کو فغفور کی شفقت اور رود اقربائیت پسند ہوا کیونکہ اون بیچارونکے حال پر سب کو افسوس تہی

تھا اور ینگ چنگ کا ظلم ناپسند اور موجب گزند تھا حالانکہ کین لنگ کے باپ کی ایسی ہی بیچ
ریاست تھی لیکن بلوے اور فساد کی نمایش کہین پر نہوئی اور ظاہر اسب قوم قلماق تاتار کے
ساتھ صلح رہنے کا بہی تھا کہ اگرچہ وے زور آور اور کینہ ور تھے اور قابو پاتے تو ختا پر یورش
کرتے لیکن ینگ چنگ نے اپنے اور اونکے ملک کے درمیان لشکر قاہرہ نگہبان رکہا تہا
سوا اسکے فغفور نے اون لوگون کے خانگی قضیون مین ہاتھ نہ ڈالا اور نہ اپنے طرف سے بہی کوئی
بات ایسی کی کہ موجب اونکے ملال کا اور سبب تکرار یا جواب و سوال کا ہووے لیکن کین لنگ
کو لڑائی اور فتح مین نام نکالنے کا شوق تھا اس لحاظ سے جب قلماق تاتار کے ایک سردار
اموَرسانا نے آن کر فغفور کے پاس نالش کی کہ دوسرے سردار نے اوسکے میراث چہین لی ہی
کین لنگ نے فوج قاہرہ اوسکے ساتھ بہیجکر غاصب کے قبضے سے ملک چہین کر اوسکے حوالہ کیا لیکن
عنان حکومت فغفور کے ہاتھ مین رہی یہہ بات اموَرسانا کو ناگوار معلوم ہوئی اور جونہین
ختائی لشکر اوس دیار سے روانہ ہوا اور موقع اوسنے پایا فغفور کے باقی آدمیون کو نکالدیا
اور اختیار اپنے ہاتھ مین لیا فغفور اس خبر سے پر قہر ہوا اور دوسرا لشکر بہیجکر شہر ایلی ماتحت کے
ملک قلماق کو چہین لیا اور اموَرسانا کو ملک سے نکالدیا وہ پہلے اپنی قوم کے بعض سردارون کے
پاس پناہ کے لیے گیا لیکن دغا کے خوف سے آخر روس کی مملکت مین جا رہا شہر ایلی کی
فتح کے بعد ختائی سپہ سالار اور سردار سب امن سمجہکر غافل رہنے لگے اور کرغز اور قزاق
اور تورغوت اور کہوہارد قبائل تاتار کے دل مین جو بغض تہا اوس سے وے آگاہ نہ تہے غرض
ایک ہی دفعہ ان چارون قبائل نے ختائی لشکر کو گہیر لیا اور رسد بند کردی اور ہر طرح سے
اتنا تنگ کیا کہ اگر دوسری فوج مدد کو جلدی نہ پہنچتی تو یہہ محاصرے مین مارے جاتی اور ایک سپاہی
کی خبر نہ ملتی غرض جب دونون ختائی فوجین اس طرح سے ساتھ ہوئین تو چند روز مین بقول
ختائیونکے دس لاکھ قلماق کی لاشین ڈہیر کی گئین اور یہہ انتقام فغفور نے لیا کہ قلماقون مین ایک
سرکش باقی نرہا اور اونکا تمام ملک ختا کی تحت مین آگیا بخاری کے دو مسلمان سردارون کی میراث اوس

ملک کے بادشاہ نے چھین لی تھی لیکن جب فغفور نے بزور شمشیر اونکا حق دلوادیا اون ہیوفاؤن
نے بلوا کیا اور امور سانا کی طرح ختائیون سے پیش آے غرض مقابلے کے وقت ہٹے اور ہندوستان
کی طرف بھاگے مگر راہ مین گھیرے اور مارے گئی اور اونکی املاک مملکت ختامین داخل ہوئی اوسی ایام مین
دوسری فوج ختا کی کاشغر کے تاتار پر غالب آئی اور اونکی سلطنت بھی چھن گئی ان فتحون کی
خبر حضور مین پہونچنے سے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ سپہ سالار میدان جنگ سے جو پھرے تو فغفور کے
حکم سے دولت سرا کی سیڑہیون تک گھوڑے پر آئے اور فغفور ساتھہ اعیان اور ارکان ریاست کے
آئے اور اونکو گھوڑون سے اوتارکے قصر شاہی مین لے گئی اور اپنے ہاتھون سے ضیافت کھلائی اور تمام
سارے شہر مین روشنی ہوئی اور آتش بازی چھوٹی سنہ ۱۷۶۷ امین شاہ برما نے کوئی وجہ لڑائی کی
فغفور سے نکالی تب فوج ختا کی اوس طرف روانہ ہوئی لیکن برماؤن نے کمینگاہ مین گھیر کر ایسا
شب خون مارا کہ بجز چند سپاہ کے کوئی ختامین پھر نہ آیا غرض جب اون لوگون سے حال معلوم ہوا
فغفور نے دوسرا لشکر روانہ کیا اور سپہ سالار کوئی سردار بہادر اور مدبر اوس فوج کو لیکر گیا لیکن جنگل کی
تپ اس شدت سے فوج کے بیچ مین نمود ہوئی کہ آدھی سپاہ سے زیادہ زیر زمین گئی اگرچہ اس وبا سے
مجبور ہوکر کوئی پھر گیا لیکن اوسپر بھی عہد و پیمان اس بندوبست کا شاہ برما سے کہ اوسکا سفیر
پیچین مین آیا اور اپنے آقا کی مہر عہدنامے مین کی اس مہم کے نتیجے سے فغفور کو بڑا افسوس
ہوا لیکن ساتھہ ہی اوسکے ایک امر ایسا وقوع مین آیا کہ رنج خوشی سے مبدل ہو گیا چنانچہ جب
قلماق تاتار کا ملک ہاتھہ آیا اوس قوم کا ایک قبیلہ روس کی مملکت مین جا بسا تھا غرض سنہ ۱۷۷۰
مین وے اپنے وطن مین پھر آئی اور فغفور کی تابعدار کہلائی اور ہر چند روسیون نے قصد اونکو روکنے
اور اپنی ریاست سے نجات نہ دینے کا کیا اور فغفور کو بھی دھمکایا لیکن نہ اون لوگون نے مانا اور نہ کین لنگ نے
کچھہ سنا اور اوس قبیلے کی سردارون کے ساتھہ بہت احترام سے دربار عام مین پیش آیا صوبہ سیچوین
مین ایام قدیم سے چند قبیلے ایک قوم تبتی کے سنگی مکانات اور سنگ ہی کے قلعے اور شہر پناہ
کے پہاڑون کے درمیان مین رہتے تھے خاندان مینگ اصلی فغفورون کے باجگذار رہے تھے اور جب یانچو

تاتار کا دور ہوا انکے لڑے بھڑے کو اونکے تابعدار ہوئے غرض کین لنگ کے وقت مین اتفاق
ایسا ہوا کہ اوس قوم کے دو سردارون مین قضیہ کی بنا ہوئی اور ایک کو جو شکست ملی فغفور کی پاس آکے اوسنے
فریاد کی اور اودہر سے ایک فوج مدد کو گئی لیکن کوہستانیون نے ختائیون کو ایسی شکست دی اور
اسطرح سے فوج کو کاٹ کوٹ کر صاف کر دیا کہ ایک شخص کا تپا نہ ملا پھر سنگر و سر لشکر شاہنشاہی بھیجا
غرض پہلی فوج کا جو احوال ہوا تھا اوسکی قریب قریب ونکا بھی حال ہوا آخر کو کین لنگ نے اپنے سالے
لوکانگ کو پیغام صلح کا دیکر روانہ کیا غرض اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ختائیون کو بزدل اور کمزور سمجھکر اون
لوگون نے باج دینا موقوف کیا اور سنہ ١٧٥٨ مین یورشون کی ایسی بنا اونہون نے ڈالی کہ اپنا کینہ ختائیون
سے چودہ برس تک خوب لیا آخر اکوئی وہی سپہ سالار جرار بھیجا گیا اور اوس نے تدبیر معقول سے سرکشون کے
سردار کو گرفتار کر کے پیچین مین داخل کیا اور شہنشاہ نے اپنی سامنے اوسے بڑی جانکندن سے ہلاک کر ڈالا اور
کین لنگ کو ہمیشہ شوق یہہ تھا کہ جب کوئی مجرم جرم عظیم مین گرفتار ہو کر سامنے آتا تھا تو آپ اوسے روبرو اوس
بدبخت کو مصیبت سختی کے ساتھ مروا ڈالتا اور جسپہ خفا ہوتا تھا اوسکا خدا ہی حافظ تھا غرض اس سنگدلی کا
نتیجہ آخر کو اسطرح ظہور مین آیا کہ نان وی اور وان لنگ ختائیون نے اس بندوبست کے ساتھہ باغیون کو
ایک جگہہ جمع کیا کہ بارہ ہزار کا ایک سنگین لشکر تیار ہوا اور دفعتہ جو نشان ملوی کا اور اسوقت کے حاکم
سے کچھہ بن نہ پڑا اور شہر چھین کر وان لنگ نے اپنے کو فغفور قرار دیا غرض ایسا سفلہ تھا کہ ناچ اور رنگ مین
اوقات کاٹنے لگا اور یہہ نہ سمجھا کہ ملک گیر وہی ہوتے ہین جو جی جان کے لڑتے ہین اور اپنا گھر وہی
لوٹا دیتے ہین جو عیش طلب ہوتے ہین آخر تاتار کی فوج اوسکی حالت غفلت مین آن پہونچی اور شکست
کامل جو وان لنگ کو ملی خودکشی اوسنے کی اور اوسکا ساتھی نان وی گرفتار ہوا اور دار الخلافہ
کی طرف بھیج دیا گیا اور کین لنگ نے اوسکو اور چند بداندیشون کو ایک ہی دفعہ کمال اذیت سے مروا ڈالا
فغفور کا اقبال زبردست تھا کہ کسی اتفاق سے وہ موافق معمول کے شکار کو اوس ایام مین نہین گیا تو الا باغیون نے
بندوبست اوسکے اسیر کر لینے کا کیا تھا اور ہزار آدمی چیدہ اور جانباز کو کمین گاہ مین بٹھایا تھا اگر فغفور
میدان مین نکلتا تو بے شک گرفتار ہوتا بلکہ جان سے مارا جاتا جب وہ معین ٹل گیا ہزار آدمی کی جان پر آ بنی

ہر طرف پہیلی اور فغفور کو فوراً خبر ہوئی اور اسی کو موقع معقول سمجھ کے عیسائیون کے دشمنون نے
فریب دیکر اون بیچارون کو خواہ مخواہ اوس بلوی کی صلاح سے بدنام کیا اور فغفور نے تحقیقات کے
اور ثبوت لیے فقط مفسدون کے کہنے پر اوس قوم کی ساتھ دشمن کی طرح پیش آیا اودہر جو نہین فتنہ مٹا
دوسری طرف سے شروع ہوا اور ایک قوم ختائی جو کنول سے گٹے کی قوم کہلاتی ہی مستعد بفساد
ہوئی اور اس بلوی کے محرک نے بڑی بڑی لڑائی کی لیکن اپنی قوم کے سوا اوسکی پشت پر کوئی نہ تھا
اس لیے مراد اوسکی بر نہ آئی وہ مارا گیا اور اوسکی دو جورون کی لاشین اوسکے دونون بغل مین
میدان جنگ مین ملین غرض اون دونون ندیون نے ایسی ایسی جراتین کین تہین کہ بڑے بڑے بہادر سپاہیون نے
اقرار کیا کہ اپنے ہوش بہر مین اونکے مقابل کسی شخص کو کم دیکہا اور اونکی سپاہگری کا حال سنکر فغفور
کو اون دونون کی صورت دیکہنے کا ایسا شوق ہوا کہ اونکا سر کاٹ کے دار الامارۃ مین آیا اور
خاص و عام نے بحیرت دیکہا کہ اس نزاکت کے ساتھ اتنی مضبوطی کیونکر شامل تہی غرض اس بات کو
او نہین سوچنا تہا کہ بہادری قوت روح پر موقوف ہی اور ہاتھ پانون گوشت ہڈی سے کچھہ متعلق
نہین ہی اور نہ طاقت جسمانی پر اوسکا وجود قائم ہی کیونکہ کون ایسا ہی کہ جسنے کسی سند کے آدمی
کو کسی سختی کی سامنے سے نوک دم بہاگتے نہ دیکہا ہو لیکن لنگ نے باپ دادا کی طرح اپنا بہی یہہ
طریق رکہا کہ مملکت کے صوبون اور پرگنون مین اکثر وہ جاتا تہا اور مظلومون کی فریاد کو خود پہونچتا
تہا اور اسیطرح پر نانکین کے ناظم پر ظلم جو ثابت ہوا فغفور نے اوسکو قتل کیا اسی سن مین
لاماگرو کے دیکہنے کا شوق جو اوسے ہوا بہت کروفر اور خدم و حشم کے ساتھ وہ شخص
بیچین مین آیا لیکن عجب طرح کی پشیمانی بودہیون کو ہوئی جب تیلا مین اوسکی موت دار الامارۃ
مین ہوئی اور اون لوگون کے فقرون کا عقدہ کہلا اور خاص و عام پر ثابت ہوا کہ اوس شخص
کو بقا نہ تہی اور مثل اور بنی آدم کے فنا اوسکے حصے مین بہی آتی تہی جو نہین لاماگرو نے
انتقال کیا مفسدون نے تبت مین فساد اوٹہایا اور بلوے کا حاصل یہی ہوا کہ تبتیون کی بچی بچائی
سرخودی معدوم ہو گئی وہ حصہ بخارا کا جو موسوم بہ کیانگ سی کی تحت مین آیا تہا اوس مین چند قبائل

ترکی اور قلماق تاتار کے ملے جلے رہتے تہے اور دو فرقہ ایک سفید کلاہ والے یعنے آق باشی اور
دوسرے سرخ کلاہ والے یعنے قزل باشی رہتے تہے اتفاق ایسا ہوا کہ آپس ہی مین وے بگڑے اور
جنگ و جدل پر موجود ہوے اور مذہب ہی کا سبب تہا کہ یہہ فتنہ پہیلا کیونکہ ایک نے دوسرے کے طریق
کو نادرست ٹہرایا اور آق باشی نے جو سنی تہے قزل باشیون کو اپنے طور پر لانیکا قصد کیا اور ان
شیعون نے تبرا کیا اور سنیون نے اونہین رافضی کہا اور اونہون نے خارجی ٹہرایا اون لوگونکا یہہ
ڈہنگ دیکہکر صوبہ دار کیانگ سی نہایت خفا ہوا اور کہلا بہیجا کہ تم دونون عجب بیوقوف ہو کہ باوجود
ایک مذہب و امت محمد ہونے کے ادنی اسے امر کیلیے جو تمہارے اصل دین سے کچہہ متعلق نہین
کیونکہ تمہارا کیا بگڑتا ہی کہ علی کو لوگون نے چند روز تخت خلافت سے محروم رکہا آپس مین سر کٹول کرتی
ہو پس اگر تم لوگ آپس کی خونریزی سے دست کش نہین ہوگے تو مین سبکو مملکت سے نکال دونگا اس
دہمکی سے قزل باش قضیے سی باز آئے لیکن آق باشیون نے کچہہ خیال نکیا اسی سبب سے صوبہ دار نے
اوس قوم کے دس ہزار آدمی کو خارج البلاد کیا اور وے جو وہان سے بیزار رہے تو مسلمان تاتار کو ترغیب
دینے لگے اور ختائیون کو کفار قرار دیکر قصد یورش اور انتقام کو جہاد ٹہرایا اور ساٹہہ
لاکہہ آدمی دست بشمشیر ہوے غرض حاکم بیگ ایک سردار اون مسلمان امیر کو گرفتار کر لیا جو
باغیون کا سپہ سالار ہونیوالا تہا باوجود اسطرح پر پہلے ہی قدم پر ٹہوکر کہانے کے آق باشیون
نے صوبہ کیانگ سی پر تاخت کی اور چند پلٹنین سرکار کی جو مقابلے مین آئین شکست کہا کر
بہاگین لیکن جب خبر ہوئی کہ اکوئی سپہ سالار جرار فوج قہار لیے اونکی طرف آتا ہی آق باشیون نے
قدم ہٹایا اور سنگین قلعے مین پناہ لی غرض جب وہان پر ختائی سردار پہنچا اور ایسا شدید
محاصرہ کر بیٹہا کہ آب و دانہ اون لوگون کا بالکل بند ہوا تب مسلمانون نے اپنے لشکر کی تمام
مستورات اور لڑکون کو مار ڈالا تاکہ غلہ چند روز اور بہی کفاف کرے لیکن اکوئی نے متواتر
ایسے حملے کیے کہ ختائی سب قلعون کی دیوارون کے پار ہوگئے اور قتل عام کرنے لگے اور اوس
سپہ سالار خونخوار نے بجز چند سردارون کے جنکو فغفور کے ہاتہہ سزا پانے کی لیے پیکن مین اوسنے بہیجا

باقی ایک متنفس کو زندہ چھوڑا بلکہ شہنشاہ نے حکم دیا کہ صوبہ کیانگ سی مین کوئی مسلمان
پندرہ برس سے زیادہ سن کا باقی نرہے اور فرمان کے مطابق اسکو عمل مین لایا پیہ سانحہ
سنہ ۱۷۸۴ مین ہوا اور چونکہ سال بھر کے بعد یعنی سنہ ۱۷۸۵ مین فغفور کے جلوس کا
پچاسوان برس ہونے والا تھا اسی وقت سے ہر صوبے اور ہر شہر کے نظام اور حکام پر حکم جاری
کیا گیا کہ اونکی تحت حکومت مین جتنے لوگ سال خوردہ جلیل القدر ہوں سبکو سواری اور
سفر کا خرچ مطابق حیثیت کے دیکر دار الامارۃ کی طرف روانہ کرین اور تاکہ تمام اہل کار ارباب سیف
وقلم ادنی سے اعلی تک کو انعام و اکرام دیا جاوے اور زیادہ حیثیت کے طلبا کو نوکری ملے اور
بندی خانون کے قیدیون مین کم قصور والون کو مخلصی اور مجرم جرم کبیرہ کی سزاؤن مین تخفیف
کی جاوے فہرست ہر فرد کی حقیقت حال کی طلب کی گئی اور تمام رعایا کا خزانہ ایک برس کا معاف
کیا گیا الغرض جب فرمان جاری ہوا خاص و عام کا دل شاد ہوا اور بوڑہون کا سارا درد و دکھہ
دور ہو گیا جدہر دیکھیے یہہ سب خوش و بشاش تھے گویا حاجت ہاتھہ کے عصا اور آنکھون کے
چشمے اور غیر کے سہارے کی نرہی یہان تک کہ جوانون کو پیر نود سالہ سے رشک ہوا آخر جو دہوین
ماہ فروری سنہ ۱۷۸۵ عیسوی کو روز معہود آیا اور سب بوڑہون سے تین ہزار کو جو سب سے سن رسیدہ
تھے رقعہ نوید فغفور کا دستخطی دیا گیا اور قصر شاہنشاہی مین سب جمع ہوے آٹھہ بجے حضرت شہنشاہ
دربار عام سے فراغت کر کے ایک بڑے سفید سنگ مرمر کے بنے ہوے تخت مرصع پر جلوہ افروز ہوا اور مدعو
لوگون کی طلبی ہوئی قطار قطار سے موافق رتبے کے میزون کے گرد یہہ سب لوگ بیٹھے اور نقارے
پر چوب پڑتے ہی دروازے چارون طرف کے کہلے اور دسترخوان پر ہزارون قاب کہانے کے چنے گئے
اور فغفور کے خاصے کی شرابون سے پیالے لبالب کیے گئے اور حضرت کے بیٹے اور پوتے اور خاص اقربا مثل
خدمتگارون کے ہر شخص کی رکابی مین کہانا دیتے اور انواع طرح سے دلجوئیان کرتے پہرتے تہے
اور فغفور کی توجہ سبکے حال پر تہی ہی لیکن کئی شخص کو جو خاص اپنے ساتھہ ایک ہی میز پر بیٹھے تہے
اونہین حضرت نے اپنے دست مبارک سے کہلایا اور پلایا غرض جب سب قسم کے کباب اور شوربے اور

سالن اور روٹی اور مربے میوے وغیرہ تمام ہوے اور کسی اکول کی بہی سیر ہونے مین کسر
باقی نرہی دسترخوان اوٹہا اور بہانڈ اور نقال اور گوییے سب آ اور اہل انجمن کو ہنسا ہنسا کر کہانا
ہضم کرایا بلکہ بہوک دلوائی اور پیری کے افکار کے بچے بچائے آثار مٹائے جب وے رخصت کیے گئے فغفور نے
ہر شخص کو ایک ایک کرکے پاس بلایا اور ہر کسیکا پیالہ اپنے ہاتھہ سے بہر دعا دیکے اوسکے ساتھہ پیالہ
سبہون کی باری ہوجانے سے فغفور نے استراحت کرنیکا حکم دیا وہین دیگر برخاست کی اور وہ محل مین
گئے اید ہر انعام بٹنے لگے اور ہر شخص موافق حیثیت کی سیم وزر اور کمخواب اور ریشم کے تہان پاکر
رخصت کیا گیا تو ارالامارہ مین تین ہزار بوڑہون کو جو ہر شہر کے خواص سے تہی فغفور نے اپنے ساتھہ
کہلایا اور اسی وضع سے اوسی روز معہود پر نظام اور حکام نے اپنے اپنے دسترخوان مین اون بوڑہون
کی دعوت کی جوکہ چین مین طلب نہین ہوسکتی تہی اور اون لوگون مین سے جو ساٹھہ برس والون کو چار من
عمدہ چاول اور ایک تہان سوتی کپڑا اور پیر ہشتاد سالہ کو آٹھہ من چاول اور دو تہان کپڑا اور نوے برس
والون کو چوبیس من چاول اور دو تہان ریشم ایک موٹا اور ایک باریک اور سو برس والون کو چالیس
من چاول اور دو تہان باریک ریشم کی عنایت ہوئی سوا اسکے جمیع رعایا کو ایک ایک برس کا خراج
معاف کیا گیا اور فغفور چین کی رعایا پروری اور مہربانی سے غربا نوازی اسی ایک بات سے
ایسی ظاہر ہے کہ اگر اسی تاریخ مین صدہا دلیلین انہین صفتون کی ہوتین تو بہی ایک کافی تہی
فغفور کانگ ہی نے اپنے جلوس کی ساٹہوین سالگرہ مین ایسی ہی دعوت کی تہی اور ایجاد
اس دستور کا اوسی پر مشہور ہے اور کین لنگ نے دادا کی پیروی ہر امر و نہی مین کی بعد اسکے
کئی برس تک چارون طرف امن رہا لیکن جب باچین کا تخت کسی بہادر قسمت آزما نے بادشاہ
ملک سے چہین لیا اور وہ فغفور کے پاس مدد کے واسطے ملتجی ہوا اوسکی درخواست کے موافق لشکر گیا
اور اوائل مین فتحیاب ہوا لیکن اخیر کو باچینیون نے بدستور ایسا شب خون مارا کہ جو قصے کے
تصفیے کے واسطے گئے تہے اونکا آپ ہی قصہ تمام ہوگیا اور چند سپاہ کے سوا اوس دشت
مرگ سے کوئی جیتا نہ پہرا اور دوبارہ فغفور نے قصد اوس طرف کا نکیا سنہ ۱۷۸۸ ع مین جزیرہ

فارموسا کے باشندون نے بلوا کیا اور سبب اوسکا یہہ ہوا کہ ختائی ماندرین سب اون لوگون
پر ہمیشہ ظلم کرتے تہے اور آخر کو ایک کشتکار سے کسی ماندرین نے آٹھہ ہزار ٹیل ویسی ایک قطعہ زمین کا
خزانہ لینے کا قصد کیا جس سے ایک حبہ وس بیچارے کو وصول نہین ہوا تہا اس لیے انکار مطلق مبلغ
مطلوبہ کی ادا سے اوس شخص نے کیا اسپر ماندرینون نے اوسے قیدین ڈال دیا غرض اوسکے
بہائی برادرون نے بگڑکر اوس ماندرین کو جان سے مارا اور صوبۂ فوکینگ کے ناظم نے باغیون
کو چہوڑ بہت سی بیگناہ شخصون کو قتل کیا اور اپنی دانست مین عوض ماندرین کے خون کا لیا لیکن اس
ظلم کا نتیجہ بلوای عام ہوا اور فارموسیون نے سرکاری سپاہ اور عہدہ دارون مین سے ایک کو زندہ
نچہوڑا بلکہ جو لشکر کہ ختا سے آیا اون لوگون نے شکست دیکر اپنی دانست مین کسی کو باقی نرکہا
غرض اسی طرح سے لاکہہ آدمی سے زیادہ فغفور کا مارا گیا لیکن سرکشون کا سر نہ جہکا آخر کو ہر صورت
سے تنگ ہوکر کین لنگ نے اپنے ایک سالی کو ظاہر افوج دیکر بہیجا لیکن خفیہ حکم غنیم کو زیر کرنیکا دیا القصہ اوسنے جاکر جب وپیہ کے ذریعہ سے باغیون کے آپس مین نزاع ڈلوا دی
تب ہی مراد ملی سنہ ١٧٩٢ مین ختا اور نیپال سے لڑائی ہوئی اور بنا اوسکی یون ہی کہ جب
لاماگرو کا انتقال پیچین مین چیچک سے ہوا جیسا کہ مذکور ہوا ہی تبت کے سردارون سے ایک شخص
نے دولت کثیر لیکر نیپال مین رہنا اختیار کیا غرض اوسکا مال و اموال دیکھہ کر نیپالیون کو
لالچ جو ہوا اونہون نے تبت مین جا شولامیو کا شہر ملکیون سے چہین لیا اور لاماگرو کی خانقاہ کو لوٹا
اور برباد کیا اور سونے کی اینٹین جو صدر معبد مین لگین تہین سب اوکہاڑ کر لیگئے اس غارتگری
کی فریاد دلائی لاما اور پنچن لاما دونون نے فغفور کے پاس کی اور وہ اورسی چاہی پہلے
کین لنگ کو تامل تہا لیکن ٹانا گیا جب ساتھہ گرویدگی اونہون نے عرضی کی ختا سے فوج قاہرہ بہیجی
گئی اور گورکہون کو کئی شکست متواتر دی اور اس قدر اونکو تاتاریون نے تنگ کیا کہ بالکل نیپال اونہون
واپس دیا اور طوق اطاعت گلے مین ڈالا اور تبت کے لوگ زیادہ تر تابعدار اور ممنون احسان
فغفور کی ہوئی جب کین لنگ کو ساٹھہ برس تخت پر بیٹھے ہوا ولندیزون اور انگریزون سے

سپاہ کی آبادی کے بہانے سے ختا مین سفیر بہیجا اور روسی وسیلے سے چین دامور کا حصول تصور کیا
فغفور اونکے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا ظاہرا خاطرداری جیسا کہ چاہیے اوسنے کی اور اپنی
طرف سے بہی تحفہ بہیجا لیکن جو اصل مقصد سفیرون کا تھا اوس امر مین اونکو مایوس پہیر دیا چنانچہ
اسکا حال دوسری دفتر مین مذکور ہی بعد اسکے چونکہ اوسکے جلوس کا ساٹھواں برس تمام ہوا اور مملکت کی
دعوت دوبارہ اوسی طرح ہوئی جیسا کہ دس برس پیشتر کیا تھا اپنی خوشی سے تارک الدنیا ہوا
اور تخت اپنے بیٹے کیاکینگ کو دیکر عبادت مین مشغول ہوا اور تین برس کے بعد اٹھاسی برس کی عمر
مین انتقال کیا حالانکہ کیین لنگ کو لڑائی بھڑائی سے شوق تھا لیکن خود میدان جنگ مین نہ گیا
غرض تدبیر ریاست مین برابر دور اندیشی اور تیز فہمی مین یکتاے عصر اور فاضل متبحر تھا اور شاعر اچھا
اور منشی خاصہ اور محنت کش اتنا کہ ایسی وسیع مملکت کے تمام کاغذات کو خود دیکھتا تھا اور اکثر ہر
حکم اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا جو صفتیں بادشاہ کو چاہیے سب اوس مین تہین لیکن سنگدلی اور
کینہ کش ایسا تھا کہ اہل درد اوسپر نفرین بہیجین گے اور ارباب تاریخ افسوس کرینگے کہ سلاطین روزگار
مین بے عیبی کی جہت سے ممتاز ہوتا اور مرتبہ گرامی رکہتا اگر نفسانیت کا پردہ عدل و انصاف کے
وقت اوسکی آنکہون پر بعض دفعہ پڑ نہ جاتا اور رحم و کرم سے مانع ہوتا اپنے قائم مقام کیاکینگ
کو فغفور نے سب بیٹون سے بہتر سمجھکر تخت پر بٹہایا تھا لیکن وہ مجہول اور کم عقل و دائم الخمر
ہوا اور کم بخت بہی ایسا نکلا کہ عہد جلوس سے مرگ تک مملکت مین برابر بلوا اور ہلچل
اور بے انتظامی رہی اور بجز سنگدلی کے باپ کی کوئی بات اوس مین نہین پائی گئی اور
کیین لنگ کے سے عاقل اور مردم شناس شخص سے تعجب ہی کہ ایسی غلطی صریح صاحب
ریاست کی تجویز مین اوسنے کی غرض سوا محبت کے کوئی دوسری وجہ ایسی جو کہ عقل کے
نزدیک قرار پاوے نہین پائی اس لیے کہ اور بیٹون سے چہوٹا اور نیچ پن سے شوخ اور بدنفس معلوم
ہوتا تھا سنہ ۱۸۰۳ مین کیین لنگ کے کئی بیٹے جو تخت نشینی سے مایوس کیے گئے تہے اور
امرا جو فغفور حال کے ستائے ہوئے تہے سب اوسکے قتل مین ہمداستانی کر رہے تہے کہ

کسی جبر دار نے فغفور کے گوش گذار کر دیا فغفور جیکا رہا مگر ایسا بندولبست کیا کہ روز معہود کو
جب سب جمع ہونے دفعتہ پکڑے گئے اور انواع طرح کی اذیتون مین موت تک پہونچے کوئی کولیون
پر بہونا گیا کوئی تیل مین تلا گیا کوئی قیمہ ہوا کوئی دار پر کہینچا گیا کوئی تختون مین کسا گیا اور
مال اور ملک اونلوگون کا ضبط ہوا اور کئی امرا بے قصور فقط دولتمند ہونے کے سبب سے
اسی سازش کی فریب مین مارے گئے اور اونکا گہر دروازہ دفینے کی تلاش مین کہودا گیا
غرض جسقدر روپیہ اس ظلم سے اوسکے ہاتھ آیا اوسکا ڈیوڑہا اس طرحسے خرچ ہوا کہ فغفور نے
بلوائیون سے مقابلہ کرنا مفید نہ سمجھکر زر پاشی سے مفسدون کو فساد فتنہ انگیزی سے باز رکہا
ایام ہلچل پابلی انتظامی مین سمندری ڈکیتون نے ہمیشہ ختا کو ستایا ہی اور فغفور کینگ
کو جب اون لوگون نے شب و روز مخمور اور عیش مین ڈوبا اور ریاست سے غافل دیکہا رفتہ رفتہ
اپنا زور بڑہایا اور جب وان امیر البحر بہادر اور مدبر معزول ہوا اور فغفور نے خوشامدیون کی
صلاح سے ایک شخص ناتجربہ کار اور واہی مزاج کو مقرر کیا ڈکیتون نے ہزار جہاز بڑے اور آٹھ سے
چہوٹے اور کوئی ساٹھ ہزار سپاہ جمع کرکے لوٹ و تاراج اور انواع طرحکا ظلم و ستم فغفور کی رعیتون
اور ملکی سوداگرون پر کرنا شروع کیا اونکی بحر کی چھہ تقسیمین تہین اور ہر ایک مین ایک نائب
سردار کل کی طرف سے رہتا تہا نام اس سردار کا چنگ ہی تہا اور بڑے دل و دماغ کا شخص
تہا اور مثل اوس ڈکیت کی جسنے تاتار کی اوائل عملداری مین ارکین دولت کو ستایا اور قافیہ
تنگ کیا اس ڈکیت کا بھی قصد تاتاریون کو ختا سے نکال دینیکا تہا اور کیا کینگ کے ایسے
فغفور کے سر سے تاج شاہی اوتار لینا چنگ ہی کے دماغ و گردے کے آدمی کو محال نہتا
اور اگر زیادہ جیتا تو قریب قیاس کے ہی کہ مراد دل کو اگر نہ پاتا پہر بھی سرکار کو ایسا عاجز کرتا
کہ اپنے حق مین جو چاہتا قبول کروالیتا غرض اوسکی تدبیرونکا نقشہ ارادے کی صفحے سے ہوا ہو
گیا جب کہ ایک روز ناگہان سمندر مین گرکے ڈوب گیا مگر اوسکے مرنے سے ڈکیتون
مین تحریر بگجہہ نہوا کیونکہ اوسکی بی بی قائم مقام ہوئی اور ایسی عاقلہ تہی کہ شوہر کے سب نائبون نے

اوسکی حکومت کا اقبال خوشی سے کیا اور اوسنے کو آگے سے زیادہ تابعدار سمجھا اپنی بحر
مین کئی قانون کو اوس نے اجرا کیا اور اوس باعث سے ایسا انتظام ڈکیتون مین تھا
جو کہ فغفور کی مملکت مین نتھا چنانچہ ایک دستور اوس نے یہہ نکالا کہ جب اپنی بحر کی کسی تقسیم سے
جہاز اجنبی سوداگر کے جہاز کو سمندر مین روکا اور اوس سے معمولی محصول لیا تو سوداگر کو ایک پروانہ
اوس عورت کا دستخطی دیا جاتا تھا تاکہ بحر کے اور جہاز اگر ملین اور اونکے افسر خزانہ طلب کرین تو
اوس کاغذ کی وسیلے سی اوسکو رہائی ملے اور بندر تک اون لوگون کے ہاتھ سی بچایا جاوے یہہ قانون غیر ملکی
سوداگرون کی لیے تھا لیکن خطائی تاجرون نے اون لوگون سے بندوبست کرکے ہر جہاز کی آمد و شد مین محصول مقرر
کردیا تھا اس سبب سی اونکے مال پر دست اندازی نہین ہوتی تھی سوا اس انصاف کی حکم تھا
کہ چونکہ عداوت فقط تاتاریون سے تھی خطائیون سے رسد اور جنگ کا سامان اور اسباب مول لینا اور
نرخ کے موافق دام دینا لازم تھا اسی طرح کے کئی قانون سی رعایا بھی خوش تھی اور کانتان کے
شہر مین بڑے بڑے سوداگر ڈکیتون کو خفیہ ہر طرح کا سرانجام پہنچاتے تھے غرض بندوبست اس
دریائی ریاست کا علی الخصوص جب سے چینگ ہی کی بی بی سردار ہوئی ایسا خوب تھا اور آپس کا اکا
اور جنگ کا سلیقہ اس طرح پر اوس عورت نے درست رکھا کہ فغفور کی جو بحر اون سے لڑنے آئی شکست
پائی جب صوبہ کانتان کے ناظم نے دیکھا کہ اون سے مقابلہ محال ہے اوس نے حکم کیا کہ کوئی جہاز
چھوٹا یا بڑا احتیاط کے کسی بندر سے نکلنے نہ پاوے اور کسی سبب سی لنگر نہ اوٹھاوے یہہ تدبیر رسد کے
بند کرنے کی صوبہ دار نے ٹھہرائی کیونکہ جاسوسون نے خبر پہنچائی تھی کہ سوداگرون کی سازش سے
اسباب جنگ اور ماکولات اور مشروبات ڈکیتون کو ملتا ہی غرض اون لوگون نے اس تدبیر
کا جواب یون دیا کہ کنارے کے شہرون کو لوٹنا اور جلانا شروع کیا اور جب کسی جگہہ پر
تاخت کرتے تو ہزارون تاتار غریب یا ذی اقتدار جو پائے گرفتار کرکے لے جاتی اور جب تک اونکے
اقربا مبلغ کثیر دیکے نہ چھوڑاتے مقید رکھتے تھے القصہ جب ڈکیتون کا اقبال اپنی حد کو پہنچا آپس کے
دو سردارون مین قضیہ اور خونریزی ہوئی اور اون دونون مین سے وہ شخص جو کہ اپنے کو مجرم جانتا

تہا سپہ دار کے خوف سے بہاگا کیونکہ لسے افریقی وہ نما قلعہ گنہگار کو قتل کرتی تہی اور آپس کی لڑائی
کے ثمرے کو خوب پہچانتی ہتی غرض جب آٹھ ہزار سپاہ لیکر وہ مجرم سردار فغفور کے غلامون سے
جا ملا اور عہدہ اوسکو سرکار کی امیر البحری کا عطا ہوا شینگ ہی کی نی لی سمجھی کہ ڈکیتون کی
ساعت بگڑی اور اونکی قسمت کا ستارہ اقبال کے گھر سے نکلا اور خانۂ زوال مین داخل ہوا
یہ سوچ کر اوس نے پیغام صلح کا فغفور کی پاس بھیجا اور چند شرائط جو اوس مین درج تہے جب قبول ہو لئے
جنگ سے ہاتھ کھینچا عورتین ہتامین مدبر اور ازبسکہ زیرک ہوئے ہین لیکن اس عورت عالی ہمت
اور پرستم جرات اور راسخ فطرت کے آگے کوئی بحر مبلا خان کی نی لی کے آنکھ یہ نہین ٹھہرتی
اور یاد رکھنے کی بات ہی کہ ستر ہزار ڈکیت پر بھی قادر ہتی یعنے اون لوگون پر جو کہ نہ ایمان رکھتے تھے
اور نہ خدا سے ڈرتے تہے جو کہ خونریزی کو ہولی کھیلنی جانتے تہے اور طمع کی پرستش کرتے تہے جب
ڈکیتون سے اس طرح صلح ہوئی اور فتنہ کی آگ سمندر سے بجھی دوسری طرف فساد کا تخم بویا گیا اور
قریب تھا کہ خود بدولت کا قصہ فیصلہ ہوا اور جہان سے اونکو جواب ملے چنانچہ سنہ ۱۸۱۴ مین
پیچیلی اور ہونان اور شان ٹانگ کے صوبون مین کئی گروہ چوٹون کے پیدا ہوئے
اور لوٹ و تاراج کرنے لگے اور آپس مین اونکے ایسا اتفاق تھا کہ ایک سردار کا حکم
سب کے واسطے کافی تہا غرض جو طائفہ صوبۂ پیچیلی کے ویران کرنے مین مشغول تھا
دفعۃً اونہون نے فغفور کے دولتخانے پر حملہ کیا اور اگر اوسوقت شاہزادۂ عالی تبار جو اب
فغفور ہی اور چند نمکخوار جان نثاری پر موجود نہوتے اور فغفور کے تن اور ڈاکوؤن کے
آہن کے درمیان اپنی جان کو نڈالدیتے تو میان کیا کنیگ کے نامۂ اعمال کے بیچ
اوسی روز تمام شد لکھا جاتا غرض چند شخصون کی بہادری علی الخصوص ولیعہد کی
دلیری سے بچا لیا اور فغفور نے سبکو جاگیر اور منصب دیا اور اوس شاہزادے کو
ولیعہد فرمایا اور باپ کا قائم مقام وہی ہوا چنانچہ اسوقت تخت پر وہی موجود
ہی القصہ جب مفسدون کے ہاتھ فغفور نہ آیا اور قضیہ بالعکس ہو گیا تو اجاونکے

باعث سے ہونے والا تھا موقوف رہا اور چند ڈکیتون کی گرفتاری جب ہوئی اور جانکی
سے تفتیش کی گئی تو اقربا پادشاہ سے دو شخص پر سازش ثابت ہوئی اور اونکی ہلاکت
جس طور سے وقوع مین آئی اور دوسرے سرکشون کی جو نوبت کی گئی اوسکی بیان سے
چونکہ یہی حاصل ہوویگا کہ اہل روکو صدمہ پونہچے کا اس لحاظ سے ناگفتہ بہ ہے سنہ ۱۸۱۷ عیسوی
مین ایسی قحط سالی ہوئی کہ اناج کی صورت مفقود ہوگئی اور ہرچند فغفور نے بعض شہنشاہ قدیم
کے موافق گریہ وزاری و روزہ و نماز اختیار کیا اور اپنے بیٹون اور وزیرون کو ہر طرفون
مین منت مانی اور زاری کرنے کو بہیجا لیکن مراد بد نہاد کی درگاہ حق سبحانہ تعالی سے
کب ملتی ہے جو اوس اندہی کافر کو تہرون سی حاصل ہوئی غرض جب خداوند کریم کی مرضی ہوئی اور
سزا اوسکی بندون کو مل چکی وہ بات آپ سے آپ مٹ گئی چند روز کے بعد مین نان اور
سی چوئین کے صوبون مین ایسا بلوا ہوا کہ فغفور کا کوئی سپہ سالار سرکشون سے عہدہ برا
نہو سکا آخر بشرر زر پاشی سے فتنہ بڑہنے نپایا حاصل کلام جب تک کہ وہ کم بخت جیا ایک نہ
ایک فساد ہمیشہ رہا اور عجب طرح کا بدبیر اتہا کہ رنج و محن اپنے ساتھ لایا اور برابر اپنے سایہ شوم خصال
سے متعلق رکہا اور جب مر گیا اس ہوا سنہ ۱۸۲۰ عیسوی مین اوسنے انتقال کیا اور ولی عہد لقب سے
تاو کو انگ کے تخت پر بیٹہا اور چونکہ ہنوز وہ زندہ ہے زیادہ حال اوسکا معلوم نہین کیونکہ
دستور ہے کہ ختا کی بادشاہون کا احوال تصریح کے ساتھ اونکی حیات مین نہین معلوم
ہوتا اگر جو کچھہ کہ ایک نہ ایک ذریعہ سے راقم نے بہم پونہچایا یہی خصوص جو کہ اوس لڑائی
کی جہت سے ظاہر ہوا جو سرکار انگریز سے سنہ ۱۸۴۰ عیسوی مین شروع ہوئی جسکا بیان
دوسرے دفتر مین مندرج ہی اوس سے اسی قدر معلوم ہے کہ اس فغفور کے چند روز
تخت نشین ہونے کے بعد بخارا کے آخر دین جسکو کینگ لنگ نی فتح کرکے داخل و شامل
سلطنت کیا تہا بلوائی عام ہوا اور کئی برس کے بعد باغیون پر فتح کامل ہوئی اور دوسرا
ضلع ہوتی ہی قوم سیاؤسی کوہستانیون سے کہ جسکا حال تیسرے دفتر مین پایا جاویگا

دفعہ پہاڑون سے اوترکے ایسی یورش کی کہ چار شہر ختائی پر دخلیاب ہوی تب
کان تمان کے صوبہ دار کو حکم ملا کہ جاوے اور سرکشون کو نیست و نابود کرے غرض
ختائی لشکر مقابلے مین فتح مند ہوا اور ناظم معزول و ذلیل کیا گیا بعد اوسکے صوبہ دار
ہونان نے جو دو ایک لڑائی فتح کی بڑی سرفرازی اوسے ہوئی غرض با اینہمہ کوہستانیون
نے لوٹ و تاراج اور خون ریزی کرکے ختائیون کو سخت عاجز کیا اور یہہ حال دیکھکر
فغفور نے زرپاشی کرکے اون لوگون سے صلح کی سنہ ۱۸۳۸ عیسوی مین یہہ بات وقوع
مین آئی اور فغفور نے اوسکو فتح اور باغیون کی پائمالی قرار دی حالانکہ اگر اون لوگون
سے بندوبست روپیہ دیکر نکیا جاتا اور انگریزی کی لڑائی کے وقت یہہ کوہستانی بغاوت
مین مستقل رہتے تو بڑا پیچ پڑتا اور دونون طرف کے حملون مین تخت فغفوری اولٹ جاتا
غرض خیر ہوئی کہ اوس طرف فتنہ کی آگ پہلے بجھہ چکی تھی تب اوائل سنہ ۱۸۴۰ مین جنگ
درمیان ممالک چین اور انگلستان کے شروع ہوئی جسکا حال آگے کہیگا انشاءاللہ تعالی

دفتر اول جلد دوم تمام ہوا

دفتر دوم جلد دوم تاریخ ممالک چین

دوسرا دفتر

باب اول

جس طرح سے اور بہت سے امورون مین ختا کے دستور اور ملکون کی رسم سے علحدہ ہین تجارت کے باب مین بھی علی ہذا القیاس فرق ہے چنانچہ سب جگہہ خصوص فرنگستان مین یہہ رواج قدیم سے ہی کہ جس ملک کی جو چیز کثرت سے ہوتی ہے وہ اور ملک کے اوس جنس سے عوض کی جاتی ہے جسکی ضرورت اپنے یہان عدم تولید یا قلت پیدایش کے سبب سے پیش آتی ہے اس رسم سے طرفین کو فائدے بہت حاصل ہین اور اجناس کے مبادلے اور عوض و معاوضے کو خداوند تعالی نے ذریعہ اقوام انسان کے آپسکی موافقت کا قرار دیا ہے اگرچہ اس طرح کے سابقے مین کچھہ نقصان بھی متصور ہے کیونکہ ہر امر دنیوی مین رنج و راحت اور ضرر و نفع کا ساتھہ نہین چھوٹتا غرض وہ خسارہ ایسا نہین ہے کہ اوسکے بچنے کے واسطے تجارت کے فائدے ہاتھہ سے جاوین چنانچہ ہر ملکیون سے دوستی اور راہ و رسم کا ہونا اور ہر جگہہ کی بہتر باتون کا اخذ کرنا ذریعہ انسانیت حاصل کرنے کا ہے اور چونکہ غایت آدمیت کی یہی ہے کہ ہر طرح کے فضائل کا کسب کیا جاوے یہہ دستور ختا کا یعنے کہ سوائے اپنی قوم کے کسی سے راہ و رسم بوسیلہ تجارت نہ پیدا کی جاوے بیشک برا ہے اور ظاہرا وجہ اس ممانعت کی یہی ہے کہ غیرون کو کسی طرح سے اپنے ملک مین دخل دینا موجب قباحت کا ہو سکتا ہے یہہ خوف

افراط تامل اندیشی سے پیدا ہے اور چونکہ افراط نیکی کی بھی بد ہے یہہ زیادتی ختائی حکماکی خیراندیشی
کی متبدل ساتھہ اپنے ہی نقصان کے واقع ہوئی ہے بادی النظر مین یہہ تامل اندیشی بہتر معلوم ہوتی
ہے لیکن غور کرنے سے ویسی ہی خامی عقل کی اسمین پائی جاتی ہے جیسا کہ اوس شخص کے
طریق مین جو شب کے آرام کرنے مین خوف کرکے کہے کہ ایسا نہو کہ اسی خواب مین بستر مرگ پہ
آرام کرون بہتر ہے کہ سر تکیے پر نہ دھرون اور اس راحت سے باز آؤن اور کسیکا حال سنتے ہی کہ راستے مین پانو
ٹھوکر کھاکے جو گرا او روسیسے ہی رہگیا تو فوراً بیٹھ جاوے اور کہے کہ مین ہرگز قدم اوٹھانے کا
نہین دیکھو فلانا راہ چلتے مر گیا اگرچہ مشابہت ایک عظیم الشان سلطنت و لا ایک مرد خام خیال کی حقیقت
کے درمیان بادی النظر مین درست نہین لیکن حکیم کی آنکھہ مین ایسا فرق نہین ہے جیسا کہ ظاہر مین
لوگون کو معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب ملک وہی شئی ہے جس مین بہت سے شخص ایک جا جمع ہوتے
اور ایک وضع کی راہ و رسم پہ چلتے ہین اور چونکہ دستورات مروجہ ہر دیار نوع انسان کے مقاصد اور
عادات و حرکات پر مبنی ہوتے ہین تو اکثر یونہین ہوتا ہے کہ جو امور خلاف عقل کے کسی فرد انسانی مین
ملاحظہ ہونگے وہی سب ملک کے لیے بھی باعتبار اوسکے مجمع افراد ہونے کے نامناسب سمجھے
جائینگے اور اسی جہت سے تہذیب نفس کو حکمانے بنیاد تدبیر منازل اور حکمت سیاست مدن
قرار دیا ہے غرض اس تقریر کے طول مین بڑی وسعت ہے لیکن اتنا ہی مختصر کرنا چاہیے کہ جیسی
حماقت اوس شخص کے خوف مین پائی جاتی ہے جسکا حال تمثیلاً بیان ہوا ویسی ہی بے وقوفی اہل ختا
خوف سے بھی ظاہر ہے کہ اگر اغیار سے دوستی کی جاوے تو ایسا نہو کہ دشمن ہوکر ملک چھین
لیوے الغرض اغیار کو اپنے ملک مین آنے نہ دینے اور حرکات ناشایستہ سے اونکی ہمیشہ
کی آمد و رفت کو ناگوار کرنے کے لیے ختائی ایسی پوچ اور چھوٹی حرکتین کرتے ہین کہ اگر کوئی
شخص انکے تمام حالات سے آگاہ نہووے اور فقط اونھین حرکتون کا احوال سنے تو یہہ
سمجھے کہ بر روئے زمین پر انسے زیادہ بد اور ناآشنا اور بے رحم اور تلون طبع کوئی نہین ہے اور چونکہ اہل فرنگ کی
گولہ اندازی سے نہایت خائف ہین تو یہہ ہر وقت ڈرتے رہتے ہین کہ تجارت کے وسیلے سے ملک چھین لیوین

اور چونکہ ہندوستان کی تاریخ سے واقف نہین ہین باعتبار ظاہر کہتے ہین کہ ہند کی طرح چین کو بھی
انگریز تجارت کے ذریعے سے قبضہ کرلیوینگے حالانکہ حقیقت حال سے واقف ہوتے تو بخوبی دیکھتی
کہ پلاسی کی لڑائی سے جسمین لارڈ کلیو بہادر نے نواب بنگالہ سراج الدولہ بدکردار خونخوار پر فتح پائی
تا بجنگ گجرات جو ۱۸۴۹ء مین واقع ہوئی اور جسکے سبب سے پنجاب کا ملک سلطنت انگریزی مین داخل
کیا گیا ایک لڑائی ایسی اتنے عرصے مین نہین ہوئی ہے جسکے سبب سے انگریزون پر اعتراض تاخت
یا یورش یا قصد و ارادۂ غصب ملک کا وارد ہوسکتا ہے الغرض ان امرون سے لاعلمی نے ختائیون
کے ذہن مین اس خیال خام کو پیدا کیا اور اوسیکے باعث وہ جنگ ہوئی جسکا عہدنامہ شہنشاہ کین
مین لکھا گیا غرض قبل اسکا احوال لکھنے کے مناسب ہے کہ اور اقوام فرنگ سے جو تجارت اہل ختا
سے ہوئی ہے معرض تحریر مین آوے + پرتگیز قوم فرنگستانی ۱۴۹۶ عیسوی مین
افریقیہ کی طرف سے سمندر کو طے کرکے جزیرۂ ملابار مین پہنچے اور جب
بندر ملاکا اونکے ہاتھ آیا اور کئی ختائی جہاز کو وہان تجارت کرتے اونھون
نے دیکھا دل اونکا چاہا کہ ملک ختا مین جسکا حال کچھ سنا گیا تھا وہان جائیے اور تجارت کیجیے
تب ایک شخص بنام ابئرافیل پیریز ٹرآ ۱۵۱۶ء مین ختا کی سرحد پر آیا اور جب اوسنے مال بھی اپنا
خاطر خواہ بیچا اور راہ گھاٹ دریافت کیا اور جو کچھ دیکھنے بھالنے کا تھا دیکھ بھال لیا وہ پھرا
اور جب اپنے گروہ مین آیا سارا احوال سنا کر اون سب کو تعجب مین ڈالا فوراً طمع کی آگ بھڑکی اور آٹھ
جہاز اور سپاہ اور کئی ذی رتبہ شخصون کو اونھون نے بھیجا کہ عہد و پیمان ختائیون سے کرین
اور تجارت کی بنا ڈالین جب پہنچے پہلے کچھ فساد ہونے والا تھا اور ختائیون نے قصد اون
سبھون کے مارڈالنے کا کیا لیکن پرتگیزون نے روپیہ صرف کیا اور کدورت کی گرد کو زر پاشی
کے آب سے دبا دیا غرض اسیطرح کا طور بہت دن تک رہا کہ ختائی سب جب اونکے معاملے
کو بگاڑنے پر مستعد ہوتے تھے وہ لوگ روپے کی مدد سے بنا لیتے تھے آخرکار یون ہی
انکی مقصد برآنے کو تھی اور پیچین تک پیریز ٹرآ لو پہنچا تھا کہ قضا کردگار ملاکے کا بادشاہ

فغفور کے حضور مین آیا اور ہدیہ او ر تحفہ پیش کیا اور اپنے کو رعیت قرار دے کر نالش کی کہ اہل پرتگیز نے اوسکو بے تاج و تخت کیا اور ملک چھین لیا اس خبر کے سنتے ہی فغفور برہم ہوا اور وکیل پرتگیز کو دار السلطنت سے ساتھہ ذلت کے نکال دیا بلکہ کہتے ہین کہ کانٹان کی طرف قید شدید مین ڈال کے روانہ کیا اور اوسکی معرفت پرتگیزون کو کہلا بھیجا کہ اگر تم سب فرمان پاتے ہی ملاکے کا ملک خالی نہین کردوگے تم سبھون پر غضب نازل ہوگا جب تک کہ یہہ یہان تو پہنچے پرتگیز سب جو جہاز پر تھے اور ختائیون سے جو بگڑی تو خوب ہی لڑائی اور خون ریزی ہوئی اسکی خبر جب پہنچی تو وکیل اور اوسکے ساتھی سب مارے گئے دوسرے سال جب پرتگیزون کے اور جہاز آئے ختائیون نے بہت سے چیر ہنداروں کو شب خون مارا اور اوسکے بعد تجارت کی راہ چندے مسدود رہی لیکن چونکہ سرکار ختا اور علی الخصوص صوبہ دار کانٹان کو فائدہ عظیم پرتگیزون کی تجارت سے تھا اس لیے جب وہ سب پھر اوس امید سے آئے کوانک کینگ ایک مانڈرین نے بہت سی رشوت لی اور صوبہ دار سے اجازت تجارت کی دلوائی اوسیوقت مکاؤ کے شہر کی بنیاد پڑی چند دن مین اس جگہہ کی صورت بدل گئی لیکن چینگ چو اور ننیگ پو مین جو اونکی کوٹھیان تجارت کی تھین اونکو ختائیون نے بند کر دیا اور پرتگیزون کو وہان سے نکال باہر کیا اور باعث اوسکا یہہ تھا کہ جب ختائی اونکو ستاتے تھے پرتگیز جھنجلاتے تھے اور چونکہ صاحب ظرف نہ تھے کیونکہ پرتگیز کے جتنے چور چکار بھگیڑو راندہ درگاہ تھے سب جہازون پر یہان آتے اور زیادتیان کرتے تھے اور مآل اندیشی چونکہ نتھی ذری سی بات مین لڑ پڑتے تھے بعضے مورخون نے ختائیون کو برا بھلا بہت سا کچھہ کہا ہے کہ یہہ سب انگریزون کے ساتھہ خواہ مخواہ بھی بغض رکھتے ہین فی الواقع یہہ درست ہے اور راقم بھی اسی باب مین نفرین کرتا ہے لیکن اگر بنظر عدالت غور کیجیے کہ پہلے قوم فرنگستانیون کی جس سے سابقہ انسے ہوا اوسنے کیا سلوک کیا تو انصافاً یہی کہنا ہوگا کہ اونکے دل مین جب وہ بات پڑی ویسی ہی رہگئی اور پرتگیزون کی بدولت ختائیون نے سب فرنگیون کو بد سمجھا القصہ سوا مکاؤ کے کسی جگہہ پر رہنے اور سوا کانٹان کے کہین پر

تجارت کے لیے جانے نہین پاتے تھے اور مکاؤ مین بھی اونکو ختائی سب چین سے رہنے
نہین دیتے تھے اور ڈانڈا اور جرمانہ اور رشوت و پیشکش لیتے لیتے اور گالیان اور دھمکی سناتے
سناتے دم ناک پر آ تو بنا نہین جتنا کان پر اونکے لاتے تھے اور پرتگیز ہی تھے کہ اونھون نے
یہہ سب ذلتین اوٹھائین اور فائدے کے تصور مین برداشت کین کیونکہ سوائے ختا کی سوداگری
کے جاپان کے جزیرے مین انکی ایسی خرید و فروخت تھی کہ سال بھر مین سوداگر امیر ہو جاتا تھا اس
جہت سے زیادہ طمع پرتگیزون کو تھا کہ مکاؤ مین رہیے اور ختائیون کی صلواتین سنیے اور بابان
کی گالی سمجھکر تجارت کیجیے لیکن جب سنہ ۱۶۱۶ عیسوی مین جاپان کے بادشاہ نے عیسائی مذہب والون
پر جہاد کیا اور اوس ملت کے بہت سے آدمیون کو مارا اور باقی کو نکال دیا اور اونکا دوبارہ آنا منع
کیا پرتگیزون کی تجارت بہت کم اور مدھم ہو گئی اس عرصے مین ولندیزا اور پرتگیزون سے فرنگستان
مین ایسی بگڑی کہ ولندیز جو ہندوستان مین تجارت مین مشغول اور نہایت قوی تھے اونھون نے
پرتگیزون کی تمام املاک چھین لینے اور تجارت کو بند کرنے کا قصد کیا اور پندرہ جہاز لیکر مکاؤ کو
فتح کرنے کو آئے لیکن جلدی اور بے تدبیری ایسی اونھون نے کی کہ شکست کھائی غرض
کانٹان مین دو چار جہاز نے جاکر تجارت شروع کی اور اونکے ساتھ چونکہ چند جہاز انگریز کے
بھی تھے پرتگیزون کی تجارت مین اور بھی کمی آئی * جسوقت کانہی فغفور ہوا اوفوکینگ
کے صوبے مین ڈکیتون نے بہت تنگ کیا اوسوقت مکاؤ قریب تھا کہ ویران ہو جائے
کیونکہ فرمان یہہ جاری ہوئی تھا کہ کوئی شخص سمندر کے کنارے نرہے اور اپنا گھر دوبارہ او چار کوس
اور کنارے سے فاصلے پر آباد کرے جیسا کہ اسی جلد کے صفحہ ۱۵۹ مین بیان ہوا ہے
تب ایک عیسائی پادری نے التجا کرکے مکاؤ کو اوس فرمان سے خارج کروایا * سنہ ۱۸۰۹
مین پرتگیزون نے چھہ جنگی جہاز اپنی طرف سے فغفور کی بحر مین داخل اور سمندری ڈکیتون کو
غنیمت و نابود کیا اور اس مدد کے لیے اسی ہزار ٹیل اونکو ملی لیکن علاوہ اسکے جو اقرار کیا
تھا ظہور مین نہ آیا القصہ اسیطور پر پرتگیزون نے ختائیون سے تجارت کی اور اب سوائے مکاؤ کے

کے کانتان مین بھی اونکی کوٹھیان ہین لیکن تجارت اونکی برلے نام ہے اور فغفور سے ایسے خایف مین کہ حال مین جب لڑائی درمیان انگریز اور ختائی کے ہوی کانتان کے ناظم نے حاکم مکاؤ کو حکم دیا کہ انگریزون کو اپنی حدِ حکومت مین رہنے نہ دے چنانچہ اوس کے مطابق اوسکے جمیع اہل انگلستان کو رخصت کیا فقط

دوسرا باب

سنہ ۱۶۰۲ مسیحی مین ولندیز کی قوم کو بڑا اوج ہوا یہان تک کہ انگلستان سے جب لڑائی ہوئی انھون نے ہر جنگ جہازی مین اس بہادری اور تدبیر کے ساتھہ لڑائی کی کہ شکست اگرچہ ہمیشہ کھائی لیکن خود دشمنون نے اونکی تعریف کی غرض یہہ لوگ جب اسپانیول کی اطاعت سے گردن کش اور خودمختار ہوے انکے سوداگرون کو ضرورت ہوئی کہ اسپانیول کے بندرون سے تجارت موقوف کیجیے اور غیرملکون کیطرف جائیے اوسوقت ایک شخص بنام ہوٹمان انکے یہان تھا اور چونکہ اوسنے پرتگیزون کی نوکری کی تھی اور ملکِ مشرق اور بحرِ مشرق کی تجارت سے آگاہ تھا چند جہاز اوسکے سپرد کیے گئے اور اوسنے مشرق کے ٹاپوون مین آنکر خوب تجارت کی اور جاپان کے جزیرے پر شہر بانٹم مین کوٹھی بنائی اوسکے بعد جب ولندیز ہندوستان مین پہونچے اونھون نے سنہ ۱۶۰۴ مسیحی مین تین جہاز ختا مین تجارت کے لیے بھیجے غرض ولندیز کے موی میگون اور چشم ازرق دیکھکر ختائی گھبرائے اور لوگون سے پوچھا کہ یہ غول کہان سے آئے تب پرتگیزون نے شوشہ چھوڑا کہ یہ وحشی بالی ڈکیت ہین چنانچہ لفظ ولندیز اور ڈکیت کو مترادف المعنی سمجھا چاہیے اور اونکے ساتھہ کاروبار کرنا اور لوٹا جانا لازم و ملزوم ہے یہہ سنکر ختائیون نے اونکے جہازون کو پھیر دیا غرض سنہ ۱۶۲۲ سال مین جب ولندیز کی بنیاد ہندوستان مین مضبوط ہوئی ایک بحر اونھون نے ختا کی طرف روانہ کی اور حکم دیا کہ اگر تجارت کرنیکی اجازت میٹھے منہ سے ملے تو خیر ورنہ جس طرح بنے اس امر کو تا بہ امکان پہنچاؤ اوسی دفعہ یہہ آئے اور پرتگیزون سے خواہ مخواہ لڑے اور شکست کھاکر پھرے جسکا حال باب سابق مین مذکور ہوا ہے غرض جب یہان سے مایوس پھرے تو پنگھو کے جزیرے

کی طرف گئے جو انوکینگ اور فارموسا کے درمیان واقع ہے اور قصد وہان اپنی تجارت گاہ
بنانے کا رکھتے تھے اور بیشک یہ بات سہلاً حاصل ہوتی اگر ختائی ہر وقت انکو نہ ستاتے القصہ بہت
خون وخرابی کے بعد یہ سب ایک جگہ پر قائم ہوے اور ختائیون سے بدلہ لینے لگے اور
جتنے جہاز اونکے ولندیز کی بستی کے سامنے سے گذر کرتے تھے پکڑے جاتے تھے اور جو کچھ جنس و
مال نکلتا ولندیز لوٹ لیتے تھے اور آدمیون کو جبراً و قہراً غلام بناتے تھے بعد چندے فارموسا
کے جزیرے کو بھی اونھون نے دخل کیا اور ایک قلعہ بنام ذی لان ڈیا بنایا اور چونکہ کوئی چھبیس
کوس چین سے اور ایک سے بچانوے کوس جاپان سے یہ جگہہ واقع تھی تجارت یہان رفتہ رفتہ
چمکی اور ولندیز کے سوداگرون کی ترقی ہوئی کیونکہ ختائی تاجر وہان جانے اور خرید فروخت کرنے
لگے اور روز بروز ہر جگہ کے برے بھلے فلک کی چکی کے ڈلے دانہ پانی کی تلاش مین یہان
انکر بود و باش اختیار کرنے لگے ذی لان ڈیا کا شہر وسیع ہوا مگر قلعے کو تنگی حاصل ہوئی کیونکہ
بے مرمت رہا اور ولندیزون نے ختائیون اور جزیرے کے اصلی باشندون کو حقیر اور بیجرأت و
حوصلہ سمجھکر روپیہ پیدا کرنے کے دھن مین مشغول رہے اور پشتے قلعے کے جس طرح گرے ویسے ہی رہنے
دیے اس عرصے مین قوم تاتار نے ختا کے ملک پر یورش کی اور مملکت اونکے ہاتھ آئی اور ہر جگہ
خاطر خواہ ثروت حاصل جو ہوئی تو ایک زری قوم ختائی بنام چینگچی لنگ نوکر ولندیز کا اوس نے
کیا کام کیا کہ سوئی دھرا و تلوار پکڑ کے تاگا چھوڑ سلسلہ بہادرون کا تھامنا اور جتنے ہم قوم اپنے اوس
قلعہ مین ملے اونھین قبای بہادری اوسنے پہنائی اور تاتار کے نام کی دشمنی کی سوگند کھلا جہازون
پر سوار کیا اور تاتار کی بحرون کو لوٹتا چلا چنانچہ اسکا حال اسی جلد کی صفحہ ۱۵۲ مین مندرج ہے ؛
اوسکے بیٹے کاک زنگا نے بعد اوسکے ولندیز کو محاصرہ کیا چنانچہ بہت سی لڑائیان ہوئین
اور ایک مین کاک زنگا مارا گیا غرض آخر کار اوسکے بیٹے نے ان لوگون کو فارموسا
سے نکال کر باہر کیا القصہ اسیطرح سے ولندیز عرصے تک بے خانمان رہے کہ انکی
تجارت نکر سکے لیکن سنہ ۶۲ مین اونکو بعد بڑی کوشش اور خرچ کے وہان کوٹھی بنانے

کی اجازت ملی وہ سب جگہ چھوڑ کر فقط وہین پر تجارت کرنے لگے اور انکی خرید و فروخت خوب چمکی اس لیئے کہ ولندیز کے برابر کوئی فرنگستانی قوم سوداگری مین دلاوری اور جفاکشی کم کرتی ہی غرض جب نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس نے ولندیز کے ملک کو سنہ ۱۸۱۰ مسیحی مین چھین لیا اور مملکت فرانس مین بطور صوبۂ مفتوحہ کے داخل کیا تب ولندیز کی سوداگری کانٹان کے شہر مین چند روز موقوف رہی اور جب پھر امن و امان ہوا اونھون نے ختا کی تجارت کا سامان کیا اور چند جہاز بھیجے مگر گیا وقت پھر اونکے ہاتھ نہ آیا اور تجارت اونکی مدھم جو ہوئی ویسی ہی رہگئی اور اب براے نام ہے غرض اونسے اور ختائیون سے پھر کبھی نہ بگڑی اور سبب اوسکا یہ ہی ہے کہ ہر طرح کی ذلت اونھون نے گوارا کی فقط ✣

تیسرا باب

بیان مین تجارت درمیان اہل روس و اہل ختا کے

ایام قدیم سے رسم تجارت کی درمیان ان دو ملکون کے اکثر اوقات قائم رہی ہے اور سنہ ۱۶۸۹ کے قبل یہہ طور تھا کہ روس کے سوداگر کے قافلے دار الامارۃ پیچین تک آتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے اور پوستین اور اکثر جانور کے چمڑے اور چیزین لے آتے اور ریشم کے تھان اور چاے وغیرہ سے عوض کرتے تھے غرض اوسی سال مین لڑائی دونون ملکون مین سرحد دسوانہ کی تکرار سے جب شروع ہوئی تجارت موقوف ہوگئی اس جنگ کی بنا یون پڑی کہ جب مانچو تاتار کا دور ختا مین ہوا ایک شخص بہادر قسمت آزما سپاہی بیچے نے سنہ ۱۵۷۹ مسیحی مین دشت وحشی سیبیریا کے باشندون کو بوسیلہ اپنی فوج کے جس مین ہر ملک خصوص روس کے جلے تن سپاہی لوٹ کے بھوکے خون کے پیاسے شامل تھے فتح کیا اور اسیطرح سے رفتہ رفتہ تیس برس کے عرصے مین سرحدین ممالک چین اور مملکت روس کی یہانتک قریب پہنچین کہ سوانے کی تکرارین شروع ہوئین غرض دریاے ساگھلین کے مہانے مین جو دو قلعے روس کے تھے اون مین سے ایک کو جب ختائیون نے محاصرہ کیا شکست کھائی لیکن دوسرے کو فتح کرکے جتنے قلعے

اہل روس کے جو آمور کے دریا پر واقع تھے سب کو سر کرکے تمام اہل قلعہ کو ختائیون نے
قید کیا اور پچین مین بھیجا آخر کو سفیر روس فیع تکرار سرحد کے لیے بھیجا گیا اور فغفور کان ہی نے
دو عیسائی پادریون کو فوج کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے ۱۶۸۹ء مین بھیجا کہ دریائے
گربیچی اور وہ قطار پہاڑون کی جو وہان سے بحر مشرق تک واقع ہے دونون ملکون
کی سرحدین مقرر ہون اور اوسکے جنوب کے املاک متعلق چین اور شمال کے قلمرو روس
سے سمجھی جائین سوای اسکے کئی اور شرطین دوستی بڑھانے اور آپس کی راہ و رسم کی سہولت
بخشنے کے لیے لکہین بعد اسکے پھر تجارت دستور کے موافق شروع ہوئی ✚
۱۶۹۲ء مسیحی مین شہنشاہ روس جسکا نام پیٹر اور فغفور کان ہی کا ہمعصر تھا جس نے
روس کے ملک کی بہبودی کی بنا ڈالی اور جسکی تعریف لکھنے کے لیے داستان طول
چاہیے اوسنے فغفور کے پاس سفیر بھیجا تاکہ روسیون کو تجارت کرنے مین سہولت ہو
لیکن ختائی ایسے چالاک ہین کہ اوںھون نے جب دیکھا کہ صرف سمور کی خواہش سے جو اونکی
پوشاک کے لیے چاہیے روسیون سے تجارت رکھنے کی حاجت ہوتی ہے اوںھون نے
اقوام مغل کو اشارہ کر دیا کہ اوس جنس کی تلاش اپنے دشت مین ایسی کرین کہ وہ حاجت باقی
نرہے غرض اسطرح سے مصرف کے موافق حاصل ہونے کی امید جب نہ رہی راہ تجارت کی
بند ہوئی و الا مسدود ہوجاتی کیونکہ یہہ لوگ اغیار کو ملک مین کسی بہانے سے آنے دینے مین
نہایت ناراض ہین ✚ ۱۷۱۹ء مین دوبارہ اوسی شہنشاہ روس نے سفیر بھیجا اور وہ پچین مین مقیم ہوا
لیکن دو برس تک ختائیون نے روس کے تاجرون کو یہانتک ستایا اور ذلیل کیا کہ اوس سفیر نے آخر کو
اپنے خاوند کیطرف سے ختائی وزیر اعظم کو سب حال سے مطلع کیا اور وہ جب نہایت کم التفاتی
سے پیش آیا بلکہ کہنے لگا کہ تم سب آج کی تاریخ سے یہان آنے نپاؤ گے اگر ضرورت تجارت
کی ہے تو آیندہ دو شہرون مین جو سرحد پر واقع ہین تم لوگ آیا کرو اور ہمارے ملک کے تاجر
وہین جاوینگے تب سفیر روس نے اپنے پادشاہ کو سارا ماجرا لکھ بھیجا اور ختائیون کے تکبر

اور کج خلقی کا حال سنکر پیٹر بگڑا اور قصد جنگ کرنے کا کیا لیکن اسی عرصے مین مغفور کا انتقال ہوا
اگر چھوٹی طبیعت کا کوئی بادشاہ ہوتا تو اوسوقت کہ ملک چین چندے گویا بے سر ہو رہا تھا نہایت
بہتر موقع لڑائی کا سمجھتا لیکن وہ عالی منش ایام غم کے آخر ہو جانے تک اپنے قصد سے باز رہا اسی
عرصے مین خود ہی مرگیا اور بات ویسی ہی رہگئی غرض ۱۷۲۸ع مین عہد و پیمان دونون ملکون مین
دوبارہ ہوا اوسکی پانچوین شرط یہ تھی کہ چھہ طالب العلم اہل روس ہمیشہ پیکین مین واسطے تحصیل ختائی زبان کے
رہین اور ایک گرجا اونکے مذہب کا اونکی عبادت کے لیے دار الامارۃ مین بنے ✦ یہ طور ۱۸۳۰ع
تک رہا جب قریب تھا کہ پھر لڑائی ہووے لیکن کسی سبب سے موقوف رہی اور ملکہ روس کا تھیرین نے
جب دیکھا کہ ختائی دوسرے کسی امر سے بجز روسیون کے پیکین مین جانے کے راضی نہین ہین اوسنے
حکم دیا کہ اوسکے ملک کے سوداگرونکی فرودگاہ شہر کے آکتنا واقع سرحد تاتار مقرر ہووے
الغرض اوسی کے مطابق جب روس سے مال آتا ہے وہین اوترتا ہے اور ختائیون کا مال اوس
شہر مین جسکا نام میما چین ہے ٹھہرتا ہے لیکن سابق کیطرح زیادہ تر دقت روسیون کو اسمین ہوتی ہے
غرض بجز اسکے کچھ چارہ نہین کیونکہ جب ۱۸۰۶ع مین اونھون نے کئی جہاز کانتان مین بھیجے فغفور چین
نے رہنے نہ دیا بلکہ عتاب فرمایا کہ ایک راہ سے تمہارے ہمارے درمیان تجارت کا کاروبار ہے پھر
دوسری راہ سے کیا سبب تمہارے آنے کا ہوا الغرض آج کل دونون ملکون مین تجارت کا بازار گرم ہے چنانچہ
۱۸۵۴ع مین قریب دو کرور سولہ لاکھ روپیے کی چیزون کی خرید و فروخت آپس مین ہوئی ✦

چوتھا باب

بیان مین تجارت درمیان اہل فرانس و ختائیون کے

تاریخ ختا سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۶۶۵ع مین فرانس کے جہاز کانتان مین آئے لیکن سلامی کی
توپین جو اونھون نے چھوڑین ختائیون نے اونکو قیام کرنے نہ دیا چنانچہ کسی اہل ظرافت نے
کہلا بھیجا کہ جب ہنسی اور خوشی سے تم تاغل کر سکتے ہو تو معلوم نہین کہ خفا ہونے سے کیا کروگے
اوسوقت تو یہ رخصت کیے گئے لیکن چندے بعد فرانس کے پادریون نے آمد و شد

ختاین کی اور بعض اون مین سے فغفورون کے یہان علم ہیئت و ہندسہ کے باعث بڑے بڑے
عہدون سے سرفراز ہوے لیکن تجارت کا امر چونکہ اونکے درمیان کبھی نہین آیا اس سبب سے
اہل فرانس ختائیون کی آنکھون مین بہت ذی رتبہ ہین کیونکہ چین مین سوداگر کو لوگ محض ناکس سمجھتے ہین
اور یہہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ تمام اقوام فرنگ سے صرف فرانسیس شریف ہین اور باقی سب بنئے چنانچہ قبل
سنہ ۱۸۴۲ کی لڑائی کے عملہ سرکار کمپنی بہادر کے ساتھہ ختائی ماندرین برابر کی ملاقات نہین کرتے
تھے بلکہ جس خط مین عرضی کا لفظ لکھا نہین رہتا تھا اوسکی طرف مطلق ملتفت نہین ہوتے تھے٭
چونکہ تجارت کا باب کھلا رہنا ہر ملک کے حق مین مفید ہی جیسا کہ بدن انسان کی صحت کے لیے واجب ہی کہ
اوسکی تمام حاجتین غذا وغیرہ کی رفع کیجاوین ویسا ہی ملک کی بہتری کے لیے ضرور ہی کہ اجناس طبعی اور صناعی
کی آمدنی اور رفتنی سے ہر طرح کی حاجت رفع ہووے اس لیے سنہ ۱۸۴۳ مین بعد تمام ہونے لڑائی درمیان
ختائی اور انگریز کے بادشاہ فرانس نے سفیر بھیجا اور عہد و پیمان مین تجارت کا بھی ذکر کروایا اور سب شرطین
اس عہد نامے کی بہت خوبی کی ہین کہ اوسکی رو سے حقیقت ہی کہ چین مین فرانسیسون کی جو قدر ہے
کسیکی نہین ہی چنانچہ دیباچے مین اوسی عہد نامے کے شاہ فرانس کا نام جہان آیا ہی وہی حروف ختائی زبان
کے صرف ہوے ہین جو مخصوص فغفور کی شان کے لیے مستثنی ہین اور اسی سے اہل فرانس کی عزت جو وہ
کرتے ہین ظاہر ہی کیونکہ سب اپنے شاہنشاہ کو ختائی سارے عالم کے پادشاہون پر ترجیح دیتے ہین غرض
اسکے دستخط ہونے کے وقت بڑی دھوم سے آتشبازی چھوٹی اور توپین سلامی کی داغی گئین اور
روشنیون کی ٹٹیون سے شب کی تاریکی زائل کی گئی اور یہہ بھی دلیل ہی کہ خود ختائیون کو اس امر سے خوشی
حاصل ہوئی اور دوسرے سببون مین سے جو باعث ایسے معقول عہد نامے کے لکھے جانے کے ہوے مقدم
یہہ امر تھا کہ یارون نے فغفور کے کان مین یہہ پھونک دیا کہ اہل امریکا اور انگریز محض خود غرض اور لالچی ہین
اور اہل فرانس ایسے عالی طبیعت ہین کہ صرف دوسرون کی بھلائی ڈھونڈھتے ہین اور تجارت کو کچھہ چیز نہین
جانتے غرض جس حال مین کہ فرانسیس کی تجارت کو ختا مین اس عہد نامے کے باعث سے نہایت
رسائی حاصل ہوئی ہی غالب ہی کہ چند سال مین دونون ملکون کے حق مین انتفاع کثرت سے ہووے حالانکہ اندنون کچھہ زیادہ نہین ہے

پانچوان باب

بیان مین تجارت درمیان اہل امریکا اور ختائیون کے

تجارت ان لوگونکے درمیان ۱۷۸۶ء مسیحی مین شروع ہوئی چنانچہ اوسی سال مین امریکا سے ایک جہاز کانتان
مین آیا اور جب نپولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانسیس کے عہد مین ولندیزکے جہازون کو ختا مین آنے کی
ممانعت تھی امریکا کے سوداگر سب چیزین اونکے ملک مین پہنچایا کرتے تھے اور چونکہ اوسوقت اہل امریکا
کی سلطنت نوعی نئی تھی اور انگلستان کی اطاعت اونھون نے چھوڑ دی تھی اون لوگون نے بہت چاہا کہ انگریز
کی تجارت ختا مین بند ہوجاوے تاکہ اس ذریعے سے انگلش کو ضرر پہنچے اور اسکے لیے بہت سی حیلین وضع کی
اونھون نے نکالین کہ انگریز کو بالکل مات کیجیے مگر بازی اونھین کی گھٹ گئی ۱۸۲۱ء مین امریکا کی ایک
خلاصی گو پر تہمت یہہ دیگئی کہ اوسنے ایک ختائی عورت کو عمداً مارڈالا حالانکہ اتفاق سے اوسنے جہاز پر
سے ہانڈی جو پھینک دی تو اوس عورت کی کھوپڑی پھوٹ گئی اس امر کو بہانہ قرار دیکر حکام کانتان نے
اون لوگونکی تجارت کو بند کردیا اور جب تک وہ بیچارا گورا اونکے حوالہ نکیا گیا اور اونھون نے براے نام تحقیقات کرکے
اوسکو گلا گھونٹکے مار ڈالا تب تجارت کا بند رہا ۱۸۴۴ء مسیحی مین عہدنامہ چوبیس شرطون کا درمیان سلطنت ختا اور
اہل امریکا کے عمل مین آیا خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ اون پانچ بندرون مین جہان انگریز کو اجازت تجارت کرنے کی
ملی ہی اونکو بھی دیجاوے اور محصول معمولی سے زیادہ اونسے نلیا جاوے غرض کئی باتین جو فرانسیس کے عہدنامہ
مین مخصوص اونکے فائدے اور عزت کے لیے داخل ہین اسمین درج نہین کی گئین الغرض بجز اہل انگلستان کے
جنکی تجارت ساتھہ ختائیون کے زیادہ تفصیل کے ساتھہ بیان کرنا چاہیے اور اسی لیے علیحدہ باب مین لکھا گیا ہی
یہی کئی اقوام فرنگستانی ختا مین تجارت کرتے ہین اور ملک تبت اور جاپین اور جزائر لوچو کے ساتھہ جو تجارت
ختائیون کی ہی اوسکا بیان ساتھہ اونھین ملکون کے احوال کے لکھا ہوا اسی جلد کے تیسرے دفتر مین موجود ہی یہان
اوسکی طرف توجہ ضرور نہین اور ختائیون کی جو خاص تجارت آپسمین ہی اوسکا کچھہ شمہ جلد اول کے پہلے دفتر مین شہر
کے بیان مین راقم نے درج کیا ہی اور یہان شاید اتنا کہنا بھی فضول ہی کہ ختا کے شہرون مین بہت سی دوکانین اور تمام تجارت
کی اور کثرت تجار اور جہازون کی ہی کہ اگر تمام دنیا کی خرید و فروخت کو ایک جا جمع کیجیے تو اوسکے برابر تو کیا غالب ہی

کہ سونے کی زیادتی ختا ہی کی طرف ہیگی اور تین سبب سے یہہ امر اسطور پر وقوع مین آیا ہی پہلے یہہ کہ
سونے اور چاندی کی کثرت ہی کہ جس شہر کو بلکہ اکثر جس بازار مین سوداگر جا رہتا ہی سب بے تکلف چلا جاتا ہی اور دوسرے
یہہ کہ بعض صوبون مین کمیابی طبعی اور صنعی چیزون کی اور بعض مین افراط ہوتی ہی اور جب یہہ ہوا خواہ مخواہ
لازم ہوا کہ جس چیز کی زیادتی ہوئی اوسکی قدر گھر مین نرہی اور اوسکی فروخت اوس جگہہ پر کرنی ضرور ہوئی
جہان اوسکی احتیاج ہوئی اور تیسرے یہہ کہ سرکار ختا پر چونکہ رعایا پروری عام ہی وہانسے بھی اوس موضع یا صوبہ
یا شہر کا بہت کم خزانہ مقرر ہی جہان قلت معاش اور کثرت احتیاجون کی زیادہ ہوتی ہی اور اوسکے عوض
جس جگہہ مین طبعی یا صنعی چیزون کی افراط ہی وہان خزانہ سرکاری زیادہ ہی اور یہہ دستور العمل سبب عظیم کثرت
تجارت کا ہی کیونکہ محتاجون کو سہولت مالگذاری کے سبب سے تنگ اپنی ضروریات کے لینے کی ہوتی
ہی اور جسپر بار خزانے کا زیادہ ہی اونکو کوشش روپیہ پیدا کرنے کی واجب ہوتی ہی +

چھٹا باب

بیان مین اوس تجارت کے جو انگریز اور ختائیون مین شروع ہوئی تا بہ شروع لڑائی درمیان دونون ملکون کے

اگرچہ حقیقت ہی کہ اغیار کو ملک مین آنے دینے اور تجارت کرنے کی جو حکیم کنگ فوزی نے کی ہی
بیشک بد ہی کیونکہ خود ختائی بہت سے فائدے سے محروم رہے ہین لیکن جواب اس اعتراض کا بہت خوب
اور موجہ ہی کہ یہہ امتناع اوس بزرگ کی تجربہ کاری اور دانائی اور دور اندیشی کی کامل دلیلون سے ہے کیونکہ
ملک کی زرخیزی اور افراط اقسام اجناس حیوانی و نباتی اور جمادی سے جو کہ طبعی اوس طبقے مین ہوتی ہی بخوبی
واقف تھا چنانچہ جلد اول کے پہلے دفتر کے ملاحظے سے ناظرین تاریخ چین کو اسکا حال روشن ہوا ہی
سوا اسکے حکیم کو اوسکے ہم وطنون کی بزدلی اور قواعد جنگ سے کم آشنائی معلوم تھی جیسا کہ راقم کے بیان سابق اور
بھی آیندہ سے ظاہر ہی پس انھین دو جہتون سے خائف ہوا کہ اگر اغیار آنکر ملک کی زرخیزی اور باشندونکی
بزدلی سے واقف ہوکر اپنے وطن جائینگے تو چین کی دولت کے بیان سے لوگونکو لالچ دکھائینگے اور ختائیون
کی کمزوری حملہ کرون کے دل کے یورش کی خوف کو دور کرے گی الغرض اصل سبب امتناع کے یہی تھے حالانکہ
حکیم نے امتناع کی وجہین ظاہر نہین یہی کہین کہ ختا کے ملک مین دنیا کی نعمتین موجود ہین اور بجز اہل ختا کے دوسری

قوموں مین یہہ قابلیت اور نہایت ہنین ہی کہ قسیم اور سیم اور لطیف چیزونکی ہوویں غرض حقیقت اسکی اتنی ہی
ہے جو راقم نے نہایت خوض سے حاصل کر کے بیان کی ہی کیونکہ اگر حکیم سمجھتا کہ اغیار سے راہ و رسم رکھنے
مین کچھہ اندیشہ قباحت آیندہ کا ضمین ہی تو ایسی چھوٹی نظر ایسے سرچشم اور عالی دماغ اور دانا و بینا کی نتھی
کہ نعمت ایزدی کی برکت سے کسیکو قابل محرومیت کے سمجھے + اگرچہ بعض بعض ختائیون نے ایام سلف
اور حال مین بڑی بڑی بہادریان کی ہین چنانچہ اسی جلد کے دفتر سابق مین اسکا حال مبین ہی لیکن اکثر کی
جبلت مین بزدلی ہی اور بعضے جو تلوار یا برچھی کی لڑائی مین کسیکے مقابلے سے قدم بھر پیچھے نہین ہٹتے
توپ و تفنگ کے نام سے بدحواس ہوتے ہین اور اسکی نظیرین بالفعل کی لڑائی مین دیکھنے مین آئین غرض انگریزوں اور
ختائیونکی تجارت کا بیان شروع سے چاہیے تاکہ بنای جنگ دریافت مین آئے + ۱۵۹۶ع مسیحی مین ملکہ ایلیزابت
بادشاہ انگلستان نے جسکی تعریف مین اتنا ہی کہنا کافی ہی کہ ہم لوگ اوسکے عہد کو موجب اپنی قوم کے افتخار
کا تصور کرتے ہین نامہ فغفور کو لکھا جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ ای شہنشاہ چین رچارڈ آلوٹ و تماس بروفیلڈ
شہر لندن کے تجار آپ کے ملک کی زرخیزی کا حال سنکر اجازت ختا مین جانے اور تجارت کرنے کی
چاہتے ہین تاکہ اپنے ملک کی نادر چیزین آپکے یہان لیجاوین اور وہان کے تحفے اپنے یہان لاوین +
الغرض وہ جہاز جسمین یہہ لوگ اوس نامے کو لیکر ختا کی طرف جاتے تھے راہ مین مارا گیا بعد اوسکے
۱۶۳۴ع مسیحی مین کئی انگریزی تاجرون نے شاہ چارلز اول کا فرمان اجازت حاصل اور عہد و پیمان ساتھہ پرتگیز کے
کر کے ناظم مکاو کے عمل مین آئے اور کپتان ویڈل صاحب کئی جہازون کی بحر لیکر بندر مکاو مین پہنچا لیکن
وہانکے پرتگیز حاکم نے ختائیون کو ناراض کرنے کے خوف سے انگریزی بحر کو آگے بڑھنے سے منع کیا
لیکن اوس بہادر کپتان نے کہلا بھیجا کہ اب مین یہان آچکا ہون اور رہا نہین ہونیکا کہ جیسا آیا ہون اوسیطرح الٹے
پانون پھر جاؤں خیر تم اگر جگہہ اپنی لنگرگاہ مین نہین دوگے تو مین اپنے لیے جای مناسب تجویز کرونگا یہہ کہکر اپنی
بحر سے پچاس جوانون کو اوسنے چنکر ایک چھوٹی سی پنس پر دریای کانٹان کے دہانے کی تلاش کیواسطے بھیجا دو تین
ہفتے کے بعد میوے والون کی ایک ڈونگی ملگئی اور انعام کے لالچ سے وہ ساتھہ ہوے آتے مین ختائیون کی بحر
ملی اور امیر البحر نے جب سنا کہ دہانے کا پتا انگریزون کو ملا نہایت پر قہر ہوا اور بہت سا ملچا کودا غرض بعد

بڑی حجت و تکرار کے اونسے اجازت دی کہ تین شخص اوس مین سے ایک جنگ یعنی ختائی جہاز پر کانتان
مین جاوین اور تجارت کرنے کی اجازت ناظم سے مانگین غرض جو ہین قریب کانتان کے یہہ لوگ پہونچے چند
ختائی اوس شہر سے ناظم کے بھیجے ہوے آئے اور کہنے لگے کہ تم سب مکاؤ مین پھر جاؤ اور وہان بندوبست
تمہاری تجارت کے باب مین کیا جائیگا یہہ سنکر وہ لوگ اوسی قدم پھرے اور بحر انگریزی مین جا ملے غرض وہان معلوم
ہوا کہ اجازت مطلوبہ نہین ملیگی تب صلاح یہہ ٹھہری کہ تمام بحر کانتان کیطرف فوراً روانہ ہووے چنانچہ وہی ہوا
اور کئی روز تک کوئی مزاحم نہین ہوا غرض جب قریب کانتان کے انگریز پہونچے ختائی ڈرے اور دغا کی راہ سے
اونھون نے کہلا بھیجا کہ اگرچہ وہ تک قریب اوس قلعہ کے جو لب دریا پر ہے انگریزی کشتی لگان کرے اور آگے
نہ بڑھے تو عہدنامہ اونکے حسب دلخواہ طیار ہوویگا یہہ سنکر وے سیدھے سادہ لوح ویسے ہی عمل مین لائے اور
سفید نشان جو علامت صلح کی ہے جہاز پر سے بلند کیا یہہ دھوکا دیکر ختائیون نے چپکے سے کئی توپون کو
قلعے پر چڑھا کے تمام سامان جنگ مہیا کیا اور ساتوین روز جو نہین انگریزی بحر کا لنگر اوٹھا اور زد پر جہاز پہونچے
ختائیون نے دفعتہ کمینگاہ سے گولہ مارنا شروع کیا مگر نشانے پر کمتر پہونچا اس دغابازی سے انگریز کو قہر آیا اور
جہازونکو قریب لیجا کے اونھون نے مارے گولون کے آناً فاناً مین ختائیون کو ایسا دھن ڈالا کہ اوس طرف کی
باڑھہ موقوف ہوگئی تب فقط سو جوان کنارے پر کود پڑے اور ایک ہی حملے مین فصیلون پر چڑھ گئے اور ختائی دو چار
جو تھے لڑکے بھاگے بعد اس فتح کے انگریز کا نشان قلعے پر اوڑا اور فوراً پیغام صلح کا آیا اور اس لڑائی سے
یہہ باتین حاصل ہوئین کہ انگریز کے جہازون نے کانتان مین پہونچکے چینی اور سونٹ کی بھرائی کی اور سوا حصول
اجازت تجارت کے پروانگی ملی کہ دریای کانتان کے باہر جس جگہہ کو چاہین قلعہ بندی کرکے کوٹھی مال کی امانت اور
حفاظت کے لیے بنا دین ÷ دس بندرہ روز مین ظاہر ہوا کہ باعث اس طرحکی اجازت دینے کا یہی تھا کہ فرصت تدبیر
جنگ کی زیادہ ملے چنانچہ تہمت خلاف عہدیکی انگریزون پر اولٹے رکھکر دو چار ہندا اونکو ختائیون نے قید کیا
اور انگریزی بحر کو جلانے کے قصد سے سات جنگ کو اکٹھا باندھا اور اونمین باروت اور آتشگیر سوزندہ مصالح
اور دوسری چیزین جو آسانی سے جل اوٹھین اور جلد نہ بجھین بھر اور فتیلہ سلگا کے عین بھاٹے کے وقت اس
انداز سے انگریزی بحر کیطرف چھوڑ دیا کہ قریب پہونچکے باروت اوڑ جاے اور مصالح چارون طرف پھیل کے

جہازون مین آگ لگا دیوین لیکن انگریز خبردار ہوے تو کشتی ڈونگیون کو پیش بندی سے اوس شیطانی بیڑے کے
استقبال کو بھیجا اور لمبی لمبی رسی اوسمین باندھکے دور گھسیٹلے اوںھون نے اور رخ پر اوسی چھوڑ دیا اور الگ ہوکر
تماشا دیکھا کہ بے پیسے کوڑی کے خرچ کے آتشبازی کا لطف پیدا ہوا ادھر تو اسطرح ختائیونکا مقصد حاصل ہوا اور ادھر انگریزی جو پھندے
جو قید ہوے تھے اونھون نے دھمکایا کہ اگر ہمین مخلصی نہین دوگے تو آتشی شیشے سے شہر کو ہم جلا دینگے اسپر یہہ جواب ہوکر
اونھون نے چھوڑ دیا کہ اتنے مین انگریزی بحر مکاؤ سے بہر انتقام روانہ ہوئی اور ختائی بحر کو شکست دیتی اور پانچ
جہازونمین آگ لگاتے شہر فاموکو فتح کرتے کانتان مین آن پہنچی یہہ صورت دیکھکر ماندرینون نے پرتگیز کو بانی فساد
ٹھہرایا اور مبلغ کثیر بطور جرمانہ اونسے انگریزون کے نام سے لیکر پیغام صلح کا بھیجا اور یہہ عہد کیا کہ انگریز دو ہزار
ٹیل اور چار لوہے کی توپین اور پچاس بندوقین فغفور کو سالانہ دیکر بخوشی تمام تجارت کرین بعد اسکے رسم تجارت
ایک نوع سے برقرار رہی حالانکہ ختائی ماندرین و سوداگر سب حد امکان کوئی موقع ستانے کا نہین چھوڑتے تھے
اور یہانتک عاجز کیا کہ جب سنہ ۱۶۷۰ مسیحی مین والی جزیرہ فارموسا یعنی کاک زنگا نے انگریزون کو اپنے ملک
مین تجارت کرنے کو بلایا تو سرکار کمپنی نے بخوشی تمام ایک جہاز کو بھیجا اور وہان کوٹھی اور گودام وغیرہ بنایا
اور سنہ ۱۶۸۲ تک کانتان کی طرف رخ نکیا غرض اوسوقت سے سنہ ۱۷۱۵ تک کوئی امر قابل بیان کے واقع نہین ہوا
بجز اسکے کہ انگریز سب تجارت موقوف ہونے کے خوف سے ختائیون سے بگڑتے نتھے حالانکہ وے انواع
طرحکی حرکتین نازیبا کرتے تھے اور خواہ مخواہ ہر دفعہ سخت و ناسزا باتین کہتے تھے اور ختائی دلال اور بازاری
لوگ انگریزون کو ٹھگنا اور ہر طرحسے زک دینا واجبات عقلی سے جانتے تھے چنانچہ صدہا نقلون مین سے ایک یہہ
ہے کہ ایک انگریز ریشم خریدنے کے لیے کانتان مین گیا اور ایک دلال سے اپنا مطلب کہا اوسنے جتنے
پلندے ضرور تھے موجود کیے اور اوسکے مالک ایک ختائی سوداگر کو بھی ساتھ لیے آیا خیر مول تول ہوا
اور اوپر کا پلندا جو کھولا گیا انگریز نے دیکھکر کہا سبحان اللہ یہی مین چاہتا تھا اور پوچھا ایسی ہی قسم کا تمام ہے
سوداگر نے جواب دیا لا کلام آپ بخوشی رکھیے اور ایسی چیز ایسا سستا پھر جب پائیےگا سو کہیے
انگریز نے اپنے ملک کے فروشندون کی راستی پر خیال کرکے سمجھا کہ سچ کہتا ہے قیمت دیکے اوسکو رخصت کیا اور
گھڑی بھر کے بعد اتفاقاً جو اوسنے دوسرے پلندے کو اوٹھا لیا اور کھولکر دیکھا تو واہ واہ عجب شگوفہ پھولا

پایا نه پہلے ریشم کا رنگ نه وہ چمک اسمین تھا اور یہه محض پھوسڑا اور بدرنگ و ناکارہ نکلا این گل دیگر شگفت
تب تو لینکے اوس ریشم والے کو انگریز پکڑ لایا اور کہا کیون رے بیچا نابکار چوٹون کا تھانگی دار
تجھے خدا کی سنوار یہه کیا اور یہه کیا ہی اور اسطرح پر سب پلندون کو جو کھولا سوا اوسکے سب کو
ایک سے ایک برا پایا غرض تان کی جان یہه ہی کہ وہ ختائی مسکرایا اور جواب دیا کہ عاصی بے قصور
ہی اپنے دلال سے آپ سمجھ لیجیے کیونکہ اوسنے کہا تھا کہ آپ ایک ہی پلندے کو کھولینگے اسلیے
بندہ ایک تو آپ کو دکھانے اور باقی بیچنے کو لایا اگر وہ کہتا کہ آپ سبکو کھولینگے اور پسند کرکے لینگے مین
سب ویسے ہی لاتا + ہر اجنبی خصوص انگریز کے ساتھ اس اسطرح کی حرکت کرنی اپنی سعادت یہه جانتے
تھے اور جب کسی نے قشنہ اس پوچ عادت و حرکت کا دیا اکثرون نے یہی جواب دیا کہ خریدنے اور بیچنے
والونمین ہمیشہ نزاع ہی کیونکہ مشتری یہه چاہتا ہی کہ اگر مال مفت ملے تو ایک پیسہ نه دیجیے اسلیے فروشندہ
بھی دل مین کہتا ہی کہ اگر اسکی پگڑی تک دام کے شامل چلی آوے تو لے لیجیے اس سبب سے
ایک دوسرے کو ٹھگنے کا قصد کرتا ہی اور اسمین جو سرسبز رہا اوسکا کیا کہنا +

الغرض ۱۷۱۵ء مین مانڈرینون نے سرکار کمپنی کو ایسا ایسا بھروسا تجارت کی سہولت کا دیا کہ ایامی
کے سوا کانٹان مین اونکے جہازون کا آنا جانا شروع ہوا لیکن فغفور کین لنگ نے اپنے شروع جلوس
مین کانٹان کے دس بڑے بڑے تجار ختائی کی ایک گروہ کو جسے ہانگ کہتے ہین مقرر کیا اور اہل فرنگ
کے ہاتھ مال بیچنے اور اونسے خرید کرنے کی اجازت مخصوص اونکو دی اور عوض مین جوابدہ واسطے محصول
سرکاری کے ٹھہرایا پس انگریزون کو اختیار دوسرے کیسکے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا باقی نرہا اور یہه
سوداگران ہانگ جو چاہتے تھے سو کرتے تھے اور جنس نرخ سے اپنا زیادہ فائدہ سمجھتے تھے انگریزون سے
مال لیکر ادھر اودھر روانہ کرتے تھے اور ختائیون سے خرید کرکے انگریزون کے ہاتھ بیچتے تھے اور
نتیجہ اوس دستور بد کا فوراً پیدا ہوا یعنے بجز اونکے دوسرے ختائی سوداگر سب اور فرنگی خوب ہی لوٹے جاتے
تھے اور یہه بدذات ہانگ والے بیچ مین مزے سے دونون ہاتھون ہتّے مارتے تھے اس خاص خرید
فروخت کے اجارے سے نقصان انگریزون کو ایسا ہوا کہ اونھون نے تین لاکھ روپے کی زرپاشی کرکے

۱۷۷۱ء مین اوسکو موقوف کروایا اور دوسرون سے خرید و فروخت کرنے کی اجازت فغفور کے حضور
سے ملی لیکن اس امر سے زیادہ حیرانی اہل فرنگ کو ہوئی کیونکہ ہانگ والون نے مانڈرینون کو رشوت دے
دے کر اپنے ہاتھ مین اجارے کو سابق کیطرح بحال رکھا اور تاکہ اونکی گرہ سے رشوت دینے مین جو خرچ
ہوا مع سابق نفع کے وصول ہووے مال کو دوناگران کر دیا اور چونکہ اسکی نالش فغفور تک پہونچی بسبب
مانڈرینون کی رشوت ستانی کے دشوار تھی انگریزون نے دیکھا کہ سوا ترک تجارت کے دوسرا
کوئی چارہ نہ تھا کہ اتنے مین تجار انگریزی کا پانا بعض بعض ہانگ والون کے پاس بہ مبالغ خطیر نکلا اور انھون
نے اوس قرض کے ادا سے انکار کیا آخر مناسب سمجھا گیا کہ شاہ انگلستان کیطرف سے کوئی سفیر فغفور کے دربار مین
جاوے اور ان حرکتون کی نالش کرے چنانچہ ۱۷۹۲ء مین لارڈ مکارٹنی بہادر جو سابق مین ملک مندراس کے
گورنر تھے اس عہدے پر مقرر ہوے اور تحائف لیکر اونکی بحر کانٹان مین ۱۷۹۳ء سال کے جون مہینے
مین پہونچے اور چونکہ اسکی آمد کی خبر فغفور کو پہونچ چکی تھی ہر شہر کے حاکم اور ہر صوبون کے ناظم پر فرمان جاری ہوا
کہ شاہ لندن کا سفیر فغفور کا مدعو سمجھا جاوے اور ہر طرح سے اوسکی خاطر کیجاوے اور سرکار کیطرف
سے رسد پہنچے اور بار برداری کی سبیل ہووے چنانچہ ویسے ہی عمل مین آیا اور کانٹان سے پیچین تک
ہر منزل پر مانڈرینون نے تحفہ شرابین اور لطیف کھانے سفیر انگریز کے سامنے چن دینے کے سوا جو کچھ طلب ہوا
بے تامل حاضر کیا الغرض کانٹان سے انگریز کے جہاز سمندر کی راہ سے جب صوبہ پیچلی کی بندر مین پہونچے صوبے
کا ناظم بہت کہوفر کے ساتھ استقبال کو پچاس کوس موافق حکم شہنشاہ کے آیا اور شہر لین ہانگ مین سفیر کو لے گیا
اور بڑی دہوم دہام سے ضیافت کھلائی اور سرکاری کشتیان بوقلمون تکلف گوناگون سے پیچین سفیر اور
جلوسکے خدام کی سواری کے لیے متعین ہوئین اور پیہو کے دریا سے شہر تان سو مین جو چھہ کوس دار الامارۃ
پیچین سے ہی جب پہونچے تو وہان دعوت کھا کے پالکیون اور گھوڑون پر سوار ہو کر انگریز پایہ تخت مین اوپہنچے اور
چونکہ فغفور موسم گرما مین شہر جیہول واقع سرحد تاتار مین رہتے ہین اور اوس وقت تک پیچین مین تشریف نہین لائے
تھے اطلاع سفیر کی آمد کی وہان گئی اور جب تک جواب نہین آیا یون من ین کے باغ مین جسکی
تعریف راقم نے جلد اول مین کی ہی اوتارے گئے اور وزرا اکثر آتے اور سفیر

کو کہا کرتے تھے کہ آپ کو لازم ہے کہ موافق دستور کے فغفور کو کو ٹو یعنی سجدہ جو کہ درباری کورنش ہے
بجا لاینگا لیکن اونھون نے برابر انکار کیا اور کہا کہ ہمارا بادشاہ نہ باج گذار نہ فرمان بردار فغفور کا ہے اور نہ
کسی طرح سے ہیتے اور شان و شوکت مین اوس سے کم ہے پس ہم کیونکر کو ٹو کر کے ایک نوع سے قبول
تمہارے بادشاہ کی بزرگی اور اپنے خاوند کی خردی کا کرین الغرض بعد بڑی حجت اور تکرار کے ختائی
وزیر نے ہٹ کرنا چھوڑ دیا اور لارڈ مکارٹنی نے ساری گفتگو اسی بات پر ختم کی کہ ہم جیسا اپنے بادشاہ کو کورنش
کرتے ہین اسی وضع سے فغفور کے حضور مین آداب بجا لاوینگے +

یہ نہ سمجھا چاہیے کہ اشارہ شہنشاہ کا سفیر انگریز سے سجدہ کروانے کا نہ تہا کیونکہ یہ وزرا جو اس قدر مصر اس
امر مین ہوے سکہلاے پڑہاے ہوے تھے اور سفر مین کئی دفع ایسی ایسی حرکتین اونھون نے کی تھین
جس سے عوام الناس پر ظاہر ہو وے کہ شاہ انگلنڈ نے فغفور کو خراج بہیجا چنانچہ چہو کے دریا سے جس وقت
سفیر کا گذر ہوتا تھا کشتیون پر ایک نشان مانند جھنڈیون نے لگایا جسپر لفظ باجگذار ختائی زبان مین چھپا تھا اور
چونکہ کسیکا خیال اوس پر نگیا تمام مشہور یہی ہوا کہ شاہ انگلنڈ نے تمنا سے اپنے کو فغفور کے باجگذارون مین داخل کروایا
حاصل یہ کہ جب تمام امر تب ادب اور آداب کے طی ہو چکے فغفور نے جی ہول مین سفیر کو بلوایا اور راہ مین بدستور خاطر
داری کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہوا اور ورود کے کئی روز بعد خاص خیمے کے اندر جہان دنیا کے
تکلفات اور آرائش تھے فغفور نے سفیر سے ملاقات اور نہایت توجہ سے بات کی اور شاہ انگلستان کے
مزاج کی خیر و عافیت پوچھی اور جو خط اونھون نے بہیجا تہا سفیر کے ہاتھ سے خود بدست خاص لیا چنانچہ
تمام لطف ایک طرف اور یہ توجہ ایک طرف سمجھی گئی اور اس امر سے عزت افزائی کو حد پر پہونچا دیا سواے
اسکے تحائف جو پیش کیے گئے نہایت خلق اور شکر کے ساتھ مقبول ہوے حالانکہ لارڈ مکارٹنی نے
بجز کورنش سلطانی جو انگریزون مین مروج ہے یعنی گہٹنا زمین پر ٹیکنے اور ٹوپی اوتارنے کے ختائی آداب کچھ
نکیا بعد برخاست دربار خاص کے سفیر اور دوسرے جلیل القدر انگریزون کو مسند بین مخمل کی فغفور کی بائین
طرف ملین اور داہنے طرف اقرباے قریب کی قرابت والے اور کئی سلاطین باجگذار بیٹھے اور چند لمحے کے بعد
دو دو شخصون کے سامنے ایک ایک سہ پایہ میز کی قسم سے لگا اور اقسام طرح کا لذیذ کھانا چنا گیا اور فغفور نے بھی

نوش جان فرمایا الغرض ہفتے روز تک انگریز جیہول مین رہے اور اوسی عرصے مین فغفور کی تراسیوین برس کی
سالگرہ بڑی دہوم دہام سے ہوئی اور اوسکی خوشیان اور رنگ ریلیان جب تمام ہوئین اونکو رخصت ملی اور بڑی
نہر ختا سے جانے کی اجازت دی گئی اور شاہ انگلنڈ کے نامے کے جواب مین فغفور نے خط نہبت محبت کے اظہار
سے لکھا لیکن اجازت تجارت کرنیکی بندر چوزان اور نیمپو اور ٹین سنگ مین سوا کانٹان کے جو طلب ہوئی تھی
حیلے حوالون سے ٹال دی گئی غرض فائدہ اس پیغام و سلام سے یہی ہوا کہ صوبہ دار کانٹان جس نے انگریزون سے
زیادہ طلبیان کی تھین معزول ہوا اور اوسکے قائم مقام کو حکم دیا گیا کہ خبردار رہے کہ بار دیگر بیجا زیادتی نکی جاوے
چنانچہ دو برس تک انگریز ستائے نہین گئے لیکن فغفور کین لنگ جب اپنے جلوس کے ساٹھ برس تمام ہونے سے
موافق منت اور نیت کے تخت سے مستعفی ہوکر گوشے مین جا بیٹھا اور اوسکا بیٹا کیا کنگ مسند نشین ہوا
ہانگ کے تاجرون نے اپنا پرانا ڈہنگ نکالا اور بدستور انگریز کے ہاتھ بیچنے مین سوداگران کیا
اور اون سے خرید کرنے مین نرخ گھٹا دیا اور اسیطرح دونون طرف سے ضرر پہنچایا
لیکن بجز برداشت کرنے کے کچھ چارہ نتھا تاجرون نے خاموشی اختیار کی ✢

سنہ ۱۸۰۵ کی آخر مین نامہ و پیام اور تحفہ تحائف کا ارسال دونون طرف سے درمیان شاہ انگلنڈ اور فغفور کے
وقوع مین آیا لیکن سنہ ۱۸۰۸ مین دو مہینے تک تجارت اس سبب سے بند رہی کہ دلکا درمیان سرکار کمپنی کے
چند گورے خلاصیون اور بعض ختائی لچون کے ہوا اگرچہ انگریز کے آدمی بعد قضیئے کی شروع کے پرخاش سے
باز رہے لیکن ختائیون نے اپنے کو زورآور سمجھکر انگریز کی کوٹہیون پر ایسی کلوخ اندازی کہ راہ بند ہو گئی آخر
کو عاجز ہوکر کمپنی کے خلاصیون نے سردار ونکا کہنا نمانکے اونپر ایسا حملہ کیا کہ ایک چینی مارا گیا اور باقی کا غول
بھاگا چون گویا صوبہ دار کانٹان کی مرضی کے موافق ہوا کیونکہ خاصہ بہانہ انگریزون کے ستانے کا
ہاتھ لگا چنانچہ اوس نے اونکا آنا جانا شہر مین اور خرید و فروخت کرنا بند کر دیا اور ایک اور بیچارے
گورے کو نامزد کرکے قتل کرنیکو طلب کیا جیسا کہ اونہون نے اہل امریکا کے ایک شخص کو کچھ تہمت دیکر
ہلاک کیا تھا لیکن انگریزون نے اپنے آدمی کو حوالے نکیا اور یہی جواب دیا کہ اول تو اوس ہلڑ مین
معلوم نہوا کہ کسکے ہاتھ سے وہ شخص ختائی مارا گیا دوسرے یہ کہ اگرچہ نشان بھی دیا جاوے

تو اوس نے اپنی حفاظت جان کے لیے مارا اور ایسے امر کو خون ناحق یا عداوت سے تصور کرنا
خلاف عدالت کے ہے + یہ جواب باصواب دیے اور پانچ لاکھ روپے
نذرون مین خرچ کرکے ابواب تجارت کھلوائے اور اوس ادنی شخص کی
جان کے تصدق مین مبلغ کثیر صرف کیے اسی سے قدردانی اور رفیق پروری
ہماری قوم کی ظاہر ہے + ۱۸۰۸ مین خواہ مخواہ تجارت کرنے کی امتناع ہوئی اور پانچ برس کے بعد جب
پھر انگریزی سوداگری موقوف ہوگئی سر جارج شانٹن اور سر ٹی مٹکاف صاحبون نے کانٹان
مین شکایت ان امرون کی صوبہ دار سے کی غرض جب اوس نے مطلق توجہ نکی اونھون نے حکم دیا کہ
تمام انگریز شہر کانٹان کو چھوڑ دین اور جہازون کو بندر سے نکال لے جاوین یہہ سنتے ہی ماندرینون
کو خوف ہوا کہ ایسا نہووے کہ اس سے نتیجہ برا نکلے اور اسی ڈر سے کئی باتین جو انگریزون کو سخت ناگوار
تھین موقوف کی گئین لیکن تاہم اکثر امرون مین فرق نہوا یہان تک کہ دوبارہ کسی سفیر جلیل القدر کا بھیجنا چین مین
جانا ضرور سمجھا گیا اور اسی ارادے سے لارڈ امہرسٹ بہادر ۱۸۱۶ کی آٹھوین فروری کو لندن سے
روانہ ہوے اور صوبہ پیچلی کے کول مین اوسی سال کے اگست مہینے مین داخل ہوے اور چونکہ حکام
کانٹان نے دروغگوئی کرکے فغفور کی طبیعت کو انگریزون سے برگشتہ کیا تھا ماندرینون نے شروع
اول سے اوسی کوتو کا بکھیڑا نکالا کیونکہ معلوم اونہین تھا کہ اس کورنش سے جو سواے خدا تعالی کے
کسی مخلوق کو شاہنشاہ روی زمین کیون نہو کرنا نچاہیے انکار کریگا اور یہی بہانہ فغفور تک نارسائی کا قرار
دیا جایگا چنانچہ پہلے ہی سوال وکیل السلطنت نے لارڈ صاحب سے یہی کیا کہ ہمارے خاوند کو تم سجدہ
کروگے یا نہین الغرض وہ خاطر سفیر کی نہین کی گئی جو آگے ہوئی تھی اور بجز خفت کے کچھ حاصل نہوا اگرچہ پیکین
تک سفیر پونہچا لیکن جیسا گیا ویسا ہی پھر آیا بلکہ حق تو یہ ہے کہ فغفور نے کوتو کے باب مین انکار سنکر حکم دیا کہ سفیر
لندن دم بھر دارالامارہ مین رہنے نپاوے بلکہ شاہ لندن کے نامے کے جواب مین ایک فقرہ یہی
لکھا گیا کہ بار دیگر حاجت نہین کہ تم اتنے دور سے سفیر بھیجو اور اس دفع ہم نے
صرف شہر بدر ہونے کا حکم دیا حالانکہ اوسکی گستاخی قابل سخت سزا کے ہے +

لازم تھا کہ اسی حرکت نازیبا کو جو خلاف ضابطہ سلاطین کے واقع ہوئی انگریز وجہ لڑائی قرار دیتے اور فغفور بے شعور کو خوب ہی درست کرتے لیکن صد افسوس کہ چوک گئے اور خاموش ہو رہے اور غم کھایا تو سنہ ۱۸۴۲ کی لڑائی کا تخم بویا والا اگر فوراً پرخاش پر کمربستہ ہوتے تو ختائی دب جاتے غرض ایسے بڑی بلا ہی اور تجارت کے موقوف ہونے کے خوف سے شکایت تک نہین کی اور ایسے صبر نامناسب سے تشنع بزدلی اور بنیاپن کا اپنے اوپر دار دکیا غرض اول ثمرہ اس چپ رہنے کا اوسی سال نمود ہوا جب سرکار کمپنی کا جہاز لارڈ امہرسٹ کو صوبہ پیچیلی مین پہونچا کر کانٹان مین پھر آیا کیونکہ حاکی بوجہ اوس مین کرنے کا قصد جو ہوا ختائیون نے مال کو لینے نہ دیا اسپر بہت سی عرضیان انگریزون کی گذرین لیکن بے حصول جواب کے ویسے ہی پھیر دی گئین بلکہ بعضون کی مہرین تک نکھلین یہان تک کہ جب جہاز کا کپتان یعنی ناخدا عاجز ہو کر شہر کانٹان مین گیا اور اپنے ہاتھون سے درخواست گذرانی تو بھی مطلق توجہ نہوئی بلکہ جو ختائی باعث اس رسائی کا ہوا تھا اوسپر ایسی مار پڑی کہ عجب ہی کہ تلوون کی راہ سے اوسکی جان نہ نکل گئی اس ذلت کے واسطے سرکار کمپنی نے بدستور مناقشہ نکیا اور اگرچہ ہندوستان کے بادشاہ ہین لیکن ختا مین ادنی بنیے کیطرح دو گالیان کھا کے چپکے ہو رہے حالانکہ سکوت سے فائدہ تو نہین ضرر عظیم تو ہوہی رہا تھا چنانچہ شاہ انگلنڈ کا ایک جہاز بنام ال کیسٹ کے کپتان ماکس ول صاحب نے ماندرینون کی اجازت اپنے جہاز کو دریاے کانٹان مین لیجا کر مرمت کرنے کے لیے موافق عہد کے طلب کی اور اوسمین سعی ہاں ہون کرتے جب بات ٹال دی اوسنے فوراً لنگر اوٹھایا اور جاے مقصود کیطرف چلا تب دفعتہ قلعہ سے توپ تو پونکی باڑہ جہاز پر چلی اور ختائی بجر جنگی سے بھی گولہ اندازی شروع ہوئی لیکن اوس بہادر بے بدل نے جہاز کو مورچون کے سامنے لیجا کر ایک باڑہ ایسی ماری کہ قلعے کے توپچی فصیلون پر سے بھاگ گئے اور اوسکے بعد بڑی قدر اوس صاحب کی ختائیون نے کی بنو اسکے ایکدفعہ اور سنہ ۱۷۲۱ مین کسی انگریزی جہاز کے گورے خلاصیون اور ختائیون مین جب دنگا اور خون خرابہ ہوا اور تجارت موقوف ہوئی مسٹر جیمز ارمسٹن صاحب جو مختار کل کمپنی کی تجارت کے تھے اونہون نے فوراً دوسرے گماشتون کو ساتھ لیکر کانٹان کو ترک کیا اس کمربستگی کو دیکھتے ہی ماندرینون کو خوف ہوا اور گڑگڑا کے اونہون نے منت کملا بھیجا کہ

آپ پھر تشریف لائے اور بدستور تجارت کیجیے اور اس ہمت و چالاکی کے لیے صاحب ممدوح کا خطاب
سر یعنی خان بہادر کا ہوا علاوہ اسکے ۱۸۲۵ء مین مسٹر جیمز ماتھی سن صاحب سوداگر جرات کر کے تن تنہا ایک روز
کانٹان کے صوبہ دار کے پاس عرضی کیئے اور اجازت مانگے بی تکلف چلے گئے اور شکایت سخت کر کے
اوس محصول کو موقوف کروایا جو سوداگرون سے اس طور پر لیا جاتا تھا کہ جب اپنے آل و عیال کو دیکھنے مکاؤ
مین وہ جاتے اور وہان سے اپنے کاروبار کے لیے کانٹان مین پھر آتے تھے تو آنے جانے مین کوئی
سات آٹھ سو روپیہ محصول کا ہر دفعہ اون سے لیا جاتا تھا پس جب کہ حکم انگریزی بی بیون کو بجز مکاؤ کے
کانٹان مین رہنے کا نتھا اور کانٹان مین آنا اونکے شوہرون کو ضرور تھا تو دونی مصیبت لڑکے بالے والون کے
عائد حال ہوتی تھی ایک جدائی اور دوسری ادا اس سخت محصول کی الغرض صاحب ممدوح نے اپنی جان پر
کھیل کے اس محصول کو موقوف کروایا اور دوسری دلیلون مین سے کہ انگریزون کی بہادری اور
قواعد و آلات جنگ سے ختائی خائف ہین ایک یہ ہے کہ جب دھمکی ملی
کج خلقی اونکی موافق بزدلون کے قاعدہ کلیہ کے موقوف ہو گئی ٭ اگرچہ اظہر من الشمس
تھا کہ ختائیون سے دبنے مین قباحت اور دھمکانے اور برابر آنکھ ملانے مین فائدہ
تھا لیکن خوف تجارت کے موقوف ہونے اور چاے نپانے کا کمپنی کو ایسا تھا کہ سب کچھ گوارا
کیا گیا القصہ ۱۸۳۰ء مین فرمان فغفوری امتناع مین انگریزون کے افیون لانے اور ختا مین بیچنے کے باب
مین جاری ہوا بلکہ حکم ہوا کہ بندر ہوام پاؤ سے افیون کے جہاز سب نکال دیے جاوین چنانچہ لنگرگاہ
لنٹن مین وہ جا لگے اور اگرچہ صوبہ دار کانٹان خود چاہتا تھا کہ افیون کا کاروبار ایک قلم موقوف ہو جاوے
لیکن جب اوسنے دریافت کیا کہ بالکل مانڈرین کو اوسکی خفیہ تجارت سے فائدہ کثیر حاصل ہے وہ بھی زیادہ سختی سے
باز رہا غرض ۱۸۳۳ء سال مین ایک محتسب نے عرضی شہنشاہ کے حضور مین بھیجی کہ مملکت کی تمام چاندی
افیون کی خرید مین نکلی جاتی ہے چنانچہ فغفور کے جلوس کے تیسرے سال سے تاریخ تحریر تک دو کروڑ
چونتیس لاکھ سے زیادہ کی چاندی ملک سے نکلی اور اوسکے عوض ایک سم قاتل جان و مال کا نقصان
اور قطع نسل کرنے والا مملکت مین آیا تھا اسواسطے لازم تھا کہ سخت امتناع اسباب مین ہووے

چنانچہ فرمان پر قرار موافق دستکے جاری ہوا لیکن ختائیون کو یہ چاٹ اس زہر کے استعمال کی پڑگئی تہی اور
اس کالی بلا کے اوپر مجنون کیطرح ایسے عاشق تھے اور انگریزون کو اسکی تجارت سے یہ منفعت کثیر
حاصل تہی کہ دونو نکے مشورے سے بدستور اسکی خرید و فروخت چوری سے بحال رہی + چونکہ افیون کی
بابت انگریزون اور ختائیون مین ۱۸۴۱ء مین لڑائی ہوئی اور غالب ہے کہ پہر کسی وقت دوبارہ اسی بات پر قصہ
پہیلے مناسب ہے کہ اسکے رواج پانے کا کچہ حال لکہا جاوے تاکہ اس فساد کی بنیاد سمجہہ مین آوے +

اطبائے ختا نے ہمیشہ سے استعمال افیون کا دوا درست سمجہا ہے اور صوبہ ین نان مین اسکی پیدایش
ہوتی تہی اور قبل ۱۷۶۷ء کے دوسو صندوق سے زیادہ ہندوستان سے مملکت چین مین نہین جاتے تہے
لیکن جب پرتگیزون کی تجارت شروع ہوئی رفتہ رفتہ ہزار صندوق کی نوبت پہنچی اور جب یہ بات مشہور ہوئی
کہ ختائیون کو اس جاذب خون کی چاٹ پڑی اور لاکہون روپئے کی یافت اسکی تجارت مین ممکن تہی انگریزون
کی سرکار کمپنی بہادر نے اسکی سوداگری شروع کی اور بیس برس مین انہین لوگون کے وسیلے سے دو ہزار صندوق
کی خرید و فروخت ہونے لگی اور آگاہی فغفور کو جو اسکی ہوئی اوس نے سخت امتناع اور صوبہ دار ین نان کو تاکید کی
کہ پیدایش افیون کو موقوف کرکے سزائین قصاص اور قرقی معاش اور تعذیر کی اون لوگون کو دیوے جو افیون کے
پیدا یا استعمال کرنے یا بیچنے مین پکڑے جاوین غرض باوصف اس طرح کے فرامین کے استعمال اس
وبال جان کا دن بدن بڑہا اور انگریزی تاجرون کے جنگی جہاز دریائے کانٹان کے جزیرہ لن ٹن کے
پاس لنگر کئے رہتے تہے اور شہر کلکتہ دار الامارۃ انگریزی مملکت ہند سے جہاز افیون سے لدے جا کر انہی جہازون
اون مین داخل کرتے تہے تب شب کو ختائی کشتیان جن پر چالیس یا پچاس ڈنگے مضبوط ڈانڑے ند شیطان سے
لڑوانے والے رہتے اون جہازون کے پاس جاتین اور موافق نرخ کے چاندی دے افیون لے راتون رات
پہر آتین اور سوداگر یا تون بات نہ لے بہاگتے اور یہان تک اس کمبخت نشے کا شوق ختائیون کو ہوا کہ ۱۸۳۶ء
سال مین چالیس ہزار صندوق افیون کے چین مین گئے اور کوئی پچاس لاکہ کی چاندی وہان سے
عوض مین چلی آئی اس کی خبر جاسوسون نے شہنشاہ کے حضور مین پہنچائی اور عمائد بارگاہ اور وزرا اور حکما
کو حیرت کیا دہشت اور فغفور کو وحشت ہوئی کہ کیا بلا نازل ہوئی کیونکہ اور قباحتون مین تین قباحت اس مین صریح

کی تعظیم تین کہ اونکا علاج دشوار دکھائی دیا اول یہ کہ اس پوچ چیز کے عادی رہنے سے آدمی بیکار محض ہو جاتا ہے
اور اپنی نسل کا آپ قاطع اپنے مال کا آپ خائن اپنے عیبون کا آپ ملزم اپنی صحت کا آپ نادم اپنے
ستونکا آپ پردہ در اپنی جان کا آپ قاتل ہوتا ہی اور اگرچہ شروع عادت مین اندک تفریح طبع حاصل ہوتی
ہی لیکن جیون جیون عادت بڑھتی ہی وقت معمولی پر خوشی متبدل برنج اور سیری متبدل بحاجت ہوتی ہی اور جیون
جیون افیون کا مقدار زیادہ ہوتا ہی چستی اور چالاکی اور سرخروئی اور آنکھون کی روشنی اور ہاتھ پانؤنکی طاقت
اور چہرہ کی تازگی اور مزاج کی قوت حاصل کلام انسانیت کم ہوتی ہی دوسری قباحت یہ تھی کہ سال بسال
ہزارون من چاندی ملک سے نکلی جاتی تھی اور عوض مین اوسکے ایک شی مہلک ملتی تھی اور نتیجہ اسکا ظاہری
ظاہر تھا کہ پچاس برس مین ملک کی دولت غیرون کے حوالے ہو جائیگی اور امید دوسری کی پیدائش کی باقی ہوگی
کیونکہ کسنے کب دیکھا ہی کہ افیونی سواے غوت مین مجہول محض ہوکر بیٹھے رہنے اور انکھہ بند کیے پونڑ کھجانے اور
نکیا کے بات کرنے اور گپ بیہودہ سے کے کسی نیک کام کے قابل نکلا ہی پس جبکہ اپنے حواس کی خبر ایک بیچارے
مجہول کو نہین تو کیونکر توقع اوس سے کاروبار کی ہوشیاری کی یا تکمیل صنعت و دستکاری کی یا کشت کاری کی
مصیبت یا تحصیل علم کی دقت کی جائیگی ۞ تیسری قباحت یہ نظر آئی کہ اہل فرنگ خصوص قوم انگلش کی زیادہ آمد و شد
اس جنس کے سبب سے ملک مین ہونے لگی اور ایک تو امتناع حکما کی اغیار سے زیادہ خلا ملا رکہنے کی تھی ہی تھی علاوہ
اسکے زیادہ تر خوف ہوا کہ مبادا ہندوستان کی سی صورت ختا کی نکرین کہ تاجر ہوکے آوین اور ملک کے مالک بن جاوین
الغرض انہین خیالات سے فغفور نے حکم دیا کہ جو شخص چنڈو کی دوکان رکھیگا دم خفا کرکے مار ڈالا جائیگا اور جو اوسکا
شریک ٹھہریگا سو ضرب مین بانس کی تلوون پر کھاکر خارج البلاد کیا جائیگا اور ہمسائے والے جو اوسکے اطلاع نہین دینگے
سو ضربت تلوون پر کھاکر تین برس کے لیے وطن سے نکال دیے جاینگے اور کوئی نوکر سرکار اگر چنڈو پیے گا
دو مہینے تک گلے مین ہی لکڑی ڈال دی جائیگی جسکا حال راقم نے پہلی جلد مین لکھا ہے
سواے اسکے نوکری سے معزول کیا جائیگا اور یہ مار کہائیگا کہ چہہ مہینے تک اوٹھہ نسکیگا اور علی ہذا القیاس
ادنی آدمی کے لیے کم سزا اور اکابر کے واسطے سخت سزا اس جرم کے لیے مقرر ہووگی چنانچہ سنہ ۱۸۳۹ع
کے فروری مہینے مین ایک ختائی چنڈو کی دوکان والا عین انگریز کی کوٹھی کے سامنے ہلاک کیا گیا

القصہ یہی طور تجارت کا تھا کہ گذشتہ سنہ سال کی چھبیسوین فروری کو ایک ختائی جو اہل فرنگ کا دلال افیون کی
خرید و فروخت میں تھا پکڑا گیا اور اونکی انکھون کے سامنے قتل ہوا یہی گویا پہلی شاخ نخل فساد سے پیدا
ہوئی اور انگریزون کے سوا دوسرے فرنگیون نے بھی اپنی اپنی کوٹھیون کے نشان کو اوتار لیا اور اسی
طور سے اپنی رنجش کا اظہار کیا غرض ۱۰ ماہ مارچ سنہ مذکور کو ایک مانڈرین جلیل القدر جسکا نام لن تھا فغفور کا
بھیجا ہوا شہر کانٹان میں پہونچا اور آتے ہی اشتہار دیا کہ جسقدر افیون جہازون اور گولون میں ہووے حوالے
کی جاوے اور تمام تجار فرنگ سے اقرار اس شرط کے ساتھ تحریر میں آوے کہ بار دیگر اگر کوئی شخص افیون
کا کاروبار کریگا واجب القتل ہوگا + چونکہ کپتان الیٹ صاحب جو اوس وقت سرکار انگریز کے بڑے گماشتے
کانٹان کی تجارت میں تھے بندر مکاؤ میں کسی کام کو گئے تھے تجار انگریز نے اوس اشتہار کا جواب
اونکے آنے پر موقوف رکھا اتنے میں ۱۹ تاریخ کو لن نے حکم دیا کہ اہل فرنگ کی آمد و شد درمیان مکاؤ اور
کانٹان کے موقوف ہووے بلکہ اپنی اپنی کوٹھی سے باہر کوئی انگریز نہ نکلے چنانچہ ۲۴ تاریخ کو کپتان
الیٹ صاحب جونہیں کانٹان میں آکر اپنے مکان پر اوترنا چاہا سیکڑون ختائیون نے جنگ کر کے اوسکو گھیر
لیا اور اسیطرح سے وہ بزرگ بھی قیدیون کے شریک ہو گئے اور لن کی دھمکی میں ایسے آگئے
کہ ستائیسوین کو اونھون نے جمیع تجار انگریزی پر اشتہار دیا کہ بالکل افیون کو حوالہ کرین چنانچہ بیس ہزار دو سو اسی
صندوق کو سوداگرون نے مجبوراً کوٹھی سے نکال دیا اور دس ہزار صندوق جہازون سے اوتار دیے اور
۳ اپریل سے تئیسوین تک لن نے اس افیون کو اسطرح نقصان کیا کہ تین بڑی بڑی کھائیان کھدوا اور پختہ کروا کے
ایک ایک مقدار افیون پانی میں گھول کے اون میں پھینکی جاتی تھی اور لوگ نمک اور چونا اوسمین مخلوط کرتے تھے
باوجود اتنا نقصان انگریزون کا کرنے کے لن نے پہرہ چوکی اونکے گھرون پر سے موقوف نکیا بلکہ زیادہ شدت
سے نظربند رکھا اور اٹھارویں مئی کو دوسرا اشتہار چھاپا کہ انگریز کانٹان سے اگر چلے جانا چاہین تو چلے جاوین
بشرطیکہ پھر اپنا مونہہ ندکھاوین چنانچہ اسی اجازت کو اوس حال میں غنیمت سمجھکر کپتان صاحب موصوف اور دوسرے
سب انگریز مکاؤ میں آرہے لیکن اوربھی انواع طرح سے ختائیون نے ایذا پہونچائی یہانتک کہ تیئیسوین اگست کو
انگریزون نے جزیرہ ہانگ کانگ میں اقامت اختیار کی اور جب اوسی مہینے کی اکتیسوین کو لن نے تمام

ختائیون پر اشتہارے کر حکم دیا کہ انگریزون کو جدھر پاوین مار ڈالین تب کپتان الیٹ نے بندر کانتان
مین ختائی جہازون کا آنا جانا بند کروا دیا حالانکہ صرف ایک ہی جہاز ملکہ انگلنڈ کا مسمی ولا آرا وس مقام
پر تھا غرض جب دوسرا انگریزی جہاز مسمی ہیاسنتہ شروع ماہ ستمبر مین پہنچا الیٹ صاحب نے قصد کیا کچھ
بندوبست ہووے تا کہ تجارت موقوف نرہے لیکن کئی حرکتین ختائیون نے ایسی کین کہ مطلق اعتماد اونکے
قول و فعل پر کرنا خلاف عقل کے نظر آیا چنانچہ اٹھائیسوین اکتوبر کو الیٹ صاحب اپنے یہان کے دو جہاز
کولیکر قلعی کے پاس گئے اور ایک خط اس مضمون کا بھیجا کہ اگر ختائی ایذا رسانی سے باز نہین آوینگے
تو انگریز انتقام لیوینگے اسکا جواب یہ ملا کہ دوسری صبح کو ختائی امیر البحر جسکا نام کوان تھا جنگ جنگی لیکر انکو
آیا اور انگریزون نے صرف دو جہاز سے سب کا مقابلہ کیا اور چار گھڑی مین تین جنگ کو ڈوبا دیا اور
تین مین آگ لگا دی اور باقی لوگ بدحواس ہو کر ادہر اودہر پناہ گیر ہوے اس شکست کامل کو لن نے
فتح قرار دیکر فغفور کو اطلاع کی اور اپنے بھاگنے کو انگریز کا گریز کرنا ٹھہرایا لیکن حقیقت حال دربار مین جو کھلا
تو وہ عہدے سے معزول کیا گیا ۱۸۳۹ء کا سال اسی وضع سے تمام ہوا اور اسی عرصے مین لندن
مین تمام کیفیت گئی اور وہان سے ملکہ نے حکم نواب گورنر جنرل بہادر کے نام مین بھیجا کہ فوج بحری خشکی کی
ختا مین واسطے انتقام کے روانہ کی جاوے چنانچہ اوسکے بموجب ۱۸۴۰ء کی تیسوین جون کو چودہ جہاز جنگی
اور چار دخانی اور پچاس جہاز بار برداری کے اور چار ہزار فوج خشکی کلکتے اور مندراس سے سینگاپور مین
پہنچی اور سر کارڈن بریمر بہادر کے تابع لشکر بحری تھا اور کرنل برل صاحب گورونکی اٹھارہوین پلٹن کے
سردار فوج خشکی کے سالار تھے اور ختائی حکام یہانتک ناواقف انگریزونکی ہمت اور سپاہ گری سے تھے کہ بہت سے اشتہار اس
مضمون کے اونھون نے چھاپ کر بٹوا دیے کہ چالیس ہزار روپیہ اوس شخص کو دیا جایگا جو دشمن سے اسی
توپ والے ایک جہاز کو چھین لائیگا اور بیس ہزار اوسکو جو اوسی جہاز کو جلا دیگا اور انگریزی میر بحر کو جو گرفتار
کر کے لائیگا دس ہزار پائیگا غرض اسی طرح سے ہر شخص کے مارنے یا گرفتار کرنے کے لیے ختائی حکام نے
نرخ مقرر کیا لیکن وہی روز مین ان باتون کی لغویت اور اپنی بے حقیقتی اور انگریزون کی سپاہ گری کی کیفیت
کھل گئی کیونکہ انگریزی جہاز جنگی چوالیس توپ والا جسکا نام بلانڈ تھا جب قلعہ امائے کے قریب پہنچا اور

ختائی میر بحر کو خط دینے گیا اور ٹام صاحب مترجم کشتی پر سفید نشان علامت ایلچی گری بلند کر کے کنارے کی طرف
متوجہ ہوئے اودختائیون نے خلاف آئین جنگ کے اونپر گولا مارا بلکہ قلعے اور کنارے کے مورچون سے
دفعۃً توپین اوس جہاز اور ایلچی کی کشتی پہ چلنے لگین تب کپتان بر شیر صاحب نے ملاحون کو قریب لیجا اور فصیلو
سے ملاکر دو گھنٹے تک ایسی باڑہ ماری کہ قلعے کے سپاہیون کی ساری سپہ گری بھول گئی اور بھاگتے ہی
بن آئی لیکن چونکہ انگریزون کو قلعے پر اوس وقت دخل کر لینا منظور نتھا اور اوسکا قبضے مین آنا لڑائی
کے تصفیہ کے لیے کچھ ضرور نتھا اونہون نے صرف اسی قدر سزا دینی بس سمجھی لیکن ختائیون نے
مشہور کیا کہ تمام بحر انگریزی کو اونہون نے ہٹا دیا + بعد اوسکے جزیرہ چوزانگ کی سمت ہمارے
بیان کی بحر چلی اور شہر ٹینگ ہائی کے مقابل مین رکی اور سر گارڈن بریمر نے اوس پہ دعوی انگریزی
دخل پانیکا کیا اور چھ گھنٹے کی مہلت دی کہ ختائی سوچین کہ تابعداری اور جنگ کرنے مین بہتر کیا ہی
تب ختائی میر بحر نے ہنگام درخواست شبانہ روز کے عرصے کی پیش کی اور انگریزون نے قبول کی حالانکہ
اونپر ظاہر تھا کہ یہ مہلت جواب صاف اور ناطق دینے مین صرف اسی واسطے طلب ہوئی تھی تاکہ
سامان جنگ کو زیادہ تر مہیا کرنے کی فرصت ملے غرض پانچوین جولائی کو موافق اقرار کے اڈھائی
بجے دن کو آواز ایک توپ کی جو نہین ادہر ہوئی ختائی بحر اور قلعے سے دفعۃً باڑہ چلی اور ادہر سے
بھی ہوئی شروع ہوئی اور کئی لمحے مین انگریز کے گولون نے مسمار کر ڈالا اور تین گھنٹے مین شاہ انگلنڈ
کا نشان فصیلون پر اوڑا اور چونکہ شب ہوئی اس لیے شہر پر حملہ صبح تک موقوف رہا لیکن حاکم وہان کا ایسا
شرمندہ ہوا کہ ڈوب مرا اور باشندون نے راتون رات فرار کیا یہانتک کہ فجر کو فوج خشکی انگریزی
لڑنے کے واسطے جب تیار ہوئی خبر ملی کہ حاجت لڑائی کی نہین ہے کیونکہ شہر سنسان پڑا تھا غرض لوگون
نے دیکھا کہ سب ہرا اور بے تکلف اوس مین اور شہر ٹینگ ہائی اور جزیرہ چوزان مین صاحبان کا دخل ہوا
ساتوین جولائی کو کپتان ایلیٹ صاحب کے چچا ایڈمرل ایلیٹ بہادر میر بحر جو شاہ لندن کے مقرر کیے
ہوے تھے پہنچکر بحر کے مالک ہوئے اور کرنل برل صاحب کو اوس جگہ کا حاکم بنا کے اور کچھ
فوج دیکر وہان متعین کر کے باقی کو لیکر تیسوین جولائی کو صوبہ پیچلی کے بندر کی طرف روانہ ہوے اور

چونکہ حکم دے گئے کہ ختائیون کے رسوم اور دستور کے خلاف کوئی بات وقوع مین نہ آوے کرنل برل صاحب نے اپنی فوج شہر کے کسی پختہ مکان مین اوتر نے نہ دی اور خیمون مین وہان کھیتی کی زمین پر ڈیرا لگا دیا اور انگریزی اطبا کا کہنا نہ سنا حالانکہ اونہون نے بارہا کہا کہ زمین سرد اور نمناک ہے اور اکثر مقام پر پانی جما ہے جس مین نباتات سڑتے ہین اور جبکہ ایسی جا کے انجرے ہمیشہ مہلک ہوتے ہین تو وہان رہنا خلاف عقل اور تجربے کے ہے غرض ڈاکٹرون کی صلاح اوس بزرگ نے نہ سنی اور فوراً اوسکی بات سامنے آئی اور چھ مہینے مین چار سی اڑتالیس گورے صرف توپخانے کے اور تین پلٹن بنگال اور تپ اور پیچش اور دوسرے امراض مین مبتلا ہو کر مر گئے القصہ سترھوین اگست کو بحر انگریزی دریائے پھو مین جسکا دہانا بندر پچلی مین ہے جا پہونچی اور سردار کشن نے جو قائم مقام لن کا ہوا تھا اپنے نائب کو بھیجکر انگلستان کے وزیر اعظم کا خط منگوا لیا اور امیر البحر کو بحریدے رسد پانیکا حکم صادر کیا اور دس روز کی مہلت فغفور کے دربار سے جواب منگوانے کے لیے چاہی چنانچہ دی گئی اور اس عرصے مین کشن نے کنارے پر قنات کھڑی کر کے ایلیٹ صاحب کی دعوت کی اور یہ خاطر اور لطف و شوخی کی کہ اوس سیدھے سادے انگریز کو اوسکے قول و فعل پر اعتماد ہوا حالانکہ یہ مہلت سامان جنگ کے مہیا کر لینے اور قرار واقعی ترک دینے کے لیے طلب ہوئی تھی بلکہ اس خیال کو انگریزون کے اس قدر دار الامارۃ کے قریب آنیکا یہ خوف تھا کہ اوس نے خوشامد ہی امید سے کی تاکہ کسی حیلے سے وے فاصلے تک جا رہین چنانچہ دس روز تمام ہونے سے چھ روز اور کی مہلت اوس نے چاہی اور اسکے بعد یہ فقرہ دیا کہ دربار فغفوری سے حکم آیا ہے کہ چونکہ فساد شہر کانتان مین شروع ہوا ہے اوسکا تصفیہ کرنا لازم ہے غرض اسی طرح کی باتین بنا کے کشن نے ایسی جگہ سے جہان سے فوراً پائے تخت کے ملک پر چڑھائی مشکل نہ تھی جہازون کو کھلوا کے کانتان کیطرف لے جانے کو کہا اور کپتان ایلیٹ بھی ایسے سیدھے تھے کہ مثل مینا کے اوسکا کلمہ آپ ہی پڑھنے لگے الغرض بحر اوسی سمت کو چلی اور کشن نے خشکی سے دیکھ بھالی ہی عرصے مین دو جہاز انگریزی جو چوزان کے جزیرے سے کلکتے کیطرف روانہ ہوے تھے راہ مین مارے گئے اور ایک لگے نیچے بچانے آفت کے مارے کشتی پر جزائر لوچو پر جسکا ذکر اسی جلد کے آخر مین ہے پہنچے اور وہان لوگون نے نہایت دلجوئی اون بیچارے مصیبت زدون کی کی اور کھانے کپڑے اور رہنے کو مکان

سامان حاضر کیے خلاف اوسکے دوسرے جہاز کے چار شخص کو جو اوس بحر زخار سے بچے اور
آفت کے مارے ختا کی سرزمین پر پہونچے فوراً سیکڑون چینیون نے آنگھیر لیا اور بی بی نوبل صاحبہ اوس جہاز
کے ناخدا کی زوجہ کی گردن مین اون مردکون نے بھاری زنجیر دے برہنہ پا اور برہنہ سر گھسیٹ کے
کوئی دس کوس لے گئے اور ایک شہر مین ربسر چوک اوس بدبخت کو کھڑا کر کے انواع طرح ذلیل کیا
اور آخر کو لوہے کے گز بھر اونچے اور پون گز لمبے اور آدھ گز چوڑے قفس مین اوسے بند کر کے
ننینگ پو کے شہر مین لے گئے اور ساتھ تین انگریز کے جو اوسی جہاز کی تباہی کے شریک حال
تھے زنجیرون سے باندھ کے قید شدید مین ڈال دیا آگے ان لوگون کا زیادہ حال
کھلے گا لیکن یہان ایک نقل عجیب و غریب لکھنا چاہیے جو اوس وقت وقوع مین آئی تھی
ستمبر مہینے کی پندرھوین تاریخ کو آنس ٹرونٹر صاحب مندراس کے توپخانے کے کپتان شام کی
وقت اپنے خیمے مین معسکر کے اندر شہر ٹنگ ہائی مین سوئے ہوئے تھے کہ دفعتہً خواب مین چیخین مارنے
اور ہاتھ پانو پھیکنے اور قصد بھونے سے اوٹھنے کا کرنے لگے دوسرے ایک صاحب نے دوڑ کر جگا دیا اور کہا
خیر باشد کیا حال ہی تب آنس ٹرونٹر صاحب نے ہوش سنبھال کر جواب دیا کہ اس وقت خواب پریشان
اسطور کا مین دیکھ رہا تھا کہ مین جو باہر معسکر کے بدستور سیر کرنے اور جا بجا کی تصویر کھینچنے کو گیا تو ختائیون نے
دغا سے گھیر کر مجھے باندھ ڈالا اور مین اونکے ہاتھون سے چھوٹنے کے لیے زور کر رہا تھا اور مدد کے
لیے چلاتا تھا کہ تم نے جگا دیا غرض وہ بات رفت و گذشت ہوئی لیکن دوسرے ہی روز اوسکی تعبیر اس طور سے
ظاہر ہوئی کہ صاحب موافق دستور کے شہر کے شمالی دروازے سے تنہا صرف ایک بڈھے خلاصی کو ساتھ
لیکے نکلے اور بستی کیطرف گئے اور دس بارہ قدم چلے ہونگے کہ پھر کے اونھون نے دیکھا کہ ختائیون کا
ایک غول آتا ہی شبہ جو اونکو کچھ ہوا تو اسکے دوسری پگڈنڈی اونھون نے لی کہ اتنے مین وہ گروہ آن
پونہچا اور اوس مین سے ایک سپاہی دفعتہً نکلکر اوس بڈھے خلاصی کو مارنے دوڑا وہ بھاگ کر صاحب
کے پاس آیا اور اونھون نے چونکہ ہتیار پاس نتھا لوہے کی کھنتی اوسکے ہاتھ سے لیکر اوس نامرد
ختائی کا مقابلہ کیا وہ تو ہٹا لیکن دوسرے ختائیون نے بھالے اور برچھے سے گھیر لیا غرض نامرد

اسکے صاحب نے پیچھے ہٹہ کے سبھون کے وار کو روکا اور چار شخص کو اوسی کفتی سے مار کے
گرا دیا اتنے مین وہ خلاصی ہو کچھ پیچھے پڑ گیا اون حرامزادون نے اوس بڈھے کو فورًا لے ڈالا اور
پچھاڑ کے پتھرون سے خوب ہی کچلا اپنے رفیق کے گرتے ہی صاحب نے اوسے بچانے کے لیے
حملہ کیا اور پیچھا جو خالی پڑا ختائیون نے موقع پا کے صاحب کو ایسا ہاتھہ مارا کہ گھٹنون کے بھل آ گرتے
رہے اسپر بھی دو چار ہاتھہ لڑے لیکن اتنون کا جواب کہانتک اور کب تک ہو سکتا ہے آخر کار صاحب کو
اور اون مردکون نے رسی سے ہاتھہ پانو باندھہ منہہ مین ڈھاٹا دے کے ننگ پو کے شہر مین
لے گئے غرض قبل جانے کے مدت یہ ہوا جس سے اون حضرات کی بہادری ثابت ہے کہ با وجود
سر سے تا پا رسی لپیٹ دینے کے صاحب کے گھٹنون پر دس بیس ضرب لاٹھی کے مار لیے تا کہ ایسا
نہو کہ راہ مین رسی توڑ کر بھاگ جاوے اور اونکے سینہ پر چڑھہ بیٹھے غرض جب شہر مین پہنچے کوئی دس
سیر کی بیڑی اور کڑے ہاتھہ پانو مین ڈال کر ایک قفص مین جو گز بھر لمبا اور گز بھر اونچا اور آدھہ گز چوڑا تھا
ڈال دیا اور خوب ہی کسا کہ سوا اٹکڑو بیٹھہ رہنے کے کچھہ چارہ نتھا اسکے سوا وہ نامرد ایسے بودے
تھے کہ گلے مین طوق دیکر زنجیر سے ہاتھہ پانون کو جکڑ قفص کو مکان کی چھت سے متقفل کیا اور شب کو
ایک شخص سرہانے مین شمع رکھے قفص کے قریب سوتا تھا اور اغلب ہے کہ یہ شخص پاسبان دوسرے
ختائیون سے بہادر تھا اور بسبب کمال ہمت اور دلاوری کے مطلق ترس و ہیبت نہین رکھتا تھا کہ قفص
کے اندر سے قیدی شاید چھوٹے یا دہین سے اونگلی کر دے تو غضب ہووے القصہ یہی حال کوئی
مہینے بھر رہا اور علاوہ اس نقل کے ضرور نہین کہ ختائیون کی نامردی اور بےبس پر بےرحمی کے بارے مین
کوئی نقل آور تحریر پذیر ہووے بلکہ حق تو یہ ہے کہ بےرحمی اور بزدلی لازم و ملزوم ہے اور بہادر آہنی سنگ
دل ہوئے نہین اوسی زمانہ مین لی بی نوبل صاحبہ اور ڈگلس صاحب اور باقی انگریز سب جو جہاز کی تباہی
مین ختائیون کے ہاتھہ پڑے تھے ملاقات ہوئی اور سبھون نے اپنی اپنی ساری بپتی کہہ سنائی
ایک اور نقل قابل یاد کے ہے جو اسی چین مین وقوع مین آئی ہے حال یہ کہ انگریز کے دو لڑکے جہاز سے
اوترے اور سودا خریدنے جو ران کی گرد و نواح مین گئے روپیہ سو پچاس لیکر جھٹکے سے جیب مین

تھے اور بڑے کے ہاتھ مین دونالی بندوق چھرے سے بھری ہوئی تھی کہ اتنے مین ایک ختائی
جو بکری ہانکے چلاجاتا تھا سو راہ مین ملا دوچار بکری کو دیکھ بھال کے انگریز کے لڑکون نے دام پوچھے
اور چھٹنکے نے جیب سے روپیہ جو نکالا حرص ختائی کا للچایا دونوکو کم سن دیکھکر سمجھا کہ روپیہ چھین لینا ادنی بات ہی
اسی خیال سے دفعتہً چھٹنکے لونڈے کو گود مین اوٹھاکے گانوکیطرف لے بھاگا لیکن چند قدم نہین
گیا تھا کہ دوسرے لڑکے نے پہونچ اور بندوق اوسکے کان مین لگاکر داغ دی ادھر دھم سے یہ گرا
اور اودھر سے کئی ختائی اونکو پکڑنے کو دوڑے تب چھٹنکے نے کہا بھائی تمھاری باری ہو چکی یہ چوٹ میری ہی
ہے مجھے بندوق دو چنانچہ چھٹنکے نے لیکر چھتیا کے کھڑا رہا اور جونہین زد پر ختائی پہونچے سرے والے
کو چن کر اس شست سے اوس نے سینے پر چھرا مارا کہ وہ بھی اوندھے منہ گرا اوسکا خاک پر بوسہ
دینا تھا کہ بالکل ختائی لمبے ہوے اور یہ دو لڑکے ایک تیرہ اور ایک پندرہ برس
والے کے سامنے سے ایسے کئی ختن گئے ہاتھ پانون والے بھاگے کہ دیدہ شنیدہ ہی
بہادری کی جس قدر کمی اس قوم مین پائی گئی اوسی قدر زیادتی اسکے ملزوم یعنے دغابازی
کی ظہور مین ہمیشہ آئی چنانچہ کشن نے فقرہ دیکر بھوسے کے بہانے سے انگریزی بحر کو کھلوا دیا اور آپ بھی ظاہر
قصد کے تصفیہ کے واسطے اوسی سمت روانہ ہوا لیکن مصالحہ اوسے مقصود نہ تھا کیونکہ برابر باتین بناتا رہا
اور اوسکی خوش نصیبی تھی کہ کپتان الیٹ صاحب کا سا سادہ لوح اور صاف اعتقاد شخص اوسکے ہاتھ لگ گیا
اور اوسی سبب سے بیسون اقرار اوس نے کیے اور بیسیون کے خلاف وقوع مین آیا الغرض جب سارا سامان
قلعہ بندی اور فوج کشی اور ہر طرح کی مضبوطی کا مہیا اور کشن کو زعم فتح کا اپنی چالاکی اور الیٹ صاحب کی بیوقوفی
سے دل مین پیدا ہوا تب اوس نے چھٹی جنوری ۱۸۴۱ع کو فغفور کا فرمان دکھلایا جس کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا
کہ لوگون کی عرضی سے بالکل حال قوم ناتراشیدہ و جاہل یعنے انگریز کا معلوم ہوا اور کشن کی عرضی سے بھی ظاہر
ہوا کہ یہ بد لوگ آگے سے زیادہ گستاخیان اب شہر کانٹان مین کرتے ہین پس چونکہ حکم عالی تمام حاکمون
اور سپہ سالارون پر اس مضمون سے جاری ہوا ہے کہ قلعہ بندی کو زیادہ مضبوط کرین اور ہر وقت
طیار رہین لہذا جمیع ماندرینون پر یہ فرمان صادر ہوتا ہی کہ اگر اوس قوم جاہل گرفتار یعنی انگریز بد اطوار

کا کوئی شخص درخواست دیوے التفات اوسکی طرف مطلق نکی جاوے اور اگر کوئی جہاز اونکا سامنے آوے تو توپ کے گولون سے اوسکو غرق آب کرنا چاہیے الغرض ۱۸۴۰ کی پانچوین ستمبر سے کشن نے رفع فساد کے بہانے سے کپتان الیٹ کو فقرون پر رکھا تھا اور درپردہ فغفور کو زیادہ بدگمان انگریزون کیطرف سے کیا جیسا کہ خود فرمان سے ظاہر ہے لیکن دروغ کو فروغ نہین کیونکہ فغفور کے ساتھہ دروغگوئی کرنے مین آخر کو معزول ہوا اور انگریزون کو جھوٹھہ کہکر جو فوج آراستہ کیا اوس سے کچھہ فائدہ نہوا کیونکہ قرار واقعی لڑائی اور ختائیون کی خونریزی اور خرابی قبل اس فرمان کے وصول کے وقوع مین نہین آئی تھی بلکہ یہ چوٹین جو جلدین اور بیان مین آئین مثال اوس دھمکی اور گھرکی سے رکھتی ہین جو قبل دو شخص کے ہاتھا پائی بیان کرنے کے ظہور پاتی ہے ❊

ساتوان باب

بیان لڑائی کے ترقی کے وقت سے تا باختتام اور وقوع عہد و پیمان درمیان ملوک ختا اور انگلستان جو مشہور بلقب عہدنامہ نانکین ہے

جسوقت کشن نے موقع دیکھہ کے فرمان فغفوری پیش اور اپنے اصل مطلب کا اظہار کیا کپتان الیٹ صاحب بیچارے پر تب ثابت ہوا کہ اوس لاغی نے کلنک کا ٹیکا اپنی پیشانی پر بسبب فریب اور دروغگوئی کے دیا حالانکہ اور انگریزون کو اول ہی سے شک اوس تاتار بدکردار کی راستی گفتار و رفتار کے باب مین پیدا ہو چکا تھا الغرض اوس وقت اونھون نے دیکھا کہ منزل مقصود پر پہونچنے کے لیے کشتی تدبیر کو دریاے جوبن کے دھارے پر چھوڑنا واجب ہے اور اجازت امیر فوج اور امیر بحر کو دی کہ جیسی کو جو مناسب سمجھین عمل مین لاوین چنانچہ ساتوین جنوری ۱۸۴۱ کو بحر فوج خشکی کے لیے کھلی اور متوجہ بمقام بوگ کے قلعون کیطرف واقع بیس کوس مکاؤ سے بیچ دریاے کانٹان کے ہے ہولی اور نوین تاریخ کو وہان سے تین کوس کے فاصلے مین لنگرگاہ پر آئی اور تین دودخانے جہاز موسومہ نمیسس اور ان [illegible] پر چڑھہ کے قریب تیرہ سے سپاہ ہر قسم کی توپین لیکر کنارے مین قلعہ چمپی کے خشکی سے حملہ کرنے کو گئی اور میجر پراٹ صاحب گورے کی ۲۶ پلٹن کے سالار دو غول مین اوسکی صفین باندھے طیار رہے کہ فصیلون کی توپون کی باڑہ کم ہونے سے حملہ کیا جاوے اتنے مین پانچ جہازون نے مورچون کے

مقابل مین لنگر کرکے بم اور دوسری قسم کے گولون کی بوچھار قلعون پر ایسی برسائی کہ ختائی سب
اپنی توپین چھوڑ کر جو نہین تہ پیچھے ہٹے اور بھاگ نے پر مستعد ہوئے خشکی کی فوج نے ایک حملہ مردانہ اور
جرأت تہتنانہ سے فوراً مورچون پر اپنے کو پونہچایا اور جہازون کی ناؤن پر بحری فوج بھی سمندر کی طرف سے
قلعون مین داخل ہوئی اوسوقت عجب طرح کی کشت وخون ختائیون کی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے
اور انگریزون اور ختائیون سے ویسے ہی مقابلہ ہوا جیسا شیر اور بکریون سے مختصر یہ کہ آدھ گھنٹے مین
قریب چھہ سے ختائی ہلاک اور اوسی قدر بلکہ زیادہ مجروح ہوے اور انگریز کیطرف صرف اڑتیس آدمی
زخمی کیے گئے اور اکثر اونمین اتنے ہی گھائل ہوے کہ دوسری ہی مین چنگے اوٹھہ کھڑے ہوے +
ادہر چمپی کے قلعے پر ملکہ انگلستان کا نشان فتح توامان اوڑا اودھر منیٹس ہنین دوخانی نے تن تنہا
تمام بحر ختائی سے جس مین اسی توپین تھین مقابلہ جو کیا تو پہلا بم کا گولا ایسے نشانے سے لگا کہ ختائی میر بحر
کے جہاز کے عین بیچ مین جہان تودے باروت کے تھے جا پونہچا اور جہاز مع تمام لوگ قریب دو سے
کے جو اوسپر تھے آسمان پر اوڑ گئے اور کسی متنفس کے ایک عضو کا ٹھکانا نہ لگا ٭

بعد اسکے اور گیارہ جنگ کو اوسنے تباہ اور باقی کو تین تیرہ کیا الغرض اوس طرف ختائی بحر کا
قصہ یون فیصل ہوا اودھر بوگ کے دوسرے قلعے ٹیکاک پر جہاز انگریزی نے مورچون کے مقابلہ
لنگر کرکے دھادھم گولا مارنا شروع کیا اور گھنٹے بھر تک ختائیون نے بھی جواب دیا غرض جب اونکی
توپین کچھہ دب گئین فوج بحری نے کشتیون پر چڑھکے فصیلون پر حملہ کیا اور کوئی آدھہ گھنٹے تک تلوارون
اور سنگینون کی چوٹین برابر چلین آخر کو ختائی ہزیمت عظیم اوٹھاکے بھاگے اور قریب سو شخص میدان جنگ
پر رہگئے اور اوس قلعہ مین بھی ہمارے یہان کا تنفس بچا الغرض ان دو لڑائیون مین مقابلہ درمیان دو
ہزار فوج ختائی مع سو توپون کے اور تیرہ سو سپاہ انگریزی مع چند توپون کے ہوا اور نتیجہ وہی ظہور
مین آیا جو بیان کیا گیا ہے + دوسرے روز قلعہ کی بعض توپون کی رنجک دانی مین لوہے سنکے
کاٹتے مارکے ناقص کر اور بعض کو سمندر مین ڈال کے انگریزی فوج پھر جہازون پر سوار ہوئی اور
وانگ اور تانگ اور آننگ ہٹی کے قلعون کیطرف پھر متوجہ ہوئی اور منیٹس نے بدستور اپنے عجب خوبصورتی

سے فوج خطائی پر جو صف کشتی کئے آنگ ہئی کے کنارے پر مستعد جنگ کے تھی گولہ مارنا شروع
کیا تھا کہ دفعتہً کپتان الیٹ صاحب نے جہاز کے مستول پر سپید نشان علامت صلح بلند ہوا یہہ دیکھتے ہی
ہمیس کی باڑہ موقوف ہوئی اور ظاہر ہوا کہ کش نے پیغام صلح کا بھیجا چنانچہ بیسوین جنوری کو کپتان
الیٹ صاحب نے اشتہار اس امر کا کیا کہ منجملہ شرائط عہدنامہ جسپر کش دستخط کرنیکو موجود تھا ایک یہی کہ جزیرہ
ہانگ کانگ شاہ لندن کو نذر دیا جاوے اور دوسری یہہ کہ ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ تاوان و
خسارہ جنگ انگریزکو ملے اور تیسری یہ کہ دونون ملکون کے اہل کار کے درمیان نامہ پیام برابر کے
رتبے کا ہووے اور چوتھی یہ کہ باب تجارت خطائی سال نو کے دس روز بعد سے پھر کھلے غرض ان
سب شرطون مین سے صرف یہی پوری کی گئی کہ ۲۶ جنوری کو سرکار انگریز کے دخل مین جزیرہ ہانگ
کانگ آیا اور ستائیسوین کو کش سابق کیطرح کپتان الیٹ صاحب کو دعوت کھلا پلا کے اور لطیف روغن قاز
سے چرب چپڑا اور قند خوش آمدگوئی سے تلخی شکایت کو دور کر کے تیرہوین فروری تک فقرو نمین بھلا
رکھا لیکن جب یہی تاریخ معہودہ واسطے ایفای شرط و پیمان کے گذر گئی اور کوئی صورت تصفیہ کی نظر
نہ آئی بلکہ خبرداروں نے خبر پہنچائی کہ چارون طرف کے صوبون اور پرگنون سے کش فوج کی صفو
کانتان کیطرف ہو رہی ہے اور دن بدن سپاہ کی کثرت اور قلعہ بندیون کی مضبوطی زیادہ ہوتی جاتی
ہے تب اپنی سادہ دلی پر پشیمان ہو کر الیٹ صاحب نے حکم دیا کہ لڑائی پھر شروع ہو چنانچہ بیسوین فروری
کو سر گارڈن بریمر بہادر قلعہ آنگ ہئی کی فتح کو بجر لیگئے اور اس مقام پر خطائیون نے قلعہ بندی
اور توپخانے سے ایسا سامان جنگ کا مہیا کیا تھا کہ اگر اونکی جگہہ پر انگریز ہوتے اور جس طرح سے
ہمارے یہان کی بحر مقابلے کو گئی تمام روی زمین سے کہ جہاز جمع ہو کر لڑنے آتے تو زد پر پہنچتے پہنچتے
مارے گولون کے تختے تختے اونکے جدا کر دیے جاتے اور بعض جہاز فلک الافلاک پر اوڑا دیے
جاتے اور بعض تحت الثریٰ کی خبر لیتے لیکن اول تو خطائیون کو جرأت کہان اور دوسرے یہہ کہ
قواعد جنگ اور گولہ اندازی سے ایسے ناواقف تھے کہ اپنی دانست مین نشانہ جہازون پر لگاتے تھے
لیکن گولون کو معلوم نہین کیا رحم آتا تھا کہ ایک پاس آتا تھا اور تیا کہ قریب سے گذرنے مین اندیشہ تک انگریزون کو نہ ہوتے

پاوکوس ایدھر سے اور پاوکوس اودھر سے نکل جاتے تھے غرض پچیسوین فروری کی شام کو کپتان ٹرنر
اور دوسرے افسرون نے اڑھائی سو فوج لے ایک ٹیکرے پر تین توپین چڑھا کے دوسرے روز
علی الصباح شمالی وانگ ٹانگ کے قلعے اور ختائی عسکر پر جو پہاڑ تلی مین واقع تھا نہایت صفائی سے
گولہ مارنا شروع کیا اور یہ بات قابل لکھنے کے ہے کہ قریب دو سو توپون کے گولے ختائیون کی طرف
سے چھ گھنٹے تک بے طرفۃ العین سرکنے کے ان چند آدمیو پر ساونون بھادون کے مینھ کیطرح برسے
لیکن ایک شخص ہماری طرف کا مجروح ہوا اور اتنے گولے سمندر مین گرے کہ دریا کا تلا آہنی ہو گیا ہوگا
غرض اوس ٹیکرے تک سنت کا بھی کوئی گولہ نہ پہونچا کہ اتنے مین قریب دوپہر کے چار جہازون نے دریا کے
مشرق پہلو کی گڑھیون کے مقابلہ مین لنگر گولہ مارنا شروع اور تین جہازون نے مغرب کے کنارے
کے قلعہ کا سامنا اوسی طور سے کیا اور باقی بجرے نے شمال کے قلعون کی توپون کا جواب دیا اسی
بیان سے ظاہر ہی کہ ختائی قلعے تین طرف سے تھے اور بجر انگریزی بیچ مین یعنی وسے نقل دائرے
کے اور یہ مثل مرکز کے واقع لیکن باوجود ہمہ چند گولے کے جو بعض جہازون پر آن لگے باقی خالی گئے
غرض گھنٹے بھر مین انگریزی توپون نے ایسا کام کیا کہ دو چار گولے جو نشانے پر آتی بھی تھے رک رک
آنے لگی تب سر فلمنگ سن ہوس صاحب بہادر صرف تین سے جہازی سپاہ اور گورون کو لیکر
آننگ ہی کے قلعے کے کنارے پر اوترے اور فصیلون پر چڑھنے مین زیادہ مزاحمت بجز ایک
مقام کے نہ پائی اور اوس مقام پر ختائی امیر البحر کو آننگ صرف کئی بہادر کو لیے قدم بھر جیتے جی نہ ہٹا
اور اوس مردانگی سے مقابلہ کیا کہ ہماری فوج سے بے ساختہ واہ واہ کی صدا اوٹھی اور اوسکی دلیری ایسی
پسند آئی کہ جب بعد اختتام لڑائی دوسرے روز کو آننگ کے دوست ویگانون نے اوسکی لاش کو ڈھونڈھ کے
نکالا اور صندوق مین رکھکر دفنانے کو چلے تو سلامی کی توپین انگریزی جہازون سے چھٹین اور
اور نشان بنصف مستول تک موافق اوس دستور کے کہ کسی جلیل القدر کی میت مین ہوتا ہے لٹکایا گیا یہ بھی
بڑی دلیل انگریزون کی قدردانی کی ہے اور یہ بات کچھ اون لوگون پر موقوف نہین کیونکہ اس وضع کی
طبیعت سب بہادرون کی ہوتی ہے خواہ کسی قوم خواہ کسی مذہب اور رنگ و روپ کے ہون البتہ

اگر اوس سے خطائی واقف ہوتے تو ہزارون آدمی جو بعد لڑائی کے گرفتاری کے خوف سے ڈوب مرے
بچ جاتے لیکن چونکہ دستور ہے کہ آدمی جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی اورونکو جانتا ہے اون خطائیون نے یہی سمجھا کہ انگریز
بری طرح سے پیش آوینگے اور عذاب سے مارے جاوینگے حالانکہ جیسی انگریز کی جرات اور حکمت کا شہرہ ہے اوس سے زیادہ اونکی رحم و کرم کا آوازہ ہے
الغرض آننک ہئی کا قلعہ اس طور سے ہاتھ آیا اور میجر پراٹ صاحب نے قلعہ شمالی وآن ٹانگ پر ڈیڑھ ہزار
خطائیون کو شکست دیکر نشان انگلستان کا بلند کیا اور جب اسی طرح سے بوگ کے تمام قلعے فتح کیے گئے
اور سوا اون خطائیون کے جو میدان جنگ پر خواب واپسین مین پڑے رہے باقی سب پریشان ہوکر
بھاگ گئے اور نمیسیس جہاز نے ٹیکاک کے قریب جو معسکر خطائی تھا اوس سے چینیون کو بم کے گولون اور
جھپڑون سے بھگا دیا اور اوس جا پر ایک دشمن بمقابلے پر نہ رہا لیکن خبر پہونچی کہ اوس جگہہ اور ہوام پو کے
درمیان ایک مورچہ خطائیون نے نہایت مستحکم کرکے دو ہزار فوج اور ہواسی توپون سے آراستہ کیا
ہے غرض ستائیسوین تاریخ کو کپتان ہربرٹ صاحب پانچ جہاز اور دو دخانیون کو لیکر وہان پہونچے اور خطائیون نے
بڑی جوانمردی کی اور برابر چوٹین دیر تک چلین لیکن بہادری سے بے سپہ گری کے بیکار ہے اور اسی جہت
سے باوجودیکہ خطائی خوب لڑے لیکن آخر پسپا ہوئے غرض اس شکست سے خطائی سخت متحیر ہوے کیونکہ یہہ فوج چیدہ اور
جنگ آزمودہ تھی اور صوبہ ہونان سے مخصوص اسیواسطے منگوائی گئی تھی کہ انگریز کو شکست دیوین لیکن جب
یہہ ٹھہر سے رہے سمجھے کہ اب حکمت عملی سے اونکو رکدینا چاہیے چنانچہ پھر اونھون نے مصالحے کی بات کہلا بھیجی
اور کپتان ایلیٹ صاحب کی آنکھون مین خاک ڈالی اور مطابق اوسی سادہ دلی کے جو صاحب مین کئی دفعہ پائی
گئی اونھون نے جنگ کی امتناع چار روز کے لیے کروادی اسی عرصے مین یعنے مارچ مہینے کی دوسری
تاریخ کو میجر جنرل ہیوگاف صاحب بہادر وہان پونہچے اور افواج خشکی کے سالار ہوے اور یہہ وہی بزرگ تھے
جو بعد اسکے لارڈ گاف ہوے اور فرنگستان کی لڑائیون کی ناموری کو سکھون کو کئی دفعہ شکست دیکے
اور آخر ملک پنجاب کو فتح کرکے زیادہ کیا اور اونکی مرضی کے مطابق اگر کپتان ایلیٹ صاحب عامل ہوتے تو خطائیون
کی فقرہ بازیون کیطرف التفات نکرکے برابر اونکو شکست دیتے ہوے شہر کانٹان مین فتح کا نشان بلند
کرتے لیکن تیسری مارچ کو حاکم کانٹان نے آنکر ایسا افسون اوسکے کان مین پڑھ دیا کہ چار روز تک

بحر انگریزی کا لنگر نہ اوٹھا اور سوا اسکے صلح کی واقع ہونیکا یہان تک یقین ایلیٹ صاحب کو ہوا کہ بے تامل
اوںھون نے یان نئے سپاہی جو بنگالے کی پلٹنون سے تھا مین لڑنے کو اپنی خوشی سے آئے
تھے رخصت کر دیے اور ایسے وقت مین ایک تو تھوڑی سی فوج انگریزون کی تھی ہی تھی اور بھی کم
ہو گئی غرض چوتھے روز اس خواب غفلت سے صاحب کی آنکھ کھلی اور ساتوین مارچ کو پھر اس امر کی
اوںھون نے شہرت دی کہ ختائیون نے دغابازی کی اور اپنی فرصت تدبیر صلح کے لیے تھی مانگی
تھی غرض لڑائی جو پھر شروع ہوئی جتنی گڑھیان دریا کے دو کنارے پر انگریزی بحر کو شکست دینے کے
لیے مکاؤ سے کانٹان تک اس قلیل عرصے مین بنائی گئی تھین ایک بعد دوسرے کے فتح کی گئین
اور سمندر کی راہ سے گئی جہاز شہر کانٹان تک پہونچی اور نیمسس آہنی دخانی کئی ناؤ لیکر دوسری طرف سے
ایک نالے کی راہ سے گیا اور تن تنہا سات گڑھیون کو اوسیطرح سے مسمار کرکے جیسا لڑکے چونٹی
کی مانند کو ٹھوکرون سے گرا دیتے ہین وہان کی بالکل توپون کو جو سو سے زیادہ تھین چھین کر نچک
دانے مین لوہے کی میخ مارکے غرق آب کرنا اور نوجنگی جنگ پر تباہی لاتا شہر کانٹان مین آن پہونچا
اور اس لڑائی مین ایسا ایسا کام اوس نے کیا کہ خود انگریزون کو تعجب ہوا حالانکہ کمتر کوئی بات ہے
جس سے ہم لوگون کو تعجب ہوتا ہے چنانچہ فرنگ کی حکمت نے یہ یہ تماشا دکھلایا ہی گویا حیرت کا لفظ
لغت سے خارج کر دیا گیا ہی اور ختائیون کا دم اوسکے دیکھتے ہی خفا ہو جاتا تھا اور اوںھون نے
جب ملاحظہ کیا کہ بغیر کھینچے یا بادبان اوٹھانے یا اور طرحسے ظاہر کوئی قصد کرنے کے خود بخود یہ جہاز
ہوا اور دھارے اور جوار بھاٹے کی سمت کے خلاف جدھر چاہتا بے تامل چلا جاتا ہے
اور دشمن کی صورت دیکھتے ہی بے پروا غنیم کی کثرت یا قلت کے طرفۃ العین مین اوسپر جا پڑتا ہی اور آن کی آن
مین مارے گولون کے اندھا بنا کے چارسو پریشان کر دیتا ہے اور پناہ گیر ہونے کی فرصت نہین
دیتا ہی سواے اسکے عمیق پانی یا کم پانی سمندر یا دریا یا ندی یا نالا اوسکے نزدیک سب یکسان ہی یہانتک
کہ کھیتون کے ہاتھ بھر پانی مین دشمن کو ورگیدکے چھیڑے چھیڑے کر ڈالتا ہی یہ حال دیکھکر ختائیون نے
اوس دخانی کا نام بحیۃ شیطان رکھا چنانچہ ابتک اوسکا چرچا رہتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دخانی نے ایسی

جگہ پیہ ہو نچکر خطائیون کی بجرون اور گرابیون کو شکست دی اور نقصان کیا ہی کہ اوسکے ناخدا کپتان ہال
صاحب بہادر کو عہدہ میر بحر کا اگر دیا جاتا تو اوسکی شجاعت اور علم جہازرانی اور چستی اور چالاکی اور عقل اور
تجربہ کاری کے مقابل مین شبہ کم ہوتا اور اگرچہ اونکو یہہ پایہ ضابطہ کے روسے نہین مل سکتا تھا اور
نہین ملا لیکن شاباش جو خاص و عام ادنی سپاہی سے امرای لشکر اور ملکہ انگلستان تک نے کہا
یہی کیا کم ہی بلکہ ایسی طبیعت کے شخص کے دانست مین اتنی قدردانی بخشش سلطنت سے زیادہ ہی الغرض
تیرہ دن کے بیچ مین انگریزون نے مقابلے کے تمام دشمنون کو صاف کر کے شہر کانٹان کے
سامنے لنگر کیا کہ اتنے مین بدستور سابق پیغام صلح کا خطائیون نے پھر بھیجا اور الیٹ صاحب نے باوجود
اتنے تجربون کے پھر قبول اوسی شرط پر کیا کہ تجارت پھر شروع ہووے اور اگرچہ مثل مشہور ہے کہ بنیا بڑا احمق
ہوتا ہے چنانچہ لفظ بنیاپن جزرسی کی تعریف مین مستعمل ہوتا ہے لیکن اس بزرگ مین خلاف قاعدہ عام
کے بیوقوفی اور بنیاپنی کی حالت مساوی تھی ۞ اگر آگے سے تجربہ نہ بھی ہوا رہتا تو عین اسی معرکے مین
دو ایک امر ایسے وقوع مین آئے کہ بجز الیٹ صاحب کے تمام لشکر کے لوگ ادنی سے اعلی کو یقین کلی ہوا
کہ تدبیر کرکے دغا دینے کے لیے مصالحے کا امر درپیش کیا گیا ہی چنانچہ فرمان فغفوری کشن کی معزولی
اور ایک شخص مسمی یانگ کی بحالی کے باب مین صادر ہوا اور کشن کے دوسرے قصورون سے بڑا تیز
یہ ٹھہرا کہ الیٹ صاحب کے ساتھ صلح کی گفتگو اوس نے کی تھی سوا اسکے ایک تاتار مسمی لیشیان بحین کے
فوج خاص سے چیدہ سالار مقرر ہو کر یہ حکم پا کر یانگ کے ہمراہ آیا کہ جاؤ اور ایک باغی یعنی انگریز کو باقی نرکھو
اور خبر یہ ہوئی کہ قبل حکم شہنشاہی پہونچنے کے نینگ پو مین جو انگریز سب مقید تھے چھڑا سکے
لائے گئے تھے وا لا اونکی بڑی خرابی ہوتی کیونکہ فغفور نے حکم کپتان آنسٹروتھر صاحب
کے سر کاٹ ڈالنے کا بھیجا اور حالانکہ اوس شہر کے حکام کو اس صاحب نے اپنی
خوش طبعی خصوص مصوری سے نہایت راضی رکھا تھا اور سبھون کی تصویر کھینچ کھینچ کر
اپنے سے مالوف بہت کیا تھا لیکن اون لوگون کو یہہ مقدور نتھا کہ بت کو راہ دیکر
حکم فغفوری پر عامل نہوتے اس اس طور کے امرون سے سب پر ظاہر تھا کہ شعبدہ

مصالحہ کا صرف شکار کی ٹٹی تھا تاکہ اوسکے پیچھے بیٹھکر نشانہ بخوبی کیا جاوے لیکن صاحب کو ریر اونکی
باتون نے مثل افسون کے اثر کیا اور بیسوین ماہ مئی تک ان لوگون کو پھر مہلت ملی اور اودھر وے
جنگ کی طیاری مین مصروف رہے ادھر کپتان صاحب سب کچھ بھول بھال کر چاہ کی خرید مین تن من سے مشغول ہوے
القصہ اکیسوین تاریخ کو اونھون نے اشتہار دیا اور انگریز اہل تجارت کو شہر کانٹان کے قریب جانے
کو منع کیا اور دس بجے اوسی شب کو ختائیون نے کئی ایک بیڑہ باندھ کے اور اوسپر دستور سوزندہ
مصالحہ بھر کے بحر انگریزی کے رخ پر بہا دیا لیکن اس چالاکی اور ہوشیاری سے انگریزون نے اوسکے
رخ کو بدل دیا کہ اسپنے نقصان ہونے کے سوا اون بیڑون نے بہت سے ختائی جنگ کو جلا دیا سوا
اسکے معاً ان بیڑون کے چھوڑنے کے ختائیون نے ایسے ایسے مقام سے گولہ مارنا شروع کیا جہان
کسی کو گمان گڑھی یا توپ کے رہنے کا نتھا اور بڑے بڑے جوکھون اور بیڑون پر توپین لگا کے
بحر انگریزی کے مقابل آئے اور دفعتہً گویا دوسری جنگ جنگی نمود ہوے لیکن منیس و دخانی نے صبح ہوتے
ہی اونپر حملہ کیا اور تین گھنٹے مین نصف سے زیادہ کو غرق آب کر دیا اور باقی کو ایسا بھگایا کہ پتا نہ لگا ہی
عرصے مین تین اور جہاز انگریزی نے شامین کے قلعے والون کو مار گولون سے بھگا کے توپون کو چھین لیا
غرض چوبیسوین تاریخ تک فوج اور بحر انگریزی باوتند کے سبب جمع ہونے پائین اور یہ وقت فرصت پاتے
ختائیون نے انگریزی تجارت کی کوٹھی کو جو شہر کانٹان مین تھی ایسا لوٹا کہ ٹھکانا چھوڑا مگر انتقام کا دن چار
ہی پانچ روز مین پہنچا کیونکہ پچیسوین تاریخ کو قصبہ لنگھاہی کو فتح کر کے کوئی گیارہ بجے دن کو فوج انگریزی
کی چار تقسیمین کی گئین اور ایک ایک حصہ کو حکم اون چار قلعون کو فتح کرنیکا ملا جو شہر کانٹان کی حفاظت کے
لیے فصیلون کے قریب واقع ہین حاصل یہ کہ گھنٹے بھر کے عرصے مین انگریز کا نشان چارون کی برجون
پر پہنچا حالانکہ ختائیون نے چندے دلیری کے ساتھ سامنا کیا غرض یہان جب دخل ہوا تو معسکر ختائی
پر جو کوئی پانچ کوس کے فاصلے پر نہایت مضبوط قلعبندی کے ساتھ کثرت سپاہ اور توپخانے سے آراستہ
تھا حملہ کیا گیا اور صرف دو گورے کی پلٹنون نے ایک ہی دھاوے مین بارود کے اندر اپنے کو پہنچایا
اور بدستور ختائیون کو بجز بھاگ جانے کے چارہ نملا اگرچہ گولہ اندازی اونھون نے جیسی چاہیے کی

اور شہر کا نشان کی توپون نے زنجیری گولہ اور چھرا اسے علی الحساب مارا
—— یہ سب مقام جب ہاتھ لگا گویا کا نٹان فتح ہوا کیونکہ گولی بھر کے ٹیپے پر شہر کی چاردیواری اور
قلعہ بندی تھی اور قلعون کی توپون کا منہ اگر خود ختائی اہل قلعہ شہر کیطرف پھیر دیتے تو مسمار کر ڈالتے
چہ جائیکہ انگریزون کو ایسا موقع ملے چنانچہ جونہین اونکا دخل وہان ہوا ایک مانڈرین نے سفید نشان علامت
صلح واامان کا اوڑایا اور لارڈ گاف بہادر کے قصد کو موقوف رکھا اتنے مین آفتاب غروب ہوا اور
صبح تک عوض لینا اوس شہر سے جہان اہل فرنگ کو بار بارا اور خواہ مخواہ اور بے بسی کے سبب سے
ذلت و تنگ و رنج اوٹھانا ہوا تھا موقوف رہا اس عرصے مین شہر کے ہزارہا بلکہ لاکھون باشندون نے
کچھ کچھ نقد و جنس لیکر راتون رات فرار کرنا شروع کیا اور اون عورتون نے پردے کے باہر قدم رکھا
جنکا سایہ اپنے دروازے کی دہلیز پر بھی کبھی نہ پڑا تھا بڑی ہل چل ادنی اور اعلی کے گھرون مین پڑ گئی
اور پریشانی سب کے عائد حال ہوئی آخر کار جونہین فجر کی سپیدی نظر آئی اور ادھر سے تیاری حملے
کی ہو رہی تھی کہ مانڈرینون نے فصیلون پر آکر واسطہ خدا و حضرت عیسی کا دیا کہ ایک روز کے لیے جنگ
موقوف رہے تا وقتیکہ جواب اوس پیغام کا نہ آوے جو کپتان ایلیٹ صاحب کے نزدیک بھیجا گیا تھا اگر
اس بات کیطرف التفات نکی جاتی اور چھٹیون کی دو ایک باڑہ سے شہریون کو کیفیت انگریزی گولہ اندازی
کی معلوم ہوتی تو بار دیگر کے لیے اونکو عقل ہوتی اور اگرچہ یہ امر خلاف قاعدہ جنگ کے درمیان لیر دشمنون کے
ہمیشہ متصور ہے لیکن ختائیون نے کئی دفعہ ایسی دغابازی کی تھی کہ اونکی نسبت مین ایسی رسم کو راہ دینی نامناسب
القصہ جنگ ایکروز کے لیے موقوف رہی اور دوسرے دن ستائیسوین تاریخ کو سب سامان ہلاکت کا تیار
تھا یہانتک کہ مشعل توپون کی جل چکی تھی کہ اتنے مین پروانہ ایلیٹ صاحب کا آن پہنچا اور اوسکا مضمون یہ
تھا کہ تین شرط کے ساتھ صلح ختائیون سے ہوئی اول یہ کہ چھ روز کے اندر تین مانڈرین جو لڑائی کے
انجام کار کے لیے فغفور کے یہان سے بھیجے گئے اونکے ساتھ جتنی فوج آئی تھی جو صوبہ کوانگ تانگ
کے متعلق نہ تھی شہر سے رخصت ہو کر تیس کوس پر جا رہے اور ادھر قدم نہ اوٹھا دے دوسری یہ کہ
ایک کرور بیس لاکھ روپیہ زرتاوان ہفتے روز کی میعاد مین سرکار انگریز کو دیا جاوے اور تیسری یہ کہ

جب تک ان دونون شرطون پر عمل کیا جاوے فوج انگریزی اسی جگہہ پر مستعد رہے اس واہیات صلح کی
عہدنامہ کو دیکھکر تمام انگریز نہایت ناراض ہوے لیکن مجبور تھے چپکے رہے کیونکہ اگرچہ امراے فوج ادرجہ کے
رہتے اور کپتان الیٹ صاحب کے پاے مین زمین و آسمان کا فرق تھا لیکن کپتان صاحب قبل سے
سفیر شاہ لندن کے تھے گویا بادشاہ کی جا پر متصور تھے اوس باعث سے اونکے حکم کے تابع
سب تھے غرض چار روز صلح کے نہین گذرے تھے کہ دفعۃً کوئی پندرہ ہزار ختائی دور سے دکھائی
دیے کہ غول باندہے اور شور کرتے اور نقارہ اور ڈھول بجاتے اور شیخی سے اچھل اچھل کے پتر ا بدلتے
اور بکر کود کودتے لڑائی کے قصد سے چلے آتے ہین اور چونکہ خبرداروں نے خبر پہنچائی تھی کہ انگریزی
کی فوج کل بائیس سو سے زیادہ نہین ہے اونہین ان لوگون کے شکست دینے بلکہ پائمال کرنیکا
ایسا غرور پیدا ہوا تھا کہ مارے خوشی کے کلیل کرتے بڑی ڈھٹائی سے مقابلے کو آئے یہ حال
دیکھتے ہی لارڈ گاف بہادر نے سینتیسوین پلٹن مندراجی سپاہی اور انچاسوین پلٹن سے گورے کی
چند کمپنی کو سامنے بھیجا حاصل یہ کہ بندوق کی چار پانچ باڑہ مارتے ہی ختائی پس پا ہوے
اور جیون جیون فوج انگلشیہ آگے بڑھی اونکی سپاہ پیچھے ہٹی آخر ایسی شکست کامل اونکو ہوئی کہ
ڈیڑہ ہزار لاش میدان جنگ مین رہگئی اور کوئی پانچ ہزار سے زیادہ آدمی سخت مجروح ہوے
اور باقی جدھر سے آئے تھے اودھر ہی بھاگے اگر تعاقب کیا جاتا تو کئی ہزار کا قصہ فیصل ہوتا
لیکن لارڈ گاف نے رحم کھا کے اور مینش وگرگ کی لڑائی سمجھ کے پیچھا کرنے نہ دیا غرض یہ غول
ختائیون کا جو نہین پریشان ہوا دوسرا ایک مجمع کوئی چھہ ہزار آدمیون کا پہاڑ سے اوترتا نظر آیا
اور اوسی وقت طوفان آیا اور بادل نے گرجنا اور مینہ نے برسنا ایسا شروع کیا گویا ختائیون
کا ساتھ دیا کیونکہ باروت جو بھینگی تو اکثر بندوق بھک کھا کے رہگئی اور بجز سنگین لٹکنے دوسری
صورت نہ پائی یہ حال دیکھتے ہی ختائیون کی جرأت بڑھی اور قریب آن آن کر بلم برچھی تو مارتے
ہی تھے ایک اور طرح کے حربہ کا استعمال کرنا شروع کیا جس سے زیادہ لوگ متحیر ہوے اوسکی
صورت یہ تھی کہ لمبی لمبی چھیپ مین لوہے کی انکسی مثل منسی کے لگی تھی اوسی سے اول

سب کی پوشاک کو گرفت کرکے تین چار ختائی ملکے اوسے اپنی طرف کھینچ لاتے تھے اور
تلوار سے سر کاٹ ڈالتے تھے اسیطرح سے کوئی ڈیڑہ سو آدمی انگریز کے مارے گئے آخر کو جب
لارڈ گاف نے دیکھا کہ سب بندوقین نکمی ہوگئین اور اسیطرح کے بنی کے کھیل مین لوگ نقصان
ہونے لگے ہلے کا حکم اونکو دیا تب ختائی پس پا ہوے اور آدھ گھڑی کے بعد بے تحاشی بھاگ گئے
اس حملہ کے قبل مندراجی سپاہی کی سینتیسوین پلٹن کی ایک کمپنی قریب ساٹھ سپاہی کے اور تین انگریز
افسر کو لارڈ گاف نے چھبیسوین پلٹن کے گورے کے ساتھ باہم ہونے کے لیے بھیجا اس عرصے
مین اور فوج انگریزی نے ہلہ کیا اور ختائیون کے تعاقب مین دور نکل گئے اور یہہ کمپنی راہ بھول گئی
کیونکہ پانی کی بوچھار اور آندھی سے کچھہ سوجھتا نتھا اور اسوقت وہان کھیتی مین سیلاب ایسا ہوا کہ نشان
سب ڈوب گئے اور اس نرغے مین کسیکو کچھہ خیال نرہا کہ کس رخ سے آئے تھے اور کدھر کو جاتے ہین
کہ اتنے مین دیکھتے ہین کہ کوئی تین ہزار ختائی ایکطرف سے آن پہونچا اور اپنے گروہ کو کثیر دیکھکر
حسرات مچاتے اور کلیل کرتے اور انواع طرح سے دہمکی دکھاتے چارون طرف سے گھیر لیا اسی عرصے مین
پانی جو دم بھر کے لیے رکا سپاہیون نے تین چار باڑہ متواتر اس نشانے کے ساتھہ ماری کہ ختائی
پیش قدمی سے دباتے ہوے چلے آتے تھے رک گئے لیکن پھر جو پانی برسنے لگا ایک پتھر کلا بھی کام کا
نرہا اور اوسی روز کے تجربۂ سنگین سے ثابت ہوا کہ پتھری والی بندوق کی کچھہ حقیقت ٹوپی دار بندوق کے
سامنے نہین ہے اور اگر دوسری کوئی فوج ہوتی تو لامحالہ یا امان مانگتی یا پیٹھہ پھیرتی لیکن انگریز کے
قواعد جنگ اور ضوابط ایسے معقول ہین کہ یہہ ساٹھہ سپاہی تین ہزار سپاہی سے مطلق خائف نہوے اور
ویسے ہی دلجمعی کے ساتھہ کھڑے رہے جیسا کہ ایام صلح مین اپنے اردو کے سامنے صبح و شام کو مشق
قواعد کرتے ہین اور تین انگریز افسر ہاڈفیلڈ صاحب اور برکلی اور ڈیرو صاحب نے ان جوانون کی چوکھی
صف باندھی اور چارون طرف کی چوٹون کا جواب دیا اور کام ان بہادرون نے یہہ کیا کہ بندوقون سے
بھیگا تو نا نکال اور گھٹنے بھر پانی مین تو کھڑے ہی تھے اوسمین بندوقون کو دھو دھو کر اور اپنی پگڑی جو
وردی کی ٹوپی کے نیچے تھی اوسے پھاڑ پھاڑ کر نال کو خشک کرا اور ٹوپی کی آڑ مین بوچھار سے بچا کے

دوسری باروت سے گولی بھر کے دشمنون کے سردارون کو مارتے تھے اور سنگین سے اون جو تو
جواب دیتے تھے جو قریب آن کر خطائی مارتے الغرض کوئی ڈیڑھ گھنٹے تک حال یہی رہا کہ یہ چند آدمی
بیچ مین اور وہ ہزارہا غنیم چارون طرف دس بارہ قدم کے فاصلے پر شور قیامت برپا کیے نیزہ بلم
مارتے رہے اور اگر ایک بھی حملہ مردانہ کرتے تو انگریز کا ایک آدمی نہ بچتا کیونکہ جب ادھر ساٹھہ اور ادھر
تین ہزار تھے تو حساب صاف ہے کہ ایک کے اوپر پچاس تھے اور حملے مین بہت مارے جاتے تو
ایک کے ہاتھہ سے ایک گرتا باقی انچاس تو کفایت کرتے لیکن بزدلون کو کہان یہ سوجھتا ہے اون مین ہر
شخص یہی جانتا ہے کہ اگر آگے بڑھا تو مین ہی مارا جاونگا اور دوسرون کو چھوڑ کے اودہرا کے مجھی کو صاف
کرینگے اور یہی وجہہ ہے کہ اکثر ایسا ہوا کہ ایک بہادر نے سو آدمی کو روک رکھا خیر جب خطائیون نے
دیکھا کہ برابر کی لڑائی مین یہ ساٹھہ شخص سب پر بھارے تھے بعض جو سب بودون کے بودے تھے
ایک توپ کی فکر مین گئے اور ڈھونڈ کے لائے اور کوئی پچاس قدم کے فاصلے پر اس ڈھب سے
لگایا کہ اگر بے نشانہ باندھے بھی یون ہی اندھا دھند مارتے تو اون چند آدمیون کو ایک لمحے
مین صاف کر دیتے تب تو اون بہادرون کو خوف ہوا کہ اس توپ کا جواب ایسی تنگ جگہہ مین دینا
دشوار ہے اب اور چارہ نہین بجز اس کے کہ حملہ کر کے توپ کو چھین لیجیے یا اسی قصد مین مر جائیے یہ
سوچ کر ہاڈفیل صاحب ویسے ہی حکم دینے پر تھے کہ ایک صدا بلند ہوئی اور دو کمپنی جہازی سپاہ
کی جو اون لوگون کی تلاش مین بھیجی گئی تھی نظر آئی عجب طرح سے حافظ حقیقی نے یہ مدد بھیجی اور عجب وقت
مین بھیجی کہ کوئی صورت دم بھر بچنے کی باقی نہ تھی الغرض ان گورے پیادون کا سامنے آنا اور باڑہ
مارنا تھا کہ خطائی بدستور بھاگ گئے باوجودیکہ اہل چین نے بار بار دغا دی تھی اور اونکی باتون کا
مطلق اعتماد نہ تھا اور یہ بھی ظاہر تھا کہ اگر حکم شہر کا نشان پر حملہ کرنیکا دیا جایگا تو دولت انبوہ دیکر خطائی مان
مانگینگے لیکن اپنی وضع ریاستی کی جو انگریزون نے ہمیشہ رکھی ہے اور وہ زیادہ تر باعث اونکے
بخت اور اقبال کے رونق کا ہے اوسکے خلاف مطلق وقوع مین نہ لائے اور جو نہین کروڑ روپیہ
فدیہ کے روپیون سے وصول ہوا لشکر انگریزی جہازون پر سوار ہو کر جزیرہ ہانگ کانگ مین

مقیم ہوا ۔ اسی عرصے مین لندن سے خط آیا کہ ملکہ وکٹوریہ اور وزرای انگلستان کو کپتان لیٹ
صاحب کا رویہ اور طریق پسند آیا گو ابھی معلوم ہوا کہ سفارت کے عہدے سے اونھین معزول کرکے سر ہنری پاٹنجر
بہادر کو جنھون نے حیدرآباد سندہ اور دوسرے کئی مقام پر ہندوستان مین بڑا نام کارگذاری اور مدبری
کا پیدا کیا ہے اوس عہدۂ جلیل القدر سے سرفراز کیا گیا اسی جہت سے جون مہینے کی پہلی تاریخ سے
اگست مہینے کی دسوین تک تا وقتیکہ نیا سفیر نہین پہنچا تھا کوئی امر قابل ذکر کے وقوع مین نہ آیا بجز اسکے
کہ بڑا طوفان جسکو ختائی زبان مین ٹیفون کہتے ہین اور جسکا سال مین کئی دفعہ بحر مشرق اور ختائی سرزمین مین
آنا واجبات سے ہے اوسی زور وشور سے آیا جس کا ایک شمہ راقم نے جلد اول مین
بیان کیا ہے اور اوسمین انگریزون کا بڑا نقصان ہوا اور کپتان الیٹ صاحب اور سر گارڈن بریمر امیرالبحر
جہاز پر مکاؤ سے آتے تھے کہ راہ مین یہ طوفان ملا جو کچھ بہر مقدور ہوسکا جہاز کو تباہی سے بچانے
کے لیے کیا گیا لیکن علم ناخدائی ایسے ایسے مقام پر صرف ہونے سے حاصل اتنا سے ہوتا ہے
کہ انسان کی قدرت اور حکمت کی بیکاری کا ایسا تجربہ ملتا ہے کہ محض لاپروا اور بیہودہ شخص کو بھی خدا
یاد آتا ہے ۔ اکیسوین جولائی کو اس گردباد نے جہاز کو اپنے دامن مین لپیٹ کے دوسرے روز
کنارے پر ایسا پٹک دیا کہ ایک تختہ ثابت نہ رہا بڑی خرابیون سے تیس شخص بچے اور جب سمندر کے
نہنگ کے دہن سے مثل یونس کے نکلے ختائی مچھوے جو کنارے پر ملے اونھون نے سب کا
کپڑا لتا چھین لیا بلکہ قصد مار ڈالنے کا کیا کہ اتنے مین قضیہ اتفاقی سے ایک شخص چینا آگیا جو کپتان الیٹ
صاحب سے واقف تھا اور اوس نے چھ ہزار روپیہ کا انعام قبول کرواکے دو ڈونگے پر چار انگریز
یعنی سر گارڈن بریمر اور کپتان الیٹ صاحب اور دوسرے دو صاحبون کو چڑھا کے مکاؤ مین
پہنچا دیا لیکن وہان تک پہنچتے پہنچتے بھی سلسلۂ خطرہ باقی رہا کیونکہ راہ مین ختائی جنگی ملاح اور
ناخدا نے ڈونگے والے سے پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہو اوسنے بے تامل جواب دیا کہ چانول
اور چونکہ انگریز کشتی کے تلے چٹائی اوپر سے اوڑھے لیٹے ہوے تھے بچ گئے ورنہ اگر ذرہ سا
بھی شبہہ ہوتا تلاشی مین کیا معقول تین شکار مانند ہرنون کے ہاتھ لگتے کہ بے لڑائی بھڑائی

یا تر د دے کیے انگریز کے کیسے بڑے سردار مفت قبضے مین آتے غرض موجون اور ڈکیتون سے خصوص مانند ٹینون سے جو دونون خطر سے زیادہ تھے کیونکہ سمندر کی بیرحمی اور ڈکیتون کی خود غرضی اون مین باہم تھی یہ لوگ بچ کے مکاؤ مین آ گئے اور اون ملاحون کو قول و قرار کے علاوہ جیسا چاہیے تھا خوش کیا

القصہ نئے سفیر سر ہنری پاٹنجر اور نیا امیر بحر سر ولیم پارکر کے وارد ہوتے ہی طیاری شمال کی طرف جانے کی ہوئی اور بیسوین اگست کو سارا سامان مہیا ہوا اور تمام بحر و فوج جزیرہ ایمائی کے سر کرنے کو روانہ ہوئی اور چھبیسوین کو وہان لڑائی ہوئی جسکا حال جلد اول مین مبین ہے حاصل یہ کہ یہان بھی بدستور فتح پائی اور پانسے توپون کے قریب غرق آب یا اور طرح سے نقصان کی گئین غرض یہان پر ساڑھے پانسو سپاہی اور تین جہاز حفاظت کے لیے چھوڑ کر بحر انگریزی پانچوین ستمبر کو جزیرہ چوزان کیطرف چلی اور وہان پر ایسی قلعہ بندی نظر آئی کہ سب کو حیرت ہوئی اور اگرچہ صرف سات مہینے انگریزون کو چھوڑے ہوئے گذرے تھے لیکن اس عرصہ قلیل مین مین ایمائی کی قلعہ بندی کی طرح یہان پر کوس بھر تک اونھون نے گڑھیان بنائین تھین اور قریب دو سو توپون سے آراستہ کی تھین اور ایسی جلدی مضبوطی جو دیکھنے مین آئی سب کو یقین کلی ہوا کہ دیوار ختا اور نہر ختا کے عرصہ قلیل مین تیار ہونے کی روایت درست ہے + ساحل دریا کے علاوہ جتنے ٹیلے اور ٹیکرے قریب واقع تھے سب پر توپین اس انداز سے چڑھین تھین کہ اگر ختائیون کو گولہ اندازی کا کچھ بھی شعور ہوتا تو کیا مجال تھی کہ ایک جہاز اوس مہلکے سے ثابت گذر سکے سوا ا دریا کے دھارے ایسے بینڈے تھے کہ چھتیسو ن رخ بہتے بہنے سے تنکے کے ٹکڑے ہو جاتے تھے اسی جہت سے پچیس روز جہازون کو اس منزل کوتاہ کے طے کرنے مین لگے اور پہلی اکتوبر تک لڑائی نہین ہوئی غرض اوس روز لارڈ گاف بہادر بندرہ سے سپاہ کی ایک تقسیم اور ہزار سپاہ کی دوسری تقسیم کشتیون پر چڑھا کے کنارے پر اوترکر قلعے کی پہلو کی طرف سے حملہ کرنیکا حکم دیا چونکہ فوج انگریزی ہمیشہ ہر مقام پر بہادری کرتی ہے خواہ دشمن قلیل یا کثیر خواہ ہم قوم یا غیر کفو ہو خواہ شب یا روز خواہ خشکی یا تری خواہ جاڑے یا گرمی مین مقابلہ ہووے اس لیے راقم اونکی جرأت سے کے

باب مین کچھ بھی لکھنا نہیں کیونکہ جب ہی خاصہ سپاہ انگریزی کا ہے اونکی بہادری کی تعریف کرنی ویسی ہی زیادتی ہے جیسے حاتم کی تعریف سخاوت مین تھی غرض اس مقام پر گورے کی پچپن پلٹن نے جو کام کیا قابل ذکر کے ہے چنانچہ ختائی فوج ایک ٹیلے کی چوٹی پر سے توپ اور بندوق سے بوچھار گولیون کی کرتی تھی اور یہ پلٹن نیچے سے دھاوا مارکے اوپر پہنچی اور دشمن کو شکست دی باوجودیکہ اوس عروج وصعود مین ختائی سر پر سے بے تحاشہ باڑہ مارتے تھے اور انگریزون کو ایک گولی چلانے کا موقع نہ ملا الغرض لشکر شاہی اور سرکار کمپنی کی سپاہ ملکی اور انگریزی خشکی اور بحری نے جو حق جوانمردی کا تھا ادا کیا اور تمام گڑھیون کو قبضہ کر لیا اور انگریز کا نشان فتح تو امان شہر شنگھائی پلے تخت چوزان مین بلند ہوا بعد اسکے جب شہر ننگھائی کیطرف جو اوس جگہہ سے کوئی چوبیس کوس دریاے ٹینگ پو کے دہانے کے بائین کنارے پر واقع ہے جانا اور فتح کرنا منظور ہوا تو چار سو سپاہی ننگھائی مین حفاظت کے لیے چھوڑ کر ساتوین ماہ اکتوبر کو بحر انگلشیہ روانہ ہوئی اور صاحبان میر بحر و فوج دودخانی پر آگے سے گئے تا دشمن کی قلعہ بندی کی مضبوطی اور سپاہ کی جمعیت اور سامان جنگ کا حال قیاس کے رو سے اور جاسوس کے ذریعہ سے دریافت مین آوے چنانچہ معلوم ہوا کہ شہر مین تین ہزار چیدہ سپاہ تاتار اور قلعے مین چار ہزار جوان کارزار کئی توپون کے ساتھہ متعین ہین اور دور دور تک چارون طرف گڑھیان اور صدہا توپ و سپاہ ہین اور دہانے پر بڑے بڑے ستون لوہے کے نوک والے دریا مین گاڑے ہوے اور موٹی موٹی زنجیرون سے اون مین جعفری بندی کی ہوئی ہے اور دونون کنارے ختائی بحر جنگی توپون اور سپاہ سے آراستہ موجود تھے غرض حفاظت کے لیے جو کچھہ کہ خشکی اور تری مین ضرور تھا وہان دیکھنے مین آیا لیکن وہی خامی جو ہر جگہہ نظر آئی یہان بھی باوجود اتنے تجربے کے موجود تھی اور وہی نقص عظیم جسکے واقع ہونے سے دنیا کی قلعہ بندی مثل لڑکون کے گھروندے کے بیکار ہوتی ہے یہان بدستور تھا اور تا کہ کسیکو شبہہ نرہے کہ یہ نقص کیا تھا کہنا چاہیے کہ قواعد جنگ کا رکن حفاظت پہلو ہے جیسا کہ ہکتیپ مین سر کی چوٹ اناڑی سے بھی سہل مین رکتی ہے

لیکن گہرا ور طیا نچہ بچانا دشوار ہوتا ہے غرض ختائی سب سے اپنے شہرون کے سامنے قلعہ بندی کرتے تھے
اور یہ خیال نکیا کہ اگر سامنے نہ آکے دشمن پانچ چار کوس پرا وترا ور کا وادیگر دہنے بائین سے آئینگے تو
سامنے کے مورچے کیا کرینگے پس اگر کچہہ بھی قلعہ سازی کے علم سے واقف ہوتے تو دریائی دشمن
کے مقابلے کے لیے وہان پر گڑھی بناتے جہان ہیلا مارنے اور پایاب کرنے کی جگہہ تھی
لیکن اون مقامون کو چھوڑ چہاڑ کر قصداً اغنیم کے لیے راہ رکہکر صرف زیر شہر مضبوطی کرتے تھے اور
اکثر یہی ہوا کہ جب جہاز سب گڑھی کے مقابلے مین آکر گولہ مارنا شروع کرتے تھے تو پیادہ لشکر پانچ
جگہہ دیکہہ کر فاصلے پر اوتر کر پہلو پر آن پڑتا تہا اور دونون طرف کی چوٹون کے سامنے خصوص جب
کہ اوسکے مارنے والے انگریز تھے بیچارے ختائیون کو بھاگتے ہی بن آتا تھا اور اسیطرح کی ناواقفیت
علم قلعہ بندی سے شہر کانٹان کی لڑائی مین ظاہر ہوئی کہ حصارِ شہر کے قریب اور اونکی دیوار سے
بلند ٹیلے واقع ہین جن پر ہرچند کہ حصار ہین لیکن پھر بھی خوف ہے جیسا کہ ظہور مین آہی چکا ہے
کہ اگر دشمن اونمین دخل کرے اور وہین کی توپون کا رخ خود شہر کیطرف پھیر دیوے تو حصار شہر مین کونسی
صورت حفاظت کی ہے جب کہ زیادہ بلندی پر سے قلعے کے گولے شہر کے اندر نہایت سہولت سے
پہونچ سکتے ہین اور حصار کے گولے بہت مشکل سے اگر فصیلون کے کنگرے تک جائے تو جائے
چنانچہ اسی وجہ سے اہل فرنگ کے جتنے قلعے دیکھیے سب کی چارون طرف میدان وسیع کئی گولون کے
ٹپے تک ہمیشہ رہتا ہے اور ادنی سا گہر تک وہان نہین بننے پاتا ہے جہان پر مطلق اندیشہ ہوتا ہے
کہ دشمن اوسکی آڑ سے سرنگ دوڑا سکتا ہے یا اور طرح سے فتح پا سکتا ہے + الغرض چنگہائی
مین ختائیون نے اپنے طور سے جہانتک مضبوطی چاہیے تھی کی اور نوین تاریخ کو بحر انگریزی قلعہ بند
سے فاصلے پر لنگر کرکے شب بہر رہی اور صبح کو چار جہاز متعین ہوے کہ قلعے پر سامنے سے گولا مارین
اور دخانیون کو حکم ملا کہ پہلو سے باڑہ مارین اور باقی پر فوج خشکی سوار ہو کر دہنے کنارے اوتر گئی غرض
جب امیر البحر نے اپنے جہاز کے مستول پر نشان جنگ بلند کیا جہازون نے ختائی بحر کا قصہ آنا فانا
مین فیصل کر مزاحمت کی ٹٹی جو بیچ دریا مین کہڑی تہی توڑ تاڑ دہنے بائین کی گڑھیون کے لوگون کا

جواب قرار واقعی دیتے اصل قلعے کے سامنے جا پونہچے اور قیامت برپا کی اتنے میں پیادہ
فوج کی تین تقسیمیں ہوئیں اور تین طرف سے ختائی کے تینون معسکر پر چلیں دو جگہہ پر تو ایسا کچھہ
کشت و خون نہوا کیونکہ فوج ختائی دو چار ہاتھہ لڑکے لمبی ہوئی غرض تیسری جگہہ پر کوئی دس ہزار
ختائی مورچہ باندھے کنارۂ دریا پر کھڑے تھے اور جب دیکھا کہ صرف پانچ سو گورے چار توپین لیے
مقابلے کو آتے من شور کرنے اور چلانے او بعضے مسخرے دونون ہاتھہ سے تلوار پکڑ کر کودتے
اور خوشی کے مارے ناچنے لگے کہ یہ جو کئی شخص آتے ہین ہم اتنے ملکر اونکی چٹنی کر ڈالین گے
اسی خیال سے انواع طرح کی لطیف حرکتین جو عوام بنگالی اور ماہی ہٹے کی مچھونین اپس کی لڑائی کا
فضیحتی مین کرتی ہین کرنے لگے کہ پہلو کیطرف سے کئی پلٹنکا آ دھکا دیتے صرف ہزار گورے
کئی توپین لیے ان پونہچے ان کو دیکھتے ہی مسخرے ختائی سب تو بیہوش ہوکر گر پڑے اور اگلی
جتنی امید فتح کی تھی مبدل بیاس جانکاہ سے ہو گئی اور صدہا کے ایسے چھکے چھوٹے کہ توپون سے
صرف ایکدفعہ باڑہ مار کے دوبارہ کچھہ نکر سکے اور اونکی آہ مین شل ہوکے بیٹھہ گئے غرض
باقی نے دو پہلو پر دشمن اور پشت پر دریا موت کے آنے کی چارون طرف سے راہ
اور اپنے محفوظ نکل جانے کی صورت منقطع دیکھکر تھوڑی یاس سے خوب لڑے لیکن کہانتک
انگریزون نے ایسی ایسی باڑہ ماری کہ ایک گولی خالی نگئی اور لاش پر لاش ڈھیر ہوتی
چلی کہ اتنے مین ختائی صف پھٹی تب پوری خرابی اوس گروہ کی ہوئی حربہ پھینک پھینک
ہزارہا پانی مین دوڑکر ڈوب مرے اور کئی سے جو کشتی کے پل پر گرتے پڑتے پونہچے اور
اوس پار بھاگ چلے اونکا پیچھا چند گورون نے کرکے سب کو مارکے پانی مین
ڈال دیا بہتون نے پیش قبض سے اپنا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اپنے کو ذبح کرنے اوس
سردار فوج تاتاری جا پا کہ جسنے فغفور کو سابق ایکدفعہ کہلا بھیجا تھا کہ اگر حکم خاقانی ہو تو وحشیان سمندی
میگون و حشم از دق یعنی انگریزون کو ایک ڈوری سے جال مین پھنسا کے اونکا گوشت گدون کو کھلا
دیوین اور اونکی چمڑے سے فوج حضوری کیلیے توپین بنوا دیں غرض اوس مرد بزرگ کی ساری شیخی اوس

رو نہ نکل گئی لیکن جو نہین اوس نے چھری گلے مین لگائی ایک انگریز نے ایسی ضرب تلوار کی ہاتھ مین
ماری کہ چھری ہاتھ سے گر پڑی اور دوسرے قیدیون کیطرح اوسکی مشکین باندھی گئین اور جب بعد
لڑائی کوئی پانچ سو ختائی کو صرف چوٹی کاٹ کے مخلصی دی گئی اوسکو بھی اوسی حال سے رہائی ملی + ادھر
یہ خرابی پیادہ فوج کی ہو رہی تھی اوس عرصے مین جہازون نے اصل قلعہ کو ڈھا ڈالا اور ریزے ریزے
اوڑا دیا آخر الامر گیارہ نہین بجے تھے کہ فتح کا نشان چینگہائی کی فصیلون پر بلند ہوا اوسیطرح سے کہ دشمن کا پتا
باقی نرہا اور یہانتک خوف اس لڑائی کے ہونے سے اونکو ہوا تھا کہ تیرھوین اکتوبر کو شہر ننگ پو کو
فتح کرنے جو فوج بحر انگریزی روانہ ہوئی تو یہان سے وہان تک غنیم کی صورت نہ دکھائی دی بلکہ
جب صرف ہزار سپاہ شہر کے دروازے پر پہونچی ختائیون نے بے تامل دروازہ کھول دیا + چونکہ
جاڑے کے ایام آ گئے بلکہ شدت سرما کا حال لوگون نے بیان کیا امیر فوج اور امیر بحر نے حکم دیا
کہ سپاہیون اور ہر طرح کے ہمراہیون کے لیے مکانات بنین چنانچہ ویسے ہی ہوا اور ختائی سب
اگرچہ پہلے خائف ہو کر گھر دروازہ چھوڑ چھاڑ کر چلے گئے تھے رفتہ رفتہ انگریزون کے عدل و نیکی
کا حال سنکر پھر آئے اور بدستور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوے اور انگریزون کو رسد
اور معماری کا اسباب وغیرہ پہونچانے لگے حالانکہ فغفور کے فرامین مین مضامین تھے کہ ایک باغی سرخ بال والا وحشی یعنے
فرنگی بچنے نپائے + یہ حال سن ۱۸۴۲ کی مارچ مہینے تک رہا اور انگریزون کو خیال ہوا کہ اتنی بڑی مار
کھا کے بجز صلح و آشتی کی اہل ختا کو دوسری بات منظور نہین ہے اور اسی جہت سے شہر کے دروازے کی حفاظت
کو یہی چند پیادہ سپاہ کافی سمجھے گئے لیکن یہ سب سان اور اطمینان مثل اوس سناٹے کے تھا جو قبل
آندہی کے ہوتا ہے کہ شجر چنار کی پتی تک جو ہر وقت تھرتھراتی رہتی ہے اوس وقت ہلتی نہین اور
ہتبس ہوتی ہے گویا طوفان کو زیادہ تیز و تند و ہولناک کرنے کے لیے قبل سے اجزای قوت کو جمع کرنے
کی خاطر آرام کرتی ہے جیسا پہلوان قبل بدنی کشتی کے سو رہتا ہے چنانچہ شروع ماہ مارچ سے
ہشیار لوگون نے دیکھا کہ رفتہ رفتہ ختائی دوکاندار وغیرہ اپنا مال و اسباب شہر سے باہر لیجانے
لگے اور اجنبی لوگ جوان قوی ہیکل دو دو چار چار کرکے آنے لگے غرض ختائیون کی اتنی جرات

کا گمان کسیکو تھا کہ یہ پھر مقابلہ کرینگے لیکن آٹھوین تاریخ کو چند ختائی لونڈے جنکے باپ لڑائی مین مارے
گئے تھے اور اونکی یتیمی اور بیکسی پر اہل لشکر انگریز رحم کرکے کھانے پینے کو دیتے تھے اور وہ لڑکے
بھی بہت کام کاجی نکلے اور گورون کے ساتھ رہا کرتے تھے وہی خوف زدہ اور لرزان اور
ترسان شہر سے معسکر مین آئے اور اپنی زبان مین کہہ کر رونے لگے کہ کل پرسون تم سب مارے
جاؤگے اس سے زیادہ حال کچھہ کھلا نہین اور شبہہ دغا کا جو اوس بیان سے پیدا ہوا تھا یہ یقین کو
اوسوقت پہنچا جب اوسی شب کو سب لڑکے دفعۃً معسکر سے چلے گئے اور پھر نہ آئے یہ حال دیکھکر
سب ہوشیار ہوے لیکن اوس شب کو کچھہ نہوا غرض دوسرے روز لارڈ گاف بہادر کا چوزان
کیطرف واسطے تدبیر جنگ اور شورا کرنے کے لیے جانا تھا کہ اوسی شب کو ختائیون نے شب خون
مارنے کا قصد کیا اور امیر فوج کی غیر حاضری کو نہایت معقول موقع جانا حالانکہ یہ نہین سمجھا کہ انگریز کے
قواعد جنگ کے روسے ممکن نہین کہ کسی حال مین فوج بے سردار کے رہے کیونکہ اگر تمام افسر سپاہ
سالار سے ادنی تک ایک ایک کرکے سب کٹ جاوین تو ادنی سا تلنگہ بھی اوسوقت سرداری کر
سکتا ہے الغرض دسوین تاریخ اور تین بجے رات کو دکھن دروازے کی فصیلون پر ایک ختائی سپاہی
لگا کے چڑھا اور پہرے کے سپاہی نے جو کئی دفعہ ٹوکا اور جواب نہ پایا بندوق چھتیا کے ایسی
گولی ماری کہ اوس شخص کی لاش نیچے گر پڑی اس آواز کا ہونا تھا کہ دفعۃً ہلا اوس دروازے
اور مغرب کے دروازے پر ختائیون نے کیا اور سیڑھیان لگا کے شہر کے اندر شور کرتے ہوے
گھسے چند سپاہی انگریزی جو دکھن کیطرف پاسبانی مین تھے اوس جمغفیر کو دیکھہ کر باڑہ مارتے ہوے
پیچھے ہٹے لیکن مغربی دروازے پر لفٹنٹ آرمسٹرانگ صاحب اور چند گورون نے ہزارون
کو روک رکھا کہ اتنے مین طنبور معسکر انگریزی مین بجا اور کرنل منٹگمری صاحب چار ہلکی توپین
اور سو گورے لیکر موجود ہوے پھر جو خرابی دشمن کی ہوئی ہے کیا امکان ہے کہ بیان ہو سکے
اور اوس کشت و خون کو پرانے پرانے سپاہیون نے دیکھکر بے مبالغہ کہا ہے کہ صدہا لڑائیان
اونھون نے اپنی آنکھون سے دیکھی تھین لیکن ایسی خونریزی کبھی نظر مین نہ آئی تھی مختصر یہ کہ دکھن کی

طرف جو ختائی آئے اور ساتھیون سے ملے تو ایک کوچے مین پھنسے اور ناکا روک لے
جو ایک توپ اور چند بندوقون کی باڑہ اونپر دفعتہً چلی لاشون کے ڈھیر ہو گئے اور کوئی سو قدم تک
لاشون کا چبوترہ قد آدم سے زیادہ اونچا بن گیا اگر راستہ چوڑا ہوتا اور چارون طرف توپ مارنیکا
موقع ملتا تو ایک ختائی نہ بچتا غرض ایک ہی توپ نے ایسا نقصان کیا کہ اگر رحم کھا کے انگریز باڑہ
موقوف نکرتے تو اوسی ہی سے ہزارون ٹھکانے لگ جاتے ساتھ اس حملے کے بحر انگریزی
پر ختائیون نے حملہ کیا اور جہازون مین آگ لگا دینے کے لیے سوا اون طرح کے بیڑے
کی ترکیب کی جو صدر مین بیان ہوا کی کشتیون پر اقسام رنگ کے بکس اور پٹارے اوس وضع
کے جس مین کمخواب اور پشمینے ختائی سوداگر رکھتے دھارے پر چھوڑ دیتے اور اوس مین اسطرح
کے اجزا مرکب کیے ہوے بھرے تھے کہ ہوا لگنے کی دیر تھی چنانچہ ایک جہازی نے غنیما لوٹنے
کے قصد سے جونہین ایک بکس کو کھولا اس زور شور سے اوڑ گیا کہ اوسکا تو کیا پتا ملا کشتی کے
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور لمحہ بھر لرزہ زمین کو رہا الغرض یہ سب کچھ بیکار نکلا اور خشکی اور تری کے
شبخون کے حملون سے بھی ثابت ہوا کہ انگریزون اور ختائیون کی جرات اور سپاہ گری مین
اتنا فرق ہے کہ اگرچہ اونھون نے دغا سے شب خون مارا لیکن پھر کچھ نہوا حالانکہ اونکو غافل پایا اور طرہ
سب پر یہ تھا کہ اس حملے کے واسطے دس ہزار چیدہ تاتار جرار اور قوم میاوزی کے کوہستانی
انگریز کے دشمن جانی اس کام پر مقرر کیے گئے اور انعام دے دے کر بلائے گئے تھے
ننگپو کے سوا چینگھائی کے انگریزی اہل قلعہ پر اوسی شب کو حملہ کیا گیا لیکن وہان کے لوگ
بسبب اپنی گروہ کی قلت کے ایسے ہشیار تھے کہ ختائی دروازے تک پہنچنے نہ پائے +

ان دونون مقام پر اس بندوبست اور چالاکی سے ختائیون نے سارا سامان کیا تھا کہ دوپہر
رات تک کسیکو کچھ آہٹ نہ ملی اور نہ ادنی سی بات مین کسی اورون سے فرق ہوا لیکن طرفۃ العین
مین فوج کثیر اور کئی ضرب توپ خشکی اور تری پر گویا سحر کے ذریعہ سے موجود ہو گئی اور سب کو
حیرت ہوئی کہ یہ بلا کدھر سے آئی زمین سے نکلی یا آسمان سے گری یا ہوا پر سے پہنچی +

دوسرے روز معلوم ہوا کہ رفتہ رفتہ گرد و نواح مین دشمن نے فوج جمع کی تھی اور شمالی صوبون
سے دس ہزار چیدہ سپاہ مقابلے کے لیے بھیجی گئی تھی چنانچہ ننینگپو سے پانچ کوس شہر لیکی مین کئی
معسکر لشکر خطا کے تھے اور یہ لوگ جو شبخون مارنے آئے تھے وہین کے تھے + یہ خبر پاتے ہی
لارڈ گاف بہادر بارہ سے سپاہ اور چند توپ لیکر اوس سمت کیطرف پندرھوین تاریخ کو روانہ ہوے
وہان پہونچ کے دیکھتے مین کیا کہ ایک بلند ٹیلے پر خطائی سامان جنگ سے موجود ہین بات کے
کہتے ہی انگریز وہان چڑھ گئے اور خطائی بھی تابدیر ایسا لڑے کہ جب آخر کو ہٹے اور بھاگے تو
ہزار آدمیون سے زیادہ میدان جنگ مین رہگئے اور کئی افسر انگریزی بھی مارے گئے بعد اوسکے
وہان سے آٹھ کوس پر دوسرے اردوی خطائی کی خبر جو ملی فوج انگریزی وہان پہونچی لیکن لڑائی
نہین ہوئی کیونکہ خطائی ہر چند کہ اوس مقام پر قلعہ بندی خوب ہی کیے ہوے تھے اور فوج و خزانہ
اور اونکی معمولی شیخی اور بکر کو دمین کچھہ کمی نتھی لیکن خوف انگریزون کا ایسا سمایا ہوا تھا کہ اونہون نے
سامنا نکیا اور گورون کو دور سے دیکھتے ہی چلدیے الغرض دوسرے روز شہر ننینگپو مین انگریز پھر آئے
اور ساتوین ماہ مئی کو اوسے چھوڑ کر آگے بڑھے لیکن اس طرح دینے کو جو ماندرینون نے شکست
انگریز قرار دی تو فرمان فغفوری جاری ہوا کہ شاباش جوانمردو اسیطرح سے اگر دو چار دفع ظفر
یاب ہوگے تو شیاطین ازرق چشم کو حد مملکت سے دفع کر دوگے اور تمام عمر کے لیے سرفراز
ہوگے غرض باوصف اسکے اٹھارھوین تاریخ کو بندر چاپو کے اوپر جو چینکہائی سے بیس کوس
پر ہے انگریزون نے چڑھائی کی اور چونکہ آٹھ ہزار چیدہ تاتار نے مقابلہ کیا خوب ہی لڑائی ہوئی
کیونکہ اون مین سترہ سے تاتار توران کے بہادرون مین نامدار موجود تھے اور جب ملکی اصلی
خطائی بے تحاشی بھاگے یہ لوگ قدم بقدم پس پا ہوے اور ایک مندر مین پناہ گیر ہوکے
اچھا لڑے اور دیر تک ہر چوٹ کا جواب دیا کیے اور باوجودیکہ انگریز کے گولون نے دیوارون
کو چور کر دیا اور چھت مین آگ لگا دی لیکن ایک شخص اون مین سے نہ ہٹا اور ہزار اونکو کہا
گیا کہ امان مانگو اور حربہ رکھہ دو لیکن اس مقام مین جواب زبان سے تو کچھہ ندیا لیکن گولیون

اور تیرون کی بوچھار سے گویا کہلا بھیجا کہ ہمسے تمسے جو باتین ہونگی اسی ذریعہ سے مارے چلے جاؤ
دیکھین کون ہٹتا ہے آخر کار چھت جو جل ہی رہی تھی بیٹھ گئی اور ساتھ اوسکے دیوار جو مارے
گولون کے ہل چکی تھی ٹہرہرا کے گر گئی اور اون بہادرون کی بھی گور ہوئی اور وہ دھوان
جو آسمان کی طرف اوس مقام سے بلند ہوا گویا منارا اونکی ناموری کا ہوا اور شہرہ اوسکے ذریعہ سے
فلک الافلاک تک پونہچا + اتنی لڑائیون مین یہی ایک نظیر اوس بہادری کی ملی جو یادداد اوس
وقت اون لوگون کی ہوئی جب کہ اونکے آبا و اجداد چنگیز خان اور باتو خان اور ہلاکو خان کے
ساتھ دنیا کی فتح پر مستعد تھے + جلد اول مین بارہا مذکور ہوا ہے کہ اکثر شہرون مین اصلی ختائی
جدا اور تاتار جدا رہتے ہین غرض چاپو مین عجب سانحہ شگرف وقوع مین آیا چنانچہ جب انگریزون نے
تاتاری شہر کے اندر قدم رکھا تو ہر طرف لڑکون اور عورتون کی لاشین نظر آئین کسیکے گلے مین
پھانسی لگی ہے کسیکے دل پر چھری پیٹھی ہے زہر سے کسیکا بدن سیاہ ہوگیا اور پھول رہا ہے کسی نے
اپنے کو کنوئین مین ڈال دیا ہے اور عادت تاتار سے جو واقف تھے اونھون نے یہ ماجرا دیکھتے ہی
کہا کہ شوہرون نے اپنی جورؤن اور حرمون کو اور باپ نے اپنی بیٹیون کو آبروریزی کے خوف
سے مار کر چلے گئے ہین + القصہ بعد اس جگہ کی فتح کے انگلستان اور کلکتے سے فوج بحری اور
خشکی مدد کو پونہچی چنانچہ پندرہ جنگی جہاز اور دس دخانی جنگی کی اور جہاز کے ساتھ اور ایسی توپخانہ
اور پانچ پلٹنیں ملکی سپاہ اور ایک پلٹن گورے کی کل مین کوئی بیس ہزار فوج آئی اور یہ قوت جو پائی
فورًا سالار فوج اور میر بحر نے یانگ زی کانگ کے دریا سے گذر کرکے اوسانگ اور شانگ ھی
اور دوسرے شہرون کو فتح کرتے ہوئے دار الخلافہ پر چڑھ جانیکا قصد کیا اور بیسوین مئی کو چاپو سے
روانہ ہوکر تیرھوین جون کو اوس دریا مین بحر انگریزی پونہچی اور سولہوین کو شہر اوسانگ کے مقابلے
مین آئی دو گھنٹے تک اچھی گھمسان لڑائی رہی اور ختائیون نے اور دفعہ کی نسبت خوب گولہ اندازی
کی اور ایک سے پچھتر توپون سے ایسی باڑہ متواتر ماری کہ کئی جہازون کے مستول اوڑ گئے
لیکن آخر کار انگریزون کی فتح ہوئی + تیسرے دن خبر ملی کہ وہان کی فوج پسپا ہوکر شانگ ھی

لشکر متعینہ کے ساتھ جابلی فوراً بحر روانہ ہوئی اور اٹھارہوین تاریخ کو وہان پہونچی غرض قبل ہی
سے ختائی فوج گریزان ہوئی تھی اور اوسکی فتح مین دو ایک گولی سے زیادہ کی نوبت نہ آئی
اور تین سے چونسٹھ توپین یہان کی اور اوسانگ کی ملا کے انگریزون کے ہاتھہ آئین اور سہ اسباب
جنگ باروت وغیرہ اور غلے کا کچھہ شمار نتھا بعد اسکے شہر سوچو کے جانیکا قصد ہوا لیکن دریا
کی کیفیت کا حصہ لکھنے سے جون کی تیسوین تاریخ کو شانگ ہی کو چھوڑ بحر و فوج انگریزی اوسانگ
مین پھر آئی اور شہر چنکیانگ فو پر چڑھائی کرنے کی فکر ہوئی اور اوسکو دخل مین لانا گویا نصف سلطنت
کو چھین لینا تھا کیونکہ ایسے مقام پر یہ واقع ہے کہ تجارت کی آمدنی اور رفتنی بذریعہ نہر ختا وہین پر سے
شروع ہے بلکہ دار السلطنت پیچین مین غلہ اور اکثر اسباب اسی راہ سے پہونچتا ہے اس امر کی واقفیت
سے ایک تو اوس شہر کو قبضہ کرنا ضرور تھا اور دوسرے یہ بھی معلوم تھا کہ ایسے نا کے پر قبضہ ہونے
سے جو کچھہ ہو سکیگا تصور نہین کریگا الغرض اکیسوین جولائی کو بحر انگریزی شہر کے فصیلون سے مقابلے
مین آئی اور جب نہ کسیکی صورت نظر آئی ور نہ صدا کسیطرح کی کان تک پہونچی اور ایک سناٹا مانند محلۂ خاموشان کے
معلوم ہوا بعض لوگون نے سمجھا کہ ہیبت زدہ ہو کر ختائیون نے شہر کو ترک کیا تھا اور جیسا کہ مقام
سیکی پر ظہور مین آیا یہان بھی ویسی ہی ہوویگا اور بعض کا قیاس یہ تھا کہ دھوکے سے مارنے
کے لیے ختائی دبکے ہوئے بیٹھے ہین کہ جونہین فوج انگریزی بیدھڑک اور لاپروائی کے ساتھ
فتح کی خوشی سے بے صف باندھی شہر کے اندر داخل ہوئے گھیری جاوے اور حلقے مین
پھنس کر مفت مین ماری جاوے غرض دونون قیاس درست تھے کیونکہ ختائی فوج کے دو حصے دو
اڑھائی کوس پر ٹیلون پر قلعہ بندی اور کمال کی مضبوطی سے لیے لڑائی پر مستعد تھے اور ایک حصہ جس مین
ہر شخص اہل تاتار اور جرأت و قوت مین یکتاے روزگار تھا شہر کے اندر اس لیے متعین تھا کہ اگر باہر
کا لشکر شکست پاوے اور انگریز قصد شہر مین جانے کا کرین یہ سب خواہ مزاحمت کی دیوار کیطرح
کھڑے ہو جاوین یا دشمن اونکی لاشون پر سے گذر کرین اس ارادۂ مردانہ کو تاتار اوس کام مین لائے
اور حق ہے کہ حب وطن اور شجاعت کا جو مقتضا تھا اتنا ہی اونھون نے کیا اور ایسی لڑائی

کہین پر کم ہوئی ہے جہان اتنی جرات دیکھنے مین آئی غرض چونکہ اس دفعہ جو مقابلہ انگریزون
کا ہوا اور درستی سے ہوا مناسب ہے کہ اوسکا بیان کچھہ تصریح کے ساتھہ ہووے
شہر مین یہہ سناٹے کا حال دیکھا گیا اور دغا کا خیال لارڈ گاف نہادر کے دل مین گذرا
فوج کی تین تقسیمین کی گئین اور دو طرف معسکر ختائی کے روانہ ہوئین اور تیسری تقسیم ایک ٹیلے
کے اوپر شہر کے فصیلون کے قریب مستعد رہی غرض معسکر ختائی پر جو چڑھائی ہوئی دشمن کے
ہاتھہ سے اتنے لوگ نقصان نہین ہوے کہ جو دھوپ اور تمازت آفتاب سے مارے پڑے چنانچہ
انھانوے پلٹن گورے کی کئی جوان اوس چڑھائی کے وقت لوہ کے مارے بیدم ہو کے
گر پڑے اور بعد لڑائی کے اور بھی تیرہ آدمی صرف دھوپ کے صدمے سے مر گئے غرض
معسکر مین ختائی اچھی طرح لڑے ورشتل اور دفعہ کے جھٹ پٹ نہ بھاگے لیکن آخرکار فوج
انگریزی کا مقابلہ دشوار سمجھہ کر دے رفتہ رفتہ پس پا ہو کر جان لے اور پیٹھہ دیکے اپنے بچاؤ کے
نکل چلے اور سپاہ کی وردی اوتار کر پھینک کر اطراف کی بستیون مین دوسرے باشندون کے
ساتھہ مل گئے اور اس ترکیب سے ہزارہا یہان اور دوسری لڑائیون مین بھی بچ گئے
جو اگر پہچانے جاتے تو مارے پڑتے اور چونکہ ختا مین اکثر سپاہی ایسی وضع کی ہین کہ اپنی کھیتی
بھی کرتے رہتے ہین اور صرف جنگ کے وقت وردی پہنتے ہین اس سبب سے جب
اپنے ساز اوتار ڈالتے ہین تو اور دن کے ساتھہ بے تردد مل جاتے ہین کیونکہ اگرچہ ہر
پیشے اور ہنر والے کی وضع سج دھج اور چال چلن ایسی نرالی ہوتی ہے کہ ہشیار اور تجربہ کار
آدمی کسی شخص کو دیکھتے ہی اوسکے ہنر اور پیشہ کو بے تامل کہہ دیگا لیکن وہ کیتی اور ترچھی نگاہ اور
تول تول کے قدم رکھنا اور پیچون کے بل چلنا جو سپاہی کے واسطے موضوع ہے
اونمین نہین پائی جاتی ہے القصہ معسکر والون کی لڑائی کا نتیجہ ہوا لیکن شہر کے اندر
جب تاتاریون سے چلی تو اور ہی بات وقوع مین آئی اور اوسکا حال راوی راست گو
اپنی آنکھون کی دیکھی ہوئی کہتا ہے کہ جب جنرل شاڈ سردار انگریز قلعہ بندی سے کے

پار سیڑھی لگا کے داخل ہونے مقابلہ تاتاریون نے جیسا کہ مردون کو اپنے وطن اور اہل و عیال
کی حفاظت کے لیے زیبا ہے خوب ہی کیا اور اگرچہ آلات و قواعد جنگ فرنگ ایسا بہتر ہے
کہ وہ دشمن جو اور طور سے لڑنے آوے بیشک شکست پاوے اور ممکن نہین کہ فوج پیادہ کی
ٹولی دار بندوق اور سنگین اور ایسے توپخانے انگریزی کا مقابلہ تیر اور تلوار اور برچھی و
تفنگ توڑے دار اور جنجالون سے کبھی ہووے اور اسی جہت سے انگریز کے فتحیاب
ہونیکا کچھ شک دم بھر کے لیے کسیکو نتھا لیکن پھر بھی تاتار جو ہٹے دشمن کو پیٹھ نہ دکھائی
اور قدم قدم نہایت جرأت سے چوٹین مارتے گولی کھاتے پس پا ہوے اور جس مقام مین
کچھ سہارا کسی حویلی یا باغ یا گلی سے پایا جم کے کھڑے رہے اور کتنی دفعہ حملہ مردانہ سے
باد تند کیطرح انگریزون پر جھپک کے سینہ بسینہ گھڑیون لڑے اور تب ہی ہٹے جب اونھون
نے دیکھا کہ اپنی طرف نقصان ہر حملے مین دشمن سے دہ گونہ ہوتا ہے اور فرنگی کا قدم
آگے ہی پڑتا ہے غرض اسی طرح سے حق دلاوری ایسا اونھون نے ادا کیا کہ چار گھنٹے
مین فوج انگریزی پورب دروازے سے پچھم تک پہنچی حالانکہ آدہ کوس سے زیادہ فاصلہ نہین تھا
اور اسی سے ظاہر ہے کہ تاتاریون نے کیسا کچھ سامنا کیا اور ہر قدم پر روکا ہوگا جب
اس قدر عرصہ ایسی تھوڑی سی راہ طے کرنے مین گذرا الغرض ادھر سے فوج انگریزی کی
ایک تقسیم پچھم دروازے تک پہنچی کہ وہین پر دوسری فوج آن ملی تب تاتاریون کے دل مین
ہیبت سمائی اور چند لفظ آپس مین کہکے اونکی صف کی سپاہ ایک ایک کرکے دہنے بائین
غائب ہو گئی یہ دیکھتے ہی آوازہ فتح کا لشکر انگریزی سے بلند ہوا اور لوگون نے یہ سمجھا
کہ لڑائی اب نہین ہونے کی لیکن تاتاریون کے اوس وقت غائب ہو جانے کا سبب
دوسرے روز معلوم ہوا چنانچہ حال یہ کھلا کہ جب چارون طرف سے غنیم کو دخل کرتے
اور گھیر لیتے اونھون نے دیکھا اپنے اردو کی طرف جہان گھر دروازے جوڑ لٹکے
اون سب کے تھے گئے اور وہین پر اونکے سردار نے سب کو جمع کرکے کہا کہ یارو

زمانہ ہم لوگون کے لیے انگشتری سا تنگ ہوا جو کچہ کہ منشا ے دلیری کا تھا عمل مین آچکا
ہے اب یہی باقی ہے کہ تم سب اپنے ناموسون کو دشمن کے اختیار سے باہر کردو اور
بعد اوسکے ایک ہی حملۂ مردانہ مین خواہ فتحیاب ہو یا بہادرون کی طرح خون دشمن مین ڈوب
مرو یہہ سنکر تاتاریون نے اپنے اپنے گھر پر جا الخانہ اور حرمون اور باندیون اور لڑکون اور
بوڑھون کو دالان مین بلا کے گلے سے لگا کے قطرے خون جگر کے آنکھون سے بہا کے
اتنی ہی کہا کہ دشمن لو پہنچا ہے اب مزہ زندگی کا باقی نرہا اونکی زبان سے یہ کلمہ پورا نکلا
کہ ایک نے اپنے پیٹ مین کٹار مار بیٹھی کوئی گلے مین چھری کوئی پھانسی لگا کے کوئی کنوے
مین ڈوب کے کوئی زہر کھا کے مرگئی اور جو ذرا سا ہچکچائی اور جان شیرین کے دینے
مین رکی فوراً اوسکے خاوند یا بھائی یا باپ نے ایسی تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑی اور لڑکے
سبھون کی زندگی بھی اسیطرح سے منقطع کی گئی الغرض جب اون مین سے کوئی زندہ نرہا تاتاریون
نے تلوارون کی میان کو پھینکا ورپھر صف باندھ کر اوس سردار کے ہمراہ جنگ کر نیکے
کو جو نکلے تو اٹھارھوین اور اونچاسوین پلٹنین گورے کی اپنے مقام پر آرام کرکے اور کچہ
سستا کے کھانے پینے کے خیال مین تھین کہ دفعتہً ایک گلی کی موڑ پر وہی گروہ تاتار
کی سامنے آن پڑی اور انگریزون کو ایسی باڑہ مار بیٹھی کہ دو سردار مع کئی ایک گورے مارے
گئے اور کتنے مجروح ہوے طیش مین آکر انگریزون نے حملہ کیا اور تاتار بھی گھڑی بھر تک
قدم سے قدم ملائے پاس کے تھورا ور خانہ بربادی کے کینہ اور ترک جان کی آرزو
کے ساتھ لڑے آخر کار جب وہ حصے سے زیادہ مارے جاچکے باقی ہٹے اور
اون مین ہیلنگ وہی سردار جرار تھا جس نے حکم سپاہیون کو اپنے اہل وعیال کے
کشت وخون کا دیا تھا غرض یہ نسمجھنا چاہیے کہ اپنی جان کے خوف سے بھاگا کیونکہ اوسکو
زندہ گرفتار ہونا اور دشمن کی قید مین جانا منظور نتھا چنانچہ جب اوس نے دیکھا کہ اوسکا
ارمان پورا نہوا اور اجل کسیطرح اوسکے آغوش مین نہ آئی ہرچند اوسنے دست آرزو

پیش گیا اور جہان زیادہ کشت وخون ہو رہا تھا اپنے کو بیدہڑک ڈال دیا تھا آخر کو گھوڑے
کی باگ پھیر کے اپنے گھر آیا اور ایک کوٹھری مین جو لکڑی اور گھاس سے بھری تھی اپنے کاغذات
کو لیکر کرسی پر بیٹھا اور نوکرون کو آگ لگانے کو کہدیا اور اس جرأت کے ساتھ اپنے کو ایسی
سخت اور پرایذا موت سے ہلاک کیا کہ دوسرے روز جب انگریز کا جانا اوس طرف ہوا
تب اونھون نے دیکھا کہ اوسکی لاش جلی ہوئی کرسی پر موجود ہے اور اسی سے ظاہر ہے
کہ جیسا بیٹھا تھا ویسا ہی رہگیا اور جلنے کی سختی مین بھی جنبش تک نکی اوسکے قریب دوسری ایک لاش
پڑی تھی اور معلوم ہوا کہ وہ خانگی منشی تھا جو خاوند کا ساتھی ایسے وقت پر ہوا ❊ جولائی مہینے کی
بائیسوین تاریخ کو آفتاب عالمتاب اگرچہ زمانے کی خوشی اور الم کو دیکھتا رہتا ہی ایسا سانحہ
روی زمین پر نہ دیکھا ہوگا جو شہر چینک کیانگ فو مین اوس روز واقع ہوا اور معسکر تاتار کیطرف جو
قدم اوٹھا تو ہر مقام پر مستورات اور لڑکون کی لاشون کا تو وہ نظر آیا چنانچہ ایک گھر مین سات
شخص ایک کے اوپر ایک ڈھیر کیئے پڑے تھے اور ایک پیرمرد مجروح تھا جو دو چھوٹے
بچون کے منہہ مین پانی دینے کا قصد کر رہا تھا لیکن اون معصومون کی ریڑھ کی ہڈی اونکے
قصائی باپ نے گردن اور پانو پکڑ کے توڑ ڈالی تھی غرض ونکا تڑپنا اور چیخین مارنا اور جانکندن
مین اینٹھنا اور پیچ وتاب کرنا ایسا تھا کہ پرانے پرانے اہل فوج جنھون نے سیکڑون میدان
جنگ مین انواع طرحکی جراحت اور جانکندن کو بے آہ بھرے ملاحظہ کیا تھا اونسے اوس
طرف دیکھا نگیا اور آنسو بے اختیار ٹپک پڑا ❊ عورتون کی نزاکت اور خوبروئی سے معلوم
ہوا کہ کسی سردار عالی کا یہ گھر تھا جسنے مستورات کو مار کے اون لڑکون کی کمر توڑ ڈالی
تھی چنانچہ ایک جمیلہ چھوکری پندرہ سولہ برس کی جسکے چہرے کی سرخی اور سپیدی کو زردی
موت نے مٹایا نتھا کملائے گلاب کی طرح پلنگ پر پڑی تھی اور پائنتی کے پاس اسکی
دایہ زہر کھا کے لیٹ گئی تھی اور برآمدے مین دو جوان عورتین پھانسی مین لٹکی ہوئین تھین
غرض اسیطرح سے ایک گھر بھی خالی ایسے منظر دلشکن سے نتھا اور ہر قدم پر ثبوت وحشت

اوراوس پاس حسرت کا تھا جو اہل تاتار کا خاصۂ نفس ہے چنانچہ اسکی ایک نظیر اسکے سامنے
نظر آئی جب انگریز کے آدمی لاشون کو جمع کرکے دفن کرتے تھے اور کوون مین اکثر جو لوگ ڈوب
مرے تھے اور اونکی لاشونکو نکال کر دفنانا نہایت مقدم تھا تاکہ تعفن سے وبا پیدا نہو وسے
اس سبب سے ہر کوی مین غوطہ زن اوترتے تھے کہ اتنے مین ایک جوان عورت نہایت جمیلہ ایک
کوے مین زندہ کسی آسرے سے لپٹی ہوئی جو نظر آئی خوشی سبکو ہوئی کہ کوشش سے غالب ہے
کہ جان اوس بیچاری کی بچ جائیگی غرض اوسکو اچھی طرحسے نکالنے کی تدبیر ہورہی تھی کہ ایک تاتار
جو مجروح جان بلب اپنے ہاتھہ کا زخم کہائے پڑا تھا یہ حال دیکھتے ہی اودھکرایا اور کوی مین
جھانکتے ہی اوس عورت کو جو زندہ دیکھا فوراً کود پڑا اور اوس ماہرو کو لپٹ کر تہ آب ہوگیا
تمام عالم کو اس بیرحمی کی حرکت سے حیرت ہوئی تفتیش کرنے سے یہ کیفیت کھلی کہ وہ شخص
شوہر اوس نازنین کا تھا اور عاشق اتنا کہ جب اوردون نے اپنے الخانہ کو مار ڈالا اوسکا
ہاتھہ اوسپر نہ اوٹھہ سکا آخرش جب کوئی چارہ نتھا اور بجز باحرمت مرجانے اور بے ننگ
زندہ رہنے کے علاوہ کنارا نتھا اوس نے کوی کے کنارے اوسکو لا خوب سار ویا اور دفعتہً اپنے
دل کو تھام کر دھکا اوس زہرہ جبین کو دے کوہے مین ڈال دیا کہ اوسکی اذیت اور جان کندنی
نظر نہ آوے بعد اوسکے اپنے پیٹ مین چھری ماربیٹھا کہ اتنے مین انگریز آن پہنچے غرض
اوسکی جورو اس کروٹ سے کوے مین گری کہ کنارے کو پکڑے ڈوبنے سے بچی
تھی کہ اوس غواص نے دیکھا اور لوگون کو اوسکے نکالنے کے لیے بلایا یہ سنتے ہی وہ
تاتار اوسکا شوہر اگرچہ ادھہ موا پڑا اوسکے گلے مین اوسکے گھرگھری لگی تھی ہشیار ہوا کہ اوسکی
ناموس زندہ ہے اور دشمن کے قبضے مین آکے بیحرمت کی جائیگی اس خیال سے بچے
بچائے خون نے جو مثل جیحون کے پیٹ کے زخم سے بہ رہا تھا ایسا جوش کیا کہ وہ ٹھہر گیا
ہوا یعنے بے مبالغہ آدھے دھڑ کو جسپر موت نے قبضہ کیا تھا اوس نے عزرائیل کے
ہاتھہ سے چھین لیا اور اپنے کوکے مین جورو کے اوپر ایسا ڈال دیا کہ اوسکے نیچے

ڈوب مرا اوسکے پیچھے بہت سے لوگ اوترے لیکن ایسا اپنے کو تہ مین پہنچایا تھا کہ دو روز
تک پتا نہ لگا اور تیسرے دن جب لاشین پھول گئے اوٹھین اور نکالی گئین لوگون نے
دیکھا کہ مرد نے عورت کا رخسار دانتون سے ایسا پکڑ لیا تھا کہ کسی حال مین اوسکا چھڑانا دشوار
تھا + ناظرین مثل تصویر غم پر رنج والم اوس جا پر جمع تھے اور راقم کے دوست نے جس نے
اپنی آنکھون سے یہ سب ماجرائے شگرف دیکھا تھا آبدیدہ ہوکر مجھے تمام حال سنایا اور یہ
کہا کہ تو اپنی تاریخ چین مین درج کرکے اس سانحہ غم افزا سے اپنے قدردانون کو مطلع کر
القصہ چینک کیانگ فو کی لڑائی کا نتیجہ اور انگریزون کی جرأت کا شہرہ ایسا پھیلا کہ فغفور
لرزان و ترسان دشت تاتار کی طرف بھاگنے کے لیے مستعد ہوا اور سلطنت مانچو کا زوال
نزدیک سمجھا گیا کیونکہ سردار ہیلنگ پر جسکے حملۂ مردانہ اور خودکشی کا بیان صفحۂ سابق مین
ہوچکا ہے اعتماد فغفور کو بمرتبہ تھا لیکن جب وہ شکست کھاکر ندامت سے خودکش ہوا شک
کسیکو نرہا کہ خاتمہ دولت تاتار کا نزدیک ہے اس خوف سے وزیر ایلیپو دار الخلافت
پیچین سے صلح کا پیغام لیکر روانہ ہوا غرض اگست مہینے کی دوسری تاریخ تو تھوڑی
سی فوج چینک کیانگ فو کی حفاظت کے لیے متعین ہوئی باقی مع بحر شہر نانکین سابق
دار السلطنت چین کی طرف روانہ ہونیکو تھی کہ چند ماندرین جلیل القدر سر ہنری پاٹنجر کی نزدیک آئے
اور التجا کی کہ انگریز آگے نہ بڑھین کیونکہ وزیر ایلیپو صلح کرنے کے لیے آتا ہے اوسکا جواب
اوس سردار عالی وقار نے دیا کہ اگر صلح فغفور کو منظور ہے تو مُہر اور دستخط خاص سے
جب تک کہ شقہ ایلیپو کے نام پر متضمن مضمون صلح پیش نہین کیا جائیگا فوج انگریز کی قدم
ایکدم کے لیے آگے بڑھنے سے باز نہین رہینگی کیونکہ بارہا ایسا فقرہ صرف کیا گیا ہے
اور تمہاری باتون کا اعتماد باقی نہین رہا بلکہ اگر ایلیپو حقیقت مین آتا ہے تو لکھ بھیجو کہ نانکین مین
اگر ہم سے ملاقات کرے ہم بھی وہین جاتے ہین یہ سنکر ماندرینون نے سمجھا کہ یہ مرد مستقل المزاج
کپتان الیٹ نہین ہے کہ فریب مین آوے اور غالب ہے کہ اس جواب مردانہ اور

عاقلانہ سے وزیر کو مطلع کیا خصوصاً جب کہ اونکے رخصت نہوے ہوئے بحر کملی اور شہر
کو آچوے لاکھ روپیہ فدیہ لیکر نانکین کی طرف شمال باو تند کے روانہ ہوئی اور پانچوین تاریخ کو
مقابل شہر کے پہونچی لیکن چونکہ سپید نشان صلح اور امان کی علامت کا قلعے کی فصیلون پر
بلند تھا جہازون نے لنگر ڈال کے قیام اختیار کیا اور نوین تاریخ کو جب ظاہر ہوا کہ ختائیون
مین شش وپنج ہو رہا ہے اور ایلوپو نے فرمان فغفوری درپیش نکیا سرھنری پانٹجر نے حکم فوج
کو جہاز سے کنارے اوترنے کا دیا خوف کے مارے ختائی سفیر کا میرمنشی یانگ منت وآرزو
سے نزدیک انگریزون کی آیا اوسکی تقریر سے اتنی تشفی خاطر سرھنری پانٹجر کو ہوئی کہ اٹھارھوین
اگست کو اونھون نے اشتہار کیا کہ چونکہ صلح اور عہد وپیمان کی گفتگو شروع ہوئی ہے جنگ
ملتوی رہے چنانچہ تیسرے دن ایلوپو اور کینگ اور دوسرے اکابر ختا نے جلوس کے
ساتھ سرھنری پانٹجر صاحب سے ملاقات کو آنا چاہا اور یہی گویا پہلی دلیل خواہش صلح کی
تھی کیونکہ نظام اور حکام ختا نے کبھی اسکے قبل کسی قوم فرنگ کے اکابر کے ساتھ برابری
کی ملاقات نہ کی اور بیشک یہ خلق ثبوت کامل ہے کہ انگریزون نے زلزلہ سلطنت مین ڈال
دیا تھا ورنہ دو برس قبل اسکے یہ ہوا تھا کہ دریاے پیہو کے دہانے پر جب انگریزون نے کشن
کو ملاقات کے لیے جہاز پر پیش قدم ہوکر آنے کہا تھا اوس نے نہایت تکبر سے یہ جواب دیا
کہ آجتک ایسا نہین ہوا ہے کہ اس سلطنت عرش پایگاہ کا ادنی سا عملہ کسی جلیل القدر شخص غیر
اور اجنب کے پاس پہلے گیا ہو الغرض یہ وقت اور ہی تھا اور ماندرین سب صلح کروانے
کی تمنا سے خود پیش قدمی کرکے آئے اور سرھنری پانٹجر نہایت عزت اور احترام کے ساتھ
جیسا کہ چاہیے تھا اون لوگون سے سلوک ہوے اور توپون سے شلک چھوڑوائی غرض
گھنٹے بھر تک ہنسی اختلاط کرتے اور چیری برانڈی شراب پیتے رہے اور دعوت ضیافت
اکابر انگریزی کی کرکے دے اوٹھے اور سب عزت کے ساتھ رخصت کیے گئے اور چوبیسوین
تاریخ کو سرداران انگریز ضیافت کھانے کو نانکین مین گئے اور اہل ماندرین نے کمال احترام

استقبال کو آئے اور ایک مکان پاکیزہ اور آراستہ مین لیکے بٹھایا اور انواع طرح کی خاطر کی
اس عرصے مین طرفین کے منشیون نے باہم ملکر شرائط عہد نامہ تیار کیا الغرض ۱۸۴۲ع کے
اگست مہینے کی انتیسوین تاریخ کو جمیع اکابر ختائی اور نظام و حکام اور صوبہ دار نانکین اور وزیر ایلیو
جہاز کارن والس کے اوپر دھوم دھامی جلوس لیکر آئے اور جب سر ھنری پانجر بہادر اور دوسرے
سرداران فوج و بحر انگریزی جمع ہوے عہد نامہ دفعہ دفعہ کرکے ختائی اور انگریزی زبانون
مین پڑھا گیا اور جب سفیران فغفور اور ملکہ وکٹوریہ نے مہر اور دستخط کی توپون کی سلامی
ہوئی اور اون شرائط سے خاص شرطین یہ ہین یعنی پہلی یہ کہ درمیان دونون مملکتون کے
صلح اور آشتی ہمیشہ رہے دوسری یہ کہ فغفور چین چار کرور بیس لاکھ روپیہ زر تاوان اخراجات
لڑائی کے باب مین سنہ رواں آور آیندہ دو برسون کے عرصے مین ادا کرے تیسری یہ کہ
کانٹان اور اماے اور فوچوفوا اور ننگ پو اور شانگ ھائی کے پانچون بنادر مین انگریزی تجار
تجارت کرنے اور اون گماشتگان سرکار انگریز رہنے پاوین اور سمندری اور ملکی سوداگرون
کی آمدنی اور رفتنی کے محصول کا نرخ نامہ عدل اور انصاف کے رو سے قرار پاکر خاص و
عام پر مشہور ہوے اور چوتھی یہ کہ ھانگ کانگ کا جزیرہ شاہ انگلستان اور اوسکے قائم مقام
جانشینون کو نسلاً بعد نسل دوام کے لیے حوالہ کردیا جاوے اور پانچوین شرط یہ کہ شاہ
انگلنڈ کے جتنے رعایا خواہ ولایت فرنگ خواہ دوسری ملکون کی جو کسی جگہ پر مملکت چین مین مقید
ہووین فوراً مخلصی پاوین چھٹی یہ کہ فغفور فرمان اپنی خاص مہر دستخط سے جاری کرے کہ اون
ختائیون سے کسیطرح کی پرخاش نہین کی جائیگی جنہون نے سرکار انگریز کی تحت مین سکونت
اختیار کی ہے یا وہان نوکری کی ہے یا راہ و رسم رکھی ہے ساتوین یہ کہ خط و کتابت اور
ملاقات درمیان عملگان سرکار ختا اور سرکار انگلستان کے برابری کے پائے پر ہمیشہ
وقوع مین آوے اور آٹھوین یہ کہ جب تک فغفور اس عہد نامے کو قبول اور زر تاوان
ایک کرور بیس لاکھ ادا کرے انگریز کا قبضہ شہر نانکین اور شہر ختا کے مہانے پر کولانگسو

کے نرخنامے پر اور شہر چینگہائی پر بحال رہے غرض تا وقتیکہ بالکل مبلغ تاوان ندیا جاوے
اور بنا اور نامبردہ مین تجارت موافق تیسری شرط کے شروع ہووے جزائر چوزان اور کولانگ
انگریز کے اختیار مین رہے الغرض کیننگ سفیر ختا اور سر ھنری پاٹنجر کی دستخط اس عہدنامے پر جو ہنیز
ثبت کی گئی توپون کی سلامی نے خاص و عام پر مشتہر کیا کہ جنگ درمیان ختا اور انگلستان
کے تمام ہوئی جس مین فغفور کی دو ہزار ایک سے اٹھارہ توپین چھین لی گئین اور بیس ہزار فوج
کے قریب ماری گئی حالانکہ انگریز کی طرف صرف اونہتر آدمی ہلاک اور چار سے اکتاون مجروح
ہوے تھے اس حال کے ملاحظہ سے خیال یہی گذرتا ہے کہ انگریز اگر اب چاہین تو ملک ختا
کو سر کرکے مثل ہندوستان کے اپنے قبضے مین کرلینا کچھ بڑی بات نہین ہے لیکن غور کرنے
سے تین باتین اس امر کی مانع موجود ہین پہلی یہ کہ انگریزون کا خاصہ نفس غصب اور ملک
ستانی نہین ہے اور نہ یہہ اونکو منظور ہے کہ کسی کے ملک اور دولت کو چھین کر اپنا خزانہ بھرے
اور اوسکی دلیلین اتنی ہین کہ راقم دعوی کرکے کہہ سکتا ہے کہ جتنے پادشاہ روے زمین پر
پیدا ہوے ہین کسی مین یہ قناعت نہین پائی گئی ہے جو انگریزون مین ہمیشہ سے ہنوز ظاہر ہے
بلکہ اکثر ایسا ہوا ہے اور زیادہ حصے پر نجاکے قریب یعنی اسی ہندوستان مین آ بات پائی گئی
ہے کہ دشمن نے جب بواسطہ خود لڑائی ڈالی اور انگریز نے اپنی حفاظت کے لیے شمشیر
جنگ میان سے نکالی ہے تو غنیم کو سر کرکے دوبارہ اور سہ بارہ اوسکے ملک کو اوسے
پھر حوالہ کر دیا ہے اور جب تجربے سے آزما کے دیکھا کہ بغیر دشمن کو بے تخت و تاج کیے اور
اوسکے ملک کو داخل اپنی سلطنت مین کرنے کے اپنے واسطے سراسر زیان اور نقصان
ہے تب بھی اوس دشمن اور اوسکی آل و اولاد کو امیرانہ طور پر آذوقہ دیا اور اونکے احترام مین
کچھ فرق نہین کیا انہین باتون سے ظاہر ہے کہ انگریز کو خواہش ملک گیری کی نہین ہے بلکہ
یہی آرزو ہے کہ جس ملک اور رعایا پر خدا نے اونہین اختیار دیا ہے اوسکی بہتری بہر حال
ہووے اور رعیت کی بہتری اور بہبودی کے لیے انصاف کا دروازہ کھلا رہے علم کا چرچا

زیادہ ہووے باکہہ بکری ایک گہاٹ پر پانی پیئے امیر و فقیر کی جگہہ عدالت مین ایک ہی
ہووے الغرض چونکہ راقم اپنی قوم کی صفت کو زیادہ بیان اگر کریگا تو مداح کہلائیگا اس تقریر
کے لیے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ انگریزون کو خواہش ملک گیری کی نہین ہے بلکہ صرف چار
کرور لیکر جو اونہون نے فغفور سے صلح کی یہی کیسی بڑی قناعت کی دلیل ہے کیونکہ اگر چاہتے
تو اس سے وہ گونہ تاوان کے بہانہ سے لیتے اور دار الامارہ پیچین کو لوٹ لیتے اور بدبہا
روپیہ زر نقد لاتے ایسا کہ ادنی خلاصی امیر ہو جاتا یا دوئین صوبے کی خواہش کرتی تو انکار کی طاقت
کسیکو تھی پس سبب اول چین کو سر نکرنیکا یہی تھا جو راقم نے بیان کیا کہ انگریز بہادر کو ملک
ستانی اور خلق خدا پر دست جنگ سے ایذا پہنچانی اور کسی قوم کی سرخودی کو تباہ کرنی خلاف
جبلت قوم انگریزی کی ہے + دوسری وجہ یہ کہ ہزارہا کوس کے طول و عرض کے ملک کی نگہبانی کے
لیے فوج کثیر چاہیے اور حب وطن ختائیون کا خاصہ ہے اور بدت مدید کے بعد او رنہایت
کشت و خون کے بعد جو کہ انگریزون کو کسی حال مین منظور نہین اون لوگون کی سرخودی
معدوم کی جاتی اور رعایا کے شب خون مارنے اور تاتاریون کے یورش کرنے کے
خوف سے ہزارہا فوج کو سالہا سے دراز تک کمر بستہ رکہنا ضرور ہوتا اور برطان کے تین جزایر انگلینڈ
ایرلنڈ اسکاٹ لنڈ کی تمام سپاہ اگر صرف نگہبانی مین مصروف ہو تو ممکن تھا لیکن ادہر اونکا
وطن اور ہندوستان وغیرہ بے حفاظت رہتے + اگر اس تقریر پر کوئی ایراد کرے کہ تاتاریون کی دولت
کسطرح مقرر ہوئی اور دوسے برس سے قائم ہے تو اوسکا جواب صاف یہ ہے کہ تاتاریون
نے ختا کو فتح کرکے دشت گردی اور خیمہ باشی سے تارک ہو ملک مفتوحہ کو وطن
قرار دیا اور دشت و بیابان ترکستان کا نام نلیا اسی جہت سے اونکا قیام ہوا اور انگریز بھی
اوسیطرح سے انگلستان کو چھوڑکر سرزمین ختا مین آن بسین تو اوسکو زیر نگین کرنا نہایت سہل
ہے لیکن جب اپنے ملک کی حفاظت مقدم ہے تو اگر خواہش اونہین ختا کی سرخودی کو خاک
مین ملادینے کی بھی ہوتی تو کثرت سپاہ اتنی نہین ہے کہ کفایت ہر طرف کی حفاظت کی

کرکے + تیسری بات یہ کہ اگر مقصد ملک گیری اور امکان ملکداری دونون ہوتا یعنی تو
دوسرے سلاطین فرنگ مانع اس وضع کے غصب کے ہوتے بلکہ ختائیون کو مدد دیتے
کیونکہ خود اونکی سرخروئی اسی امر سے متعلق ہے کہ دوسرے بادشاہ فرنگ کو اتنی قدرت
حاصل نہووے کہ بگڑنے سے اونکو پامال کرسکے پس اگر ختا کا سارا ذخیرہ اور آباد ملک شاہ
انگلستان کے ہاتھ چڑھے تو عالم گیری کی خواہش کا شبہہ اوس حرکت کے وقوع سے پیدا
ہونا ممکن ہے اور اوس حال مین اورون کو اتفاق کرکے انگریزون کا زوال چاہنا بعید
القیاس نہین ہے چنانچہ نپولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس نے جب چارون طرف کے
بادشاہان فرنگ کو عاجز کرنا اور اونکا ملک چھین لینا اور بعض کو بے تخت و تاج کرکے
اپنے بھائیون کو اونکی مسند پر بٹھانا شروع کیا سبھون نے آخرکار اتفاق کیا اور سپہ سالار
انگلستان ڈیوک آف ونگ ٹن بہادر کے ہاتھون سے شکست دلوا کر بحر مشرق کی ایک
جزیرہ مین سنہ ۱۸۱۵ مسیحی مین دائم الحبس کیا بس اگر سرکار انگریز کو ختا کی فتح کا لالچ بھی ہوتا تو ممکن تھا
الغرض انہین تین سببون سے علی الخصوص پہلی وجہ سے چین کا ملک بچگیا اور فغفور کے
قبضے مین موجود ہے +

دفتر دوم جلد دوم تمام ہوا

دفتر سوم جلد دوم تاریخ ممالک چین

تیسرا دفتر

بیچ بیان اون ملکون اور قومون کے جو باجگذار فغفور کے یا زیرنگین مملکت چین ہین

پہلا باب

بیان عادات اور حرکات و سکنات رسوم و قواعد جمیع اوقات اقوام ترکستان

سرزمین ترکستان کے باشندے اور اون لق و دق بیابانون کے رہنے والے
جو مملکت چین کی شمال اور رخ باییب پر ہنوز قریب بر حالت اصلی کے موجود ہین وہی لوگ
ہین جنکے آبا و اجداد نے دفعات قدم اپنی حد سے باہر اوٹھایا اور جس طرف رخ کیا کسیکو
مقابلہ مین ٹھہرتے نہ دیکھا اور روم قدیم و نواور روس و ایران و ہندوستان و ختا اور کئی ملک فرنگستان پر غالب آئے
اور دعوی تمام عالم کو اپنے زیر حکم کرنیکا رکھتے تھے اور یہ کچھ چھوٹے منہہ کی بڑی بات
نہ تھی کیونکہ اصل حقیقت مین باد اقبال انکے نشان کو ہمیشہ بلند رکھتی تھی اور فتح کی تلوار کو پروردگار
نے دست قدرت مین مثل برق جہان سوز کے دیکر میت عالم بنا گویا تو بہ توبہ
اجازت قتل بنیان بنی آدم دی تھی + اسی جلد کے پہلے دفتر کے پہلے باب کی شروع
مین راقم نے بیان کیا ہے کہ یافث ابن نوح آٹھہ بیٹے چھوڑ گیا اور ترک جد اقوام تاتار کا
ہے اور یہ حقیقت ہے کیونکہ تمام تاریخون سے ثابت ہے کہ اگرچہ صدہا جدا قومین تاتار ون
کی بالقاب علیحدہ ہین لیکن تمام کی بنیاد وہی ایک جد سے معلوم ہوتی ہے اور سبھون کے مورث

وہی ہنگنو یا ہُن یا ہنی تاتار ہین جنکا بیان اسی جلد کے پہلے دفتر مین آچکا ہے کہ فغفوران
چین کو اونہون نے بارہا ستایا غرض اون امور نکا زیادہ بیان مناسب ہے تاکہ یہ تاریخ
ہر طرح سے کامل اور جمیع حالات پر شامل ہووے اور یہ تصنیف اس ہیچمدان کی یادگار دور قیامت
تک رہے ✣ جسوقت کہ ترک اپنے باپ یافث ابن نوح کا بھیجا ہوا دشت کی طرف گیا تو
اوس مقام پر اوسنے خیمہ کیا جہان اب اکثر خزنین قلماق رہتے ہین وہین پر اوسکی گروہ بڑھی
اور اوسکی تابعدار رہی کیونکہ بہت سی ضروری چیزون کی ایجاد اوسنے کی اور اپنی دانش اور
جرأت کے وسیلے سے اوس حکومت کو بحال رکھا جو بزرگون کی دی ہوئی تھی چنانچہ اسی
طرح سے چھ پشت تک یہی صورت رہی کہ بیٹون نے سلسلے سے اپنے باپون کی قائم مقامی
مین ریاست کی اور گروہ ایک ہی رہا غرض النجی خان کے جسکو جلنجی بھی کہتے ہین توام دو بیٹے پیدا
ہوئے ایک کا نام مغل یا منگل یا منگو خان رکھا گیا اور دوسرے کا نام تاتار خان تھا اور یہی دو
شخص مورث بالکل اقوام تاتار کے ہین جو عربی تاریخون مین اتراک کہلاتے ہین اور یہی لوگ
جب قوی اور غازی ہوئے اور عالم کو زیر تلوار لانے پر کمر باندھے تو اپنی بنیاد کو آفتاب
سے قرار دیا اور آفتاب زائی کہلائے ✣ ہر قوم کے دو عہد کی تاریخ نہ قابل لکھنے
اور نہ لائق سننے کے ہوتی ہے ایک تو وہ جب ایسی جہالت اونپر چھائی رہتی ہے کہ ہر امر
خواہ ادنی خواہ اعلی کو از غیبی قرار دیکر ایسے مبالغے کے ساتھ اونکے پہلے مورخ بیان کرتے
ہین کہ آج کل کا دس برس کا ہوشیار لڑکا اون افسانون کی بعید القیاسی پر مسکرا ایگا اور
دوسرا وہ عہد ہے جب قریب کی قومون سے جو مانند اونکے نہایت جاہل اور مثل حیوان مطلق
کے ہین لڑائیان شروع آبادی ملک مین بعد شکست درندون کے ہوتی رہتی ہے بجز سر
کٹول اور خونریزی اور لوٹ و تاراج کے دوسری کوئی بات وقوع مین نہین آتی ہے الغرض اداب
تاریخ نویسی راقم کی دانست مین یہی ہین کہ اول تو اقوام کی شروع کا احوال اوسی قدر لکھنا
چاہیے جو متعلق کسی آباد اور نامور ملک سے ہووے جیسا کہ یورش وحشیون کی کسی جگہ پہ

جہان کی تاریخ قابل یاد کے ہے تاکہ اوس ذکر سے اخذ نصیحت اور تجربہ ہووے اور دوسرے
یہ کہ اگر وحشیون کی تاریخ سلسلے کے ساتھ تحریر مین بھی آوے تو آپس کے کشت وخون کا محض اشارہ
رہے اور صرف اونکے کسی مقام سکونت بیچ عہد بادیہ پیمائی کے لکھے جاوین کہ کس جاسے
اوٹھکر کون راہ سے کدھر گئے اور وہان سے پھر کس طرف رخ کر کر کہان پر پہنچ کر یا مقیم ہوکے
دشت گردی کو ترک کیا اور انسان کیطرح کشتکاری مین مشغول ہوے یا رگ حیوانی کی کشش سے
مثل درندون کے کسی ملک آباد پر جا پڑے اور شہر ومکان اور غلہ وکھلیان کو مثل اپنے
بیابان کے صاف کرتے باد سموم کی طرح چلے گئے القصہ اقوام تاتار کا حال شروع مین بعد ایام
نوح کے اسی لحاظ سے قابل تحریر کے نہین ہے کہ دشت گردی کی اوقات اور آپس کی
مارکٹول اور یورش کے سوا دوسری بات نتھی اوس وقت ہوانگنو یا ہنی کے لقب سے
مشہور تھے اور فرق اون مین یہی تھا کہ ختائی تاریخون مین وہ گروہین جو صوبہ پیچلی کے شمال
سے بحر شرقیہ تک رہتی تھین بلقب شرقی وحشیون کے نامزد تھین اور مورث ان دنون
کے مشرقی تاتاریون کے یہی لوگ تھے اور وہ گروہین جو صوبہ چین سی کی شمال مین اور
صوبہ پیچلی و شانسی کے دامن کوہستان مین پڑے پھرتے تھے وحشیان مغربی کہلاتے تھے
اور جدا اون اقوام کے تھے جو اب مغربی تاتار کے لقب سے مشہور ہین غرض حال اقوام
ہنی کا یہی تھا جو آج کل بھی اکثر امور مین ہے چنانچہ جدے جدے فرقے جدے جدے سردارون
کے محکوم تھے اور اغیار سے صلح کے وقت ایک دوسرے سے فاصلے پر رہا کرتے
تھے تاکہ گھوڑون ومیون اور خانہ پروردہ جانورون کی چرائی مین تنگی قرب کی جہت سے
نہووے لیکن جب ختائیون سے یا اورون سے بگڑتی تھی تو ایک جمعیت سبکی ہوتی تھی +
اہل تاتار کی نوش وپوش وغیرہ زندہ ہر قسم کے جانورون گھوڑون بیل گائے بکری دنبے
ہمیشہ متعلق ہے اور چار ہزار برس سے جو رواج چلا آیا ہے ہنوز موجود ہے کہ انہین خانہ پروردہ
جانورون کا گوشت کھاتے دودھ پیتے چمڑے کی پوشاک کرتے اور پشم کے نمدی ناتے

اوڑ ہتے اور خیمہ بناتے اور لید کو جلاتے اور گھوڑی کی دودہ کو جوش دیکر خمیر نکالتے اور پیتے اوسکی طیار کر کے پیتے ہین گویا تاتار کا گلا اوسکے حق مین دنیا و مافیہا ہے کہ تمام حاجت اوسی سے رفع ہے * خیمے ابتک نمد ے اور پوستین کے لکڑی کے چار پہیے کی گاڑیون پر ہمیشہ ایستادہ رہتے ہین اور جب وقت نقل مکان کرتے ہین بیس بیس بیل کو ہر گاڑی مین وہ جوت دیتے اور عورتین اور ضعیف بیمار لڑکے بالے سب اوسمین چین سے بیٹھے رہتے ہین اور مرد سب برق وش گھوڑون پر سوار گلون کو آگے آگے ہانکے لیجاتے اور جہان پر علف گاہ اور سبزہ معقول دیکھتے ہین مقام کرتے ہین اور جب وہان کی چرائی تمام ہوجاتی ہے کسی اور طرف رخ کرتے ہین + یہ بات بہت دور کی ہے اور عقل کے ناخن کے لیے گرہ مشکل ہے لیکن غور کرنے سے اسکا حل کرنا سہل ہے کہ غذا اور بادیہ پیمائی اور جمیع حالات تاتاریون کی اوقات بسری کی یہی تین وجہین تہین کہ اونہون نے اتنی سلطنون کو پایمال کیا اور یہ مہیب اپنے کو بنایا کہ عورتونکا اسقاط حمل اونکا نام سنتے سے ہوگیا اور انکے وہم نے بڑی بڑی بہادرون کا زہرہ بدخوابی مین شب کو دبایا + اول تو اونکی غذا باعث خونخواری اور برق کرداری کا اس طور پر تھا کہ اس زمانے مین بھی قوم قصاب سے کوئی سنگدل نہین اور تاتار سب شبانہ روز انہین جانورون کے خون مین آلودہ رہتے تھے جنکو بچپنے سے انہون نے پال پوس کے بڑا کیا اور جب کہ بے ترس ہو کر وزر وز اپنے ہاتھ کے کھلائے پلائے اور اپنے سے ملے ہوئے جانورون کو اونہون نے ٹکڑے کر ڈالا اور گوشت کو انگارون پر برائے نام رکھکے کچا کھایا تو رحم اور درد رفتہ رفتہ طبیعت سے رخصت ہو کر خونخواری طبیعت ثانی ہوگئی اور وہ پھر جب دشمن کو قبضے مین لائے تو جبلی سنگدلی طیش جنگ سے وہ گونہ بڑہ گئی اور امان کی صدا گوش صموم از قہر پر اثر نہین کرتی تھی + اگرچہ بعض حکمای فرنگ اور عرب اور یونان نے بڑا دفتر یہ ثابت کرنے کو لکھا ہے کہ غذا طبیعت مین فرق لاتی ہے اور گوشت خوار اقوام سنگدل اور خونخوار ہوتے ہین اور اناج پھل پھلاری ساگ ترکاری کے کھانے والے رحیم

اور درومند ہوتے ہین اور اس قول کی ایک دلیل اہل تاتار اور ہنود کو گردانتے ہین کہ ایک بجز
گوشت کے کچھ نہین کھاتے اور دوسرے صرف اناج اور ترکاریون پر اوقات بسر کرتے ہین لیکن
ہم اس دلیل کو کسی قاعدۂ عام کے مقرر کرنے کے لیے کافی نہین سمجھتے ہین یہ نہ کہکے اگر اون
بزرگونکا قول ہوتا کہ کچے گوشت کے کھانے والے قوی ہوتے ہین تو ہم بے تامل اوس قول کو
قبول کر لیتے لیکن گوشت کی غذا پر خونخواری منحصر کرنا مناسب نہین اور اسکی زیادہ دلیل بجز اسکے
نہین چاہیے کہ اہل ہندوستان و ایران اور فرنگستان مین بالکل خواص اور اکثر عوام گوشت ہی
کھاتے ہین اور ان لوگون سے رحیم و سلیم کم تر کہین پر دیکھنے مین آتے ہین الغرض تاتاریون کی غذا
جو سامنے کے پالے اور اپنے ہلے ہوے معصوم جانورون کو اپنے ہی ہاتھ سے ہلاک
کر کے نیم خام خون آلودہ کھانے سے حاصل تھی باعث سنگدلی کا تھا اور دوسرے یہ کہ اگر یہ
غذا اونکی نہین ہوا کرتی تو غلہ ساتھ رکھنا پڑتا اور ویسی گروہ بے شمار کے واسطے غلہ ساتھ لیے لیے
پھرنا ایسا بکھیڑا ہوتا کہ تاتاریون کی آمد کی خبر ہر جگہہ مہینون پیشتر سے ہو رہتی اور یہ شہرت اونکے
حق مین مضر ہوتی کیونکہ دفعۃً انکا آنا اور لوٹ و تاراج کر کے طرفۃ العین مین صحرا کے بیچ پھر غائب
ہو جانا غضب تھا اور یہی باعث ہمیشہ کی فتح کا تھا کہ فرصت تدبیر جنگ کرنے کی کسیکو کم ملتی
تھی اور آندھی کیطرح انکا رسالہ خونخوار برق رفتار آتا اور اپنا کام کر کے نکل جاتا تھا اور یورش کے
وقت اپنے لڑکے بالون اور تمام جانورون کو صحرا مین چھوڑ اور اپنی سواری کے علاوہ بہت
سے فالتو گھوڑے ساتھ لیکر جس سمت کی طرف مرکوز خاطر جاتا تھا روانہ ہوتے تھے اور فالتو
گھوڑون سے دو کام نکلتے تھے ایک یہ کہ اگر دور کا سفر ہوا تو ہر مقام پر اونمین سے دس
پندرہ کھانے مین آتے تھے یا اگر اتفاقاً ان کا گھوڑا گر گیا یا جنگ مین مجروح ہوا تو مرے کو
کھاتے اور اوسکے عوض فالتو گھوڑے سے ایک کو داخل کرتے تھے پس ظاہر ہے
کہ اونکی غذا سبب عظیم خونخواری اور برق کرداری کا تھا اور اناج کے کھانے والے اگر ہوتے
تو جو اونہون نے کیا کبھی نہ کر سکتے اب دریافت کرنا چاہیے کہ آیا تاتاریون کی بادیہ پیمائی

جملہ اسباب اونکی فتح یابی کا وجہ عظیم تہا یا نہین + قوانین جنگ سے ایک یہ ہے کہ سردار فوج معسکر
کے خیمون کو اور ہر قسم کی سپاہ خواہ سوار خواہ پیادہ کو ایسے ایسے مقام پر رکھے کہ تھوڑے عرصے
مین بہت کی گنجایش ہووے اور اگر شب خون مارنے کا حملہ غنیم کرے تو سب کو اپنی اپنی جگہہ
جمعیت کرنے کی ایسی معلوم رہے کہ منتشر حواس کوئی نہین ہووے غرض یہ قاعدہ ہر شام کو
تاتار کے معسکر مین اس طور پر عمل مین آتا تھا کہ مقام ہوتے ہی ہر گروہ جدا ہو جاتی تھی اور اپنی گاڑیون
سے جنکو پہیہ دار مکان کہا چاہیے ایک حدی حصار ہو کر اوس عرصے کے اندر تمام جانور عورت
مرد لڑکے اس موقع سے رہتے تھے کہ اندھیری سی اندھیری رات کو ان ہزارہا انسان اور لکہا
حیوان مین مطلق پریشانی نہین ہوتی تھی سوا اس مشق بیچ ترکیب معسکر کے تاتاریون کی بادیہ پیمائی
اونکو تمام دشت تاتار کے نشیب و فراز اور راہ گھاٹ سے واقف کراتی رہتی تھی اور ان امرونکا علم سپہ
سالار کو خوب رہنا ایسا واجب ہے کہ اگر سرزمین سے فوج کا سردار خوب واقف ہوگا تو اگر غنیم اوس
سے بہت کمزور بھی ہو تاہم غالب ہے کہ شکست اوٹھایگا چنانچہ اسی جلد کے فصل اول مین نقل ہے
کہ کس طرح سے تاتاریون کے سردار مُکلی نے فغفور ختا کا وٹی کو دفعۃً گھیر لیا اور نہین معلوم
ہوا کہ کدھر سے یہ چار لاکھ سوار پیدا ہوے اور مثل بلاے آسمانی کے آن پڑے اور یہی بہی
دلیل اس امر کی ہے کہ سرزمین کی واقفیت سپہ سالار کو نہایت واجب ہے چنانچہ اسکی لاعلمی نے اوس بیچارے فغفور
کو تباہی کیا تھا اور اسکی واقف کاری نے اوس تمانجو کو ویسے کمین گاہ پر بٹھایا الغرض تاتاریون
کی بادیہ پیمائی گویا سبق روزانہ بیچ دفتر رزم کے تھا اور اوسکا علم اورون کو صرف زر سے بھی میسر نہ تھا
اور اونکو خود بخود آتا تھا + تیسری وجہ تاتاریون کے ہمیشہ فتحیاب ہونے کی اونکی جمیع اوقات کو
ٹھہرایا چاہیے اور اوسکی صرف بیان سے یہ بخوبی ظاہر ہوویگا چنانچہ بچپنے سے تاتار سب تیر
لگانے اور نیزہ چلانے تلوار مارنے اور گھوڑے پر چڑھنے کے عادی ہوتے تھے بلکہ
بجز ان باتون کے کسی ادنی چیز کی طرف متوجہ نہین ہوتے تھے کیونکہ پڑھنے لکھنے کے چرچے کو بیوقوفی
قرار دیتے تھے اور امور خانہ داری کو اپنی مستورات کی متعلق کرتے تھے اور غلامون کے

ہاتھ گھوڑون اور جانورون کی چرائی اور خبرگیری حوالہ کرتے تھے پس اس حالت بیکاری مین
سوائے حربون کی ورزش اور ایام صلح مین شکار کرنے کی تیسری صورت صرف اوقات کی نہتھی
اور اونکے ہاتھ کی صفائی اور شہسواری امن وامان کے وقت درندون کے شکار سے
دیکھی جاتی تھی اور جنگ مین دشمنون کو اوسکا حال بہتر معلوم ہوتا تھا سوا اس طرحکی مشق کے جو
ہر متنفس کے شوق پر موقوف تھا قواعد جنگ مین براق رہنے کے لیے ایام صلح مین گرد و نواح
کے تاتار سب ایک جائے معہودہ کو مقرر کرکے دس بیس کوس کے فاصلے پر چارون طرف
قطار سے کھڑے ہوتے تھے اور وقت معینہ پر ہر طرف ایک ہی مقام مقرر کی جسکو مرکز دایرہ سمجھنا
چاہیے ایسی صف بندی کرکے روانہ ہوتے تھے کہ جنگل کے جانور درندے دوندے بھاگنے
کی کوئی صورت نہین پاتے تھے اور چارون طرف سے رفتہ رفتہ جب گھر جاتے اور تاتاریون
کے دایرے کی وسعت کم ہوتے ہوتے دس بیس تیر کی گھیر رہ جاتی تھی تب اون بہادرون
مین جو چیدہ چیدہ شہسوار ہوتے بیچ مین آکر شیر اور ارنے چیتے اور گینڈے اور دوسرے درندون
کا مقابلہ کرتے تھے اور ہرن وغیرہ جو بدحواس یا مجروح ہوکر صف توڑنے اور نکل بھاگنے کا قصد
کرتے مارے جاتے تھے الغرض اس شکار مین سوارون کو جھیل اور دریا پیرنا اور پہاڑون پر
چڑہنا اس انداز سے ہوتا تھا کہ صف نہ ٹوٹے اور یہی کونسی کم مشق قواعد جنگ کی تھی کہ صف بندی
کی ترکیب سے طبیعت عادی رہے اور ایسے ایسے بینڈے مقامون پر قطار نہ چھٹے + الغرض
جن اقوام کی غذا اور بادیہ پیمائی اور جمیع اوقات اسطرح کے ہووین جسکا ایک شمہ بیان مین آیا
تو کونسا تعجب ہے کہ اونہون نے سیکڑون ملکون کو برباد کیا خصوص جبکہ علاوہ ان وجہون کے
سبھون کے درمیان ایکا اور اتفاق ایسا تھا کہ جونہین اغیار سے مقابلے کا قصد ہوا آپس
کے قضیون کو فراموش اور دل کی کدورت کو دور اونہون نے کیا اور سارے تاتاریون کے
لکمہا قالب مین یکجان آئی اور لکمہا شمشیر کو ایکدست ارادے نے کھینچا دستورات اور قوانین
اونکے درمیان نہایت کم جاری تھے کیونکہ ہر قوم کے ایام جہل مین قاعدے اور رویے چند

اور مختصر بسبب اسکے ہوتے ہین کہ امور دنیوی کی نیرنگی اور کثرت ترقی عقل سے پیدا ہین اور
یہی باعث زیادتی قواعد کے ہوتے ہین تا کہ ہر امر مین عامل ہونیکا بہتر طریقہ معلوم ہووے لیکن
اقوام تاتار بجز یورش اور شکار کے دوسرا کام نہین کرتے تھے غرض اگرچہ نہ علم نہ نوشت خواند
انمین تھا لیکن اپنی بات کی ایسے پکے اور قول کے ایسے سچے تھے کہ اغیار اونکے ہان اونہین
پر اورون کے حرف اور دستاویز سے اعتبار زیادہ کرتے تھے اور بچون کو ہوش سنبھالتے ہی
یہی مضمون سکھلایا جاتا تھا جسکو حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے کس اختصار و شستگی سے
اس شعر مین بیان کیا ہے شعر راستی موجب رضای خداست * کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
خون ناحق اور زناے محصنہ کی سزا قتل تھی اور سنگین چوری کی بھی وہی سزا تھی کیونکہ آپس مین
دزدی نہایت معیوب تھی اگرچہ غیرون پر ڈکیتی خوب تھی * ارث کا حال یہ تھا کہ اگر امن وچین
اور ایام صلح کے وقت باپ یا بزرگ خاندان بیماری سے مرجاوے تو بڑا بیٹا یا جو کہ متوفی
سے زیادہ قرابت رکھتا تھا وارث مالی و اموال کا ہوتا تھا لیکن اگر جنگ مین مارا گیا تو جو اوسکی
لاش کو اوٹھا لایا یا دشمن کے ہاتھ سے اوسے چھین لیا وہی شخص متوفی کا وارث کل ہوتا تھا اور
اور یہ آئین ایسی قوم سپاہ کے لیے مفید اس طور سے تھی کہ جس حال مین محبت دوستانہ یا جذبہ
یگانیت دو سپاہی تھو حافظ زندگی مین ایک دوسرے کی جان کا اور موت نبرد مین ایک دوسرے
کی لاش کا نکرے تو لالچ اوسکے اشیا کے حصول کی وہی مطلب آور ہووے * کثیر الازواجی
اونمین رائج تھی اور اپنے باپ کی حرمون اور سوتیلی ماؤن کو بیٹا اپنی خدمت مین لا سکتا تھا اور
ایک بھائی کو دوسرے کی جورون کو حرم بنانا جائز تھا اوسکے ہوش سنبھالنے کے وقت
سے بڑی بڑی بکریون اور دنبوؤن پر سوار ہو کر چھوٹی کمانون سے چڑیا اور لومڑی وغیرہ
کا شکار کرتے تھے اور اسیطرح سے جو جو زیادہ بڑھتے اپنے قد وقامت اور طاقت
کے موافق گھوڑون پر چڑھتے اور استعمال ہتھیار کا کرتے تھے غرض جب تک تن تنہا شیر یا
اور کسی بر دست درندے کو جنگل سے مار کر نہین لاتے تھے مردون کے ساتھ بیٹھنے یا فوج

مین نام لکھانے نہین پاتے تھے اور بچپنے سے گھوڑے پر چڑھنے کی یہ عادت ہو جاتی
تھی کہ گویا سونا اوٹھنا بیٹھنا سارا کام اونکا گھوڑے کی پیٹھہ پر انجام ہوتا تھا اسیطرح جیسے لڑائی مین
تو اونکی فتح غضب ہی تھی اونکی شکست بھی موجب ضرر و خطر ایسی تھی کہ جس قدر نقصان غنیم کو
اونکے پیچھے ہٹنے اور بھاگنے سے تھا اونکے آگے بڑھنے اور حملہ کرنے سے نہ تھا کیونکہ
جب لڑائی ہارتے تھے تو گھوڑے کے رخ کو صحرا کی طرف کرکے خود پھر کے بیٹھتے یا اکثر کھڑے
رہتے تھے اور دشمن جو تعاقب مین چلے آتے اونکی طرف منھہ کرکے ایسے تیر اوسی رو مین مارتے
بھاگتے چلے جاتے تھے کہ ایک چوٹ خالی نہین جاتی تھی کیونکہ اول تو اونکی یہ شست اور
ہاتھہ کا انداز اور ملکہ تیراندازی مین تھا کہ ہر نشانہ ایسا تھا گویا ملک الموت نے زہ پر تیر چڑھایا اور دوسرے
یہ کہ تعاقب کرنے والا فتح کے زعم مین نڈر گریزندہ کو ناچیز سمجھکر بغیر اوس حفاظت اپنی ڈھال سے
کرنے کے جو کہ غنیم کے حملے کے وقت کرتا ہے صرف مارنے کے دھن مین بے تحاشہ
آتا ہے اور اوس اندھا دھند تگ و پو مین ہر ایک اپنی صف سے جدا ہو جاتا ہے پس ایسے
بے پروا دشمن کو مار لینا کونسا مشکل تھا بلکہ یہ طور غنیم کی ہلاکت کا ایسا سہل تھا کہ اکثر مرتبہ تاتاری
سب جس وقت اونسے اور کسی مضبوط دشمن سے سابقہ پڑتا تھا کہ ایک چوٹ کھاوے اور دو لگاوے
جسکا ہر وار پر قدم آگے اوٹھے اور پیچھے نہ ہٹے تو یہ لوگ اسیطرح کی فکر کرتے تھے اور
دھوکے مین اگر جو نہین دشمن اونکے تعاقب مین چلتے تھے وے مزے سے جی بھر کے
پیٹ ہنس لیتے تھے اور ایک ایک شخص کو جو موقع کے دکھائی دیتے تیروں سے زیر زین و بر زمین لاتے
تھے اور جب اونکی صف تعاقب کے سبب سے ٹوٹ جاتی تھی تاتار سب دفعۃً رک کے سیدھے
بیٹھہ کر گھوڑون کو پھیر ایسا حملہ کرتے کہ دشمن جو تعاقب کے زعم مین بے پروا تھے اس
آناً فاناً بجلی کیسی پلٹ سے ایسے بدحواس ہو جاتے تھے کہ حربہ ہاتھہ مین لیے ایک دوسرے کا منھہ
دیکھنے لگتے تھے اور تاتار قہار و جوہ خونخوار اونکے غول کو پاؤن سے روند ڈالتے تھے الغرض اونکی
شکست مین بھی انکی شہسواری کام آتی تھی اور ساٹھہ اسی کوس انکے گھوڑے ایک سرے مین نکل

جاتے تھے اور ندی نالہ اور جھیل دریا ریگستان اور کوہستان کسی سے مزاحمت اونکی گذر کی نہین ہوتی تھی اور پل بھر مین ایسے غایب اور بے نمود ہو جاتے تھے جیسا مشت خاک کو تیز ہوا مین کوئی کھودے اور پتا پاوے القصہ ان بلاؤن کا رولہ ختا اور فرنگ اور روم و روس اور ایران کی سلطنتون اور مشرق کے تمام ملکون پر بارہا ہوا اور انہین سے بعض یورشون کے بیان سے تاریخ کے ناظرین کو فائدہ حاصل ہووے گا اور راقم کو بھی منظور ہے کہ جو بات قابل یاد کے ہووے وہی لکھی جاوے نہ کہ انکی آپس کی سرکشیوں کا حال تحریر مین آوے جسکے ملاحظے سے اسقدر استفادہ حاصل ہے کہ آپس کے کشت و خون نے اول تو اتنے موذیون کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل کروایا اور جنس انسان کے دشمنون کو اسیطرح سے کم کیا اور دوسرے یہہ کہ اپنی خونریزی مین جتنے روزون مشغول رہے گرد و نواح کے ملکون مین امن رہا ورنہ اگر آپس کا نفاق نہوتا تو کسیکو اونکی یورشون سے دم لینا مشکل ہوتا +

دوسرا باب

بیان ہن کی سلطنت کے زور و شور پیدا کرنے اور بعد ازان ضعیف ہو کر دو تقسیم ہو جانے اور ایک کے تباہ ہونے اور دوسرے کے نام پیدا کرنے کا

اس تاریخ مین ذکر آچکا ہے کہ قوم تاتار ملقب ہن یا ہانگنو کی بنیاد سنہ ۲۲ مین قبل حضرت عیسی کے قرار دی گئی ہے بلکہ ہیا کے لقب خاندان کے ایک فغفور کا بیٹا اس قوم کا مورث کہلایا ہے غرض اس سے ہمین کچھہ مطلب نہین اور بیان اتنے ہی کا چاہیے کہ اوسوقت سے فغفور چینگوانگ کے دور تک اکثر اونکا یہی کام تھا کہ دفعتہ آتے اور سرحد چین کے املاک کو لوٹ و تاراج کر کے اپنے صحرا مین چلے جاتے تھے غرض اوس بہادر اور مدبر فغفور نے خوب انہین شکست دی اور دیوار ختا کی ساخت شروع کی جسکا حال جلد اول مین بیین ہے +

اسس تحقیق کے ساتھہ نہین معلوم ہے کہ قابل درج تاریخ کے ہووے کہ ان تاتاریون کے بادشاہ یعنی ماتنجو سب کس سلسلے سے ایک بعد دوسرے کے حکمران ہوے بغاوت تومان کے وقت تک جسکا بیٹا وہی میمی تھا جسکا حال اسی جلد مین لکھا گیا اور جس سے حق سے کہ

اوس قوم کی عظمت اور جلالت شروع ہوئی اور اوسکا حال تاریخون مین یون دیکھنے مین آیا ہے
کہ ولیعہد جب مقرر ہوا تو اوسکی سوتیلی مان نے اپنے بیٹے کو مرتبہ اور پایہ دینے کے لیے شوہر
کو ایسا ورغلایا کہ اپنے بیٹے میٹی کو اوسنے یوچی تاتاریون کے پاس بطور یرغمال کے بھیج کر
اوس قوم سے خواہ مخواہ لڑایا تاکہ بیٹے سے باپ کی بد عہدی کا کینہ وے لیوین اور اوسے مار
ڈالین چنانچہ ویسے ہی کرنا یوچی نے چاہا لیکن میٹی ایسا ہشیار اور زودرس تھا کہ قبل اس
فساد کے وہ خفیہ نکل بھاگا اور اپنے باپ کے ملک مین پھر آیا اور چند سپاہ جمع کرکے جنگ کے
قواعد اور فنون مین ایسا پکا بات کے کہتے اونہین بنا ڈالا اور ایسا خیر خواہ بنا لیا کہ نقل ہے
کہ ایکدفعہ اوسکے حکم کے مطابق اون تاتارون نے اپنی سب سے عزیز جورؤن اور حرمون
کو تیر کا نشانہ بنایا اگرچہ یہ بات قابل نفرین نہ کہ تحسین و آفرین کے ہے لیکن دو خبر اس سے ثابت
ہین ایک اون تاتاریون کی تابعداری اور جان نثاری اور دوسری یہ کہ حکومت دوسری شئے
نہین مگر نتیجہ اوس تاثیر کا جو ایک قوی طبیعت چند ضعیف طبیعتون پر بمعاوقوع قربت کے کرتی ہے
غرض جب یہ فوج قابل میدان لینے کے ہوئی میٹی نے دفعتہ اپنے بڈھے زن مرید باپ پر یورش
کی اور بڑی شکست دی بلکہ اوس پیر نابالغ کی جان اوس لڑائی مین گئی اور ساری رعیت نے
پیشانی فرمان برداری کو میٹی کے گھوڑے کی ٹاپ پر رکھی + بعد اوس فتح کے اوس ناتجربہ
نے اپنی سوتیلی مان اور اوسکی لڑکون اور باپ کی سب حرمون کو جان سے مارا اور خاص و
عام کے دل مین زلزلہ پڑ گیا یوچیون سے پھر اوس نے انتقام لیا اور دوسری اقوام تاتار کو باجگذار
کیا اور رفتہ رفتہ یہانتک قوی ہوا کہ مشرق کے ملکون مین بجز فغفور چین کے کوئی سردار اوسکے برابر
نہ تھا بلکہ کئی ختائی موضعون کو جو اوسکی سرحد کے قریب واقع تھے قبضہ کر بیٹھا آخر کار فغفور اوسکی
دو شائی پر غضبناک ہو کر مستعد جنگ ہوا غرض بڑے ہاتھون جا پھنسا اور ناکاری صورت سے
مخلصی ملی جیسا کہ اسی جلد کے فقرہ اول مین بیین ہے بعد اس جنگ کے ستائیس برس تک
تاتار جھیتا رہا اور اوس عرصے مین بہت سے اقوام تاتار کو اوسنے سر کیا اور در حقیقت خاقان تاتار

تھا اور فغفوروں سے جو جو صلح و جنگ وقوع مین آئین اسی جلد کے پہلے دفتر مین اونکا اشارہ ہے
اور دوبارہ حاجت بیان نہین ہے ✣ بعد اوسکے مرگ کے اوسکا بیٹا لاؤچام تخت تانجو پر بیٹھا
اور چین کی نسبت مین وہی وتیرہ سابق کے لوٹ و تاراج کا اختیار کیا اور فغفوروں کو بدرجہ ستایا
سوا ختائیون کو عاجز کرنے کے کئی قوم تاتار کو تانجو زیرنگین لایا اونکے درمیان قوم نوچی نامور تھی
جسنے ہمیشہ ھن کی قوم سے مقابلہ کیا تھا غرض اس تانجو نے اونہین کئی لڑائیون مین شکست دیکر
اونکے پادشاہ کو مار ڈالا اور ایسا تنگ کیا کہ اپنے ملک کو جو سوچو کے قریب تھا چھوڑ کے بیچ
بچاے بھاگے اور تبت بزرگ مین جا بسے اور اوس ملک کو آباد کیا اور اوس دیار کے
پہلے باشندے وہی تھے غرض اونمین سے جو فرقے زیادہ بہادر تھے آگے بڑھ گئے اور
چند دنون مین ماوراء النہر اور دشت قبچاق اور خراسان مین ایسے قوی ہوے کہ اون ملکون کے
اکثر مقامون کی ریاست اونکے قبضے مین تھی ✣ جب لاوچانگ تانجو مرگیا اور اوسکا بیٹا کویین چنگ
جانشین ہوا اور فغفور کو یورشون سے عاجز کرنے لگا انہین یوچیون سے فغفور نے قصد عہد و پیمان
کرنے کا کیا تا کہ دونون طرف سے قوم ھن پر جو جانبین کے دشمن تھے تاخت ہووے لیکن پیغامبر
راہ مین گرفتار کیا گیا اور تانجو نے جو دس برس اوسے قید رکھا وہ قصد وہین تک ختم ہوا ✣ اس وقت
سے پونو تانجو کے وقت تک یعنے ایک سو چھبیس برس قبل حضرت عیسیٰ کی مدت ہے سنہ ۴۹ھ
تک کئی تانجو املاک تاتار کی ریاست کے تخت پر بیٹھے اور سوا فغفوران چین کے جنکے ساتھہ
جتنی لڑائیان رہین سکا ایک ایک شمہ اسی جلد کے پہلے دفتر مین ہر شہنشاہ ختا کے عہد دولت
کے بیان مین مندرج ہے ✣ تانجو اطراف و جوانب کے ملکون پر برابر یورش کرتے رہے
یا اور قومون کے تاخت کا جواب دیتے رہے اور ان لڑائیون کے بیان کی طرف اشارہ بھی کرنا
مولف نے عبث سمجھا کیونکہ بیان وہین امور کا چاہیے جسکے مطالعے سے کچھہ فائدہ کسی طرح کا ہووے
اور فقط سرکٹول کے اذکار یعنے کتنے فلانی طرف مارے گئے اور زید نے بکر کو کس طرح مارا
اور عمر نے لیک کے زید کو کس طرح دو ٹکڑے کیا یہ سب محض فضول ہے اور تاریخ نویسی کے

ادواب سکے خلاف سے غرض اسی سنہ ۴۸ عیسوی مین ھن کی پادشاہت کی دو تقسیمین بسبب امرا
اور سرداروں کے آپس کی تنازع کے ہوگئین اور شمالی اور جنوبی مملکتین کہلانے لگین اور اسی واقع کو غیر
کے مورخون نے نسل اور تاتار کی علیحدہ سلطنتون کی بنا قرار دی ہے غرض شمالی تقسیم
یعنے قدیم اقوام مغل کی سلطنت مین رفتہ رفتہ ایسا ضعف آگیا کہ سنہ ۹۳ مین اقوام جنکے شامل رہنے سے
ایک صورت سلطنت کی تھی بار بار کی شکست سے عاجز ہوکر جدا ہوگئے اور بادیہ پیمائی کرتے جدھر
سے موقع پائے نکل گئے اور ذیل کے بیان سے معلوم ہوویگا کہ انھین مین سے بعض نے دوسرے
ایامون مین بڑا نام پیدا کیا یعنے عالم مین اپنی یورشون سے زلزلہ ڈلوا دیا غرض سنہ ۹۵ مسیحی مین ھن کی جنوبی
سلطنت بھی گویا تمام ہوگئی کیونکہ ٹانجوسی اوپو کے مرنے سے دوسرے شخص کو خطاب ٹانجو کا بدلا
گیا اور اقوام ھن مین اختیار عدالت اور قتل و قصاص اور دوسرے ملکون سے عہد و پیمان کرنیکا رنگا
قبائل کے ہاتھ مین دیا گیا اور چونکہ یہ لوگ جب تک بال اونکے سپید نہین ہوتے تھے اوس مجلس
مین داخل نہین کیے جاتے تھے اس جہت سے عجمی اور عربی مورخون نے اونکا ذکر بلقب ریش سفید کیا ہے
یہ حالت تباہی کی واقع ہونے سے فغفوران چین کے تابع بعض فرقے جنوبی ھن کے رہے اور اکثر کی
جمعیت نے پہلے لقب ھائن کا اور بعد اوسکے چاؤ اور بعد ازان ہین کا اور آخر کو لیام کا لیا اور
انھین فرقون مین جنکو مؤلف نے نامزد کیا سرداری اورون پر رہی اور اونکی حالات آپس کے جھگڑے
اور غیرون پر یورش کے قابل درج کے نہین ہین بخیر مغربی ھن کے جنہون نے روم قدیم وغیرہ کی ملکون پر ایسی تاخت
کی کہ اونکا کچھ بیان ساتھ تفصیل کے انسب ہے چنانچہ باب آئندہ مین حال کھلیگا انشاء اللہ تعالے فقط

تیسرا باب

بیان شاہ اٹیلس کے لڑائیونکا اور پہلی یورش اقوام تاتار کے ملک فرنگ پر جو اوس نے کی اور قوم ہن کی شاہنشاہی کے معلوم ہونیکا

جب اقوام ھن کی دو تقسیمین ہوئین اور شمالی و جنوبی سلطنتین کہلائین اور شمالی کو تباہی ہوئی اور اوس جمعیت کے
اقوام مین پریشانی آئی جیسا کہ باب سابق مین مذکور ہے تو اونکی بعض قومون نے ولایت فرنگ
کی سرحد کیطرف رخ کیا اور بعض نے ایران کی نواحی مین سلیبے جانورونکو چرانا اور لوٹ و تاراج کرنا اختیار کیا

غرض اس باب مین ذکر اونکا منظور ہے جنہون نے کنارہ دریاے اتیل پر جسکو فرنگ کی بولی
مین والگا کہتے ہین اور اوسی کے گرد قیام اختیار کیا اور وہان سے جنوب کی طرف دشت قبچاق
مین شہر کاشغر تک اپنے تابع کیا یعنی گھوڑون کی ٹاپون سے روند ڈالا ÷ اگرچہ چندہی روز بعد ضیاے
اقامت اونپر کنارے دریاے اتیل کے اپنے زور وشور کا اظہار اونہون نے کیا لیکن آثار ہمالم
کے تہ وبالا اونکی یورشون سے ہونے کا اتیل کے وقت تک پدیدار نہین ہوے تھے ÷
لقب غضب الٰہی کا اوس نے خود اپنی شان مین کہا اور جمیع مورخ مقر ہین کہ لقب نہایت درست
اور راستی سے ایک نقطہ کم وکاست نہین تھا ÷ ھن گری کے ملک کے اہل فرنگ اس شخص کو ملقب اتلا
اپنے بادشاہون کے زمرے مین داخل کرتے ہین اور اگرچہ تحقیق ہے کہ قوم ھن کے اوس ملک
مین بود وباش کرنے سے نام اوسکا ھن گری ہوا لیکن تین قوم تاتار نے اوس ملک مین یورش کی پہلی
دفعہ ھن نے اتیل کے وقت مین اور دوسرے مرتبہ قوم آوار نے ۶ سنہ مسیحی مین اور تیسری دفعہ قوم
ترک یا ماگیار نے سنہ ۸۸۹ع مین اور اگرچہ یہ تینون قوم ایک ہی ہین بنام مختلف لیکن رشتہ اہل ھن گری
کا قوم آخر سے ہے الغرض جب روگیلاس بادشاہ ھن نے انتقال کیا اوسکے دو بھتیجے اتیل اور
اور بلی ڈا اوسکے بھائی من ذک کے بیٹے جانشین ہوئے اور چونکہ بعد نہایت کشت وخون کے
اونکے چچا سے اور روم نو یعنے قسطنطنیہ کے شہنشاہ تھیوڈوشیس سے عہد وپیمان ہونے کی گفتگو شروع
ہوچکی تھی طرفین کے سفیر اتیل اور بلیڈا کے حضور مین حاضر ہوے اور غرور اون دونون کو یہی
توانائی کا ایسا تھا کہ گھوڑون سے تعظیم کے لیے نہین اترے اور عہدنامہ پر دستخط گھوڑے کی
پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے کیے اور ہے اعتنائی کچھہ نہین تک ختم نہین ہوئی کیونکہ صلحنامہ کی ہر شرط سے
یہی ظاہر ہے کہ شاہ قسطنطنیہ اتیل کی نظرون مین نہایت بے حقیقت تھا بلکہ تمام شرائط شاہ ھن نے
اپنی مرضی کے موافق لکھوا دیے اور سفیران روم کو بجز قبول اور منظور کرنے کے چارہ نہ تھا چنانچہ
ذلت کی اور باتون کے جملے سے ایک شرط یہ تھی کہ شہنشاہ روم سات ہزار روپیہ خراج سالانہ
دیوے اگرچہ مبلغ کی کچھہ حقیقت نہ تھی لیکن ایک پیسہ اس طور سے دینا اور روپیہ کی عزت کھوتا ہے

بعد اس صلح کے اقوام تاتار اور رومنگی اقوام جرمن اور شمال کے ملکون اور قومون کو تباہ کرنے مین
دونون بھائی مشغول ہوے اور گوتھین تاتارون کو سر کیا + چندے بعد تھیل نے اپنے بھائی
کو کسی حیلے سے مروا ڈالا اور مالک کل ہوا بلکہ ثابت ہے کہ بلیدا کو رشک سے اوس نے قتل
کیا + اہل تاریخ پر ظاہر ہے کہ اس ایام مین روم قدیم کی سلطنت عظیم کی دو تقسیم تھین اور ممالک مشرق
و مغرب کے لقب سے مشہور تھین اور ہر تقسیم کا بادشاہ اپنی سرحد مین خود مختار تھا چنانچہ پای تخت
ممالک مشرق کا شہر قسطنطنیہ تھا اور ممالک مغرب کا پایۂ تخت وہی شہر روم کا تھا جو ہمیشہ سے
دار السلطنت تھا الغرض والن ٹینی آن شاہ ممالک مغرب کی بہن ہنوریا ایسی صاحب عقل اور حسن
تھی کہ اوسکے بھائی بلکہ مان کو جو حقیقت مین سلطنت مغرب پر فرمان روا بیٹے کے نام سے تھی
اور متانت سے بے پایان ام الخبایث تھی یہ خوف ہوا کہ اگر اسکی شادی ہووے گی تو اسکی اولاد بیشک سلطنت فتور
مین ڈالے گی اس شبہہ سے خطاب آگستہ یعنے عالیجاہ دختر شاہ کا اوسے دیا گیا تا کہ طاقت کسی
امیر کی نہووے کہ پیغام شادی کا کرے بلکہ سوا کسی بادشاہ مساوی درجے والے کے بیاہ کی
نوبت کسی اور سے نہ آوے اور چونکہ اس پایۂ کا شخص اہل روم کے زعم مین روے زمین پر
نہ تھا کہ اونکے شاہ کی دختر سے عقد کرے اس لیے یہ خطاب کیا عذاب تھا بلکہ ساری عمر کی
ناکتخدائی کا گویا پے تراب تھا غرض ہونوریا کی جبلی طبیعت ایسی ہی مایل طرف زوجیت اور خواہش اولاد
تھی جیسے بلی کی جبلی توجہ چوہے کے متوجہ ہوتی ہے اوس نے خطاب عالی کو سر پیات سلام
کر کے رکھ لیا لیکن قدم اطوار کو دائرہ عفت سے نکال کر ایک ملازم وجیہ کے دست اشتیاق
مین جانے دیا چند روزون مین تخم عشق نے ثمرۂ فساد دکھایا غرض جونہین حمل ظاہر ہوا ان نے
قید کر کے اپنی اور سلطنت کی ذلت کو بھی کو خفیف کرنے سے خاص و عام پر آشکارا کیا عرصے بعد
شہر قسطنطنیہ مین شاہ تھیودوشس کے دربار مین مقید رہنے کے لیے بھیجی گئی چنانچہ بارہ چودہ برس
وہین رہی غرض جب تنگ ہوئی اور صورت مخلصی کی نہین دیکھی اوسنے شاہ اتیل کو اپنی انگشتری بھیجی اور
اظہار اپنے عشق اور تمناے عقد ساتھ اوسکے پیغامبر سے کیا حلف کیا بلکہ یقین ہے کہ صرف انتقام

لینے کی خواہش سے ہونوریا نے یہ پیغام دیا کیونکہ اوسے خوب معلوم تھا کہ اٹھیل جب والن ٹینی ین
کے دربار مین اسنے نکاح کی خواہش کا پیغام بھیجے گا وطیش مین آکے ایک آدھ بات جو اب مین اسکے
سخت کہی گا جسکو اٹھیل وجہ لڑائی کی قرار دیکر فوراً یورش کریگا اور عشق کا کچھ لگاؤ اس مین نتھا کیونکہ ایسی
صاحب طبیعت اور جمیلہ عورت کا عاشق ایسے مرد میمون شکل پر ہونا جسکے مذہب اور عادات اور
حرکات اور غذا اور وضع کوئی ایک بات قابل پسند کے نتھی بعید العقل ہے غرض جب وہ انگشتری
اور پیغام اٹھیل کو پہنچا اور تمام حال سے واقف ہوا خاموش رہا لیکن جنگ کا حیلہ اپنے ہاتھ آنے
سے دل ہی دل مین خوش ہوا کہ داشتہ آید بکار غرض چونکہ اوسوقت اور ملکون سے لڑائی منظور تھی
شاہ تاتار نے اوس نکاح کی چھیڑ نہ نکالی غرض جب یورش گال کے ملک پر جسکو اب فرانس کہتے
ہین اور جو اوسوقت مثل اور اپلاک فرنگستان کے روم قدیم کی تحت مین تھا اوسکو منظور ہوا اپنا سفیر
والن ٹینی ین کے دربار مین اوسنے بھیجا اور پیغام اوسکی بہن سے نکاح کرنے اور باپ نے ذخیرۂ قابل ایسے
پادشاہ کے اپنی ہمشیر کے ساتھ دینے اور ویسے بادشاہ کے اپنی جورو کے ساتھ لینے کے
جو مناسب حال تھا اوس ایلچی سے کہلایا اس خبر کے سنتے ہی تہلکہ مملکت روم مین پڑگیا اور سب کی
عقل چرخ ہوگئی کہ یہ کیا بلا آئی آخر یہی صلاح سوجھی کہ ہونوریا کو کسی نفرے سے برائے نام جسکے بیاہ
کرکے کہلا بھیجے کہ چونکہ اوسکا شوہر موجود ہے ویسا امر خلاف مذہب اور دین عیسائی بلکہ برعکس
عدل اور انصاف کے لاممکن ہے چنانچہ یہی ہوا اور اگرچہ غصہ مان کی رہبانی کو ہونوریا کی حرکت پر ایسا
ہوا کہ حرارت قہر صرف اوسکے خون کے گھونٹ سے دفع ہوسکتی تھی لیکن اٹھیل کے غضب کو
خدا کے غضب سے زیادہ ڈرکے اوس بیچاری کی جان کو تو نہین مارا لیکن ایک پوچ شخص کے
ساتھ جھوٹ موٹ کلمہ نکاح پڑھوا کے قید شدید مین ڈال کر دائم الحبس رکھا مذ سفیر کا پھر جانا اور
اوس عذر بیہودہ والن ٹینی ین کی طرف سے کرنا اٹھیل کی عین مرضی کے موافق تھا کیونکہ فوراً اوسکا
لشکر جو ہر وقت پا بر کاب رہتا تھا مثل طوفان شمال کے ملک گال یعنے فرانس کی طرف
روانہ ہوا شہر بعد شہر کے گھوڑون کی ٹاپون مین روند ڈالا گویا روز قیامت اہل فرانس کے

لیے موجود ہوا + اس عرصے مین سپاہ سالار ایشی پس شہنشاہ روم کی فوج کا اور بھی اڈورک شاہ
قوم گاتھ کا جو ملک جرمن کے اصلی باشندون کی قوم تھی اور اتھیل کی تابعدار تھی اور بعض اقوام
جرمن کے بھی اور شہنشاہ روم سے موافقت او عہد و پیمان رکھتی تھی یہ دونون شخص فوج کثیر لیے اتھیل
کے مقابلے کو پہونچے اوسوقت شہر آرلی آنز کو جو واقع دریاے لوآر پر ہے محاصرہ کیے شاہ
ہُن بیٹھا تھا غرض جب دشمن قریب پہونچا اتھیل نے ہٹ کے دریاے سین جسکے کنارے پر
شہر پارس دار الامارت ملک فرانس اب ہے پار ہو کے شالون کے میدان پر جو نہایت
وسیع اور اپنے رسالے سے لڑائی کرنے کے لیے نہایت مناسب تھا مستعد بجنگ ہوا
طرفین کی سپاہ اور سردارون اور علی الخصوص اتھیل اور سپہ سالار روم اور شاہ گاتھ اور اوسکے
بڑے بیٹے ٹارس منڈ نے بڑا بڑا کام کیا اور بعض روایت سے کہ ڈیڑھ لاکھ اور بعض یہ کہ تین لاکھ
آدمی دونون طرف کے نقصان ہوے جسمین بھی اڈورک مارا گیا + آخرش اتھیل جسکا قدم اوسوقت
تک ہر دشمن کے مقابلے مین آگے ہی بڑھا تھا کچھہ پیچھے ہٹا اور اپنے لشکر کی گاڑیون سے جسکا
بیان ہوا ہے کہ اقوام تاتار جب بادیہ پیمائی کرتے عورت اور لڑکے اور ضعیف اور مریض اوسپر
سوار رہتے ہین اور باقی گھوڑون کی پیٹھہ پر ہوتے ہین قلعہ بندی کر کے اوس حصار مین پناہ گیر
ہوا اور اگرچہ اس طرح کی چال قہقری شکست کامل قواعد جنگ کے رو سے نہین کہلاتی ہے
لیکن ایسے شخص کی نسبت اس طرح سے حفاظت ڈھونڈھتی بیشک ہزیمت اوٹھانی تھی غرض
طرف ثانی کو اوسکی جرأت اور قوت اور سپاہگری کا اتنا تجربہ ہو چکا تھا کہ اوس حصار مین اتھیل کو
اونھون نے زیادہ نچھیڑا اگرچہ دو ایک حملہ بطور آزمایش کے کیا جسمین تاتاریون نے مارے
تیرون کے اندھا بنا دیا آخرکار روم اور گاتھہ کی فوجین اوس مقام سے روانہ ہو گئین اور
اتھیل لوٹ و تاراج کرتا اپنی سلطنت کی حد مین پھر گیا غرض اس ہزیمت سے وہ کچھہ خائف نہوا کیونکہ
سال آئندہ موسم بہار مین دوبارہ اوس نے وہی پیغام نکاح اور دہیز پانے کا والنٹینین
کے دربار مین بھیجا اور پھر حیلے اور بہانے سے اوس نے ٹال دیا یہ خبر سنتے ہی اتھیل فوراً ملک

اٹالی مین جسکا پایۂ تخت روم قدیم تھا اور ہنوز ہے یورش کرتا شہر اکویلیا کو محاصر کر بیٹھا او وہ
شہر ایسا مضبوط تھا اور باشندے ایسے جری تھے اور قوم ھن کے تیر و تلوار اور برق وش
گھوڑون سے جو صرف میدان کے کام کی تھے مضبوط قلعہ بندی پر اثر کرنا ایسا دشوار تھا کہ تین مہینے
حصار کے گذر گئے اور ھن سب یہانتک عاجز ہوے کہ وہان سے ہٹ جانے کی صلاح کرنے
لگے کہ ایک روز اٹھیل نے اتفاق سے دیکھا کہ ایک لگ لگ اپنے بچون کو لیے شہر کو چھوڑ کر جنگل
کیطرف اڑا جاتا ہے فورًا اوسی طرح کا ایک فقرہ اوسے سوجھ گیا جو عوام الناس کے دلون مین
مثل افسون کے تاثیر کرتا ہے اور پکار کے اوس نے کہا کہ دیکھو یارو لگ لگ شہر کی تباہی کی آگہی
پاکے جنگل کو چلا ورنہ ممکن نہین کہ ایسا جانور کہ جسکو انس انسان سے ہے خود بخود اوسکی صحبت کو
ترک کرے اور بیابان کی راہ لیوے یہ فقرہ سنتے ہی امید تازہ سب کے دلون مین پیدا ہوئی اور
ملنے کے بعد ہلّا اوس مقام کی دیوار پر جہان سے لگ لگ نے پرواز کیا تھا اس تواتر کے ساتھ
کیا گیا کہ ھن سب کو دخل ملا اور اونہون نے شہر کا جو حال کیا مورخ روم کے اسی فقرے سے ظاہر
ہے کہ دوسری پشت کے لوگون کو اکویلیا کے خرابی کے آثار تک نہ ملے + اسیطرح
سے چھ شہر ملک اٹالی کے اور بھی برباد کیے گئے اور کئی شہر کے لوگون نے جان بخشی
اپنی تمام دولت دیکے کروائی + تمام ملک مین یہ تہلکہ پڑ گیا کہ والن ٹنی ین ایک شہر سے دوسرے
مین حفاظت کے لیے بھاگا بلکہ مستعد تھا کہ اگرچہ اٹھیل زیادہ تنگ کرے تو جلاے وطن اختیار کیجیے
آخر جب کچھ بن نہ آئی ایلچی کو پیغام صلح لیکر جو حقیقت مین درخواست امان کی تھی بھیجنے کی صلاح
ٹھہری اور تین شخص بزرگان قوم اور دین سفیر ہو کر اٹھیل کی حضور مین گئے اوس نے بہت
عزت کے ساتھ ملاقات کی اور آخرش بات یہی ٹھہری کہ شاہزادی ھونوریا کے حصے کی جتنی
املاک ہے سب فورًا شاہ ھن کے حوالے ہو اور خود شہزادی بعد چندی اوسکے
سفیرون کے سپرد کی جاوے اس مضمون سے عہد و پیمان ہو کر اٹھیل اپنے لشکر کو لیکر
شاہ روم کی حد سے باہر چلا گیا لیکن یہ دھمکی دیکر سفرائی والن ٹنی ین کو رخصت کیا

کہ دیکھو اگر شہزادی کو موافق وعدے کے صحیح وسالم نہین پونہچاؤ گے تو ملک روم کو خاک سیاہ کرونگا
اور تمھین تو معلوم ہی ہے کہ میرے گھوڑے کے سم جس سرزمین پر ٹاپ ماری وہان پھر گھاس
نہین اوگی* جب اپنے قصر شاہی مین جو لگر بنا ہوا وسیع اور عالیشان دریاے ڈانیوب کے
اوس کنارے پر میدان مین واقع تھا وہ پونہچا جی اوسکا چاہا کہ ہزار ہا جورو ان اگرچہ تھین لیکن ایک
دوسری جمیلہ چھوکری ازواج شاہ کے شامل کیجاے* غرض وسیطرح کی دھوم دھام سے جو اون
خونخوار وحشیون مین دستور تھا اٹیل کا بیاہ اوس حسینہ سے ہوا اور شب کو خوب ہی جی چاہا کیفیت
شراب اور نیم پختہ کبابون کا پھیلا اسکے شریک بادشاہ دیر تک رہا آخرش جلسے سے اوٹھا اور نئی بی بی
کے محل مین شب باش ہونے کے لیے گیا صبح کو عرصے تک جو محل سے نہ نکلا گمان ہوا
کہ بی بی کی صحبت اور عشق تازہ کے جوش مین دربار بدستور کرنا بھول گیا غرض دن دوپہر چڑھا
سرداروں نے محل کے دروازے پر ہجوم کیا اور دلہن سب سے جو منہہ چڑھا تھا دستک دوبارہ
اوسنے دیا جب کچھہ جواب نہ آیا شور سبھون نے کیا آخرش دروازہ توڑ کے اندر جو گئے تو دیکھتے
کیا ہین کہ دلہن بیٹھی رو رہی ہے اور اٹیل چت بیدم پڑا ہے دریافت ہوا کہ زیادہ کھانے پینے کے جو بی بی
کے ساتھہ سویا خون نے ایسا جوش کیا کہ شریانون کو تاب اوسکے غلبے کی برداشت کی نہین
ہوئی اور ایک جو سب مین ضعیف تھی پھٹ گئی اور خون کو نتھنون کی طرف سے بسبب چت پڑے
رہنے کے راہ جو نہ ملی پھیپھڑے اور معدے مین بے تماشہ جو پلٹ گیا دم خفا ہوا اور یہی خاتمہ
اٹیل کا جسکا نام قہر الہی تھا ہوا اقوام ہن کو بڑا غم ہوا اور میدان مین شامیانے کے نیچے لاش
کو نہایت تزک سے رکھکر چیدہ رسالے تاتاریون کے اوسکے اوصاف کو بطور مرثیہ کے قرات
کے ساتھہ بیان کرکے گرد پھرنے لگے مضمون اوس مرثیہ کا چونکہ امر واقعی کا بیان تھا اس لیے
مولف اسکو لکھتا ہے اور اختصار کے ساتھہ جمیع فضائل اور رزائل اس شخص عجیب کے اوس سے
اہل ادراک معلوم کرلیوینگے حاصل کہ اشک خون رو رو کے وے کہنے لگے کہ ہم لوگون کا
بادشاہ جب تک جیا یکتا نے زمانہ رہا اور مرتے دم تک کسیکو اپنے مقابل مین نہ دیکھا رعاما

کو اپنا فرزند جانتا تھا اور دشمن کے حق مین تازیانہ قہر خدا تھا اور اقلیمون مین زلزلہ اوسکے خوف سے پڑا تھا ۔ مؤلف نے جو کہا کہ اشک خون رو رو کے اون تاتاریون نے اپنے بادشاہ کے گرد پھر پھر کے اوسکے اوصاف کو پڑھا تو یہ اشک خون کچھ شعرا کے اشک خون نتھے کہ صرف چشم گمان کو نظر آوین کیونکہ اون وحشیون کا دستور تھا کہ جب کوئی سردار عالی وقار اور عزیز رعایا مرتا تھا تو اوسکی لاش کے گرد جمیع سپاہی گھوڑون کو چکر دے دے کر چھری کی ضرب اپنی پیشانی اور کانون مین مارتے تھے اور اس دستور بیہودہ کا رواج اون جٹ بہادرون مین اس سبب سے تھا کہ بقول اونکے طبعی اشک صرف لڑکون اور عورتون کے لیے چاہیے اور مردون کو گریۂ اشک خون زیبا ہے سیوائے اس دستور ناستودہ کے ایک اور اوس سے زیادہ بدبیہ تھا کہ ہر سردار عزیز کی قبر کے کھودنے اور کفنانے اور دفنانے مین غلامون اور اسیران جنگ کو شریک کر کے بعد اختتام کے اون بیچارون کو وہین ذبح کر کے بادشاہ کی قبر کی پائنتی مین گاڑ دیتے تھے اور اوسکی دو وجہہ بیان کرتے تھے ایک یہ کہ عالم ارواح مین سردارون کی خدمتگذاری کے لیے وہ لوگ مارے جاتے تھے اور دوسرا سبب یہ کہ چونکہ تاتار سب بادیہ پیما تھے اور اونکے اقوام مین ہمیشہ جنگ و جدل رہتا تھا اور اغلب تھا کہ اگر کسی قوم مخالف کو دوسرے فرقے کے سردار کے دفن کی جگہہ سے آگاہی ہوتی تو اونکے اوس مقام پر سے دوسرے علف گاہ کی طرف جاتے ہی اوس لاش کو دشمن اوکھاڑ کے اوسکی خرابی ضرور کرتے اور زندون کا انتقام مردون سے لیتے اس جہت سے جتنے اغیار کفن و دفن کے شریک رہتے تھے مارے جاتے تھے یہ وجہ کچھ ضعیف سی ہے غرض اصل حقیقت وہی تھی جسکو مؤلف نے وجہ اول اس دستور کی قرار دی ہے ۔ القصہ اتیل جب مرا تو انہین دستورون سے گڑا اور شب کے وقت لاش پہلے سونے کے صندوق مین بند ہوئی بعد اوسکے چاندی کے تابوت مین وہ رکھا گیا اور وہ لوہے کے صندوق مین بند ہو کر اوسی زمین کی گود مین سپرد کیا گیا جسکو ہر وقت زلزلہ اوسکے گھوڑون کے ٹاپون سے رہتا تھا اور جیسے جیتے جی دشمن کے خون مین گویا نہائے رہتا تھا غسل موت بھی دشمن ہی کے خون سے ہوا کیونکہ صدہا اسیران

جنگ تربت پر قتل ہوکے پائتی مین گاڑ دیے گئے + اٹھیل کا ہاتھا کہ اوسکی سلطنت مین جو ہزارہا
اقوام کے تابعدار ہونے سے قائم ہوئی تھی تفرقہ پڑا اور اکثر قومون کے سردارون نے اپنے اپنے
فرقے کو اوس جماعت سے جدا کرکے اپنا اپنا رستہ لیا + یہ ہونا تھا کہ چند روز مین قوم ھن کی
شاہنشاہی معدوم ہوگئی اور یہ پہلی یورش قوم تاتار کی فرنگستان پر جو اٹھیل کے اس تذکرے
مین مذکور ہے کبھی وقوع مین نہ آتی اگر اٹھیل کا سا شخص پیدا نہوتا جس نے اقوام تاتار کو پہلے اپنا
تابعدار کرکے فرنگ کے ملکون پر مثل غضب الٰہی کے ٹوٹ پڑا بلکہ تاتاریون کی تاریخ مین
بھی دیکھنے مین آیا ہے کہ جب کبھون نے اتفاق بسبب کسی ایک شخص مدبر اور بہادر کی تابعداری
کے کیا ہے اقلیمون مین اونہون نے تہلکہ ڈال دیا ہے جیساکہ اس بات مین اور چنگیز اور
باتو خان کے احوال مین بیان ہوا ہے اور آگے کچھہ اور بھی مذکور کیا جائیگا انشاءاللہ تعالے +

چوتھا باب

زیادہ تر بیان اقوام تاتار اور اون فرقون اور شخصون کا جنھون نے قبائل ترک اور مغل اور سلجوق اور اذبک وغیرہ مین سے شہرت پیدا کی ہے +

تاتاریون کی یورشین مملکت ایران پر ہمیشہ سے ہوئی ہین چنانچہ ہنوز سابق کا دستور اون لٹیرون
کا نہین چھوٹا ہے اور جیسے قدیم الایام مین جب کبھی ملک مین کچھہ فتور ہوتا تھا یا کسی بادشاہ
ضعیف العقل یا عیاش کے ہاتھہ مین زمام حکومت رہتی تھی ان لوگون کے آبا و اجداد تاخت
کا موقع پاکے فوراً یورش کر بیٹھتے تھے اوسی طرح سے اب بھی اونکی اولاد اگرچہ وہ لوگ القاب
مختلف سے ملقب و مشہور ہین لیکن سب اتراک ہین اور ایک ہی شجر فتنہ کی شاخین ہین ہمیشہ گھات
مین لگے رہتے ہین اور جہان خالی پاتے ہین وار کر بیٹھتے ہین + اگلے زمانے مین جب جیحون
کا دریا ممالک ایران اور توران کا جواب ترکستان کہلاتا ہے سوانا تھا تورانی یعنے تاتار سب جب
موقع پاتے تھے صوبۂ خراسان پہ یورش کرتے تھے اور اگرچہ رستم نے اور بہت سے کام
کیے لیکن ایک طور سے گویا اوسکی ساری عمر اسی صوبے کی حفاظت اور شاہان توران
کے یورشون کے جواب باصواب دینے مین گئی + چونکہ یہ تاریخ صرف اسی واسطے لکھی

کئی ہے جیسا کہ مؤلف اکثر گذارش کر چکا ہے تا کہ صرف وہی احوال اسمین رہے جو اور مشرقی تاریخون
مین موجود نہین ہے اس لیے تورانیون اور ایرانیون مین جو لڑائیان ہمیشہ ہین اونکے بیان مین
بجز ایک دو اشارے کے راقم کو زیادہ لکھنا نچاہیے کیونکہ عجم کے تذکرے علی الخصوص
شاہنامے مین اونکا حال مندرج ہی چنانچہ شاہ فریدون کا اپنے ممالک کو تین قسمت مین تقسیم کرنا او
سلم کو ایک حصہ ملک اتراک کا دینا اور طور کو دوسرے حصے سے جو اوس وقت سے توران
کہلایا سرفراز کرنا اور ایرج کو ایران بخشنا اور دونون بھائیون کا رشک سے ایرج کو مار ڈالنا اور
فریدون کا اون پوتونسے فرزندونکا انتقام لینا اور قتل کرنا افراسیاب پسر پشنگ کا تین ہزار فوج
سے یورش کر کے اور نوذر کو مار کر کے تخت ایران پر بارہ برس تک بیٹھنا فردوسی نے جب
بیان کیا ہے تو خاتمہ تحریر و تقریر کا ہو چکا ہے بعد اسکے سودابہ دختر شاہ ہاماوران کا اپنے سوتیلے
بیٹے سیاوش ابن کیکاوس پر عاشق ہونا اور اپنے سے متنفر پا کر اوس پر تہمت رکھنا اور سیاوش کا
اپنی پاکی اور بیگناہی کو آتش سوزان کی آزمایش سے ثابت کرنا اور اوس بدکارہ کے خوف سے
افراسیاب کے پاس چلا جانا اور وہان دختر پیران ویسہ وزیر شاہ توران کو پہلے اور بعد اوسکے فرنگیس
دختر افراسیاب سے نکاح کرنا اور افراسیاب کے ہاتھ شبہ مین مارا جانا اور بعد اوسکے قتل ناحق کے
اوسکے بیٹے کیخسرو کا پیدا ہونا اور کیکاوس شاہ ایران کا اپنے بیٹے سیاوش کا انتقام لینے کے واسطے
افراسیاب پر چڑھائی کرنا اور کیخسرو کا تخت ایران پر بیٹھنا اور سوا ان باتون کے اور بہت سے
حالات جو مورخان عجم اور بخصوص فردوسی نے بیان کیے ہین تاریخ تاتار سے نہین معلوم ہوتے
کیونکہ تاریخ نویسی غایت ترقی علوم کے ایام مین وقوع مین آتی ہے اور علم کو کچھ رونق اون دنون
توران مین نتھی اور ایسے اذکار کا اوس ملک کی کتابون مین نرہنا دلیل نادرستی تذکرہ فردوسی نہین ہے
غرض اس اکمل الشعراء ایران نے جو ایک مقام پر لکھا ہے کہ رستم زابلی نے شاہ چین کو ایک لڑائی
مین اسیر کیا تھا تو یہ نہ سمجھا چاہیے کہ فغفوران ختا سے کوئی شخص وہ تھا کیونکہ خاص اہل ختا اور
ایرانیون سے کبھی لڑائی نہین ہوئی اور شخص مذکورہ فردوسی شاید اون ملوک طوائف مین سے

تھا جنھون نے کئی دفعہ فغفورون کو ضعیف پاکر صوبجات چین پر قابض ہوکر خود پادشاہ
ہو گئے اور بعض دفع جو زیادہ توانا ہوے تو آپ ہی آپ فغفور کہلائے جیسا کہ دفتر اول کی جلد
دوم مین موقع پر مذکور ہے سوا اسکے وہ بیان کہ شاہ لہراسپ جانشین کیخسرو نے شاہان توران
اور چین سے خراج لیا اسی قدر نادرست ہے کہ اس مقام پر مطلب کسی ایک سلطان ملوک
طوائف سے ہے نہ کہ فغفور سے بلکہ ایک نکتہ ناظرین تاریخ ایران کو یاد رکھنا چاہیے کہ چین کا
جب لفظ شاہنامے یا اور تاریخون مین ملے تو اوسکو ملک ختا نہ سمجھین اور اون ملکون سے
جانین جو کہ سرحد ترکستان اور ختا پر واقع ہے اسیطرح سے صاحب زینت تاریخ جو لکھتے ہین
کہ سکندر نے شاہ فور ہندی کو فتح کرکے شہنشاہ چین پر چڑھائی کی اور اوس نے صلح چاہی تو
یہ ماجرا فغفور ختا کے ساتھ نہین ہوا بلکہ قید کے ساتھ جو بادشاہ چند اقوام تاتار کا تھا اور اوس
امر کا فغفور سے کچھ سروکار اس مادے مین نہ رکھنا تھا اور یونان کی تاریخون سے ثابت ہے
کیونکہ ختائی تذکرون مین ادنےٰ سا بھی اشارہ ایسے امر کا نہین پایا جاتا اور یونان کے مورخون
نے بالاتفاق تاخت سکندر کو تا کسلس یعنے قید شاہ سیتھیا یعنے ترکستان پر قرار دیا ہے +
یاد رکھنا چاہیے کہ وہ طبقہ جو دریاے جیحون اور سیحون کے درمیان مین واقع تھا توران کہلاتا تھا
اور اوسکے مشرق پر اور شمال و مشرق یعنی رخ بائب پر جتنے ممالک تھے عجمی مورخ اونکو چین اور
ختا کے القاب سے نامزد کرتے ہین حالانکہ وہ تمام دیار ترکستان یعنی بود و باش اقوام تاتار کا تھا
اور اسی سبب سے خلط ملط اور اختلاف انکی روایتون مین پڑگیا ہے اور ختا کی تاریخون سے جن
مین سے اکثر کی صحت کا کچھ شک نہین تطابق نہین دیا جاتا ہے اور یہی جہت ہے کہ جب کوئی
بڑا سردار اقوام تاتار کا مارا جاتا یا گرفتار ہوتا تھا تو شاہنشاہ چین اوسے کہکر اوس ماجرے کا بیان کرتے ہین
الغرض جغرافیہ سے لوگون کو اوس زمان مین واقفیت کم تھی اور دور و دراز ملکون اور قومون اور
شاہون کے نامون مین فرق کرنا کچھ تعجب نتھا + گشتاسپ شاہ ایران نے جو مذہب زردشت
یعنے آتش پرست کا اختیار کیا ارجاسپ شاہ توران نے جو اوس جہت سامان لڑائی کا اوس سے

تیار کیا جس مین شاہ ایران کے بھائی کو شاہ توران کے بیٹے نے مارا اور
اسفندیار گشتاسپ کے بیٹے کے ہاتھہ آپ قتل ہوا جس پر ارجاسپ نے ایران پر یورش
کرکے گشتاسپ کو شکست دی اور اوسکی بیٹی کو اسیر کرکے لے گیا جسکے بدلے اسفندیار دھوکا
اور مغالطہ دیکر شہر دوندیا مین چند جوانون کو لیے گھس گیا اور ارجاسپ کو مارا اور اوسکے تخت کو
اپنے باپ پاس بھیج اور اپنی بہن کو خلاص اور توران کی بادشاہت ایک مرد نیک باخدا اولاد
اگراریث کو بخش کرکے اپنے ملک مین چلا گیا ان سب امرون کا بھی حال اگرچہ تاتاری تاریخون مین
نہین معلوم ہوتا لیکن سچ ہونے مین کچھہ تعجب نہین شاہ اسفندیار نے تاتاریون کو جو اس طرح
سے توڑا اور اونہین بعض آپس کے جھگڑے بھی اونھون نے ایسے شروع کیے کہ ایران کے
بادشاہون کو ستانے کی فرصت اونہین نہین ملی چونکہ اونکے آپس کے سرکشون کے احوال سے
راقم کو مطلب نہین اسلیے بہرام گور ساسانی کے وقت مین جو ایرانیون اور تاتاریون سے
بگڑی اون لڑائیون کیطرف مخاطب ہونا چاہیے ٭ جب کہ ہن کی بادشاہت مین تفرقہ ہو کر
اوس سے دو سلطنتین ہن شمالی ور ہن جنوبی کی پیدا ہوئین اور ایک نے دوسرے کو تباہ
کیا اور شمالی سلطنت کے اقوام اونکی بادشاہت بگڑنے سے دو دو چار چار فرقے ہو کر جدا ہو گئے
جیسا کہ مذکور ہوا ہے تب اوسی تقسیم کی بعض قومین طبقہ فرنگ کی سرحد کے قریب بادیہ پیمائی
مین مشغول ہوئین اور رفتہ رفتہ اتفاق کرکے اٹیل کے وقت روم نو اور روم قدیم اور فرنگ کے
ملکون کو ستایا جیسا کہ لکھا گیا ہے اور بعض قومین طبقہ ماوراء النہر اور خوارزم اور بحر کاسپین کے
مشرقی کنارے پر اور ختن اور سرحد ایران پر جا رہین ٭ تین سو برس سے زیادہ اون لوگون
کو بادیہ پیمائی کرنے اور رفتہ رفتہ باہم ہونے مین گذرے بعد اوسکے اپنے کو قوی جانکر دفعتہ
ممالک ایران پر دوڑی تاخت کر بیٹھے اور یورش کا وہی وقت مناسب سمجھے جب ایران مین بہرام گور
کی تخت نشینی کی شادی اور خوشی ہر جگہہ پھیلی ہوئی تھی اور ناچ و رنگ کے چرچے نے پردہ
غفلت کو چشم بیدار و ہشیار پر ڈال دیا تھا بدستور دریاے جیحون کے پار ہو صوبہ خراسان

مین پچیس ہزار تاتار دفعتًہ آن پوہچے اور قتل اور لوٹ اور تاراج حسب خواہ کرنے لگی اس
ناگہانی بلا سے لوگ گھبرائے ہوئے تو تہے ہی ستھے کہ اتنے مین خبر جو پہیلی کہ بہرام گورنے
پای تخت کو چھوڑکر ملک آرمن مین پناہ لی بد جواسی سب سے کے دامنگیر حال ہوئی اور خان تاتار نے
یہ بات سمجھی کہ مثل افراسیاب کے ایرانیون کی سرخودی اوسکے ہاتھون مین تمام ہوئی کہ
ناگاہ ایک اندھیری رات کو معسکر تاتار پر جب بخوف وخطر وے نشّے مین مٹرا یدھر اودھر پڑے
تھے بہرام نے سات ہزار چیدہ سپاہ سے ہلہ کیا غل جو پڑا کہ دشمن آیا تاتار اوس تاریکی مین نشّے
کے خواب سے گھبرائے ہوئے جو اوٹھے تو ایک دوسرے کو دشمن جانکر قتل کرنا شروع
کیا اور کچھہ تو آپس کی سرکوبی اور باقی بہرام کی چوٹون نے چند لمحے مین اگرچہ اندھیری تھی لیکن
مطلع صاف کردیا اور تاتاریون نے گرتے پڑتے جیحون کی طرف فرار کیا و بہرام مثل جن کے
ساتھہ لپٹا گیا اور راہ مین ایسا قتل اون موذیون کو کیا کہ دو چار ہزار کے سوا جو اپنے گھوڑون
کی باد پائی کے سبب سے بچے باقی سب مارے گئے + جب دشمن اسطرح سے دفعہ ہوچکا معلوم
ہوا کہ بہرام جو تاتاریون کی یورش کے وقت غائب ہوگیا تھا تو کچھہ خوف زدہ ہوکے بھاگا
نہین تھا کیونکہ اوسنے ویسے وقت پر جب تاتار خون خوار سارے سامان سے تیار برق کی شتابی
اور بلا کی سے آن پڑے اور ایرانیون کو خوشی مین غافل وبے پروا پاکے مقابلہ دشوار بلکہ
نہایت نامناسب سمجھکر چپکے سے سات ہزار چیدہ سوار جان نثار لیکر شہر سے نکل گیا اور دربند
کی راہ سے شبانہ روز دھاوا مارتا ہوا سمندر کاسپین کے کنارے کنارے کاوا دیتا ہوا معسکر
تاتار کی پشت پر سے چپکے جا پوہنچا اور دو پہر رات کو جب وہ موذی سب موافق عادت کے
حلق تک ادہ کچا گوشت کھائے اور ناک تک گھوڑی کے دودہ کی بنی ہوئی شراب پیے بدمست
سوئے ہوئے تھے اونپر مثل غضب خدا کے جا پڑا جیسا کہ بیان اوسکا گذرا + اس شب خون
مین خان تاتار خیمے مین خود بہرام کے ہاتھہ مارا گیا اور اون لوٹیرون پر ایسا رعب شاہ ایران کی
جرأت اور سپاہ گری کا پڑ گیا کہ اوسکے اور اوسکے بیٹے یزدگرد ثانی کے عہد دولت مین اونہون نے

اپنی حد سے قدم نکالا غرض جب ہرمز چھوٹا بیٹا یزدگرد کا اپنے باپ کا جانشین ہوا اور فیروز اوسکا
بڑا بھائی محروم کیا گیا وہ جیحون کے پار فرار کر کے شاہ تاتار کے پاس ماوراء النہر مین پناہ گیر ہوا
اور اپنا ایسا دکھڑا رویا کہ خان جسکا نام بقول فردوسی فغانش تھا لیکن چونکہ اودمورخان عجم نے
اوسکو خوشنواز کہا ہے اور وہ اسم بامسمی تھا اس لیے راقم کو بھی اوسی لقب سے اوسکا ذکر کرنا
چاہیئے لشکر قہار اوسکی مدد کو لیکر مملکت ایران مین چلا آیا اور فیروز کی فوج ایرانی اور حمایت کی فوج
تاتاری سے نے ہرمز کے لشکر کو ایسی شکست دی کہ وہ گرفتار اور فیروز تخت نشین ہوا چونکہ اوس وقت
خوشنواز ہی نے اوسکو باپ کی مسند تخت پر اپنے ہاتھون سے بٹھایا تھا اور فوج قاہرہ کو بسے لیے پائے
مین موجود تھا فیروز نے عہد و پیمان کیا کہ اپنی بہن کو خان سے شادی کر دیگا لیکن جب خوشنواز
اپنی حد مین پھر گیا فیروز احسان فراموش ہو کر اسی فکر مین مستعد ہوا کہ اپنے محسن کو تباہ کیجیے چنانچہ
فوج قہار لیکر شاہ تاتار کیطرف روانہ ہوا اور سبب اس تاخت کا بقول صاحب روضۃ الصفا کے یہ بیان کیا
گیا ہے کہ خوشنواز اپنی رعایا پر ظلم کرتا تھا اس جہت سے فیروز اوسکی تنبیہ کو روانہ ہوا + خان تاتار
اپنے کو عہدہ برا نہ دیکھکر اس ارادے سے باز رہا کہ موقع پر پہونچکر سامنا کیا چاہیے کہ اتنے مین ایک
سردار تاتار نے خاوند پر سے اپنے کو نثار اور ایرانیون کو شکست کامل سے ذلیل و خوار
کرنے کے ارادے جسم کو خود زخمون سے چور بلکہ ایک ہاتھ اور پاؤن اور کان و ناک کٹوا کے
راہ پر اپنے کو ڈلوا دیا جب لشکر ایرانی پہونچا فیروز نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیون ایسے بُرے
حال مین یہان پڑا ہے تاتار نے جواب دیا کہ کیا پوچھتے ہو میرے ظالم بداطوار خاوند خونخوار نے
میری ایسی سزا کروائی اس لیے کہ مین نے صلاح دی اور راست بات کہی تھی کہ تو لشکر ایران
سے نہ لڑ اور فیروز سے بہادر بے مثل کا مقابلہ نکر غرض میرا بدلہ لینے کو تم پہونچے ہو مجھے وہ کھوا لو
مین اسی راہ سے تمھین اوس موذی کی پشت پر سے لے جاتا ہون کہ نہ لے تردد تم سب کو مار
لوگے اوسکی بری حالت نے مہر صداقت اوسکے بیان کذب پر کی فیروز کو اعتماد ہوا اور
اوسکے کہنے کے مطابق چلا لیکن وہ تاتار ایسے دشت مین لشکر ایران کو لے گیا کہ جہان کوسون

پانی کا نام نہ تھا اور جب بے آب و دانہ لوگ تڑپنے لگے اور دفعتہً چارون طرف سے تاتاری
آن پڑے تب ظاہر ہوا کہ اوس بہادر اور جان نثار تاتار نے دغا دی اور کمین گاہ مین پھنسایا ہے
غرض وہ کسی طور سے بعد اسکے ذبح کیا گیا غرض دو حصہ لشکر ایران قتل ہوا اور فیروز نے امان
مانگی خوشنواز نے اپنی خوشنوازی سے اوسے مخلصی دی اور اوس سے قسم کھلا کے اور بار
دیگر لڑائی نکرنیکا قول لیکر ایران مین بہت توزک کے ساتھ بھیج دیا اور خود عہد کیا کہ ہمکو اپنا دوست
جانو اور جب کبھی دشمن تمہین ستاوے ہم مدد کو حاضر ہین غرض موافق قاعدہ کلیہ کے یعنے احسان فراموش
پر جتنا احسان کیا جاتا ہے اوسی قدر وہ زیادہ دشمن جان ہوتا ہے فیروز اپنے ملک مین پونہچ کر
چندے کے بعد خوشنواز سے پھر لڑنے گیا اور جس طرح سے لشکر ایران کو پھر شکست ملی اور
فیروز کی جان گئی اور اوسکے بیٹے قباد کی گرفتاری ہوئی تواریخ عجم سے ظاہر ہی ہے بلکہ دو برس
تک شاہ ایران نے نذرانہ سالانہ خوشنواز کو بھیجا لیکن بعد اوسکے اوس قوم تاتار پر رفتہ رفتہ تباہی دو
سببون سے آئی ایک یہ کہ قوم ترک کی قوت زیادہ ہوئی چنانچہ دشت تاتار مین اونکی جو حکومت
تھی رفتہ رفتہ ماوراء النہر کے وے مالک ہوئے اور قوم ہن کو دبانے لگے اور دوسرے یہ کہ
نوشیروان عادل قباد کا بیٹا کہ ایک سردار تاتار کی بیٹی کی طرف سے تھا تخت ایران پر بیٹھا اور
جیحون کے اوس پار فرغانہ تک جو اوسنے اپنے قبضے کیا تو اوس قوم تاتار کا ان دونون طرف
کی کشمکش مین تیا نہ لگا غرض اغلب ہے کہ اتراک نے اونکی سرخودی کو تمام کیا + جس وقت
شمالی ہن کی سلطنت کو جنوبی ہن نے تباہ کیا جیسا کہ مذکور ہوا ہے تب اخیر بادشاہ مملکت شمالی
کا ایک بیٹا اور ایک بھتیجہ پہلے کا نام کائسان اور دوسرے کا نام ناکوس کسی طرح سے اپنی رعیتون
اور لشکرون کو لیکے جنوبی ہن کے ہاتھون سے بچکر وے سب بیابان کی طرف بھاگے اور
کوہستان مین جا چھپے رفتہ رفتہ اونکی اولاد بڑھی اور ابو الغازی خان بہادر مورخ اقوام تاتار یہ فرماتے
ہین کہ پانسو برس مین اون لوگون نے ایسا قوی اپنے کو سمجھا کہ اون پہاڑون سے اوترکے
اپنی قدیم سلطنت ترکستان حاصل کرنے کو چلے اور چند روز مین اکثر اقوام تاتار پر ظفریاب

ہوسے بلکہ تومویں جان جسکو یل خان بھی کہتے ہین خاقان ترکستان ہوا اور ماوراالنہر اور جمیع
ایران اور روم قدیم تک ایکطرف اور سرحد چین اور روس تک دوسری طرف اوسکا فرمان
جاری ہوا ۲۳ کتنی قومون کو کس کس طرح سے اوس نے فتح کیا اور کسکا حال کیا ہوا اگر ایک
شمہ بھی لکھا جاوے تو ایسی دس جلدین ہووین غرض اتنا کہنا کافی ہے کہ اوسکی سلطنت
ایسی لمبی چوڑی ہوئی کہ ایک شخص کو تمام مملکت کی نگہبانی دشوار ہوئی تب خاقان تومو خان
یل خان کے پروتے نے دو تقسیمین کرکے ایک کو مشرقی اتراک اور دوسرے کو مغربی اتراک
کے لقب سے نامزد کیا غرض چونکہ ابو الغازی خان بہادر نے نہایت فصاحت اور طوالت
کے ساتھہ اتراک کا حال بیان کیا ہے راقم کو اتنا ہی لکھنا چاہیئے کہ مشرقی اتراک سے اور
فغفوران چین سے کوئی دوسے برس تک اکثر مقابلہ رہا اور ختائیون نے رفتہ رفتہ یہانتک
اونکو تنگ کر ڈالا اور کوئی چالیس برس قبل اونکی سرخودی کی معدومی کے آپس مین بھی ایسی
جنگ وجدل ورسر کٹول کی تھی کہ نفاق کے سبب سے فغفورون کی تاخت کا جواب اونسے
مطلق نہ ہوسکا چنانچہ ۷۴۴ مسیحی مین آخری خاقان اقوام مشرقی اتراک کا قوم ھوئی کی کے ہاتھہ سے
مارا گیا اور تمام قومین جو اوسکے تابع تھین فغفور کو خراج دینے لگین + یہ تو حال مشرقی مملکت ترک
کا ہوا اور مغربی اتراک ایرانیون اور رومیون سے برابر لڑتے رہے چنانچہ نوشیروان شاہ ایران
نے جب ماوراالنہر تک اپنا فرمان جاری کیا تو مغربی اتراک سے خراج لیا لیکن اوسکے بیٹے ہرمز
ثالث کے وقت مین اگر بہرام چوبین سپہ سالار ایران اونہین شکست نہ دیتا جب خاقان مغربی
اتراک کا سائی شاہ نے جو ہرمز کا ماموں تھا فوج تہار جمع کرکے جیحون کے پار ہوکر شاہ ایران کو کہلا بھیجا
کہ مین تمہارے ملک کے اندر سے رستہ چاہتا ہون تاکہ شاہنشاہ قسطنطنیہ پر یورش کرون اور
ہرمز اوسکی قوت سے خائف ہوکر اجازت دینی چاہتا تھا کہ وزرا نے منع کیا اور بہرام چوبین نے
بارہ ہزار چیدہ سپاہ کو لیکے مازندران اور خراسان کے درمیان کے پہاڑون مین اتراک کو
روکا اور اتراک کو ایسی شکست دی کہ خاقان کی جان اوس لڑائی مین گئی تو اغلب ہے

کہ پیچ پڑتا غرض تمام جی ہو خان بیٹا مقتول خاقان کا اپنے باپ کی جگہہ مین جب قائم ہوا لاکھہ
سوارون کا لشکر لیے سمرقند اور ایران کے کئی صوبون کو اوسنے اپنے قبضے کیا اور وہان سے
جو ملک وس کی سرحد پر پوہنچا تو اس ممالک کے بعض پرگنون کو چھین لیا غرض بزرگی مغربی
اتراک کی اسی شخص کے ساتھہ رخصت ہوئی اور اگرچہ اوسکے جیتے جی تفرقہ آپس مین شروع ہوا
تھا لیکن اوسکے رعب سے بڑھنے نہ پایا غرض جو نہین وہ مرا خوانین مین بگاڑ علانیہ شروع ہوا اور
رفتہ رفتہ معمولی نتیجہ آپس کے جھگڑے کا ظہور مین آیا اور ایک فرقے نے فغفور کی مدد مانگی چنانچہ
ختائی فوج آئی اور دوسرے قبیلے کو اونکی طرف سے شکست دی اور بعض خوانین نے بخوشی تمام
فغفور کے تابعدارون مین اپنا نام لکھایا الغرض ایک طرف سی تو اہل ختا کے عروج کی بنیاد ما ورا النہر
کے اطراف مین مغربی اتراک کی سلطنت کی خرابی پر قائم ہوئی تھی دوسری طرف سے عربون نے
خاندان ساسان سے تاج ایران کو چھین کر مشرقی املاک کی طرف نگاہ حسرت سے دیکھنا شروع
کیا اور خطبہ سپہ سالار خلیفہ عبد الملک بن مروان آل معاویہ نے اتراک کو قریب بخارے کے
شکست دیکر اوس شہر کو دخل کیا اور رفتہ رفتہ ما ورا النہر مین فتح کرتا ہوا پوہنچا اور دو لاکھہ اتراک
کو جو ایک ہی لڑائی مین اوسنے شکست دی اوس قوم کی گویا کمر ٹوٹ گئی اور دسوین برس اوس
عرب بے مثل و ہمال نے خوارزم اور سمرقند کے ملکون کو اتراک سے بعد بڑی بڑی لڑائی کے
چھین لیا چنانچہ خلیفہ کا نشان اطراف و جوانب کے شہرون مین بلکہ فرغانے مین بھی بلند ہوا اور
سنہ [illegible] مسیحی مین سالار عرب یعنی اسد ابن عبد اللہ نے ترکستان مین یورش کر کے اتراک کو پامال
کیا الغرض اسطور سے مغربی اتراک کی سلطنت بسبب آپس کے تفرقے اور ختائیون اور عربون کے
ہاتھون سے دونون طرف سے شکست کھانے کے نیست و نابود ہو گئی ۔ اگرچہ یہی احوال جو
راقم نے نہایت اختصار سے لکھا اتراک کی مشرقی اور مغربی سلطنتون کا ہے یعنے اوس وقت
کا جب نصف اقوام ترک ایک خان کے تابع اور نصف دوسرے کے فرمان پذیر تھے اور
دو تقسیمین مشرقی اور مغربی سلطنتون کے لقب سے نامزد کیا لیکن انہین دونون کی

بہت سی شاخین قبل اور بعد ہرد و سلطنت کی تباہی کے نکلین یعنی کئی فرقے اور سردار اُنہین
لوگون مین سے دور و دراز ملکون مین نامور ہوئے اور بادشاہ کہلائے چنانچہ مشرقی اقوام سے ایک فرقہ
تویا تاتار نے ختا کی نواحی مین تاج شاہی سر پر رکھا اور اوسی سے تین خاندان گوتی کے نکلے
جو فغفوران خانوادہ سنگ کی برابری چین مین کرتے رہے اور ختا کے شمالی صوبون پر ایک بعد
دوسرے کے ساڑھے تین سو برس سے کچھ زیادہ قابض رہے ہین تویا تاتار کے ایک سردار
تولان شخص بہادر اور مدبر نے اپنے فرقے کو جدا کر کے کوچین کا لقب دیا اور پہلے خطاب
خاقان کا تاتاریون مین اسی شخص نے لیا ۴۰۰ سنہ مسیحی مین آغاز و شروع ہوا اور پانسے تک چون
رہا جب خاقان مشرقی اتراک نے کئی شکستین انہین ایسی دین کہ اونکی سرخودی تمام ہوئی لیکن
چند فرقے اوسمین سے بچے بعضے ملک سرکاش اور کرجستان کے پہاڑون مین جا چھپے اور
اور اونکی اولاد وہان ابتک موجود اور بمذہب سنت جماعت کا رکھتی ہے اور اکثر فرنگستان کی
طرف جا نکلے اور چندے بعد اپنی یورشون سے اہل فرنگ خصوص شاہ فرانس اور جستنین شہنشاہ
روم یعنے قسطنطنیہ کو ستانے لگے اور اونکے سردار بایان خان نے فرنگ مین تہلکہ ڈال دیا اور
لوگ یہی سمجھے کہ مثل شاہ اٹیلا کے دوبارہ قہر خدا مجسم ہو کر نازل ہوا چنانچہ اوسنے سالاران روم
کو کئی موقع شکست دیکر نذرانہ شاہنشاہ قسطنطنیہ سے قبول کروا دیا اور اپنے کو ایسا قوی اور روم
والے کو ایسا ضعیف اور ناچیز سمجھتا تھا کہ ادنی سی بات کے لیے لڑ پڑتا تھا جتنے شہر کو اون
کفار بے پیر صاحبان سبزہ و تیر تخت ستان اور ملک گیر نے نیست و نابود کیا اور دریائے ڈانیوب
کے اس پار کے باشندون کو اور پانونیا کے لوگون کو بھی تابعداری کے پیالہ زہر کس طرح
سے اونہون نے پلایا اگر لکھا جاوے تو شمہ کا بیان داستان مطول ہوجاوے غرض مختصر یہ کہ
مشرق کی سرحد پر شاہنشاہ روم کا ایسا قوی کوئی دشمن دوسرا نہ تھا اور فرانس اور اٹالی کے
ملکہائے مین لڑکون کو اونکے نام سے ڈراتے تھے الغرض ۶۹۶ سنہ مسیحی مین شار لی مین شاہنشاہ
[illegible] ہو یادگار روزگار بہادری اور مدبری اور طاقت جسمانی اور قوت روحانی مین مستثنی تھا

اون بلادون کو اپنے ملک کی سرحد سے وسیع کرنے کا ہوا اور چونکہ نفاق حد سے زائد خوانین
اوار یعنے اونہین تاتار مین چندے آگے سے تھا ہی تھا شاہنشاہ فارس بخوبی مقصد ور
ہوا اور متواتر اونھین شکست دیتا حد فرنگ سے نکال باہر کردیا + اسیطرح سے اونتیس فرقے
تاتار کے ایک بعد دوسرے کے مشرقی اتراک کے زمرے سے جدا ہو ہو کر ترکستان
اور چین کے شمالی صوبون مین سو سوا اور دو دو تین تین سو برس کی ریاست کیئے اونہین
مین سے اقوام کیتان اور نیوچی تھے جنکا ذکر اسی جلد مین آچکا ہے چنانچہ فغفوران چین قوم مانچو
تاتار کے ہین اور وہی فرقہ جو آگے نیوچی کہلاتا تھا جب چنگیز خان اور اوغتائی خان نے اونکو
تباہ کیا اب مشہور مانچو کے لقب سے ہے جیسا کہ دفتر اول کے اٹھارون باب کی شروع
مین بیان ہوا ہے الغرض جس طرح مشرقی اتراک کی یہ قومین جو صدر مین مذکور ہوئین سرحد
ختا پر رہنے کے سبب سے اوس ملک اور اوسکی گردونواحی مین رولہ مچایا کرتے تھے
بحیرہ قوم اوار کے جو فرنگ کی طرف نکل گئے اوسیطرح سے مغربی اتراک کے بہت سے قبیلے
ایران اور ماوراء النہر اور ہند اور روس اور دوسرے ملکون مین بسبب قرب کے جا پہنچے
اور کہین ناموری کہین شہنشاہی کی + اٹھاون فرقے انہین اتراک کے اونکی ترکستانی
سلطنت کے بحال رہنے اور تباہ ہونے کے بعد بہت مشہور ہوے چنانچہ سبکتگین اور اوسکے بیٹے
محمود نے غزنین کی سلطنت کو قائم کیا اور ہند اور ایران اور ماوراء النہر مین جو جو کام اونہون
نے کیا اونکی اسی تاریخون مین ظاہر ہے اور قبیلۂ تاتار سلجوقی نے سیوا کرمان اور حلب اور
دمشق وغیرہ کے خود ایران مین اٹھاون برس جیسی بادشاہت کی کہ طغرل بیگ اور الپ
ارسلان اور ملک شاہ اور سلطان سنجر اوس خاندان کے پادشاہون نے ایران کی بزرگی
کو کیانیون اور نوشیروان کے وقت کے برابر کردی تواریخ عجم سے ظاہر ہی ہے سوا اسکے
اتابیگ سب عراق عجم اور آذربائیجان اور ایران اور لارستان کے بڑے مشہور شخص ہوے
جیسا کہ ابو الفدا اور ابو الفارج اور دوسری تاریخون مین بیین ہے اور سلاطین خوارزم

اور قبائل ترکمان کے اور خوانین ایلخانی اور چغتائی اور قپچاقی اور بنجارا اور کاشان اور حاجی ترخان کا
اور قلماق اور مغل اور آذربک اور تیمور بیگ وغیرہ سب مغربی اتراک سے تھے اور راقم انہین تین جو نامدر
اخیر مین اونکا ایک شمہ یہان لکھتا ہے تاکہ اومین جو لوگ انسکے نامی ہوے اونکا ذکر اس مجمع التواریخ
مین نچھوٹے + چنگیز خان کی سلطنت کس طرح سے بڑھی اور اوسکی اولاد نے کس طرح سے چین مین
بادشاہت کی اس نیچمدان خوشنویس مورخان نے اپنی دانست مین اسی جلد کے سولھوین باب مین
تصریح سے لکھا ہے اور باعث رشتہ علاقہ کو جو قوم مغل اور ملک ختا سے ایک وقت مین تھا اور
اوس قبیلے کے سردارون نے سوا چین کے اور ملکون مین کیا کیا معلوم کرنے کے لیے اس
مقام کو بادیہ نظر سے دیکھنا چاہئیے + باتو خان نے تمام فرنگ کو اپنے زیر نگین لانے کے ارادے
سے ملک روس کو کس طرح سے پامال کیا لکھا جا چکا ہے اور ہلاکو خان نے ملحدون کو
کیونکر فی النار و السقر کیا اور خلفای آل عباس کی بزرگی کو خاک مین ملا دیا تحریر مین آیا ہے غرض جب
منگو خان نے انتقال کیا قبلا خان نے اپنے بھائی ہلاکو خان اور اوسکی نسل کو تمام املاک مغربی
بخشدیا اور صرف اتنے ہی قول کر لیا کہ جب کوئی نیا خان اوسکے تخت پر بیٹھنا چاہے تو خاقان
تاتار یعنی اولاد قبلا خان سے اجازت لیوے + اس عرصے مین خلیفہ مستعصم باللہ مارا جا چکا
تھا جیسا کہ اسی جلد کی ایک سے اٹھارہ صفحہ مین مبین ہے اور ہلاکو بغداد کی فتح کے بعد جب متوجہ
شام کی طرف ہوا تو بدر الدین لولی شاہ موصل اور نصیر یوسف شاہ دمشق اور نصیر شاہ حلب وغیرہ نے
اکثر مارے خوف کے اور بعض نے بعد لڑائی کے فرمان برداری مین اپنا نام لکھایا اور ہیتن شاہ آرمن
ہلاکو کے دوست جانی اور دغز خاتون ہلاکو کی بی بی جو دونون عیسائی تھے تعصب مذہب کے باعث
سے خان کو مسلمانون کی تباہی کو جو خلیفہ کے مارے جانے سے شروع ہوئی تھی حد انتہا تک پونہچا
دینے کے لیے چونکہ ہمیشہ ورغلاتے تھے اوسنے قہار فوجین چارون طرف بھیجین اور نفاق جو مسلمانون
مین تھا زیادہ باعث اونکی سرخودی کے تمام ہونے کا ہوا غرض جب تک خود ہلاکو لشکر مین موجود
تھا ہر جگہ فتحیاب ہوا لیکن جب وہ مشرق کی طرف کارا باغ کے اردو مین خاقانی کے تاج کو

اپنے سر پر رکہنے کیا مسلمان سبب ملک مظفر سیف الدین شاہ مصر کی فوج سے مدد پاکر دفعۃً اوٹھہ کھڑے ہوئے اور آپس کا جھگڑا بھول کے مغلون پر چڑھاوے کیے اور اتفاق اور تعصب مذہب دو ایسے قوی اسباب جمع ہوگئے کہ اپنے دشمنون کو اونہون نے خوب ہی شکست دی یہانتک کہ فوج مغل تمام ملک شام کو چھوڑ چھاڑ ارمن کی طرف بھاگی غرض چندی بعد بلیۂ دیکہے ہلاکو کے ساتھہ آئی اور مسلمانون کی جو جرا بیان ہوئین اور سیکڑون شہر کو جس طرح سے وے سب خرابہ بنائے بیان کرنے سے صرف اوسی شخص کے بعید القیاس نہین ہوگا جس نے تاریخون کی سیر کی ہے لیکن عوام الناس باوجود کہنی نواتی اور بدیہی سریع الاعتقادی کے فسانہ عجائب سمجہے گی چنانچہ دیار بکر کے قلعے میافرقین کے دروازے کو جب ملک کمال نے جسے اشرف بھی کہتے تہے کہلوا دیا اور مغل سب حصار گرا اور اہل قلعے کو فاقون سے مار کر آخرش اوسمین داخل ہوئے تو بجز ملک کمال کے جسکو زیادہ اذیت سے مارنے کے لیے اوسوقت صرف گرفتار کر لیے باقی ایک متنفس کو زندہ نچھوڑے اور اشرف کو زنجیرون سے لادے کے دانا پانی بند کر دیے اور جب بھوک سے وہ بیتاب ہوتا تھا اوسکے گوشت کو چھری سے کاٹ کے اوسی کو کہلاتے تہے چنگیز خان تمام ایران کو فتح کر ہی چکا تھا اور جب مرا اپنے چوتھے بیٹے تولی خان کے حصے مین ایران اور خراسان اور کابل وغیرہ چھوڑ گیا لیکن جب وہ خود تھوڑے عرصے مین انتقال کر گیا تو اوسکا بیٹا منگو خان خاقان تاتار ہوا اور ایران وغیرہ دوسرے بیٹے ہلاکو کے حصے مین آیا الغرض جب سب طرف امن ہوا آذربائیجان کے شہر مراغا لطیف آب و ہوا و خوش وضع مین جو بجز تبریز پایۂ تخت ملک کے اور سب شہرون سے بہتر تھا ہلاکو خان نے اقامت کی اور چونکہ طبیعت ہمیشہ علم کیطرف راجع تھی اگرچہ خونخواری مین اکثر اوقات کچھہ مجبوری اور کچھہ عادت قومی کے باعث سے کُشتی تھی اس لیے جب اوس مقام دلکشا پر قسمت فضا پر مقیم ہوا علما اور فضلا اور شعرا اور فصحا اور حکما و بلغا ہزارہا کوس کی گرد و نواح کے بعض مطابق فرمان قضا توامان کے اور اکثر بخبر قدردانی اور غلغلہ عنایت و شفقت کی جبت سے حاضر ہوے اور خواجہ نصیر الدین طوسی جسکو ہلاکو خان نے ملحدان کوہستان کے بادشاہ کے دربار مقام روجبار سے چھوڑا یا تھا جہان جبراً تربیت و بعد

کی لیئی بخاری سی گرفتار کرکی پونچایا گیا سلطان مجمع العلما کا سرگروہ مقرر کیا گیا اور تاریخ حبیب السیر کی سیر سی معلوم ہوتا ہیگا
کہ صاحب اخلاق ناصری نے ایک بلند ٹیلے پر مرصد بنایا اور چونکہ جملے سے اور فضائل سے
خصوص ہیئت اور ہندسے مین وہ اکمل الحکما تھا اوس بزرگ سے نے وہ زیچہ طیار کیا جو زیچہ
ایلخانی کے لقب سے مشہور عرب او عجم مین ہوا اور رہبر ہیئت دانان مشرق تھا الغرض ایسے
بزرگون کی صحبت مین ہلاکو خان کی میعاد حیات پوری ہوی اور ساتوین ربیع الثانی ۶۶۳ ہجری
کو اوس نے جہان سے رحلت کی + پندرہ لڑکے ہلاکو کے تھے لیکن اباکا خان کو اپنا
جانشین مقرر کرکے ایران اور خراسان اور عراق عرب و عجم اور آذربایجان اور خوزستان
اور دیار بکر اور سرزمین روم اور آرمن اور گرجستان وغیرہ کا مالک مقرر کر گیا + اگرچہ ایسے بڑے
ملکون اور کرورہا رعیتون کا مالک اباکا خان تھا لیکن سب سے زیادہ فخر اوسکا یہی تھا اور بندے
کی دانست مین خاتمہ خوش نصیبی کا اوس پر اس وجہ سے ہوا کہ شیخ جلال الدین مولانا روم اور
شیخ سعدی شیرازی کی صحبت سے مستفید ہوتا تھا غرض سترہ برس تخت پر بیٹھا اور بعد اوسکے
۱۲۸۱ع مین اوسکا بھائی تینکودار قائم مقام ہوا چونکہ ماں اوسکی مذہب عیسائی رکھتی تھی اوس طریق پر
یہ بھی رہا لیکن جب تخت پر بیٹھا مسلمان ہو گیا اور احمد کہلایا اور موافق قاعدہ کلیہ کے کہ جو شخص تارک
ایک مذہب اور مقبل دوسرے کا ہوتا ہے اوسکے برابر دشمن دین متروکہ کا کوئی نہین ہوتا ہے احمد نے
گرجون کو توڑ ڈالا او پادریون کو مروا ڈالا اور عیسائیون کو نیست و نابود کرنے کا قصد کیا لیکن یہی
ظلم باعث اوسکی جان جانے کا ہوا اور ارغن خان ابن اباکا خان اوسنے مارکے موافق خواہش مغل
کی آرزو اور قبلہ خان کی مرضی کے تخت نشین ہوا غرض اوسنے احمد کا طور تعصب مذہب کا دوسری
وضع سے اختیار کیا یعنے اہل اسلام کو ستانے لگا یہانتک کہ بقول مورخ کے مسلمین خائف ہوے
کہ مسجد مکہ معظمہ کو کوئی روز گرجہ عیسائی نہ وہ بنا ڈالے غرض ساتوین برس بعد وہ مر گیا اور اوسکے جانشین
کی خاتو اور بایدو خان ایک بعد دوسرے کے ہوئے تب غازان خان پسر ارغن خان تخت پر بیٹھا
اور امیر نوروز اوسکے وزیر نے جو اوس زمانے مین مدبری اور سپہ گری اور علم و دانش مین یکتا

تھا ایسا افسون مارا کہ وہ مسلمان ہوگیا اور ساتھ ہی اوسکے بقول صاحب حبیب السیر کے قریب لاکھ تاتاریوں کے اوسی روز مسلمان ہوگئے اور یہی ابتدا اسلام کی مغلون مین نمود ہوئی بعد اسکے اوسی امیر کے کہنے سے اور کافر کی فرمان برداری کی شرم دلانے سے غازان خان نے خاقان تاتار کا نام سکے سے موقوف کرکے کلمۂ اسلام داخل کیا جو نہین اس طرح سے طوق اطاعت کو اوسنے گلے سے اوتارا خاقان نے فوج قہار جیحون کے پار بھیجی لیکن نوروز نے اونہین ایسی شکست دی کہ بھاگتے ہی بن آئی + سلطان محمد خدابندہ اپنے بھائی غازان خان کے مرنے سے جانشین ہوا اور شہر سلطانیہ کو اوس نے آباد کیا اور اپنا پایۂ تخت بنایا غرض اسکے مرنے اور اوسکے بیٹے ابوسعید بہادر خان کے بارھوین برس کی عمر مین قائم مقام ہونے سے آثار زوال حکومت کے خاندان ہلاکو خان مین جو آگے سے کچھ کچھ نمایان اگرچہ پنہان تھے سلطنت کے اندر بخوبی باہر اور کور عقل پر بھی ظاہر ہوئے چنانچہ امیر چوپان نایب سلطنت نے اپنے منیب کی بہن کو جب اپنے عقد مین لایا خاص و عام نے دیکھا کہ بساط سلطنت پر بادشاہ کو فرزین نے خانہ لاچاری مین بند کیا اور بعد اسکے جب اوس امیر کی بیٹی بغداد خاتون پر جو امیر حسین سے بیاہی ہوئی تھی ابوسعید ایسا عاشق ہوا کہ شوہر سے جبرًا طلاق دلوا کے اپنے نکاح مین لایا امیر چوپان کے خاندان کی سروری فلک پر پہنچی چنانچہ جب ۱۳۳۵ء مین ابوسعید نے انتقال کیا صرف لقب و تاج شاہ ایران کا خاندان ہلاکو سے کئی شخصون کو ملا وا لا اختیار کل امرائے ملک کے ہاتھ مین تھا اور خاندان ہلاکو کا ایک امیر حسن بزرگ بغداد اور گرد و نواح کے املاک پر قابض ہوکر خاندان ایلخانے آل چنگیزی کا بانی ہوا اور صوبۂ فارس امیر مبارز الدین کے اختیار مین آیا الغرض یہی حال رہا کہ اسی عرصے مین تیمور لنگ چنگیز ثانی کا دور ہوا اور اوسنے چنگیزیہ سلاطین اور خوانین کی حکومت کو خاک مین ملا دیا اگرچہ ہمیشہ ظاہرا اوس گھر کی بزرگی اور اپنی کمتری کو اپنی زبان پر لاتا تھا چنانچہ جب خان جغتائی پر جو آل جغتائی سے یعنے چنگیز کے دوسرے بیٹے سے تھا ۱۳۶۹ء مین ظفریاب ہوا اپنے کو صرف نائب سلطنت اوسکا قرار دیا حالانکہ کوئی شخص خانی کی جگہ مین بے اوسکی اجازت کے نہین بحال ہوتا تھا اور اسیطرح

سے جب قبلا خان ننگے گھرانے سے تخت خطا چھین گیا تو تیمور لنگ نے تین دفعہ ولایت چین
کی فتح کی آرزو کو جو ہمیشہ سے اوسے تھی قصد انتقام آل چنگیز قرار دیا اور یہ حکمت عملی اور اظہار
خاوندپرستی کی راہ سے اوسنے یہ فقرہ ہمیشہ زبان پر رکھا کیونکہ اوسکے آبا واجداد سے ایک شخص
چنگیز خان کا وزیر تھا الغرض اوس وقت سے جب تیمور لنگ نے تغلق تیمور خان والی کاشغر اور
بدخشان کو جو دشمن ہو گیا تھا حکمت عملی سے دوست بنا لیا یہان تک کہ اپنے کو والی ماوراء النہر
مقرر کروایا تا وقتیکہ سلطان ایلدرم بایزید پر فتح پا کر اور اوسے گرفتار کر کے مملکت چین پر یورش کے
تہیہ مین دست قضا نے اوسکے قدم عزم کو پکڑ لیا اس پچاس برس سے زیادہ کے عرصے مین
جو جو کام اوسنے کیے شرف الدین علی یزدی کی تاریخ اور خود تزوکات تیموری سے ظاہر ہے اور
اون کتابون کی سیر سے معلوم ہو ویگا کس جرأت اور حکمت سے قلعہ کاشی کو اوس نے چھین
لیا اور کاشغر اور خوارزم اور خراسان اور کابل و قندھار اور سیستان اور مازندران کو فتح کر کے جیحون
کے پار لشکر قہار لیکر گیا اور آل ہلاکو کی بچی بچائی حکومت کو پائمال کیا اور والیان گرجستان اور شروانات
اور قوم لاشغی کے خان کے گلے مین طوق فرمان برداری کا ڈال دیا اور صفہان کو دوبارہ فتح کرنے
کے وقت کس طرح سے قتل عام اوس نے کیا اور والیان یزد اور کرمان و لارستان سے باج لیا
اور عراق اور فارس مین یورش کر کے قلعہ سفید کو جسکا نام رستم کے کارنامون مین مندرج ہے فتح کر کے شیراز
کی طرف روانہ ہوا اور جس طور سے شاہ منصور ابن زین العابدین والی فارس کو بڑی گھمسان لڑائی
کے بعد شکست دیتا اوس شہر مین پونہچا اور تمام آل مظفر کو قتل کیا اور بعد اوسکے بغداد کو لیا اور قلعہ
تکریت مین کس محنتون سے داخل ہو کر نئی فوجون کو گرد و نواح کی فتح کو بھیج کس طرح سے قبچاق کے
درمیان سے یورش کرتا ملک روس مین جا پونہچا اور پایہ تخت ملک کو لوٹتا حاجی ترخان کو پائمال
کرتا گرجستان اور سرحد روس مین جو کچھ قابل لینے کے تھا یعنی حسینان دیار کو لیتا دیتا اور جس جس نے
اندک بھی مقابلہ کیا اپنی شمشیر قضا کی ہمشیر کی کیفیت دکھاتا ترکستان مین پھر آیا اور ہندوستان کے
سر کرنے کو مستعد ہوا اور کیا کیا خرابی ہندوؤن کی اوس یورش مین ہوئی اور لاکھ اسیر سے زیادہ کس

پھر چمی سے اوس پر چڑھ ... ہزار ... خوا ... ہ مارے دہلی اور میرٹھ اور دوسرے شہرون اور
قصبون کو فتح اور قتل عام اور حد امکان تک پامال کرتا سمرقند کو پھر گیا اور اہل بغداد کو غیبت مین
سرکشی کی سزا بے معمولی دیتا یعنے قتل عام کرتا اور الی گرجستان کو سہ بارہ زیر اطاعت لایا اور مصر و
شام اور ولایت روم جدید کے مالک ہونیکے سبب ایلدرم بایزید عثمانی کو کیسی شکست اوس نے دی
اور ان سب جنگون اور فتحون سے اوسکی طبیعت سیر نہو کر تخت ختا چھین لینے کے عزم ثالث کی عین
تیاری کے وقت شہر تاراب مین اوسکی موت ائی اور جہان کے سر کرنے کی خواہش اور امید
کو منقطع کیا ان سب امرون کی تصریح مین بڑی بڑی تاریخین لکھی گیئن ہین اور یہان اون اذکار کا کچھہ
درکار نہین ہے الغرض اقوام شمالی اور جنوبی اور مشرقی اور مغربی اتراک مین سے جو سب ایک ہی تخم
بنی آدم کے ہین یہی کئی شخص اگلے زمانے مین اورون سے زیادہ نامور ہوے اور بالفعل یعنی ۱۲۷۹ ہجری
مین یکی جان اذبک تاتار کا خان بڑا زبردست شخص ہوا اور چونکہ مغربی اتراک کا ایک قبیلہ بلکہ خود
چنگیز کا گھرانا یہ فرقہ تاتارون کا ہے اور مملکت مایران مین ہمیشہ اونکی یورشون سے خونریزی یا اونکے
خوف سے کئی چینی سکھون کو اکثر ہوئی ہے اس لیے راقم نے دو چار حملہ اون لوگون کے
حال مین لکھنا مناسب سمجھا اگرچہ چین سے اونہین کچھہ علاقہ نہین تھا جسوقت کہ باتو خان
چنگیز کے پوتے نے اور اوسکے سردار بایدار خان نے قدیم دار السلطنت ملک روس کو لوٹ
و تاراج کیا جیسا کہ اسی جلد کے ایک سو دس صفحہ مین مذکور ہوا ہے تو اوس اطراف کی سرزمین کو
باتو خان نے اپنے ایک اقربا شیبانی خان کو عطا کیا چنانچہ رود جایک کے کنارے پر اوس نے بود و باش
اختیار کیا اور رفتہ رفتہ اوسکے گھر کا ایسا عروج ہوا کہ روسیون سے بہت سا ملک اوسکی آل نے
چھین لیا لیکن زوال بھی بتدریج اوس خاندان پر آیا یہانتک کہ روسیون نے اپنے ہاتھہ سے
نکلے ہوئے املاک کو باز لینے کے سوا اونھین خوب تنگ رکھا اور تیمور لنگ نے اوس دیار
مین جا کر ذری سی بزرگی جو باقی تھی خاک مین ملا دی غرض قسمت کا چرخ موافق دستور کے
گردش مین جو آیا تو ادبار کا آرہ نیچے کی طرف جھکا اور بزرگی کا آرہ اوپر چڑھا تو سلطان صاحبقرت بیگ

اوس گھر مین پیدا ہوا اور اوسکی مدبری اور بہادری نے آپس کے فرقون کا تہلکہ مٹایا اور بدستور قدیم
سب اقوام نے جو ہنین فرمان برداری مین نام لکھایا صاحب بیگ غیر ملکون کی یورش کی طرف
متوجہ ہوا اور اگرچہ ماوراءالنہر کی زمام ریاست ایک شخص بڑے مدبر کے ہاتھ مین تھی لیکن لشکر
تھا ریکبارگی دفعتہً ایسا آن پڑا کہ اوس ملک کو سلطان حسین مرزا سے چھین لیا اور بعد اوسکے خراسان
مین تاخت کرتا ہوا آل تیمور کی بچی بچائی حکومت کو اوس دیار مین اوسے نیست کیا اور خوارزم
کو بھی زیر فرمان لایا یہ حال دیکھکر شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ ایران نے مقابلہ اوس سے کیا اور
ایسی شکست اوسے خراسان مین دی کہ خان اذبک صاحب بیگ کی جان گئی الغرض اوسکی
آل نے بخارای بزرگ مین اپنی سلطنت کی بنا ڈالی اور جب کبھی ایران مین کچھ ہل چل مچتی تھی
فوراً یہ قوم یورش کر بیٹھتی تھی اور چونکہ خاندان صفوی اور سات قومین قزل باش کی جنھون نے
اوس گھر کو تخت پر شیخ صدرالدین صفوی کے احسان کی یاد سے بٹھایا اور بچا رکھا تھا سب مذہب
شیعہ رکھتے تھے اور اوزبک تاتار سب اہل تسنن سنی تھے تو تعصب مذہب نے آپس کی دشمنی کو ایسا
کیا تھا کہ دونون مین سے کوئی موقع پانے سے چوٹ دوسرے پر کرنے مین نہین چوکتا تھا چنانچہ
جب شاہ طہماسپ کے وقت مین سلطنت ایران مین رخنہ سرداران قزل باش کے آپس کی
نزاع سے پڑا خان اوزبک نے خراسان مین تاخت کر کے ہرات کو اٹھارہ مہینے تک محاصرہ
کیا کہ اوس قلعے کے لوگون نے مجبوری سے کتے بلی کا گوشت کھایا اور اگر شاہ طہماسپ مدد
کو نہ پہنچتا تو خان اوزبک اس مقام کا دوبارہ وہی حال کرتا جو مغلون نے چنگیز کے وقت مین
کیا تھا جیسا کہ اسی جلد کے ۲۰۱ صفحہ مین لکھا گیا ہے لیکن شاہ عباس کے وقت مین اونہون نے
پھر زور لا کیا اور نو مہینے کے محاصرے کے بعد ہرات مین داخل ہو کر علی قلی خان حاکم قلعہ اور چند امرا کو
مار ڈالا اور اوسکے بعد تمام خراسان کو اون موذیون نے لوٹ و تاراج کر کے اپنی حد کی طرف
قدم پھیرا الغرض دونون بادشاہون نے آخر کو ایسا بندوبست کیا کہ اون لوٹیرون کا زور و شور بہت کم ہو گیا
بلکہ آپس مین صلح ہوئی چنانچہ زبدۃ التاریخ اور نادر نیر صاحب کی فارسی تاریخ سے معلوم

ہوتا ہے کہ امام قلیخان اوزبک کو جب آپس کی نزاع سے شاہ عباس ثانی کے پاس ایران مین پناہ لینے کی نوبت آئی تو پندرہ ہزار سوار ایرانی کاشان سے اصفہان تک لے آئے اور خود شاہ عباس مع جمیع امرا اور خیر خواہان سلطنت سات میل جاکر استقبال کر کے لے آیا اور جب تک خان اوزبک ایران مین رہا مہمان داری اور قدردانی اوسکی کیفیت اوس وقت کی فارسی تاریخون مین ظاہر ہے اور اسیطرح سے جب نذر محمد خان والی ترکستان اوزبک کو شاہ جہان شاہنشاہ دہلی نے بلخ سے بھگایا تو ایران مین مدد کے لیے پونہچا اور مہمانداری بخوبی کرنیکے علاوہ شاہ عباس نے لشکر قاہرہ دیا کہ اپنی مملکت کو حاصل کر لے اور قریب تھا کہ شاہان ہندوستان اور ایران مین بگڑے الغرض نادر شاہ کے وقت تک اوزبک تاتاریونکا نام بہت بڑا تھا لیکن اوس بہادر بے مثل نے اونکی ساری بزرگی خاک مین ملا دی حالانکہ اپنے لوٹیرے پن کے سبب موقع پانے سے وے نہین چوکتے تھے غرض جب رحیم بیگ کے مرنے سے چنگیز کی آل ذکور سے کوئی باقی نرہا کہ جمیع اقوام اوزبک کا خان ہووے تو دستور اونمین یہ ایجاد ہوا کہ خواجہ زادونکو خانی ملا کرے اور یہ لوگ بیٹے اون سادات کے تھے جنکو چنگیز کے گھر کی صاحب زادیان ملی تھین اور اسی طور سے قصد کیا گیا کہ چنگیز کی نسل کا کچھہ علاقہ رہے اور یہ عین حکمت تھی ورنہ تمام خوانین آپس کے علانیہ لڑ پڑتے اور حالانکہ ظاہرا سبھون مین اتفاق تھا لیکن دلی نفاق کا معمولی نتیجہ نمایان تھا او ضعف سلطنت اوزبکیہ مین ظاہر ہوا اور عین ایسے وقت پر اگر امیر معصوم عرف بیگی جان نہ پیدا ہوتا تو آغا محمد خان قاچار موسس اوس خاندان عالی کا جسکے سر پر مملکت ایران کا تاج ہنوز ہے اون تاتارونکو بیشک زیر فرمان لاتا لیکن بیگی جان نے اقوام اوزبک مین ایسا اتفاق کروایا کہ خود ایران مین اون لوگون کا خوف سابق کی طرح پیدا ہوا +

جب خواجہ زادہ عبد الغازی اقوام اوزبک کا خان ہوا پایہ تخت کے امرا سے ایک شخص امیر دانیال نے خواجہ کو ایسا محیط کر لیا گویا خود بادشاہ ہوا اور جمیع اقوام اوزبک پر جو بخارا کے گرد بسے تھے اپنا حکم جاری کرتا تھا اس نیابت کے عہدے مین اس امیر نے بڑی دولت حاصل کی غرض جب اوسنے انتقال کیا اپنے بیٹے بیگی جان کو اپنا جانشین مقرر کر گیا لیکن اسنے دو سبب سے

انکار کیا ایک یہ کہ اپنے تئین صوفیونمین داخل کرچکا تھا اور دوسرے یہ کہ اوسکے باپ نے لوگون پر بڑا
ظلم کیا تھا اور بیگی جان کو خوف ہوا کہ گھر مین ہلچل دیکھکر مظلوم سب انتقام پر مستعد ہونگے الغرض
اس عقل کے سبب سے جو عین وقت پر صرف شخص ذہین کو صورت بہتر انجام کار کی برق کی زود ایسے
سوجھا دیتی ہے بیگی جان کو وہی طریق سوجھ گیا جو مناسب حال تھا چنانچہ فوراً مسجد مین جا بیٹھا اور اپنے
ترکہ دولت پدری کے باب مین کہہ دیا کہ اوسنے لے جاؤ اور اون مظلومونکو واپس کردو جنسے میرے
باپ نے جبراً لیا ہے بعد اسکے اپنے گلے سے ننگی تلوار لٹکائے بخارے کی گلی گلی مین پھرنے اور
یہ پکارنے لگا کہ لوگو جنکو میرے باپ نے ستایا ہے بے تامل آؤ اور یا مجھے انتقام کی راہ سے
مار ڈالو یا اوسکی معصیتون کو معاف کر کے جناب باری کے غضب سے اوسکو نجات بخشو
اسکے قبل خواص شہر اور علما اور فضلا مین بیگی جان کا بڑا رتبہ علم اور عبادت کے سبب سے تھا اور فقہ
مین کئی رسالے اسکے تصنیف کیے ہوے مشہور تھے اور اب یہی باقی تھا کہ عوام الناس پر اسکی بزرگی
ظاہر ہوئے تا کہ خاص و عام دام اطاعت مین آجاوین چنانچہ ان دو حرکتون سے چھوٹے بڑے گرد
آئے اور سبھون نے اسکے باپ کی برائیون کو دل سے بھلایا اور معاف کیا بجز ایک شخص کے
جو کہنے لگا کہ تیرے باپ نے میرا لاکھون روپیہ لوٹا اور امیر سے فقیر کر دیا مین بے اپنا پھیر پائے
ہرگز اس ظلم کو نہین معاف کرونگا یہ سنتے ہی تمام لوگون نے کچھ کچھ دیا اور جب مبلغ کثیر اسکے ہاتھ لگا تو میر
دانیال کے قصور کو اسنے معاف کیا جب چارون طرف کی گشت تمام ہوئی اور ساری خلق اللہ اسکو
ولی جاننے لگی بیگی جان ایک مسجد مین جا بیٹھا اور دروازہ بند کر دیا اور کئی مہینے تک مراقبے مین مشغول
رہا بعد اسکے حکم دیا کہ بخارے مین ایک قمار یا شراب خانہ باقی نرہے بات کے کہتے ہی خاص و
عام نے اون شیطانی مکانون کو خرابہ بنا دیا۔ اس عرصے مین خواجہ عبد الغازی کی حکومت مین
جو صرف میر دانیال کی مدبری سے آگے سرسبز تھی ایسی بے سروسامانی آئی کہ خواجہ اور جمیع ارکان
دولت نے دیکھا کہ بجز بیگی جان کے دوسرے سے بار نیابت اوٹھنے والا نہین ہے آخر بنشت
مسجد کے دروازے پر سب آن کے جمع ہوے اور بالتجار تمام اوسکے باپ کی قبر پر

بیگی جان کو لیجاکر قسم کھلائی کہ امور سلطنت مین صلاح اور مشورہ دیونگا تب ظاہرا بڑی مجبوری سے
اوسنے نیابت کا عہدہ قبول کیا اور عبدالغازی خان کی مسند کے پیچھے ایک مرگ چھالا بچھا اور دوسرا
اوڑھکر بیٹھا اور ہنوز اپنی جگہہ پر آسن گرم نہین ہوا تھا کہ خبر ایک سردار نیاز علی کے بلوے کی ملی طیش مین
بیگی جان اوٹھہ کھڑا ہوا اور گھوڑے کی پیٹھہ پر بیٹھہ چند سوار چیدہ بمثل آندھی کے سرکش پر جا پہنچا
اور دشمن کی سپاہ اوس صاحب کرامات کو مخالف دیکھکر ایسی بھاگی اور اوزبک کی فوج ایک ولی کو اپنا
سردار جانکر ایسی لڑی کہ نیاز علی کی پوری خرابی ہوئی غرض اوس فتح نے بیگی جان کی سپاہگری
کو اوس مرتبہ پر پہنچایا جو اوسکی بزرگی اور مدبری کو حاصل ہو چکا تھا اور اوس روز سے تا زندگی درحقیقت
وبصورت جمیع اقوام اوزبک کا وہ مالک کل رہا اور خواجہ زادہ محض شیر قالین بمقابلہ اوس شیر نیستان کے
رہا لیکن بنا طریق درویشانہ اوس پتلہ عقل نے برابر رکھا اور ایک باورچی اور ایک خدمتگار اور اپنے
استادوں کے خرچ کے لئے فی نفر چار آنے سے کچھہ کم روزانہ تحویل سرکار سے لیتا تھا اور بی بی کو
بارہ آنے روز اس نصیحت کے ساتھہ دیتا تھا کہ تو محض فضول خرچ ہے اگرچہ خانون کو کچھہ حاجت
اون پیسون کی نہین تھی کیونکہ دولت انبوہ اپنے نہیر سے لائی تھی لیکن شوہر کو راضی رکھنے کے لیئے
چونس ٹکے مسکراکر لیتی تھی اور حضرت کے کھانے کا یہ حال تھا کہ اوسی پھٹے پرانے قابل جاروب
کشی کے رہنے کے خیمہ مین جہان وہ مہتر بزرگ خود بوریہ پر بیٹھا دربار کرتا رہتا تھا باورچی آکر تین اینٹ
کے چولھے پر کالی سی ہانڈی مین کچھہ خشک گوشت اور دو چار موٹھی چاول یا گیہون یا دال کی جو اوسکے
جی مین آتا تھا تھوڑے سے پانی مین ڈال کر دو چار خشک ڈالیان نیچے جلاکر پان سات گھنٹہ ادھو دھا سیلی حرکت سے
دسترخوان پر رکھکر اوسی کھانے کو جو کتونکے اتب کی شکل اور بو باس کا ہوتا تھا لحظہ بھر بعد اون مین اوچھل
دیتا تھا اور میان اور استاد اور خدمتگار اور باورچی اور دو ایک بڑے معزز ارکین لت الوش جو کھانیکے
تمنا مہینون سے کرکے باری باری سے آنے پاتے تھے بیٹھہ جاتے تھے اور کھاتے اور مٹی
کے آبخورے سے پانی پی کے اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے + اگر اسطرح کی اوقات کو بیگی جان
یقینا سمجھتا کہ ہر شخص کو یا صرف بادشاہ و سردار قوم کے لیے زیبا ہے تو بے شک اپنے بیٹون

کو اوسی حال پر رکہتا لیکن ہنین اون لوگون کے لیئے غذا و پوشاک اور کر و فر شاہانہ حد سے زیادہ تھا اور امرا دولت اور خیر خواہان سلطنت ہر طرح کے تزک سے دربار مین حاضر ہوتے تھے اور اس سجادہ نشین کے گرد مودب بیٹھے تھے الغرض ہنین باتون سے ظاہر ہے کہ وہ فقیر صادق نہ تھا اور شل اوس وضع کے اکثر شخصون کے یہ نرالی طرز اوسکی محض بناوٹ تھی مگر اپنے مطلب تک پونہچا اور اقوام اذبک مین اپنی حکمت کی جہت سے ایسا اتفاق پیدا کیا کہ اکثر ملک درمیان جیحون اور سیحون دریاؤن کے اوسکے زیر فرمان آئے + خراسان مین وہ ایک دفعہ ہر سال وہ یورش کرتا تھا اور ایران مین باوجود خاندان قجر کے دبدبے کے ہمیشہ اندیشہ اوسکی تاخت کا لوگون کو رہتا تھا اور آغا محمد خان قجر سے شخص کی شان مین ایک دفعہ اوسنے سرداران خراسان کو لکہا کہ ہمنے سنا ہے کہ اختا خان تمہارے ملک مین آیا ہے اگر اوسے پکڑ کے میرے پاس بہیجدے سکو تو بہتر ورنہ کہو تو مین آنکر اوس خواجہ سرا بدہیئت بتر صورت و بتر خاصیت کی بگڑی ہوئی کل کو درست کرون ۞ باوجود اس لعن طعن کی سماعت کے شہنشاہ ایران نے قصد انتقام اس سخت دشمن سے تنہا لینے مین مستعد ہو اور شاہ زمان شاہ کابل کی شرکت مین بخارے پر تاخت کرنیکے لیے سفیر بہیجا چنانچہ شاہ افغان نے قبول کیا اور اگر مقابلہ اوس سجادہ نشین اور دونون شاہون مین ہوتا تو فتح کسکی ہوتی کہنا دشوار ہے لیکن اوسی حین مین ملکہ کاتھرین ثانی بادشاہ روس نے ایران پر تاخت کیا اور آغا محمد خان اوس غنیم زبردست کے جواب دینے مین مصروف ہوا تو بیگی جان سے معرکہ ہونے پایا القصہ قوم اذبک کو یہ بزرگی جو بیگی جان کی بدولت حاصل ہوئی ہنوز موجود ہے اوز اون کے سفرا دربار چین اور ایران مین صاحب قدر اور منزلت سمجھے جاتے ہین اور نصف ترکستان آزاد کی اکثر اقوام مسلم تاتار کے اوپر جو سمرقند بدخشان اور فرغانا مین ہین انکی حکومت ہے اور میر بخارا کی فوج معینہ بیس ہزار سوار اور چار ہزار پیادہ اور اکتالیس ضرب توپخانہ ہمیشہ مہیا ہے مگر کام پڑنے سے پچاس ہزار سوار موجود کیئے جا سکتے ہین الغرض آمدیم بر سر مطلب چنانچہ چغتائی ترکستان آزاد اوسقدر ترکستان جو فغفور کے تابع ہے اوسکی دو تقسیمین شرقی اور مغربی ہین اور مشرقی وہ جو قریب تر سرحد مملکت کے ہے اور اوسکے

تین صوبے ہین پہلے کا نام چینیان ہے اور موکڈن کا شہر اوسکا پای تخت ہے لیکن خطائی شہرون
کی آراستگی اور تکلف کہان میسر باوصفیکہ کئی عمارتین عالیشان اور سلاح خانہ وغیرہ قابل دو کہنے کے نہین ہے
اس صوبے مین کوہستان بہت ہے اور چند پہاڑون مین معدنیات کے اقسام ملتے ہین وہین کوہ کی
زمین قابل زراعت کے ہے اور اگرچہ چانول کمتر ہوتا ہے لیکن اور اجناس افراط سے پیدا ہوتی ہین
دوسرے صوبے مین تین یا چار شہر چھوٹے اور کثیف ہین لیکن یہان کی جنگلون اور پہاڑتلیون مین وہی جڑی
ہوتی ہے جو جن سنگ کہلاتی ہے جسکا حال اسی تاریخ مین مندرج ہے اور خواص اکسیر اعظم کا
رکھتی ہے اور فغفور کو جو کچھہ کہ آمدنی اور فائدہ ترکستان سے ہے فقط اسی جڑی کی فروخت سے ہے
اور اوسی دیار مین ایک قوم تاتار کی ہے جو بہایم سے بدتر ہے اور بجز مچھلی کے کچھہ نہین کھاتے
اور کسی قسم کے اناج کو نہین بوتے اور فقط تمباکو کے کہیت لگاتے ہین اور نہ علم نہ ہنر نہ مذہب نہ عقل
رکھتے ہین اور مچھلی کا گوشت کھاتے اور اوسکا تیل جلاتے اور اوسکے چھلکے و چمڑے کی پوشاک بناتے ہین
غرض ایسی غذا کرنے کی لیے اونہین دو کہنا سزا ہے کیونکہ اوس سرزمین مین عجب ایکبات سیاحون کے
تجربے مین آئی ہے کہ سوا مچھلی کے کوئی جانور چرند و پرند کے اقسام سے قابل کہانے کے نہین
ہوتا ہے اور سب کا گوشت ایسا کڑوا اور متعفن ہوتا ہے کہ حلق سے نہین اوترتا ہے چنانچہ کسی
صاحب نے ایک مرغ کو بہت تکلف سے پکایا اور انواع ترکیبون سے تعفن اور کڑواہٹ کو
دور کیا اور کھایا لیکن بقول معدہ پھر بھی نہوا اور دوسرے ہضم مین قے ہوگیا ✤ ختائی ترکستان کے
تیسرے صوبے مین تین قوم تاتار ونکی رہتی ہین ایک کو ٹاگورس کہتے ہین جو اوس دیار کے اصلی
رہنے والے معلوم ہوتے ہین اور قد آور اور وجیہ اور محنت کش ہین اور باوصفیکہ اونکے چارون طرف
وحشی تاتار بہایم کی ہم شمار بادیہ پیمائی کرتے پھرتے ہین لیکن اونکے قربت سے اثر بد ان لوگون
کے عادات مین پیدا نہوا چنانچہ یہ سب مکانون مین رہتے اور کشتکاری کرتے ہین ✤ دوسری
قوم کا حال بجز اسکے کچھہ لکھنا نہ چاہیے کہ انکی عورتین مردونکی طرح گھوڑون پر چڑہتی اور تن تنہا
درندہ جانورون کا شکار برچھی اور تیر و کمان سے بے تکلف کرتے ہین ✤ تیسری قوم پانچو کی

کہلاتی ہے اور دوسرے اقوام تاتار پر سبقت لیجانے کے سوا یہ لوگ مالک ملک وتخت
ختا کے ہین اور جب سے خدا نے اونکو اسطرح سے بڑھایا تو اپنی کم اصلی کو چھپانے کے لیئے
اون لوگون نے وہ فقرہ اپنی جد و آبا کے باب مین طیار کیا جو اس جلد کے پہلے دفتر مین بیان کیا گیا اور
ختا مین جا کر بت پرستی کی خطا اونھون نے کی ہے لیکن قبل اوسکے یہ لوگ موحد اور خدا پرست تھے
اور ایک قادر حاضر و ناظر مطلق کی پرستش میدان مین جمع ہو کر کرتے تھے الغرض تینالیس شہر اور قصبے
ختائی ترکستان کی شرقی تقسیم کے تینون صوبون مین ہین اور ختائیون سے زیادہ تر قربت ہونے اور
راہ و رسم رکھنے کی جہت سے مکان بنا کے رہتے ہین اور بادیہ پیمائی کی عادت رفتہ رفتہ بھولتے جاتے
ہین حالانکہ مغربی تقسیم والے تاتاریون مین وہی حال دشت گردی کا ہے جو ہمیشہ سے طریق اقوام ترکستان
کا مشہور ہے ختائی ترکستان کی مغربی تقسیم کا حال یہ ہے کہ یہان کے تاتار سب کے سب مغل کہلاتے
ہین اور اگرچہ انکو آل چنگیز سے نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ اوسکے گھر مین خدا نے جو ریاست دی تو ایک نہ ایک مقام
پر اونکی حکومت ہمیشہ رہی ہے لیکن یہ لوگ بیشک اونہین اقوام سے ہین جنھون نے چنگیز اور اوسکے بیٹون
اور پوتون کی یارکابی مین نصف جہان سے زیادہ کو تہ و بالا کر ڈالا تھا اور انہین مغلون کے آبا و اجداد
جب قبلا خان کی اولاد سے تخت ختا چھن گیا تو ادھر اودھر پریشان ہو کر سرحد چین کے قریب جا بسے
مانچو تاتارون کے تابعدار ہو کر رہے جب باقی فرقے اونہین اقوام کے آگے بڑھ گئے اور سمرقند ماوراءالنہر
مین جا رہے ہے ان دنون چار قبیلے اس قوم کے علحدہ علحدہ ہین لیکن اکثر عادات اور رسومات مین
مشابہت ہے چنانچہ سب کے سب میدانون مین تنبو و قنات کے نیچے ٹہرے رہتے ہین اور گرمیون
مین دریا کے کنارے پر اسلیئے مقیم ہوتے ہین کہ بیابان کی ہوا پانی سے مس کرتی ہوئی خنک آتی ہے
اور چرائی بھی اس موسم مین گھوڑے اور ڈھورون سب کے لیے سوا ساحل آب کے میسر نہین ہوتی ہے کیونکہ
بیابان کفدست مثل بڈھے کی ہتیلی کے خشک ہوتا ہے اور جاڑون مین دامان کوہ اور پہاڑیون مین
یہ لوگ ڈیرے ڈالتے ہین تاکہ باد شمال جو مثل تیر کے سرما مین چلتی ہے اوس سے بچاؤ ہووے
اور جانورون کو صدمہ نہ پہنچے بدیہ قبائل مغلون کے مثل اونکے آبا و اجداد کے جنھون نے

اگلے وقتون مین وہ دہوم دہام مچائی تھی ازبسکہ صاف باطن اور راست معاملہ اور دوستی کے پکے ہوتے ہین اور سخاوت اور مسافر پروری اونکی مثل کہاوت کے مشہور ہے روپئے پیسے کا اون مین رواج نہین اور خرید و فروخت اشیا کے عوض و معاوضے سے عمل مین آتی ہے اور نہ کہیتی کرتے نہ باغ لگاتے ہین بلکہ سوا گہوڑے پر چڑہنے اور تیر لگانے اور شکار کرنے اور دنبہ چرانے کے اور اونکا کچہہ کام نہین ہے اور جب بعض سیاحون نے اون سے کشتکاری نکرنے کا سبب پوچہا تو اونہون نے یہ جواب دیا کہ اناج اور ترکاری وغیرہ بہائم کی خوراک ہے اور آدمی کی غذا کے لیے گوشت چاہیے ورنہ خدائے تعالی نے بہائم کو کیون پیدا کیا اس لحاظ سے ہر طرح کا گوشت اونکو حلال ہے لیکن گہوڑے کے گوشت کو زیادہ پسند کرتے ہین اور اوسکے ٹکڑون کو سوکہلا کے رکہتے ہین اور جب کوئی مہم درپیش آتی ہے ہر شخص مہینے بہر کہانے کے لیے سوکہا گوشت رکہہ لیتا ہے اور جہان مقام ہوتا ہے پانی دیکے گوشت کو اوبالکے کہاتا اور یخنی کو پی لیتا ہے اس غذا مین تعفن بیشک ہے لیکن قوت بخش اور مولد خون ہے مگر جاڑون مین مغلون کی غذا مکہن اور پنیر اور دودہ کی اکثر ہوتی ہے کیونکہ اس ایام مین برف کے باعث سے چرائی کم ملتی ہے اور جانورون پر طیاری نہین آتی ہے سواے اسکے دودہ کو شراب کے کسی ترکیب سے ایک عرق منشی یہ لوگ کہینچتے ہین اور دنبے کی یخنی اوسی مین ملا کے ماء اللحم بناتے اور استعمال مین لاتے ہین اور اوسکی تعریف پینے والون نے یہ کی ہے کہ ہاضم اور مقوی اور منشی یہ بوزہ ایسا ہوتا ہے کہ ہزار روپیہ کا معجون اوسکے مقابلے مین ہیچ ہے غلاظت مغلون مین بشدت ہے اور چہوٹے بڑے آدمی بے تکلف گہوڑے کی لید پر نمدا بچہا کے پڑے رہتے ہین بلکہ اپنے جانورون کی اونہین یہ محبت ہے کہ جس خیمے مین آپ رہتے ہین اوس مین اونہین بہی رکہتے ہین سواے اسکے دنبے کے روئین بہری پوشاک یہ لوگ پہنتے ہین اور اگرچہ چمڑے کو خوب صاف کر لیتے ہین لیکن پہر بہی ایسی بدبو اوس سے ہمیشہ نکلتی ہے کہ سوا اونکے دوسرے کو نہین برداشت ہو سکتی ہے حاصل کلام پاکیزگی کا وجود اونکے درمیان مین پایا نہین جاتا ہے اگرچہ کثرالازدواجی کی امتناع مغلون مین نہین ہے لیکن سواے ایک جورو کے دوسری نہین کرتے

ہین اور میت جب اونمین ہوتی ہے تو لاش کو جلا کر خاکستر کو کسی ٹیلے پر دفناتے ہین اور وہان کی
زمین کو کچھہ بلند کرکے ایک نشان اوس تودے پر گاڑ دیتے ہین + لامہ گرو کا مذہب اون لوگون
کا ہے اور بودہ کے پوجاریون کو وہ سب اوتنا ہی مانتے ہین جتنا ہنود جاہل برہمنون کو دیوتا
کہتے ہین + چارون قبیلے کا ایک ایک خان یعنی سردار علیحدہ ہے اور جب سے مانچو تاتار
ختا کے مالک ہوے ہین فغفورون نے سب خوانین مغل وغیرہ کو محکوم کرکے منصب اور جاگیر دیکے
اور انواع طرح سے تالیف قلوب کرکے اپنا کر لیا ہے لیکن اون خانون کا اختیار اپنی اپنی قوم پر
بہت ہے مگر قوانین صرف فغفور ہی کے مروج ہین اور قتل قصاص اور جتنی سزائین مالی و بدنی جو
سخت و شدید ہین سب فغفور کی اجازت کے بہنین دی جاتی ہین + اگرچہ ترکستان ختائی کی مغربی
تقسیم مین جتنی قومین ہین سب بلقب مغل مشہور ہین لیکن ایک خاص قوم مغل کی ہے جس مین چنگیز خان کی
پیدایش ہوئی تھی اور اوس مین ننانوے قبیلے جداگانہ ہین چنانچہ ہر قبیلے کا ایک جدا نشان ہے
اور ہر ایک مین صدہا طائفہ ہین جنکی پھر گروہین ہین اور تقسیم در تقسیم آپس کی رشتہ داری جہت سی ہوئی
ہے پس اگر سبکا شمار کیا جاوے تو لکھو کہا کا حساب ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اگر چنگیز یا تیمور یا نادر
کا سا شخص پھر پیدا ہووے تو مملکت چین کو یہ لوگ پھر اپنے قبضہ مین لاوین + انہین لوگون کے ملک
مین فغفورون نے جیہول کے شہر مین اپنے رہنے کے لیے بہت عمدہ مکانات اور ستھرے
باغات بنوائے ہین کہ اونکے دیکھنے سے غم بہل جاتا ہے اور جن صاحبون نے اس تاریخ کی پہلی
جلد کے ۷۰ صفحے کو شرف ملاحظہ بخشا ہے جہان پر ختا کے باغات اور فن باغبانی کا حال ہم نے
لکھا ہے وہی تصور کر سکینگے کہ اس جگہہ کی کیا کیفیت ہوویگی جسکو فغفورون نے اپنی تفریح طبع کے
لیے آراستہ کیا ہے + دیوار ختا کے قریب یہ عیش گاہ واقع ہے اور شروع گرما سے آمد سرما
تک فغفور بسبب دہوپ کی طپش اور گرمی کی شدت کے دار الامارۃ پچین مین نہین رہتے اور جیہول
مین بود و باش کرتے ہین اور اسی شہر کی نواحی مین اور دوسری جگہون مین دیوار ختا کے قریب
فغفور کے گنج کی میراثی زمینداری آبا و اجداد کے وقت کی ہے اور گھوڑے اور دنبے اور گاے

وہیل اسقدر افراط سے ہین کہ مغلون کی آنکھون مین فقط اونہی کے اعتبار سے فغفور کے برابر کوئی شخص صاحب ما یہ نہین ہے اور چونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان اوسی شئے کی قدر کرتا ہے جسکی حاجت اپنے کو زیادہ ہوتی ہے اس باعث سے مغلون کے نزدیک خطا کے خزانہ بے انتہا اور رعیت اور فوج اور ملک کا والی ہونا کچھہ چیز نہین مگر دو تین لاکھہ ونہ اور اسیقدر گلے وہیل و لاکھہ سوا لاکھہ گھوڑونکا مالک ہونا نہایت فخر اور قدر کی بات ہے + کرمستون کو فغفور نے ان جانورون کی خرید و فروخت کا اجارہ دیا ہے اور کہنے والے کہتے ہین واللہ اعلم بالصواب کہ جو آمدنی اسطور سے ہوتی ہے اوسی قدر فغفور اپنے خرچ ذات مین لاتا ہے اور محاصل ملک خطا سے ایک حبہ اپنی خورد و نوش وعیش و عشرت مین نہین صرف کرتا ہے چنانچہ سنتے ہین کہ بعد اخراجات دائمی اور اتفاقی کے پس انداز مملکت کے محاصل کا سرکاری خزانے مین جمع ہوتا ہے اور فغفور اپنے کو مثل خزانچی کے سمجھتا ہے + الغرض سوا خاص قوم مغل کے تین چار قومین اور اس طبقے مین بود و باش کرتی ہین تا جنکے حالات کو تصریحاً لکھنا راقم نے فضول سمجھا بلکہ اسقدر جو لکھا گیا غالب ہے کہ واسطے علم ناظرین تاریخ چین کے نسبت حال ترکستان کے کافی ہوا اور کس خون جگر سے راقم نے ان اخبار کو جمع کیا ہے اسکی داد سوا علما کے جو اس دقت سے واقف ہین کون دے سکتا ہے فقط +

تیسرا باب

احوال اون قومون کا جو تاتاریون اور خطائیون سے فرق ہین لیکن خطا مین بود و باش کرتے ہین بیان قوم سیفان کا

کشور خطا کے پچھم کونے پر شنسی اور سیچوین کے صوبون کے قریب اور ھوانگ ھو اور یانگ دی کیانگ دریاؤن کے درمیان مین یہ قوم سیفان کی سکونت کرتی ہے اور ایام قدیم مین یہ لوگ ایسے زبردست تھے کہ خطائیون کو تنگ کیا کرتے تھے لیکن آپس کے نفاق نے اب یہ حال ان لوگون کا بنایا ہے کہ اوسی مملکت کے یہ ادنی اور حقیر رعیت ہین غرض پھر بھی چال انکی نہین بدلی اور گاہ گاہ فغفور کے ناظمون سے یہ لوگ بے اعتنائیان کرتے ہین + ان ہین دو قومین ہین ایک کی قناتون کا سیاہ رنگ ہوتا ہے اور ایک کا زرد اور سیفان سیاہ محض بہائم ہین لیکن زرد تنبو والے کچھہ آدمیت رکھتے ہین

اور بعض اون مین سے مکانات بنا کر رہتے ہین مذہب ان کا لاما گرو کا ہے اور عادات اور رسومات اہل تبت سے مشابہت رکھتے ہین اور اسی باعث سے قیاس مقتضی ہے کہ اوسی ملک کی کوئی قوم اون پہاڑون مین نکل آئی اور رفتہ رفتہ پسند کر کے رہ گئی ہے ان کی سرحد سے جو دریا بہے ہین بہت مین سونے کے ذرے ملتے اور یہ لوگ اوس ریت کو گلانا اور ظروف اور زیور بنانا جانتے ہین اور ہدایا اور تحائف جو ہمیشہ فغفور کے حضور مین بھیجتے ہین سونے ہی کی چیزون کی قسم سے ہوتے ہین فقط

لولو کی قوم کا بیان

یہ لوگ صوبہ ین نان مین رہتے ہین لیکن عادات اور رسومات مین ختائیون سے مطلق مشابہت نہین رکھتے ہین قدیم الایام مین انکے حکام خود مختار تھے لیکن جب ختا کو اوج زیادہ ہوا اور فغفور نے اون سے باج طلب کیا ان لوگون نے بھیجدیا اور طوق بندگی کا پہن لیا غرض فغفور سے یہ اقرار کروایا کہ انکے خاندانی امرا کو اپنے اپنے علاقے مین عہدہ اور رتبہ ختائی مانڈرینون کا ملے اور وہ مرتبہ ورثی ہوئے فوج پیادہ اور سواری اون کے پاس نہے اور تیر و کمان و برچھی باندھتے ہین پوشاک انکی ایک کرتا لمبے آستین کا گھٹنون تک لمبا اور سر پر گھانس کی بنی ہوئی ٹوپی اور پاؤن مین چمڑے کی نعلین پڑی رہتی ہے اور پاجامہ یا دھوتی کی قدر نہین جانتے عورتون کا بھی وہی پہناوا ہے لیکن کرتا پاؤن تک لٹکتا رہتا ہے اور اگرچہ تحریر و تقریر اس قوم کی ختائیون سے علحدہ ہے لیکن مذہب مین تفاوت نہین ہے فقط

میاؤسی کی قوم کا بیان

اور یہ لوگ پہاڑی ہین اور ختا کے کئی صوبون مین کوہستان کو آباد کئے ہین اور شروع مین یہ سب تابعدار فغفور کے بہت مشکلون سے کیے گئے اور اوسکی صورت یون ہوئی کہ صوبہ سی چوانگ مین انکے دو بادشاہ آپس مین لڑنے بھڑنے لگے اور جب اوس صوبے کے ناظم نے دونو کو جنگ موقوف کرنیکے لیے کہلا بھیجا اوس کے ایلچی کو اونہون نے بے غرت کر کے اپنی حد سے نکالدیا اور چند بیہودہ کلمے فغفور کی شان کے خلاف کہلا بھیجا اور اونکے گستاخ ہونیکا باعث یہ تھا کہ تھوڑے دن پیشتر دس ہزار فوج ختائی نے اونپر حملہ کر کے گئی تھی لیکن پہاڑیون نے ایک

بمقام پر مغالطہ دیکر پھنسایا اور نکلنے کی راہ بند کرکے فوج کو فاقون سے ضعیف کرکے ایسا قتل کیا کہ ایک متنفس نہ بچا غرض یہ سب حال سنکر فغفور بھبوکا ہوگیا اور سپہ سالار اکوئی کو چونکہ ان پہاڑیون کو نیست و نابود کرنا واجب تھا اس لیے اختیار کل فوج وخزانے بر خلاف قواعد سلطنت کے دیا گیا یہ شخص نہایت بہادر اور مدبر تھا اوسنے چیدہ چیدہ سپاہ اور توپخانہ اور غلہ افراط سے ساتھ اپنے لیا اور بڑی جرأت اور فکر خرچ کرکے آخر کار اونکو زیر کیا اور ایک بادشاہ کو پابزنجیر فغفور کے حضور مین بھیجا اور جب دوسرے کی لاش کو میدان جنگ پر دیکھکر سمجھا کہ شجر فتنے کا بیخ و بنیاد سے اوکھڑ گیا تب وہان سے پھر آیا اور شہنشاہ کا زیادہ مقرب اور معتمد ہوا الغرض اس لڑائی مین ایک عورت نے ایسا کام کیا کہ اوسکا نام ہمیشہ رہیگا حال یہ کہ ایک چھوٹا سا قلعہ بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اور دو مہینے سے فغفور کی فوج محاصرہ کئے حیران تھی لیکن دخل نہ پاتی تھی ایکروز صبح کاذب کے وقت آہٹ کسی شخص کی آمد و رفت کی پہرے والون کو جو ملی تو دو چار شخص آہستہ آہستہ چھپ گئے اور دیکھا کہ ایک عورت پانی بھر کے قلعے کے اندر لیے جاتی ہے فوراً اوسکو اون لوگون نے پکڑ لیا اور پوچھا کہ کتنے لوگ اس قلعے کے اندر ہین جو دو مہینے سے ایسے بندوبست سے لڑتے ہین کہ شہنشاہی فوج عاجز ہوگئی اوسنے جواب دیا کہ اتنے روزون سے مین اکیلی تن تنہا تملوگون کو عاجز کر رہی ہون اور اگر آج پانی نہ کم ہوجاتا تو جیتے دم تک تمھین حیران رکھتی یہ بات قریب قیاس کے نہ ٹھہری اور سپاہی جمعیت کثیر کے ساتھ قلعے مین جو گئے تو دیکھا کہ فی الواقع ایک متنفس اوس مین نہین ہے آخرش جب اوس ماجرے کا استفسار ہوا تو عورت کہنے لگی کہ اتفاق سے مین اس قلعہ مین رہگئی جب تملوگون نے محاصرہ کرلیا اور گریز کی راہ مسدود نظر آئی تو دروازونکو بند کرکے فصیلون پر چند بندوقین لیکر مین جا بیٹھی اور اوس تاریخ سے جس طرف سے دیکھتی تھی کہ تملوگون نے قصد اوپر چڑھنے کا کیا اوسی طرف جا کر پتھر کے چٹان اوپر سے لڑھکا دیتی تھی اور جو سنگ سے بچتا تھا اوسے گولی سے مار لیتی تھی اور برابر یہی کرتی رہی اور اسیطرح سے تمھین شکست ملی اور اگر دو روز سے پانی قلعے کا نہ چک جاتا اور پیاس سے مجبور نہوتی تو ہرگز اپنی جان رہتے تمکو اس قلعے مین دخل نہ دیتی یہ کہتی ہوئی اوسنے اپنی بات کی صداقت کرلیے

ختائیون پر اوس ماجرے کو ثابت کر دیا تب صدائے واہ واہ کی ہر فرد بشر کی زبان سے بلند ہوئی اور
سپہ سالار کو جو خبر پہونچی اوسنے جرأت اور استقلال اور شعور کی داد دی اور شہنشاہ نے بھی اوسے بڑی جاگیر
عنایت کی الغرض سنہ مذکور سے فغفور کی اطاعت ان پہاڑیون نے قبول کی ہے اور مثل تاتاریون
کے جانور پالنے کا بڑا شوق ان کوہستانیون کو ہے اور غلینط بھی اونہین کی طرح یہ مین لیکن زراعت
کرتے ہین اور چند قسم کا موٹا کپڑا بنتے ہین اور اون کا غالیچہ ایسا تحفہ بناتے ہین کہ ختائی سوداگر سب اوسے
بہت خرید کرتے ہین + انکی عورتین عجب طرح سے بالونکا سنگار کرتی ہین چنانچہ جوڑا چاندی پر باندھکر
موم سے تمام سر کے بالون کو چکناتی ہین جسطرح سے اوڑیسے کی کمہاریان اور چھوٹے ناگپور
کی دھانگڑنیان سامنے کی پٹیان موم سے لتھیڑتی ہین اور اگرچہ مستورات کا سنگار تمام دنیا مین
ایک نہ ایک طرح کی مصیبت سے متعلق ہے لیکن یہ عذاب اونکو دستور سے پسند ہے اور سر پر ایسی
بڑی بلا ٹوکرے کیونکر زندگی کرتی ہین معلوم نہین اور ساتھ اسکے برس مین چار دفعہ اوس موم کو چھوڑا
کر نیا چڑھانا بھی واجب ہے اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ بڑا الاؤ جا کے سامنے بیٹھتی ہین اور موم کو پگھلا
چھوڑاتی ہین گویا آخر کار سنگار چولہے مین پڑتا ہے + اسی جلد کے پہلے دفتر کے چوتھے صفحے کے ملاحظے
سے معلوم ہوویگا جو راقم نے اس قوم کے باب مین لکھا ہے کہ یہ لوگ بسبب کھڑی ناک اور بڑی آنکھہ
اور ریش رکھنے کے کچھہ نسبت تاتاریون اور ختائیون سے جو بنی آدم کی قسم سے لیے گئے ہین نہین
رکھتے ہین اور معلوم نہین ہے کہ اوس دیار کے اصلی باشندے یہ ہین یا اونکا فرقہ اقوام رشید ارستے
دیار سے بادیہ پیمائی کرتا چین مین آرہا ہے الغرض ختائی کہتے ہین کہ یہ پہاڑیئے بدنہاد اور جھوٹے
ہوتے ہین لیکن بعض اوروپائی کو جو اتفاق اونکے بیچ مین جانے کا ہوا تو اونہون نے نہایت راست معاملہ
اور صاف باطن اون لوگون کو پایا فقط +

چوتھا باب

احوال جزیرہ تائی وان کا جسکو اہل فرنگ فارموسا کہتے ہین +

حالانکہ ہونگ کینگ کے بندر اور شہر امائی سے یہ جزیرہ ایسا قریب ہے کہ دن بھر مین

وہان پہنچنا سہل ہے لیکن ختائیون کو وطن سے جنبش کرنا اسقدر ناگوار ہے کہ ۱۸۳۲ع تک اونکو
مطلق اوسکی خبر تھی غرض جب سے فغفور کی تحت حکومت مین داخل ہوا فوکینگ کا صوبہ دار اسپر بہی
حکومت کرتا ہے ✤ اسکی دو تقسیمین ہین شمالی اور جنوبی اور دونون کے درمیان ایک قطار پہاڑون
کی ایسی ہے گویا اوس سے جزیرہ منقسم ہے اور صرف اسی قطار کی پچہم طرف کے باشندے سب فغفور کی تابعداری مین
اور انکے تین حصہ سے زیادہ نسل ختائی سے ہین کیونکہ جب مانچو تاتاریون نے ختا مین دخل کیا تو بہتیرے چینی اپنا گہر بار لیکر بہاگ گئے
اور یہان آنکے مقیم ہوئے لیکن پورب طرف اصلی باشندے رہتے ہین جو محض وحشی ہین اور اونکا حال
مطلقاً معلوم نہین کیونکہ وہان کسی اہل فرنگ کا گذر نہین ہوا اور سوا ولایتیون کے کسی قوم کو یہ جرأت
نہین کہ دفعتہً تن تنہا ملک غیر مین جاوے اور کسی حال کو دریافت کرے ✤ ۱۶۳۴ع مین ولندیزون
نے اس جزیرے مین قدم رکھا اور وہان قلعہ تعمیر کرکے اوسے اپنا پایہ تخت بلقب زیلانڈیا بنایا لیکن
قریب تیس برس کے بعد کاک زنگا دریائی ڈکیت نے اونکا شہر و قلعہ چھین لیا بلکہ اوس دیار سے اونکو
نکال کے خود وہان پر مقیم ہوا جیسا کہ اسی جلد کے ۷۵ صفحے مین ذکر کیا گیا ہے غرض انہین لڑائیون
مین سے جو ولندیز اور کاک زنگا سے ہوئین ایک کی یہ نقل ہے کہ جب اوس ڈکیت نے زیلانڈیا
کے قلعہ کو محاصرہ کیا تو پادری ہام برو کاک صاحب کو جو اسیران جنگ سے تھے اوسنے ولندیزی
حاکم قلعہ کے پاس پیغام اوس مقام کے جلد خالی کرنے اور ملک سے نکل جانے کا بہیجا اور
رخصت کرتے وقت یہ وعدہ لیا کہ جو ہو غرض پہر آوے اور سوال کا جواب خود پہنچاوے چنانچہ
وہ شخص باخبر قلعہ مین آیا اور ولندیزون سے کہا کہ تم ہرگز ایسے بدکردار مردم آزار ڈکیت کو یہان
دخل نہ دو اور رہنے دے اور بہی محاصرہ کو گوارا کرو دیکہو تو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے اور
ان کفار کا تابعدار ہونا مین نامردی ہے غرض اسطرح کے بہت سے کلمے کہکر پادری صاحب
اوٹہنے لگے ان بہرے اور ڈکیت کی اسیری مین جانیکو موافق وعدے کے جو نہین چلے ولندیزون نے
منت اور التجا کی کہ نہ جاؤ کیونکہ جاتے ہی مارے جاؤگے اور اوسکی دونون جوان بیٹیون نے باپ کے گلے
لپٹ کر رونا اور یہ کہنا شروع کیا کہ ہم بے وارثون پر رحم کرو اور اپنی جان مفت مین ندو لیکن سب کو

یہی جواب اوس بہادر نے دیا کہ مرد کی بات ہاتی کا دانت ہے جو منہہ سے نکلا سو نکلا اور چند روز
کی زندگی اگر دروغ گوئی سے ملی بھی تو کیا لطف ہے آخرش ڈگیت کے پاس پھر گیا اور جو کچھہ خود
لٹ نے کہا تھا اور ولندیزون نے جواب دیا تھا سب مو بمو اوس کا فرید کیش کے روبرو دو بدو کہا یہانتک
کہ قہر سے اپنی جگہہ سے تڑپکر اوس بدکردار نے پادری صاحب کو اپنے ہاتھہ سے مار ڈالا ٭
تاریخون کی سیر کرنے والے اس نقل کی مثال اوس ماجرے مین پاوینگے جو تاریخ روم قدیم سے ظاہر ہے
کہ رگولس سپہ سالار روم اسی طرح سے جب کارتھج یعنے افریقیہ کی فوج نے اوسے اسیر کیا اور
ایسے ہی وعدے لیکر روم کو بھیجا تو اوسنے بھی ایسی ہی صلاح صلح نکرنے کی دی اور
اپنے قول کے ایفا مین دشمن کے قبضے مین خلاف سب کی امتناع کے اپنے کو
پوہنچایا اور اسیطرح سے اون لوگون نے بھی اوسے مار ڈالا ٭ فغفور کاکھی کے عہد دولت
مین یہہ جزیرہ مملکت ختا کے تحت مین آیا اور دار الامارہ اوسکا تائی وان کہلاتا ہے اور اسقدر
آباد اور اجناس سوداگری سے معمور ہے کہ ختا کے اکثر چھوٹے شہرون سے بدرجہ اولی
ہے اور بہت آراستہ اور دونون پٹی پر دکانین اس افراط سے ہین اور غل بیچنے اور لینے
والون کا ایسا رہتا ہے کہ کانٹان کے شہر مین بھی ایسا مجمع کم ہوتا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے
کہ بندر عظیم الشان ہے اور دنیا کی چیزین وہان میسر ہوتی ہین ٭ یہہ جزیرہ ایسا زرخیز ہے
کہ علاوہ افراط تمامی اقسام اجناس کے عجیب بات ہے کہ جتنے میوے کہ بعض اقلیمون
مین مخصوص ہوتے اور دوسرے مین میسر نہین آتے ہین وے سب یہان پر پیدا ہین
اور ایک ہی سرزمین سب کو موافق ہے ٭ اس سے عجیب تر یہہ ماجرا ہے کہ اکثر اجنبی
لوگون کے حق مین پانی اوس شہر اور اوسکے اطراف کا ہلاہل کی خاصیت رکھتا ہے اور جسنے
ڈہٹائی سے پیا گویا شربت موت چکھا اور کسی ملک کا باشندہ کیون نہو اس جزیرے کا
پانی مہینے پندرہ دن مین یا اوسے ہلاک کرتا ہے یا ایسا موافق ہوتا ہے کہ مرض اوسکے
نزدیک جلد نہین آتا ہے اور اسی سے ثابت ہے کہ راقم نے جو اوسے ہلاہل قرار دیا ہے

تو بیجا نکیا کیونکہ شیات کی یہی خواص ہے غرض جو اصلی باشندے ہین اونکے حق مین
وہ آب حیات ہے اور طرفہ تر یہہ ہے کہ جہان پانی ایسا مضر ہے وہان ہوا بہت
لطیف اور صحت آور ہے اور بیمار کی صورت کمتر نظر آتی ہے غرض سوداگر اور جو اغیار
وہان رہتے ہین وہ دوسری جگہون سے پانی منگوا کر پیتے ہین + اس جزیرے کے اصلی
باشندون کے درمیان بیاہ طرفین کے عشق سے ہوتا ہے اور صورت اوسکی یہہ ہے
کہ جب کوئی نوجوان کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے تو بیان سات روز تک اوسکے پیچھے بانسلی
بجاتا چلا جاتا ہے اگر جذب عشق نے چھوکری کے دل کو کھینچا اور راغبیان کا کل کو اوس
لطیف باجے نے رجھایا اور آنکھون مین عاشق بھایا تو فوراً اپنے والد کے یہان اوسکو
وہ لیجاتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ مین اس سے راضی ہون مجھے بیاہ دو غرض بعد سونپنے
کے اوسی تاریخ سے دولھا اپنی سسرال مین سکونت اختیار کرتا اور اپنے باپ مان کے
گھر پھر نہین جاتا ہے اور اسی سبب سے یہان کے باشندے بیٹی کی بہت تمنا
رکھتے ہین کیونکہ اوسکا شوہر بیٹے سے زیادہ ہوتا ہے + ۱۸۲۰ء مین ایک ایسا
طوفان اور زلزلہ اس جزیرے مین ہوا اور سمندر کا پانی ایسا بڑھا کہ لکھا آدمی بہگئے اور
مارے گئے اور جو بچے خانہ ویران رہے اس واردات کا حال سنکر فغفور نے اپنی
ستم رسیدہ رعیتون کی بہت دلجوئیان کین اور غلہ اور روپیہ افراط سے بخشا بلکہ ہر ایک کا
گھر بنوا دیا لیکن مصلحت ایزدی کے تباہ کیے ہوے کو انسان کیا فروغ دے سکتا ہے
اور وہ بات جو قبل تھی ایسی مٹ گئی کہ امید اوسکے عود کرنے کی باقی نرہی باینہمہ
فغفور کو اس علاقے سے محاصل کثیر ہے اور اگرچہ چھہ برس بعد اوس طوفان کے
بلوائی عظیم اوس جا پر ماندرینون کی بدکاری سے ہوا لیکن اب امن ہے فقط

پانچوان باب

احوال کوریا کی سلطنت کا جو باج گزار ختا کی ہے

اہل فرنگ کے جغرافیہ مین یہ ملک کوریا کہلاتا ہے لیکن ختائی سب اوسکو کاؤلی کہتے ہین + اوتر کی طرف زمین اسکی ختائی ترکستان سے ملی ہوئی ہے اس سبب سے اطلاق جزیرے کا اوسپر نہین کیا جاسکتا ہے ورنہ تینون طرف بحر محیط گرد ہے + اصل یہان کے باشندون کی کسی قوم تاتار سے ہے لیکن یہ لوگ مثل مانچو تاتار کے اپنے کو دیوتون کی اولاد قرار دیتے ہین اور نوع آدم سے اپنے زعم مین فضیلت رکھتے ہین اس ملک کا بادشاہ باج گزار اور تابعدار فغفور کا ہے لیکن اپنے ملک و رعیت پر مختار مطلق ہے غرض جب صاحب تخت فوت کرتا ہے فغفور کیطرف سے دو تین امیر عالی رتبہ شاہزادے ولیعہد کو باپ کا قائم مقام کرنے کے لیے روانہ کیے جاتے ہین اور جب تک وے نہین پہونچتے ہین امور سلطنت کے ملتوی رہتے ہین + جاپان کے جزیرے والون نے ۱۵۹۲ مسیحی مین اس ملک مین اپنا دخل اور تصرف کیا غرض جب مانچو تاتار کا دور ختا مین ہوا اہل کوریا نے اونسے مدد لیکر ظالمون کو اپنے ملک سے نکال دیا اور فغفور کی اطاعت کو قبول کیا + ملک ان لوگون کا وسیع اور زرخیز ہے اور آٹھ صوبے اور چالیس پر گنے مین تقسیم ہے اور اوسمین تینتیس شہر بڑے اور سو سے زیادہ چھوٹے ہین اہل کوریا اکثر نیک نہاد اور بے ریح اور سلیم الطبع ہین اور تحصیل علوم اور فنون مین زود رس اور علم کے ایسے قدردان کہ جب کوئی سوداگر کسی کے یہان کتاب فروشی کو جاتا ہے تب خریدار پاک و صاف ہوکر اوجلے کپڑے پہنتا ہے اور لوبان جلاکر سجدہ کر لیتا ہے بعد اوسکے کتابون کو دیکھتا اور اونکی قیمت کرتا ہے + مُردے کو تین برس تک یہ لوگ دفن نہین کرتے ہین اور صندوق مین بند کرکے اپنے مکان مین رہنے دیتے ہین اور جب زمین کو اوسکی امانت سونپتے ہین تو جتنی چیزین گذرے ہوئے شخص کو زندگی مین عزیز تھین سب قبر کی چارون طرف رکھدی جاتی ہین اور باقی لوگ اگر چاہتے ہین تو اوٹھا لیجاتے ہین + باپ مان کا غم تین برس تک اور بھائی بہن اور دوسرے

عزیزون کا تین مہینے تک یہہ لوگ کرتے ہین اور اس عرصے مین کسی طرح کی شادی
نہ اپنے گھر مین کرتے اور نہ اورون کے مدعو ہوتے ہین + علوم اور مذہب اور بعض
دستورات اور پوشاک ان لوگون کی ختائیون سے اخذ کیے ہوے ہین مگر بعض باتون مین
فرق ہے چنانچہ انکی مستورات پردہ نشین نہین ہوتین اور مردون کی صحبت مین بیٹھتی ہین
سواے اسکے مان باپ کو اختیار اپنی اولاد کو بیاہ دینے کا ہے اور طرفین مین محبت
جب ہوتی ہے تب اہل فارموسا کی طرح انکے یہان بھی صورت بنتی ہے + اجناس کی
اقسام یہان بافراط سے پیدا ہوتے ہین اور معدن سونا اور چاندی اور لوہے کے
پہاڑون مین موجود ہین اور ایک قسم کا کاغذ کپاس کا بنا ہوا ختا کے مصور بہت خواہش سے
منگواتے ہین کیونکہ تصویرین اس کاغذ پر بہت جلوہ پاتی ہین اور چونکہ فغفور کو اوسکی
حاجت دولتخانے کی آراستگی کے واسطے ہوتی ہے اس لیے باج کی چیزون مین یہ
رقم داخل ہے +

چھٹا باب

احوال مملکت ماچین کا جو باجگذار ختا کی ہے

مملکت ماچین کی بالفعل تین تقسیمین ہین اعنی ملک کام بوج اور ملک ٹان کینگ جنمین صوبہ دار
مقرر ہین اور خاص طبقہ ماچین جہان بادشاہ خود رہتا ہے اور دو سے چودہ برس قبل
حضرت عیسیٰ کے فغفور چینگ وائی بہادر و مدبر و مبانی دیوار ختا نے پہلی دفعہ ملک
ٹان کینگ مذکورہ بالا پر جو اوس وقت تینون تقسیمون مین بہتر تھا بزور شمشیر دخل کیا اور صدہا
گروہ ختائیون کے وہان بھیجکر اون لوگون کے درمیان تخم آدمیت کا بویا کیونکہ قبل اس
ایام کے بہایم سے بدتر وہان کے لوگ تھے اور نہ علم نہ مذہب نہ ریاست کی صورت اور
نہ بیاہ وغیرہ کا کچھہ سررشتہ جاری تھا تب یہ تینون ملک جو اب سلطنت ماچین کے صوبے
کہلاتے ہین داخل صوبجات ختا کے تھے + سنہ ۲۶۳ مسیحی مین اوس ملک کی دو عورتون نے

بلواے عام شروع کیا اور اونکی جرأت اور عقل نے مدت تک ختائیون کو عاجز رکھا اور اونکے مارے جانے سے فساد نے طول نہ کھینچا ورنہ جسطرح یہہ فتنہ شروع ہوا تھا اگر اختتام تک اونکے جیتے جی نہ پہنچتا تو اوسی ایام مین ختا کا دور اوس ملک مین باقی نہ رہتا غرض کئی سو برس تک یہ ہل چل اس ملک مین برابر رہی کہ اگر تمام دنیا کے سب اقلیمون کا بکھیڑا ایک جگہ جمع ہوتا تو مقابل مین نہ آتا چنانچہ کبھی فغفور کی حکومت تھی اور کبھی بلوے کی صورت نظر آتی گاہے دو دعویدار تخت کے درمیان آپس ہی مین چلتی تھی گاہے اور ملکون مین اون کی یورش ہوتی تھی اور گاہے اوس طرف سے عوض کی بنا پڑتی تھی آخر الامر جب فغفورون نے دیکھا کہ ان لوگون کو غیرون کی حکومت ناگوار ہے لڑائی سے دست بردار ہوے اور ایک شخص کو شاہ ٹان کینگ کا خطاب دے کے اور اوس سے باج قبولوا کے سنہ ۲۶۳ مسیحی مین الگ ہو گئے غرض سنہ ۱۴۰۶ مسیحی مین ملک مین ہل چل و بکھیڑ پھر اپنا دخل کیا لیکن بائیس برس اونکے بعد دوبارہ ایک ملکی سردار کے حوالہ کر کے اوس ملک سے کنارہ کش ہوے غرض سنہ ۱۵۵۳ مسیحی مین شاہ ٹان کینگ کے طوق اطاعت کو اہل ماچین نے گلے سے اوتار ڈالا اور اونکے سردار نے شاہ ماچین کا لقب اختیار کیا اور محض سرخود ہو گیا اور ادھر تو اوس ملک کا شاہ ٹان کینگ کے ہاتھ سے نکل جاتا تھا اودھر اوسکے سپہ سالار نے اوسکا ایسا قبضہ کر لیا کہ اوس تاریخ سے سنہ ۱۷۴۸ مسیحی تک ملک ٹان کینگ مین یہ حال تھا کہ بادشاہ صرف براے نام و نمود تھا اور اس سپہ سالار کی آل و اولاد کے ہاتھ مین کل اختیار تھا اور جس شخص نے اس نیابت کی بنا ڈالی اگر چاہتا تو خود بادشاہ ہو کر صاحب تاج کو تخت پر سے اوتار دیتا لیکن بڑا عقلمند اور دور اندیش تھا کیونکہ صرف نام بھر اوسکو چھوڑ دیا اور سب طرح سے قابض مطلق خود ہوا اور بادشاہ کو اوس نے کہا کہ پیر و مرشد کو خدا نے سلطنت حصول آرام کے لیے دیا ہے اور بندگان شاہی کے نصیب مین درد سر لکھا ہے پس حضور عیش کرین اور

ناچیز نامردون کی طرف خیال نفرماوین کیونکہ ہم لوگ آخریش کسبدن کے لیے ہین الغرض
اُس اصطلاح سے فقرے دیکر بادشاہ کو محلسرا مین اوسنے داخل کیا اور آپ انجام کار سلطنت
مین مصروف ہوا بلکہ اپنے خاندان کی ترقی اور بہبودی کو دوام کے لیے قائم رکھنے کی یہ
صورت اوسنے نکالی ہے کہ عہدہ سپہ سالار کا موروثی ہووے مگر سنہ ۹۴۰ عیسوی مین اصل بادشاہ نے
زمام حکومت اپنے ہاتھ مین لی اور وہ ایسا مدبر تھا کہ اہل ماچین کو باج گزار کیا غرض سنہ ۹۷۰ عیسوی مین
بلوا ملک مین ہوا اور تین بھائی بنام تیسن نے علم بغاوت کا ایستادہ کیا اور اگرچہ اونمین ایک شخص لوہار
اور دو کشتکار تھے لیکن ایسے مدبر اور بہادر کہ شاہی فوج اور ختا اور ماچین کی فوجون کو جو مدد کے
لیے آئی تھین سب کو ان تینون نے متواتر شکست دی آخر الامر لڑتے بھڑتے ستائیس برسون
مین اون باغیون کو جو اوس عرصے مین خود بادشاہ ملک تان کینگ کے ہوگئے تھے شاہ ماچین نے سر کیا اور
برس کے بعد اونکا تمام ملک شاہ ماچین کے قبضے مین آیا اور سنہ ۱۸۰۳ عیسوی مین کام بوج مین اوسکا دخل ہوا اور آج تک مملکت
ماچین کے شامل یہ دونون ملک ہین جیسا کہ صدر مین مذکور ہوا الغرض خاص ملک ماچین کے
گیارہ صوبے ہین اور سونا اور لوہا اور دندان فیل و صندل اور اقسام طرح کی قیمتی لکڑی اور موم
اور گول مرچ اور دال چینی اور ریشم اور روئی اور چینی اور کئی طرح کے چانول کی پیدایش یہان
افراط سے ہوتی ہے اور اس دیار مین بارش کا ایام کاتک مہینے مین شروع اور چیت مین
تمام ہوتا ہے اور جیٹھ بیساکھ مین جب ہندوستان کی چیل اپنا انڈا چھوڑ دیتی ہے اور تپش
آفتاب کو بیضے کی پرورش کے لیے کافی سمجھتی ہے اوسوقت ماچینون کے دانت مثل
پانسے کے بجۂ قمار بازی سر مین بجا کرتے ہین + ہوئی کا شہر پایۂ تخت ماچین سات کوس
کے دائرے مین ہے اور سوائے شاہی مکانات کے باقی گھر سب لکڑی کے ہین اور
کھپریل کی چھاونی ہے اور اکثر کے گرد خانہ باغ ہونے سے کیفیت یہ دکھائی دیتی ہے
گویا ایک باغ وسیع مین ہزارہا عیش گاہ بنے ہوئے ہین اور دریا کے کنارے بزار الامان
واقع ہے اور بہت سی نہرین شہر مین بہتی ہین اور چونکہ حسن شہر کے لیے جو تینون چیز ضرور ہین

وہ یہان موجود ہین یعنی آب و سبزہ وہ وسعت اس سبب سے ہوئی کا شہر بہت خوب اور
قابل انسان کے رہنے کے ہے اور پادشاہ اسی مین رہتا ہے اور اگرچہ وہ خود سری
لیکن فغفور کا تابعدار کہلاتا ہے اور تحائف نذرانے کے طور پر ہمیشہ بھیجتا ہے اور چونکہ
مدت تک یہ ملک ختا کی عملداری مین تھا اس سبب سے اکثر قاعدے اور دستور العمل وہانکے
اس ملک مین بھی جاری ہین اور بعض رسمون مین جو فرق ہے بوجہ خاصیت ملک اور جبلی خلق سے ہے
قلعے اس ملک مین کم ہین مگر آٹھ سو جنگی ہاتی اور دو سو کشتی ایک ایک توپ گلی پر لیے
اور چھ سو چھوٹی بڑی ناوین واسطے جنگ کے اور پچاس ہزار سپاہ ہمیشہ مہیا رہتے ہین
اور دولتسرا کے گرد بارہ سو توپین چڑھی ہوئی ہین اور نقل ہے کہ ایک شخص اہل پرتگیز سے
کسی ایام مین اوس دیار پر جہاز کی تباہی کا مارا ہوا جا پہنچا تھا اور توپ ڈھالنا اون لوگون
کو اوسی نے سکھایا بلکہ کہتے ہین کہ قریب ہزار توپ کے اوسنے خود ڈھالین اور فن گولہ اندازی کا
اہل ماچین کو بتلایا + اس ملک کے لوگ بہت خلیق اور سلیم الطبع اور مسافر پرور لیکن
نہایت شہوت پرست اور زن مرید اور ناچ رنگ کے عاشق ہوتے ہین اور ایک رسم
اونکے یہان عجیب و غریب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی عادت کا گویا کیڑا ہے
اور طبیعت اوسکی ہمیشہ اونھین چیزون کو نیک یا بد سمجھتی ہے جسکو بچپنے سے مہربانی یا قہر کی آنکھ
سے دیکھتا آیا ہے چنانچہ مان باپ اپنی بیٹی کو اور شوہر اپنی جورو کو خواہشمند کے دو چار دن
چندے کے لیے حوالہ کر دینے مین تامل نہین کرتے ہین اور زیادہ تر حیرت کی جا ہے
کہ اوس ملک مین یگانون سے اغیار مسافرون کی زیادہ تر خاطر ایسے امر مین کی جاتی ہے
اور اگرچہ مسافر پروری صفت اعظم ہے لیکن یہ البتہ اوسکی تفریط مایل بعیب سے ہے +
ایک طرح کا درخت مخصوص اس ملک مین پیدا ہوتا ہے جسکے پتون سے ایک
سبز رنگ خوب ایا جاتا ہے اور شکل نیل کے ٹکیون مین جماکر بیچا جاتا ہے اور رنگ اوسکا
زمرد گون اور طوطے کے پر کو شرمندہ کرتا ہے + اکثر جانور درندے چرندے اور

پرندے جو ہند مین ہین ماچین مین بھی ہین بجز گیدڑ اور لومڑی اور خرگوش اور گدہے اور بھیڑیے
کے جنکی پیدایش نہ اس ملک مین نہ سیام مین ہوتی ہے اور فیل سفید جتنے ملتے ہین
پرستش کے لیے معبد شاہی مین بڑے تکلف سے رہتے ہین + دودھ کسی جانور کا
اس ملک کے باشندے استعمال مین نہین لاتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ دیوتون نے دودھ کو
بچے کی پرورش کے لیے مان کی چھاتی مین اوتارا ہے اور اوسکو پینا بچون کا حق تلف کرنا
اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا ہے + ملک ٹان کینگ مین جو ماتحت مملکت ماچین کے
ہے آٹھ صوبے ہین اور کیچو کا شہر پایہ تخت سابق آباد اور دلکشا جگہ ہے اور نہایت
فضایت کے ساتھہ اجناس تجارت سے معمور اور کثرت خلق کے لیے مشہور ہے اور
لکڑی کے مکانات کھپریل سے چھائے ہوے ہین اور مقدور والون کے گھر انواع
نقشکاری اور تکلفات سے آراستہ اور پیراستہ ہین چنانچہ کسیکا مکان سرخ رنگا ہوا سبز کھپریلون
سے چھایا ہوا ہے اور کسیکی دیوارین زرد یا سبز ہین اور چھاونی سرخ یا سیاہ ہے اور امرا کے
بعض عیشگاہ بالکل صندل کے بنے ہوے ہین اور دریا اور نہرون سے زمین اسقدر شاداب
رہتی ہے کہ ہر فصل وہان کی چوتھے مہینے مین کٹتی ہے اور پانچ رنگ کے چانول اس
ملک مین پیدا ہوتے ہین یعنی سفید مثل ذرہ بلور اور سیاہ باتاب مثل چشم یار و زرد مثل لاجورد
اور سرخ مثل یاقوت سب کے ہوتے ہین اور ایک قسم خوشبودار ہے جو امرا کے دسترخوان پر
چنا جاتا ہے اور ان پانچون قسم چانول کو ملا کے اگر کوئی لکھنؤ کا باورچی پلاؤ پکاوے تو
راقم کا اگر اختیار چلے تو ناظرین تاریخ چین کو خوب کھلاوے + اس ملک کے لوگ میانہ قد
اور گندم رنگ ہوتے اور کسی ترکیب سے دانتون کو سیاہ رنگتے ہین اور ایسے بہایم ہین
کہ دندان سفید کو دندان سگ کہتے ہین حالانکہ قول شاعر کا سچ ہے جب معشوق کیطرف
خطاب کرکے کہتا ہے + ملکے مسی رتبہ دانتون کا بہت کم کر دیا + کیا غضب مسی نے کیا
ہیرے کو نیلم کر دیا + سوا اس عیب کے یہہ لوگ زرپرست اور کج باطن ہین اور غیرون کو

ٹھگنا ہنر جانتے ہین اور دروغ گوئی اگر ساتھ لطف اور فائدے کے ہووے تو اوسے
عقل کی دلیل سمجھتے ہین ✦ بیماریان جو ہر جگہ کم و بیش ہوتی ہین یہان بھی ہین لیکن جذام اونکی
کثرت سے ہوتا ہے کہ ہر صوبے مین دو ایک موضع فقط کوڑھیون سے بسا ہوا ہے اور
اوس جگہ جو اس مرض مین گرفتار ہوتا ہے داخل کیا جاتا ہے اور آئین ملک سے ہے کہ اگر وہان سے
نکلکر کوئی جذامی شہر مین آوے تو جسکا جی چاہے بے تامل مار ڈالے اور اوسکی نہ داد نہ فریاد
ہوتی ہے اور وہان پر جذامی مردون اور عورتون مین بیاہ ہوتا ہے اور اونکے لڑکے بالے
والدین کے مرض کی لیے جہان مین ایذائین اوٹھانے آتے ہین اور سرکار نے مجبوری
اس امر مین اجازت دی ہے کیونکہ خاصہ اوس مرض کا شدت باہ ہے اور اون لوگون کی
خواہش مقاربت کی اس شدت سے ہمیشہ ہوتی ہے کہ اگر مباشرت ہونے نہ پاوے تو یہ باؤلے
ہوجاوین اور اپنے کو یا اورون کو ہلاک کر ڈالین یہ کوڑھی یا ہاتھ پاؤن کے معذور یہان کم
ہوتے ہین لیکن کبھی کبھی سال مین دو ایک دفعہ شب کو ایک مرطوب ہوا ایک موسم کی پیدا
اسی ملک پر سے بہہ جاتی ہے اور جو اوسکے سامنے پڑتا ہے یا تو دفعتہ ہلاک ہی ہوجاتا
ہے یا لقوہ و فالج مین ایسا گرفتار ہوتا ہے کہ باقی عمر جو ہوتی ہے سخت مصیبت سے کٹتی ہے ✦
اہل ہان کین کے کئی مذہب ہین چنانچہ بعض شخص دنیا کو قدیم اور خدا کو واحد جانتے ہین
اور نیک کردار کی روح کی بقا اور بد اطوار کی روح کی فنا کے قائل ہین مگر بعض بودھ کو پوجتے
ہین اور تناسخ کو درست کہتے ہین لیکن وہان کی عوام الناس تمام دنیا کی بلا کو پرستش کرتی ہین
اور ایسے وسواسی اور وہمی اور بے وقوف ہین کہ بعض بعض رسمین اونکی قابل مضحکہ کے
ہین اور بعض پر شدت سے کراہیت آتی ہے مثل جب دو تین دن اونکے نوروز کو
رہتے ہین جتنے بڈھے اور بڈھیان ہوتی ہین سب اپنے اپنے گھر چھوڑ چھوڑ کے
مندرون مین جمع ہوتے ہین اور جب تک نوروز کا دن پھر دوپہر نہین گذرتا ہے خوف جان
سے اپنی جا پناہ کو وہ نہین چھوڑتے ہین اور باعث اس چھپ رہنے کا یہ ہے

کہ شیطان بقول اونکے اوس عرصے تک گلی گلی سن رسیدہ لوگون کی تلاش مین دوڑا پھرتا ہے
اور جسکو سبالم منے پاتا ہے جہنم مین گھسیٹ لیجاتا ہے غرض نوروز کے دن اگر کوئی اجنبی مسافر
اُن کین کے شہرون یا بستیون مین چلا آوے تو راہون مین یہہ سناٹا پاوے کہ گمان محلہ
خاموشان کا اوسے ہووے اور دوسرا سبب اسکا یہہ ہے کہ اوس ڈر کوئی شخص اپنے گھر کے
باہر بدشگون کے خوف سے نہین نکلتا ہے اور سب کو یہی وہم رہتا ہے کہ اگر نوروز کو کوئی
آفت آوے یا شگون بد کسیطرح سے ہووے تو سال کے سب دن مصیبت مین کٹینگے اور
اگرچہ یہہ بات مضحکہ کے قابل ہے لیکن اسکے سوا ایک اور شوشہ شیطان نے اون کے
کان مین ڈال دیا ہے کہ نوروز کے عرصے کو یا ایک آدھ روز کے قبل یا بعد اگر کسی آدمی
کوئی جان سے مار ڈالے تو قاتل کو اوس سال مین بہبودی اور ترقی جمیع امور دنیوی مین ہووے
اسی باعث سے عوام الناس اور جہال کو فکر کسی کے مارنے کی اوس ایام مین ایسی ہوتی ہے
کہ لوگ مارے ڈر کے کئی روز تک خانہ نشین رہتے ہین اور بادشاہ کی طرف سے بھی پہرے
چوکی جابجا متعین ہوتی ہین تاکہ خون نہونے پاوے لیکن اوسپر بھی صدہا آدمی ہلاک
کیے جاتے ہین فقط

ساتوان باب

ملک تبت کا احوال

خطا کے دو صوبے سمی چونین اور ین نان اور ملک برمہ اور ملک تاتار قوم مغل
یہ سب تبت کے چارون طرف واقع ہین اور طول مین شرقاً وجنوباً چھ سو نوے کوس
ہے اور عرض مین شمالاً وجنوباً دو سو چہتر کوس ہے اور اگرچہ لاسہ کے نام سے تبت
ہر کسی کو معلوم ہے لیکن واضح ہو کہ لاہسہ فقط اوسی صوبے کا نام ہے جسمین لامہ گرد کا
پایہ تخت ہے اور اسیطرح جیسے عوام الناس ہند تمام انگلستان کو لندن کہتے ہین
حالانکہ لندن صرف پایہ تخت مملکت ہے ۔۔۔ مسیحی سے ادہر کا کچھ احوال

اس ملک کا خطائی تاریخون مین مندرج ہے اور اوسی کے اعتبار سے ہم لوگون کو بھی کچھہ
معلوم ہے لیکن اوسکے قبل کے جو تذکرے ہین بعض مین اسقدر اختلافات واقع ہین کہ بالکل
پر صداقت نہین ہوتی اور بعض کی روایتون مین یہان تک مبالغہ ہے کہ پرندِ قیاس کو وہان تک
رسائی نہین ہوتی ہے الغرض اسقدر تحقیق ہے کہ اوس ملک کا ایک بادشاہ تھا تمام ملک کا مالک
اور طوفان کے لقب سے مشہور لیکن سنہ ۶۳۴ مسیحی تک اوس سے اور فغفوران چین سے راہ و رسم
کی کوئی صورت نہین ہوئی تھی غرض اوس سال مین مسمی لون کان تبت کے طوفان یعنی بادشاہ نے
پہلے اپنے ایلچی کی معرفت فغفور کے حضور مین مجرا اور کورنش کیا کہ اوس سرکار عالی مین وہ قبول ہوا
اور جب اودھر سے دعا آئی راہ موافقت کی کھلی اور بعد سات برس کے فغفور نے اپنی بیٹی اوسے
نکاح مین دی اور اوس سبب سے طوفان کے بازو مین یہ قوت آئی کہ رفتہ رفتہ اوسنے اپنی حکومت
کے دائرے کو چوڑا کیا اور خطا کی پچھم طرف جتنے سردار تھے سب سے باج لیا اور دو سو برس تک
اوسکے گھرانے کا وہی زور و شور رہا لیکن اوسکے بعد وہ معرض ادبار مین آیا اور سنہ ۹۰۰ مسیحی مین
اتنا ضعف طوفان کی حکومت مین آیا کہ کئی سردار خودمختار ہوگئے اور کئی شخص لامہ یعنی بودھ کے
پوجاریون کے زمرے سے اتنے قوی اور دولتمند اور صاحب زمین اور رعایا ہوئے کہ مثل
بادشاہون کے باج لینے لگے غرض پھر بھی فغفور کی تابعداری مین رہے آخر کار جب قبلا خان
خطا کے تخت پر جلوہ افروز ہوا اور اوسنے تبت کیطرف آنکھ اوٹھا کر جو دیکھا تو بے انتظام پایا تب
اوس مدبر بے نظیر صاحب قلم و شمشیر نے اوس ملک کا اسطرح پر بندوبست کیا کہ ایک شخص لامہ کو
اوسنے مالک کل بنایا اور خطاب گرو کا دیا اور انواع طرح کے مرتبہ اور خطاب اور شاہی عہدہ عطا کیا
غرض اوسی تاریخ سے لقب لامہ گرو کا والی تبت کو ملتا ہے اور اوس فغفور نے اپنے دین کا
معلم اوسے بنایا اور شاگرد فقہ مین خود بھی ہوا اور چونکہ باقی لامہ سب بھی اہل جاگیر اور حکومت
تھے سب کو خطاب سلطان کا سنہ ۱۴۱۴ع مین چین کی سرکار سے عنایت ہوا لیکن سب فرمانبردار
لامہ گرو کے تھے الغرض سنہ ۱۷۰۰ع تک بجز دو چار بلوے کے تبت مین امن رہا لیکن اوس

سال مین قلماق تاتار کے سردار نے افواج کثیرہ اور قاہرہ لیکر تبت پر تاخت کیا اور لامہ گرد کو بڑی شکست دی یہان تک کہ لامہ سب فقط جان لے لیکر بہاگ گئے اور اونکے خانقاہ لٹ گئے اور وہان کی دولت بے انتہا قلماق کے ہاتھ چڑھی تب اون لوگون نے فغفور کا ہنی کی دہائی دی اور اکثرون نے اوسکے دامن دولت کے سایہ مین پناہ لی اور اوس مرد شمشیر زن دشمن فگن نے اونکو ایسی داد دی کہ لامہ گرد اپنے تخت پر پھر جا بیٹھا اور بہت سا مال بھی غارتگرون سے بازیافت ہوا اوسکے بعد سنہ ۱۷۹۲ء تک ہر طرح پر تبت مین امن و امان رہی کیونکہ ذرے ذرے سے بلوے جو اوس عرصے مین مثل شرر کے پیدا ہوے اور فوراً غائب ہو گئے قابل تذکرہ کی ایسی بڑی تاریخ مین نہین ہین لیکن اوس سال مین اہل نیپال ناحق بے وجہ فقط لوٹ اور غنیمت کے لالچ سے ساتھ جمعیت کثیر کے تبت مین دفعتہً جا پڑے تب بیچارے لامہ سب گھر دروازے اور مال و متاع چھوڑ کر ایسے بدحواس بھاگ گئے جیسے کبوتر کے غول مین جب باز گرتا ہے ہر فرد کو پریشان کر دیتا ہے اور چونکہ ٹیشو لومبو کے خانقاہ کی دولت بے انتہا کی افواہ اون لوٹیرون کو طمع دیکر پہاڑون سے اوتار لائی تھی اوسی مقام پر یہ سیدھے جا پہنچے اور سقدر نقد و جنس اوٹھا لیگئے کہ اگر اوسکو قارون دیکھتا تو اپنے گنج کو ایک ٹٹ پونجیئے صراف کی پونجی سمجھتا اور اوس خانقاہ کے طول و عرض کو اسی سے سمجھنا چاہیے کہ اوسکی چار دیواری کے اندر چار پانسو مکان فقط گوشائیون کے رہنے اور عبادت کرنے کے ہین اور لامہ گرد کی دولت سرا کئی ہزار گز کی اوسکے اندر واقع ہے اور اوس کی آرائش مین جو تکلفات بغایات اور جواہرات افراط سے خرچ ہوے تھے اگر صرف ایک فرد فقط اون چیزون کی اسم نویسی کی لکھی جاوے تو بڑی سی جلد بے تکلف طیار ہووے اسکے سوا اور امرا اور لامہ کے مکانات اور دیورے اور مقبرے چھوٹے بڑے کتنے ہین اوسکا حساب نہین الغرض خانقاہ کو جب نیپالیے سب لوٹ کر چلے گئے تب فغفور کا سپہ سالار جرار فوج قہار لیکر لامہ کی مدد کو لاہسہ مین داخل ہوا اور جب وہان کی خرابی اور تباہی کا حال دیکھا تو زیادہ تر غضبناک ہو کر فوراً اون لوٹیرون کے تعاقب مین سرحد نیپال مین جا پہنچا اور جب ٹینگری کے میدان پر آیا افواج نیپال اوس سے مقابلہ ہوا اور دونون طرف کی سپاہ مین ایسی چلی اور اتنی خونریزی ہوئی کہ نہ دیدہ نہ شنیدہ تھی غرض

حق کی طرف سرسبزی رہی اور نیپالیون کو شکست ملی جہین جوین قدم اونکا پیچھے ہٹا ختائیون کا آگے بڑھا
آخرش دوبارہ جب لڑائی ہوئی نیپالیون کو بہی کامل شکست ملی کہ وے التجا لائے اور ہزار منتون کے
ساتھ جان بخشی چاہنے لگے تب ختائی سپہ سالار نے جو جو فرمایا اوسے بجالانا پڑا یہانتک کہ اکثر مال
ومتاع جو لوٹا گیا تھا لاماؤن کو واپس ملا اور والی نیپال یہانتک کے خائف ہوا کہ فغفور کے آستانے پر
نذرانہ سالیانہ بھیجنے کا اقرار کیا بلکہ ہندوستان کے گورنر جنرل کو اپنا حامی کرنا چاہا اور عالیشان ممدوح نے
اوسے کچھہ بھروسا دیا اور کپتان کرک پاٹرک صاحب کو اپنا سفیر کرکے شہر کاٹمانڈو پای تخت نیپال
مین بھیجا اور حالانکہ کچھہ بندوبست ہوا لیکن ختائیون کے دل مین انگریز کی طرف سے گرہ پڑگئی اور اسکے
سوا یہ بھی ایک بات تھی کہ جب لاماؤن نے گورنر جنرل بہادر سے نیپالیون کے ظلم کی فریاد کی اور مدد
مانگی اونھون نے توجہ نکی غرض اس انکار اور اوس اقرار کی یاد فغفور کو رہی اور نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ جب
بعد اوسکے انگلستان کا سفیر ختا مین گیا تو مقصد یاب نہوا جیسا کہ اس جلد مین نظر سے گذرا ہوگا
القصہ اوسوقت سے لامہ گرو کے ملک مین امن ہے اور بدستور فغفور کے حضور مین دنیوی مقدمون مین
تابعداری کا مجرا اوسکا ہوتا ہے لیکن جب دین کا معاملہ درمیان مین آتا ہے تب لامہ کے آستانے پر
فغفور کی کورنش ہوتی ہے اور فرمانروائی چین کی آنکھہ بودھہ کے پوجاری کے روبرو دب جاتی ہے
تبت کے ملک کی تین تقسیمین ہین یعنی تبت بزرگ اور تبت خرد اور بھوٹ کا ملک اور ایک پہاڑ
ہے جسکو کان ٹیل کہتے ہین اور اوسکے پچھم پر تبت خرد ہے جسکے باشندے مسلمان اور رعیت
والی کشمیر کے ہین اور اوس پہاڑ کے پورب پر تبت بزرگ یعنی لامہ گرو کا ملک ہے اور بھوٹ کا
ملک تبت بزرگ کے دکھن اور نیپال کے پورب اور آشام کے اوتر پر واقع ہے غرض اس تاریخ چین مین
صرف تبت بزرگ کا ذکر ضرور ہے کیونکہ وہ باجگذار ختا کا ہے اور اوس طبقے کی زمین مطلق قابل زراعت
کے نہین ہے کیونکہ فقط کہین کہین پر جہان دریا کا کنارہ اور برف سے بچاؤ ہے وہان پر البتہ کچھہ سبزہ
دکھائی دیتا ہے ورنہ بجز بالو اور برف کے اور کچھہ نظر نہین آتا ہے اور چانول کو وہان کبھی کوئی خواب مین
بھی نہین دیکھتا ہے اور گیہون بھی کم پیدا ہوتا ہے لیکن جو کی افراط ہے اور اوسی پر سب کی اوقات ہے

غرض اناج کی قلت کا عوض پروردگار عالم نے جانورونکی کثرت مین کر دیا ہے اور باوجودیکہ گھانس تیا اور
ہر طرح کا سبزہ گویا نہین ہے لیکن گائے بیل بھیڑی بکری دنبہ وغیرہ اوس حال پر بھی علی الحساب ہین اور وحشی
جانور خوردنی چرند و پرند کی قسم سے بہت ہین اس جہت سے خوراک کی مطلق تکلیف دودھ اور گوشت کی
زیادتی سے نہین ہے * تبت بزرگ مین سانڈ بہت خوبصورت ہوتا ہے اور شکل اوسکی یہ ہے کہ اگلا
دھڑ پچھلے سے کچھ بلند اور زیادہ فربہ ہے اور سارا بدن پشم سے بھرا رہتا ہے خصوص رانون کے نیچے
اتنا لمبا ہوتا ہے کہ زمین تک لٹکتا ہے اور یہان تک گرانبہا اور پسندیدہ ہوتا ہے کہ اوسکی دُم کا چنور
بادشاہون پر جھلا جاتا ہے اور اگرچہ اوسکی مادہ بھی خوبصورت ہوتی ہے لیکن نر کی طرح پشم نہین کہتی ہر
غرض دودھ اس افراط سے دیتی ہے کہ ہندوستان کی چار گائیون کا مقابلہ وہ کرتی ہے اور مایہ اوسکے
دودھ مین اتنا ہوتا ہے کہ اوس سے بہت مکھن نکلتا ہے اور لذیذ ہونے کے سوا برسون نہین بگڑتا
ہے اور اہل تبت برف سے اسکو سخت کر کے دور دور ملکون مین لیجا کر اوسکو بیچتے ہین غرض سب جانورون
سے زیادہ اہل تبت کی خوراک اور پوشاک بھیڑ سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسکا گوشت نہایت لذیذ
اور فربہ نکلتا ہے اور اوسکو سوکھا کے کھانے سے زیادہ تر مرغوب طبع ہوتا ہے لیکن خشک
کرنے کی ترکیب تبت مین سب جگہ سے علحدہ ہے اور اوسمین نہ نمک نہ آگ نہ دھوپ کا کچھ دخل
ہے فقط ٹھنڈی ہوا مین ٹکڑون کو وے لٹکاتے اور سوکھاتے ہین اور یہ اثر اوس ترکیب کو ہی
کہ برسون گوشت نہین بگڑتا اور جب پکایا جاتا ہے تازے گوشت سے زیادہ مزہ دار ہوتا ہے *
پشم اس جانور کا نہایت باریک و نرم اور آب و تاب اور چمک دمک کا ہوتا ہے اور گرمیون کی
پوشاک تبتیون کی اوسکی بنتی ہے اور جاڑون مین اوسیکا چمڑا پشم سے بھرا ہوا ملبوسات مین خرچ ہوتا ہے
غرض تبت کی بکریون کے پشم سے شال دوشالہ اور کشمیر کا عمدہ پشمینہ سب بنتا ہے اور بڑے
دامون کو بکتا ہے اور ہندوستان کی بکریون سے اونسے قد و قامت شکل و صورت مین اسقدر
فرق ہے کہ تبتی بکریون کا پشم مثل ریشم کے لچھے کے سارے بدن مین افراط سے ہوتا ہے غرض وہ
پشم جس سے کشمیر کا دوشالہ بنتا ہے وہ مثل سیمل کی روئی کے پھائے کے بڑے بڑے بالون کے نیچے

روئینکی طرح رہتاہے جسطرح سے پرندون کی بڑے پرونکے نیچے قریب جلد کے روئم ہوتاہے اور بعض انگریزون
نے قصد اس جانور کو انگلستان مین لیجانے کا اور ہندوستان مین پالنے کا کیا لیکن سمندر کی ہوا اور ہندوستان
کا موسم گرما اوسکی طبیعت سے ناموافق ہوا اور بعض کا پشم گر پڑا اور بعض کو خارشت نے مار ڈالا الغرض
اسکے روئین کی تجارت سے اہل تبت کو بڑا فائدہ ہوتاہے مگر اون سے زیادہ کشمیر کے پشمینے
والون کے ہاتھ چڑھ رہتاہے ٭ مشک بھی افراط سے یہان میسر ہوتاہے اور حالانکہ خاص
ملک ختن کے بعض صوبون مین وہ ہرن ہاتھ آتاہے جس سے مشک ملتاہے لیکن تبت بزرگ کے
پہاڑون مین اس جانور کی سکونت اصلی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہان پر مشک افراط سے اور سب جگہ
سے بہتر ملتی ہے غرض اس جانور کا احوال چونکہ پہلی جلد کے دوسرے دفتر مین راقم نے تفصیل وار لکھاہے اس
لحاظ سے دوبارہ صرف اسیقدر اشارہ کافی ہے کہ اس ملک مین بھی وہ پیدا ہوتاہے اور مشک کی
فروخت سے تبت کا بازار گرم رہتاہے ٭ خداوند مطلق کی حکمت امد کریمی ہر مقام پر اسطرح سے
دیدۂ عقل پر جلوہ گر ہے کہ کیسی ہی کور باطن کیون نہووے تو کیا معنی کہ اوسکے کارخانے کے
ایک ذرے کو دیکھکر جل جلالہ وجل شانہ نہ پکارے اور راقم کو اکثر اوقات فقط اسی خیال مین گھڑیون
حیرت رہی ہے کہ وہ کون انسان بدتر از حیوان ہین جو عالم اور فاضل کہلاتے ہین مگر یہان تک
کرجاتے ہین کہ دہر کو قائم کرین اور اس جہان ذی شایان اور بے پایان کی بنیاد کو اتفاق اور امکان
اور حسن اتفاق پر مبنی کرتے ہین اور اسطرح سے بہت سا کفر بکتے پھرتے ہین اور چونکہ محض بے ٹھور
ٹھکانے اور بعید القیاس باتین کرتے ہین جہال کے نزدیک عاقل اور فاضل بنجاتے ہین کیونکہ
قاعدہ عوام کا ہے کہ جو بات اونکی سمجھ مین نہین آتی ہے نہایت معقول ٹھہرائی جاتی ہے غرض
اس مقام پر یہ جملہ معترضہ راقم کو اسلیے سوجھا کہ تبت کی سرزمین مین قابلیت زراعت کی جسقدر کم ہے
اوسیقدر عوض مین جانورون اور معدنیات کی افراط ہے اور اسیطرح سے ہر ملک کے لوگونکو پروردگار
نے اگر بعض بخششون سے محروم رکھا تو اونکی جگہہ مین اور کچھ ایسا عنایت کیاہے کہ عوض
معاوضہ ہوگیاہے چنانچہ تبت مین نمک معدنی اور سونا و چاندی اور لوہا اور تانبا اور سیسہ وغیرہ

اور شنجرف پیدا ہوتا ہے اور سہاگا افراط سے ملتا ہے مگر سب معدنون سے زیادہ تانبے
کے معدن بہت کھودے جاتے ہین کیونکہ تانبے کا خرچ دیوارون مین واسطے ظروف پوجا اور
بتون کے بہت ہے اور عوام الناس بھی مثل ہندون کے اسکو سب معدنیات سے زیادہ پاک سمجھتی ہین
+ ٹیشو لومبو سے پیندرہ روز کی راہ پر ایک بہت بڑی جھیل دس بارہ کوس کے عرصے مین ہے
اور اوس جھیل مین یہ بات عجیب ہے کہ تھوڑے پانی مین کنارون کے قریب افراط سے سہاگا ملتا ہے
مگر گہرے پانی مین ایک قسم کا نمک اس افراط سے ہوتا ہے کہ تمام تبت اور اطراف کے ملکون
مین خرچ کیا جاتا ہے اور کبھی کم نہین ہوتا ہے بلکہ سالہای سال کے خرچ پر بھی ظاہر یہی ہوتا ہے
کہ دن بھر مین جسقدر ذخیرہ سہاگا اور نمک کا خالی ہو جاتا ہے اوسیقدر رات بھر مین آنکر موجود ہو رہتا ہے
اور بروایت کپتان ٹرنر صاحب کی جو کمپنی بہادر کیطرف سے سفیر ہو کر تبت مین گئے تھے یہ ہے
کہ یہہ دونون چیزین کسی اور جگہہ بر تبت مین نہین پیدا ہوتی ہین + انگریزون نے اکثر قصد کیا ہے
کہ لامہ گرو سے ربط بڑھا کر اوس ملک مین اپنی کوٹھیان بناوین اور تجارت کی راہ پیدا کرین اور اس
ارادے سے سنہ ۱۷۷۴ اور سنہ ۱۷۸۳ مین اونھون نے سفیر بھیجا لیکن نیپالیون کی یورش سے
پیچ پڑ گیا بالفعل جب لامہ گرو پایہ تخت چین مین فغفور کین لونگ کی ملاقات کو گیا اور وہین سیتلا مین
مر گیا جیسا کہ اس جلد مین ذکر ہوا ہے تب انگریزی سفیر جناب بوگل صاحب نے لامہ گرو کو ایسا ایسا
باغ سبز انگریزون سے محبت رکھنے مین دکھلایا کہ جب فغفور نے اپنے گرو سے پوچھا کہ آپ کی جو
خواہش ہے فدوی حاضر کرنے کا صرف حکم کا متوقع ہے تب لامہ نے کہا کہ انگریزون سے اور
آپ سے اگر دوستی ہووے تو بہتر ہے اور ہم یہی چاہتے ہین کہ آپ ہندوستان کے گورنر
جنرل کو شقہ لکھیے اور وہان کے سفیر کو جسکو ہمنے کان ٹان کی راہ سے بلوایا ہے اوسکی آپ
عزت کرین اور باب محبت کو وا کرین چنانچہ فغفور نے اپنے دین کے مرشد کی بات کو قبول کیا
لیکن بوگل صاحب کے پہنچتے پہنچتے لامہ گرو نے جو ادھر انتقال کیا تو وہ بات ویسی ہی رہ گئی
الغرض بالفعل دو تین انگریز گئے ہوے ہین کہ لامہ گرو سے دوستی رکھکے راہ و رسم انگریزون کے

ساتھ پیدا ہووے خدا اونھین صحیح و سالم و بامراد پھیرے کیونکہ درمیان تبت اور ممالک سرکار انگریزی
سے کے بڑی تجارت ہو سکتی ہے + تبت کے باشندے سلیم اور حلیم اور مسافر پرور ہوتے ہین لیکن لاماؤن
نے اون بیچارون کو ایسا احمق بنا رکھا ہے کہ جو صفتین متعلق علم سے ہین وہ نہین پائی جاتی ہین
ہر ملک مین جدا جدا دستور آپس کے سلام علیک کا ہے علی ہذا القیاس تبت مین بھی یہ دستور ہے کہ جب
کوئی کسی کے یہان جاتا ہے یا خط بھیجتا یا راہ گھاٹ مین ملتا ہے تو ایک سفید ریشمی رومال کی تواضع
کرتا ہے فی المثل خطوط رومال مین لفافہ کے عوض لپیٹ کر بھیجے جاتے ہین اور جواب اوسکے
اوسیطرح پر آتے ہین اور مکان پر یا راہ گھاٹ پر ملاقات ہونے سے رومالون کا عوض معاوضہ
دوستون مین ہو جاتا ہے اور یہان تک اس رسم کی ادا کا خیال خاص و عام کو رہتا ہے کہ اگر کبھی
اسکا سہو ہووے تو نوبت لڑائی کی پہنچے غرض اس رسم کے حال پر ہنسنا نہ چاہیے کیونکہ قاعدہ
ہے کہ کہین کی صفتین اپنے یہان معیوب ہوتی ہین اور اپنے یہان کی نیک باتین اور ملکون مین
قابل نفرین کے ہوتی ہین چنانچہ اسکی دو ایک نقلین اس مقام پر درج کرنی بیجا نہین معلوم ہوتی ہے
بحر شمال مین اہل جزائر کا قاعدہ ہے کہ ملاقات کے وقت ایک شخص دوسری کے پاؤن کو
اوٹھا کے اپنے منہ مین رگڑتا ہے اور کسی جگہ پر لوگ ناک لڑاتے ہین اور افریقیہ مین بزرگ اپنے
خرد کے کپڑے کو اپنی کمر مین لپیٹنا شروع کرتا ہے اور ایک جزیرے کی عورتین بزرگ کو سلام کرتی
الف ننگے ہو جاتی ہین گویا بے ستری علامت خردیت کی ہے اور قدیم الایام مین فرنگ کے
لوگ اپنے سر کا مٹھی بھر بال نوچ کے سلام علیک کے وقت دوست کے روبرو بطور نذر رکھدیتے تھے
علی ہذا القیاس جسطرح سے قواعد صاحب سلامت کے سب جگہ جدا ہوتے ہین اوسیطرح سے
طریق کھانے پینے کے بھی اکثر جگہ جدا ہوتے ہین چنانچہ بحر ہند مین ایک قطار جزائر کی ہے
جہان کے لوگ جب ارادہ کھانا کھانے کا کرتے ہین تو گھر کے تمام دروازے بند کرکے کسی
اندھیری کوٹھری کے کونے مین جا بیٹھتے ہین اور ایسا اتفاق برسون مین ایک آدھ دفعہ ہوتا
ہوگا کہ دو تین دوست ملکر ہم طعام ہووین اور اسیطرح سے اوس جزیرے کے لوگ جنکا ذکر صدر مین

ہوتا ہے کہ عورتین ننگی مادرزاد ہو جاتی ہین غذا کے وقت جداجدا خوان لیکر اور ایک دوسرے سے
پشت پھیر کر تناول کرتی ہین یہان تک کہ دو بھائی یا دو بہن یا مان بیٹی بھی کبھی ایک خوان مین
نہین کھاتی ہین اور ایک قوم امریکا مین صاحب خانہ ضیافت کے وقت برابر اپنے دوستون کو بھی کہتا
رہتا ہے کہ آپ سب کھائے جائیے کھائے جائیے مگر خود ایک نوالہ مُنہ پر نہین رکھتا ہے اور
ایک اور ملک مین داعی طعام کے وقت بیٹھا گایا کرتا ہے اور اگر کسی تاتار کا دوست شراب پینے سے
انکار کرے اور پہلے انکار کرنے کا گویا اونمین قاعدہ کلیہ ہے تو داعی اوسکا کان پکڑ کر جب تک
نہ پیئے بے تکلف ملتا ہے اور جب وہ پینا شروع کرتا ہے تو وہ اوسے پیالہ حوالہ کرکے مدعو کے
سامنے ناچنا شروع کرتا ہے اور اوسکے قریب کے ایک ملک مین داعی بڑا سا ٹکڑا گوشت کا
کاٹ کے مدعو کے مُنہ مین بھرتا ہے اور جو کچھ مُنہ کے باہر رہتا ہے اوسکو خود کاٹ کر
کھاتا ہے مگر سب سے بیہودہ دستور دنیا کے پردے پر اُنھین لوگون مین جاری ہے چنانچہ جب
داعی اور مدعو ایک کوٹھری مین جہان غذا رکھی رہتی ہے جاتے ہین تو داعی کے گھر کے لوگ
باہر سے آنچ لگا کر اوس کوٹھری کو مثل تنور کے گرم کرتے ہین اور جیون جیون وہ بیچارہ کھائے
جاتا ہے تیون تیون داعی اوسکے مُنہ مین ٹھونستا چلا جاتا ہے اور باہر کی آنچ بھی رفتہ رفتہ زیادہ
کی جاتی ہے آخرش مارے حرارت کے مدعو کو قے ہو جاتی ہے اور وہ امان مانگنا شروع کرتا ہے
مگر اوس سے کچھ فائدہ اوسے نہین ہوتا ہے کیونکہ داعی باانیہمہ کھلائے چلا جاتا ہے
الحاصل جب تین چار دفعہ اسیطرح سے اوسے قے ہو جاتی ہے تو ہدیہ اور تحفہ داعی کو قبول
کرکے اپنی جان چھوڑاتا ہے ۔ الغرض ظاہر ہے کہ ہر ملکے و ہر رسمے مگر ایک دستور
تبتیون مین عجیب و غریب قابل نفرین سب کے ہے کہ انسان مین تو کیا اکثر حیوانون مین بھی وہ
روا نہین ہے چنانچہ تبت مین پانچ سات بلکہ کبھی کبھی دس بارہ مردون کے حصے مین ایک ہی
عورت رہتی ہے اور وہ زنکہ سب کی جورو کہلاتی ہے اور اکثر یہی ہے کہ پانچ سات سگے
بھائیون مین وہی ایک عورت سب کو حلال ہوتی ہے اور اسی ساجھے مین جو لڑکا پہلے پیدا

ہوتا ہے بڑے بھائی کا جنا کہلاتا ہے اور دوسرا لڑکا دوسرے بھائی کے ذمے کردیا جاتا ہے اور تیسرا تیسرے کے سر پڑتا ہے غرض اسی حساب سے لڑکون کی تقسیم ہو رہی ہے اور اس شراکت مین کمال بے تکلفی ہوتی ہے اور سبب اس دستور کا یہہ ہے کہ تبت کی سرزمین مین اناث کی قسم کم ہوتی ہے اور اس سبب سے ہر مرد کے حصہ مین ایک عورت نہین آسکتی ہے اور حالانکہ یہ امر واقعی ہے کہ جہان پانچ بیٹے پیدا ہوتے وہان ایک بیٹی پیدا ہوتی ہے لیکن تاتار کے اکثر ملکون مین بھی زن و مرد کی پیدائش کا حال اسیطور پر ہے مگر ایسا دستور بجز تبت بزرگ اور ملک بھوٹ کے شمالی پرگنون کے جہان بسبب تبت کی قربت کے یہ گندہ بو جا پونہچی ہے کسی دوسری جا پر جائز نہین ہے اس سبب سے غالب ہر کہ اونکی جبلت مین عدم نفسانیت ہے تبتی غربا کے مُردون کی بڑی خرابی ہوتی اور لاشون کی یہ بُری نوبت پہنچتی ہے کہ اوسکی یاد پر طبیعت نفرت کرتی ہے چنانچہ جناب ٹرنر صاحب نے ٹشو لومبو کے خانقاہ کے قریب اوس جگہ کو دیکھا ہے جہان غربا کے مردے ڈالدیے جاتے ہین اور اونکا بیان ہے کہ وہ ایک گڑھا بہت گہرا اور چوڑا ہے اور اوسکی ایک پہلو پر ٹیلہ اور تین طرف اونچی دیوارین ہین اور منہ غار کا کھلا رہتا ہے تاکہ مردہ خور پرندے اور درندے بسہولت اوسمین جاوین اور مردون کو کھاوین اور جب کوئی عزیز مرجاتا ہے اوسکے دوست آشنا بھائی برادر اوسیطرح سے بے نہلائے کفنائے یا ورکچھ تکلف کیے اوسی غار مین لاش کو پھینک کر چلے آتی ہین اور صرف اوسی شخص کی لاش کو جو بہت عزیز ہوتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر اوس غار مین ڈال دیتے ہین تاکہ فوراً کئی قسم کے جانورون مین وہ تقسیم ہوجاوے اور کسی عضو کو پرندہ اور کسی کو درندہ کھاجاوے تاکہ مردے کو ثواب ہووے اور عالم تناسخ مین کسی اچھی چیز کا چولا اوسے ملے غرض لاماؤن کے لیے یہ ذلت نہین ہے مگر اونمین بھی جو دو تفریق ہین اونکی لاشین دو طرح سے سنتی سنواری جاتی ہین چنانچہ جو لامہ جب کہ ہو تو گیشو اعنی بودھہ کے اوتار کہلاتے ہین اور جیسے ہندوستان کے راجے رجواڑے ہوتے ہین ویسی ہی یہ لوگ صاحب ملک اور خزانہ مثل بادشاہ کے ہوتے مگر

تمام لامہ گرو کے تابعدار اور باجگذار سمجھے جاتے ہین اونکی لاشون مین محفوظیت کے لیے مصالح بھرا
جاتا ہے اور حسب مقدور چاندی یا سونے کے تابوت مین بند ہوکر خانقاہ کے اندر جو مکان اس مصرف
کے لیے رہتا ہے اور بڑا معبد کہلاتا ہے وہان بہت تکلف کے ساتھ اورون کی پرستش کے
لیے وہ رکھدی جاتی ہے اور دوسرے درجے کے جو لامے ہین اونکی لاشون کو جلا کر خاک کرتے
ہین اور بودھ کی مٹی کی مورتون مین اوسے بھر کر معبد مین رکھہ دیتے ہین + تبت کے باشندون کی
دو قسمین ہین ایک وہ جو لامہ کہلاتے ہین اور بجز پوجا اور مکر کرنے اور غذای لطیف کھانے اور
سورہنے کے اور کام نہین جانتے ہین اور دوسرے قسم کے عوام الناس جو کھیتی کرتے اور
بھیڑی بکری پالتے ہین اور تجارت اور نوکری چاکری کرتے ہین + شہر لاہسہ کے قریب ایک پہاڑ
پر بہت عالیشان خانقاہ ہے جسمین لامہ گرو بہت شان وشوکت کے ساتھ رہتا ہی اور اوسکے
دربار کی یہہ صورت ہے کہ ایک مسند تکلف پر دہنے ہاتھہ مین عصا لیے لامہ گرو پلتھی مارے
تمام روز اور نصف رات تک ہمیشہ بیٹھا رہتا ہے اور چہار طرف کے لوگ دور دور ملکون سے
آتے ہین اور یہہ سمجھکر اوسکو سجدہ کرتے ہین کہ بودہ کا وہ اوتار ہے یعنی وہ دیوتا اوسی روپ سے
بالفعل جلوہ گر ہے غرض تعظیم کسیکے لامہ گرو نہین کرتا اور شاہ وگدا کو ایک آنکھہ سے دیکھتا ہے
اور فغفور کو بھی مثل اورون کے ناچیز سمجھتا ہے غرض اتنا فرق کرتا ہے کہ جب فغفور یا بڑے
رتبے کے لامہ یا اقوام تاتار کے سردار عالی وقار آنکر سجدہ کرتے ہین تب اونکے سر پر ہاتھہ رکھکر
دعا دیتا ہے غرض ان لوگون کے سوا اورون کے سر سے سجدے کے وقت صرف عصا کی
نوک چھلا دیتا ہے + لامہ گرو کے مرنے پر یہہ بات مشہور ہوتی ہے کہ بودھ نے ایک چولا
چھوڑ دیا اور کسی دوسرے کو اختیار کیا تب ہوتوکتو یعنی بڑے لامہ سب جمع ہوکر لامہ گرو کے
چیلون سے ایک لڑکے کو انتخاب کرتے اور قائم مقام بناتے ہین اور لوگون کو کہتے ہین
کہ اوسمین چند علامتین ملی ہین جنسے معلوم ہوا کہ بودھ نے اس بچے کے تن کو اپنے انس سے
مشرف کیا ہے غرض یہہ فقرہ عوام کے بہلانے کے لیے طیار ہوتا ہے لیکن حقیقت یہہ ہے

کہ موافق وصیت کے یہ امر وقوع مین آتا ہے اور سب چیلون مین جو بڑا عزیز ہوتا ہے
اوسی کو یہ درجہ ملتا ہے جب مغل تاتار کا دور ختا مین ہوا تب لامون کو بڑا دخل ہوا
اور قبلا خان کا گھرانہ جب تک کہ ختا مین رہا کسی طرح کا تنزل انکے رتبے مین نہ آیا لیکن جب
مغل کے خاندان سے ختا چھین گیا اور ملکی بادشاہون کا حکم پھر جاری ہوا تب بودھ کے
پوجاریون پر بھی ختاییون کا غضب نازل ہوا اور مغلون کے ساتھ انکو بھی جان لیکر بھاگنا
پڑا غرض جب مانچو تاتاریون نے ملکی فغفورون کا تخت چھین لیا تب پھر لامون نے چین
مین چین کرنا شروع کیا اور اب بہت عزت کے ساتھ اونکی اوقات کٹتی ہے اور باوجودیکہ لامون
کو ہر طرح کے عیش اور لذت دنیوی سے پرہیز کرنا ہوتا ہے اور اچھا کھانا اور پہننا اور جورو
کرنا حرام ہے اور فقط نماز و روزے سے اونہین کام ہے لیکن ناموری کا شوق اور خلائق
کو اپنے روبرو ہر وقت سربسجود دیکھنے کی آرزو ویسی ہے کہ فقط اسکی یاد اونہین مقصود اور ترک
لذات ظاہرا منظور ہوتی ہے اگرچہ فغفور مذہب کے سبب سے لامہ گرو کا مطیع ہے لیکن
اپنے معتمدون اور جاسوسون کو ہمیشہ اوسکے دربار مین متعین رکھتا ہے اور جب کوئی امر خلاف
طبیعت کے واقع ہوتا ہے فورا اوسکا تدارک اور امور دینی اور دنیوی مین فرق کیا جاتا ہے
اور لامہ گرو ہر سال فغفور کو باج اور پیشکش کے طور سے سونے اور تانبے کے پوتلے بودھ
کی مورت کے اور مشک اور عنبر اور مونگا اور جواہر اور پشمینہ اور عمدہ تلوارین بھیجتا ہے
اور ان تحائف کے ساتھ گنگا پانی بھی جاتا ہے کہ گہرون مین فغفور ختا کو خطاؤن سے
پاک کرنے کے لیے ارسال ہوتا ہے فقط

آٹھوان باب

تھامی کی بادشاہت کا احوال

ولایت ختا سے ایکسو پینتیس ۱۳۵ کوس مغرب پر یہ طبقہ لذت دنیوی سے بھرا واقع ہے اور اگرچہ
طول و عرض اسکی زیادہ نہین ہے لیکن جس قدر ہے باغ و بوستان پر شجر و ثمر ہے اور باوجودیکہ

دو پہلو پہاسکے گوبی کا صحرا ایک ریگستان لق و دق ہے مگر اسکی سرزمین مین تمام دنیا کی
خوبیان جمع ہین یہان تک کہ نمونہ ارم ہے اور اس سے زیادہ نہ اس سے کم ہے اور ایسی
جگہ پر فضا جو دشت کف دست کے قریب واقع ہے تو گویا اوسکی سیر حاصل کرنے کے
لیے پروردگار نے آس پاس کے ملبون سے اخلاط صالح کو نکال لیا اور اسمین داخل کیا ہے
اس جہت سے وہ سب ریگستان ہو گئے اور یہہ بہشت شداد کو شرمندہ کرنے کے لیے
پیدا ہوا الغرض اس ملک مین اناج اور میوجات کے اقسام افراط سے ہین اور جو چیز وہان پیدا
ہوتی ہے لذت اور تازگی کی جو بات چاہیے اوسمین پائی جاتی ہے چنانچہ انار اور انگور کابلی
اور کشمیری مشہور ہین اور شفتالو اور خربوزے ہندوستان کے اور کولے سلہٹ کے اور سنگترے
کے یکتا اور بے ہمتا کہلاتے ہین لیکن جو ذائقہ انھین میوون مین چامی کے ملک مین ملتا ہے
وہان نہین پایا جاتا ہے جس خطے مین کہ مخصوص یہ میوجات پیدا ہوتے ہین اور فغفور کے
خاصہ کے لیے یہان کا چانول اور خربوزہ ہیتہ جاتا ہے اور خربوزے مین یہ تکلف ہے کہ
اوسے خشک کرکے لوگ رکھتے ہین اور جاڑون مین مثل خشک مربے کے کھاتے
ہین اور آب و ہوا مین یہ کیفیت ہے کہ شبنم اور کوہاسا کبھی دیکھنے مین نہین آتا ہے اور
برسات فقط نام کے لیے ہوتا ہے اور اسپر بھی زرخیزی بشدت ہے اور بارہ مہینے ایک
ہوا خوشگوار بہتی رہتی ہے اور آندھی طوفان اور زلزلہ و سیلابی کی صورت کبھی دیکھنے مین نہین
آتی ہے اور جانور ہر طرح کے پرندے اور پرندے اور پشمین بکری اور دنبے کثرت سے
ہین اور معدنیات اور جواہرات کے اقسام ہین خصوص سونا بہت کھرا اور آب و تاب کا ہیرا
اور ریشم رنگین اور قیمتی ملتا ہے حالانکہ کمتر دیکھنے مین آتا ہے کہ جو زمین نباتات مین سیر حاصل
ہوتی ہے وہ معدنیات مین افراط کامل رکھتی ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ حیوانات اور نباتات
اور معدنیات کی برکت اور آب و ہوا کی لطافت اور ساری جہان کی کیفیت یہان موجود ہے
اور باشندے اس ملک کے بہادر اور شہ زور اور محنت کش ہوتے اور سپاہگری کے فن

جلد حاصل کرتے ہین لیکن حیف ہے کہ اتنے عقلیون مین ایک عیب ایسا اونمین ہو جو کہ ساری صفتین اونکی خاک مین ملجاوین چنانچہ تلوّن مزاج مین اسقدر ہے کہ دوستی کی امید اونسے نہین کی جاسکتی ہے اور غصے مین جب آتے ہین تو اپنے عزیزون کے سر کاٹ لینے مین تامل نہین کرتے ہین ٭ اس ملک مین فقط ایک شہر پایۂ تخت سلطان ہے لیکن قصبے اور موضع مثل شہرون کے بہت ہین اور تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۹ مین قبل حضرت عیسیٰ کے اس ملک کے بادشاہ نے تحائف اور سفیر فغفور کے حضور مین بھیجا اور تلوار پیش کیا یعنی شہنشاہ ختائی کی تابعداری کا طوق گلے مین ڈالا مگر جسوقت چو کا گھرانہ کمزور ہوا اور سلاطین نے چارون طرف سے بلوا کیا حامی کے ملک پر اقوام ہن کے ایک فرقے کا دور ہوا غرض اسیطرح سے ہمیشہ رہا ہے اور جب فغفور کی حکومت مین تنزل واقع ہوتا تھا حامی کا ملک پھر چھین جاتا تھا اور جب اونکے بازو مین زور ہوتا تھا اوسکا عمل بدستور سابق ہوتا تھا اور جب اسلام کا نشان ایران اور ترکستان وغیرہ مین بلند کیا گیا گوبی کا صحرا اونکے دخل مین آیا اور حامی کا ملک بھی اونکے قبضے مین گیا مگر جب قبلا خان نے ختن کے تاج کو اپنے سر پر رکھا یہ ملک داخل صوبجات چین کے ہوا مگر سنہ ۱۳۰۶ع مین مملکت ختا سے جدا ہوکر وہان ایک سردار بلقب بادشاہ فغفور کیطرف سے مقرر ہوکر ختا کے باجگذارون مین داخل کیا گیا لیکن سنہ ۱۲۸۰ مسیحی سے ایسی بدانتظامی شروع ہوئی کہ آخر کو تاتار کی ایک قوم اوس ملک پر قابض ہوئی حاصل کلام سنہ ۱۶۹۶ع سے فغفور کانھی کے وقت مین جو یہ ملک ختا کے باجگذارون مین شامل کیا گیا تو اب تک وہی علاقہ باقی ہے فقط

نوان باب

لوچو کے جزائر کا احوال

چھتیس جزیرے جو کوریا اور فارموسا اور جاپان کے جزائر کے درمیان واقع ہین لوچو کہلاتے ہین اور سنہ ۱۳۷۲ مسیحی مین اوسکا بادشاہ خود بخود فغفور ختا کا تابعدار اور باج گزار ہوا مگر سنہ ۱۲۹۱ مسیحی سے پہلے ان طبقے کا حال ختا مین معلوم تھا لیکن مینگ کے گھرانے کے پہلے بادشاہ نے ایسا سفیر باتدبیر

بھیجا اور اوسنے وہان جاکر اپنے خاوند کا پیغام اس خوبی سے ادا کیا کہ قوبچوکا بادشاہ نہایت خوش
ہوا اور فغفور کو خراج بھیجا چنانچہ اب تک نذرانہ اون چیزونکا جو ختا مین کمیاب ہین وہان سے آیا کرتا ہے
اور پانچو تاتار کے گھرانے کے پہلے بادشاہ نے مہر اور لقب شاہ باجگزار کا وہان کے والی کو دیا تھا
ان جزیرون کے باشندے بت پرست ہین اور نوسو برس سے بودہ کا بھی مذہب چین کے وسیلے
سے وہان پہنچا ہے چنانچہ تجہیز و تکفین کے باب مین مثل ختائیون کے بہت دھوم دھام
ہوتی ہے لیکن لاش کو یہ آگ جلاتے ہین علاوہ اسکے کئی دستورات ختا کے مثل کثیر الازدواجی
وغیرہ کے جاری ہین اور چونکہ جاپان کی پادشاہت کے قریب کئی جزیرے متعلق اسکے واقع
ہین وہان کی زبان اور رسومات مین باتین اوس مملکت کی ملتی ہین غرض علوم اور فنون کی کتابین
ختائی زبان مین جاری ہین اور اسکے سلطان کی آمدنی بہت اچھی ہے کیونکہ معدنیات گندھک
اور تانبے اور رانگے کے اوسکی عملداری مین موجود ہین اور اجناس تجارت کے محصول سے اوسے
فائدہ کثیر ہے کیونکہ کئی اقلیم کے سوداگر وہان آن کر خرید و فروخت کرتے ہین * ان جزیرون
کے رہنے والے خوش طبع اور ناچ رنگ کے شائق ہین اور چونکہ مصیبت کے صدمے کو
بسبب خلقت بشاش کے بخوبی برداشت کرتے ہین قتل نفس کم امر ہے وہان کوئی وقعت ہی نہین
القصہ یہ سب ملک جنکا احوال اس دفتر مین لکھا گیا ہے تابعدار اور باج گزار فغفور کے ہین
اور اس تذکرہ مختصر کے ملاحظے سے بھی سب پر یہ ظاہر ہووے گا کہ کس پایہ کا وہ بادشاہ ہے
جسکا فرمان اتنے دور مین جاری ہے * واضح ہو کہ تاریخ مملکت چین باوج و تمکین نامور بروے
زمین اسیقدر ہے جو اس ہیچدان خوشہ چین مورخان مقتدر دودمان ناواقف لطائف سخن
جمس کارکرن بعد نہایت کوشش و محنت کے اب خدمت مین جمیع ارباب فضل و کمال کے
پیش کرتا ہے اور اس خون جگر کے عوض مین اوسنے یہی چاہتا ہے کہ جو نقص و قصور اس
تاریخ ختا پر خطا اسم بامسمی مین پایا جاوے وہ نظر عطا سے
معاف ہووے *

ابیات للمؤلف

عش سے امید ہے کہ تا دم حشر
ان سے ہے نوبہار باغ سخن
لاکھ عیبوں کو جی سے دھوتے ہین

قدردان سخن رہین مسرور
رہین بھرے وصف نیکوئی سے
اک ہنر پاکے شاد ہوتے رہین

کہ یہ ہین آبیار باغ سخن
پاک ہین عیب جوئی سے
اس جہان کو قیام ہو جب تک

رہین قائم جہان مین یہ تب تک

خاتمۃ الطبع

لآلی متلالی آبدار خاتمہ برآمدہ دست وقلم دریای فکر زخارِ معرکہ سخن را مقدمۃ الجیش مولوی فدا علی عیش

وہ چہ رنگین برآمد از قلمش | گل بستانِ عیشش باید دید

آئند نوین معشوقہ دلفریب وشاہد با حسن و زیب غیرت لعبتان خلخ وچین غارتگر متاع دل ودین یعنی کتاب لاجواب تاریخ چین کہ سابق ازین بدستیاری قلم بہزاد رقم معنی آفرین ہر علم وفن مین مشاق صاحب والاشان جمیز کارکرن صاحب مصنف جوہر اخلاق زبان انگریزی سے بعبارت اردو عام فہم بکمال فصاحت وبلاغت موافق روزمرہ اردوے معلی حضرت ہند ترجمہ ہوئی تھی اب نیور طبع سے ہر بہنت ہو کر زیب آغوش شائقان فن تاریخ ہوئی سبحان اللہ عجب کتاب نایاب ہے ہر فقرہ دلفریبی مین لاجواب ہے آئین حال شاہان ختا کا اس حسن کے ساتھ لکھا ہے کہ دیکھا نہ سنا ہے سواد حروف کو مشک ختن کہنا سراپا خطا ہے ہان اگر نگارخانہ چین کہیے تو زیبا ہے ہر ورق اسکا قدر شکن چینی پرند ہے اور ہر صفحہ چادر ارژنگ سے ہم پیوند ہے مطبع بمثیل آسمان اوج فضل وکمال معروف نزدیک ودور منشی نول کشور صاحب سلمہ اللہ الواہب مین حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر مشہور دیار وامصار ہوئی بہمہ وجوہ زیور خوشخطی سے محلی ہو کر طیار ہوئی ارباب فن تاریخ کہ مرہین جلد تشریف لائین اس متاع گرانبہا کو دست بدست بمعاوضہ نقد جان خرید فرمائین اصحاب شعر وسخن نے جو تاریخین لکھین ہین ذیل مین تحریر کی جاتی ہین

ولہ قطعہ تاریخ طبع

منشی نول کشور امیری کہ مثل او | چشم کسی ندید ونہ گوش کسی شنفت
از بسکہ ہست مطبع او غیرت چمن

از شاخ طبع غنچهٔ تاریخ چین شگفت | مانی نقشهٔ سخن و جوهری فکر | نو حسین کشید و ز نظم خوب سفت

بی روی انتظار سن عیسوی‌ش عیش | رشک نگارخانهٔ چین و فرنگ گفت

قطعهٔ تاریخ طبع زاد استاد درس سخن بلند حدیقهٔ شعر و سخن آسمان نازک خیالی راماه دو هفته منشی گوپال

کتابی در او وده اخبار شد طبع
نه هرگز به پیش او دُر ثمین به
گواه گفتن من آسمان بس
برآید از لب روح الامین به
ندانی صنعتش در لفظ چو سنت
اگر صحبت بیا را نازنین به
بسی به گفتم اکنون گویم این بس
ز کاغذ دو ره با عشرت قرین به

گر زوی قند به نی انگبین به
همه تن آنکه به باشد همین ست
جز او چیزی نباشد بهترین به
عروس معنی او در نظرها
چنین شاهد بزلف عنبرین به
نگاتش را ببین از چشم دیگر
بسی بر اهل مطبع آفرین به
تو خواهی تحفه از تاریخ طبعش

دگر از آب و تاب او چه پرسی
نمیگویم چنین به یا چنین به
چه سن در ضمن وصف این صحیفه
چو گرد جلوه گر از حور عین به
جز او دیگر که یار نازنین ست
که از هر چشم چشم دوربین به
دگر جز آفرین هر لحظه هر دم
بیا تا گویمت تاریخ چین به

۱۲..ھ

قطعهٔ تاریخ از طبع رسا منشی گوبند پرشاد فضا

زهی منشی والا دستگاهی
که بهر خاتم دولت نگین ست
ز ذاتش علم را باشد فروغی
که رشک حاتم طائی همین ست

که روشن مثل خورشیدش جبین ست
بود مسند نشین جاه و اقبال
ز فیاضیش استحکام دین ست
چو شد مطبوع از حکمش کتابی

بود در دهر روشن نام پاکش
مکان لطف و احسان را مکین ست
ز جودش باشد این قول زمانه
که از تاریخ نامه خوشتر این ست

فضای زار سال عیسوی گفت | یکی رشک نگارستان چین ست

۱۸۶۵

قطعهٔ تاریخ از نتایج طبع کشاف رموز جلی و خفی میر مؤمن حسین المتخلص به صفی

چه خوش در آمده تاریخ چین لقا لب طبع | گر عیان شد ز نیرنگ نگارخانهٔ چین
بیا وا نرپی تاریخ عیسویش صفی | بگو بمهر رقمش ببین نگارخانهٔ چین

۱۸۶۵ ع

Post Graduate Library
College of Arts & Commerce